سعادۃ الدارین

فی

الصلوٰۃ علیٰ سید الکونین اردو

مصنفہ

علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی قدس سرہ العزیز

مکتبہ حامدیہ
گنج بخش روڈ ○ لاہور

درود و سلام کے موضوع پر علّامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی

کی شہرہ آفاق کتاب

سعادۃ الدّارین

فی

الصّلوٰۃ علیٰ سیّد الکونین اردو

حصّہ اوّل

مصنفہ

علّامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی قدس سرّہٗ العزیز

مترجم

علّامہ مفتی عبد القیوم خان صاحب

شیخ الحدیث مرکزی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

مکتبہ حامدیہ ○ گنج بخش روڈ لاہور

نام کتاب ——— سعادۃ دارین

مصنف ——— علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم ——— علامہ مفتی محمد عبدالقیوم خان صاحب

نظر ثانی ——— محمد انوار الاسلام رضوی

مطبع ——— گنج شکر

سن طباعت ——— سنہ ۱۴۰۹ھ سنہ ۱۹۸۸ء

اشاعت ——— بار اوّل

تعداد ——— ایک ہزار

قیمت ——— روپے

فہرست مضامین

جلد اول ختم

پیش لفظ

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے درود شریف کے حکم کو مطلق رکھا

عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اُکْثِرُ الصَّلٰوۃَ عَلَیْکَ فَکَمْ اَجْعَلُ لَکَ مِنْ صَلٰوتِیْ فَقَالَ مَا شِئْتَ قُلْتُ اَلرُّبُعَ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکَ قُلْتُ اَلنِّصْفَ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکَ قُلْتُ اَجْعَلُ لَکَ صَلٰوتِیْ کُلَّھَا قَالَ اِذًا تُکْفٰی ھَمَّکَ وَیُغْفَرُ لَکَ ذَنْبُکَ۔" (رواہ الترمذی ج ۲ ص ۷۰ مشکوٰۃ ص ۸۶)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ پر درود پڑھتا ہوں تو کتنا وقت آپ کے لیے مقرر کروں فرمایا جتنا چاہو میں نے کہا چوتھا حصہ فرمایا جتنا چاہو اگر درود کا وقت بڑھا دو تو تمہارے لیے بہتر ہے میں نے کہا آدھا وقت؟ فرمایا جتنا چاہو اگر درود کا وقت بڑھا دو تو تمہارے لیے بہتر ہے میں نے کہا دو تہائی وقت؟ فرمایا جتنا چاہو لیکن اگر درود کا وقت بڑھا دو تو تمہارے لیے بہتر ہے میں نے کہا میں سارا وقت درود ہی پڑھوں گا فرمایا تب تو تمہارے غموں کے لیے کافی ہے اور تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔"

مذکورہ حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت ابی بن کعب دُرود شریف پڑھنے کے وقت کا تعین چاہتے ہیں کتنا دُرود شریف پڑھوں اور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جتنا تم چاہو فَاِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ اگر دُرود بڑھا دو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔"

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن حضور علیہ السلام خوش خوش تشریف لائے فرمایا جبریل میرے پاس تشریف لائے اور کہا آپ کا رب فرماتا ہے۔

اَمَا يُرْضِيْكَ يَا مُحَمَّدُ اَنْ لَّا يُصَلِّيَ عَلَيْكَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِكَ اِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا وَلَا يُسَلِّمُ عَلَيْكَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِكَ اِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا۔

ترجمہ: اے محمد کیا آپ اس پر راضی نہیں کہ تمہاری اُمت میں سے جو کوئی تم پر دُرود بھیجے میں اس پر دس سلام نازل کروں۔

حضرت فضالہ بن عبید کہتے ہیں نبی علیہ السلام تشریف فرما تھے ایک شخص آیا نماز پڑھی اور دُعا مانگی:

بغیر درود و سلام کے دُعا

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ ، الٰہی مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ رسول اللہ صلے

[illegible] ...ضيت

تَعَجَّلْتَ فَاحْمَدِ اللّٰهَ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ وَصَلِّ عَلَيَّ ثُمَّ ادْعُهُ ، جب نماز پڑھ لے تو بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان اس کی حمد وثنا بیان کر پھر مجھ پر دُرود بھیج پھر اس سے دعا مانگ۔ کہتے ہیں پھر ایک اور صاحب آئے نماز پڑھی اللہ کی حمد بیان کی وَصَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھیجا۔ نبی علیہ السلام نے اس سے فرمایا:

اَيُّهَا الْمُصَلِّيْ اُدْعُ تُجَبْ۔ ترجمہ: اے نمازی دُعا مانگ! قبول ہوگی۔"

(ترمذی، ابو داؤد، نسائی مشکوٰۃ ص ۸۶)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :۔ فرمایا۔

اِنَّ الدُّعَآءَ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَا یَصْعَدُ مِنْهَا شَیْئٌ حَتّٰی تُصَلِّیَ عَلٰی نَبِیِّكَ -

ترجمہ: جب تک تم اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجو بلاشبہ تمہاری دُعا زمین و آسمان کے درمیان مُعلق رہتی ہے۔ اور ذرہ بھر اُوپر نہیں جا سکتی (قبول نہیں ہوتی)

(ترمذی، مشکوٰۃ ص ۸۶)

شیخ محقق کا ارشاد

شیخ اجل اکرم عبدالوہاب متقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسکین (عبدالحق) کو مدینہ طیبہ کی زیارت کے لیے روانگی کے وقت دواع کرتے ہوئے فرمایا۔

یہ بات ذہن میں رکھو اور آگاہ رہو کہ اس راہ میں ادائے فرض کے بعد کوئی عبادت حضور سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کے برابر نہیں ہے تمہیں چاہیئے کہ اپنا سارا وقت اس میں صرف کرو، کسی اور کام میں مشغول نہ ہو۔ عرض کیا۔ کیا اس کے لیے کوئی معین تعداد بھی ہے فرمایا یہاں عدد معین کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس قدر پڑھو کہ ہر وقت اسی سے رطب للسان رہو حتّٰی کہ انہیں کے رنگ میں رنگے جاؤ اور اس میں مستغرق رہو۔

وہ کتنا بدنصیب انسان ہوگا جو صلوٰۃ وسلام سے منع کرے آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو بخیل قرار دیا جس کے سامنے آپ کا تذکرہ ہو اور وہ آپ پر درود شریف نہ پڑھے۔ ارشاد فرمایا :۔

اَلْبَخِیْلُ الَّذِیْ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ -

ترجمہ :۔ بڑا کنجوس وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا۔

(ترمذی، احمد، مشکوٰۃ، ص ۸۷)

اذان کے وقت صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا پس منظر

صلوٰۃ وسلام جب بھی پڑھا جائے باعثِ برکت و فوز و فلاح ہے لیکن اذان کے بعد باقاعدہ طور پر درود شریف پڑھنے کا سلطان الناصر صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ کے دور سے آغاز ہوا۔

امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہٗ "کشف الغمہ عن جمیع الامۃ" میں رقمطراز ہیں:

قال شيخنا رضى الله عنه
لم يكن التسليم الذى
يفعله المؤذنون فى ايام حياته
والخلفاء الراشدين قال كان
فى ايام الروافض بمصر
شرعوا التسليم على
الخليفة ووزرائه بعد
الاذان الى ان توفى
الحاكم بامر الله وولوا اخته
فسلموا عليها وعلى وزرائها
من النساء فلما تولى الملك العادل
صلاح الدين الايوبى فابطل
هذه البدع وامر المؤذنين
بالصلاة والتسليم على رسول الله
صلى الله عليه وسلم بدل ذلك اثبته

ترجمہ: ہمارے شیخ نے فرمایا مؤذن جس طرح درود و سلام پڑھتے ہیں نہ حضور علیہ السلام کے دور میں تھا نہ خلفائے راشدین کے زمانہ میں۔ فرمایا۔ روافض نے مصر میں اپنے دورِ حکومت میں اذان کے بعد خلیفہ اور اس کے وزیروں پر سلام پڑھنا شروع کر دیا یہاں تک کہ الحاکم بامر اللہ کے مرنے کے بعد لوگوں نے اس کی بہن کو والی بنا لیا اور اس پر اور اس کی خواتین وزیروں پر سلام پڑھنے لگے۔ جب بادشاہ عادل صلاح الدین ایوبی برسرِ اقتدار آئے، ان بدعتوں کو ختم کر کے ان کی جگہ تمام شہروں اور دیہات کے مؤذنوں کو نبی علیہ السلام پر درود و سلام پڑھنے کا حکم دیا سو

واستبها اہل الامصار والقری فجزاہ اللہ خیرا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے"
قدرے لفظی تبدیلی کے ساتھ یہی بات حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ نے تاریخ الخلفاء میں لکھی ہے۔ دیکھو صفحہ ۳۰۸ طبع کراچی نیز القول البدیع للسخاوی۔

سوال اذان سے پہلے درود و سلام بدعت ہے اس لیے کہ پہلے پڑھنے کا ثبوت نہیں؟

جواب پھر تو نماز میں یا دو ایک دوسرے موقعوں پر ہی درود و سلام جائز ہوگا۔ کیونکہ جب کوئی شخص درود و سلام پڑھنا چاہے گا آپ اس سے خصوصی طور پر اسی وقت پڑھنے کا ثبوت مانگیں گے اور چونکہ ہر ہر وقت کا تفصیلی حکم تو صراحۃً بتلانا ممکن نہیں، لہٰذا درود و سلام ان تمام اوقات میں معطل ذنا جائز ہوگا۔ جن کا خصوصی حکم حدیثِ پاک سے معلوم نہیں حالانکہ اس کا اُمت میں کوئی بھی قائل نہیں پس آپ کا ضابطہ خلافِ شرع اور خالص بدعت ہے حق وہی ہے کہ درود و سلام جب پڑھیں حکم قرآن و سُنّت پر عمل ہے اور جب منع کریں قرآن و سنت کی مخالفت، اور بدعت سیئہ ہے نیز یہ سوال صرف درود و سلام پر ہی نہیں ہوگا ہر نفلی عبادت مثلاً نفلی نماز نفلی روزہ، نفلی صدقہ، تلاوت قرآن وغیرہ سب پر یہ جاہلانہ سوال ہوگا کہ اس وقت اس دن حضور علیہ السلام نے یہ کام کب کیا تھا؟ ثبوت لاؤ۔

درود و سلام اور اذان ہم اذان سے قبل درود و سلام پر اصرار و التزام چھوڑ دیتے ہیں اور آپ کے ساتھ مل کر اذان کے بعد درود و سلام پڑھتے ہیں جس کا حکم حدیث شریف میں ہے۔
حضرت عبداللہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا ترجمہ: جب مؤذن کی آواز سنو تو تم بھی

مِثْلَ مَا يَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّهٗ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوۃً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ فَاِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِيْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ فَمَنْ سَاَلَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ

اسی کی طرح کہو پھر مجھ پر درود پڑھو، جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرماتا ہے پھر میرے لیے اللہ سے مقام وسیلہ مانگو، وہ جنت میں ایک ایسا درجہ ہے جو خدا کے بندوں میں سے صرف ایک کے شایانِ شان ہوگا اور مجھے امید ہے کہ وہ (مستحق) میں ہی ہوں جس نے میرے لیے وسیلہ مانگا اس کے لیے میری شفاعت لازم ہوگئی۔ (صحیح مسلم شریف جلد ۱ ص ۱۸۶، مشکوٰۃ ص ۶۵۔)

پھنس گئے عام طور پر یہ واویلا کیا جاتا ہے کہ اذان سے پہلے درود وسلام جائز نہیں حالانکہ یہ انکار بلا دلیل سینہ زوری اور خالص بدعت ہے کہ قرآن کے مطلق حکم کو مقید کرنا ہے مگر اہلِ سنت کو چاہیئے کہ کہیں، چلیے اس حدیث شریف کے مطابق اذان کے بعد ہی درود شریف پڑھا کریں، مگر منکرین حضرات تو کسی اذان کے بعد بھی درود وسلام پڑھنے کا شدت سے انکار کرتے ہیں اور کبھی نہیں پڑھتے معلوم ہوا، پہلے پیچھے کا شور فضول مچا رکھا ہے وہ ہیں ہی درود وسلام کے منکر اور ذکرِ رسول سے الرجک۔

سوال ہم اذان کے بعد درود وسلام کے منکر نہیں، مگر ہم بلالی اذان چاہتے ہیں، یعنی درود شریف دل میں بغیر لاؤڈ سپیکر تم سپیکر پر پڑھتے ہو

اور ہم سپیکری درود شریف سے انکار کرتے ہیں؟

جواب جب بلالی اذان چاہتے ہیں تو حضرت بلال کی طرح بغیر سپیکر کے اذان دیا کریں، انھوں نے کبھی بھی سپیکر پر اذان نہیں دی، اور اگر آپ سپیکری اذان نہیں چھوڑ سکتے تو ہم سپیکری درود و سلام بھی نہیں چھوڑ سکتے۔

سوال یہ سپیکری درود و سلام کب سے نکل آیا؟

جواب جب سے سپیکری اذان نکلی ہے۔ جب سے سپیکری تلاوت و تقریر نکلی ہے۔

سوال ہم تو اذان کے بعد بھی درود ابراہیمی پڑھیں گے۔ کہ حدیث سے یہی ثابت ہے؟

جواب ہم نے آپ کو درود ابراہیمی سے کب روکا ہے مگر یہ جو آپ نے فرمایا کہ اذان کے بعد بھی درود شریف ثابت ہے یہ خالص آپ نے جھوٹ بولا ہے اور جھوٹ بولنا خالص بدعت ہے۔ آپ اذان کے بعد پڑھا جانے والا درود شریف، درود ابراہیمی قیامت تک ثابت نہیں کر سکتے۔ درود ابراہیمی صرف نماز میں افضل ہے اور اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ رہا نماز کے علاوہ، سو تحریر و تقریر دونوں میں نہ تو کسی محدث، فقیہ، مفسر اور مورخ و سیرت نگار نے درود ابراہیمی کا استعمال کیا ہے نہ یہ ممکن ہے۔ تمام امت کے اہل فکر و نظر علیہ عام السلام علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ الفاظ سے درود و سلام پڑھتے اور لکھتے ہیں۔ دنیا بھر کا کوئی اپنے مسلک کا ہی عالم بتا دیں جس نے تحریر و تقریر میں درود ابراہیمی کا التزام کیا ہو۔ کوئی کتاب بتا دیں اور منہ مانگا انعام مجھ سے حاصل کریں۔

سوال تو کیا درود ابراہیمی کی فضیلت کا آپ انکار کرتے ہیں۔؟

جواب جناب فضیلت کا انکار نہیں مگر صرف نماز میں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نماز میں السلام علیک ایہا النبی پہلے آچکا ہے اور قرآن میں درود و سلام

دونوں کا مستقل حکم ہے۔ پس نماز میں دونوں حکموں پر عمل ہو جاتا ہے، مگر نماز کے علاوہ صرف درود ابراہیمی سے قرآنی حکم صَلُّوْا پر عمل ہوگا اور سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا پر نہیں ہوگا جب کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ سے دونوں حکموں پر عمل ہو جاتا ہے۔

یہ من گھڑت درود ہے جی ہاں! اس لیے کہ یہ قرآنی حکم کے عین مطابق ہے صَلُّوْا درود بھیجو! ہم نے کہا اَلصَّلٰوۃُ، سَلِّمُوْا سلام بھیجو ہم نے کہا وَالسَّلَامُ عَلَیْہِ اس نبی پر، ہم نے کہا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ۔ اے ایمان والو! اس نبی پر درود اور خوب سلام بھیجو! ہم کہتے ہیں الصلوٰۃ والسلام علیک یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اے رسول خدا آپ پر درود و سلام ہو۔ بتائیے یہ منگھڑت ہے۔ یا قرآنی حکم کے عین مطابق؟

سوال بنایا تو تم نے ہی ہے۔؟

جواب جب اللہ نے الفاظ مقرر نہیں کیے اور حضور علیہ السلام کے نماز کے لیے درود ابراہیمی بتایا مگر نماز کے علاوہ اس کو متعین نہ فرمایا ہم نے منشأ قرآن کے مطابق پڑھ دیا۔

سوال ہوا تو پھر تمہارا ہی گھڑا ہوا؟

جواب جناب یہ ہمارا گھڑا ہوا نہیں بلکہ یہی مقدس درود شریف ہے جو حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام آپ کی خدمت میں عرض کرتے تھے یہی وہ مقدس درود و سلام ہے جو تمام مسلمانوں میں بمع شجر و حجر مروج و معمول بہ تھا چنانچہ حضرت علی فرماتے ہیں۔ کہ میں مکہ شریف میں حضور علیہ السلام کے ہمراہ شہر سے باہر نکلا۔ فَمَا اسْتَقْبَلَہٗ جَبَلٌ وَلَا شَجَرٌ اِلَّا ھُوَ یَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ۔ سامنے جو بھی پہاڑ یا درخت آتا وہی عرض کرتا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ اے رسول خدا آپ پر سلام ہو۔ (ترمذی شریف۔ دارمی شریف۔ مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۰) سیرت ابن ہشام

صفحہ ۲۳۴ ج ۱۔ البدایہ والنہایہ لابن کثیر صفحہ ۱۳۴ ج ۶۔

سوال پھر یہ تو شجر و حجر کا درود و سلام ہوا؟

جواب شجر و حجر نے ان الفاظ سے سرکار کو سلام کیا جن سے فرشتے اور صحابہ کرام سرکار کی خدمت میں عرض کرتے تھے۔

(۲) شجر و حجر آپ منکرین سے بہتر تھے کہ ذکر رسول کے شیدائی تھے منکر نہ تھے۔ جناب شجر و حجر میں کوئی گستاخ رسول نہیں ہوتا۔ نہ کافر ہوتا ہے۔

(۳) جناب! رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام ان پیارے کلمات کو حرز جان سمجھتے تھے جن سے آج کے بدبخت انسانوں کو نفرت ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب کسی سفر سے واپس آتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر حاضر ہو کر کہتے۔ "السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا ابا بکر السلام علیک یا ابتاہ"۔ یا رسول اللہ! آپ پر سلام ہو۔ ابو بکر! آپ پر سلام ہو۔ ابا جی! آپ پر سلام ہو۔

"کان ابن عمر اذا قدم من سفر اتی قبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا ابا بکر السلام علیک یا ابتاہ"۔ مصنف ابوبکر عبدالرزاق بن ہشام صنعانی (ولادت ۱۲۶ وفات ۲۱۱) ج ۳ ص ۵۷۶۔

صحابہ کرام کا والہانہ نعرہ رسالت

امام مسلم اپنی صحیح میں مزے لے لے کر نبی کریم علیہ السلام کی ہجرت اور مدینہ منورہ میں حضور کے نزول فرمائی اور استقبال کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچتے ہیں

فصعد الرجال والنساء تمام مرد اور عورتیں مکانوں پر چڑھ گئے

فوق البیوت وتفرق الغلمان لڑکے اور خدام راستوں میں بکھر گئے
والخدم فی الطرق ینادون سب پکار رہے تھے یا محمد یا رسول اللہ۔
یا محمد یا رسول اللہ۔
(صحیح مسلم شریف ج ۲ ص ۴۲۷)

حضرت ابوبکر صدیق کے دور خلافت میں جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے مقابلہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے زیر کمان صحابہ کرام کا جو لشکر میدان میں آیا ان کا شعار (فوجی نعرہ) یا محمداہ تھا۔ کان شعارھم یومئذٍ یا محمداہ (البدایہ والنہایہ لابن کثیر ج ۶ ص ۳۲۴)

وفات کے بعد بھی یا سے ندا

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرام نے باری باری رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ درود و سلام اس طرح پیش کیا۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ وَسَلَّمَ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ كَمَا سَلَّمَ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ۔

اے نبی پاک آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔ تمام مہاجرین انصار نے بھی اسی طرح سلام عرض کیا جیسے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے عرض کیا۔

(البدایہ والنہایہ لابن کثیر ج ۵ ص ۲۶۵)

دیکھا آپ کو درود ابراہیمی پر اصرار ہے مگر صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد بھی وہی درود وسلام پڑھا جو اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللہ۔ کا مترادف وہم معنی ہے۔

حضرت ثوبان نے یا رسول اللہ کے منکر کو دھکا دے دیا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت ثوبان

رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑا تھا اتنے میں یہود کے علماء میں سے ایک بڑا عالم (حبر) آیا اور اس نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ۔ اے محمد! آپ پر سلام ہو۔ میں نے اسے ایسا دھکا مارا کہ وہ گرنے کے قریب ہو گیا۔ اس نے مجھ سے پوچھا، آپ مجھے دھکا کیوں دے رہے ہیں؟ میں نے کہا اَلَا تَقُوْلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، یا رسول اللہ کیوں نہیں کہتا ہے۔ اس پر یہودی نے کہا ہم تو ان کو اسی نام سے پکاریں گے، جو ان کے گھر والوں نے رکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک میرے گھر والوں نے میرا نام محمد رکھا ہے الخ صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۴۶۔

گویا آپ نے بات کو طول دینا مناسب نہ سمجھا، البتہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کے طرزِ عمل کو غلط نہ فرمانا اور ان کو زجر نہ کرنا ان کے عمل کی تائید ہے۔

فقہائے کرام سے

حضور علیہ السلام کے روضۂ انور کی طرف مناسب فاصلے پر اس طرح کھڑا ہو جیسے نماز میں اور سرکار کی حسین وجمیل صورت کا تصور کرے، گویا حضور علیہ السلام اپنی لحد میں سوئے ہوئے ہیں زائر کو جانتے اور اس کا کلام سنتے ہیں ثُمَّ یَقُوْلُ پھر کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ آخر تک فتاویٰ عالمگیری ص ۲۶۵ ج ۱۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ "اَوراد فتحیہ" جو ان کی کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ کے آخر میں منسلک ہے، میں اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ والا درود شریف ستّرہ مختلف الفاظ میں لکھا ہے صفحہ ۱۸۲۔

فرمایئے شاہ صاحب بھی پکے بدعتی تھے؟ جو القابات آپ اہل سنت کو دیتے ہیں، ان سے شاہ صاحب کو بھی نوازیں گے لیکن آپ کے لیے کیا مشکل ہے۔ جو شخص قرآن میں تحریف اور احادیثِ رسول کا برملا انکار کرسکتا ہے بیچارے شاہ ولی اللہ کی حیثیت اس کے سامنے کیا ہے۔

تبلیغی دیوبندی حضرات کے لیے

مدرسہ دیوبند کے شیخ الحدیث و صدرالمدرسین کانگریس کے سرگرم اور بڑے لیڈر جناب حسین احمد مدنی فرماتے ہیں: عرب کے وہابیہ خبیثہ کی زبان سے بارہا سنا ہے کہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ کو سخت منع کرتے ہیں اور اہل حرمین پر سخت نفرین اس ندا و خطاب پر کرتے ہیں اور ان کا استہزا اڑاتے ہیں اور کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں حالانکہ ہمارے مقدس بزرگانِ دین اس صورت اور جملہ صورت درود شریف کو اگرچہ بصیغہ خطاب وندا کیوں نہ ہوں مستحب و مستحسن جانتے ہیں اور اپنے متعلقین کو اس کا امر کرتے ہیں" الشہاب الثاقب ص ۶۵ دیوبند۔

اب خدا ہی جانتا ہے ان لوگوں کے دلوں میں کیا ہے اور زبانوں سے کیا کہتے ہیں۔ یا منافقت سے کام لیتے ہیں۔ کم از کم آج کل تو ان کے متعلقین "وہابیہ خبیثہ" سے بھی چار قدم آگے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

آج کل فرماتے ہیں اذان کے بعد درود شریف کا کوئی منکر نہیں نہ یہ مسئلہ اختلافی ہے ہم صرف اذان سے پہلے جائز نہیں سمجھتے حالانکہ یہ بھی خالص جھوٹ اور بدعت ہے اصل صورتِ حال وہ ہے جسے ہر مسلمان جانتا ہے۔ جس کی ترجمانی علامہ زینی دحلان رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے۔

منکرین کی اصل غرض

مفتی مکہ مکرمہ علامہ زینی دحلان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

وَيَمْنَعُوْنَ مِنَ الصَّلٰوةِ عَلَيْهِ صَلَّى	وہابیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمَنَابِرِ	پر اذان کے بعد میناروں پر درود پڑھنے سے منع
بَعْدَ الْاَذَانِ حَتّٰى اَنَّ رَجُلًا	کرتے ہیں یہاں تک کہ ایک نیک دل
صَالِحًا كَانَ اَعْمٰى وَكَانَ مُؤَذِّنًا	نابینا موذن تھا جب اس نے اذان
وَصَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ	کے بعد منع کرنے کے باوجود نبی کریم
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الْاَذَانِ بَعْدَ اَنْ	صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا، تو
كَانَ الْمَنْعُ مِنْهُمْ فَاَتَوْا بِهٖ	محمد بن عبدالوہاب (نجدی) کے
اِلٰى مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْوَهَّابِ	کارندے اسے پکڑ کر نجدی کے پاس
فَاَمَرَ بِهٖ اَنْ يُقْتَلَ فَقُتِلَ۔	لے آئے اس نے اس کے قتل کا
(فتنۃ الوہابیہ ص ،،	حکم دیا پس وہ قتل کر دیا گیا۔"

طبع استنبول ترکی)

بدعت کی تحقیق

لغوی و شرعی

اس کا اصل مادہ ب۔ د۔ ع یعنی بَدْعٌ ۔اسی سے بِدْعَةٌ بنا ہے۔ کوئی شے ایجاد کرنا۔ بغیر نمونہ ومثال کے بنانا۔ دیکھو المنجد ص ۹۶۔

امام راغب فرماتے ہیں:۔

اَلْبِدْعَةُ فِي الْمَذْهَبِ اِيْرَادُ	ترجمہ: دین میں بدعت کا مطلب ہے۔
قَوْلٍ لَمْ يَسْتَنَّ قَائِلُهَا	ایسی بات کہنا (یا کرنا) کہ کہنے والا
وَفَاعِلُهَا فِيْهِ بِصَاحِبِ	(یا کرنے والا) جس میں صاحب شریعت

الشَّرِيْعَةِ وَ اَمَاثِلِهَا الْمُتَقَدِّمَةِ عليہ السلام کا طریقہ نہ اپنائے۔ نہ اس
وَ اُصُوْلِهَا الْمُتَّفَقَةِ۔ کی گزشتہ مثالوں اور مقررہ اصولوں
سے موافقت کرے۔" (مفردات صفحہ ۳۴، طبع مصر)

حدیث پاک سے

حضرت بلال بن الحارث المزنی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

مَنْ اَحْيٰى سُنَّةً مِّنْ سُنَّتِيْ قَدْ اُمِيْتَتْ بَعْدِيْ فَاِنَّ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَ اَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةً ضَلَالَةً لَا يَرْضَاهَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْئًا۔

ترجمہ :۔ جس نے میری سنتوں میں سے کوئی سنت جسے میرے بعد مردہ کردیا گیا تھا زندہ کردی تو بے شک اس کے لیے اتنا ہی اجر و ثواب ہے جتنا اس پر عمل کرنے والے کے لیے، عمل کرنے والوں کے اجر و ثواب میں ذرا برابر کمی کئے بغیر۔ اور جس نے کوئی گمراہ کن بدعت نکالی جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہیں، اس پر ان تمام لوگوں کے گناہوں کے برابر گناہ پڑے گا جنہوں نے اس پر عمل کیا اور اس سے ان کے گناہوں میں ذرہ برابر کمی نہ ہوگی۔"

(ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۳۰)

محدثین کرام سے

علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں :۔

اَلْبِدْعَةُ بِدْعَتَانِ، مَحْمُوْدَةٌ وَمَذْمُوْمَةٌ فَمَا وَافَقَ السُّنَّةَ فَهُوَ مَحْمُوْدَةٌ وَمَا خَالَفَهَا فَهُوَ مَذْمُوْمَةٌ

ترجمہ: بدعت کی دو قسمیں ہیں۔ اچھی اور بری۔ جو سُنّت کے موافق ہو وہ اچھی اور پسندیدہ ہے اور جو سُنّت کے خلاف ہو وہ بری ہے۔ (فتح الباری علی ہامش البخاری ص ۱۰۸۱۔ ج ۲)

الدرالمختار میں ہے:

هِيَ اِعْتِقَادُ خِلَافِ الْمَعْرُوْفِ عَنِ الرَّسُوْلِ لَا بِمُعَانَدَةٍ بَلْ بِنَوْعِ شُبْهَةٍ۔

ترجمہ: جو چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشہور وثابت ہے اس کے خلاف عقیدہ رکھنا۔ ضد وتعصب سے نہیں بلکہ کسی شبہ کی بنا پر ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں۔ بدعت کبھی واجب ہوتی ہے جیسے گمراہ فرقوں کے خلاف دلائل قائم کرنا اور کتاب وسُنّت کے سمجھنے کے لیے علم نحو حاصل کرنا، اور کبھی مستحب ہوتی ہے جیسے اصطبل اور مدرسے قائم کرنا۔ اور وہ تمام اچھے کام جو حضور علیہ السلام کے زمانہ میں نہ تھے۔ کبھی مکروہ ہوتی ہے۔ جیسے مساجد کی زینت وزیبائش۔ کبھی مباح۔ جیسے اچھے اچھے مشروبات اور اچھے لباس میں توسیع" (شامی ص ۵۶۰ ج ۱)۔

سُنّت حسنہ یا بدعت حسنہ؟

پس جو چیز اچھی ہے اور نئی ہے مگر اسلام کے عمومی مزاج اور مقاصد کے خلاف نہیں اسے آپ اس وجہ سے چاہیں تو بدعت حسنہ کہیں کہ وہ خاص جزوی صورت میں دَورِ نبوی میں نہ تھی جیسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ کرام کو باقاعدہ ایک امام کی اقتداء میں نمازِ تراویح ادا کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ

هٰذِہٖ" "یہ بدعت کتنی اچھی ہے۔ بخاری، مشکوٰۃ ص ۱۱۵ ۔ خواہ سُنّت حسنہ کہہ دیں جیسے اس روایت میں :-

مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہٗ اَجْرُھَا وَاَجْرُمَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ بَعْدِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْءٌ الخ	ترجمہ: جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ رائج کیا اسے اس کا ثواب ملے گا اور اس کے بعد بھی جو کوئی اس پر عمل کرے گا۔ اس کے ثواب میں کوئی کمی کیے بغیر اس رائج کرنے والے کو اس کا ثواب ملے گا۔"

(صحیح مسلم، مشکوٰۃ۔ ص ۳۳)

در حدیث دیگراں

مولوی ثناء اللہ امرتسری اہلِ حدیث فتاوی ثنائیہ ص ۱۷۵ ج ۱ پر لکھتے ہیں :- "اصل سکوت عنہ میں جواز و اباحت ہے۔ فتاوی رشیدیہ میں اس سوال کے جواب میں کہ نمازی کے آگے جوتا رکھنا جائز ہے یا مکروہ ص ۲۷۶ ج ۲ ۔ پر لکھتے ہیں۔ اس کی کوئی کراہت منقول نہیں لہٰذا کچھ حرج نہیں۔"

ہماری عرض

ہم بھی یہی گزارش کرتے ہیں کہ جس بات کی شریعت میں ممانعت ثابت نہ ہو۔ زبردستی اس کو بدعت اور حرام کہنا بجائے خود حرام اور جرم ہے احکام شرع کو دنیا کمانے اور پست مالی اغراض کے لیے مسخ نہ کیجئے عوام کو خدا اور رسول کے ذکر سے بیگانہ نہ کیجیے کہ ان جذبات کے خاتمہ سے اندیشہ ہے کہ بچا رہے خود بھی موجودہ عربوں کی طرح یہود و ہنود کے پنجۂ استبداد میں جکڑے نہ جائیں کہ شیطان کی اپنے چیلوں کو پُر زور ہدایت ہے۔

بقول اقبال مرحوم ؎

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں کبھی ۔ روحِ محمدؐ اس کے بدن سے نکال دو

سامراج کے پٹھو۔ ذکرِ مصطفیٰ کے دشمن

علامہ سید احمد بن زینی دحلان مفتی مکہ اپنی کتاب "الدرر السنیۃ فی الرد علی الوھابیۃ" کے ص ۴۱ پر لکھتے ہیں :-

كان ينهى عن الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم ويتأذى من سماعها وينهى عن الاتيان بها ليلة الجمعة وعن الجهر بها على المنائر ويؤذي من يفعل ذلك ويعاقبه اشد العقاب حتى انه قتل رجلا اعمى كان مؤذنا صالحا ذا صوتٍ حسنٍ نهاه عن الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم في المنارة بعد الاذان فلم ينته واتى بالصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم فامر بقتله فقتل۔

ترجمہ:- (محمد بن عبدالوہاب نجدی) نبی علیہ السلام پر درود پڑھنے سے منع کرتا تھا اور درود شریف سن کر رنجیدہ ہوتا تھا جمعہ کی رات میناروں پر بلند آواز سے درود شریف پڑھنے سے منع کرتا تھا اور جو ایسا کرے اسے سخت ترین سزا دیتا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے ایک خوش آواز نابینا متقی مؤذن کو صرف اس لیے قتل کر دیا کہ وہ (عاشقِ مصطفیٰ) منع کرنے کے باوجود منارہ پر نبی علیہ السلام پر اذان کے بعد درود شریف پڑھتا تھا سو نجدی نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ اور اس کو قتل کر دیا گیا۔

سچ ہے :-

تیری محفل بھی گئی چاہنے والے بھی گئے
شب کی آہیں بھی گئیں صبح کے نالے بھی گئے

ان ظالموں کے کل بھی یہی کارنامے تھے اور آج بھی یہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ان کے شر سے بچائے۔ آمین۔

جائز اور ناجائز ہونے کا شرعی قاعدہ :۔

شریعت کا قاعدہ یہ ہے کہ جب تک کسی بات سے منع نہ کیا جائے وہ جائز اور مباح رہتی ہے یعنی شرع مطہرہ کا منع نہ کرنا ہی جواز کے لیے کافی دلیل ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

یَاۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَاِنْ تَسْئَلُوْا عَنْهَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۔ (المائدہ ۱۰۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بری لگیں اور انہیں اس وقت پوچھو گے کہ قرآن اتر رہا ہے تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی۔ اللہ انہیں معاف کر چکا ہے اور اللہ بخشنے والا بردبار ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :۔

اِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تُضَیِّعُوْهَا وَحَرَّمَ حُرُمَاتٍ فَلَا تَنْتَهِكُوْهَا وَحَدَّ حُدُوْدًا فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَسَكَتَ عَنْ اَشْیَاءَ مِنْ غَیْرِ نِسْیَانٍ فَلَا تَبْحَثُوْا عَنْهَا۔ (دار قطنی، مشکوٰۃ ص ۳۲)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے کچھ فرائض مقرر فرمائے ہیں ان کو مت ضائع کرو اور کچھ چیزوں کو حرام کیا ہے ان کے پاس مت بھٹکو کچھ حدود مقرر کی ہیں ان سے تجاوز مت کرو۔ اور کچھ چیزوں کے متعلق خاموشی اختیار کی ہے بغیر اس کے کہ اسے بھول لاحق

ہوئی ہو پس ان کی کرید نہ کرو"۔

قرآن کی اس آیت اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے درج بالا فرمان سے معلوم ہُوا کہ جن چیزوں کا حکم شریعت میں آجائے، ان پر عمل کرنا واجب ہے اور جن امور سے منع کیا گیا ہے ان کو اپنانا حرام ہے۔ اور جن کا حکم بھی نہ ہو اور ممانعت بھی نہ ہو۔ تو وہ بات اپنے اصل پر رہتے ہُوئے جائز ہے۔ پس کرنے والے سے نہ پوچھیں کہ اس کی دلیل کیا ہے بلکہ منع کرنے والے کا فرض ہے کہ اپنے دعوٰی پر کوئی شرعی ثبوت پیش کرے دلیل جواز کے لیے نہیں۔ حرام، مکروہ اور بدعت کہنے کے لیے درکار ہے یا پھر فرض وواجب کہنے کے لیے۔

عید میلاد

امام راغب اصفہانی عید کا معنی لکھتے ہیں

یستعمل العید فی کل یوم فیہ مسرۃ۔ عید کا لفظ ہر خوشی والے دن کے لیے بولا جاتا ہے۔ (مفردات راغب ص۳۵۲)

ہر دور میں عموماً اور آج کل خصوصاً ہر قوم اپنے قومی محسنوں کے ایام ولادت ووفات پر خصوصی پروگرام تشکیل دیتے اور ان کی یاد مناتے اور ان کے کارناموں کا تذکرہ کرتے ہیں، اس لیے مسلمان بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم میلاد دھوم دھام سے مناتے ہیں۔ کچھ بدنصیب لوگ اپنے فرقوں کے اماموں اور مولویوں کے ایام تو زور شور سے مناتے ہیں اور اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے مگر جوں ہی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم منایا جائے۔ پوری طاقت اس کے خلاف استعمال کرتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ یہ خدائی پروگرام ہے جو کسی کے ختم کیے ختم نہیں ہوسکتا اسی لیے شرمندگی اور خفت مٹانے کے لیے بجائے میلاد النبی کے سیرۃ النبی کے نام سے۔ جلسے اور کانفرنسیں منعقد کرتے ہیں اور بجائے آپ کی مدح وتعریف کے تنقیص شان کرکے اپنی بدنصیبی کا سامان مہیا کرتے ہیں، اور اب تو خیر سرکاری وفاقی وصوبائی میلاد کانفرنسوں میں

شرکت فرما کر نذرانے وصول فرماتے۔ اعلیٰ ہوٹلوں میں ٹھہرتے اور ہوائی جہاز کی سفت سیر کرتے ہیں۔ کہتے ہیں صحابہ کرام کو ہم سے کئی گنا زیادہ آپ سے محبت تھی لیکن انہوں نے کبھی یہ عید نہیں منائی اگر یہ نیکی کا کام ہوتا تو صحابہ کرام کبھی اس سے محروم نہ رہتے لہٰذا بدعت ہے۔ ملخصاً۔ جواباً عرض یہ ہے کہ عید میلاد النبی پر مسلمان جائز طریقے سے جو خوشی کا اظہار کرتے ہیں وہ ان کے ایمان کا تقاضا ہے آپ حضرات مختلف ناموں سے وقتاً فوقتاً جو کانفرنسیں کرتے ہیں اُن پر بے تحاشا روشنی اور دیگر لوازمات کا جو اہتمام ہوتا ہے اس کے لیے تداعی ہوتی ہے کیا یہ تمام اُمور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے دور میں ہوتے تھے؟ اگر جواب نفی میں ہے تو ان پر بھی برسا کریں اور ان کو بھی بند کرنے کی کوشش کریں۔ آپ اپنے لیے اپنے فرقے کے لیے اور اپنے پیشواؤں کے نام پر آئے دن کانفرنسیں منعقد کریں۔ لاکھوں روپیہ ان پر صرف کریں تو وہ سب دین کے نام پر بغیر کسی ثبوت کے جائز اور کارِ ثواب، اور اگر مسلمان دین کے مرکز، ایمان کی جان محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے اظہار کے طور پر تقریبات منائیں تو بدعت۔ دونوں میں وجہ فرق واضح کریں۔

دو عیدیں | یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسلام میں عیدیں صرف دو ہیں، تیسری کسی عید کا نام ونشان نہیں، لیجیے تیسری عید کا نام ونشان بھی آپ کو بتا دیتے ہیں تاکہ سند رہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت کریمہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ۔ الخ پڑھی۔ ان کے پاس ایک یہودی تھا اس نے کہا اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس کے نزول کے دن کو عید بنا لیتے۔ تو ابن عباس نے فرمایا:۔
فَاِنَّھَا نَزَلَتْ فِیْ یَوْمِ عِیْدَیْنِ — یہ آیت جس دن نازل ہوئی اس دن دو
فِیْ یَوْمِ جُمُعَۃٍ وَیَوْمِ — عیدیں تھیں ایک جمعہ کی عید اور دوسری یوم عرفہ

عَرَفَةَ" کی عید"۔ (ترمذی مشکوٰۃ ص ۱۲۱)

آپ تو اسی غم میں گھلتے جا رہے تھے کہ عید میلاد النبی سے تین عیدیں ہو جائیں گی مگر حضور علیہ السلام نے تو ہر جمعہ کو عید قرار دے کر سال بھر میں عیدین کے علاوہ ۵۲ عیدیں مزید قرار دے دیں۔ فرمائیے اسلام میں عیدیں دو ہیں یا سال بھر میں ۵۴ اور عید میلاد کے سمیت تقریباً ۵۵ ؟

سوال عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یوم پیدائش مناتے ہیں مسلمان نہیں مناتے؟

جواب غلط ہے۔

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر ہے یعنی جب بھی کوئی مسلمان قرآن کی متعلقہ آیات کی تلاوت کرتا ہے۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر کرتا ہے اور یہی میلاد ہے اگر خصوصی طور پر ان کی میلاد بھی منائی جائے تو بالکل جائز ہے۔

ذکر کی لغوی تحقیق

محافل ذکر کا ثبوت

امام راغب اصفہانی نے لغات قرآن پر لکھی جانے والی اپنی شہرہ آفاق کتاب میں لفظ ذکر کی تحقیق اس طرح کی ہے (۱) کسی چیز کی جان پہچان کو ذہن میں حاضر کرنا۔ (۲) کسی بات کو یا کسی چیز کو دل میں حاضر کرنا۔ ذکر کی دو قسمیں ہیں۔ (۱)، ذکر زبانی۔ (۲)، ذکر قلبی۔ دونو کی پھر دو قسمیں ہیں۔ (۱)، بھولنے کے بعد یاد رکھنا۔ (۲)، اور بغیر بھولے یاد رکھنا ہمیشہ یاد رکھنا۔ ہر قول کو بھی ذکر کہتے ہیں۔ ذکر کا ایک معنی ہے شرف و بزرگی۔ ذکر بھی پہلے نازل شدہ کتابیں۔ ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ الخ وغیرہ۔ (مفردات راغب ص ۱۸۰)

جب ذکر کے متعدد معنی ہیں تو جو معنی جہاں مناسب ہوگا وہی وہاں مُراد ہوگا۔

ذکر سے منع کرنے والے بڑے ظالم

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ذکر کا متعدد مقامات پر حکم دیا ہے :۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۔ ترجمہ: اللہ کا کثرت سے ذکر کرو تاکہ کامیابی سے ہمکنار رہو۔ (الجمعہ آیت)

کہتے ہیں اس آیت میں ذکر سے مُراد خطبہ جمعہ ہے۔ معاذ اللہ! قرآن پر اس سے بڑھ کر کیا ستم ہوگا کہ اس کی تعلیم و احکام کا حلیہ ہی بدل دیا جائے اور اس کے ساتھ وُہ سلوک کیا جائے جو کفار کو کرنا چاہیئے اس آیت سے پہلے ہے۔

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ ۔ جب نماز جمعہ ادا کر دی جائے۔

تو کیا نماز جمعہ کے بعد تمام مسلمانوں کو حکم ہو رہا ہے کہ اللہ کا کثرت سے ذکر کرو یعنی خطبہ جمعہ پڑھو! لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ کیا نماز جمعہ کے بعد خطبہ جمعہ ہوتا ہے اور کیا تمام لوگ اس کو پڑھتے ہیں۔؟ اللہ جہالت و تعصّب سے بچائے اور قرآن کریم کی تحریف سے محفوظ فرمائے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (البقرہ آیت ۱۱۴)

ترجمہ:۔ اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ کی مسجدوں میں اس کے نام کے ذکر سے منع کرے اور انہیں ویران کرنے کی کوشش کرے ایسے لوگوں کو خدا سے ڈرے بغیر مسجدوں میں آنے کا کوئی حق نہیں، ان کے لیے دنیا میں رسوائی اور انھی کے

لیے آخرت میں بڑا عذاب ہے"

ذکر بالجہر حدیث سے

مساجد میں اللہ کے ذکر سے منع کرنے والے اللہ سے ڈریں اور بار بار اس آیت کو پڑھیں۔ شاید ان کی قسمت میں توبہ ہو، اور عذاب عظیم سے اب بھی بچنے کی صورت نکل آئے، الٰہی ایسا ہی کر دے۔ آمین۔

حدیث قدسی میں ہے، اللہ کا ارشاد ہے:

اِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاٍ ذَکَرتُہٗ فِیْ مَلَاٍ خَیرٍ مِّنْھُمْ۔ (بخاری و مسلم)

ترجمہ: اگر بندہ مجلس میں میرا ذکر کرے گا میں اس کا اس سے بہتر مجلس (یعنی فرشتوں کی مجلس) میں ذکر کروں گا۔

آنکھیں پھیر کر دیکھیں مجلس ذکر کا نام ہی ہے یا کسی اور کا، فقہاء و علماء کرام نے بلند و آہستہ ذکر کی فضیلت اور اولویت میں تو اختلاف کیا ہے مگر کسی نے بدعت و حرام تو کسی صورت کو قرار نہیں دیا۔ علامہ شامی فرماتے ہیں" ذلک یختلف باختلاف الاشخاص والاحوال" زیادہ بہتر کون سی صورت ہے؟ یہ ذکر کرنے والوں اور حالات کے بدلنے سے بدل جاتی ہے" (فتاوی شامی ص ۶۶۰) ذکر جہر افضل ہے جب کہ مفرط یعنی حد سے بڑھ کر نہ ہو درمیانی آواز ہو۔ آدھی رات کو جب دُنیا سوئی ہو، کوئی شخص سپیکر کی فل آواز پر ذکر جہر کرے یا نماز با جماعت ہو رہی ہو۔ یا ہسپتال یا تعلیمی اداروں میں اسی طرح بے ہنگم باآواز بلند ذکر کرنا شروع کر دے تو اُسے کون بہتر کہے گا۔؟ یاد رکھیے کہ کھانا جائز ہے مگر ایک حد تک پینا، سونا، نماز پڑھنا روزہ وغیرہ تمام نیکی کے کام ہیں مگر حدود اللہ سے تجاوز کر جائیں تو یہی اعمال بجائے نیکی کے معصیت بن جاتے ہیں مثلاً کھانے پینے اور سونے میں تجاوز، مکروہ اوقات میں نماز، رات کے وقت یا عید و تشریق کے روزے، چُپ کا روزہ، مقرر رکعات سے گھٹانا بڑھانا۔ سب گناہ بن جائیں گے۔ پس ذکر بالجہر کی بھی حدود ہیں ان کے

اندر ہی اس کی اجازت ہو سکتی ہے مگر آپ حضرات تو کسی صورت میں بھی ذکر بالجہر گوارا ہی نہیں کرتے۔ جیسے حضور کے زمانہ کے منکر تسمعوا لهذا القرآن والغوا فیہ۔ کہ قرآن کو نہ سنو اور شور برپا کردو۔"

منکرین حضرات سے گزارش آپ کا دعویٰ ہے عمل بالحدیث، لیکن آپ کا عمل ہے۔ مخالفتِ حدیث۔ یہ تضاد ختم کر دیں یا نام بدل دیں یا عمل کریں۔ حدیث کی کتابوں کی چند سرخیاں دیکھیں پھر تفصیل آئے گی۔ باب الذکر بعد الصلوٰۃ۔ صحیح بخاری ص ۱۱۶ ج ۱۔ صحیح مسلم ص ۲۳۷ ج ۱۔ مشکوٰۃ شریف ص ۸۸۔ باب جا فی فضل الذکر ترمذی ص ۱۷۳ ج ۲۔ باب فضل الذکر ابن ماجہ ص ۲۷۷ باب الذکر بعد التسلیم نسائی ص ۱۴۴ ج ۱۔ موطا امام مالک ص ۷۲، وغیرھا۔

اور اب تفصیل حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

"اِنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ حِيْنَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ كَانَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُنْتُ اَعْلَمُ اِذَا انْصَرَفُوْا بِذٰلِكَ اِذَا سَمِعْتُهُ"	ترجمہ: جب لوگ فرض نماز سے فارغ ہو جائیں تو آواز بلند ذکر کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں رواج تھا اور ابن عباس فرماتے ہیں میں ذکر کی آواز سن کر پہچان جاتا تھا کہ جماعت ہو چکی ہے۔" (صحیح بخاری شریف ص ۱۱۶، ج ۱، صحیح مسلم ص ۲۱۷۔ ۲۲۷ ج ۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

اِذَا سَلَّمَ مِنْ صَلَاتِهٖ يَقُوْلُ بِصَوْتِهِ الْاَعْلٰى۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الخ	جب اپنی نماز سے سلام پھیرتے تو باآواز بلند فرماتے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ (مشکوٰۃ ص ۸۸)

ذکر کرنے والا زندہ، نہ کرنے والا مُردہ

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ۔

ترجمہ:۔ جو اپنے رب کا ذکر کرتا ہے اور جو ذکر نہیں کرتا ان کی مثال زندہ اور مُردہ کی ہے۔ (بخاری، مُسلم، مشکوٰۃ ص ۱۹۶)

محفلِ ذکر حدیث پاک سے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اپنے بندے کے اس یقین کے ساتھ ہُوں ہوں جو وہ مجھ سے رکھتا ہے اور جب وہ میرا ذکر کرتا ہے میں اس کے پاس ہوتا ہُوں۔

فَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِہٖ ذَکَرْتُہٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاٍ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَاٍ خَیْرٍ مِّنْھُمْ ۔

ترجمہ:۔ اگر وہ اپنے دل میں مجھے یاد کرے گا میں بھی اسے دل میں یاد کروں گا۔ (مراد ہے پوشیدہ) اور اگر وہ مجلس میں میرا ذکر کرے گا تو میں اس سے بہتر محفل میں اس کا ذکر کروں گا" یعنی فرشتوں کی محفل میں"۔

(بخاری، مُسلم ص ۳۴۹ ج، مشکوٰۃ ص ۱۹۶ ج ۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

اِنَّ لِلّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی

ترجمہ:۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے بڑے

مَلَائِكَةً سَيَّارَةً فُضُلًا	فضیلت والے اگشت کرنے والے
يَبْتَغُوْنَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ	فرشتے ہیں۔ جو ذکر کی مجلسوں کو ڈھونڈتے
فَإِذَا وَجَدُوْا مَجْلِسًا	رہتے ہیں پھر جب ان کو ذکر کی کوئی
فِيْهِ ذِكْرٌ قَعَدُوْا	مجلس مل جاتی ہے یہ بھی ذکر والوں
مَعَهُمْ وَحَفَّ بَعْضُهُمْ	کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور پروں سے
بَعْضًا بِأَجْنِحَتِهِمْ حَتّٰى	ایک دوسرے کو ڈھانپ لیتے ہیں۔
يَمْلَؤُا مَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ السَّمَاءِ	یہاں تک کہ آسمانِ دنیا تک تمام فضا
الدُّنْيَا فَإِذَا تَفَرَّقُوْا عَرَجُوْا	کو پُر کر دیتے ہیں (اتنے زیادہ ہوتے)
وَصَعِدُوْا إِلَى السَّمَاءِ قَالَ	جب اہل محفل اٹھ کر چلے جاتے ہیں۔
فَيَسْأَلُهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَ	تو یہ فرشتے بھی، اوپر کو چلے جاتے
جَلَّ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ	ہیں فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا
مِنْ أَيْنَ جِئْتُمْ فَيَقُوْلُوْنَ	ہے، حالانکہ وہ ان کو خوب جانتا ہے،
جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادٍ لَّكَ	کہاں سے آئے ہو؟ وہ کہتے ہیں۔
فِي الْأَرْضِ يُسَبِّحُوْنَكَ وَ	الٰہی زمین پر تیرے بندوں کے پاس
يُكَبِّرُوْنَكَ وَيُهَلِّلُوْنَكَ	سے ہو کر آئے ہیں جو تیری تسبیح
وَيَحْمَدُوْنَكَ وَيَسْأَلُوْنَكَ	(سبحان اللہ کہنا) تیری تکبیر (اللہ اکبر کہنا
قَالَ وَمَا ذَا يَسْأَلُوْنِيْ	تیری تہلیل (لا الہ الا اللہ کہنا) اور
قَالُوْا يَسْأَلُوْنَكَ جَنَّتَكَ	تیری تحمید (الحمد للہ کہنا) کرتے
قَالَ وَهَلْ رَأَوْا جَنَّتِيْ	تھے۔ اور تجھ سے مانگ رہے
قَالُوْا لَا أَيْ رَبِّ قَالَ	تھے۔ فرماتا ہے کیا مانگ رہے
كَيْفَ لَوْ رَأَوْا جَنَّتِيْ	تھے کہتے ہیں تجھ سے تیری جنت

قَالُوْا وَيَسْتَجِيْرُوْنَكَ قَالَ وَمِمَّا يَسْتَجِيْرُوْنِيْ قَالُوْا مِنْ نَارِكَ يَا رَبِّ قَالَ وَهَلْ رَاَوْا نَارِيْ قَالُوْا لَا قَالَ وَكَيْفَ لَوْ رَاَوْا نَارِيْ قَالُوْا وَيَسْتَغْفِرُوْنَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ وَاَعْطَيْتُهُمْ مَا سَاَلُوْا وَاَجَرْتُهُمْ مِمَّا اسْتَجَارُوْا قَالَ يَقُوْلُوْنَ رَبِّ فِيْهِمْ فُلَانٌ عَبْدٌ خَطَّاءٌ اِنَّمَا مَرَّ فَجَلَسَ مَعَهُمْ قَالَ فَيَقُوْلُ وَلَهٗ غَفَرْتُ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ۔

[صحیح مسلم ص ۳۵۲ ج ۲
صحیح بخاری ص ۹۴۸ ج ۲
تبغیر یسیر]

مانگ رہے تھے۔ فرماتا ہے کیا انہوں نے میری جنت دیکھی ہے؟ عرض کرتے ہیں اے پروردگار دیکھی تو نہیں فرماتا ہے دیکھ لیں تو ان کے شوق کا کیا عالم ہو؟ کہتے ہیں الٰہی! وہ تجھ سے پناہ مانگ رہے تھے۔ فرماتا ہے کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ کہتے ہیں تیری آگ سے۔ فرماتا ہے کیا انہوں نے میری آگ دیکھی؟ کہتے نہیں فرماتا ہے اگر میری آگ دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو؟ پھر کہتے ہیں وہ استغفار کر رہے تھے فرمایا کہ اللہ فرماتا میں نے ان کو بخش دیا اور انہوں نے جو بھی مانگا دے دیا اور جس سے انہوں نے پناہ مانگی میں نے ان کو امان دے دی فرمایا کہ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ یا اللہ! ان میں فلاں بڑا گنہگار بھی تھا جو گزرتے گزرتے دیکھ کر ان کے پاس بیٹھ گیا تھا۔ فرمایا میں نے اس کو بھی بخش دیا۔ یہ ایسے لوگ ہیں جن کے ساتھ بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا۔"

امام مسلم نے ایک عنوان باندھا ہے:-

فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن وعلی الذکر

تلاوتِ قرآن اور ذکر کے لیے جمع ہونے کی فضیلت

مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِیْ بَیْتٍ مِّنْ بُیُوْتِ اللّٰہِ یَتْلُوْنَ کِتَابَ اللّٰہِ وَیَتَدَارَسُوْنَہٗ بَیْنَھُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَیْھِمُ السَّکِیْنَۃُ وَغَشِیَتْھُمُ الرَّحْمَۃُ وَحَفَّتْھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَذَکَرَھُمُ اللّٰہُ فِیْمَنْ عِنْدَہٗ وَمَنْ بَطَّاَ بِہٖ عَمَلُہٗ لَمْ یُسْرِعْ بِہٖ نَسَبُہٗ ۔ (مُسلم ص ۳۴۵ ج ۲)

ترجمہ: جب بھی کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر قرآن کریم کی تلاوت کریں اور اسے آپس میں پڑھیں پڑھائیں ان پر سکون نازل ہوتا ہے رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے۔ فرشتے ان پر چھا جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنی بارگاہ کے حاضرین میں فرماتا ہے، جس کو عمل نے سست کر دیا اسے نسب تیزی سے آگے نہیں کر سکتا۔

اس کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مسجد میں آئے تو (وہاں موجود اہلِ مجلس سے) پوچھا تم کیوں بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا ہم اللہ کے ذکر کے لیے بیٹھے ہیں، انھوں نے کہا، خدا کی قسم کیا اسی مقصد کے لیے بیٹھے ہوئے ہو؟ انہوں نے کہا خدا کی قسم صرف اسی لیے، فرمایا سنو! میں تمہیں جھوٹا سمجھ کر قسم نہیں دے رہا اور میں تم سب سے کم حضور کی حدیثیں بیان کرتا ہوں۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلٰی

ترجمہ: حضور علیہ السلام صحابہ کرام کے ایک حلقہ کے پاس تشریف لائے۔

حَلْقَةٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ	فرمایا کس لیے بیٹھے ہو؟ انہوں نے
مَا يُجْلِسُكُمْ؟ قَالُوْا جَلَسْنَا	عرض کیا، ہم اللہ کا ذکر کرنے کے لیے
نَذْكُرُ اللّٰهَ وَنَحْمَدُهٗ	اور اس کے اس شکر کی ادائیگی کے
لِمَا هَدَانَا لِلْاِسْلَامِ	لیے بیٹھے ہیں کہ اس نے ہم کو اسلام
وَمَنَّ عَلَيْنَا بِهٖ فَقَالَ	کا رستہ بتلایا اور اس نے ہم پر
آللّٰهِ مَا اَجْلَسَكُمْ	احسان کیا تو حضور علیہ السلام نے
اِلَّا ذَاكَ قَالُوْا آللّٰهِ	فرمایا خدا کی قسم کیا اسی بات نے
مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذَاكَ	تم کو یہاں ٹھہرایا ہے، صحابہ کرام نے
قَالَ اَمَا اِنِّيْ لَمْ اَسْتَحْلِفْكُمْ	عرض کیا بخدا اسی جذبہ نے ہمیں
تُهْمَةً لَّكُمْ اِنَّهٗ اَتَانِيْ	یہاں ٹھہرایا ہے فرمایا تو سنو! کہ
جِبْرَئِيْلُ وَاَخْبَرَنِيْ	میں نے کسی تہمت کی بنا پر تمہیں قسم
اِنَّ اللّٰهَ يُبَاهِيْ بِكُمْ	نہیں دی جبریل نے آکر مجھے بتایا کہ
الْمَلٰٓئِكَةَ -	اللہ تعالیٰ تم پر اپنے ملائکہ کے سامنے
	فخر فرما رہا ہے"

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَاَنْ اَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ يَّذْكُرُوْنَ	ترجمہ: جو لوگ صبح کی نماز سے سورج
اللّٰهَ مِنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ	نکلنے تک اللہ کا ذکر کرتے ہیں ان کے
حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ اَحَبُّ	ساتھ بیٹھنا مجھے اولادِ اسماعیل علیہ
اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُعْتِقَ اَرْبَعَةً	السلام کے چار غلام آزاد کرنے سے
مِّنْ وُّلْدِ اِسْمٰعِيْلَ وَلَاَنْ	زیادہ محبوب ہے اور جو لوگ نماز عصر

نعد مع قوم یذکرون نماز مغرب تک اللہ کا ذکر کرتے ہیں
اللہ من صلاۃ ان کے ساتھ بیٹھنا مجھے چار غلاموں کو
العصر الی ان تغرب آزاد کرنے سے بڑھ کر پسند ہے۔"
الشمس احب الی من ان (ابو داؤد، مشکوٰۃ ص ۸۹)
اعتق اربعۃ۔

سوال : قرآن کریم میں ہے :۔

ولا تجھر بصلاتک ولا ترجمہ :۔ اپنی نماز میں بہت اونچی آواز
تخافت بھا وابتغ بین سے قرآن نہ پڑھو اور نہ آہستہ
ذلک سبیلا۔ پڑھو، اور ان کے بیچوں بیچ اعتدال
کی راہ اختیار کرو۔"

دیکھو آیت میں اللہ تعالیٰ نے صریحاً ذکر جہری کی ممانعت کی ہے۔

جواب : جناب اس آیت میں جس طرح ذکر جہری کی ممانعت ہے اسی طرح ذکر سری کی بھی ممانعت ہے اور درمیانی راہ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ہم یہی کہتے ہیں کہ جہر مفرط سے بچنا چاہیے اور درمیانہ جہر اختیار کرنا چاہیے۔ تاکہ تکلف، تصنع اور ریا و ایذا وغیرہ عوارض سے محفوظ رہے۔ اسلام کے مزاج میں ہی اعتدال ہے۔ یہ دین افراط و تفریط سے بالکل مبرا ہے۔ ویسے منکرین کو یہ آیت چنداں مفید نہیں کیونکہ وہ ہر ذکر سے منع کرتے ہیں اور جہر متوسط سے بھی چڑھتے ہیں۔ حالانکہ صحابہ کرام ہمیشہ خدا کا ذکر خواہ تلاوتِ قرآن کی صورت میں ہو یا اس کے علاوہ، بلند آواز سے کیا کرتے تھے چنانچہ امام ترمذی نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے۔ جہر سے کیوں منع کیا گیا ہے

وعن ابن عباس ولا تجھر ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ
بِهَا قَالَ نَزَلَتْ بِمَكَّةَ
كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِذَا رَفَعَ
صَوْتَهٗ بِالْقُرْاٰنِ
سَبَّهُ الْمُشْرِكُوْنَ
وَمَنْ اَنْزَلَهٗ وَمَنْ
جَآءَ بِهٖ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ
وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ
فَيَسُبُّ الْقُرْاٰنَ وَمَنْ
اَنْزَلَهٗ وَمَنْ جَآءَ بِهٖ وَلَا
تُخَافِتْ بِهَا عَنْ
اَصْحَابِكَ بِاَنْ تُسْمِعَهُمْ
حَتّٰى يَاْخُذُوْا عَنْكَ
الْقُرْاٰنَ" هٰذَا حَدِيْثٌ
حَسَنٌ"

(جامع ترمذی ص ۱۴۲ ج ۲)

روایت ہے کہ آیت کریمہ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا "نہ اپنی نماز کو زیادہ بلند آواز سے پڑھو نہ زیادہ آہستہ" فرمایا یہ حکم مکہ مکرمہ میں اس وقت نازل ہوا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز سے قرآن مجید کی تلاوت فرماتے اور اس کے حقائق واضح فرماتے، تو مشرکین حضور کو بھی گالیاں دیتے اور اس کو نازل کرنے والے (خدا) کو بھی، اور جو اس کو لے کر آیا (جبریل) اس کو بھی، تو اللہ تعالیٰ نے اس وقت یہ حکم نازل فرمایا وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ اپنی نماز میں اتنی بلند آواز سے قرآن نہ پڑھو! کہ قرآن کو بھی گالیاں دی جائیں اور اسے نازل کرنے والے کو بھی، اسے لے کر آنے والے کو بھی وَلَا تُخَافِتْ بِهَا اور اسے اپنے صحابہ کرام کے سامنے آہستہ بھی نہ پڑھو، تاکہ وہ سن سکیں، اور آپ سے قرآن سیکھ سکیں"

معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ کرام اللہ کا ذکر با آواز بلند کرتے تھے۔ مگر کفار کا غلبہ تھا اور وہ اس پیاری پیاری آواز کو سننا گوارا نہ کرتے تھے اور خدا اور رسول و جبریل کو گالیاں دیتے تھے۔ بدتمیزیاں کرتے اور مسلمانوں کو ستاتے تھے، اس لیے درمیانی آواز سے ذکر کرنے کا حکم دیا تاکہ ذکر بھی ہوتا رہے اور اپنوں کو آواز بھی پہنچتی رہے، اور کفار کے کانوں تک آواز نہ پہنچے کہ وہ گالیاں دیتے اور بدتمیزیاں کرتے تھے۔ با آواز بلند ذکر سے منع کرنے والے سوچیں کہ وہ منکرین مکہ کا کردار تو ادا نہیں کر رہے۔ اور ذکر کرنے والے صحابہ کرام کا ؟ کیا آپ بھی ذکر کی آواز سن کر خدا اور رسول و جبریل علیہما السلام کو گالیاں دیں گے۔ اور ذکر کرنے والوں کو ستائیں گے۔؟

ذکر کی اقسام امام راغب اصفہانی نے ذکر کے چند معنی تحریر کیے ہیں۔ کسی چیز کی جان پہچان کو ذہن میں حاضر کرنا۔ کسی بات کو دل میں حاضر کرنا۔ ذکر کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) دل کا ذکر۔ (۲) زبان کا ذکر۔ دونوں کی پھر دو قسمیں ہیں۔ (۱) بھول جانے کے بعد یاد کرنا۔ (۲) بھولے بغیر یاد رکھنا۔ ہر بات کو بھی ذکر کہا جاتا ہے۔ زبانی ذکر کی مثال قرآن میں ہے :

اَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ کِتَابًا فِیْهِ ذِکْرُکُمْ۔	ترجمہ: ہم نے تمہاری طرف ایسی کتاب اتاری جس میں تمہارا ذکر ہے۔

یونہی :۔

هٰذَا ذِکْرٌ مُّبَارَكٌ اَنْزَلْنَا۔	ترجمہ: یہ بابرکت ذکر ہے جسے ہم نے اتارا ہے۔

ایسے ہی :۔

هٰذَا ذِکْرُ مَنْ مَّعِیَ وَ	ترجمہ: یہ میرے ساتھیوں کا بھی ذکر

ذِكْرُ مَنْ قَبْلِي۔ سے اور مجھ سے پہلوں کا بھی۔

انزل علیہ الذکر من ترجمہ: کفار کہتے ہیں، ہم میں سے اسی

بیننا۔ پر یہ ذکر یعنی قرآن نازل ہونا تھا۔

ذکر بمعنی شرف وبزرگی۔ ذکر بمعنی کتب سابقہ۔ ذکر بمعنی رسول وغیرہ" دیکھو مفردات امام راغب ص ۱۷۸۔ طبع مصر لہٰذا جو معنی جہاں مناسب ہوگا مراد لیا جائے گا۔ ایک کی جگہ آنکھیں بند کر کے دوسرا مفہوم لینا یا ایک مفہوم ہر جگہ مراد لینا نری جہالت اور خدا کے کلام میں تعارض وتخالف پیدا کرنا ہے۔

ایک علمی لطیفہ ہم اوپر قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ لکھ آئے ہیں۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ ترجمہ: اس سے بڑا ظالم کون ہے (یعنی

مَسَاجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْهَا کوئی نہیں) جو اللہ کی مسجدوں میں اس

اسْمُهٗ وَسَعٰی فِیْ خَرَابِهَا کے نام کا ذکر کرنے سے منع کرے۔

اس آیت کریمہ کو بار بار پڑھیں اور مانعین ذکر کی ہمت کی داد دیں۔

سوال ہم ذکر سے منع نہیں کرتے بلکہ بلند آواز سے، خاص وقت پر، خاص صورت میں ذکر کرنے سے منع کرتے ہیں؟

جواب جواباً عرض ہے کہ دل میں اللہ کا ذکر کرنے سے نہ کسی نے کبھی منع کیا ہے۔ نہ یہ ممکن ہے۔ کفار کے ہجوم میں بھی اگر کوئی مسلمان دل میں خدا کا ذکر کرے تو کسی کو کیا معلوم کہ یہ اللہ کا ذکر کر رہا ہے ذکر سے منع تو وہ کرے گا جو ذکر کی آواز سنے اور ذکر کیفیت دیکھے۔ اس کے سوا تو نہ کسی منکر کو ذکر کا پتہ چلے۔ نہ وہ کسی کو ذکر سے منع کرے یعنی ذکر کی آواز سنے بغیر کوئی ذکر سے منع نہیں کر سکتا اور آواز اس وقت تک سن نہیں سکتا۔ جب تک ذکر کرنے والا بلند آواز سے ذکر نہ کرے۔ پس اس آیت کریمہ سے مسلمانوں کا طریق یہ معلوم ہوتا ہے

کہ وہ اللہ کا ذکر بلند آواز سے کرتے ہیں اور کفار کا یہ طریق بتایا گیا ہے کہ وہ اس سے منع کرتے ہیں۔ اللہ ہم کو نفس و شیطان کے شر و وسوسہ سے محفوظ رکھے اور ذکر میں لذت نصیب فرمائے۔

دارمی شریف کی حدیث اور محفل ذکر

مانعینِ ذکر نے حدیث کی کتاب "دارمی" سے ایک روایت اپنی دانست میں ذکر کے خلاف نقل کی ہے اس پر تبصرہ سے پہلے دارمی کے حوالہ سے ایک دو باتیں ہو جائیں۔

مالک بن مغول کہتے ہیں مجھے امام شعبی نے کہا:-

مَاحَدَّثُوْكَ هٰؤُلَاءِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخُذْ بِهِ وَمَا قَالُوْا بِرَأْيِهِمْ فَأَلْقِهِ فِي الْحُشِّ۔ (دارمی ص ۶۰)

ترجمہ: یہ لوگ جو تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے بیان کریں اسے لے لو اور اس کے خلاف جو بات اپنی رائے سے کہیں اسے پھینک دو۔

پچھو محفل ذکر اور ذکر کے فضائل ہم نے قرآن اور حدیث کے حوالہ سے ثابت کر دیئے ہیں لہٰذا یہی قابلِ عمل ہیں اور چونکہ مالغین نے جو کچھ کہا محض اپنی جاہلانہ و متعصبانہ رائے سے کہا لہٰذا ناقابلِ التفات ہے۔ قابلِ رد ہے کیونکہ قرآن و سنت کے خلاف جو بھی ہے بُری بدعت ہے گمراہی ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ و محفل ذکر

منکرین ذکر کو جب قرآن کریم اور صحاح ستہ کی کسی حدیث سے اپنی مفید

مطلب دلیل ہاتھ نہ لگی تو بجائے اس کے کہ فضیلت ذکر و اہل ذکر کے قائل ہوتے اور ضد و تعصب کو خیرباد کہتے، اگرتے کو تنکے کا سہارا، کے مصداق "دارمی" کے حوالہ سے ایک مقطوع و مدلس روایت کا سہارا لینے کی کوشش کرنے لگے، آپ بھی روایت اور پھر ہمارا تبصرہ اور پھر معاندین کی کسمپرسی اور لاعلمی کا عبرت ناک انجام ملاحظہ فرمائیں حکم بن مالک کہتے ہیں، ہم کو عمر بن یحییٰ نے خبر دی کہ میں نے اپنے باپ یحییٰ کو سنا جو اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں یہاں معلوم نہیں کہ یحییٰ کے باپ کون اور کس درجہ کے بزرگ ہیں۔ اور روایت حدیث میں ان کا پتہ کیا ہے؟ لہٰذا روایت مدلس ہے بہر حال یحییٰ کے باپ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دروازے پر صبح کی نماز سے پہلے بیٹھا کرتے تھے جب وہ گھر سے نکلتے تو ہم بھی ان کے ساتھ مسجد کی طرف چل پڑتے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری تشریف لائے اور ہم سے پوچھنے لگے۔ کیا ابوعبدالرحمٰن (عبداللہ بن مسعود) تمہارے پاس آچکے ہیں؟ ہم نے کہا جی نہیں وہ بھی ہمارے ہمراہ بیٹھ گئے، یہاں تک کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے، تو ہم سب ان کی خاطر کھڑے ہو گئے۔ حضرت ابوموسیٰ نے ان سے کہا اے ابوعبدالرحمٰن! میں نے ابھی ابھی مسجد میں ایک نئی بات دیکھی ہے اور خدا کا شکر ہے کہ میرے خیال میں کام نیک ہے انہوں نے پوچھا وہ کیا؟ (ابوموسیٰ نے) کہا اگر آپ زندہ رہے تو آپ بھی دیکھ لیں گے میں نے مسجد میں کچھ لوگ دیکھے ہیں۔ جو حلقے بنا کر بیٹھے ہیں اور نماز کا انتظار کر رہے ہیں ہر حلقہ میں ایک شخص ہے۔ ان کے ہاتھوں میں کنکر ہیں ایک شخص کہتا ہے سو بار اللہ اکبر پڑھو، تو وہ سو مرتبہ اللہ اکبر کہتے ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے لا الٰہ الا اللہ سو مرتبہ کہو، تو وہ سو مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کہتے ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے سو مرتبہ سبحان اللہ کہو، تو وہ سو مرتبہ سبحان اللہ کہتے ہیں۔ (ابن مسعود) نے کہا، آپ نے ان سے کیا کہا؟ فرمایا میں نے ان سے کچھ نہیں کہا۔ مجھے آپ کی رائے اور فیصلہ کا انتظار تھا تو آپ نے فرمایا تم نے ان کو یہ حکم کیوں

نہ دیا کہ وہ اپنی خطائیں شمار کرتے، اور میں ان کو ضمانت دیتا کہ ان کی کوئی نیکی ضائع نہیں ہوگی پھر آپ ان میں سے ایک حلقہ میں تشریف لائے اور ہم بھی ساتھ تھے ان کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا، یہ کیا کر رہے ہو؟ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔ انہوں نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن! یہ کنکریں ہیں جن سے تکبیر تہلیل اور تسبیح شمار کرتے ہیں۔ فرمایا اپنے گناہوں کا شمار کرو۔ میں اس بات کا ذمہ دار ہوں کہ تمہاری کوئی نیکی ضائع نہیں کی جائے گی، اے امتِ محمد! کم نصیبو! تمہاری ہلاکت کتنی جلدی آرہی ہے یہ ہیں تمہارے نبی کے صحابہ کرام، کثیر التعداد۔ اور یہ ہیں حضور کے کپڑے، جو ابھی بوسیدہ نہیں ہوئے اور حضور کے برتن جو ابھی ٹوٹے نہیں۔ اس خدا کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے، کیا تم اس راہ پر ہو جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے زیادہ سیدھی ہے۔ کیا گمراہی کا دروازہ کھولنا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا، ابو عبدالرحمٰن! ہم نے صرف نیکی کا ارادہ کیا ہے فرمایا کتنے نیکی کا ارادہ کرنے والے ہیں جنہوں نے نیکی پائی ہو؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا تھا، کچھ لوگ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں جائے گا، اور میں نہیں جانتا! اللہ کی قسم کہ شاید ان میں سے اکثر تم میں سے ہوں، پھر آپ (ابن مسعود) چلے گئے۔ عمرو بن سلمہ نے کہا میں نے ان حلقوں والے اکثر لوگ دیکھے کہ نہروان کی جنگ میں (جو حضرت علی اور خوارج کے درمیان ہوئی تھی) خارجیوں کے ساتھ ہو کر ہم پر تیر برسا رہے تھے"

(سنن دارمی ص ۶۰ - ۶۱)

چند غور طلب باتیں :۔

(۱) یہ لوگ نمازِ فجر سے پہلے مسجد میں مختلف حلقے بنا کر بیٹھتے تھے اور ہر حلقہ میں ایک شخص مخصوص تعداد میں مخصوص کلمات کا ورد کرواتا تھا۔ جب کہ ہمارا حلقہ ذکر ایک ہی ہوتا ہے اور ایک مسجد میں کئی حلقے نہیں ہوتے۔

(۲) وہ کنکروں پر تعداد گنتے تھے جب کہ ہم ایسا نہیں کرتے۔

(۳) حضرت ابن مسعود نے ذکر کو ناپسند کیا، نہ ان کلمات کو، بلکہ یہ فرمایا کہ بے حساب ذکر کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارا ذکر و اجر ضائع نہیں کرے گا۔ تعداد اپنی طرف سے متعین کر لینا ضروری بھی نہیں مناسب بھی نہیں۔

(۴) آپ کے بزرگوں نے مختلف اوراد و وظائف کی جو تعداد مقرر کر رکھی ہے۔ اس پر بھی اس روایت سے زد پڑتی ہے کبھی آپ نے ان سے بھی کہا۔

(۵) یہ مرفوع حدیث نہیں، جب کہ قرآنِ کریم اور صحیح ترین مرفوع حدیثوں میں بعض نمازیوں، حاجیوں، مجاہدوں، روزہ داروں، علمأ راسخین، قرأ کے بارے میں شدید ترین وعیدیں ہیں، کیا ان سے یہ تمام نیک کام برے ہو گئے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ بعض عوارض غلط ہوں تو ان کی درستی کرنی چاہیئے اصل نیکی بہرحال نیکی ہے اس سے منع کرنا نیکی سے منع کرنا ہے جو نیک لوگوں کا کام نہیں۔

محافل ذکر یا علمی حلقے؟

کہا گیا ہے کہ حدیث پاک میں جن محافل ذکر کی فضیلت آئی ہے اُن سے مُراد درس و تدریس کے علمی حلقے ہیں اس سلسلہ میں اولاً عرض ہے کہ ذکر کے متعدد معانی ہیں، اور ہر معنی کے لیے مناسب موقع و محل ہے کسی جگہ اگر ذکر سے علمی درسی حلقہ ہوں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ دوسرے مقام پر ذکر کی محفل مُراد نہ ہو سکے ہر معنی کا اپنا مناسب محل ہوتا ہے۔ ثانیاً۔ دروغ گورا حافظہ نباشد۔ اگر حدیث شریف میں مذکور محافل ذکر سے مُراد، درس و تدریس اور وعظ کی علمی مجلسیں مُراد ہیں تو ان کے خلاف حضرت ابن مسعود کے ریمارکس کا کیا مطلب؟ کیا وُہ ان کی مخالفت کرتے تھے۔

مسلم نوجوانوں سے

آپ نے جو محافل ذکر شروع کر رکھی ہیں، وہ بڑی بابرکت ہیں۔ نوجوانوں کے ذکر و عمل پر ان کے گہرے پاکیزہ اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ وہ "بابوازم" سے ہٹ کر شرعی فکر و عمل کو اپنا رہے ہیں۔ نماز ذکر اور درود و سلام۔ جیسے نیک کاموں میں شرکت سے ان کے سینے منور اور اعمال پاکیزہ ہو رہے ہیں۔ خدا اور رسول کے بکثرت ذکر نے ان میں خدا اور رسول کی محبت اور جذبۂ اطاعت کے چراغ روشن کر دیئے ہیں۔ اس سے ان کی زندگیوں میں پاکیزہ انقلاب آرہا ہے۔ وہ نیکی کے طلب گار اور بدی سے بیزار ہیں۔ ان میں اطاعت محبت۔ مودت۔ اخوت اور صداقت کے جذبات ابھر رہے ہیں۔ جس سے شیطان برہم ہے، مایوس ہے اور سراسیمہ ہے، اور مختلف بہانوں سے ان پاکیزہ محافل کے خلاف فضا بنا رہا ہے اور خدا و مصطفےٰ کے ذکر کے مٹانے پر تنگ و دو میں دیوانہ وار کوشاں ہے۔

وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۔

اللہ کو اپنا نور پورا کرنا ہے پڑے جلتے رہیں منکرین۔

ہفتہ وار محافل ذکر منعقد کریں

ہم تمام نوجوانانِ ملت سے بالخصوص اور عام مسلمانوں سے بالعموم مخلصانہ درخواست کرتے ہیں کہ ہر مسجد میں ہفتہ وار مجالس ذکر و درود و سلام کا اہتمام کریں اس میں خصوصی دلچسپی لیں۔ محض خدا و مصطفےٰ کی رضا کے لیے۔ کسی طعن و طنز یا صلہ و ستائش کی پرواہ کئے بغیر اس فرض کی ادائیگی میں لگے رہیں اور یاد رکھیں کہ ایک شخص کو راہ راست پر لے آنا دنیا بھر کی دولت سے بہتر ہے۔ انشاء اللہ اسی طرح حق کی روشنی پھیلے گی اور گمراہی کی نحوست ختم ہو جائے گی۔ ت

یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے
شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے

(اقبال)

امام یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ

اسم گرامی یوسف بن اسماعیل نبہانی ہے۔ "نبہان" عرب بادیہ نشینوں کا ایک قبیلہ ہے جو سرزمین فلسطین کے شمال میں واقعہ شہر اجزام میں بستا ہے۔ یہ شہر حیفہ سے منسلک ہے جو بیروت کے مضافات "عکا" سے تعلق رکھتا ہے۔ آپ کی پیدائش اسی شہر اجزم میں ۱۲۶۵ھ میں ہوئی۔ وہیں ابتدائی تعلیم و تربیت حاصل کی، اور اپنے والد ماجد اسماعیل بن یوسف رحمہ اللہ سے قرآن کریم حفظ کیا۔ والد ماجد کی عمر اسّی سال کے لگ بھگ تھی۔ اس کے باوجود عقل و حواس اور قوتِ حافظہ لاجواب تھی۔ عباداتِ شاقہ اور تلاوتِ قرآنِ مجید پر آخر دم تک کاربند رہے۔ ہر تین دن کے بعد قرآن کریم ختم کرتے تھے۔ بعد میں اور ترقی ہوئی اور ہفتہ بھر میں تین مرتبہ ختم قرآن کرتے۔ انہی کمالات و فضائل کا فیضان تھا کہ علامہ نبہانی علم و عمل کے نورانی سانچے میں ڈھلتے چلے گئے۔ جب گھریلو ماحول پاکیزہ ہو تو اس میں پروان چڑھنے والے نونہال رشد و ورع اور علم و معرفت کے آسمان پر مہر و ماہ بن کر چمکتے ہیں۔ محض وعظ و تلقین سے قوموں کی تربیت نہیں ہو سکتی، جب تک علم کے ساتھ عملی پیکر سامنے نہ ہوں۔

جب آپ حفظ قرآن سے فارغ ہوئے تو والد ماجد نے آپ کو مزید علوم و فنون کے حصول کے لیے عالم اسلام کی مایہ ناز مادرِ علمی جامعہ ازہر شریف میں بھیج دیا۔ آپ بروز ہفتہ یکم محرم الحرام ۱۲۸۳ھ کو جامع ازہر میں داخل ہوئے۔ جہاں آپ نے چاروں مذاہب (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) کے یگانہ روزگار متبحر اساتذہ کرام سے عربی زبان و ادب اور شرعی علوم و فنون حاصل کیے۔ تحصیل علم میں حد درجہ ذوق و محنت کا مظاہرہ کیا اور چھ سال کی محنتِ شاقہ کے بعد ماہِ رجب ۱۲۸۹ھ میں تمام علومِ متداولہ سے فارغ ہو گئے۔ اور مسلمانوں کی عظمتِ رفتہ کو واپس لانے اور مسلمان قوم کو جہالت و بدعقیدگی سے نکالنے کے لیے اپنی زندگی کو وقف کر دیا۔ جب آپ کے علمی و عملی کمالات کا شہرہ دور دور تک پہنچا اور دین کی توضیح و تشریح نیز مسلک

حق اہل سنت کی تائید و ترویج میں آپ کے قلمی شہ پارے اکناف و اطراف میں پھیلنے لگے اور آپ اہلِ علم و فضل کے مرجع عام بن گئے، تو حکومت شام نے آپ کے علمی مقام و مرتبہ اور ذاتی وجاہت سے متاثر ہو کر آپ کو بیروت میں "محکمۃ الحقوق العلیا" کا وزیر بنا لیا[1]۔ ان تمام ذمہ داریوں کو بہترین طریقہ سے نبھانے کے ساتھ ساتھ انتہائی عبادت گذار اور ریاضت شعار تھے۔ پابندیٔ وقت پر نماز باجماعت ادا کرنا، بلاناغہ تلاوتِ قرآن کریم، اللہ کے ذکر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود وسلام اور باقی اوراد و وظائف میں کبھی کوتاہی نہ کرتے، مخلوق خدا کی بھلائی اور حاجات ردی ملی وملکی ذمہ داریاں نہایت تندہی سے پوری کرتے۔ فرائض، واجبات اور سنن و مستحبات کی ادائیگی میں کبھی کوتاہی نہ ہوئی۔ یہی وہ جدوجہد سے بھرپور زندگی تھی جسے ان کی زندہ کرامت قرار دیا جا سکتا ہے۔ ولایت ترک دنیا کا نام نہیں، علمی و عملی میدان میں خلوص و للّٰہیت کے جذبات سے سرشار ہو کر جہدِ مسلسل کرتے رہنا۔ حق کی حمایت میں باطل سے ہمیشہ برسرپیکار رہنا اور باطل جس رنگ میں سامنے آئے، جن ہتھیاروں سے مسلح ہو کر سامنے آئے اسے ایمانی بصیرت اور مومنانہ فراست سے پہچاننا اور اس کے مکمل قلع قمع کے لیے مصروفِ جہاد رہنا ہی اصل ولایت ہے۔ اسی سے اللہ کا قرب اور مخلوق میں قبولیت عامہ کا اعزاز حاصل ہوتا ہے یہی اوصاف ہیں جن سے اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو مزین فرماتا ہے۔

علامہ نبہانی میں مردِ مومن کے یہ تمام اوصافِ حمیدہ ہم کو نمایاں نظر آتے ہیں، اس علمی اور عملی مصروفیات کے ساتھ ساتھ آپ نے مذہبِ حق اہل سنت و جماعت کی تائید و ترویج اور مذاہبِ باطلہ (نجدیہ، خارجیہ، رافضیہ وغیرہا) کی تردید میں قابل قدر علمی و تحقیقی کتابیں تحریر فرمائیں نظم و نثر دونوں میدانوں کے شہسوار تھے، جس مسئلہ پر قلم اٹھایا تحقیق و تدقیق اور تشریح و توضیح کا حق ادا کر دیا، اور دیکھنے والا حیرت زدہ رہ جاتا ہے کہ جو کام بڑے بڑے ادارے نہ کر سکے تنہا آپ

---

[1] وزارت انصاف۔

کے ہاتھوں سے خدا نے کروا دیئے۔ بے شک یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مدد رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت اور اولیائے اُمت کی برکت و اعانت سے ہی ہو سکتا ہے اور بے شک ایسی ایسی نابغۂ روزگار ہستیوں کا وقتاً فوقتاً امت مرحومہ میں ظہور پذیر ہونا جناب رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان معجزہ ہے۔

علامہ نبہانی کی چند مشہور تصانیف :

۱۔ الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی الجامع الصغیر (چودہ ہزار احادیث کا عظیم ذخیرہ جو تصانیف علامہ میں اعظم وانفع ہے)

۲۔ قرۃ العینین علی منتخب الصحیحین۔ (تین ہزار احادیث کا مجموعہ اور ان پر فاضلانہ حواشی)

۳۔ جواہر البحار فی فضائل النبی المختار۔ (چار ضخیم جلدوں میں فضائل مصطفوی کا عظیم الشان مجموعہ)

۴۔ وسائل الوصول الی شمائل الرسول (اردو ترجمہ آجکل عام دستیاب ہے)

۵۔ قرۃ العین من بیضاوی والجلالین۔

۶۔ شواہد الحق فی الاستغاثۃ بسید الخلق۔

۷۔ حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین۔

۸۔ الانوار المحمدیہ مختصر المواہب اللدنیہ۔

۹۔ افضل الصلوات علی سید السادات۔

۱۰۔ الاحادیث الاربعین فی وجوب طاعۃ امیر المؤمنین۔

۱۱۔ النظم البدیع فی مولد النبی الشفیع۔

۱۲۔ الہمزۃ الالفیہ فی مدح سید الانبیاء۔

۱۳۔ الاحادیث الاربعین فی فضائل سید المرسلین۔

۱۴۔ الاحادیث الاربعین فی امثال افصح العالمین۔

۱۵۔ قصیدۃ سعادۃ المعاد فی موازنۃ بانت سعاد۔

۱۶۔ مثال نعلہ الشریف۔

۱۷۔ سعادۃ الدارین فی الصلوٰۃ علی سید الکونین۔

۱۸۔ السابقات الجیاد فی مدح سید العباد۔

۱۹۔ خلاصۃ الکلام فی ترجیح دین الاسلام۔

۲۰۔ ہادی المرید الیٰ طرق الاسانید۔

۲۱۔ الفضائل المحمدیہ۔

۲۲۔ الورد الشافی۔

۲۳۔ المزدوجۃ الغرأ فی الاستغاثۃ باسمأ اللہ الحسنیٰ۔

۲۴۔ المجموعۃ النبہانیہ فی المدائح النبویہ۔

۲۵۔ نجوم المہتدین فی معجزاتہ والرد علی اعدائہ اخوان الشیاطین۔

۲۶۔ ارشاد الحیاریٰ فی تحذیر المسلمین من مدارس النصاریٰ۔

۲۷۔ جامع الثنأ۔

۲۸۔ مفرج الکروب۔

۲۹۔ جذب الاستغاثات۔

۳۰۔ احسن الوسائل فی نظم اسمأ النبی الکامل۔

۳۱۔ کتاب الاسمأ فیما لسیدنا محمد من الاسمأ۔

۳۲۔ البرہان المسدد فی اثبات نبوۃ سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

۳۳۔ دلیل التجار الیٰ اخلاق الاخیار۔

۳۴۔ الرحمۃ المہداۃ فی فضل الصلوٰۃ۔

۳۵۔ حسن الشرعۃ فی مشروعیۃ صلوٰۃ الظہر بعد الجمعہ۔

۳۶ التحذیر من اتخاذ الصور والتصویر۔

۳۷۔ تنبیہ الافکار لحکمۃ اقبال الدنیا علی الکفار۔

۳۸۔ سبیل النجاۃ۔

۳۹۔ سعادۃ الانام فی اتباع دین الاسلام۔

۴۰۔ القصیدۃ الرائیۃ الکبرٰی۔

۴۱۔ الرائیۃ الصغرٰی فی ذم البدعۃ و مدح السنۃ الغراء۔

۴۲۔ اتحاف المسلم۔

۴۳۔ تہذیب النفوس فی ترتیب دروس۔

۴۴۔ جامع کرامات الاولیاء۔

۴۵۔ العقود اللولویہ فی المدائح النبویۃ۔

۴۶۔ الاربعین من احادیث سید المرسلین۔

۴۷۔ الدلالات الواضحات شرح دلائل الخیرات۔

۴۸۔ المبشرات۔

۴۹۔ صلوٰۃ الثناء علی سید الانبیاء۔

۵۰۔ القول الحق فی مدح سید الخلق۔

۵۱۔ الصلوات الالفیہ فی الکمالات المحمدیہ۔

۵۲۔ ریاض الجنۃ فی اذکار الکتاب السنۃ۔

۵۳۔ الاستغاثۃ الکبرٰی باسماء اللہ الحسنٰی۔

۵۴۔ جامع الصلوات علی سید السادات۔

۵۵۔ الشرف المؤید لآل محمد۔

۵۶۔ صلوات الاخیار علی النبی المختار۔

۵۷۔ البشائر الایمانیہ فی المبشرات المنامیہ۔

۵۸۔ کتاب برزخ۔ ۵۹۔ کتاب الاذکار۔

کچھ اس کتاب کے بارے میں جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں علامہ نبہانیؒ کی جس عربی کتاب کا ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے اس کا نام ہے "سعادۃ الدارین فی الصلاۃ علی سید الکونین" کتاب کافی ضخیم ہے۔ بڑے سائز پر باریک عربی ٹائپ کے ــــــ صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں درود وسلام کے مسئلہ اور اس کے متعلقات کو بڑی شرح وبسط کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ موضوع کے ہر پہلو پر کھل کر گفتگو کی گئی ہے۔ علمائے متقدمین ومتاخرین نے اب تک اس سلسلہ میں جو کام کیا ہے اس کا تنقیدی وتحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔ جو پہلو توضیح طلب تھے ان کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ انداز بیان صاف اور عام فہم ہے۔ عبارت آسان اور شستہ ہے اہل علم کے تمام مذاہب ومسالک کی تفصیل بیان کر دی گئی ہے۔ دلائل قرآن وحدیث اور آثار سلف سے دیئے گئے۔ مزید توضیح کی غرض سے علمی نکات اور سچے تاریخی واقعات وحکایات کو بھی مناسب مقامات پر نقل کیا گیا ہے مصنف علامہ نے اس موضوع پر لکھی گئی اپنی دوسری کتابوں کا تحقیقی مواد بھی انتہائی جامعیت کے ساتھ اس کتاب میں شامل کر دیا ہے۔ گویا جس نے درود وسلام کے موضوع پر علامہ کی یہ کتاب پڑھ لی اس نے نہ صرف سلف وخلف کے علمی کام پر عبور حاصل کر لیا، بلکہ خود مصنف علامہ کی اس موضوع پر لکھی گئی دوسری کتابوں کا علمی مواد بھی حاصل کر لیا۔

اعتذار مترجم

ایسی کتاب کو دوسری زبان میں منتقل کرنا کافی مشکل کام ہے میں نے پوری کوشش کی ہے کہ کتاب کا مضمون اسی طرح اردو زبان میں منتقل ہو جس طرح اصل کتاب میں بیان کیا گیا ہے۔ تاہم کم علمی اور کثرت مشاغل دو ایسی مجبوریاں ہیں جو حصول مقصد میں رکاوٹ بن سکتی ہیں۔ اس لیے اہل علم سے عاجزانہ گزارش ہے۔ کہ اس سلسلہ میں کوئی کمزوری محسوس کریں۔ تو درگذر سے کام لیں اور مترجم کو اطلاع کریں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس کی تصحیح کر لی جائے۔ اللہ ان کو جزائے خیر دے گا۔ جہاں تک نفس مضمون کا تعلق ہے اس کا مکمل ترجمہ پیش کر دیا گیا۔ لیکن مصنف علامہ نے کتاب کے آخر میں اپنے طویل نعتیہ قصائد کا جو اضافہ فرمایا تھا ان کا ترجمہ دو وجہ سے نہ ہو

سکا۔ اوّل یہ کہ اس سے کتاب کا حجم بہت بڑھ جاتا، جب کہ نفس موضوع پر کوئی اضافہ نہ ہوتا، دوم یہ کہ اتنے طویل قصائد کا ترجمہ کرنے کے لیے بہت وقت درکار تھا، جو یہاں مشکل تھا۔ اس لحاظ سے کتاب کو اصل موضوع تک رکھنا ہی قرین مصلحت سمجھا گیا، اور قصائد کے ترجمہ سے تعرض نہ کیا گیا۔

علامہ نبہانیؒ کی وفات

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی تقریباً پچاسی سال کی عمر میں ۱۳۵۰ھ میں فوت ہوئے۔

علامہ نبہانیؒ بارگاہ نبوّت میں

علامہ یوسف نبہانیؒ اللہ کے مقبول بندے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے شیدائی تھے۔ بارگاہ الوہیت و رسالت میں حد درجہ مؤدب تھے۔ اسی لیے عمر بھر نجدیوں کے خلاف قلمی جہاد فرماتے رہے۔ عقائد اہل سنت کی حفاظت اور مذہب حق کی تبلیغ و تشہیر ہی ان کا مقصدِ زندگی تھا۔ بلاشبہ متحدہ ہندوستان میں مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری بریلوی، علامہ پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی، مولانا شاہ فضل الرسول بدایونی، حجاز مقدس میں علامہ سید احمد بن زینی دحلان، علامہ شیخ سلیمان بن عبدالوہاب نجدی، اور علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ گذشتہ صدی میں ناموسِ رسالت کے پاسبانوں کے سرخیل تھے جنہوں نے زبان و قلم سے دینِ مصطفوی کی بے نظیر خدمت اور عزت و احترام نبوت کی حفاظت و صیانت فرمائی۔ حق یہ ہے کہ انہی بزرگوں کا صدقہ ہے۔ جو آج مختلف صورتوں میں ذکر مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہر سو غلغلہ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ان عاشقانِ شمع رسالت کو اُمت مرحومہ کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے اور ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق و ہمت عطا فرمائے۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے کتاب کے مصنف مترجم اور ناشر و قاری کی مغفرت فرمائے اور سب کو حضور علیہ السلام کی شفاعت و حمایت نصیب فرمائے۔ آمین۔ وصلی اللہ علی خیر خلقہ ونور عرشہ سیدنا محمد و آلہ وصحبہ اجمعین وبارك وسلم۔

نوٹ: امام یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمہ اللہ کے متعلق تمام معلومات ان کی کتاب جامع کرامات الاولیاء کے اس پیش لفظ سے حاصل کی گئی ہیں جو محقق ابراہیم عطوہ عوض مدرس جامعہ ازہر مصر نے تحریر فرمایا ہے، مطبوعہ مصر ۱۹۶۲ء۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔

الٰہی! میں ہر اس لفظ کے ساتھ تیری تعریف کرتا ہوں جو تیری عظمت و جلال کے لائق اور نیز سے بے پایاں فضل و کرم کے سزاوار ہے، ہر اس نعمت پر جو تیرے خزائن جود و عطا سے میرے یا تیری مخلوقات میں سے کسی بھی فرد کے لئے ظہور پذیر ہوئی خصوصًا اس ذاتِ بابرکات پر جو تیری مسلسل نعمتوں کا واسطہ اور نیز سے ثمراتِ کرم میں سے ثمرِ اوّلین ہے یعنی سیّدنا محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم جن کو مبعوث فرما کر تو نے تمام مخلوق پر انعام فرمایا اور انہیں سب جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا اور ان کے ذریعہ سے ہمیں اپنے سیدھے دین اور صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی فرمائی اور جن کو تو نے تمام فضائل عطا فرمائے اور ہر فضیلت والے پر فضل فرماتے ہوئے فرمایا:۔

وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۔ "کہ اے محبوب! تم پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔"

اور جیسا کہ تو نے ان کو اپنے فضل و کرم سے ممتاز فرمایا اور اپنے اس فرمان سے مخصوص فرمایا:۔

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۔

"بے شک اللہ اور اس کے فرشتے اس غیب کی خبریں دینے والے (نبی) پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجو۔"

الٰہی! ان پر ایسا درود بھیج جو سب سے افضل اور نفع بخش ہو، تیری تمام نعمتوں کو شامل اور وسیع تر ہو، سب سے خوبصورت اور جامع ہو، سب سے بہتر اور خوب تر ہو سب سے روشن اور تابندہ ہو، سب سے کامل اور بلند مرتبہ ہو، جس کا مرتبہ تیرے نزدیک سب سے اونچا ہو اور جو تجھے ہر لحاظ سے محبوب ہو ایسا درود جو ملا ہوا

ہو نیری طرف سے اتنے ہی سلام کے ساتھ نہ درود سلام سے زائد نہ سلام درود پر فائق، درود و سلام جو نیرے فیض و کرم کے اس چشمے سے جاری ہوا جو ختم نہ ہوگا اور نازل ہوا تیرے محبوب ترین بندے ابوالقاسم ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تیری معلومات کے برابر اور تیرے کلمات کی سیاہی کے برابر بے ابتداء اور بلا انتہا کہ اگر تمام جہانوں کو باریک ترین اجزاء میں تقسیم کر دیا جائے تو وہ اجزاء بھی ختم ہو جائیں لیکن تیرے رب کے کلمے ختم نہ ہوں بلکہ یہ اجزاء ان کے عشر عشیر کو بھی نہ پہنچیں، لمحہ بہ لمحہ آپ پر کامل فضل و کرم کا نزول ہوتا ہے پہلے مجموعے سے اسے ضرب دی جائے یہاں تک کہ اس نورانی سلسلہ کی کڑیاں ابد الآباد تک مسلسل پہنچ جائیں اور اعداد و شمار کے تمام مراتب ختم ہو جائیں اور اعداد ان کے احاطہ کرنے سے عاجز آجائیں۔ ایسا درود جو سب سے افضل ہو جیسے آپ تمام مخلوق میں افضل ہیں اور آپ کی آل اور اصحاب سب پر اور ہر اس شخص پر جو آپ کے دینِ مبین کی حفاظت میں آگیا۔

اما بعد! اللہ کی کتاب، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث، علماء کے اقوال اور صلحاء کی اخبار سے سند و استدلال کی روشنی میں امت کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام افضل ترین اور مفید ترین عبادات میں سے ہے اسی لئے علمائے کرام نے اس کی شان کا پاس و لحاظ رکھا اور اس کے بارے میں کتابیں اور رسالے تالیف کئے اور اس کے فوائد و فضائل بیان فرمائے، حافظ سخاوی نے اپنی کتاب القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع میں لکھا ہے کہ اس موضوع پر بہت لوگوں نے کتابیں لکھیں ہیں مثلاً اسماعیل القاضی ابوبکر بن ابو عاصم النبیل اور ابو عبداللہ النمیری المالکی نے اپنی تالیف الاعلام بفضل الصلوٰۃ علی النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام، اور ابو محمد جبیر بن محمد جبیر بن ہشام جو کہ ابن بشکوال کے شاگرد قابلِ وثوق اور صاحبِ فضل و دین تھے، سنہ ۶۳۰ھ میں فوت ہوئے اور ابو عبداللہ

بن القیم الحنبلی نے کتاب جلاء الافہام میں اور التاج ابو حفص عمر بن علی الفاکہانی المالکی نے جو عمدہ وغیرہ کے شارح ہیں، کتاب الفجر المنیر فی الصلوٰۃ علی البشیر والنذیر میں اور ابو القاسم بن احمد بن ابی القاسم بن بنون القرشی التونسی المالکی عصری الشہاب احمد بن یحییٰ بن فضل اللہ نے کتاب فضل التسلیم علی النبی الکریم میں اور ابو العباس احمد بن معد بن عیسیٰ بن وکیل التجیبی الاندلسی الاقلیشی الحافظ نے کتاب انوار الآثار المختصۃ بفضل الصلوٰۃ علی النبی المختار میں اور شہاب بن ابو حجلہ شاعر الحنفی نے کتاب دفع النقمہ فی الصلوٰۃ علی نبی الرحمہ اور المجد فیروز آبادی لغوی صاحب القاموس وسفر السعادۃ وغیرہما نے کتاب الصلات والبشر فی الصلوٰۃ علی سید البشر میں، حافظ سخاوی فرماتے ہیں ان تمام کتابوں کا میں نے مطالعہ کیا ہے اور ابو الحسین بن فارس لغوی اور ابو الشیخ بن حیان الحافظ اور ابو موسیٰ المدینی الحافظ اور ابو القاسم بن بشکوال الحافظ نے کتاب القربۃ الی رب العالمین بالصلوٰۃ علی محمد سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین اور الضیاء ابو عبد اللہ المقدسی الحافظ صاحب المختارہ وغیرہا اور ابو احمد الدمیاطی الحافظ، کہا جاتا ہے کہ ان کی کتاب کا نام کشف الغمہ بالصلوٰۃ علی نبی الرحمہ ہے اور ابو الیمن عبد الصمد بن عبد الوہاب بن عساکر اور ابو الفتح بن سید الناس الیعمری الحافظ اور المحب الطبری الحافظ اور ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمن التجیبی الحافظ نزیل تلمسان نے اپنی کتاب اربعین حدیث میں، انکی وفات ۶۱۰ھ میں ہوئی۔ ان مصنفین کا ذکر میں نے کسی نہ کسی واسطہ سے حاصل کردہ معلومات کی بنا پر کیا ہے کیونکہ براہِ راست مجھے ان تک رسائی نہ تھی۔

پہلی دو کتابیں دراصل دو چھوٹے چھوٹے رسالے ہیں لیکن تیسری کتاب بہ نسبت ان دو کے زیادہ مفید مطلب ہے، تکرار اور ذکرِ اسناد کی وجہ سے اس کا حجم بڑا ہے اور چوتھی کتاب میں زیادہ تر عجیب وغریب نکات کا بیان ہے مگر وہ اتنے انوکھے نہیں اور

ان میں سے کچھ کا میں نے صرف اس لئے ذکر کر دیا ہے کہ وہ بذاتِ خود ثقہ تھا لیکن بظاہر اس کے حال سے یہی مترشح ہوتا ہے کہ علمِ حدیث اس کا فن نہ تھا اور پانچویں کتاب اپنے موضوع پر پائے کی کتاب ہے لیکن اس میں غیر متعلقہ مباحث کثرت سے پائے جاتے ہیں جیسا کہ مصنف کی عادت ہے اور چھٹی کتاب بارہ ۱۲ بابوں پر مشتمل ہے پہلے پانچ باب موضوع سے متعلق ہیں اور باقی کچھ کتاب المناسک اور بعض سیرتِ نبوی سے متعلق ہیں اور ساتویں کتاب میں مصنف نے اس موضوع سے متعلق آیہ کریمہ (اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ الآیۃ) پر تفصیلی گفتگو کی ہے اور دوسرے فوائد کا ذکر کیا ہے اور آٹھویں کتاب چند اوراق پر مشتمل ہے جس میں چالیس حدیثیں جمع کی ہیں اور نویں کتاب کی وجہ تصنیف یہ ہے کہ طاعون کی وبا پھوٹ پڑی تھی، سو یہ کتاب دراصل ذکرِ طاعون، اس کے واقعات اور اس سے متعلقہ اشعار پر مشتمل ہے لیکن اس کے شروع میں مصنف نے ایک مقدمہ لکھا ہے جو درود و سلام اور اس کے متعلقات پر مشتمل ہے اور یہ مقدمہ کل کتاب کی ایک تہائی سے زائد ہے اور دسویں کتاب بڑی نفیس ہے اس میں متعلقہ احادیث پر نقد و جرح کی گئی ہے اور احادیث غریبۃ اللفظ پر بحث کی گئی ہے بہرحال کتاب لائقِ توجہ ہے مصنف نے کتاب کا خاتمہ غارِ ثور کے بیان پر کیا ہے کیونکہ اس کتاب کی وجہ تصنیف جیسا کہ مصنف نے وضاحت کی ہے ایک جماعت کے ہمراہ غار ثور کی زیارت کا پروگرام تھا، اللہ تعالیٰ ہمیں اور ان کو دگنا چوگنا اجر عطا فرمائے، اس کتاب کے خطبہ میں مصنف نے اس موضوع پر کچھ ایسی کتابوں کا ذکر بھی کیا ہے جن کو میں نے دیکھا نہیں مثلاً حافظ ابو نعیم، تقی الدین السبکی، جمال بن حجلہ وغیرہ کی تصانیف اور اسی طرح میں نے ابو العباس احمد بن الفضل بن احمد الاصفہانی الجصاص کے حالات میں لکھا دیکھا ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پر ایک کتاب لکھی جس کا انکشاف انہوں نے اپنی موت سے پہلے ۳۶۴ھ میں کیا تھا اور حافظ شمس الدین محمد بن احمد بن عبد الہادی

الحنبلی کے حالات میں ہے کہ انہوں نے درود شریف پر ایک کتاب لکھی ہے جسے میں نے نہیں دیکھا، علامہ سخاوی فرماتے ہیں بہرحال ان تمام کتابوں میں زیادہ اچھی اور مفید ترین پانچویں کتاب یعنی ابن القیم کی کتاب (جلاء الافہام) ہے، علامہ سخاوی فرماتے ہیں جب میں کتاب "القول البدیع" سے فارغ ہوا تو مجھے اپنے بعض محدثین کرام کہ جن کے علم و فضل کا دنیا میں شہرہ ہے کی کچھ تصانیف کا پتہ چلا، ایک کتاب کا نام ہے "الرقم المعلم" جس میں ان مقامات کا ذکر ہے جہاں جہاں (بالخصوص) نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھا جاتا ہے اور اس بحث کبھی اس کتاب (القول البدیع) میں شامل کر دیا گیا ہے، سخاوی کہتے ہیں میں نے اس کتاب "الرقم المعلم" کا مطالعہ کیا ہے مجھے دو باتیں مقامات سے ہی کچھ فوائد حاصل ہوئے ہیں، بہرحال مصنف نے فقہائے کرام کا کلام سب سے زیادہ نقل کیا ہے اور وہ مصنف ہیں جناب قطب خضری صاحب، ان کا اور ان کی کتاب کا ذکر اللوار المعلم کے نام سے آرہا ہے، علامہ سخاوی نے فرمایا کہ مجھے اپنے ایک معتمد علیہ عالم نے بتایا کہ اس نے ابن حجلہ کی کتاب کو دیکھا تھا جو درود وسلام ہی کے موضوع پر تھی وہ بڑی ضخیم کتاب تھی اور اسی کی ملک میں تھی اور جب اس کتاب کے نسخے شائع ہوئے تو مکۃ معظمہ کے محدث اور حافظ ابن فہد نے ابن بشکوال کی کتاب کا ایک نسخہ مجھے ارسال کیا جو دو جلدوں پر مشتمل تھا اس میں ہر روایت پوری سند کے ساتھ درج تھی اور مزید جس چیز کی ضرورت تھی وہ میں نے درج کر دی، پھر میں نے ابن فارس کی کتاب دیکھی جو صرف چار ورق پر مشتمل تھی اور میں نے ابوالیمن بن عساکر کی مسند دیکھی جس کی دو جلدیں تھیں اور میں نے شیخ ابو عبداللہ محمد بن موسیٰ بن نعمان کا رسالہ الفوائد المدینیہ فی الصلوٰۃ علی خیر البریہ دیکھا ہے جس سے میں نے استفادہ بہت کیا ہے الخ، علامہ سخاوی نے حدیث و فقہ کی ان کتابوں کا ذکر کرنے کے بعد جو کتاب مذکور (القول البدیع) لکھتے وقت ان کے زیر مطالعہ رہیں، فرمایا، علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی نے "شرح الاحیاء" میں اس

بحث کے بعد کہ جمعہ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے صلوٰۃ وسلام پڑھنا مستحب ہے فرمایا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والوں نے آپ پر مختلف الفاظ اور کلمات سے بکثرت درود بھیجا ہے اور خاص اس موضوع پر چھوٹی بڑی بہت سی کتابیں لکھی ہیں اس موضوع پر سب سے بڑی کتاب جو میں نے دیکھی ہے وہ ہے شیخ عبد الجلیل بن محمد بن عظوم قیروانی کی "تنبیہ الانام" جو ایک ضخیم جلد میں ہے، مصنف نے اس میں عجیب وغریب مباحث ذکر فرماتے ہیں اور متاخرین میں سے قطب کامل سیدی محمد المعطی بن عبد الخالق بن عبد القادر بن قطب ابو عبد اللہ محمد الشرقی النادلی نے کئی جلدوں میں یہ طویل بحث فرمائی ہے رحمہ اللہ تعالیٰ مختصر کتابوں میں سے قطب ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان الجزولی قدس سرہٗ نے جو آٹھویں صدی ہجری کے آخر میں گزرے ہیں، کی دو کتابیں دلائل الخیرات اور شوارق الانوار ہیں، امام جزولی کے زمانہ میں شیراز کے ایک صاحب نے بھی اسی نام (دلائل الخیرات) اور طرز پر ایک کتاب لکھی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے قبولیت وشہرت کا جو مقام الجزولی کی کتاب کو عطا فرمایا وہ کسی دوسری کتاب کو حاصل نہ ہو سکا، ہر خاص وعام کو اس کتاب سے محبت والفت ہو گئی، علماء نے شرحیں اور حاشیے لکھ لکھ کر اس کے قبول وشرف کا اعتراف کیا اور یہ سب کچھ صرف اس لئے ہوا کہ مصنف کی نیت نیک تھی اور آپ سے خلوص دل سے محبت کرتے تھے اور ہم نے متعدد بزرگوں سے یہ بات سنی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کسی کا مقام ومرتبہ معلوم کرنا ہو تو اس کی تالیفات اور شاگردوں کو دیکھو اور متاخرین میں سے تیونس کے ایک شخص ہاروشتی نے بھی آپ کی پیروی کرتے ہوئے ایک کتاب کنوز الاسرار لکھی جو اس موضوع پر عجیب کتاب ہے میں نے یہ کتاب اس کے ایک دوست سے حاصل کی ہے اسی طرح ان کی پیروی کرتے ہوئے شیخ قطب سیدی عبد اللہ بن ابراہیم حسینی جو طائف میں ٹھہرے ہوئے ہیں نے ایک کتاب مشارق الانوار لکھی ہے جس میں صلوٰۃ وسلام کے وہ تمام الفاظ جمع کر دیئے ہیں جن کو سلف صالحین نے استعمال فرمایا

یہ کتاب اس سلسلہ میں اچھی تالیف ہے پھر خود ہی آپ نے اس کی ایک نفیس شرح بھی لکھی ہے جسے ہم نے ان سے سنا ہے متاخرین میں سے سرحد دمیاط کے رہنے والے ایک صاحب کو میں نے دیکھا ہے جو شامخ کے نام سے مشہور تھے انہوں نے ایک چھوٹی سی کتاب تالیف کی جس میں اچھے اچھے صیغے استعمال کئے ہیں، اور ہمارے شیخ شہاب الملوی مرحوم کا ایک رسالہ ہے جس میں انہوں نے وہ چالیس صیغے جمع کر دیئے ہیں جو انہوں نے اپنے شیخ القطب التہامی قدس سرہ سے سنے تھے (اور) ہم نے (بھی) وہ صیغے ان سے سن کر حاصل کر لئے ہیں، حصول برکت کی امید پر میں بھی ان کے طریقہ پر چلا، سو میں نے اس سلسلہ میں دو رسالے تالیف کئے ہیں پہلا ہے اتحاف اھل الصفا جس میں میں نے بعض وہ صیغے جمع کئے ہیں جو سلف و خلف سے مجھ تک پہنچے اور دوسرا رسالہ ہے الفیوضات الالٰھیۃ جس میں میں نے عجیب و غریب نئے نئے صیغے لکھے ہیں جن سے عقل دنگ رہ جائے جب اسے ایک عارف نے دیکھا تو انہوں نے اس کے حسن ترتیب اور عجیب و غریب لغات کی بنا پر اس کا نام قاموس الصلوات رکھ دیا۔ اور ہمارے شیخ المشائخ السید مصطفٰے البکری قدس سرہٗ نے اسی طریق پر سات صیغوں پر مشتمل ایک رسالہ تحریر فرمایا جس کا نام انہوں نے دلائل القرب رکھا ہے جسے ان کے متعلقین حفظ کر لیتے ہیں اور میں نے اس رسالہ کی شرح کر دی ہے، اور درود شریف کے وہ صیغے جو قطب اکبر محی الدین ابن العربی قدس سرہٗ کی طرف منسوب ہیں وہ عجیب و غریب ہیں جن کے رموز و اسرار کچھ وہی لوگ جانتے ہیں جو ذوق و معرفت میں شیخ کے قریب ہیں ان میں سے کچھ کی میں نے تشریح کر دی ہے شیخ اکبر ہی کی طرز پر قطب شمس الدین البکری نے بھی تین صیغے لکھے ہیں، میں نے ان کی شرح لکھی ہے جس کا نام ہے رحیق المدام المختوم البکری اس سلسلہ میں (صلوٰۃ و سلام) کے بہترین صیغے وہ ہیں جو سیدی قطب عبد السلام بن مشیش قدس سرہٗ کی طرف منسوب ہیں،

مرید کے لئے یہی منتہائے مراد ہے۔ جب یہ ذریعہ اس درود شریف کو بار بار پڑھے تو اس میں اتنے فضائل ہیں جن کا شمار مشکل ہے، یہ (صیغے) ماسوا سے بے نیاز کر دیتے ہیں اور ان صیغوں کی تشریح و تفسیر مغرب و مشرق کے ایک سے زائد ائمہ نے فرمائی ہے ان کی شروح میں بہترین شرح جو میں نے دیکھی ہے شیخ سید عبداللہ ساکن طائف کی شرح ہے اور یہ (دراصل) دو شرحیں ہیں ایک چھوٹی ہے اور اصل کے ساتھ اس طرح مل گھل گئی ہے کہ دیکھنے والا متن و شرح میں امتیاز نہیں کر سکتا، دوسری شرح طویل ہے کئی حصوں میں اور چند اوراق میں، میں نے بھی انکی شرح لکھی ہے لیکن مرید اگر ان صیغوں پر اکتفا نہ کرے اور اس کا جی زیادہ کا شوق رکھے تو اسے لازمی طور پر "دلائل الخیرات" پڑھنی چاہیئے اور ہر جمعہ کے دن اسے ختم کرنا چاہیئے، صبح شروع کرے اور زوال سے پہلے ختم کر دے، یہی کافی ہے اور اگر کام کاج میں مشغول ہو تو اس کی ایک چوتھائی پر اکتفا کرے کیونکہ اس کی ہر چوتھائی پانچ سو صیغوں پر مشتمل ہے اور اس قدر پڑھنا شاغل کے لئے درمیانہ درجہ ہے، رہی مختصر اور بڑے صیغوں کے بارے میں یہ بحث کہ فلاں لفظ ایک مرتبہ پڑھنے سے دس اور سو اور دو سو اور پانچسو اور ہزار اور دو ہزار اور دس ہزار اور بیس ہزار اور اسی ہزار اور ایک لاکھ اور پانچ لاکھ غلام آزاد کرنے وغیرہ کے برابر ثواب ملتا ہے سو اس پر متعدد علمائے کرام نے کتابیں تالیف فرمائی ہیں اور بعض باتوں کی طرف میں نے اتحاف الصفا میں اشارہ کر دیا ہے، پھر علامہ زبیدی فرماتے ہیں کہ حافظ ابوالخیر محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب:

القول البدیع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام کے بارے میں بہترین کتاب ہے، زبیدی کا کلام ختم ہوا۔

وجہ تالیف

نبیِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کی فضیلت اور کیفیات پر ہر زمانہ میں بڑے بڑے علمائے کرام نے جن کا ذکر سخاوی اور زبیدی کے کلام میں اوپر گزر چکا ہے اور دوسرے علمائے کرام مثلاً امام قسطلانی شہاب ابن حجر الہیتمی، شیخ عبدالحق دہلوی، سید محمود الکردی المدنی اور احمد بن ثابت المغربی اور شرف الدین شعبان القرشی اور دلائل الخیرات کے شارحین اور سید مصطفی البکری وغیرہ جن کا ذکر آرہا ہے نے کتابیں لکھی ہیں میں نے برسوں پہلے اپنی کتاب افضل الصلوات علیٰ سید السادات کی تالیف میں ان حضرات کی اقتدا کی اور جب میری کتاب اکثر بلادِ اسلامیہ میں پھیل گئی اور حضور علیہ السلام کی برکت سے اسے قبولیتِ تامہ حاصل ہوئی تو اس دوران مجھے صلوٰۃ وسلام کے موضوع پر بہت سی قابلِ اعتماد کتابیں حاصل ہو گئیں جن میں مجھے بہت سے فضائل و فوائد حاصل ہوئے اور بڑے بڑے درود و سلام کی مشکل کیفیات پر آگاہی ہوئی جن سے کتاب افضل الصلوات خالی تھی اور باوجود کثرتِ فضل و قدر کے جو کمی رہنی تھی رہ گئی سو میں نے یہ کتاب تالیف کی تاکہ یہ اس کا نقشِ ثانی بن جائے حالانکہ فی الواقع یہ نقشِ ثانی نہیں، اوّل ہے (کیونکہ یہ مستقل تالیف ہے) اور ان شاء اللہ یہ کتاب اس موضوع پر قابلِ اعتماد تالیف ہوگی کیونکہ نبیِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کے موضوع پر جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں اور دوسری بہت سی قابلِ اعتماد علمی کتابوں میں جو فضائل و فوائد بکھرے پڑے تھے وہ سب میں نے اس کتاب میں جمع کر دیئے ہیں اور میں نے بہت سے فوائد جلیلہ اپنی طرف سے بھی لکھ دیئے ہیں اور میں نے ہر بحث پر مکمل اور سیر حاصل کلام کیا ہے کہ اس کتاب کے ہوتے ہوئے کسی دوسری کی ضرورت نہ پڑے گی۔ کتابوں کے علاوہ میں نے جو قول نقل کیا ہے اس کی نسبت اس کے قائل کی طرف کر دی ہے اور یونہی جو بات درود شریف پر لکھی گئی کتابوں

سے نقل کی ہے اس کا مکمل حوالہ دے دیا ہے ماسوا ان چار بنیادی کتابوں کے جن کا ذکر آرہا ہے کیونکہ بسا اوقات میں عام نکات کی ان کی طرف نسبت نہیں کرتا کیونکہ میں نے ان سے بڑے بڑے مباحث نقل کئے ہیں، جب کسی بات کو کسی دوسری کتاب کی طرف منسوب نہ کروں (سمجھ لینا چاہیئے کہ) وہ انہی سے ماخوذ ہے، سب سے یا کسی ایک سے۔

جاننا چاہیئے کہ جب کہوں کہ فلاں نے یہ کہا ہے (تو اس کا مطلب ہوگا) کہ میں نے وہ بات براہِ راست اس کی کتاب سے نقل کی ہے اور جو نقل بالواسطہ ہوگی، میں اس کی نشاندہی کر دوں گا۔ انشاء اللہ تم اس کتاب میں عجیب حوالے اور منقولات و معقولات کا قابلِ قدر ذخیرہ اور بڑے بڑے علماء کی جامع عبارات اور اولیاء اللہ کے روشن اشارات اور مقبولِ عام کلام دیکھو گے کہ اس سے پہلے کسی ایک کتاب میں ان کو جمع نہ پاؤ گے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف اور اس سے متعلق قیمتی فوائد پر مشتمل ہوں

ماخذِ کتاب

اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کے متعلق ان کتابوں کا ذکر کیا جاتا ہے جو اس کتاب کے لئے اصل الاصول (بنیادی ماخذ) ہیں ان میں سے اکثر نادر الوجود ہیں جن کا مہیا کرنا بہت مشکل ہے، میں نے دور و نزدیک ہر جگہ ان کی تلاش کی جہاں ان کے ملنے کی امید تھی وہاں بھی اور جہاں ملنے کا وہم و گمان بھی نہ تھا وہاں بھی، یہاں تک کہ اللہ تعالٰی نے اپنے فضل و کرم سے یہ مشکل میرے لئے آسان فرما دی اور وہ کتابیں مجھے مل گئیں۔

القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع للحافظ ابی عبد اللہ محمد بن عبد الرحمن السخاوی المصری الشافعی،

اور یہ صحیح نسخہ ہے جسے میں نے خود مصنف پر پڑھا ہے اور اس پر متعدد مقامات پر مصنف کے ہاتھ سے لکھے ہوئے نوٹ ہیں اور:

مسالک الحنفاء الی مشارع الصلوٰۃ علی النبی المصطفیٰ للامام شہاب الدین احمد القسطلانی الشافعی جو حیثیتی کے شاگرد تھے اور امام شہاب الدین احمد بن حجر مکی شافعی کی کتاب الدر المنضود فی فضل الصلوٰۃ والسلام علی صاحب المقام المحمود اور امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد ابن القیم حنبلی (الجوزی) کی کتاب جلاء الافہام فی فضل الصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد خیر الانام اور علامہ قطب جعفری شافعی کی کتاب اللواء المعلم فی مواطن الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور امام ابو محمد جبیر بن محمد القرطبی مالکی کی کتاب الملاذ والاعتصام فی کیفیۃ الصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد خیر الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام اور عارف باللہ ابو الفضل قاسم الرصاع مغربی مالکی کی کتاب تحفۃ الاخیار فی الصلوٰۃ علی النبی المختار اور محمد بن اسمٰعیل حنفی انطاکی کی کتاب مطالع الانوار فی الصلوٰۃ علی النبی المختار اور عارف باللہ عبد اللہ طرابلسی مالکی کی کتاب کنوز الاسرار فی الصلوٰۃ علی النبی المختار اور شہاب احمد ملوی شافعی کا رسالہ الشہاب ان کیفیاتِ فاضلہ کے بیان میں جو انہوں نے اپنے مشائخ سے پائیں اور عارف باللہ سید محمود کردی قادری شافعی نزیل مدینہ منورہ کی دو کتابیں ادلّ الخیرات اور کتاب الباقیات الصالحات اور شرف الدین شعبان قرشی مصری کی کتاب شفاء الاسقام اور عارف باللہ

شیخ احمد ثابت مغربی مالکی کی کتاب التفکر والاعتبار فی فضل الصلوٰۃ علی النبی المختار اور شیخ عبدالجلیل قیروانی کی کتاب تنبیہ الانام فی بیان علو مقام نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام اور عارف باللہ سید محمد عثمان میرغنی حنفی کی کتاب فتح الرسول اور مفتاح بابہ للدخول لمن اراد الیہ الوصول، اور دلائل الخیرات کی شرحیں جو بڑے بڑے علماء نے لکھی ہیں مثلاً محمد المہدی الفاسی مالکی شیخ سلیمان جمل شافعی اور ہمارے شیخ حسن العدوی المالکی اور شرح عارف باللہ شیخ عبدالغنی النابلسی علی صلوٰۃ سیدنا عبدالقادر الجیلانی اور صلوٰت سیدنا احمد بدوی للعارف باللہ السید عبدالرحمٰن العیدروس اور عارف صاوی کی شرح صلوات الدردیر اور اس کتاب کے جامع النبہانی کی کتاب افضل الصلوات علی سید السادات۔ ان کتابوں میں خوبصورت ترین اور جامع ترین اور اس فن میں افضل ترین اور مفید ترین کتاب ہے القول البدیع، الزبیدی نے شرح الاحیاء میں کہا ہے کہ یہ کتاب اس سلسلہ میں لکھی گئی سب کتابوں میں بہترین کتاب ہے اور اس سے منسلک ہے کتاب مسالک الحنفاء اور اس کے بعد اس کا خلاصہ الدر المنضود اور اس کے بعد جلاء الافہام جس کے متعلق حافظ سخاوی نے اس موضوع پر لکھی گئی کتابوں کے نام ترتیب وار ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ میری معلومات کے مطابق یہ کتاب ان سب میں بہترین اور مفید ترین تصنیف ہے اسی لئے میں نے ان چار کتابوں کو اپنی اس تصنیف کی بنیاد قرار دیا ہے اور میں نے ان کتابوں کو کھنگالنا شروع کیا تاکہ ہر بحث سے متعلق فوائد ان سے نقل کر کے اپنی تصنیف میں لکھتا جاؤں اور اس سلسلہ میں مجھے جو بھی قابل ذکر چیز ملی اسے میں نے لے کر اس کے مختلف بابوں میں تقسیم کر دیا اور اس کے ساتھ وہ بہت سی باتیں جمع کر دیں جن کی کمی تھی کچھ ان کتابوں سے جن کا ذکر کر دیا ہے اور کچھ ان کے علاوہ ہیں، علمی اور قابل اعتماد بہت سی کتابیں جن سے استفادہ

کرنا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم اور اپنے نبی کی برکت سے میرے لئے آسان فرمادیا حوالہ دیتے وقت ان کتابوں کا نام ذکر کر دیا جائے گا حتیٰ کہ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے میری یہ کتاب اس موضوع پر لکھی گئی تمام کتابوں سے اللہ کے فضل و توفیق سے بہترین کتاب ہے اور اللہ ہی احسان فرمانے والا ہے اور اس کا نام میں نے سعادۃ الدارین فی الصلوٰۃ علیٰ سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم رکھا ہے اور

ترتیبِ کتاب اسے ایک مقدمہ، دس ابواب اور خاتمہ پر مرتب کیا ہے، مقدمہ درود شریف سے متعلق پندرہ مسائل پر مشتمل ہے،

بابِ اوّل : بابِ اوّل آیۂ کریمہ :

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

کی تفسیر اور علمائے کرام کی اس سے متعلق تشریح و توضیح پر مشتمل ہے۔

باب دوم : نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کی فضیلت احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں

بابِ سوم : نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود کی فضیلت انبیائے کرام علیہم السلام اور علمائے کرام کے اقوال کی روشنی میں ہے۔

بابِ چہارم : نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ کی فضیلت لطائف وحکایات کی روشنی میں

بابِ پنجم : صلوٰت وسلام پڑھنے کے خاص مقامات

بابِ ششم : حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود نہ پڑھنے پہ خصوصاً جب کہ آپ کا اسم گرامی ذکر کیا جائے، وعید کے بیان میں۔

بابِ ہفتم : حضور علیہ السلام پر سلام کی فضیلت کے بیان میں۔

بابِ ہشتم : درود شریف کی جو کیفیت آپ سے ثابت ہے یا صحابۂ کرام یا تابعین

عظام اور ان کے بعد آنے والے اس دینِ مبین کے آئمہ کرام حتی الامکان روایات اور ان کے مخارج بھی بیان ہوں گے ان کے فوائد کی تشریح اور قائلین کی تصریح بھی ہوگی۔

بابِ نہم: نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا بحالتِ بیداری و خواب دیدار کرنا اور آپ پر کثرت سے صلاۃ پڑھنا یہ سب سے بڑا فائدہ یہی ہے۔

بابِ دہم: حضور علیہ السلام پر درود کے فوائد و ثمرات اور خاتمہ، آیاتِ قرآنیہ اور اذکار نبویہ اور ان سے متعلق عظیم الشان فوائد جو علمائے امت سے مروی ہیں اور میں خدائے عظیم و برتر، عرشِ کریم کے مالک سے دست بدعا ہوں کہ اس کتاب سے عام فائدہ ہو اور وہ اس کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور حق تعالیٰ اس کو اپنی رضا مندی سے پیوست فرمائے اور دنیا و آخرت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نظرِ کرم اس کے شاملِ حال رہے۔ آمین!

مقدمہ

مقدمہ پندرہ مسائل پر مشتمل ہے جن کا تعلق آپ پر درود شریف پڑھنے سے ہے

پہلا مسئلہ: یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے ذکر کے بعد آپ پر صلوٰۃ کی ابتدا کرنی چاہیئے۔ شرح دلائل الخیرات میں بسم اللہ کے بعد مصنف کے قول "وصلی اللہ علی سیدنا محمد النبی الامی وعلی آلہ وصحبہ وسلم" اور یہ بات ذکر کرنے کے بعد کہ درود شریف خطوط سے پہلے بھی ہونا چاہئے اور شفاء شریف کی وہ عبارتیں نقل کرنے کے بعد جو پانچویں باب میں آرہی ہے فرمایا کہ (درود شریف سے ابتدا کرنے سے مقصد یہ ہے کہ برکت حاصل ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر عمل کرتے ہوئے:

كُلُّ كَلَامٍ لَا يُذْكَرُ اللّٰهِ فَيُبْدَأُ بِهٖ وَبِالصَّلٰوةِ عَلَيَّ فَهُوَ اَقْطَعُ مَمْحُوْقٌ مِنْ كُلِّ بَرَكَةٍ۔ ہر وہ کلام جس کی ابتدا اللہ کا ذکر اور مجھ پر درود پڑھ کر نہ

کی جائے وہ ہر قسم کی برکت سے محروم ہے"۔ دوسری روایت ہے :۔

كُلُّ اَمْرٍ ذِي بَالٍ لَا يُبْدَاُ فِيْهِ بِذِكْرِ اللّٰهِ ثُمَّ بِالصَّلٰوةِ عَلَيَّ فَهُوَ اَقْطَعُ اَكْتَعُ۔

"ہر بامقصد کام جو اللہ کے ذکر اور پھر مجھ پر درود سے شروع نہ کیا جائے وہ ہر بھلائی سے خالی ہو جاتا ہے"۔

اور حضور پر بکثرت درود پڑھنے کو غنیمت سمجھتے ہوئے اور آپ کے ذکر کو اللہ کے ذکر کے ساتھ جمع کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فرمان: وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا) کی پیروی کرتے ہوئے (کیونکہ) ایک بڑی جماعت نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ کا یہ معنیٰ نقل کیا ہے کہ (اللہ فرماتا ہے) جہاں میرا ذکر ہوگا تمہارا بھی میرے ساتھ ہوگا (اور کتاب کے شروع میں اس لئے بھی درود شریف ہونا چاہیئے) تاکہ حضور کے حقوق جو امت پر واجب ہیں ان میں سے کچھ تو ادا ہوں کیونکہ اللہ تعالےٰ اور بندوں کے درمیان آپ ہی واسطہ ہیں اور تمام نعمتیں جو بندوں کو ملتی ہیں جن میں سب سے بڑی نعمت اسلام کی طرف ہدایت ہے آپ ہی کی برکت اور آپ ہی کے ہاتھ سے ملتی ہے اور آپ کا ارشادِ گرامی ہے :۔

لَا يَشْكُرُ اللّٰهَ مَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ

"وہ شخص اللہ کا شکر گزار نہیں بن سکتا جو لوگوں کا شکر گزار نہ بنے"۔

اصلی نعمتوں سے روگردانی کر کے رسمی طور پر بندگی بجالانا دراصل بندگی کی نفی ہے لہٰذا یہ ارشاد تعمیل حکم کے لئے بلیغ ترین ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجنا ہر کارِ خیر سے بڑھ کر نیکی ہے۔

ازالہ شبہ | دراصل یہ نہیں ہو سکتا کہ غیر خدا کا حق پورا کر کے بندہ اللہ تعالےٰ کا مقرب

بن جائے جب ہم کہتے ہیں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ نازل فرما تو یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حق پورا کرنا ہوا اور عبادات میں اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب صرف اس کا حق بجا لا کر حاصل کیا جائے انہ کہ حضور کا حق بجا لا کر، لیکن چونکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھنا اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے ہے لہذا یہ بھی دراصل اللہ تعالیٰ ہی کا امر بجا لانا ہے یہ ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ کرنے کو فرمایا اب ان کا شرف اسی میں تھا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم بجا لاتے اور ابلیس لعین کا توہین آمیز رویہ تھا کہ اس نے اللہ سبحانہٗ کے حکم کی خلاف ورزی کی اور یہاں اللہ تعالیٰ کے جس فرمان پر عمل کرنا مقصود ہے وہ ہے آیۂ کریمہ :-

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

" اسے ایمان والو! درود بھیجو حضور پر اور خوب خوب سلام "

شارح دلائل الخیرات کی بات ختم ہوئی۔

مَیں کہتا ہوں، شارح کی اس توضیح کی کوئی ضرورت نہیں کہ حضور علیہ السلام پر درود وسلام پڑھنے کو اس سجدے سے تشبیہ دی جائے جو فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو کیا تھا کیونکہ ان دونوں میں فرق واضح ہے کیونکہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا بظاہر ان کی عبادت تھی لیکن حضور علیہ السلام پر درود وسلام پڑھنے میں یہ ظاہری احتمال بھی ممکن نہیں بلکہ اس میں لفظ اَللّٰھُمَّ سے اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو رہا ہے اور اس سے دعا کی جا رہی ہے اور یہ بھی ایک قسم کا ذکر ہی ہے اور اس سے اس بات کا اظہار ہو رہا ہے کہ آنحضور کو اللہ تعالیٰ کی حاجت ہے اسی لئے تو اللہ تعالیٰ سے آپ کے لئے صلوٰت طلب کی جا رہی ہے کہ وہ آپ پر ایسی رحمت نازل فرمائے جو آپ کے شایانِ شان ہو اور آپ سے اس قسم کا تعلق جوڑنا صورتاً بھی وہ عبادت نہیں

ہو سکتی جس کے لائق اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جیسا کہ (بظاہر) سجود آدم سے یہ احتمال پیدا ہو سکتا ہے اور اس بات کا اظہار کرنا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں اس لئے آپ کے لئے اللہ تعالیٰ سے صلوٰۃ وسلام نازل فرمانے کی درخواست کی جاتی ہے" صلوات وسلام کے مشروع ہونے کی سب سے بڑی حکمت یہ ہے تاکہ کوئی شخص آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نہ کہہ بیٹھے جیسا کہ بعض انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور دیگر بزرگوں کے بارے میں ایسے دعوے کر دیئے گئے پس اس بات کا اظہار کہ آپ اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں اس لئے آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیجنے کی اس سے دعا کی جاتی ہے آپ کی الوہیت کے مانع ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بات سے بچا لیا کہ کوئی شخص آپ کی ذات میں دعویٰ الوہیت کر سکے۔ آپ کے ظاہری فضائل اور روشن معجزات اتنی کثرت سے ہیں جو حد وشمار سے باہر ہیں جب کہ لوگوں نے دوسرے انبیائے کرام اور اولیائے عظام کے بارے میں الوہیت کا دعویٰ کر دیا حالانکہ حضور علیہ السلام کے اور ان کے فضائل میں کوئی مناسبت ہی نہیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

دوسرا مسئلہ صلوٰۃ میں لفظ سیدنا کو زائد کرنے کے بیان میں

ایک شبہ! (علامہ سخاوی) نے قول البدیع میں فرمایا، مجد الدین فیروز آبادی لغوی نے اس سلسلہ میں جو بحث کی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ اکثر لوگ یوں کہتے ہیں:۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ

سو اس میں بحث ہے، درود شریف میں یہ لفظ ظاہر ہے کہ رسول پاک سے سن کر نہیں بولا جاتا اور نہ کسی حدیث صحیح سے یہ ثابت ہے، رہا درود شریف کے علاوہ تو آپ کو جس شخص نے سیدنا کہہ کر پکارا، آپ نے اس پر ناراضگی کا اظہار فرمایا

جیساکہ حدیث مشہور میں ہے،
اسکا از اللہ آپ کی ناراضگی تواضع کی بنا پر بھی ہو سکتی ہے یا اس لئے کہ منہ پر تعریف کرنے کو آپ نے پسند نہیں فرمایا (کہ اس سے خوشامد کی بو آتی ہے) اور بھی وجوہات ہو سکتی ہیں ورنہ حضور علیہ السلام کی صحیح حدیث ہے:۔

اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ (بخاری و مسلم)
"میں اولادِ آدم کا سردار ہوں"۔

اور آنجناب نے حضرت سعد بن معاذ کے لئے صحابہ کرام سے فرمایا:۔

قُوْمُوْٓا اِلٰی سَیِّدِکُمْ (بخاری)
"اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ"۔

امام نسائی نے باب "عمل الیوم واللیلۃ" میں نقل کیا ہے کہ حضرت سہل بن حنیف نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا یَا سَیِّدِیْ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود نے کہا تھا: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ، یہ کھلے اور روشن دلائل ہیں اس بات پر کہ آپ کے اسمِ گرامی کے ساتھ لفظ سیدنا لگانا جائز ہے منع کرنے والے کو کسی دلیل کا سہارا لینا پڑے گا بہر حال وہ دلائل ان احتمالات کے ہوتے ہوئے منکر کو مفید نہیں۔

ایک عظیم الشان بات جو عرصے سے میرے ذہن میں محفوظ ہے علامہ الاسنوی رحمہ اللہ کا یہ قول ہے کہ شیخ عزیز الدین بن عبد السلام نے تشہد میں محمد سے پہلے لفظ سیدنا کا لانا یوں بیان فرمایا تھا کہ افضل یا تو یہ صورت ہے کہ ادب کا راستہ اختیار کر لیا جائے یا امر کی تعمیل کی جائے، پہلی صورت میں لفظ سیدنا لانا مستحب ہے دوسری میں نہیں کیونکہ حضور علیہ السلام کا فرمان ہے قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ یعنی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہا کرو، پھر حافظ سخاوی نے فرمایا کہ نمازیوں کے یوں کہنے سے کہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اس حکم کی تعمیل بھی ہو گئی جو اللہ تعالیٰ نے ہم کو دیا ہے (صَلُّوْا عَلَیْہِ) اور ایک زائد خبر بھی ہو گئی جو واقعہ کے عین مطابق ہے (کیونکہ آپ فی الواقع سیدنا ہیں) اور یہی آپ کا ادب ہے پس یہ طریقہ افضل ہے اس سے کہ لفظ سیدنا کو ترک کر دیا جائے اور یہی حقیقت واشگاف ہوئی ہے، حضرت عبد اللہ ابن مسعود کی اس مرفوع و موقوف روایت سے جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے اور یہی بات صحیح ترین ہے روایت یہ ہے اَحْسِنُوا الصَّلٰوۃَ عَلٰی نَبِیِّکُمْ (اپنے نبی پر بہترین درود بھیجو)

امام شمس الرملی اور امام الشہاب ابن حجر اس بات پر متفق ہیں کہ درود میں حضور علیہ السلام کا اسم گرامی تشہد میں آئے یا کسی اور موقع پر اس سے پہلے لفظ سیدنا زائد کرنا مستحب ہے اور شیخ محمد الفاسی نے المسرات شرح دلائل الخیرات میں فرمایا، "صحیح یہ ہے کہ درود شریف ہو یا جیسے حضور علیہ السلام کا اسم گرامی آجائے اس سے پہلے لفظ سیدنا اور مولانا کا اضافہ کرنا یا کوئی اور لفظ لانا جو آپ کی عزت و توقیر و تعظیم پر دلالت کرے بالکل جائز ہے بلکہ اس کو ترجیح ہے"۔ ہاں! عبادات جیسے (تلاوت) اور روایات میں اسم پاک جس طرح ثابت ہے اسی طرح رہے گا (اور اس پر کمی بیشی نہ کی جائے گی) امام البرزلی نے فرمایا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ آپ کے اسم گرامی سے پہلے ہر ایسا لفظ لایا جا سکتا ہے جس میں بزرگی و تعظیم و توقیر کا معنی پایا جائے یہاں تک کہ ابن العربی نے ایسے الفاظ کی تعداد سو سے بھی زائد بتائی ہے اور مفتاح الفلاح کے مصنف نے فرمایا "خبردار! جو سیدنا کا لفظ ترک کرو کیونکہ اس میں وہ اسرار و رموز ہیں جو صرف انہی لوگوں پر کھلتے ہیں جو ہمیشہ اس پر عمل پیرا ہیں اور امام سیوطی سے حدیث لَا تُسَیِّدُوْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ (درود میں مجھے سید نہ کہو) کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا، یہ مراد نہیں، سیوطی نے فرمایا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو جب درود شریف پڑھنے کا طریقہ بتا دیا تو سیدنا کا لفظ آپ نے اس لیے نہیں بولا کہ آپ کو فخر و غرور ناپسند تھا اسی لیے

آپ نے ارشاد فرمایا اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَ لَا فَخْرَ (میں اولادِ آدم کا سردار ہوں مگر مجھے اس پر کوئی فخر نہیں) رہ گئی ہماری بات تو ہم پر تو آپ کی تعظیم و توقیر بہرحال فرض ہے اسی لیئے اللہ تعالیٰ نے ہم کو حضور کا نام لے کر پکارنے سے منع فرمایا، ارشاد ہے:۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا (القرآن)

"رسولِ پاک کو اس طرح نہ بلاؤ جس طرح (عامیانہ انداز میں) ایک دوسرے کو بلاتے ہو"

الشیخ الخطاب نے فرمایا: جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے اور جس پر میرا عمل ہے وہ یہ ہے کہ درود شریف ہو یا کوئی اور موقع، حضور کے نام کے ساتھ سیدنا کہتا ہوں فرمایا، جس چیز پر ساری امت کا عمل ہے وہ یہ ہے کہ جن جن مقامات پر (قرآن و حدیث) میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے وہاں ہونا چاہیئے جہاں جہاں نہیں ہوا وہاں نہیں ہونا چاہیئے تاکہ جہاں تک ہو سکے الفاظ میں تبدیلی نہ ہو اور ہم کمی بیشی کے ارتکاب سے بچے رہیں تاکہ آپ کا طریقۂ تعلیم محفوظ رہے یہی بات سیدی احمد زروق نے فرمائی ہے پھر شیخ الخطاب فرماتے ہیں اسی بنا پر دلائل الخیرات کے مصنف شاذلی نے حضور کا اسمِ گرامی لفظِ سیدنا کی زیادتی کیئے بغیر درج فرمایا ہے ہاں! جو اسمائے گرامی آپ سے منقول نہیں وہاں یہ لفظ استعمال فرمایا ہے بہرحال یہ تفصیل لکھنے میں ہے، رہی بات زبان سے بولنے کی تو بہتر یہی ہے کہ نقل سے ثابت ہو یا نہ ہو آپ کا اسمِ گرامی لفظ سیدنا سے خالی نہیں ہونا چاہیئے یہ ہے خلاصہ الماروشی کی کتاب کنوز الاسرار اور عمر الفوتی کی کتاب الرماح کا۔

صاحب کنوز الاسرار نے الشیخ الخطاب کا مندرجہ بالا قول نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ ہمارے شیخ العباسی حفظہ اللہ سے درود شریف میں لفظ سیدنا زائد کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے جواب میں فرمایا "یہ تو عبادت ہے" میں کہتا ہوں یہی

تو واضح حقیقت ہے کیونکہ درود شریف پڑھنے والے کی نیت بھی تو آپ کی تعظیم و تکریم ہی کی ہوتی ہے جب حقیقت یہ ہے تو لفظ سیدنا کو ترک کرنے کا کوئی مطلب نہیں کیونکہ یہ تو عین تعظیم ہے الخ۔

علامہ ابن حجر نے اپنی کتاب الدر المنضود میں فرمایا ہے :۔

"حضور کے اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے لفظ سیدنا زائد کرنے میں اختلاف ہے"۔

درود شریف کے متعلق مجد الدین فیروز آبادی اللغوی نے کہا کہ ظاہر یہی ہے کہ یہ لفظ نہ بولا جائے اور اسی کو کافی مانا جائے جو اس سلسلہ میں وارد ہوا ہے اور الاسنوی نے کہا مجھے یاد پڑتا ہے کہ شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے اس مسئلہ کی بنا اس پر رکھی کہ افضل یہ ہے کہ امر کی تعمیل ہو یا ادب کی راہ اختیار کی جائے دوسری صورت میں لفظ سیدنا مستحب ہوگا الخ۔ اور شرح الارشاد وغیرہ میں میرا رجحان بھی اسی طرف رہا ہے کیونکہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں کی امامت فرما رہے تھے تو آپ کی آمد کا علم ہونے پر پیچھے کھسک گئے لیکن آپ نے ان کو اپنی جگہ رہنے کا حکم فرمایا لیکن انہوں نے تعمیل سے معذرت کرلی پھر نماز سے فارغ ہو کر آپ نے اس کی وجہ دریافت فرمائی تو انہوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ ادب کا تقاضا یہی تھا، عرض کیا حضور ابو قحافہ کے بیٹے کو یہ سزاوار نہ تھا کہ رسول اللہ کے آگے کھڑا ہوتا، پس نبی علیہ السلام نے ان کی تائید و تحسین فرمائی، اس میں دلیل ہے کہ ادب کی راہ پر چلنا اس امر کو بجالانے سے بہتر ہے جس میں جزم و تاکید معلوم نہ ہو، پھر میں نے ابن تیمیہ کا ایک فتوے دیکھا جس میں لفظ سیدنا کو ترک کرنے پر طویل گفتگو کی گئی تھی اور بعض شوافع و احناف نے اس کا رد فرمایا تھا اور طویل مذمت کی تھی اور وہ درحقیقت اسی قابل تھا اور حضرت عبداللہ بن

مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوع و موقوف (دونوں طرح سے) صحیح حدیث مروی ہے:۔

حَسِّنُوا الصَّلٰوۃَ عَلٰی نَبِیِّکُمْ

"اپنے نبی پر بہترین صلوٰۃ بھیجو۔"

اور انہوں نے اس کی پوری کیفیت بیان فرمائی ہے اور اس میں یہ لفظ بھی موجود ہے عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اور یہ حدیث دونوں صورتوں کو شامل ہے خواہ درود شریف پڑھو یا ویسے آپ کا نام لو، محقق جلال الدین المحلی نے فرمایا کہ حضور کا لفظ سید کے ساتھ ادب سے ذکر کرنا شرعاً مطلوب ہے پس صحیحین کی حدیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت سعد بن معاذ کے آنے پر فرمایا تھا قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ "اپنے سردار کی خاطر کھڑے ہو جاؤ" یعنی سعد بن معاذ کی خاطر، اور ان کی سیادت علم اور دین کی وجہ سے تھی اور جب درود شریف پڑھنے والا کہتا ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ "اے اللہ! رحمت نازل فرما ہمارے آقا محمد پر" تو اس میں ایک تو تعمیل امر الٰہی ہوئی اور ایک زائد بات کی خبر بھی ہو گئی جو فی الواقع حق ہے یعنی آپ کا ادب و احترام، پس یہ صورت لفظ سیدنا کو ترک کرنے کے بہ نسبت افضل ہے جیسا کہ حدیث سابق سے ظاہر ہے، ابن حجر کا کلام ختم ہوا۔

میں کہتا ہوں اس مسئلہ میں جن روایات سے استدلال کیا جا سکتا ہے ایک روایت وہ بھی ہے جسے ابن حجر نے اپنی کتاب کے آخر میں ذکر کیا ہے جہاں یہ بحث کی ہے کہ حضور علیہ السلام کے اسم گرامی یا آپ کی کنیت سے آپ کو پکارنا حرام ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اس کے نبی کو ہدیہ پیش کیا جائے اور انکی عزت و تعظیم کی جائے اور ان کی سیادت کا اقرار کیا جائے اور حق یہ ہے کہ آپ کو سیدنا کہنا ہر حال میں

بہتر ہے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

تیسرا مسئلہ

ایک درود شریف کے بارے میں وارد تمام صحیح روایات کو جمع کرنے کے بیان میں

علامہ ابن حجر نے اپنی تالیف الدر المنضود میں امام نووی کا یہ قول نقل فرمایا ہے کہ :۔

"احادیث صحیحہ میں جتنے الفاظ درود شریف کے ضمن میں آئے ہیں سب کو جمع کر لینا چاہیئے، پس یوں کہے :۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعٰلَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

ترجمہ : الٰہی! محمد پر درود بھیج جو امی نبی ہیں اور آپ کی آل اور ازواج اور اولاد پر جیسا تو نے درود بھیجا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور ان کی آل پر، اور برکت نازل فرما محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر جو کہ امی نبی ہیں اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی آل پر اور آپ کی بیویوں پر اور آپ کی اولاد پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی آل پر تمام جہانوں میں بیشک تو قابل تعریف بزرگ ہے۔

کتاب الاذکار میں حرف صلی علی محمد کے بعد اتنا اضافہ کیا ہے عبدک ورسولک اور فتاوی میں لفظ وبارک کے بعد النبی الامی کے الفاظ ساقط کر دیئے ہیں اس پر اعتراض کیا گیا ہے کہ بعض اور الفاظ کا اضافہ بھی ہونا چاہیئے تھا۔

مثلاً اَنْوَاجِہٖ کے بعد اُمّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ اور ذُرِّیَّتِہٖ کے بعد اَھْلِ بَیْتِہٖ
اور وَبَارِكْ کے تحت عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ اور پہلے میں فِی
الْعٰلَمِیْنَ اور بَارِكْ سے پہلے اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اور اسی طرح وَتَرَحَّمْ
عَلٰی مُحَمَّدٍ الخ اور صَلِّ عَلَیْنَا مَعَھُمْ تشہد کے آخر میں کیونکہ ترمذی
وغیرہ میں یہ الفاظ آئے ہیں۔ امام الاذرعی نے بھی وہی اعتراض کیا ہے جو ابھی
ابھی امام نووی سے ہم نقل کر آئے ہیں کہ تشہد میں جو جو الفاظ مختلف روایات میں
آئے ہیں ان کو جمع کر لینے سے وہ شان پیدا ہو جاتی ہے جو کسی ایک حدیث پر عمل کرنے
سے پیدا نہیں ہوتی پس اولیٰ یہ ہے کہ جامع روایات کو لے لیا جائے اور جو جو
الفاظ ثابت ہوں ان کو ایک مرتبہ کہہ لیا جائے ان سے پہلے بعض حنابلہ یہی بات
کہہ چکے ہیں۔ العزبن جماعۃ نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ یہ بھی پڑھنا چاہیے اِنِّی
ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَبِیْرًا کَثِیْرًا تاکہ دونوں روائتیں جمع ہو جائیں میں
نے حاشیۃ الایضاح کی بحث الوقوف میں اس کی تردید کی ہے تو اس قسم کے مباحث
وہیں دیکھ لیں تاکہ امام نووی نے جس بات کا اشارہ فرمایا ہے اس کی صحت آپ
پر منکشف ہو جائے۔ اور الاسنوی کا یہ اعتراض کہ اس سے تو لازم آئے گا کہ تشہد
کے بارے جتنی احادیث ہیں ان کو بھی جمع کیا جائے اس کا جواب میں نے شرح
العباب میں دے دیا ہے، یہیں سے فرق معلوم ہو جاتا صلوٰۃ و سلام اور قرأت میں
کہ کسی امام نے یہ نہیں کہا کہ قرآن کریم کے ایک حرف میں جو مختلف الفاظ (حرکات
و سکنات کے فرق کے ساتھ) آئے ہوں ان سب کی تلاوت مستحب ہے اگرچہ
بعض نے پڑھنے سیکھنے کے وقت مشق کی غرض سے ان کی تلاوت جائز قرار دی،
(عدم جواز کی) علت یہ بیان فرمائی ہے کہ ہمیں اس بات کا پابند کیا گیا ہے کہ قرآن مجید
کی تلاوت اس طریق پر کریں جس کا ثبوت حضور علیہ السلام سے مل جائے پس ہمارے

لئے اس میں تبدیلی کرنے کا کوئی اختیار نہیں بخلاف درود شریف کے الفاظ کے کہ یہاں مقصود الفاظ نہیں بلکہ ان کے معانی ہیں، پس یہاں الفاظ کا تعین نہیں اور ہمارے لئے جائز ہے کہ ہر ایسا لفظ استعمال کریں جس میں معنیٰ مطلوب زیادہ سے زیادہ پایا جائے اور مقصود و مطلوب یہاں رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑھ چڑھ کر تعظیم و توقیر ہے۔

جب یہ بات طے ہو گئی تو ظاہر یہی ہے کہ ایسے دو لفظ جو مترادف ہوں تو درود شریف پڑھنے والے کو اختیار ہے اس کو لے لے یا اس کو اور اگر مترادف نہ ہوں تو دیکھے دونوں الگ الگ معنی دے رہے ہیں تو دونوں کو لے لے اور اگر ایک لفظ دوسرے لفظ کا معنی بھی دے رہا ہے اور کچھ زیادتی بھی پائی جاتی ہے تو زیادتی والے لفظ کو اختیار کرے، یہ ساری بات اس صورت میں ہے کہ دونوں لفظ صحیح ہوں، اور اگر دو میں سے بجائے خود ایک غلط ہو تو اسے چھوڑ دیا جائے اور صحیح کو ترجیح دی جائے۔

جاننا چاہئے کہ ہمارا مذہب یہ ہے کہ درود شریف میں وہ الفاظ متعین نہیں جو احادیث میں وارد ہیں اور کچھ لوگوں کی طرف سے کہا گیا ہے کہ وہی الفاظ متعین ہیں پہلی صورت میں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کافی ہے اور یونہی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بھی کافی ہے کیونکہ جو دعا جملہ خبریہ کے الفاظ میں ہو اس میں زیادہ تاکید ہوتی ہے بخلاف اَلصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِ اللہِ کے کہ یہ بالاتفاق جائز نہیں[1] کیونکہ اس

---

[1] یہ کمزور دلیل ہے کیونکہ لفظاً ذکر نہ ہونے سے یہ کیسے ثابت ہوا کہ متکلم کی نیت میں بھی اس کی نسبت اللہ کی طرف نہیں۔ لاتعداد مقامات پر مسند الیہ مذکور نہیں ہوتا لیکن کلام صحیح ہوتا ہے کیونکہ متکلم کی نیت یا سیاق کلام سے یا کسی اور قرینہ سے اس کا تعین ہو جاتا ہے یہاں بھی صلاۃ کی نسبت اللہ کی طرف قرائن سے معلوم ہوتی ہے۔ مترجم

میں صلوٰت کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں، پس یہ الفاظ ان الفاظ کے حکم میں نہیں ہو سکتے جو حدیث سے ثابت ہیں۔

اسی لئے علامہ نیشاپوری نے فرمایا صَلَّیْتُ عَلٰی مُحَمَّدٍ (میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا) کہنا کافی نہیں کیونکہ بندے کا اس مقام کو پالینا ممکن نہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرے کہ وہ حضور پر رحمت نازل فرمائے، پس اس صورت میں درود بھیجنے والا درحقیقت خود خدا تعالیٰ ہوا اور بندے کو صلوٰۃ بھیجنے والا صرف مجازی طور پر کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ سے آپ پر درود بھیجنے کی درخواست کرتا ہے۔ الدر المنضود کی عبارت ختم ہوئی۔

وہ عبارت جس کی طرف ابن حجر نے اشارہ کیا ہے وہ ان کے اس حاشیہ میں ہے جو ایضاح النووی پر انہوں نے لکھا ہے، باب المناسک میں نووی کے اس قول پر کہ منتخب دعاؤں میں سے ایک دعا یہ ہے:۔

اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔	الٰہی! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھلائی عطا کر اور ہم کو آگ کے عذاب سے بچا۔

اور ایک یہ ہے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَ ارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔	الٰہی! میں نے اپنی جان پر بہت زیادہ ظلم کیا ہے (جرائم کرکے) اور گناہوں کی مغفرت تیرے سوا کوئی کرنے والا نہیں سو مجھے میرے لئے اپنی طرف سے مغفرت فرمادے اور مجھ پر رحم فرما بیشک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

لفظ کَثِیْرًا میں ایک روایت کَبِیْرًا بھی ہے، مصنف (ابن حجر) نے فرمایا کہ دعا میں دونوں لفظ جمع کر لینے چاہئیں تاکہ زبانِ اقدس سے نکلا ہوا لفظ یقینی طور پر ادا ہو جائے (کہ وہ ان دو میں سے ایک ہی ہوگا) اور لفظِ ماثور پر احتیاطاً ایک لفظ کی زیادتی سے وہ لفظ ماثور و منقول ہونے سے نکل نہیں جائے گا، اس توضیح سے ابنِ جماعۃ کا یہ اعتراض بھی ختم ہو جائے گا کہ اس صورت میں سنت پر عمل نہیں ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں لفظ نہیں بولے اور مناسب یہی ہے کہ ایک بار ثاء کے ساتھ دعا مانگے (کَثِیْرًا) اور ایک بار باء کے ساتھ (کَبِیْرًا) کہ اس صورت میں یقینی طور پر وہ لفظ ادا ہو جائے گا جو فی الواقع حضور نے بولا تھا، ابن حجر کا قول ختم ہوا۔

اب مصنف (ابن حجر) کے قول پر جو لفظ فی الواقع حضور علیہ السلام نے بولا ہے ایک مرتبہ پڑھ لینے سے ہی ادا ہو جائے گا (کیونکہ اس میں دونوں روایتیں جمع ہو جائیں گی) بخلاف اس صورت کے جس کو ابنِ جماعۃ نے ذکر کیا ہے۔ کیونکہ اس میں دونوں روایتوں پر عمل بھی کریں تب بھی جو لفظ فی الواقع منقول ہے وہ صرف ایک مرتبہ ہی آئے گا

ایک سوال اور اس کا جواب

اگر تم یہ کہو کہ اس طویل بحث کی کوئی ضرورت نہیں اور دونوں روایتوں میں اختلاف کا یہ مطلب ہے کہ حضور علیہ السلام کی زبانِ مبارک سے دونوں الفاظ صادر ہو سکتے ہیں یہ بھی اور وہ بھی، لہٰذا جس لفظ کو ادا کیا، سنت ادا ہو گئی چاہے دوسرا نہ بھی ادا ہو، پس نہ تو دونوں الفاظ کو جمع کرنے کی ضرورت ہے اور نہ اس کی کہ کبھی یہ کہے اور کبھی وہ۔ میں کہتا ہوں یہ بھی کہا جا سکتا ہے لیکن ان دو حضرات نے جو کچھ ذکر کیا ہے اس میں محض زیادہ احتیاط ہے کیونکہ اس

بات کا احتمال بھی ہے کہ ایک روایت بالمعنیٰ ہو اگرچہ یہ احتمال بعید ہے۔

الدر المنضود میں علامہ ابن حجر نے بعض حنابلہ کا جو نام لیا ہے اس سے مراد علامہ ابن القیم الجوزی ہیں جنہوں نے اپنی کتاب جلاء الافہام میں کہا، دسویں فصل ان دعاؤں اور اذکار کے قاعدہ میں جو مختلف طریقوں سے مروی ہیں جیسے نماز میں ثناء اور تشہد کی قسمیں اور مختلف الفاظ سے منقول دعاؤں اور اذکار کی قسمیں جو رکوع اور سجدے میں اعتدال کے بعد پڑھی جاتی ہیں اور انہی میں سے ان الفاظ سے بحث بھی شامل ہے جو حضور علیہ السلام پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کے سلسلہ میں مروی ہیں، اس سلسلہ میں بعض متاخرین نے ایک اور راہ اختیار کی ہے اور وہ یہ کہ دعا مانگنے والے کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ ان تمام الفاظ کو جمع کرلے جو مختلف روایات میں آئے ہیں، ان کے خیال میں اس مسئلہ میں یہ بہترین قول ہے ان کی رائے میں بہتر یہ ہے کہ دعا مانگنے والا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جب یہ دعا مانگے :-

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِيْرًا! تو یوں کہے:-

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ — الٰہی! میں نے اپنی جان پر بہت
ظُلْمًا كَثِيْرًا كَبِيْرًا۔ — بڑا ظلم کیا ہے۔

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے والا یوں کہے:-

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ — الٰہی! محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج
وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اَزْوَاجِهٖ — اور محمد کی آل پر اور آپ کی ازواج پر اور
وَذُرِّيَّتِهٖ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا — آپ کی اولاد پر اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم
وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجَهٗ — پر رحم فرما اور محمد کی آل پر اور آپ کی ازواج
وَذُرِّيَّتَهٗ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى — پر اور آپ کی اولاد پر جیسے تو نے رحم فرمایا
اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ — ابراہیم اور آل ابراہیم پر

اور لفظ رحمت اور برکت میں بھی یوں ہی کرے۔ اور دعائے استخارہ میں کہے :۔

اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ	الٰہی ! اگر تیرے علم میں یہ کام میرے دین
هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّیْ فِیْ دِيْنِیْ	روزی اور انجام کار اور جلد یا بدیر دُنیا و
وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ وَ	آخرت میں بہتر ہے تو اسے کر دے۔
عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ۔	

تاکہ راوی کی وجہ سے الفاظ میں جو شک پیدا ہو گیا ہے وہ دور ہو جائے اور اس ضمن میں آپ کے اصل الفاظ ادا ہو جائیں اور مختلف الفاظ سے جو دعائیں منقول ہیں وہ جمع ہو جائیں اور کچھ دوسرے لوگوں نے ان سے سخت اختلاف کیا ہے اور کہا کہ یہ بات چند وجوہ سے ضعیف ہے۔

اولاً : اس لئے کہ یہ ایک ایسی جدید بات ہے جس کی طرف کوئی مشہور امام نہیں گیا۔

ثانیاً : اس لئے کہ جو شخص یہ بات کہتا ہے وہ لازماً یہ کہہ رہا ہے کہ نمازی ان تمام طریقوں سے نماز شروع کرے جو حدیث پاک سے ثابت ہیں اور تمام قسم کی تشہدات التحیات میں پڑھے اور اپنے رکوع و سجود میں وہ تمام کلمات ادا کرے جو اس سلسلہ میں وارد ہوئے ہیں حالانکہ یہ بات قطعاً باطل ہے کیونکہ یہ لوگوں کے عمل کے خلاف ہے اور کسی عالم نے اس کو بہتر نہیں کہا اور یہ بدعت ہے اور اگر تمام کلمات نہیں پڑھتا تو یہ اس کے اپنے قول میں تناقض ہے اور دو ہم مرتبہ باتوں میں فرق کرنا ہے۔

ثالثاً : اس قائل کے نزدیک نمازی اور تلاوت کرنے والے کو نماز کے اندر اور باہر تمام قراءتیں اور الفاظ جمع کرنا مستحب ہونا چاہیئے حالانکہ سب جانتے ہیں کہ عبادت و تدبر کے طور پر جو قرآن نماز کے اندر یا باہر پڑھا جائے اس میں یہ (ساری

قرأتوں کو ادا کرنا) بہتر نہیں، ہاں! قاری کبھی کبھار دوسری قرأت میں صرف اس خیال سے پڑھ سکتا ہے کہ وہ محفوظ رہیں اور ان کے دائرہ علم میں وہ آجائیں اور ذہن نشین ہو جائیں اور بوقتِ ضرورت حاضر کی جاسکیں پس یہ ایک مشق اور تربیت ہے کوئی کارِ ثواب نہیں کہ ہر قاری و تالی قرآن کے لئے مستحب ہو، بایں ہمہ قرأتوں میں لوگوں نے بہت کچھ کلام کیا ہے جس کا یہ مقام نہیں بلکہ تلاوت کرنے والے کو اجازت ہے کہ وہ جس حرف کے ساتھ چاہے تلاوت کرے اور اگر وہ کبھی اس حرف سے پڑھنا چاہے اور کبھی اس سے تو یہ بھی جائز ہے اور اسی طرح دعا کرنے والا جب ایک مرتبہ یوں کہے ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا اور دوسری مرتبہ کبیرًا تو یہ جائز ہے اور یونہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے والا کبھی ایک حدیث سے ثابت الفاظ استعمال کرے اور کبھی دوسری سے تو جائز ہے اسی طرح حضرتِ عبداللہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی تشہد پڑھے تو یہ بھی جائز ہے اور چاہے تو حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی تشہد پڑھ لے اور چاہے تو حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ والی تشہد پڑھ لے اور اگر چاہے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا والی تشہد پڑھ لے اور یونہی ثنا ر (سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ) میں اگر چاہے تو حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے پڑھے اور چاہے تو حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے شروع کرے اور چاہے تو حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ثنا سے نماز شروع کرے اور چاہے تو باری باری سب سے نماز شروع کرے (کبھی اس سے کبھی اس سے) یونہی جب رکوع سے سر اٹھاتے تو قومہ میں خواہ یوں کہہ لے اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ خواہ یوں رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ اور یہ مستحب نہیں کہ سب کو جمع کرے اور امام شافعی رحمہ اللہ اور دوسرے کئی آئمہ کرام نے اس حدیث سے جیسے صحاح اور سنن کی کتابوں میں ذکر کیا گیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا اُنْزِلَ الْقُرْاٰنُ

عَلٰی سَبْعَۃِ اَحْرُفٍ (قرآن سات حرفوں پر نازل کیا گیا ہے) یہ استدلال کیا ہے کہ تشہد وغیرہ میں وہ تمام قسمیں جائز ہیں جو حدیث سے ثابت ہیں کیونکہ حضور علیہ السلام نے ان سات میں سے ہر قسم کو پڑھنا جائز قرار دیا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ یہ کافی شافی ہے اور سب جانتے ہیں کہ ان تمام قسموں سے پڑھنے کا مطلب یہی ہے کہ علی سبیل البدل پڑھے نہ کہ سب کو بیک وقت جمع کرے، یہی صحابہ کرام کا معمول تھا۔

رابعاً: نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی ایک وقت میں ان سارے حروف کو جمع نہیں فرمایا بلکہ کبھی آپ نے یوں فرمایا اور کبھی یوں (تاکہ تنگی نہ ہو) مثلاً استغفار، تشہد، اور رکوع و سجود وغیرہ میں پڑھے جانے والے الفاظ پس اتباعِ نبوی کا تقاضا بھی یہی ہے کہ سب الفاظ جمع نہ کئے جائیں بلکہ بدل بدل کر کہے جائیں۔ اور یا راوی کو شک ہوا کہ آپ نے کون سے الفاظ فرمائے ہیں اب اگر دعا مانگنے والے کے نزدیک بعض الفاظ کو ترجیح حاصل ہے تو انہی کو اختیار کرے اور اگر ترجیح کو نہیں تو اسے اختیار ہے دو میں سے جسے چاہے لے لے بہرحال اس کے لئے سب کو جمع کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ ایک تیسری صورت ہے جو آنحضور کی کسی روایت سے ثابت نہیں پس ان تمام الفاظ کو بیک وقت جمع کرنے سے تو دعا کرنے والے کا اصل مقصد ہی باطل ہو جاتا ہے کیونکہ مقصد تو تھا آپ کی اتباع کرنا لیکن کر وہ رہا ہے جو آپ نے قطعاً کیا ہی نہیں۔

ایک مروی لفظ کو ترجیح دینے کی مثال حدیثِ استخارہ ہے راوی کو شک ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَ عَاقِبَۃِ اَمْرِیْ یا عَاقِبَۃِ اَمْرِیْ کے بجائے آپ نے وَعَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فرمایا تھا (یہ عبارت مع ترجمہ گزر چکی ہے) اور صحیح لفظ پہلا ہے (عَاقِبَۃِ اَمْرِیْ) کیونکہ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ ہی تو مضمون ہے دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ کا، پس معاش اور جلد یا بدیر

انجام کو جمع کرنا تکرار ہے بخلاف معاش اور عاقبت کے کہ ان کو جمع کرنے میں تکرار نہیں کیونکہ معاش دنیا کا مسئلہ ہے اور عاقبت موعود۔

اسی قبیل سے وہ حدیث ہے جس میں حضور نے فرمایا۔

مَنْ قَرَأَ عَشْرَ اٰیَاتٍ مِنْ اَوَّلِ سُوْرَۃِ الْکَہْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَۃِ الدَّجَّالِ ۔ (مسلم)

جس شخص نے سورۂ کہف کی پہلی دس آیتیں پڑھیں وہ فتنۂ دجّال سے بچ گیا"

اب اس روایت میں اختلاف ہے، کچھ نے کہا کہ سورۂ کہف کی پہلی دس آیتیں اور کچھ نے کہا کہ آخری دس آیتیں اور دونوں ہی صحیح مسلم کی روایتیں ہیں لیکن ترجیح اس روایت کو ہے جس میں سورۂ کہف کی اوّل دس آیتوں کا آیا ہے کیونکہ صحیح مسلم میں دجّال کے بیان میں حضرت نواس بن سمعان کی روایت میں ہے۔

فَاِذَا رَاَیْتُمُوْہُ فَاقْرَءُوْا عَلَیْہِ فَوَاتِحَ سُوْرَۃِ الْکَہْفِ

"پھر جب تم اس کو دیکھو تو سورۂ کہف کی ابتدائی آیتیں پڑھو۔"

اس روایت میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور یہ دلیل ہے اس بات کی کہ جس نے اول سورۂ کہف کا نام لیا ہے اس نے بات یاد رکھی ہے اور جس نے سورۂ کہف کی آخری آیتوں کی روایت کی ہے اس نے یاد نہیں رکھی۔

خامساً: مقصود تو ہوتا ہے بہتر عبارت سے معنی ادا ہو جائے پس جب کسی ایک مناسب عبارت کے ساتھ معنی ادا ہو جائے تو مقصد حاصل ہو گیا لہٰذا متعدد عبارتیں جمع کرنے کی ضرورت نہیں۔

سادساً: دو میں سے ایک لفظ دوسرے پر دلالت کر دیتا ہے، لہٰذا بدل اور مبدل دونوں کو جمع کرنا بہتر نہیں جیسا کہ باقی مقامات پر بھی ایسا ہوتا ہے واللہ

تعلیٰ اعلم۔ علامہ ابن القیم کا کلام ختم ہوا۔

میں نے علامہ حافظ سیوطی علیہ الرحمہ کی کتاب الریاض الانیقہ فی اسماء خیر الخلیقہ میں لفظِ نبی کی بحث میں جو کچھ دیکھا ہے وہ بھی اس کی تائید کرتا ہے سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "مسئلہ" الاسنوی نے تمہید میں کہا، اگر تشہد میں نمازی نے کہا سَلَامٌ عَلَی النَّبِیِّ اور وَاَشْهَدُ اَنَّ الرَّسُوْلَ یا اَحْمَدُ تو لفظاً یہ ناکافی ہوگا کیونکہ اس میں رسالت و نبوت کا اقرار نہیں اور اگر نبی کی جگہ رسول کہہ دیا یا اس کا عکس کر دیا تو علماء کے قول کے مطابق یہ بھی کافی نہیں کیونکہ ذکر و اذکار کے الفاظ توقیفی ہوتے ہیں اس کی دلیل حدیثِ براء ہے جس میں سونے سے پہلے کی دعا ہے" سیوطی کا کلام ختم ہوا۔

اور حدیث وہ ہے جسے امام بخاری نے کتاب الدعوات وغیرہ میں ذکر کیا ہے

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَیْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وُضُوْءَكَ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰی شِقِّكَ الْاَیْمَنِ وَقُلِ اللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْكَ وَاَلْجَأْتُ ظَهْرِیْ اِلَیْكَ رَهْبَةً وَّرَغْبَةً اِلَیْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجٰی مِنْكَ اِلَّا اِلَیْكَ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَنَبِیِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ فَاِنْ مُتَّ مُتَّ عَلَی الْفِطْرَةِ وَاجْعَلْهُنَّ اٰخِرَ مَا تَقُوْلُ فَقُلْتُ اَسْتَذْكِرُهُنَّ وَبِرَسُوْلِكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ قَالَ لَا وَنَبِیِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ۔

"رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم اپنے بستر پر آنا چاہو تو مکمل وضو

کرلو پھر اپنی دائیں کروٹ پر لیٹ جاؤ اور کہو، الٰہی! میں نے اپنے آپ
کو تیرے سپرد کیا اور اپنا معاملہ تیرے حوالے کیا اور اپنی پشت پناہ
تجھے بنایا تیرے خوف سے اور تیری طرف رغبت کرتے ہوئے تیری
گرفت سے تیرے بغیر نہ کوئی جائے پناہ ہے نہ جائے نجات، میں
تیری بھیجی ہوئی کتاب پر ایمان لایا اور تیرے بھیجے رسول پر۔
اب اگر تو مر گیا تو فطرت (اسلام پر) مرا، ان کلمات کو سب سے آخر میں
کہنا، میں نے عرض کیا میں اسی طرح یاد کروں گا وَبِرَسُوْلِكَ الَّذِیْ
اَرْسَلْتَ فرمایا، نہیں وَنَبِیِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ، شیخ الاسلام
علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے النبی کی جگہ الرسول
کہنے والے کا جو رد فرمایا ہے اولیٰ یہ ہے کہ اس کی یہ حکمت بیان کی جائے کہ الفاظ اذکار
توقیفی ہوتے ہیں اور ان کے وہ خصائص و اسرار ہیں جن میں قیاس کا دخل نہیں پس
لازم ہے کہ جو لفظ روایت میں وارد ہوا ہے اس کی حفاظت کی جائے، امام المازری
کا قولِ مختار بھی یہی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جو لفظ وارد ہوا ہے اسی کو رہنے دینا چاہیے
کیونکہ لبا اوقات ثواب و جزا کا تعلق انہی حروف سے ہوتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے
کہ انہی حروف کی وحی حضور کی طرف کی گئی ہو پس یہی حروف ادا کرنے متعین ہوں۔ الخ
یہ کلام بھی ابن القیم کی تائید کر رہا ہے جو کہ عز بن جماعۃ کی بات کے مطابق ہے۔

چوتھا مسئلہ

صلوٰۃ و سلام سے حضور علیہ السلام کو فائدہ پہنچتا ہے یا نہیں؟

ابن حجر نے الدر المنضود میں کہا، اس کا تمام تر فائدہ درود شریف
پڑھنے والے کو ہے کیونکہ کثرت درود اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا عقیدہ صحیح
اور نیت خالص ہے اس سے محبت کا اظہار ہوتا ہے دائمی اطاعت نصیب ہوتی
ہے اور اس وسیلہ جلیلہ کا احترام پیدا ہوتا ہے پس یہی آپ کی وہ محبت و توقیر ہے

جو ایمان کا سب سے بڑا شعبہ ہے کہ اسی میں حضور علیہ السلام کا شکریہ ادا ہوتا ہے جو ہم پر واجب ہے کیونکہ حضور علیہ السلام کے ہم پر عظیم احسانات ہیں کہ آپ نے ہم کو جہنم سے بچایا اور دائمی نعمتوں سے سرفراز فرمایا سو درود پڑھنے والا درحقیقت اپنے لیے دعا کر رہا ہے اور اپنی ہی ذات کی تکمیل کر رہا ہے کیونکہ جب ہم آپ پر صلاۃ (درود) بھیجتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم پر صلاۃ (رحمت) بھیجتا ہے اور اس لئے کہ ہم آپ کا ذکر اسی لئے تو کرتے ہیں کہ خود اللہ نے آپ کا ذکر ہمارے سامنے کیا ہے لہذا آپ کا ذکر ذکر کرنے والا خود خدا تعالیٰ ہے اور جس کو جس سے محبت ہو اکثر اسی کا ذکر کرتا ہے فرمایا، حاصل کلام یہ کہ حضور پر صلوٰۃ بھیجنے میں آپ کا بھی فائدہ ہے کہ آپ کے لئے حاصل شدہ درجات کے ساتھ مزید ترقی درجات کی دعا کی جاتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی کوئی حد نہیں اور آپ مقامات قرب اور منازل عروج میں ہمیشہ ترقی پر رہتے ہیں جب ایسا ہے تو لازم ہے کہ آپ کی امت کے صلوٰۃ وسلام بھیجنے سے آپ کے درجات میں مزید ترقی ہو کہ عظمت و بزرگی کی کوئی انتہا نہیں اور درود شریف پڑھنے والے کا فائدہ وہ ہے جس کا ذکر گزر چکا ہے اور جس نے صلاۃ وسلام کا فائدہ صرف پڑھنے والے کے ساتھ مخصوص کیا ہے اس کا مقصد محض ترغیب پیدا کرنا ہے اور پڑھنے والے کو اس کمال کے حاصل کرنے پر آمادہ کرنا ہے جو صرف درود شریف سے حاصل ہو سکتا ہے یہ مطلب نہیں کہ حضور کو اس سے کوئی فائدہ ہوتا ہی نہیں اور جن لوگوں کا یہ خیال ہے جیسا کہ ان کے کلام سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے تو یہ بالکل شاذ و حقیقت سے بعید ہے اور ایسا کیونکر ہو سکتا ہے جب کہ حدیث مشہور میں آپ کا فرمان ہے

تُوَسَّلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ فَاِنَّهَا لَا تَكُوْنُ اِلَّا لِعَبْدٍ وَّ اَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ فَمَنْ سَاَلَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

"پھر اللہ سے میرے لئے وسیلہ مانگو کیونکہ مقام وسیلہ بندے ہی کے لئے ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں پس جس نے میرے لئے وسیلہ مانگا، قیامت کے دن اس کے لئے میری شفاعت ثابت ہوگی"۔

(ابن حجر نے) فرمایا، کہا گیا ہے کہ حضور علیہ السلام کو ان کے رب نے امت کا احسان مند نہیں رکھا بلکہ اس کے عوض آپ کو حکم دیا کہ آپ امت پر صلوٰۃ بھیجیں (دعا فرمائیں) فرمانِ باری ہے:۔

وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ

"ان کے حق میں دعا فرمائیں، بے شک آپکی دعا ان کے لئے باعثِ سکون ہے"۔

کتاب مسالک الحنفا للقسطلانی فی کتاب الصلات والبشر میں ہے (فائدہ) ہمارا حضور کے لئے دعا کرنا اور آپ کے لئے ان چیزوں کا سوال کرنا جن کا ذکر حدیث میں ہے مثلاً وسیلہ اور درجہ رفیعہ وغیرہ حالانکہ اللہ تعالےٰ نے یہ سب کچھ آپ کے لئے واجب کر دیا ہے ممکن ہے اس لئے ہو کہ جب آپ کا کوئی امتی آپ پر صلوٰۃ بھیجتا ہے اور آپ کے حق میں اس کی وہ دعا قبول ہو جاتی ہے تو حضور کے ان تمام درجات و مقامات میں اضافہ اور ترقی ہو جاتی ہے لہذا آپ پر درود بھیجنا (گویا) آپ کی حاجت براری کرنا ہے اور آپ کا حق ادا کرنا ہے اور اس کی کثرت سے اللہ کا قرب حاصل کیا جاتا ہے پس اس میں کوئی بُعد و استحالہ نہیں کہ اللہ تعالےٰ آپ کے درجات اور عظمت میں نیک بندوں انسانوں اور ملائکہ کی دعاؤں سے اضافہ کر دے اور ان کی دعا والتجا سے آپ کا اجر دگنا کر دے اور آپ کے مراتب بلند فرما دے کہ اللہ تعالےٰ کی عطاؤں کی حد نہیں اور وہ کمی کو قبول نہیں کرتیں، اسکو سمجھو!

"علامہ احمد بن المبارک نے کتاب الابریز کے تیسرے باب میں فرمایا۔
"میں کہتا ہوں کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے درود و سلام سے نفع

ہوتا ہے یا نہیں؟ کیونکہ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ سیدی عبد العزیز بن الدباغ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو درود شریف کا اس لئے حکم نہیں دیا کہ اس سے حضور علیہ السلام کو فائدہ مقصود ہے بلکہ ہمیں درود شریف کا جو حکم دیا گیا ہے اس سے صرف ہم کو فائدہ پہنچانا مقصود ہے جیسے کسی کے غلام ہوں پس اس نے اپنی زرعی زمین کی طرف دیکھا کہ اس جیسی زرخیز زمین کہیں نہ تھی سو اس نے ترس کھا کر وہ زمین اپنے غلاموں کو عطا کر دی کہ یہ تمام فصل تمہاری ہے اور اس زمین کے تم بلا شرکت غیرے مستقل مالک ہو یہی حال ہے حضور علیہ السلام پر ہمارے درود پڑھنے کا کہ اس کا سارا اجر و ثواب ہمارے لئے ہے بعض اوقات جب درود شریف کے اجر و ثواب کا نور چمکتا اور نور مصطفیٰ سے مل جاتا ہے تو تم اس کو دیکھو گے جیسے کوئی شئے غیر کی طرف نہیں بلکہ اپنے اصل کی طرف لوٹ رہی ہے کیونکہ وہ اجر و ثواب جو مسلمانوں کو ملتے ہیں قطعاً ایمان کی بدولت ملتے ہیں جو ان کے سینوں میں محفوظ ہے اور ان میں جو نور ایمان ہے وہ نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عکس ہے پس ہم کو جتنے اجر و ثواب حاصل ہوتے ہیں آپ کی طرف سے حاصل ہوتے ہیں۔

عجیب و غریب مثال: محسوسات میں اسکی ایک ہی مثال ہے اور وہ ہے سمندر اور بارش کی مثال کہ بارش کے ذریعہ سیلاب آتے ہیں اور سمندر میں جا گرتے ہیں لیکن چونکہ بارش کا پانی بھی بادلوں اور ہواؤں کے ذریعے سمندر ہی سے آتا ہے لہذا یہی دریاؤں اور سیلابوں کا پانی جب سمندر میں گرتا ہے تو یوں نہیں کہا جاتا کہ اس سے سمندر میں اضافہ ہو گیا۔

میں کہتا ہوں بعض علماء نے اس بات پر کہ حضور درود شریف سے فائدہ حاصل کرتے ہیں یوں استدلال کیا ہے کہ جیسے جنت میں خدمت گاروں سے فائدہ حاصل کریں گے وہاں کے پھل اور دوسری نعمتوں سے فائدہ حاصل کریں گے جو برتنوں میں رکھ کر آپ کی خدمت میں پیش کیے جائیں گے اسی طرح آپ ان انوار اور اجور سے

بھی مستفید ہوتے ہیں جو درود وسلام کے لفظوں میں موجود ہوتا ہے فرق اتنا ہے
کہ کھانے کی اشیاء جن برتنوں میں ہوتی ہیں وہ ہاتھوں سے اٹھائے جاتے ہیں اور
درود وسلام جن برتنوں میں ہوتے ہیں وہ حروف کہلاتے ہیں اور ان کے حامل ہاتھ
نہیں زبان ہوتی ہے، کہا کہ حضور کی دنیاوی زندگی میں اخروی جنتی زندگی کے مقابلہ میں کوئی
زیادتی نہیں پائی جاتی کہ قیاس کرنا منع ہو، پھر فرمایا کہ وہ خادم اور غلمان کہاں سے آتے
ہیں وہ بھی تو آپ ہی کے نور سے بنتے ہیں بلکہ جنت اور جو کچھ اس میں ہے سب
حضور ہی کے نور سے ہے اس عالم کا قول اس وقت صحیح ہوتا جب وہ خدمت گار
آپ کی ذات سے جدا ہوتے اور ہمارا ایمان آپ سے جدا ہوتا حالانکہ ایسا نہیں
فرمایا جس کو حضور کی کیفیت معلوم ہو گئی اسے راحت ملی، فرمایا تم دیکھو گے کہ ایک شخص
دلائل الخیرات پڑھتا ہے جب حضور علیہ السلام پر درود شریف پڑھنا چاہتا ہے اپنے
ذہن میں آپ کا تصور بٹھا لیتا ہے اور جو چیزیں آپ کو مطلوب ہیں مثلاً وسیلہ اور بلند
درجہ اور مقام محمود وغیرہ جن کا ذکر ہر صلاۃ میں ہے اور اپنا تصور یوں جماتا ہے جیسے
مذکورہ باتیں اللہ تعالیٰ سے مانگ رہا ہے اور دل میں یہ فرض کر لیتا ہے کہ اللہ اسے
قبول فرمائے گا اور اس کے کہنے پر وہ سب کچھ اپنے نبی کو دے دیگا اب اس کے
ذہن میں یہ بات بیٹھ جاتی ہے کہ اس کی ذات سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بہت بڑا
فائدہ حاصل ہوا ہے پس یہ خوشی سے پھولے نہیں سماتا اور قرآن کریم زیادہ پڑھنے
لگتا ہے اور صلوٰۃ وسلام میں اضافہ کر دیتا ہے اور اسے بلند آواز سے پڑھتا ہے اور
یہ صورت اس کے دل کی رگیں پھولنے سے صاف نظر آتی ہے اور اس پر خشوع
طاری ہو جاتا ہے اور اس پر بڑی رقت طاری ہو جاتی ہے اور اسے خیال گزرتا ہے
کہ اب اس حال پر ہے جس سے اوپر کوئی حال نہیں حالانکہ ایسا سوچ کر وہ بہت
بڑی خطا کا ارتکاب کر رہا ہے پس وہ اپنے اس درود سے خدا کے کسی مقام تک

نہیں پہنچ سکتا کیونکہ یہ سب اس کا اپنا خیال ہے اور اس کی فکر میں ہی تصور گھوم رہا ہے حالانکہ اس کا خیال باطل ہے اور باطل کا اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں اللہ تعالیٰ سے تو اس چیز کا تعلق ہوتا ہے جو خود حق ہو، یوں کہ جب آدمی آنکھ کھولے تو اسے واقعہ میں وہ چیز نظر آئے، جو چیز ایسی ہوگی اس کا تعلق حق سبحانہ کے ساتھ ہوگا اور ہر وہ چیز جو آنکھوں سے نظر نہ آسکے وہ باطل ہے اور باطل کا اس کی ذاتِ پاک سے کوئی تعلق نہیں، پس حضور علیہ السلام پر درود شریف پڑھنے والے کو اس آفتِ عظیمہ سے بچنا چاہئے کہ اکثر لوگ اس کو سمجھتے نہیں اور گمان کرتے ہیں کہ یہ شیرینی اور رقت جو ان کو حاصل ہو رہی ہے اللہ کی طرف سے ہے حالانکہ یہ محض شیطان کی طرف سے ہوتی ہے تاکہ وہ اس کے سبب ان کو حق سبحانہ سے ہٹا دے اور ان کے درمیان مزید دوری پیدا کر دے لہٰذا درود وسلام پر آمادہ کرنے والی چیز صرف آپ کی محبت و عظمت ہونی چاہئے نہ کوئی اور، تب یہ نور شعلہ بار ہوگا جیسا کہ اس کا بیان گزر چکا ہے اور اگر جذبہ محرکہ آدمی کا اپنا ذاتی مفاد ہو تو اس صورت میں وہ پردے میں ہو جائے گا اور اس کا اجر و ثواب کم ہو جائے گا جیسے کہ گزر چکا ہے اور یوں بھی کہ اگر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا جذبہ محرکہ حضور علیہ السلام کو فائدہ پہنچانا ہے تو پھر یہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے نہ ہوا اور نہ ہی اسکی بارگاہ میں پہنچا جیسا کہ اس کا بیان گزر چکا ہے اللہ ہی توفیق دینے والا ہے الخ۔ اور علامہ شیخ علی حرازم ابن العربی برادۃ المغربی الفارسی رحمۃ اللہ نے اپنی کتاب جواہر المعانی فی فیض سیدی ابی العباس التیجانی کے آخر میں فرمایا کہ میں نے اپنے شیخ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ثواب ہدیہ کرنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اس کا یہ جواب دیا: تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ حضور علیہ السلام تمام مخلوق سے بالکل بے پرواہ ہیں نہ آپ کو کسی کے صلوٰۃ وسلام کی ضرورت ہے نہ ہدیہ و ایصالِ ثواب کی اور وجہ اس کی ایک تو یہ ہے

کہ آپ کو اپنے رب کے سوا کسی کی احتیاج ہی نہیں دوسری یہ کہ اللہ نے آپ پر وہ بے پایاں فضل فرما دیا ہے کہ جس کی بناء پر آپ فضل و کمال کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہو چکے ہیں جس تک کسی اور کی رسائی ممکن ہی نہیں، یہ سب کچھ ہوتے ہوئے آپ کسی سے مزید کچھ چاہتے ہی نہیں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اس پر گواہ ہے :۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى

"اور عنقریب تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے"

اور یہ عطاء الٰہی اگرچہ آپ کو اتنی آسانی سے حاصل ہو گئی (مگر اسے معمولی نہ سمجھنا چاہیئے) تاہم اس کی حقیقت و غایت کے ادنٰی درجہ کو معلوم کرنے کے لئے عقلیں قاصر ہیں، اعلیٰ ترین درجے کا خود اندازہ کر لیں، بیشک آپ کو حق تعالیٰ اپنی ربوبیت کے شایانِ شان فضل عطا کرتا ہے اور آپ کے درجہ و مرتبہ پر اتنا فیضان کرتا ہے جتنی اس کی بارگاہ میں آپ کی شان و منزلت ہے۔

اب اس عطاء کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جو مرتبہ لامحدود سے وارد ہوتی ہے اور جتنا زیادہ آپ پر اللہ کا بڑا فضل و کرم تھی اس کی عظمت۔ اب اس انعامِ الٰہی کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے اور اس کی وسعت کو عقلیں کیونکر پا سکتی ہیں اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا "اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے"، اور آپ کا کم از کم مرتبہ غنا یہ ہے کہ آپ کی بعثت سے لے کر قیامت تک آپ کا طوقِ رسالت و غلامی گلے میں ڈال کر جو عمل کرنے والا اللہ تعالیٰ کے لئے نیک عمل کرے گا آپ کو اس عمل کا اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا کرنے والے کو اور جس قدر بڑھتا ہے بڑھے گا پس اتنا درجہ پا لینے کے بعد آپ کو کسی کے ثواب کی کوئی ضرورت نہیں، اس سے تو آپ کو وہ غنا مل گیا جس کی کوئی حد نہیں، یہ ہے آپ کا کم از غنا، پس کیا خیال ہے تمہارا اس خیر اکبر اور فضلِ عظیم سے متعلق، جس کا اندازہ اقطاب کی عقلوں سے

بھی نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ دوسرے لوگ (اس کو سمجھ سکیں) جب یہ بات سمجھ گئے تو اب تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ حضور علیہ السلام کو درود پڑھنے والوں کے درود کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ درود شریف اس لئے لازم ہوا کہ اس سے آپ کو کوئی نفع حاصل ہو جائے اور آپ کو اس کی حاجت بھی نہیں کہ کوئی شخص نیک اعمال کر کے آپ کو ثواب کا ہدیہ پہنچائے اور یہ جو نیک اعمال کا ثواب آپ کو ہدیۃً بھیجا جاتا ہے جس سے وہم ہوتا ہے کہ آپ کی عظمت میں اضافہ ہوگا یا آپ کو اس سے نفع ہوگا۔

ایک اور مثال اس کی مثال بالکل ایسے ہی ہے کہ کوئی شخص قلم سے ایک نقطہ سیاہی کا اس عظیم الشان سمندر میں ٹپک دے جس کا طول و عرض و عمق دس ہزار سال کی مسافت کا ہو اور پھر یہ خیال کرے کہ اس سے سارا سمندر سیاہی بن جائے گا اور اس میں کچھ اضافہ ہو جائے گا، پس اس سمندر کو اس نقطے کی کیا ضرورت ہے اور اس میں کیا اضافہ ہوگا؟

جب تمہیں حضور علیہ السلام کا مرتبہ غنا معلوم ہو گیا اور وہ مقام بھی جو آپ کے رب کے ہاں آپ کا ہے تو اب جان لیجئے کہ اللہ تعالٰی نے بندوں کو آپ پر درود بھیجنے کا حکم اس لئے دیا ہے کہ اس سے وہ ان کو آپ کا مرتبہ بلند دکھائے جو اس کی بارگاہ میں ہے اور عظمتِ شان اور تمام مخلوق پر آپ کی شانِ برگزیدگی واضح فرمائے تاکہ ان کو یہ حقیقت جتلا دے کہ وہ کسی عمل کرنے والے کا عمل آپ کے وسیلہ کے بغیر قبول نہیں فرماتا، پس جو شخص اللہ تعالٰی کا قرب اور توجہ آپ کے وسیلہ کے بغیر آپ کی جناب سے منہ موڑ کر اور حکمِ خداوندی کو پسِ پشت ڈال کر طلب کرتا ہے وہ اللہ تعالٰی کے غیظ و غضب اور انتہائی لعن و پھٹکار اور دوری کا مستحق ہوتا ہے اس کی ساری محنت رائیگاں گئی اور اس کا عمل گھاٹے کا رہا! اور اللہ کی بارگاہ میں صرف آپ ہی وسیلہ ہیں اور اس کے لئے لازم ہے کہ آپ پر صلوٰۃ و سلام پڑھا جائے

اور آپ کی شریعت پر عمل کیا جائے، پس آپ پر درود پڑھنے سے ایک تو آپ کی عظمتِ شان کا پتہ چلا کہ رب تعالٰی کی بارگاہ میں آپ کا رتبہ کیا ہے اور اس سے ہمیں یہ تعلیم بھی دی جاتی ہے کہ آپ کا وسیلہ تمام مقاصد و مطالب کے حصول کے لئے ضروری ہے، اور کوئی مقصد نہیں، یہ ہے کمالِ غنا جس کو بعض لوگ آپ کا نفع گمان کرتے ہیں جیسا کہ ہم ذکر کر آئے ہیں۔

رہا آپ کو ہدیہ ثواب پہنچانے کا مسئلہ تو اس میں بھی ایک حکمت تو یہی سمجھ میں آتی ہے جو ہم نے اوپر صلوٰۃ و سلام کے سلسلہ میں بیان کی ہے یعنی آپ کو اس کی چنداں ضرورت نہیں (بلکہ ضرورت خود ہمیں ہے) ہے میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا

پھر ایک اور مثال سمجھئے جو آپ کو ایصالِ ثواب کے سلسلہ میں بیان کی جاتی ہے: ایک عظیم الشان وسیع و عریض سلطنت کا بادشاہ ہو، اسکی سلطنت میں مال و دولت کی ریل پیل ہو، خزانے لامحدود و بے شمار ہوں، ہر خزانے کا طول و عرض آسمان سے زمین تک ہو، ایسا ہر خزانہ یاقوت، سونا چاندی، غلّہ وغیرہ مالیات سے بھرا ہوا ہو۔ پھر ایک فقیر فرض کیجئے جس کے پاس اس کی ساری حکومت میں مثلاً دو روٹیوں کے سوا کچھ نہیں، پس اس نے بادشاہ کا سنا اور اس کے دل میں بادشاہ کی محبت و عظمت شدت سے جاگزیں ہوئی، پس اس نے اس بادشاہ کی تعظیم و محبت سے سرشار ہو کر ایک روٹی اس کو دے دی اور بادشاہ بڑا کرم گستر ہے، سو اس میں کوئی شک نہیں کہ بادشاہ کے سامنے جس کے مال و دولت کی کوئی حد نہیں اس ایک روٹی کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے؟ اس کے ہاں تو اس روٹی کا ہونا نہ ہونا برابر ہے پھر بادشاہ کو اپنے وسیع کرم سے فقیر کی غربت اور اس کی اس تگ و دو کی غرض و غایت معلوم ہوئی اور اسے اس کی سچی محبت اور اس کے دل میں اپنی عظمت کا علم ہوا اور یہ بھی کہ اس نے اسے روٹی کا نذرانہ صرف اسی مقصد کے لئے پیش

کیا ہے اور اگر اس کے پاس کچھ زیادہ ہوتا تو وہ اسے بھی نذر کر دیتا اس وجہ سے بادشاہ اس فقیر سے بھی خوشی و مسرت کا اظہار کرتا ہے اور اس کے نذر لانے سے بھی کہ اس کے دل میں بادشاہ کی عظمت اور سچی محبت ہے یہ خوشی کچھ اس وجہ سے نہیں ہوتی کہ بادشاہ کو اس روٹی سے فائدہ ہوا ہے بہر حال اب وہ اس روٹی کے عوض اس کو اتنا کچھ دے گا کہ وہ اس کو شمار نہ کر سکے (یہ سب کچھ) اس کی سچی محبت اور تعظیم کی وجہ سے ہوا، نہ اس لئے کہ بادشاہ نے روٹی سے فائدہ حاصل کیا اسی تقدیر و مثال سے حضور کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیۂ ثواب کا مسئلہ سمجھ لیجئے رہا آپ کا اس سے مستغنی ہونا تو اس کا ذکر سمندر کی مثال سے بھی گزر چکا ہے اور سمندر سے ایک قطرہ لیا ہی سے بھی اور رہا آپ کو ایصالِ ثواب کا مسئلہ تو اسکی مثال بھی بادشاہ کو روٹی بطورِ تحفہ پیش کرنے کی ہے جس کا ذکر ہوا، سیدی ابو العباس کا کلام ختم ہوا۔

ایک سوال

خاتم المحققین علامہ شیخ محمد بن سلیمان الکردی الشافعی رحمہ اللہ کے فتاوے میں ہے کہ ان سے پوچھا گیا، عبارتِ سوال یہ ہے (سائل کہتا ہے) میں نے الجیلی کے رسالہ میں جس میں سالکین کے اخلاق بیان کئے گئے ہیں لکھا دیکھا کہ ان (سالکین) کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے شدید محبت ہوتی ہے یہاں تک کہ بعض سالک اپنے نیک اعمال کی ابتداء ہی اس نیت سے کرتے ہیں کہ ان کا ثواب کلیتہً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیتہً پیش کیا جائے گا اور ان کے دل میں یہ خیال تک نہیں آتا کہ حضور کی نذر کئے بغیر بھی ان کو کچھ حاصل ہو سکتا ہے پھر اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان پر کچھ صدقہ کر دیں تو اسی نیت سے اس کو قبول کر لیتے ہیں اور اگر آپ ان کو کچھ نہ دیں تو اس پر بھی بہت زیادہ خوش ہوتے ہیں (کہ محبوب کی خدمت پر طلب معاوضہ چہ معنی) اور اس حسنِ خلق

ہیں جو مٹھاس ہے اسے آدمی کچھ اپنے دل میں ہی محسوس کر سکتا ہے اس کا اندازہ لگانا ناممکن ہے اور اس چیز کی اگرچہ آپ کو کوئی احتیاج و ضرورت نہیں تاہم اس میں آپ کا ادب ہے جس سے شریعت انکار نہیں کرتی الخ۔ پس کیا ہم جیسے گنہگاروں کو اس بات میں ان علمائے کرام کی پیروی کرنی جائز ہے؟ حالانکہ یہ امر مسلّم ہے کہ حج کے بغیر کسی عبادتِ بدنی میں نیابت (دوسرے کو اپنا قائم مقام کرنا) جائز نہیں اور علماء یہ بھی فرماتے ہیں کہ قرآن مجید پڑھنے والا اپنی قرأت کا مثلِ ثواب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ کرے یا آپ کے نامۂ اعمال میں جمع کرائے اور نفسِ قرأت کا ثواب ہدیہ نہ کرے اور جب اس میں آپ کے صحابہ اور اہلِ بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اضافہ کرنا چاہے تو کیا اس میں تبعاً تعمیم کرے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا دوسروں کو مثلِ ثواب ہدیہ کرے، افادہ فرمایئے؟

الجواب! جان لیجئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی بھی امتی نیک کام کرے اس کے ثواب میں کمی کیے بغیر آپ کو اس کام کا اجر ملے گا اس میں اس بات کی ضرورت نہیں کہ اس کی ابتداء کے وقت آپ کو ہدیۂ ثواب پیش کرنے کی نیت کرے، علامہ قسطلانی نے مواہب اللدنیہ میں امام شافعی علیہ الرحمہ کا یہ قول نقل کیا ہے:۔

"کوئی بھی امتی نیک کام کرے، اس میں اصل حضور ہی ہیں۔"

کتاب تحقیق النصرۃ میں مصنف نے فرمایا:۔

"اہلِ ایمان کی تمام نیکیاں اور اعمالِ صالحہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نامۂ اعمال میں لکھے جاتے ہیں اور ان کے اجر و ثواب میں اس

قدر اضافہ کیا جاتا ہے جس کا اندازہ صرف اللہ ہی جانتا ہے کیونکہ قیامت تک جو ہدایت پاتا اور عمل صالح کرتا رہے گا آپ کو اس کا ثواب حاصل ہوتا رہے گا اور اس کے شیخ کو بھی یونہی اجر ملتا رہے گا (جس نے اسے نیک کام پر لگایا) اور شیخ کے شیخ کو اس کا دگنا ثواب ملے گا، شیخ ثالث کو چار گنا اور شیخ رابع کو آٹھ گنا، یوں درجہ بدرجہ ثواب بڑھتا جائے گا اسی سے پہلے بزرگوں کی پیچھے آنے والوں پر فضیلت معلوم ہوجاتی ہے، پس جب حضور علیہ السلام کے بعد دس مرتبے فرض کئے جائیں تو آپ کے اجر میں ایک ہزار چوبیس درجے اضافہ ہوگا، پھر جب دسویں آدمی کی وجہ سے گیارہویں نے ہدایت حاصل کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اجر دو ہزار اڑتالیس درجے تک پہنچ جائے گا اسی طرح جوں جوں ایک امتی بڑھتا جائے گا آپ کا پہلا اجر دوگنا ہوجائے گا یہ سلسلہ ابدالآباد تک اسی طرح چلتا رہے گا جیسا کہ بعض محققین نے فرمایا ہے" الخ

خدا اجر جزیل عطا کرے سیدی علی وفا کو جنہوں نے فرمایا ہے ؎

فَلَا حُسْنَ اِلَّا مِنْ مَحَاسِنِ حُسْنِہٖ
وَلَا مُحْسِنَ اِلَّا لَہٗ حَسَنَاتُہٗ

"جہاں کہیں حسن پایا جاتا ہے وہ آپ ہی کے حسن کا پرتو ہے اور نیکی کرنے والا کوئی بھی ہو، آپ کو اس کی نیکیاں ملیں گی۔" [1]

اسی سے جواب دیا جائے گا اس اشکال کا جو قاری قرآن کے آپ کے لئے ترقی

---

[1] کیا خوب فرمایا اعلیٰحضرت بریلوی قدس سرہٗ نے ؎ لاورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

شرف کی دعا مانگنے سے پیدا ہوتا ہے حالانکہ وہ اس حقیقت سے باخبر ہے کہ آپ ہر قسم کے شرف و بزرگی میں کامل ہیں تو گویا دعا کرنے والے نے دیکھ لیا کہ اس کی قرأت کے قبول ہونے میں ضمناً اس کے استاد کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا اور یونہی اوپر جاتے جاتے یہ سلسلہ معلمِ اوّل صلے اللہ علیہ وسلم تک بڑھتا چلا جائے گا اور اجر و ثواب اسی تناسب سے بڑھتا جائے گا جس کا طویل بیان مواہب کے حوالے سے ہم اوپر کر آئے ہیں، علامہ الشبر املسی نے اس کے حاشیہ میں فرمایا کہ :-

"مصنّف کا یہ کہنا کہ آپ کو ایک ہزار چوبیس درجہ زیادہ ثواب ملے گا شاید اس کی صورت یہ ہو کہ ہر عامل کو جو دگنا، چوگنا اجر ملتا ہے وہ اس سے پچھلے درجے والے کے اجر و ثواب سے مل کر آپ کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے مثلاً آٹھ میں سے چوتھے کے نامۂ اعمال میں جو ثواب لکھا جائے گا، آپ کے ثواب میں اس کا ثواب بھی لکھا جائے گا اور اس سے نیچے والے یعنی اوّل، دوم اور سوم نمبر والوں کا ثواب بھی"۔ (شبر املسی کا کلام ختم ہوا)

اس عبارت مواہب کی شرح میں علامہ زرقانی نے بھی حرف بحرف یہی کچھ تحریر فرمایا ہے اور علامہ ابنِ حجر نے اربعین نووی کی حدیث نمبر ۳۷ کی شرح میں اضعاف کثیرہ (بہت زیادہ بڑھنا) پر طویل کلام فرمایا ہے اگر تفصیل درکار ہو تو اس کی طرف رجوع کیجئے۔

علامہ ابنِ حجر نے حاشیۃ الایضاح میں اثنائے کلام میں فرمایا :-

"اس حدیث سے بعض متاخرین نے یہ استنباط کیا ہے کہ قرأت کے بعد دعا مانگنا اس کے ثواب کو ہمارے آقا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے مختص کر دیتا ہے اور اس سے آپ کے شرف میں اضافہ ہوتا ہے مطلب یہ کہ اس سے دعا قبول ہوتی ہے اور اس پر ثواب ملتا ہے اور جب امت میں سے کسی کو اطاعت پر ثواب

ملتا ہے تو اس کے معلم کو بھی اتنا ہی ثواب ملتا ہے اور یونہی اس کے معلم کے معلم کو اور اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے اور سب کا ثواب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں پہنچتا ہے اور یہی مطلب ہے آپ کے شرف میں زیادتی کا اگرچہ آپ کا شرف کامل ہو چکا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ جو شخص زیادتی طلب کرتا ہے وہ مثلاً آپ کے پیروکاروں خصوصاً علماء کے درجات عالیہ و مراتب علیہ میں اضافہ مانگ رہا ہے اور اسی سے تردید ہو جاتی ہے اس بات کی جو البلقینی نے اپنے فتاوے میں لکھی ہے اور اس کے بیٹے علم الدین نے باپ کے حوالے سے کہی ہے کہ بلا دلیل یوں نہیں کہنا چاہیئے کہ الٰہی جو ہم نے پڑھا ہے اس کو حضور علیہ السلام کے شرف میں زیادہ کر دے، شیخ الاسلام المناوی اور الشمس القایاتی نے ان کی مخالفت کی ہے اور کہا کہ ایسا کہنا بہتر ہے مگر محقق ابن الہمام اور ہمارے شیخ شیخ الاسلام زکریا نے ان سے موافقت کی ہے، میں نے ان سب کی عبارات فتاوے میں ذکر کر دی ہیں ان کو وہیں دیکھ لیں یہ بہت اہم ہیں، اس مسئلہ میں کافی کچھ غلط سلط باتیں ہوئی ہیں سو ان سے بچیں"۔
حاشیہ الایضاح کی عبارت ختم ہوئی۔"

اور کتاب الوصیۃ میں التحفہ اور النہایہ کی عبارات نقل کرنے کے بعد فرمایا التاج الفزاری نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ ثواب ایصال کرنے سے منع کیا ہے اور علت یہ بتائی ہے کہ آپ کی بارگاہ عالیہ میں ان مخصوص چیزوں کے سوا جن کی اجازت دی گئی ہے (مثلاً صلوٰۃ وسلام) کسی اور چیز کی جرأت نہیں کی جا سکتی اسی لئے دوسروں نے اس (فزاری) کی مخالفت کی ہے اور نہایہ میں کہا کہ سبکی نے اسے اختیار کیا ہے اور میں نے اس کی پوری وضاحت فتاوے میں کر دی ہے الخ۔ اور تحفہ میں لکھا ہے:۔

"اجارہ کی بحث میں گزر چکا ہے کہ ایصال ثواب کو درود شریف سے کوئی

تعلق نہیں" اور کتاب منہاج کے متن میں ہے کہ میت کو صدقہ اور دعا سے فائدہ ہوتا ہے خواہ وارث کی طرف سے ہو یا اجنبی کی طرف سے، تحفہ میں کہا، اس پر اجماع ہے اور صدقہ سے میت کو فائدہ ہونے کا مطلب ہے گویا اس (میت) نے (زندگی میں) خود صدقہ کیا ہے اور امام نے اس بات کو حقیقت سے دور بتایا ہے اور وجہ یہ بتائی کہ اس (زندہ) کو تو اس بات کا حکم ہی نہ تھا، پھر اسکی خود ہی یہ تاویل کی کہ صدقہ تو اسی کی طرف سے ہوگا جس نے کیا ہے ہاں! میت کو اس کی برکت ملے گی ابن عبدالسلام نے اس کا یہ کہہ کر رد کیا ہے کہ جو کچھ علماء نے ذکر کیا ہے یعنی یہ کہ صدقہ میت کی طرف سے سمجھا جائے گا یہاں تک کہ اس کے لئے اس کا ثواب بھی لکھا جائے گا، یہی تو سنت کا ظاہری معنی ہے۔ الخ

اسی سے معلوم ہوا کہ جو شخص کوئی عبادت کر کے یوں کہے: الٰہی! اس عبادت کا ثواب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دے تو یہ صحیح ہے، ہاں! بغیر دعا آپ کو ثواب ایصال کرنے کی نیت کرتا ہے تو اس میں تفصیل ہے، اگر وہ صدقہ یا دعا ہے تو صحیح ہے ورنہ نہیں، یہی ہمارا راجح مذہب ہے، اس کے علاوہ دوسری صورتوں میں اختلاف ہے شاید الجیلی سمجھا ہو کہ ہمارے مذہب راجح میں اختلاف ہے اور میں نے اپنی کتاب فتح الفتاح بالخیر کے آخر میں علامہ ابن نجیم الحنفی کی کتاب البحر الرائق شرح کنز الدقائق کی عبارت نقل کر دی ہے اور اسی سے متعلق ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان

لَا یَصُوْمُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ وَّلَا یُصَلِّیْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ

"کوئی کسی کی طرف سے نہ روزہ رکھے نہ نماز پڑھے"

تو اس کا مطلب یہی ہے کہ ایک کے ادا کرنے سے دوسرا اس فریضے سے سبکدوش نہیں ہو سکتا جب تک ہر آدمی خود ادا نہ کرے اس کا ثواب سے کوئی تعلق نہیں، نماز پڑھی، روزہ رکھا یا صدقہ کیا اور اس کا ثواب کسی دوسرے کو بخش دیا خواہ

زندہ ہو یا میت جائز ہے اور ان کا ثواب اس کو پہنچتا ہے، یہی مذہب ہے اہل سنت وجماعت کا، یونہی یہ مسئلہ بدائع میں لکھا ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شروع سے کسی اور کی نیت کرے یا پہلے اپنے لئے کار خیر کرے اور پھر اس کا ثواب کسی کو ایصال کر دے دونوں صورتوں میں کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ علماء کا کلام مطلق ہے پھر ابن نجیم نے کہا:

"علماء کے کلام سے بظاہر یہی مترشح ہوتا ہے کہ یہاں فرض اور نفل میں کوئی فرق نہیں جب کسی نے فرض نماز ادا کی اور اس کا ثواب کسی اور کو ہدیہ کر دیا تو یہ صحیح ہے اس کے ذمہ وہ فرض باقی نہ رہا کیونکہ عدم ثواب سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ وہ اس کے ذمہ سے ساقط بھی نہ ہو اور میں نے ایسا لکھا ہوا ابھی کہیں نہیں پایا"

ابن نجیم کا کلام ختم ہوا۔ اور میں نے اپنی کتاب مذکور (فتح القتاح بالخیر) کے آخر میں علاوہ دوسرے اقوال کے علامہ ابن حجر کا قول بھی حاشیۃ الایضاح سے نقل کیا ہے کہ حضور علیہ السلام کی طرف سے حج کرنا جیسا کہ بعض لوگوں کا دستور ہے ہمارے نزدیک جائز نہیں اور اکثر علماء کا یہی مسلک ہے کہا گیا ہے کہ حج کرنے کے بعد اس کا ثواب آپ کے لئے کر دینا بہتر ہے، الخ لیکن اگر یہ بطور دعا نہ ہو تو علماء کی یہ تصریح اس کی تردید کرتی ہے کہ ہر نیکی کرنے والے کا ثواب اس حد تک بڑھ چڑھ کر کہ اس کا اندازہ لگانا محال ہے، حضور علیہ السلام کے حصے میں آتا ہے کیونکہ آپ کو امت کے اعمال حسنہ پر دو چند ثواب ملتا ہے (تفصیل گزر چکی ہے) جب اتنا زیادہ ثواب آپ کو حاصل ہو جاتا ہے تو اب آپ کو ثواب پہنچانے کی ضرورت نہیں، ہماری یہ بات دوسروں کی طرف سے بعض صورتوں میں قربانی کے جواز کے منافی نہیں کیونکہ وہ مالی عبادت ہے جس میں نیابت جائز ہے بخلاف حج کے

کہ یہ اصلاً عبادتِ بدنیہ ہے اور مال کی ضرورت کو پیشِ نظر رکھیں تو تبعاً مالی ہوگی۔
حاشیۂ الایضاح کی عبارت ختم۔

کہا گیا ہے جو نقل کیا گیا ہے اس کا قائل ابنِ حجر کا شیخ ابوالحسن البکری ہے،
اور یہ قول نووی کی ایضاح کی شرح مختصر میں ہے، ہمارے شیخ محمد سعید سنبل کے
ایک فتوے میں ہے کہ جو شخص کوئی نیک کام اپنے لئے کرے اور کہے: الٰہی!
اس کا ثواب فلاں کے لئے کر دے تو ثواب اس تک پہنچ جاتا ہے خواہ وہ زندہ
ہو یا مردہ الخ۔

میں نے اس مسئلہ پر اپنی کتاب فتح الفتاح بالخیر میں طویل کلام کیا ہے اس کی
طرف رجوع کریں اور اس میں بھی کوئی فرق نہیں کہ اعمالِ مذکورہ کے حصولِ ثواب
کی دعا رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ہو یا کسی اور کے لئے جیسے ہماری
سابقہ تحریر سے واضح ہے اور اس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کسی اور کے
لئے مستقل طور پر دعا مانگی جائے یا آپ کے تابع کر کے اور سائل کا یہ کہنا کہ کیا ہم
جیسے لوگوں کو ان کی اقتدا کرنا جائز ہے؟ الخ جواب یہ ہے کہ ہاں! یہ جائز ہے
اور ممنوع یہ ہے کہ کسی کی طرف سے عبادتِ بدنی کرے، رہا عبادت کے
بعد یہ دعا مانگنا کہ اس کا ثواب فلاں کو پہنچے تو اس کا کوئی مانع نہیں جیسا کہ بیان ہوا
اور جس صورت میں اختلاف ہے وہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے لئے عمل کرے
اس صورت میں اس قائل کی بات مان لینا بھی جائز ہے، ابنِ نجیم کا حوالہ گزر چکا
ہے جس میں انہوں نے اس کو مذہب اہلِ سنت و جماعت بتایا ہے، اور
شرح المنہج شرح المسلم میں ہے کہ علماء کی بہت سی جماعتیں اس طرف گئی ہیں کہ
میت کو تمام عبادات کا ثواب پہنچتا ہے، روزہ ہو، قرأت ہو یا کوئی اور، الخ۔
واللہ اعلم۔ علامہ کردی کے فتاوے کی عبارت ختم ہوئی۔

اور اربعین نووی کی شرح لابن حجر کے جس طویل کلام کی طرف رجوع کرنے کا کہا تھا میں نے اس کی طرف رجوع کیا ہے ابن حجر نے حضور علیہ السلام کے فرمان :۔

مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً وَاِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى عِنْدَهٗ عَشَرَ حَسَنَاتٍ اِلٰى سَبْعِمِائَةٍ اِلٰى اَضْعَافٍ كَثِيْرَةٍ ۔

"جس نے نیکی کا ارادہ کیا لیکن عمل نہیں کیا اللہ تعالےٰ اپنے ہاں اس کی ایک کامل نیکی لکھ دے گا اور اگر نیکی کا ارادہ کیا اور اس پر عمل بھی کیا تو اللہ تعالےٰ اس کے عوض دس سے لے کر سات سو نیکیوں تک (حسب خلوص) دو چند بڑھائے گا۔"

اور دو چند بڑھنے کا مسئلہ اللہ تعالےٰ کی مشیت پر موقوف ہے۔

نیکیاں بڑھنے کی بہترین تمثیل بعض نے کہا کہ اس روایت میں کثیرۃ کا لفظ اگرچہ نکرہ ہے (جس میں تعین مشکل ہے) تاہم معرفہ سے زیادہ جامع ہے، بنابریں اس کا مطلب ہوگا، ہر ممکن حد سے زیادہ تر، اس کا بیان یہ ہے کہ مثلاً ایک آدمی نے گندم کا ایک دانہ صدقہ کیا تو اللہ کے فضل و کرم سے یہی اس کو کافی ہے اگر دانہ لینے والے نے اس دانہ کو موسم کے مطابق بہترین زمین میں آبپاشی کر کے بو دیا، فصل تیار ہوئی، اس کو کاٹا پھر تمام حاصل شدہ دانے اسی طرح عمدگی سے زمین میں بو دیئے اور یونہی یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہا تو دیکھ لیجیے ایک دانے سے بڑھتے بڑھتے غلے کے پہاڑوں جیسے ڈھیر لگ جائیں گے اسی طرح دانہ بھر نقدی کے بارے میں بھی کیا جائے گا، فرض کیجیے، اس نے بہت نفع آور چیز خریدی اور بڑے بازار

میں جاکر بیچی اور یونہی یہ تجارت قیامت تک ہوتی رہی تو وہ ذرہ بھر نقدی دنیا بھر کو سمیٹ لے گی، اسی طرح ہر نیکی کو سمجھ لیں اور اسی طرح گردش سے جو دولت بڑھتی ہے یوں بھی سمجھ سکتے ہیں کہ ایک شخص نے فقیر کو ایک روپیہ صدقہ دیا، فقیر نے وہ روپیہ دوسرے فقیر پر صدقہ کر دیا، اس نے تیسرے پر اور اس نے آگے چوتھے پر اور اسی طرح یہ سلسلہ آگے تک چلتا رہا اب پہلے کو ایک روپیہ خرچ کرنے پر دس کا ثواب بھی ہوگا اور دوسرے کو جو دس کا ثواب ہوا وہ بھی ملے گا کیونکہ جو کوئی اچھی شاخ قائم کرے اسے اس کا ثواب بھی ہوتا ہے اور اس پر آگے عمل کرنے والے کا بھی اب دوسرے کو ایک روپیہ خرچ کرنے پر دس کا ثواب ہوا ہے لہٰذا پہلے کو بھی دس روپے کا ثواب ہوگا اور ہر روپیہ خرچ کرنے پر چونکہ دس گنا ثواب ہوتا ہے لہٰذا اسے ایک سو روپے کا ثواب ہوا، پھر جب دوسرے فقیر نے ایک روپیہ خرچ کیا تو اسی قاعدے سے اس کو بھی سو روپے کا ثواب ملا جس کی رو سے پہلے کو ملا تھا، اب اسی قاعدے سے پہلے کا سو روپیہ ہزار ہوگیا، پھر جب تیسرے فقیر نے ایک روپیہ صدقہ کیا تو اس کو ایک سو کا ثواب ملا اور دوسرے فقیر کو ہزار کا اور پہلے کو دس ہزار کا، پھر جب چوتھے فقیر نے روپیہ خرچ کیا تو اس کو بھی سو روپے کا ثواب ملا، تیسرے کو ایک ہزار کا اور دوسرے فقیر کو دس ہزار روپے کا اور پہلے کو ایک لاکھ روپیہ صدقہ کرنے کا، یہ سلسلہ یونہی جاری رہے گا جس کا اندازہ اللہ ہی جانے۔

ایک اور تمثیل اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کی ایک مثال یوں بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نیکوکار کی چھوٹی بڑی نیکیوں کا حساب فرمائے گا تو اس کو گراں قدر صلہ و اجر عطا فرمائے گا، مثلاً:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اسی کا ملک اور اسی کی تعریف، وہی زندہ کرے اور وہی مارے اسی کے ہاتھ میں بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے"۔

جب یہ ثنائیہ کلمے بازار کے شور و غل میں بلند کیے جائیں تو لاکھوں نیکیاں ملیں، لاکھوں گناہ نابود ہوں اور قائل کے لیے جنت میں گھر بنے جیسا کہ روایت میں وارد ہے، پس جب کسی انسان کے نامۂ اعمال میں بڑی نیکیاں ہونگی تو اللہ تعالے چھوٹی بڑی سب کی گراں قدر جزا دے گا جیسا کہ اس کا فرمان ہے:۔

وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۔

"اور ہم ضرور ان کو ان کے عمل کا بہترین اجر دیں گے"۔

اور یہ سب تو ہمارے علم و سمجھ کی باتیں ہیں ورنہ اللہ تعالٰے کے فضل و کرم کا شمار کرنا تو ممکن ہی نہیں۔ الخ اور ابن حیان نے اپنی صحیح میں یہ روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ الاٰیۃ

"ان لوگوں کی مثال جو اللہ کی راہ میں اپنے مال خرچ کریں ایک دانے کی سی ہے جس نے سات بالیں اگائیں"۔

تو حضور علیہ السلام نے فرمایا، یا اللہ! میری امت کو اور زیادہ عطا فرما تو یہ آیت نازل ہوئی:۔

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ۔

"کون ہے جو اللہ کو اچھا قرض دے پھر وہ اس کے لئے اسے بہت زیادہ بڑھا دے"۔

پھر آپ نے فرمایا، الٰہی! میری امت کو اور زیادہ عطا فرما تو یہ آیت نازل ہوئی:۔

اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ

"عزم وہمت والوں کو ان کا اجر بے حساب دیا جائے گا"

امام احمد نے یہ روایت نقل فرمائی کہ بیشک اللہ تعالٰے نے ایک نیکی کو دو لاکھ نیکیوں تک بڑھا دے گا، پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:۔

وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً یُّضٰعِفْهَا وَیُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِیْمًا

"اگر ایک نیکی ہوئی تو اللہ تعالٰے اسے دو چند کرے گا اور اپنے پاس سے اجرِ عظیم عطا فرمائے گا"

اور فرمایا جب اللہ تعالٰی اجرًا عظیماً فرماتا ہے تو اس کا اندازہ کون کر سکتا ہے؟

اور ابن ابی حاتم نے یہ روایت نقل کی ہے:۔

مَنْ اَرْسَلَ نَفَقَةً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَاَقَامَ فِیْ بَیْتِهٖ فَلَهٗ بِكُلِّ دِرْهَمٍ سَبْعُمِائَةِ دِرْهَمٍ۔

"جس نے راہِ خدا میں خرچ بھیجا اور اپنے گھر میں ٹھہرا رہا تو اس کے لئے ہر درہم کے بدلے سات سو درہم ہوں گے"

وَمَنْ غَزَا بِنَفْسِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی فَلَهٗ بِكُلِّ دِرْهَمٍ سَبْعَةُ اٰلَافِ دِرْهَمٍ۔

"اور جس نے راہِ خدا میں اپنی جان سے جہاد کیا تو اس کے لئے ہر درہم کے بدلے سات ہزار درہم ہوں گے"

اور ابوداؤد نے یہ روایت بیان کی ہے:۔

اِنَّ الصَّلٰوةَ وَالسَّلَامَ وَالصِّیَامَ وَالذِّكْرَ یُضَاعَفُ عَلَی النَّفَقَةِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ سَبْعَمِائَةِ ضِعْفٍ۔

" بے شک نماز اور سلام اور روزے اور ذکر دو چند کیے جاتے ہیں راہِ خدا میں خرچ کرنے پر سات سو گنا"

اور ترمذی میں ہے :-

مَنْ دَخَلَ السُّوْقَ فَقَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔

"جو آدمی بازار میں داخل ہو اور کہے: کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا جو ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کا ملک ہے اور اسی کی تعریف وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے اسی کے ہاتھ میں بہتری اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے"

كَتَبَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهٗ اَلْفَ اَلْفِ حَسَنَةٍ وَ مَحَا عَنْهُ اَلْفَ اَلْفِ سَيِّئَةٍ وَ رَفَعَ لَهٗ اَلْفَ اَلْفِ دَرَجَةٍ"

"اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس لاکھ نیکی لکھ دیتا ہے اور اتنے ہی گناہ مٹا ڈالتا ہے اور اسی قدر درجے بڑھا دیتا ہے

اس روایت کی سند میں کمزوری ہے اور ایک حدیث ضعیف میں یہ بھی آیا ہے کہ جس نے کہا: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ مِائَةَ اَلْفِ حَسَنَةٍ وَعِشْرِيْنَ اَلْفِ حَسَنَةٍ" اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک لاکھ نیکی لکھ دیتا ہے اور بیس ہزار نیکی۔" ابن حجر کی شرح اربعین کی عبارت ختم ہوئی"

میں کہتا ہوں ترمذی کی حدیث جس کا ذکر ہوا ہے ابن عمر سے مروی ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں:

مَنْ دَخَلَ السُّوْقَ فَقَالَ بِصَوْتٍ مُّرْتَفِعٍ لَآ اِلٰهَ اِلَّا

اللہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ الخ

جو بازار میں داخل ہو کر بلند آواز سے کہے: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَـــہٗ، شاید کاتب سے "بصوت مرتفع" کے لفظ چھوٹ گئے ہیں یا یہ کوئی دوسری روایت ہوگی۔

یہ حقیقت پیش نظر رہے کہ عامل کے لئے نیکیوں کا طریق مذکور یہ دوچند بڑھنا ہر سطح کے عاملوں کے لئے ہے اور ہر درجے میں یہ ترقی ہوتی ہے، اسی تفصیل سے جس کا ذکر کر دیا گیا ہے پس حضور علیہ السلام تک یہ سلسلہ اسی وقت پہنچے گا جب اس کا ثواب عقلی اعداد و شمار کی حدود سے تجاوز کر چکا ہوگا اور یہ حال تو آپ کے ایک عام امتی کی ایک نیکی کا ہے اور عوام کی حالت یہ ہے کہ ان کے ایمان و عمل میں کوئی خاص ترقی نہیں ہوتی جو نگاہِ خداوندی میں کوئی وقعت رکھتی ہو اور جس میں بلند مرتبہ پانے کی صلاحیت ہو اور دوچند ہونے کا استحقاق رکھتی ہو اب تمہارا کیا خیال ہے ان اکابر امت اور خواص ملت کے بارے میں جن کی نیکیاں اللہ کے حضور خصوصی مقام حاصل کر چکی ہیں؟ اور کیا خیال ہے آپ کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نیکیوں کے بارے میں؟ بے شک عقل اس سلسلہ میں جب بھی کسی بلند درجے کا تصور کرے گی اجر و ثواب کے اس درجے کے کروڑویں حصے کو بھی ہرگز نہیں پہنچ سکتی جو اللہ تعالٰے نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے تیار کر رکھا ہے۔

چوتھا مسئلہ

حضور علیہ السلام پر درود شریف پڑھنے سے دوچند ثواب ملنے کا سبب

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب احیاء العلوم کے ایک طویل مقالہ کی شرح میں

شارح نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام پر پڑھا جانے والا درود اس لئے پڑھتا ہے کہ درود شریف بجائے خود ایک نیکی نہیں بلکہ کئی نیکیوں کا مجموعہ ہے کیونکہ :۔

۱ ۔ اس سے پہلے تو اللہ تعالیٰ پر ایمان کی تجدید ہوتی ہے۔

۲ ۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر۔

۳ ۔ پھر آپ کی تعظیم کی تجدید ہوئی۔

۴ ۔ پھر آپ کے لئے عزت وعظمت طلب کرنے سے تجدید عنایت ہوتی ہے۔

۵ ۔ پھر یوم قیامت پر ایمان کی تجدید اور کئی قسم کی کرامات۔

۶ ۔ پھر اللہ کے ذکر کی تجدید ہوتی ہے اور نیکوں کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔

۷ ۔ پھر آپ کی آل کے ذکر کی تجدید ہوتی ہے کیونکہ آل کی نسبت بھی آپ ہی کی طرف ہے۔

۸ ۔ ان سے اظہار محبت کی تجدید ہوتی ہے جب کہ خود حضور علیہ السلام نے بجز اس کے کسی چیز کا اپنی امت سے سوال نہیں کیا کہ آپ کے اہل قرابت سے محبت کی جائے۔ (اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى)

۹ ۔ پھر اس میں دوران دعا عاجزی کرنا اور گڑگڑانا ہے اور دعا عبادت کا مغز ہے

۱۰ ۔ پھر اس میں تجدید اعتراف ہے کہ تمام اختیار اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم باایں ہمہ جلالت قدر و مرتبہ رحمت خداوندی کے محتاج ہیں۔

پس یہ دس نیکیاں ان کے ماسوا ہیں جن کا شریعت نے ذکر کیا ہے مثلاً یہ کہ ایک نیکی دس کے برابر ہے اور برائی ایک کی ایک ہی رہے گی وغیرہ الخ

میں کہتا ہوں شارح نے جو چھٹا فائدہ تحریر فرمایا ہے کہ درود شریف سے

ذکر خدا کی تجدید ہوتی ہے اسے یوں کہنا چاہیئے کہ حضور علیہ السلام پر درود شریف پڑھنا ذکرِ خداوندی کی افضل ترین قسموں میں سے ہے وجہ گزر چکی ہے، سیدی احمد بن عطاء اللہ الاسکندری نے اپنی کتاب مِفْتَاحُ الْفَلَاحِ فِیْ ذِکْرِ اللّٰہِ الْکَرِیْمِ الْفَتَّاحِ کے شروع میں فرمایا، ذکر کی ایک قسم وہ بھی ہے جس میں دعائیہ الفاظ ہوں مثلاً :۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا الآیۃ

" الٰہی! اگر ہم سے بھول چوک ہو جائے تو اس پر گرفت نہ فرمانا "

اور یونہی :۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ

" الٰہی! ہمارے آقا محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج "

پس ذکر کی یہ قسم قلبِ مبتدی میں اس ذکر سے زیادہ اثر کرتی ہے جس کے ضمن میں دعا و مناجات نہ ہو کیونکہ مناجات کرنے والا اپنے دل کو اس ذات سے قریب سمجھتا ہے جس سے وہ مناجات کر رہا ہے اور یہی چیز اس کے دل میں اثر پیدا کرتی اور خوفِ خدا پیدا کرتی ہے۔ الخ اور سیدی عارف باللہ سید مصطفےٰ البکری نے اپنی کتاب : المنھل العذب السائغ لوارد ہ فی ذکر صلوات الطریق واورادہ میں یہی عبارت اس بات پر بطورِ استشہاد پیش فرمائی ہے کہ جو ذکر مناجات کو متضمن ہو زیادہ مفید ہے۔

علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ الدر المنضود میں فرماتے ہیں :۔

اللہ تعالےٰ کی اپنے نبی علیہ السلام پر یہ بھی کرم نوازی ہے کہ آپ سے اس نے یوں محبت فرمائی کہ مثلاً اس نے آپ کا ذکر اپنے ذکر کے ساتھ شہادتین میں کیا، آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت، آپ کی محبت کو اپنی محبت قرار دیا، یونہی

آپ پر درود و سلام کے ثواب کو اپنے ذکر کے ساتھ ملا دیا تو جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ

"تم مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد کرونگا"

اور فرمایا:

اِذَا ذَكَرَنِیْ عَبْدِیْ فِیْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِذَا ذَكَرَنِیْ فِیْ مَلَاٍ ذَكَرْتُهٗ فِیْ مَلَاٍ خَیْرٍ مِّنْهُ

"جب میرا بندہ اپنے دل میں میرا ذکر کرے، میں بھی اس کا ذکر اپنی خلوتِ خاص میں کرتا ہوں اور جب وہ میرا ذکر عام لوگوں کے مجمع میں کرتا ہے تو میں اس کا ذکر اس سے بہتر مجلس میں کرتا ہوں"۔

جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا ہے، یونہی حق سبحانہ نے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کیا، بایں طور کہ بندے کا آپ پر درود پڑھنا قبول فرمایا اور قبولیت بھی کیسی کہ جو آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ صلوٰۃ نازل فرماتا ہے، یونہی جب کوئی آپ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس پر دس مرتبہ سلام بھیجتا ہے اور اسی سے اس سوال کا جواب بھی معلوم ہو گیا کہ جب ہر نیکی کا اجر دس گنا دیا جاتا ہے جیسا کہ نصِ قرآنی سے ثابت ہے پھر آپ پر درود پڑھنے میں کیا خصوصی اضافہ ہوا؟ اس کی توضیح یہ ہے کہ اس میں خصوصی اضافہ ہوتا ہے اور وہ یوں کہ اس کی جزا میں اس کے جنت میں دس درجے بلند ہوتے ہیں اور یہ درجے اللہ تعالےٰ کی اس صلوٰۃ کے عوض ہیں جو ایک درود کے جواب میں وہ دس مرتبہ نازل فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا بندے کو ایک مرتبہ یاد کر لینا دُونا دون نیکیوں سے بڑھ کر ہے، علاوہ ازیں اللہ تعالےٰ نے اسی پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ اس کے ساتھ دس درجے بلندی، دس گناہوں کا ازالہ اور دس نیکیوں کا

نامۂ اعمال میں لکھا جانا بھی ملا دیا ہے اور یہ بھی کہ گویا اس نے دس غلام آزاد کئے ہیں
پس اس عبادت کے شرف پر غور کیجئے اور اس کی دوسری نیکیوں پر دونا دون
امتیازی بزرگی ملاحظہ فرمایئے شاید یہی چیز آپ کو کثرت صلوٰۃ وسلام پر آمادہ کر دے
اور آپ دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کر سکے کامیاب و کامران ہو جائیں۔ الخ

پانچواں مسئلہ

درود شریف کو سلام سے الگ کرنا

حدیث کعب وغیرہ سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ صلوٰۃ
کو سلام سے الگ کرنا مکروہ نہیں، اسی طرح سلام کو صلوٰت سے علیحدہ کرنا بھی
جائز ہے اس لئے کہ سلام کی تعلیم صلاۃ سے پہلے دی گئی ہے پس تشہد میں مدت تک صرف
سلام پڑھا جاتا رہا اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اذکار وغیرہ میں اس کے مکروہ ہونے
کی تصریح فرمائی ہے اور دلیل یہ پیش فرمائی کہ آیت میں حکم دونوں کا ساتھ ساتھ آیا ہے
سخاوی نے فرمایا: میں کہتا ہوں محل نزاع اس مقام پر ہے جہاں تنہا صلوٰۃ پر اکتفا
کرنا ثابت نہیں مثلاً قنوت، علاوہ ازیں ہمارے شیخ ابن حجر نے کراہت میں سکوت
فرمایا ہے اور فرمایا اس میں نظر ہے ہاں یہ مکروہ ہے کہ صرف صلوٰۃ ہی پڑھتا رہے
اور سلام بالکل نہ پڑھے لیکن اگر کسی ایک وقت صلاۃ پڑھی اور دوسرے وقت میں
سلام پڑھ لیا تو حکم خداوندی پر عمل ہو گیا الخ

صاحب کتاب جواہر المعانی فرماتے ہیں، میں نے اپنے شیخ سیدی عارف
باللہ ابو العباس التیجانی رضی اللہ عنہ سے صرف درود شریف پڑھنے کے بارے میں
سوال کیا ایسے مقام پر جہاں سلام سے ابہام پیدا ہوتا ہو تو آپ نے جواب میں فرمایا
ایسی صورت غیب سے پیدا ہو جاتی ہے اور یہ کسی مرتب کی ترتیب سے پیدا نہیں

ہوتی اور قواعدِ معلومہ سے خارج ہے اور حضور علیہ السلام سے بعض کیفیات ایسی بھی ثابت ہیں جن میں صرف درود آتا ہے سلام نہیں ہوتا اور یہ کیفیات نبویہ بطور عبادت ثابت ہیں لہٰذا قولِ فقہاء لائق التفات نہیں، والسلام۔ اور بعض لوگوں نے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے اپنی کتاب "جذب القلوب الیٰ دیار المحبوب" میں فرمایا:۔

"جس صیغہ میں سلام نہ آیا ہو اس میں اپنی طرف سے ملا لینا چاہئے کیونکہ اکثر علماء کے نزدیک اس آیۂ کریمہ (اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ الخ) کی رو سے بظاہر درود شریف کو سلام سے الگ کرنا مکروہ ہے اگرچہ بعض نے اس میں کچھ گفتگو کی ہے لیکن اس کے خلافِ اولیٰ ہونے پر تو بہر حال سب کا اتفاق ہے۔"

ایک سوال اور اس کا جواب

رہی یہ بات کہ حضور علیہ السلام نے جب صحابۂ کرام کو تعلیم دی تھی تو اس میں صرف صلاۃ کا ذکر تھا، سلام نہ تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ سلام کا صحابۂ کرام کو پہلے ہی علم تھا جیسا کہ بعض حدیثوں میں آیا ہے علیٰ ہذا القیاس اب صرف سلام پڑھنا بھی مکروہ ہوگا یا کم از کم خلافِ اولیٰ تو ہو گا ہی، اکثر عجمی صرف علیہ السلام ہی پر اکتفا کرنے کے عادی ہیں حالانکہ عربی کتابوں میں ایسا بہت کم ہے اور اکثر محققین متقدمین و متاخرین نے اپنی کتابوں میں صیغۂ صلی اللہ علیہ وسلم کا التزام کر رکھا ہے جو بڑا مختصر، بہت خوبصورت اور مقصد کو ادا کرنے والا ہے الخ اور یہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہتر ہے کیونکہ اس میں واضح طور پر اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں۔

چھٹا مسئلہ: صلی اللہ علیہ وسلم اور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا استعمال

عبدالرحمٰن بن مہدی "صلی اللہ علیہ وسلم" کو مستحب سمجھتا تھا اور وہ "علیہ السلام"

کا لفظ نہیں بولتا تھا کیونکہ "علیہ السلام" دنیا سے انتقال کر جانے والوں کا سلام ہے،
روایت کیا اس کو بشکوال وغیرہ نے۔ "القول البدیع" اور ابو الطیب الغزی الشامی
نے اپنی کتاب ورد اھل الصفا فی الصلوٰۃ علی المصطفٰی، صلی اللہ علیہ وسلم
کے مقدمہ میں جو کہا اس کی عبارت یہ ہے:۔

فی صحیح البخاری وغیرہ عن ابی سعید الخدری
رضی اللہ عنہ قال قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذَا السَّلَامُ
عَلَیْكَ قَدْ عَرَفْنَاہُ فَكَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْكَ الحدیث اَلْمُرَادُ
بِقَوْلِهِمْ هٰذَا السَّلَامُ قَدْ عَرَفْنَاهُ وَنَحْوَهٗ مِمَّا تَقَدَّمَ
ذِكْرُهٗ هُوَ مَا عَلَّمَهُمْ فِی التَّشَهُّدِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ
رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

"صحیح بخاری میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ ہم نے کہا یا رسول اللہ! یہ سلام تو ہم پہچان گئے جو آپ پر پڑھا جاتا ہے،
تو اب صلوٰۃ آپ پر کیسے بھیجیں؟ صحابہ کا یہ کہنا کہ یہ سلام تو ہم پہچان گئے
اور اس سے ملتے جلتے الفاظ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے، اس سے
مراد وہ سلام تھا جو آپ نے ان کو تشہد میں سکھایا تھا یعنی اَلسَّلَامُ
عَلَیْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

یہ قول بیہقی کا ہے شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی نے فرمایا:۔
السلام کی یہی تفسیر ظاہر ہے الخ اور اسی بناء پر جب کوئی شخص رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز کے علاوہ صلوٰۃ وسلام پڑھنا چاہے اور یوں کہے اَللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَالسَّلَامُ عَلَیْهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ یا آپ کے ذکر پاک
کے وقت کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ یہ بہتر ہے

اور موافق ہے اور اس پر بڑا اجر و ثواب ملے گا اگرچہ عام طور پر زبانوں پر یہی مشہور و معروف چلا آرہا ہے کہ صلوٰۃ ہی کی طرح سلام بھی خدا تعالیٰ کے سپرد کیا جائے مثلاً آپ کے ذکر کے وقت کہا جاتا ہے "صلی اللہ علیہ وسلم" اور جیسے کہا جاتا ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّسَلِّمْ ابو الطیب الغزی کی عبارت ختم ہوئی۔

ابن حجر نے اپنی کتاب الدر المنضود کے مقدمہ میں فرمایا۔

ابن عرفہ نے عبد السلام سے نقل کیا کہ اتنا کہنا کافی ہے: صلی اللہ علیہ وسلم اور کچھ دوسرے حضرات نے اس پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے اور کہا ہے کہ تسلیماً کا لفظ زیادہ کرنا ضروری ہے گویا ان صاحب نے ظاہری لفظ سلّموا تسلیما سے یہ مسئلہ نکالا ہے حالانکہ یہ استنباط صحیح نہیں جیسا کہ معمولی غور و فکر سے یہ بات ظاہر ہو جائے گی الخ

پھر ابن حجر نے اسی کتاب کے تیسرے فصل میں فرمایا۔

نماز سے باہر صیغۂ طلب (اَللّٰھُمَّ صَلِّ) کو استعمال کرنا بجائے خبر کے افضل ہے کیونکہ تشہد کے بعد بھی یہی آیا ہے اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ محدثین نے کتب حدیث میں کیوں خبر کو استعمال کیا؟ (صلی اللہ علیہ وسلم) تو اس کا جواب یہ دیا گیا کہ ہم کو حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے اس طرح بات کریں جیسے وہ سمجھ سکیں۔ کتب حدیث جب پڑھی جاتی ہیں تو ان کے سننے کے لئے عام لوگ اکٹھے ہو جاتے ہیں اور اگر ان کے سامنے صیغۂ طلب استعمال کیا جائے تو اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں وہ یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ ہمارے پڑھے بغیر اللہ کی طرف سے حضور علیہ السلام پر صلوٰۃ وسلام نازل ہی نہیں ہوتا پس ایسا صیغہ لایا گیا جس سے ان کے ذہن میں یہ بات بیٹھ جائے کہ آپ کو رحمت خداوندی (ان کے طلب کرنے سے پہلے ہی) حاصل ہے تو ان الفاظ سے عوام کی غلط فہمی دور ہو جائے گی علاوہ ازیں اس میں بھی ضمناً طلب کا

معنٰی پایا جاتا ہے جس کے ہم مامور ہیں۔ (صلٰوۃ!) انتہٰی! اس سے تقریباً ایک صفحہ پہلے فرمایا، جاننا چاہئیے کہ ہمارے مذہب کی رو سے نماز میں حضور علیہ السلام پر درود و سلام بھیجنے کے سلسلہ میں وہی الفاظ متعین نہیں جو روایات میں وارد ہوئے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ الفاظ متعین ہیں۔ پہلی صورت میں یہ بھی کافی ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اور یہ بھی صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ صحیح مذہب یہی ہے کیونکہ جو دعا خبر کے الفاظ سے کی جائے اس میں زیادہ تاکید ہوتی ہے بخلاف اَلصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وسلم) (رسول اللہ پر درود ہو) کے، کہ یہ بالاتفاق ناجائز ہے کیونکہ اس میں صلوٰۃ کی نسبت اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف نہیں پس یہ ان الفاظ میں سے نہیں جو شرح میں وارد ہوئے ہیں اسی لئے امام نیشاپوری نے کہا ہے کہ صَلَّیْتُ عَلٰی مُحَمَّدٍ (میں نے محمد پر صلاۃ بھیجی) کافی نہیں کیونکہ بندے کا مرتبہ اس سے قاصر ہے بلکہ اسے اللہ سے سوال کرنا چاہئیے کہ وہ ذات پاک آپ پر صلوٰۃ نازل فرمائے پس اس وقت حقیقتاً صلاۃ بھیجنے والا اللہ تعالےٰ ہوگا اور بندے کو صلوٰۃ بھیجنے والا کہنا مجاز ہوگا اور صلوٰۃ کی نسبت بندے کی طرف محض اس لئے ہوگی کہ وہ اللہ تعالےٰ سے آپ پر صلوٰۃ بھیجنے کا سوال کر رہا ہے صلی اللہ علیہ و علٰے آلہ وصحبہ وسلم۔

ساتواں مسئلہ

آپ پر کم از کم کتنا زیادہ درود شریف پڑھے

متعدد حدیثوں میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان آیا ہے:-

اَکْثِرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ عَلَیَّ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ وَلَیْلَتِہَا۔

"مجھ پر کثرت سے درود بھیجو خصوصاً جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات۔"

ابو طالب مکی نے کہا: کم از کم کثرت کی حد تین سو مرتبہ ہے، حافظ سخاوی نے کہا، مجھے اس قول کی سند نہیں ملی، ہو سکتا ہے انہوں نے یہ قول کسی بزرگ سے لیا ہو یا تو تجربوں کی بنا پر یا ویسے ہی یا ان لوگوں کی رائے ہو جن کا خیال ہے کہ کثرت کی کم از کم حد تین سو سے حاصل ہوتی ہے جیسے کہ ایسا ہی ایک قول متواتر کی تعریف میں بیان کرتے ہیں کہ کم سے کم حدِ تواتر تین سو دس سے کچھ اوپر ہے اور اس سلسلہ میں سینکڑوں سے اوپر کی تعداد کو لغو اور زائد قرار دیتے ہیں، اور علم حقیقی اللہ ہی کے پاس ہے اور امام شعرانی کی کتاب کشف الغمہ سے میں نے اپنی کتاب افضل الصلوات میں یہ حوالہ نقل کیا ہے کہ:

"بعض علماء رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام پر صلوٰۃ و سلام کی کم از کم کثرت یہ ہے کہ سات سو مرتبہ درود شریف ہر روز آپ پر بھیجے اور ۷۰۰ مرتبہ ہر رات۔"

کچھ دوسرے حضرات نے فرمایا کہ کم از کم کثرت کی حد یہ ہے کہ ۳۵۰ مرتبہ ہر دن اور ۳۵۰ مرتبہ ہر رات آپ پر درود شریف بھیجے۔

آٹھواں مسئلہ

اللہ تعالیٰ جو اپنے بندے پر صلوٰۃ بھیجتا ہے اعداد و شمار کا اس میں کوئی دخل نہیں!

عارف شعرانی رضی اللہ عنہ نے العہود الکبریٰ میں فرمایا کہ میں نے سیدی علی الخواص رحمہ اللہ کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ جو اپنے بندے پر صلاۃ بھیجتا ہے اس میں اعداد و شمار کا دخل نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ کی نہ کوئی ابتدا ہے نہ

انتہا، اس میں جو تعداد آجاتی ہے وہ تو درود بھیجنے والے بندے کی وجہ سے آتی ہے کیونکہ بندہ محدود اور زمانے کے ساتھ مقید ہے اور اللہ تعالیٰ نے باوجود لامحدود ہونے کے، بندے کی خاطر اور اس کی طرز پر نزول فرمایا اور یہ خبر دی کہ وہ بندے پر ایک درود کے عوض دس مرتبہ درود بھیجتا ہے، اس کو سمجھئے۔ اور ہماری بات کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اپنے نبی پر درود بھیجے مثلاً یہ نہیں کہتا کہ الٰہی میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں کیونکہ بندہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے رتبے سے واقف ہی نہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے مقام کو کیسے معلوم کر سکتا ہے، پس معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کی تعداد ہمارے سوال پر مبنی ہے جو ہم اللہ تعالیٰ سے کرتے ہیں پس ہمارے لئے ایک مرتبہ سوال کرنا بھی کافی ہے۔

نواں مسئلہ

حضور علیہ السلام پر آپ کی آل کا نام لئے بغیر درود شریف پڑھنا

شیخ عبدالحق دہلوی نے اپنی کتاب جذب القلوب میں فرمایا کہ:۔

درود شریف کے ذکر میں آپ کی آل کا ذکر عام طور پر شاید بغرض اختصار چھوڑ دیا جاتا ہے ورنہ لکھتے وقت اس کا اضافہ کرنا بہتر اور مستحب ہے جیسے کہ بعض نسخوں میں نظر آتا ہے اگرچہ ضمیر مجرور پر حرف جار کے اعادے کے بغیر عطف کرنا اکثر نحویوں کے نزدیک جائز نہیں الخ اور ذخیرۃ الخیر کے مصنف نے کہا کہ صرف حضور علیہ السلام پر درود پڑھنے کی فضیلت وہ نہیں جو آپ پر اور آپ کی آل دونوں پر پڑھنے میں ہے کیونکہ آپ کی آل پر درود پڑھنا مستقل سنت ہے اور فرمانِ نبوی صحیح حدیثوں میں اس کی ترغیب میں وارد ہوا ہے اور آئمہ نے اس پر تصریح فرمائی ہے اور نبی صلے

اللہ علیہ وسلم سے جس قدر احادیث درود شریف کے متعلق ثابت ہیں ان سب میں بھی (ابا حضائے) چند آپ نے آل کے لئے درود شریف کی تعلیم دی ہے اور ابن الجزری نے اپنی کتاب مفتاح الحصن میں کہا ہے کہ صرف نبی علیہ السلام پر درود شریف پڑھنے پر اکتفا کرنا میری معلومات کے مطابق کسی مرفوع حدیث میں نہیں آیا ماسوائے سنن نسائی کے کہ اس میں دعائے قنوت کے آخر میں جو درود شریف آیا ہے وہاں آل کا نام نہیں آتا باقی جہاں کہیں بھی حضور علیہ السلام پر درود شریف آیا ہے ساتھ ہی بواسطہ عطف آل کا ذکر بھی موجود ہے الخ۔ اور بلا شبہ جو شخص عبادت میں سنت کو بجالاتا ہے وہ ترک کرنے والے سے نہیں ہو سکتا اور صحیحین میں حضرت عقبہ بن عامر کی حدیث میں ہے:۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ الحدیث

اور امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے

یَا اٰلَ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ حُبُّکُمْ فَرْضٌ مِّنَ اللّٰهِ فِی الْقُرْاٰنِ اَنْزَلَهٗ

یَکْفِیْکُمْ مِنْ عَظِیْمِ الْقَدْرِ اَنَّکُمْ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیْکُمْ لَا صَلٰوۃَ لَهٗ

ترجمہ: اے رسول اللہ کے گھر والو! تمہاری محبت اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرض قرار دی ہے تمہاری عظمت شان کو یہی بات کافی ہے کہ جو تم پر درود نہ پڑھے اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔

اس سے ظاہر ہوا کہ جو شخص آپ کی آل پر درود شریف نہیں پڑھتا وہ ایک بہت بڑی فضیلت اور عظیم الشان سنت کو ترک کر رہا ہے۔ ذخیرۃ الخیر کی عبارت ختم ہوئی۔

بہر حال درود شریف پڑھنا آپ کے اصحاب پر حدیثوں میں نہیں آیا تاہم

آل[1] پر قیاس کرتے ہوئے بالاتفاق آپ کے اصحاب پر بھی صلوٰۃ پڑھنا مستحسن سمجھا گیا ہے جیسا کہ دلائل الخیرات کے شارحین اور دوسرے علما نے یہ بات ذکر کی ہے اور آٹھویں باب کے شروع میں صاوی علی الجلالین کے حوالہ سے یہ بات آرہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کا بہتر طریقہ وہ ہے جس میں آپ کے آل اور اصحاب دونوں کا ذکر ہو اور علامہ سید محمود آلوسی آفندی مفتی بغداد (صاحب تفسیر روح المعانی) نے شاعر عراق عبدالباقی آفندی فاروقی کے قصیدہ کی شرح الطراز المذهب فی شرح قصیدة مدح الباز الاشهب کے آخر میں فرمایا:۔

"بعض نے کہا ہے کہ آل کے لئے بھی صلاۃ کی دعا کرنی چاہئے کیونکہ ان پر درود بھیجنے کا استحباب نص سے ثابت ہے اور اصحاب کے لئے بھی کیونکہ یہ ان کے ساتھ ملے ہوئے ہیں، کہا گیا ہے کہ اصحاب پر درود شریف پڑھنا اولیٰ ہے کیونکہ قیاس کی رو سے بھی صحابہ اس آل سے بہتر ہیں جس کو آپ کی صحبت میسر نہ ہوئی ہو اور حضور علیہ السلام کی نگاہِ کرم پڑ جانا آپ کے جسمِ انور کا جزو ہونے سے بہتر ہے کیونکہ جسمِ انور کا جزو بننے سے ذات کو شرف ملتا ہے اور ہماری گفتگو وصفِ ذاتی میں نہیں بلکہ اس وصف میں ہے جس سے علوم ومعارف کا تعلق ہے" الخ

آلوسی نے فرمایا: آپ جانتے ہیں یہ بات مطلقاً تسلیم نہیں کی جاسکتی اور میں نے الشہاب الرملی کے فتاوے میں یہ عبارت دیکھی ہے۔

---

[1] اگر لفظ آل پر ہی غور کیا جائے تو یہ سوال سرے سے پیدا ہی نہیں ہوتا۔ قرآن کی رو سے آل وہ تمام لوگ ہوتے ہیں جو اس کے پیرو کار ہوں اور اس کے اصولوں کا ربند ہوں لہذا قیامت تک کی ساری امت آپ کی آل ہے۔ تدبر مترجم

ایک سوال اور اس کا جواب

کیا آل کا نام لئے بغیر صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا مکروہ ہے جیسا کہ شیخ خالد نے شرح التوضیح میں ذکر کیا ہے یا نہیں؟ تو آپ نے جواب دیا: یہ مکروہ نہیں اور اکثر لوگوں نے اس کی تصریح کی ہے اور مجھے تو شرح التوضیح میں یہ عبارت نظر نہیں آئی الخ۔

میں کہتا ہوں میں نے شیخ خالد کی کتاب شرح التصریح کی طرف رجوع کیا تو اس میں تو مجھے یہ بحث نہیں ملی بلکہ اس میں تو سلام کو چھوڑ کر تنہا درود پڑھنے کو مکروہ لکھا پایا شاید سائل کو وہم ہو گیا تھا جس کی بنا پر اس نے سوال میں یہ بات لکھ دی اور بلاشبہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر آپ کی آل کا ذکر کئے بغیر درود پڑھنا بہت بڑی فضیلت کو ترک کرنا ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔

دسواں مسئلہ

آپ پر درود شریف غفلت سے نہیں حضورِ قلب سے پڑھا جائے

دلائل الخیرات کی شرح میں فرمایا کہ قاضی عیاض نے الاکمال میں ایک محقق کا جس کو انہوں نے دیکھا تھا یہ قول نقل فرمایا کہ نبیِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ:۔

"جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا اللہ اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا۔"

اس آدمی کے حق میں ہے جو آپ پر محض ثواب کی نیت سے اخلاص کے ساتھ اور اس ذریعہ سے آپ کا حق ادا کرتا ہوا آپ کی عظمت کی بنا پر محبت سے درود

بھیجے، اس کے لئے نہیں جو اس سے کوئی اپنی غرض حاصل کرنا چاہتا ہے یا اپنی دعا قبول کروانے کی امید پر پڑھے، قاضی عیاض فرماتے ہیں مجھے اس پر اعتراض ہے الخ۔

سیدی عبد العزیز الدباغ نے کتاب الابریز کے باب سوم میں ایک سلسلۂ کلام کے بعد فرمایا:۔

اسی لئے تم دیکھو گے کہ دو شخص آپ پر درود شریف پڑھتے ہیں، اس کو تو تھوڑا سا اجر ملتا ہے اور اس کو اتنا اجر ملتا ہے جس کا بیان نہیں کیا جا سکتا اور نہ شمار کیا جا سکتا ہے

عجیب نکتہ اس کا سبب یہ ہے کہ پہلے شخص کی زبان سے حضور علیہ السلام پر درود کا لفظ غفلت کے ساتھ نکل رہا ہے اس کا دل مشاغل اور موانع سے بھرا پڑا ہے گویا اس کی زبان سے درود شریف الفت کی عادت کی بنا پر نکل رہا ہے اسی لئے اسے کم اجر ملا اور دوسرے کی زبان سے درود شریف محبت و تعظیم کے ساتھ نکلا ہے محبت اس لئے کہ وہ اپنے دل میں نبی علیہ السلام کی جلالت و عظمت کا تصور کرتا ہے اور یہ تصور بھی کرتا ہے کہ آپ ہر موجود کا سبب ہیں اور ہر نور آپ ہی کے نور سے ہے اور یہ کہ آپ ہی رحمت اور کائنات کے لئے ہدایت ہیں اور یہ کہ پہلے پچھلوں سب کی رحمت اور مخلوق کی ہدایت آپ ہی کی طرف سے اور آپ ہی کے صدقہ سے ہے پس وہ آپ کی اس عزت و عظمت کے پیش نظر آپ پر درود شریف پڑھتا ہے نہ کہ کسی اور علت سے جس کا تعلق آدمی کے اپنے ذاتی مفاد سے ہو۔ اور تعظیم اس لئے کہ انسان دیکھے اس عظمتِ شان کی طرف اور یہ بھی سوچے کہ یہ آپ کو کیوں کر حاصل ہوئی اور کہ ایسی خصلتوں والے کی مدح و ثنا کیسے ہونی چاہئے۔

اور یہ کہ تمام مخلوق بھی ان میں سے ایک خصلت کے بیان کرنے سے قاصر ہے کیونکہ اوصافِ حمیدہ کے حقائق آپ کی ذاتِ پاک میں اس عروج و ترقی پر ہیں کہ ان کی کیفیات کا ادراک بھی فکرِ انسانی سے ممکن نہیں چہ جائیکہ بالفعل ان کا بیان کر سکے پس جب زبانِ آدمی سے نبی علیہ السلام پر درود شریف نکلتا ہے تو اس کا اجر حضور علیہ السلام کے قدر و مرتبہ اور اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم کے مطابق ہی مرتب ہوتا ہے کیونکہ اس درود شریف کا محرک اور اس پر آمادہ کرنے والی چیز محض آپ کی ہی قدر و منزلت ہے لہٰذا درود شریف پر جو اجر و ثواب ملتا ہے اس کا دارومدار بھی جذبۂ محرکہ کے مطابق ہوگا پہلے شخص کے درود پڑھنے میں جذبۂ محرکہ اس کا ذاتی مفاد ہے لہٰذا اس کو ثواب بھی اسی کے مطابق ملے گا اور تمہارا رب کسی پر ظلم نہیں فرماتا، یہی حال اس عمل کا جو بندہ اپنے رب کے لئے بجا لاتا ہے جب اس نیک عمل میں جذبۂ محرکہ رب تعالےٰ کی عظمت، جلال اور رفعتِ کبریائی ہو تو اس کا اجر بھی رب تعالیٰ کی عظمت کے مطابق ہوگا اور جب اس میں جذبۂ محرکہ اور عمل پر آمادہ کرنے والی صرف بندے کی اپنی غرض ہو اور اس کی اپنی ذات کی طرف لوٹنے والا مفاد ہو تو اجر و ثواب بھی اسی کے مطابق ہوگا۔ والسلام الخ۔

عارف باللہ سید محمود الکردی الشیخانی نے اپنی کتاب "اول الخیرات" میں فرمایا:

فائدہ جان لیجئے کہ جو شخص آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حالِ استغراق، نیند، اونگھ، غفلت یا غلبۂ حال میں اس طور پر درود شریف پڑھے کہ اسے پتہ ہی نہیں چلتا کہ کیا کہہ رہا ہے تو ان حالات میں بھی اس کو ثواب ملتا ہے یہ محض آپ کی تعظیم احترام اور رفعتِ شان کے پیشِ نظر ہے اس کو سمجھئے، انشاء اللہ آپ ثواب پائیں گے۔ الخ۔

اور سید عبدالوہاب شعرانی نے طبقات میں سیدی ابوالمواہب الشاذلی کے حالات

ہیں ان کا یہ قول نقل فرمایا ہے :-

"میں نے سید العلمین صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالےٰ دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اس شخص پر جو ایک مرتبہ آپ پر درود بھیجے، کیا یہ بشارت اس کے لئے ہے جو حضورِ قلب سے درود شریف پڑھے؟ فرمایا نہیں! یہ تو ہر اس شخص کے لئے ہے جو غفلت سے مجھ پر درود بھیجے اور اللہ اس کو پہاڑوں جتنے فرشتے عطا فرماتا ہے جو اس کے لئے دعا و استغفار کرتے ہیں لیکن اگر حضورِ قلب سے پڑھے تو اس کا ثواب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔"

گیارہواں مسئلہ

حضور پر درود شریف مطلقاً مقبول ہوتا ہے یا نہیں؟

صاحب الابریز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اور میں نے خود آپ کو فرماتے سنا کہ علماء کا یہ فرمانا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھے جانے والا درود قطعاً مقبول ہوتا خواہ کسی کی طرف سے ہو، آپ نے فرمایا، بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا افضل ترین عمل ہے مگر قطعی قبولیت صرف پاک نفس اور پاک دل سے پڑھے جانے والے درود کی ہوتی ہے کیونکہ جب درود شریف کسی پاک انسان کی زبان سے نکلتا ہے تو تمام خامیوں سے پاک ہوتا ہے مثلاً غرور، ریاء اور دوسری بہت سی خامیاں لیکن نیک نفس اور پاکیزہ دل میں ایسی کوئی خامی نہیں ہوتی، یہی مطلب ہے اس فرمانِ نبوی کا جو دوسری حدیث میں آیا ہے

"جس نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہا، وہ جنت میں داخل ہوا۔"

مطلب یہی ہے کہ جب اس کی ذات اور دل پاک ہو گیا کیونکہ اسی صورت میں کہنے والا یہ کلمہ خلوصِ دل سے کہے گا الخ۔

فرمایا، اس کے باوجود جب تم اس کی بادشاہی کی شان اور قہر کا غلبہ دیکھو اور یہ کہ قلب اس کی دو انگلیوں کے درمیان ہے جیسے چاہے اسے پھیر دے اور خوبصورت کر دکھائے، اس کی نگاہیں اس کے بُرے اعمال اسی طرح جس طرح اس کا قلب چاہتا ہے یہاں تک کہ اس کو یقین ہو جائے کہ یہ حالت پہلی حالت سے بہتر ہے والعیاذ باللہ! تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالےٰ کی خفیہ تدبیر سے وہی شخص نڈر ہو گا جسے دنیا و آخرت کا خسارہ منظور ہو، واللہ اعلم!

فرمایا، یہ سب کچھ جو شیخ رضی اللہ عنہ نے قبولیت درود کے بارے میں فرمایا ہے شک و شبہ سے بالاتر ہے۔

اسی مسئلہ کے بارے میں ولی صالح، عالم رابح سیدی محمد بن یوسف السنوسی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا، سائل نے لکھا کہ میں نے بعض فقہاء کو یہ کہتے سنا ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر جس حال میں بھی درود پڑھا جائے مقبول ہے تو شیخ مذکور نے اسے جواب دیا کہ یہ بات ابو اسحاق شاطبی شارح شاطبیہ نے کہی تھی، اس پر شیخ سنوسی نے یہ اشکال پیش کیا تھا کہ اگر حضور پر درود شریف پڑھنے کو قطعی مقبول قرار دے دیا جائے تو پھر درود پڑھنے والے کے حسن خاتمہ کا قطعی حکم لگایا جائے گا، حالانکہ اس کا بالاتفاق کسی کو علم نہیں، پھر آپ نے اس اشکال کے خود ہی دو جواب دیئے جو دونوں محض عقلی احتمال ہیں جن پر کوئی شرعی دلیل نہیں لہذا قابل قبول نہیں۔ پہلا جواب یہ دیا کہ قطعی قبول ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالےٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے والے کے حسنِ خاتمہ کا فیصلہ فرما دیا تو آپ پر درود پڑھنا ایسی نیکی ہوئی جو اللہ تعالےٰ کے فضل سے بلاشک و شبہ مقبول ہے بخلاف دوسری نیکیوں کے کہ ان کی قبولیت قطعی نہیں، چاہے

بجا لانے والا حالتِ ایمان میں مرا ہو، اس جواب پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ

کیا درود شریف قطعی قبول ہوتا ہے؟

درود شریف اور دیگر نیکیوں میں یہ تفریق توقیفی ہے جس کا علم شرع ہی سے معلوم ہو سکتا ہے پس تمام تر کوشش اس بات کی ہونی چاہیئے کہ اس تفریق پر شارع کی طرف سے جو نص وارد ہوئی ہے اس کی معین طور پر نشاندہی کی جائے اگر ایسی کوئی نص ہے تو ٹھیک ہے ورنہ امورِ شرع میں عقلیات کا کوئی دخل نہیں۔

دوسرا جواب یہ دیا کہ قطعی قبول ہونے کا مطلب ہے کہ جب درود شریف کسی محبّ رسول کی زبان سے نکلتا ہے تو اس کی قبولیت قطعی ہے لہذا یہ شخص آخرت میں اس درود سے فائدہ حاصل کرے گا چاہے عذاب میں تخفیف کی صورت میں ہو جب کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے دائمی جہنمی ہونے کا فیصلہ کر رکھا ہے پھر اس کو ابولہب کے انگوٹھے (انگلی) کے سوراخ سے سیراب ہونے اور پیر کے دن اس سے تخفیفِ عذاب پر قیاس کیا کیونکہ ابولہب نے اس لونڈی کو آزاد کیا تھا جس نے اسے ولادتِ نبوی کی بشارت دی تھی اور ابوطالب نے حضور کی محبت سے یہ فائدہ اٹھایا کہ آخرت میں اس کو سب سے ہلکا عذاب ہوگا اور ظاہر ہے کہ اگر حضور علیہ السلام کا وسیلہ نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوتا۔ کہا کہ جب حضور سے طبعی محبت جو اللہ کے لئے نہ تھی سے یہ فائدہ حاصل ہوا تو پھر اس آقا صلے اللہ علیہ وسلم سے مومن کی محبت اور درود شریف پڑھنے کی کیسی کچھ شان ہوگی یعنی یہ قیاس اخروی ہے (دنیوی نہیں) اس پر یہ اعتراض ہے کہ کتاب و سنت کی بہت سی دلیلیں موجود ہیں اس بات پر کہ کافروں کے اعمال ضائع کر دیئے جاتے ہیں اور آخرت میں ان پر اجر نہیں ملے گا اور قبولیت کے لئے ایمان شرط ہے اور ابوطالب و ابولہب اس عمومی حکم سے بواسطہ نص نکل چکے

ہیں پس یہ قیاس سے متعلق نہیں اس لئے دوسروں کو ان پر قیاس نہیں کیا جا سکتا کیونکہ علمِ اصول میں یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ مقیس علیہ خلافِ عقل نہ ہو اور حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے الدرر المنتثرة فی الاحادیث المشتہرة میں اس حدیث پر کلام کرتے ہوئے کہ "مجھ پر میری امت کے اعمال پیش کیے گئے تو کچھ مقبول تھے اور کچھ مردود سوائے درود کے" (کہ وہ صرف مقبول ہی تھا) فرمایا! مجھے اس کی سند کا پتہ نہیں چلا اور کتاب "تمییز الطیب من الخبیث" کے مصنف نے کہا کہ یہ حدیث جو زبان زدِ عام ہے کہ "تمام اعمال میں کچھ مقبول ہوتے ہیں اور کچھ مردود سوائے مجھ پر پڑھے گئے درود کے کہ وہ مقبول ہی ہوتا ہے، مردود نہیں ہوتا" ابن حجر کے قول کے مطابق ضعیف ہے اور سید سمہودی نے اپنی کتاب میں اس روایت پر یوں تبصرہ کیا ہے:۔

"یہ حدیث کہ تمام اعمال میں کچھ مقبول ہوتے ہیں اور کچھ مردود سوائے درود کے کہ وہ صرف مقبول ہی ہوتا ہے، مردود نہیں ہوتا"

ابن حجر نے کہا ضعیف ہے اور صاحب التمییز نے بھی کہا ہے کہ یہ کہنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجا ہوا درود ختم نہیں ہوتا یہ ابو سلیمان دارانی کا کلام ہے اور یہ کلام اس کی کتاب الاحیاء میں غیر مرفوعاً موجود ہے ہمارے شیخ نے فرمایا، مجھے اس کا پتہ نہیں چلا اور یہ در اصل ابو الدرداء کے اس قول سے لیا گیا ہے کہ "جب تم اللہ تعالیٰ سے اپنی کسی حاجت کا سوال کرو تو اس کی ابتدا نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود سے کرو، پس بے شک اللہ کے کرم سے یہ بعید ہے کہ اس سے دو حاجتیں مانگی جائیں تو ایک کو پوری کر دے اور دوسری کو رد فرما دے الخ" اس کا شیخ جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ ابو الخیر شمس الدین محمد بن عبد الرحمٰن بن محمد سخاوی رحمہ اللہ المقاصد الحسنہ کے مصنف ہیں اور یہ بات

انھوں نے بہت سی ایسی حدیثوں پر بحث کے دوران کہی ہے جو لوگوں کی زبان پر عموماً سنی جاتی ہیں، جب تم نے یہ بات سمجھ لی تو تمہیں معلوم ہو گا کہ درود شریف کی قطعی قبولیت پر کوئی دلیل نہیں، ہاں اس کے قبول ہونے کی سب سے بڑھ کر امید ہو سکتی ہے اس اور اس جیسی باقی نیکیوں میں قبولیت کا ظن غالب ہوتا ہے واللہ تعالےٰ اعلم، الابریز کی عبارت ختم ہوئی۔

اور شیخ علامہ شہاب الدین القلیوبی شافعی نے صلوٰۃ القلیوبی کے مقدمہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود کی فضیلت میں چند احادیث اور ان کے فوائد ذکر کرنے کے بعد فرمایا:۔

"یہ (درود شریف) تمام عبادات میں آسان ترین عبادت ہے اور اللہ الملک الجلیل کے زیادہ قریب ہے اور ہر ایک کی طرف سے مقبول ہر حال میں مقبول، چاہے پڑھنے والا مخلص ہو یا ریاکار، یہی قول زیادہ صحیح ہے" الخ

اور علامہ سید احمد دحلان نے اپنی کتاب تقریب الاصول فی تسهیل الوصول لمعرفة الرب والرسول جل جلالہ صلے اللہ علیہ وسلم میں علامہ سید عبدالرحمٰن بن مصطفےٰ العیدروس سے نقل فرمایا کہ انھوں نے اپنی کتاب مرآۃ الشموس فی مناقب آل العیدروس میں ذکر فرمایا کہ آخری زمانہ میں عبادات ختم ہو جائیں گی اور اللہ تعالےٰ کی رضامندی حاصل کرنے کا ذریعہ حضور علیہ السلام پر درود بھیجنے کے علاوہ کچھ نہیں ہو گا، خواہ نیند میں ہو، خواہ بیداری میں اور یہ کہ تمام اعمال مقبول یا مردود ہو سکتے ہیں سوائے درود شریف کے کہ وہ عظمتِ رسول کی وجہ سے قطعاً مقبول ہے اور اس پر علماء کا اتفاق بیان کیا الخ۔ اور سید احمد دحلان نے اس عبارت سے پہلے لکھا ہے، جب آدمی کو کوئی شیخ مرشد نہ ملے تو حضور علیہ السلام کے وہ اذکار

جو آپ سے ثابت ہیں دوسرے اوراد سے افضل ہیں اور اس کو القطب الحداد کی کتاب الورد اللطیف کافی ہے کیونکہ اس میں جو اذکار و اوراد ہیں وہ حدیثِ نبوی سے ثابت ہونے والے چوٹی کے اذکار ہیں اسی طرح اسے تلاوتِ قرآن مجید اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا کافی ہے الخ۔

اور الدر المنضود میں ہے۔ امام رازی نے آیت :-

اِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا

"جب تمہیں کسی طرح سلام کیا جائے تو تم اس سے بہتر جواب دو یا کم از کم اسی کو لوٹا دو۔"

اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب کو یہ حکم دیا ہے کہ جب ان کو کوئی سلام کہے تو وہ اس کے مقابلہ میں بہتر جواب دیں یا اسی کو لوٹا دیں، پھر حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے ہم کو حکم دیا کہ ہم محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجیں، فرمانِ باری تعالیٰ ہے :-

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ

"اے ایمان والو! ان پر صلاۃ بھیجو!"

اور اللہ کی طرف سے صلاۃ کا معنی ہے رحمت پس اس کا حق تعالیٰ سے آپ کے لئے طلب کرنا آپ پر تحیّت ہے، اب یہ امرِ خداوندی اس بات کو واجب کرتا ہے کہ آپ بھی جواب میں ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے رحمت طلب فرمائیں اور یہی مطلب ہے شفاعت کا، پھر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا مردود نہیں ہو سکتی لہٰذا ضروری ہوا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی شفاعت سب کے لئے قبول فرمائے اور یہی مقصود ہے الخ ملخصاً۔

اور علامہ شیخ محمد علاؤ الدین الحصکفی نے الدر المختار علے تنویر الابصار کی شرح میں فرمایا الناجی نے کنز العفاۃ میں لکھا ہے کہ کبھی کبھی کلمہ توحید جیسی عظیم شی بھی رد ہو جاتی ہے حالانکہ وہ سب سے بڑا اور سب سے افضل ہے اس حدیث کی رو سے

جیسے اصبہانی وغیرہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اور وہ قبول ہو گیا تو اللہ تعالےٰ نے اس کے اسی سال کے گناہ معاف کر دے گا۔"

پس آپ نے امید کو قبولیت کے ساتھ مشروط فرما دیا ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی نے اس کے حاشیہ میں فرمایا: رد ہونے کا مطلب ہے قبول نہیں ہونا، قبول ہونے کا مطلب ہے غرض مطلوب کا شئی متعلق پر مرتب ہو جانا، جیسے عبادت پر ثواب کا مرتب ہونا اور کسی عبادت کو اس کی شرائط و ارکان کے ساتھ پورا کرنے سے لازم نہیں کہ وہ قبول بھی ہو جائے جیسا کہ مصنف نے واجب کی بحث میں تصریح بھی فرما دی ہے اس لئے کہ قبول ہونے کی شرط بہت مشکل ہے، اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ

اللہ صرف پرہیزگاروں سے قبول فرماتا ہے۔"

یعنی قبولیت موقوف ہے سچے پکے ارادے پر، پھر مولیٰ تعالیٰ جس کو چاہے محض اپنے فضل سے ثواب عطا فرمائے نہ اس لئے کہ ایسا کرنا اللہ تعالیٰ پر واجب ہے کیونکہ بندہ جو نیک کام کرتا ہے اپنے فائدے کے لئے کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمام جہان والوں سے بے پرواہ ہے، ہاں! جہاں کہیں اللہ تعالےٰ نے کسی عبادت پر ثواب کا وعدہ فرما دیا یا کسی دکھ اٹھانے پر یہاں تک کہ کانٹا چبھنے پر جو کسی مومن کو راہِ خدا میں چبھتا ہے محض اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے ضرور ثواب پاتا ہے کیونکہ اللہ کا وعدہ سچا ہے، فرمانِ باری تعالےٰ ہے:۔

اِنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ

"بے شک میں تم میں سے کسی عمل کرنیوالے کا عمل ضائع نہیں کرونگا"۔
اس بنا پر بعض اعمال اگر قبول نہیں ہوتے تو اسکی وجہ یہ ہے کہ وہاں قبولیت کی تمام شروط نہیں پائی جاتیں مثلاً نماز میں عدم خشوع یا روزے میں اعضاء کو گناہوں سے نہ بچانا یا زکوٰۃ اور حج میں مال کا حلال نہ ہونا یا اخلاص نہ ہونا اور اسی طرح دیگر عوارض ہیں اس بنا پر درود شریف کبھی رد ہو جاتا ہے اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ پڑھنے والے میں کوئی ایسا عارض اور مانع موجود ہے لہٰذا کوئی اجر نہیں ملتا جیسا کہ گزرا، یا اس نے غافل دل کے ساتھ پڑھا تھا یا دکھلاوے کو پڑھا جیسے کلمۂ توحید جو اس سے بھی افضل ہے اگر کوئی شخص نفاق یا ریاء کے ساتھ ادا کرے قبول نہیں ہوگا اور اگر ان عوارضات سے خالی ہو تو ظاہر ہے وہ قطعاً مقبول ہوگا کیونکہ سچا وعدہ اسی طرح پورا ہو سکتا ہے جیسے دوسری عبادات اور یہ سب اللہ کے فضل سے ہے لیکن بہت سے علماء کے کلام میں یہ تصریح ملتی ہے کہ درود شریف مطلقاً مقبول ہے "شرح المجمع" میں مصنف فرماتے ہیں:۔

"دعا سے پہلے درود شریف پڑھنا قبولیت سے زیادہ قریب ہے اس دعا کے حق میں جو اس کے بعد ہے کیونکہ ایسا نہیں ہوتا کہ کریم بعض حصے کو تو قبول کرلے اور بعض کو رد الخ"۔

ایسا ہی ابن ملک وغیرہ کی شرح میں لکھا ہے، علامہ فاسی دلائل الخیرات کی شرح (مطالع المسرات) میں فرماتے ہیں:۔

"شیخ ابو اسحاق نے شرح الفیہ میں فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود قطعاً مقبول ہوتا ہے پس جب اس کے ساتھ کوئی سوال مل کر جوڑا بن جائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ بھی مقبول ہو جاتا ہے اور یہی مطلب بعض سلف صالحین سے مذکور ہے ان کی اس بات پر شیخ سنوسی وغیرہ نے یہ اشکال پیش

کیا ہے کہ اس کی کوئی سند نہیں پائی گئی، وہ کہتے ہیں اگرچہ قبولیت قطعی تو نہیں تاہم ظنِ غالب اور امید قوی ہیں تو شک ہی نہیں الخ۔

دلائل الخیرات کی پہلی فصل میں فرمایا، ابو سلمان دارانی نے کہا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت طلب کرنا چاہے تو اسے پہلے نبی علیہ السلام پر درود بھیجنا چاہیئے پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرے اور آخر میں بھی نبی علیہ السلام پر درود شریف پڑھے پس بے شک اللہ تعالیٰ نے دونوں درود شریف قبول فرمائے گا اور اس کے کرم سے بعید ہے کہ جو چیز درمیان میں ہے اسے رد فرمائے اس کی شرح میں فاسی کہتے ہیں: بعض کے نزدیک ابو سلمان کا مکمل کلام یہ ہے:۔

"کہ ہر نیکی میں قبول ورد کا احتمال ہوتا ہے، ہاں! حضور علیہ السلام پر درود شریف پڑھنا ایک ایسی نیکی ہے جس میں قبولیت ہی قبولیت ہے رد نہیں"

الباجی نے ابن عباس سے روایت کی:۔

"جب اللہ تعالیٰ سے دعا کرو تو اس میں نبی علیہ السلام پر درود شریف بھی پڑھو، کیونکہ آپ پر درود پڑھنا مقبول ہے اور اللہ سبحانہٗ کے کرم سے یہ بات بعید ہے کہ بعض کو قبول فرمالے اور بعض کو رد فرمادے۔"

پھر باجی نے یہی بات شیخ ابو طالب مکی اور حجۃ الاسلام امام غزالی سے بھی نقل کی ہے، العراقی نے کہا: میرے خیال میں یہ حدیث مرفوع نہیں بلکہ ابو الدرداء پر موقوف ہے، جو شخص مزید معلوم کرنا چاہے اسے شرح دلائل کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ اس سے جو چیز ظاہر ہوتی ہے وہ تو یہی ہے کہ قطعی قبولیت سے مراد یہ ہے کہ درود کبھی رد نہیں ہوتا حالانکہ کلمۂ شہادت کبھی رد بھی ہوجاتا ہے اسی لئے سنوسی وغیرہ نے یہ اشکال پیش کیا ہے اور وہ مفہوم جس پر کلامِ سلف کو محمول کرنا چاہیئے

یوں ادا ہو سکتا ہے کہ:۔

"جب درود شریف دعا ہے اور دعا کبھی مقبول ہوتی ہے کبھی مردود اور اللہ تعالیٰ نے کبھی تو مانگنے والے کو بعینہ وہ چیز عطا فرماتا ہے جس کی اس نے دعا کی ہے اور کبھی اپنی حکمت کی بنا پر دوسری چیز عطا فرما کر اس کی دعا قبول فرماتا ہے تو درود شریف اس عموم سے نکل گیا (کیونکہ اس میں صرف قبول ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَٰئِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ

يُصَلُّونَ فعل مضارع ہے جس میں استمرار تجددی پایا جاتا ہے، ابتدا میں جملہ اسمیہ ہے جو مفید تاکید ہے پھر اس کی ابتدا إِنَّ سے کرنا زیادہ تاکید پیدا کر رہا ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ سبحانہ ہمیشہ اپنے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا رہتا ہے، پھر اللہ سبحانہ نے اپنے مومن بندوں کو بھی اس کا حکم دے کر ان پر بہت بڑا احسان فرمایا تاکہ اس سے ان کو زیادہ فضل و شرف حاصل ہو ورنہ حضور علیہ السلام اپنے رب سبحانہ کے درود کی وجہ سے باقی سب سے مستغنی ہیں (آپ کو کسی کے درود کی کوئی ضرورت نہیں) لہذا مومن کی درود سے متعلق اپنے رب سے دعا کرنا قطعی مقبول ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود خبر دے رہا ہے کہ وہ بھی آپ پر صلاۃ بھیجتا ہے۔ بخلاف دوسری دعاؤں و عبادات کے (کہ ان میں ایسی کوئی خبر نہیں) اس آیت میں ایسی کوئی بات نہیں پائی جاتی جس سے معلوم ہو کہ مومن کو درود پر ثواب ہوگا یا نہیں بلکہ آیت کا معنی صرف یہ ہے کہ یہ طلب اور دعا مردود نہیں مقبول ہے، رہ گئی ثواب کی بات، سو وہ عدم عوارض کے ساتھ مشروط ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں پس معلوم ہوا کہ مسلف کے کلام میں کوئی اشکال نہیں اور اس قبولیت پر قوی دلیل موجود ہے اور وہ ہے حق تعالیٰ کا خبر دینا جس میں کوئی شک نہیں پس اس تحریر عظیم کو غنیمت سمجھئے جو الفتاح العلیم کے فیض کا نتیجہ ہے:"

علامہ ابن عابدین کی عبارت ختم ہوئی۔

ہمارے شیخ حسن العدوی نے دلائل الخیرات کی شرح میں امام سنوسی اور سیدی احمد زروق کا قول نقل کرنے کے بعد فرمایا:۔

"حضور علیہ السلام پر درود پڑھنا دلوں کو منور کرتا ہے اور شیخ کے بغیر اللہ تعالیٰ علام الغیوب تک پہنچ جاتا ہے، اب سوال یہ ہے کہ کیا دلوں کو منور کرنا اس وقت ہے جب اخلاص اور محبت سے پڑھا جائے اور اس نیت سے کہ چونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت بڑا وسیلہ ہیں لہذا آپ کے حق عظیم کو ادا کرنا فرض ہے یا بہ نیت ریا پڑھنا بھی مفید ہو سکتا ہے؟"

امام شاطبی اور سنوسی نے قطعی فیصلہ دیا ہے کہ درود پڑھنے والے کو ثواب حاصل ہوتا ہے چاہے ریا کی نیت کرے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ درود شریف روزے کی طرح ہے کہ ان دونوں میں ریا کا کوئی دخل نہیں، اور یہ دونوں باقی اعمال سے مستثنیٰ ہیں، حدیث قدسی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ابن آدم کا ہر عمل اس کے اپنے لئے ہوتا ہے سوائے روزے کے کہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔"

لیکن علامہ امیر نے اپنے حاشیہ بر عبد السلام میں بعض محققین سے نقل کر کے یہ تحقیق فرمائی ہے کہ درود شریف میں دو پہلو ہیں ایک پہلو تو ہے حضور علیہ السلام تک اس کے پہنچنے کا، سو اس پہلو سے تو کوئی شک ہی نہیں کہ آپ کو درود شریف پہنچتا ہے، دوسرا پہلو ہے پڑھنے والے تک اس کے ثواب پہنچنے کا، اس کی کیفیت باقی اعمال کی طرح ہے کہ اس کا دارومدار خلوص نیت پر ہے اور یہی بات حق ہے کیونکہ تمام عبادات میں اخلاص مطلوب ہے اور عدم اخلاص کی ہر عبادت میں مذمت کی گئی ہے۔

سیدی ابو العباس التیجانی نے کتاب جواہر المعانی میں فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے بڑھ کر سود مند وسیلہ اور عوام کے حق میں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی سب سے بڑی امید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنے کے سوا اور کچھ نہیں، اگرچہ علماء نے اس کی قطعی قبولیت میں اختلاف کیا ہے، کچھ کہتے ہیں اس کی قبولیت قطعی ہے اور کچھ کہتے ہیں باقی اعمال کی طرح اس کی قبولیت بھی قطعی نہیں اور ہم جو کچھ کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ درود شریف قطعاً مقبول ہے اور اس سلسلہ میں ہماری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے جو تم پر درود بھیجے میں اس پر درود بھیجوں گا اور جو تم پر سلام بھیجے، میں اس پر سلام بھیجوں گا اور یہ سچا وعدہ ہے جس کے خلاف نہیں ہو سکتا اور اللہ سبحانہٗ بندے کی حیثیت نہیں دیکھتا بلکہ اس زبردست عنایت کو دیکھتا ہے جو اس کو اپنے نبی سے ہے اور اس بات کو دیکھتا ہے کہ جو اس کے نبی پر درود بھیجے وہ اس کی جزا دینے پر قائم ہے، وہ بندے کے بھیجے ہوئے درود کو یونہی جانے نہیں دیتا اور یہی مطلب ہے قبولیت کا الخ۔

اور یہ جو فرمایا کہ ہم کہتے ہیں درود شریف قطعاً مقبول ہے اس سے مراد یہ ہے کہ سبب دیگر و در رد بار سے محفوظ ہو، اس کی دلیل جواہر المعانی کے آخر میں مصنف کے قول "الٰہی! حضور علیہ السلام پر ہمارا درود قبول فرما، رد نہ فرمانا" کی شرح میں سید ابو العباس کا یہ فرمانا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ درود بھیجنے والا یہ دعا مانگ رہا ہے کہ حضور علیہ السلام پر اس کا درود مقبول ہو، مردود نہ ہو اور مقبول وہ ہوتا ہے جس میں امر شرع سے ظاہری و باطنی مطابقت ہو، چاہے درود بھیجنے والے کی نیت ثواب کی ہو اور جس درود میں پڑھنے والا کسی امر مطلوب میں کوتاہی کرے وہ مردود ہے اور شریعت کی طرف سے یہ علت مطلوبہ صرف درود کے لئے ہے باقی اعمال میں نہیں، ہاں! فرض نماز

کی شرط یہ ہے کہ امر شرع کے مطابق ہو کیونکہ اگر نماز میں فساد آگیا تو تمام اعمال فاسد ہو جائیں گے جن میں درود شریف بھی شامل ہے اور حضور علیہ السلام پر انسان کے درود شریف سے مقصد یہ ہے کہ وہ اپنے مولیٰ تعالےٰ کا حکم بجالائے، اللہ کی تعظیم کرے اور اس کے رسول کی تعظیم کرے اور درود غرور و ریا سے محفوظ ہو، پانی کے استعمال پر قادر ہونے کی صورت میں جنابت اور نجاست کی آلودگی سے پاک ہو۔ اب ان شرائط کے ساتھ درود شریف صحیح ہے چاہے ثواب کا ارادہ بھی ہو۔ ہاں! اگر کوئی شخص درود شریف محض اللہ کی تعظیم، رسول اللہ کی عظمت اور آپ کی محبت و شوق سے پڑھے اور ثواب کا خیال ہی نہ کرے تو وہ سب سے کامل اور اعلےٰ ہے اور اس میں دلیل ہے کہ جس درود میں کوئی علتِ مذکورہ پائی جائے وہ مقبول نہیں الخ

بارہواں مسئلہ

جنت درود شریف پڑھنے سے بڑھتی ہے

کتاب الابریز کے گیارہویں باب میں

کہا اور میں نے شیخ رضی اللہ عنہ سے یہ فرماتے سنا۔

بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا ہی ان فرشتوں کا ذکر ہے جو جنت کے اردگرد رہتے ہیں اور حضور علیہ السلام پر درود پڑھنے کی ایک برکت یہ ہے کہ جب بھی فرشتے یہ ذکر کرتے ہیں جنت کی وسعت بڑھتی جاتی ہے پس نہ تو وہ آپ کے ذکر سے جدا ہوتے ہیں اور نہ جنت بڑھنے سے رکتی ہے پس وہ اپنے پیچھے جنت کو کھینچتے چلے جاتے ہیں اور جنت بڑھنے سے رکتی نہیں یہاں تک کہ ملائکہ مذکورین تسبیح کی طرف منتقل ہو جائیں اور وہ تسبیح کی طرف منتقل نہ ہوں گے یہاں تک کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ جنت میں اہلِ جنت کے لئے تجلی ظاہر فرمائے

پس جب ان کے لئے تجلی ظاہر فرمائے گا اور وہ فرشتے اس کو دیکھ لیں گے جن کا ذکر ہوا تو وہ تسبیح میں لگ جائیں گے، پھر جب وہ تسبیح میں مشغول ہو جائیں گے جنت بکھر جائے گی اور اہل جنت کے مراتب و منازل مقرر ہو جائیں گے، اور اگر وہ پیدا ہوتے ہی تسبیح میں مصروف ہو جاتے تو جنت ذرا بھی نہ بڑھتی پس یہ سبب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کی برکت سے ہوا اور میں نے شیخ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ تسبیح اور دوسرے اذکار کی بجائے جنت درود شریف سے کیوں بڑھنے لگی تو آپ نے فرمایا، اس لئے کہ جنت دراصل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے بنی ہے پس اس کو حضور سے ایسے ہی محبت ہے جیسے بچے کو باپ سے ہوتی ہے اور جب وہ آپ کا ذکر سنتی ہے تو اس میں حسن آجاتی ہے اور وہ اڑ کر آپ کے پاس آنا چاہتی ہے کیونکہ آپ سے اس کو سیرابی حاصل ہوتی ہے، پھر آپ نے چوپائے کی مثال دی جسے اپنی غذا، چارہ اور جو کا اشتیاق ہو اور وہ سخت بھوکا ہو پھر اس کے پاس جو لائے جائیں، جب وہ ان کو سونگھے گا تو قریب ہوگا، جب اس سے دور کیا جائے تو وہ بھی پیچھے پیچھے چلا جائے گا یہاں تک کہ ہم اس کو پکڑ لیں گے۔ یہی حال ان فرشتوں کا ہے جو جنت کے ارد گرد اور اس کے دروازوں پر حضور علیہ السلام کے ذکر اور درود میں مشغول ہوتے ہیں پس جنت کو اس کا شوق پیدا ہوتا ہے اور وہ ان کی طرف چل پڑتی ہے اور چونکہ وہ اس کی چاروں طرف ہوتے ہیں لہذا جنت بھی چاروں طرف سے بڑھتی ہے، شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اگر اللہ تعالیٰ اس کے روکنے کا ارادہ نہ فرماتا تو وہ حضور علیہ السلام کی ظاہری زندگی میں ہی دنیا میں ظاہر ہو جاتی اور جہاں آپ تشریف لے جاتے، وہ بھی آپ کے ساتھ جاتی اور جہاں آپ رہتے وہ بھی رہتی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو آپ کے ساتھ نکل آنے سے روک دیا ہے تاکہ لوگوں کا آپ پر ایمان بالغیب رہے، شیخ

رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جب حضور علیہ السلام اپنی امت کے ہمراہ داخلِ جنت ہوں گے تو جنت خوش ہو جائے گی اور اس کی فرحت و سرور کی کوئی حد نہ ہو گی پھر جب باقی انبیائے کرام اپنی امتوں کے ہمراہ جنت میں داخل ہوں گے تو وہ سکڑنے اور تنگ ہونے لگے گی، وہ اس سلسلہ میں اس سے بات کریں گے تو وہ کہے گی نہ میں تم سے، نہ تم مجھ سے۔ یہاں تک کہ وہ انبیائے کرام حضور سے مدد مانگیں گے اور آپ کے ذریعے یہ جھگڑا ختم ہو گا۔ ابریز کا کلام بلفظی تقدیم و تاخیر کے ساتھ ختم ہوا۔

تیرہواں مسئلہ

کیا درود شریف پڑھنے والے کو اس تعداد کے مطابق ثواب ملے گا جس کے مطابق وہ درود شریف پڑھتا ہے؟

کتاب بغیۃ المسترشدین میں فرمایا:۔

جب کوئی شخص یوں کہے کہ الٰہی محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایک ہزار مرتبہ درود بھیج اور یا ایک ہزار مرتبہ سبحان اللہ یا مخلوق کی گنتی کے برابر، تو حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اتنی گنتی کے برابر اس کو ثواب مل جاتا ہے جیسا کہ ابن حجر نے اس کی تصریح کی ہے اور محمد الرملی نے اس میں تردد کیا ہے حالانکہ اس کا اس حدیث سے کوئی تعلق نہیں جس میں ارشاد ہے کہ:۔

"تجھے اتنا اجر ملے گا جتنا تیرا حصہ ہے"

بلکہ اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کے فضلِ وسیع اور جودِ عظیم کے اضافہ سے ہے الخ

شیخ سلیمان جمل نے اپنے حاشیہ علی المنہج میں کہا ہے کہ:۔

بعض مشائخ نے الفا کہانی کے اس قول کے بارے میں جو اس نے شرح الفطر میں لکھا ہے کہ "اللہ کی رحمتیں زمین سے اگنے والے دانوں اور بارش

کے قطروں کے برابر، یہ سوال کیا ہے کہ کیا اتنا کہہ لینے سے زمین سے اُگنے والے دانوں اور بارش کے قطروں کے برابر درود لکھ دیا جائے گا؟ میں کہتا ہوں ابنِ بشکوال نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔

"جو شخص مجھ پر دن میں پچاس مرتبہ درود بھیجے، میں قیامت کے دن اس سے مصافحہ کروں گا"۔

ابو الفرج عبدوس نے ابو المظفر سے یہ روایت ذکر کی ہے کہ میں نے ابنِ بشکوال سے پوچھا، اس کی کیفیت کیا ہوگی؟ تو انہوں نے کہا اس طرح کہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ خَمْسِیْنَ مَرَّۃً

"الٰہی! محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر پچاس مرتبہ درود بھیج۔"

تو انشاء اللہ! یہ پچاس مرتبہ کے لئے کافی ہوگا اور اگر اس کا تکرار کرے تو بہت بہتر ہے الخ۔

اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ حضور علیہ السلام اپنی ایک زوجۂ مطہرہ کے پاس تشریف لے گئے تو آپ نے دیکھا کہ وہ تسبیح پڑھ رہی ہیں اور کنکریوں پر شمار کر رہی ہیں۔ فرمایا! میں ایک کلمہ بتاتا ہوں جو تمہارے پڑھے ہوئے تمام وظیفہ کے برابر ہے:۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ عَدَدَ خَلْقِہٖ الحدیث

یہ نص ہے اس بات پر کہ جس شخص نے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اَلْفَ مَرَّۃٍ یا عَدَدَ خَلْقِکَ کے الفاظ کہے تو اس کے عوض ایک ہزار درود یا مخلوق کی گنتی کے برابر درود کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا الخ

شیخ جمل کا کلام ختم ہوا۔

چودھواں مسئلہ

فرضی یا نفلی صدقہ افضل ہے یا آپ پر درود پڑھنا؟

ابو عبد اللہ الرصاع نے تحفۃ الاخیار میں کہا کہ مجھے اس سلسلہ میں کوئی حدیث نہیں ملی، ہاں! ایک اثر ملتا ہے جسے بعض علماء نے ذکر کیا ہے لیکن اس کی سند نہیں بتائی کہ "حضور علیہ السلام پر درود شریف بھیجنا فرضی و نفلی صدقہ سے افضل ہے"۔

اور دمشق کی جامع مسجد میں بعض علماء سے یہ سوال کیا گیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا صدقہ فرض سے افضل ہے یا صدقہ فرض درود سے افضل ہے تو انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا صدقہ فرض سے افضل ہے۔ سائل نے کہا، یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ پر درود پڑھنا اس صدقہ فرضی سے افضل ہو جائے جو مال میں واجب ہوتا ہے؟ اس پر شیخ نے فرمایا ہاں! ایک فرض وہ ہے جس کا اللہ نے ذکر فرمایا اور خود اس پر عمل بھی کیا اور اس کے فرشتے بھی اس کو بجا لاتے ہیں اور دوسرا فرض وہ ہے جو اس نے اپنے بندے پر لازم کر دیا ہے اب یہ دوسرا فرض پہلے کی طرح کیونکر ہوسکتا ہے؟ حافظ سخاوی نے یہ قول اپنی کتاب القول البدیع میں بھی نقل کیا ہے اور اس کی توثیق کی ہے۔

پندرھواں مسئلہ

قرآن مجید پڑھنا افضل ہے یا حضور پر درود پڑھنا؟

علامہ جزری نے اپنی کتاب مفتاح الحصن کے آخر میں کہا کہ مجھ سے ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں یہ سوال کیا گیا کہ قرآن کریم اور درود

شریف پڑھنے میں افضل کیا ہے؟ تو میں نے جواب دیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ان مقامات میں درود پڑھنا جہاں حکم آیا ہے تلاوت سے افضل ہے اور کوئی دوسری چیز اس کے قائم مقام نہیں ہو سکتی، رہے دوسرے مقامات، تو ان میں تلاوت قرآن افضل ہے اور درود شریف و تلاوتِ قرآن پاک میں کثرت کرنی چاہئیے ان میں کوتاہی کوئی محروم ہی کرے گا۔ الخ۔

ابن حجر نے شرح العباب میں کہا:۔

تلاوتِ قرآن بالعموم افضل ذکر ہے جو کسی وقت یا مقام سے مخصوص نہیں لیکن اس عمومی فضیلت سے جو چیز شرعی دلیل سے خاص ہو خواہ وہ دلیل بظاہر ضعیف ہو افضل ہوگی کیونکہ یہ شارع کا فیصلہ ہے الخ۔

ایضاح المناسک کے حاشیہ کے چھٹے باب میں امام النووی کے اس قول پر کہ:۔

"مستحب مسئلہ یہ ہے کہ جب آدمی حضور علیہ السلام کی زیارت کی نیت سے چل پڑے تو راستے میں آپ پر کثرت سے درود وسلام بھیجے، جب مدینہ منورہ کے درختوں اس کے حرم اور وہاں کی معروف چیزوں پر نگاہ پڑے تو حضور علیہ السلام پر کثرت سے درود وسلام بھیجے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے کہ اسے آپ کی زیارت سے نفع ہو اور اس کو قبول فرمائے۔"

فرمایا، یہ جو مصنف نے کہا کہ حضور علیہ السلام پر کثرت سے درود وسلام بھیجے، سوال یہ ہے کہ آیا بکثرت درود وسلام افضل ہے یا تلاوتِ قرآن؟ یونہی جمعرات یا اس جیسے دوسرے مواقع (جیسے جمعہ، پیر) پر کثرت سے درود وسلام کی جو ترغیب آئی ہے تو کیا ان میں درود وسلام پڑھنا افضل ہے یا سب مواقع یکساں ہیں؟ احتمال تو سب کے ہیں، جمعہ کے بارے میں علماء کا میلان آخری شق کی طرف ہے اور ظاہر یہی ہے کہ آپ پر ان

مخصوص اوقات و مقامات پر درود شریف پڑھنا نسبتاً افضل ہے کہ یہی بات مطلوب و مقصود ہے، علماء نے یہ بھی فرمایا کہ قرآن کریم پڑھنا عام ذکر و اذکار سے افضل ہوتا ہے خاص سے نہیں اور درود شریف خاص ہے عام ذکر نہیں۔ حاشیہ ایضاح کی عبارت ختم ہوئی۔

امام غزالی نے فرمایا: تلاوتِ قرآن ساری مخلوق کے لئے افضل ہے سوائے اس شخص کے کہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف جانے والا ہے کہ اس کا ہمیشہ ذکر کرتے رہنا بہتر ہے الخ۔

ذخیرۃ المعاد میں ہے بعض عارفین نے فرمایا، ذکر کا حال ذاکر کے لحاظ سے بدلتا رہتا ہے پس جہاں قرآن کریم سے سچی محبت پائی گئی وہاں تلاوت قرآن افضل ہے اور جہاں دلی لگاؤ کسی اور ذکر سے ہو گیا وہاں وہ افضل ہے۔ فرمایا کہ یہ درمیانہ اور عادلانہ مسلک ہے کیونکہ بلاشبہ جب نفس تکبر اور رعونت کی میل کچیل سے پاک ہو گیا، اغیار اور شہوات کی کدورتوں سے صاف ہو گیا اور اس کی نگاہوں سے ان کثافتوں کے پردے چاک ہو گئے جو نورِ بصیرت کو حقائق تک پہنچنے سے روکتے ہیں تو نگاہیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان گہرے اور پوشیدہ حقائق تک پہنچ جاتی ہیں جو قابلِ انکشاف ہوں، ایسا پاکیزہ نفس انسان جس وقت اور جس قسم کا ذکر کرے خواہ وہ حضور علیہ السلام پر درود و سلام ہو، تلاوت قرآن ہو یا عام ذکر، سب مشرف بہ قبولیت ہوتا ہے کیونکہ ایسا انسان ان لوگوں میں سے ہو جاتا ہے جن کے بارے میں ارشادِ خداوندی ہے:۔

"جو لوگ ہماری ذات و صفات کی معرفت میں جدوجہد کرتے ہیں

ہم ضرور ان کو ان راہوں پر چلائیں گے جو ہماری طرف آتی ہیں"

پس اس کو حضورِ قرب میں کھلے دروازوں سے داخل ہو جانا چاہیئے جیسے کہ

عنایتِ الٰہی اپنی تمام صفات کی طرف پکار پکار کر دعوتِ نظارہ دے رہی ہے پس انسان کو اپنا تمام وقت اسی مطلوب و مقصود کے حصول پر صرف کرنا چاہیئے، سو اس کے حق میں بہتر یہ ہے کہ اپنی تمام تر توجہ حضورِ قلب کے ساتھ تلاوتِ قرآن پر مرکوز رکھنی چاہیئے کہ قرآن ہی اپنے نازل کرنے والے کی تمام صفات کو بیان کرتا ہے، حقوقِ قرآن کی رعایت کرے، تلاوتِ قرآن کے حقوق پورے کرے اس کی عزت وحرمت کی حفاظت کرے جس کا اس کو حکم ہے۔

رہا حضور علیہ السلام پر درود بھیجنا، سو یہ طالبین کے لئے کامیاب ترین وسیلہ اور بزرگانِ سلف کے درجاتِ عالیہ تک پہنچانے والا مفید ترین ذریعہ ہے لہٰذا جہاں تک ممکن ہو کامل حضورِ قلب، مکمل توجہ اور آپ کی بارگاہِ عالیہ کے شایانِ شان ادب و احترام کے ساتھ اس میں مصروف و مشغول رہنے کو غنیمت سمجھے، اور یہ جو کہا کہ بعض مخصوص اوقات میں خاص اذکار میں مشغول ہونا تلاوتِ قرآن سے افضل ہے تو یہ صحیح نہیں کیونکہ قرآنِ کریم بذاتِ خود تمام اذکار سے افضل ہے چنانچہ معتبر و مشہور احادیث اس پر شاہد ناطق ہیں، کیونکہ آپ کی پیروی کا اجر و ثواب ذکر میں مشغول ہونے سے بڑھ کر ہے جیسا کہ علماء نے اس کی تصریح کی ہے اور اس میں راز یہ ہے کہ تمام اذکار کو دراصل اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے مخلوق کی اندرونی پیچیدہ و پوشیدہ بیماریوں کا علاج بنایا ہے جو غیر اللہ کی طرف مسلسل منہمک رہنے سے قلب میں پیدا ہو جاتی ہیں، اور طبیب دوا کا موقع محل اور طریق علاج خوب جانتا ہے، اسے معلوم ہوتا ہے کہ بیماری کو کیونکر جڑوں سے نکالا جا سکتا ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم طبیبِ اعظم اور حکیم اکرم ہیں، لہٰذا آپ کی اتباع ہی بزرگ تر اور لائق تر ہے اور کوتاہ نظر لوگ خدا کے ہاں آپ کے مقام و مرتبہ کا اندازہ اپنے ظنِ فاسد اور خیالِ غیر محفوظ سے لگانا شروع کر دیتے ہیں حالانکہ جس ذاتِ بابرکات کے تمام احوال، علوم و ظنون (خیالات) کو اللہ تعالیٰ نے ہر غلطی سے محفوظ و معصوم

رکھا ہے اور جن کی ہر نقل وحرکت کی خود نگہبانی وسرپرستی فرماتی ہے ان کے اور ان لوگوں کے درمیان جن کو قدرت نے تیر خطا ونسیان کا نشانہ بنایا اور طرح طرح کے شبہات سے امتحان وآزمائش میں ڈالا، عظیم الشان فرق ہے، پس جس آدمی کا ایمان ہے کہ آپ امام العارفین ہیں اور اسکی سچی معرفت رکھتا ہے جو ہر زمانہ میں ہر انسان کو نیک بناتی ہے اور جو مطلوب ومقصود ہے جس سے اللہ تعالیٰ کے ظاہری، باطنی، دنیوی واخروی انعام واکرام کی اس پر بارش ہوتی ہے اس نے آپ کے فہم، بطون، علوم اور مکشوفات کی تصریح کی ہے اور اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ جو شخص آپ کے طریق تعلیم، سبیل اعمال، طرز ذکر و اذکار، طریقہ دعوت وتبلیغ اور اسلامی شریعت سے روگردانی کرے وہ محروم، بدبخت، گمراہ، گمراہ کن، اتباع رسول کا تارک اور بدعتی ہے، اللہ تعالیٰ ہم کو آپ کی پیروی کی توفیق دے اور ہم کو آپ کا کامل تابعدار بنائے الخ۔

شیخ ابو العباس التیجانی کا یہ قول ان کے شاگرد علی حرازم نے جواہر المعانی میں نقل کیا ہے کہ جبریل علیہ السلام نے حضور سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"جو تم پر درود بھیجے، میں اس پر درود بھیجتا ہوں۔"

اور جو حضور علیہ السلام پر درود بھیجے اس کا حق ہے کہ رب تعالیٰ اسے جہنم کا عذاب نہ دے، اس حیثیت سے فاسق وفاجر آدمی کے لئے تلاوت قرآن سے حضور علیہ السلام پر درود بھیجنا افضل ہے کیونکہ درود شریف کی شفاعت سے اس پر رضائے الٰہی کا فیضان ہوگا اور اس سے اس کے گناہ مٹ جائیں گے اور اس کی برکت سے وہ آخرت میں نیک بخت لوگوں کے زمرہ میں داخل ہوگا، اور قرآن سے ایسا نہیں ہوگا کیونکہ قرآن بارگاہ الٰہیہ میں وسیلۂ قرب ہے تاہم اس بارگاہ میں آنے والے پر لازم ہے کہ اس سے ذرہ بھر سوء ادبی نہ ہو، اگر کسی سے ذرہ بھی سوء ادبی ہوگئی تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت، دھتکار اور غضب کا مستحق ٹھہرے گا اس لئے کہ اہل قرآن

اہل اللہ ہیں لہٰذا دوسروں کی بہ نسبت ان سے ذرہ بھر کوتاہی پر بھی دوسروں سے زیادہ مواخذہ ہوگا، ہاں! جس پر اللہ تعالےٰ محض اپنے فضل وکرم سے مہربانی فرما دے اور وہ بچ جائے تو یہ دوسری بات ہے، اب تمہیں معلوم ہوگا کہ حضور علیہ السلام پر درود شریف پڑھنا فاسق کے حق میں تلاوت قرآن سے بڑھ کر سود مند ہے کیونکہ قرآن مرتبۂ نبوت ہے جو طہارت، صفائی، پسندیدہ آداب کو مکمل بجالانے اور اخلاقِ روحانی سے متصف ہونے کا مقتضی ہے اسی لئے عام لوگ اس کی تلاوت سے بجائے فائدے کے نقصان اٹھاتے ہیں کہ وہ اس کے آداب بلحوظ رکھنے سے قاصر رہتے ہیں، رہا حضور علیہ السلام پر درود پڑھنا، تو اس میں صرف یہ قید ہے کہ درود وسلام کا لفظ تعظیم کے ساتھ، شایانِ شان طور پر، ظاہری طہارت مثلاً کپڑے، جسم اور جگہ کی صفائی کے ساتھ، ان الفاظ کے ساتھ ہو جن کی شرع میں اجازت ہے اور بغیر لحن (غلطی) کے ہو، تو اللہ رب العزت اس بات کا ضامن ہے کہ اس پر رحمت نازل فرمائے اور جس پر ایک بار بھی اللہ کی رحمت ہوگئی، اس کو عذاب نہیں ہوگا۔ الخ

فائدہ الشہاب الرملی سے پوچھا گیا، استغفار افضل ہے یا درود شریف میں مشغول ہونا؟ یا یہ فرق ہے کہ جس کی طاعت غالب ہو اس کے لئے درود افضل ہو اور جس کے گناہ زیادہ ہوں اس کے لئے استغفار؟

تو انہوں نے جواب دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام میں مشغول رہنا استغفار میں مشغول ہونے سے مطلقاً افضل ہے۔ انتہیٰ من فتاواہ۔

پہلا باب

آیت اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا اور اس بارے میں علماء کی آراء!

امام بخاری نے صحیح بخاری کی کتاب التفسیر میں فرمایا:۔

ابو العالیہ کا قول ہے اللہ کا درود حضور پر یہ ہے کہ وہ فرشتوں کی مجلس میں آپ کی ثناء کرے اور فرشتوں کا درود آپ پر یہ ہے کہ وہ دعا کریں، ابن عباس نے فرمایا يُصَلُّونَ کا معنی ہے يُبَرِّكُونَ، برکت بھیجتے ہیں۔ پھر اپنی سند کے ساتھ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ تک ذکر کیا کہ حضور علیہ السلام سے پوچھا گیا، یا رسول اللہ! آپ پر سلام پڑھنے کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو چکا، صلاۃ کیسے بھیجا کریں؟ آپ نے فرمایا یوں کہو:۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۔

"الٰہی! محمد پر درود بھیج اور محمد کی آل پر جیسے تو نے ابراہیم اور ان کی آل پر درود بھیجا ہے بے شک تو قابل تعریف بزرگ ہے۔ الٰہی! محمد پر برکت نازل فرما اور محمد کی آل پر جیسے تو نے ابراہیم اور ابراہیم کی آل پر برکت نازل فرمائی، بے شک تو قابل تعریف بزرگ ہے۔ الخ

عارف صاوی نے اپنے حاشیہ جلالین میں اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں فرمایا: اس آیہ میں دلیل ہے اس بات کی کہ حضور علیہ السلام رحمتوں کے مہبط اور علی الاطلاق افضل الخلق ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی اپنے نبی پر صلاۃ کا مطلب ہے اس کی رحمت جو آپ کی تعظیم کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور اللہ کی رحمت غیر نبی پر مطلق رحمت ہوتی ہے

جیسے فرمانِ باری ہے :۔

هُوَ الَّذِىْ يُصَلِّىْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ،

"وہی تو ہے جو اپنے فرشتوں کے ہمراہ تم پر صلوٰۃ بھیجتا ہے تاکہ تم کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لائے۔"

اب دونوں قسم کی صلوٰۃ میں فرق دیکھ لیجئے اور دونوں مقامات میں جو فضیلت ہے وہ ملاحظہ فرمالیجئے اور فرشتوں کی صلوٰۃ حضور علیہ السلام کے لئے اس چیز کی دعا مانگنا ہے جو آپ کے شایانِ شان ہے اور وہ رحمت ہے جو تعظیم کے ساتھ ملی ہوئی ہو، اب حضور کی رحمت اللہ تعالیٰ کی رحمت کے تابع ہو کر ہر شئے کو شامل ہو گئی، پس درود شریف تمام رحمتوں کا محل اور تجلیات کا منبع بن گیا اور فرمانِ باری یَآاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ کا معنی ہے : آپ کے لئے اس چیز کی دعا کرو جو آپ کے شایانِ شان ہے اور فرشتوں اور اہل ایمان کی صلاۃ میں حکمت یہ ہے کہ ان کو فضل و شرف حاصل ہو کیونکہ انہوں نے مطلق صلاۃ میں اللہ تعالیٰ کی اقتدار کی ہے اور حضور کی تعظیم کا اظہار ہوا اور آپ کے مخلوق پر جو حقوق ہیں ان کا کچھ نہ کچھ بدلہ ہو جائے کیونکہ انہیں جو بھی نعمت ملی ہے حضور ہی کے واسطہ سے ملی ہے آپ ہی سب سے بڑا وسیلہ ہیں اور جس کو کسی سے نعمت ملے اس پر فرض ہوتا ہے کہ وہ بھی جواب میں اس کا بدلہ دے، پس تمام مخلوق کا آپ پر درود شریف بھیجنا آپ کے فرض حقوق میں سے کچھ کا بدلہ دینا ہے الخ۔

قاضی عیاض نے فرمایا، اس پر اجماع ہے کہ اس آیت کریمہ میں نبی علیہ السلام کی وہ عظمت و شان بیان کی گئی ہے جو کسی دوسری آیت میں نہیں کی گئی الخ۔

حافظ سخاوی نے فرمایا : یہ آیت مدنی ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ قدر و منزلت بتا رہا ہے جو ملاءِ اعلیٰ میں اس کے حضور ہے کہ وہ ملائکہ مقربین میں آپ کی ثنا کرتا ہے اور یہ کہ فرشتے آپ پر صلاۃ بھیجتے ہیں پھر عالمِ سفلی کو حکم دیا کہ وہ بھی آپ پر صلاۃ و سلام بھیجیں تاکہ نیچے والی اور اوپر والی ساری مخلوق سب کی ثنا آپ پر جمع ہو جائے پھر الفاکہانی کے حوالے سے فرمایا کہ آیت میں صیغۂ مضارع (يُصَلُّوْنَ) لایا گیا جو دوام و استمرار پر دلالت کرتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ ہمیش درود بھیجتے ہیں حالانکہ اولین و آخرین کی انتہائی تمنا یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالےٰ کی ایک صلاۃ ہی ان کو حاصل ہو جائے (تو نہ ہے نصیب) اور ان کی قسمت میں یہ کہاں! بلکہ اگر عقل مند سے پوچھا جائے کہ ساری مخلوق کی نیکیاں تیرے صحیفۂ اعمال میں ہوں تجھے یہ پسند ہے یا یہ کہ اللہ تعالےٰ کی ایک صلاۃ تجھ پر نازل ہو جائے؟ تو وہ اللہ تعالیٰ کی ایک صلوٰۃ کو پسند کرے گا۔ پس تمہارا کیا خیال ہے اس ذات کے مقام کے بارے میں جن پر ہمارا رب سبحانہٗ اور اس کے تمام ملائکہ ہمیشہ ہمیشہ درود بھیجتے ہیں تو کیونکر تخمین کی جا سکتی ہے بندۂ مومن کی اس بات پر کہ وہ آپ پر کثرت سے درود نہیں بھیجتا یا اس سے غفلت برتتا ہے؟ الخ۔

امام سہل بن محمد بن سلیمان نے فرمایا :۔

اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو اس فرمان اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ سے جو شرف بخشا ہے زیادہ کامل اور جامع ہے اس شرف و بزرگی سے جو اس نے فرشتوں کو آدم علیہ السلام کے لئے سجدے کا حکم دے کر حضرت آدم کو بخشا تھا کیونکہ اس تشریف و تکریم میں اللہ تعالےٰ کا فرشتوں کے ساتھ شامل ہونا جائز نہ تھا اور یہاں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ

بھیجنے میں وہ خود بھی شامل ہے، پھر خبر دی کہ فرشتے بھی آپ پر صلاۃ بھیجتے ہیں پس وہ تشریف و تکریم جو اللہ کی ذات سے صادر ہوا اس تشریف سے بڑھ کر ہے جو صرف فرشتوں کے ساتھ مختص ہے اور اللہ اس بارے میں ان کے ساتھ نہیں۔

مسالک الحنفاء میں امام سہل کا مذکورہ بالا کلام نقل کرنے کے بعد اپنی سند متصل سے فرمایا، اللہ تعالٰی نے حضور علیہ السلام پر پہلے خود درود پڑھنے کا ذکر فرمایا تاکہ پڑھنے والے مسلمانوں کو اس سے ترغیب ہو اور نہ پڑھنے والوں کو تنبیہ ہو، گویا اللہ تعالٰی نے فرمایا میں اپنے اس جلال و عظمت، بلند مرتبت، اور مخلوق سے غنی ہونے کے باوجود اپنے محبوب پر درود بھیجتا ہوں اور فرشتے باوجودیکہ اللہ کے ذکر میں مصروف ہیں اور اسکی بارگاہ میں عظیم الشان مرتبہ پر فائز ہیں، آپ پر درود بھیجتے ہیں تو تمہا را تو زیادہ حق ہے کہ آپ پر درود و سلام بھیجا کرو کیونکہ تم سب حضور کے محتاج ہو، آپ پر اللہ کی رحمتیں اور سلام ہو کیونکہ آپ نے تمہاری شفاعت فرمانا ہے اور اس لئے کہ آپ کی رسالت کی برکت سے تم نے دنیا و آخرت کا شرف پایا ہے، اللہ تعالٰی ہماری طرف سے آپ کو وہ جزاء دے جس کے آپ مستحق ہیں الخ۔

امام فخر الدین رازی کی تفسیر کبیر میں ہے:۔

اگر یہ کہا جائے کہ جب اللہ تعالٰی اور اس کے فرشتے حضور علیہ السلام پر درود بھیجتے ہیں تو ہمارے درود کی کیا ضرورت ہے؟ ہم کہتے ہیں ہم آپ پر اس لئے درود نہیں بھیجتے کہ آپ کو اس کی حاجت ہے، نہ تو آپ کو ہمارے درود کی حاجت ہے نہ فرشتوں کے درود کی، کیونکہ خود اللہ تعالٰی آپ پر درود بھیجتا ہے ہاں ہم محض آپ کی تعظیم کے اظہار کی خاطر درود و سلام پڑھنے پر مامور ہیں جیسے اللہ سبحانہ نے ہم پر اپنا ذکر واجب کر دیا ہے حالانکہ اس کو ہمارے ذکر کی کوئی ضرورت نہیں وہ تو محض اظہارِ عظمت کے لئے ہم پر واجب ہے اور یہ بھی ہم پر اس کی

شفقت ہے تاکہ ہم اس کا ذکر کریں اور ثواب پائیں اسی لئے آنحضرت نے فرمایا:۔
"جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا" الخ

القسطلانی فرماتے ہیں، امام ابو القاسم القشیری نے اپنی تفسیر میں آیت:۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ

کے تحت فرمایا، اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہے کہ امت کی طرف سے اس کے رسول کی بارگاہ میں کوئی نہ کوئی خدمت ہو جس کے عوض آپ کی طرف سے اسے نعمتِ شفاعت نصیب ہو اس لئے اللہ نے ان کو حضور علیہ السلام پر درود پڑھنے کا حکم دیا، پھر اللہ نے اپنے نبی کی زبانی ایک مرتبہ درود شریف بھیجنے کے عوض دس رحمتیں نازل فرمانے کا اعلان فرمایا، اس میں اشارہ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی مزید عنایت کا محتاج رہتا ہے اور کسی وقت بھی اس سے مستغنی نہیں ہو سکتا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی رحمت و سلامتی کے محتاج ہیں تو نبوت سے بڑھ کر تو کوئی رتبہ ہے ہی نہیں الخ۔

امام ابو محمد جبیر بن محمد القرطبی نے اپنی کتاب الملاذ و الاعتصام میں آیت اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ الآیۃ کے تحت حضرت عبد اللہ ابن عباس کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ نبی علیہ السلام کی مغفرت فرماتا ہے اور فرشتے آپ کے لئے مغفرت کی دعا مانگتے ہیں، پھر فرمایا اے عام مسلمانو! صَلُّوْا عَلَيْهِ۔ فرمایا اس کا معنٰی ہے اپنے نبی کے لئے استغفار کرو۔ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ الخ

الدر المنضود میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل فرمایا: اللہ تعالیٰ کا حضور علیہ السلام اور آپ پر صلاۃ بھیجنے والوں پر صلاۃ بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ آپ پر اور ان پر انواع و اقسام کی عزت و تکریم کی بارش کرتا ہے اور ان پر بہترین نعمتیں نازل فرماتا ہے۔

رہا ہمارا اور ملائکہ کا آپ پر درود شریف بھیجنا جیساکہ آیہ کریمہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ الآیۃ میں بیان ہوا، سو وہ ایک سوال اور التجا ہے کہ آپ کو وہ کرامت عطا ہو اور رغبت پیدا کرنا ہے الخ۔

حافظ سخاوی فرماتے ہیں، میں نے امام ابوالّلیث مصطفی الترکمانی حنفی کے مقدمہ کی شرح میں یہ عبارت پڑھی ہے:۔

"اگر کہا جائے کہ اس میں کیا حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو ہم کو حکم دیا کہ ہم نبی علیہ السلام پر درود و سلام بھیجیں اور ہم کہتے ہیں: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ (الٰہی! محمد اور آل محمد پر درود بھیج) پس ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ آپ پر صلوٰۃ بھیجے اور ہم خود آپ پر صلوٰۃ نہیں بھیجتے یعنی اس طرح کہ آدمی کہے: اُصَلِّیْ عَلٰی مُحَمَّدٍ (میں محمد پر درود بھیجتا ہوں)۔ ہم کہتے ہیں اس لئے کہ حضور علیہ السلام پاک صاف ہیں، آپ کی ذات میں کوئی عیب نہیں اور ہمارے اندر کئی عیب اور نقائص ہیں پس اتنا بڑا عیب دار اور گنہ گار شخص اس ذاتِ پاک کی مدح و ثنا کیونکر کر سکتا ہے اس لئے ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ آپ پر درود بھیجے تاکہ ربِّ طاہر کا درود نبیِ طاہر پر ہو جائے، یونہی المرغینانی میں لکھا ہے الخ۔"

علامہ نیشاپوری کی کتاب "اللطائف والحکم" میں بھی یہی لکھا ہے، وہ فرماتے ہیں: درود شریف میں اتنا ہی کافی نہیں کہ آدمی کہے: صَلَّیْتُ عَلٰی مُحَمَّدٍ کیونکہ بندہ اس قابل ہے ہی نہیں، بلکہ اپنے رب سے سوال کرے کہ وہ آپ پر صلوٰۃ بھیجے تاکہ اللہ کی طرف سے درود ہو، پس صلوٰۃ بھیجنے والا درحقیقت اللہ تعالیٰ ہوا بندے کی طرف یہ نسبت مجازی ہے اس مناسبت سے کہ اس نے اللہ تعالیٰ

سے سوال کیا ہے الخ۔

ابن ابی حجلہ نے بھی کچھ اس طرف اشارہ کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ امت کو جو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کی تعلیم دی تو اس میں حکمت یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام پر درود بھیجنے کا ہم کو حکم دیا تو ہم اس واجب کو ادا کرنے کے قابل نہ تھے تو ہم نے یہ ذریعہ اسی کی طرف پھیر دیا کیونکہ وہی بہتر جانتا ہے کہ آپ کے شایانِ شان درود شریف کیسے بھیجا جائے، یہ ایسے ہی ہے جیسے حضور علیہ السلام نے حمدِ باری تعالیٰ کے متعلق فرمایا:۔

لَا اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْکَ "میں تیری ثنا کما حقہ نہیں کر سکتا"

اس سے بھی پہلے ابوالیمن بن عساکر یہ کہہ چکے ہیں:۔

کتنی اچھی بات کہی اس نے جس نے کہا، جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر درود بھیجنے کا حکم دیا اور ہم کو آپ پر درود بھیجنے کی فضیلت معلوم نہ تھی اور ہمیں اس بارے میں اللہ سبحانہٗ کی حقیقی مراد کا علم نہ تھا اس لئے ہم نے درود شریف کو اسی کی طرف لوٹا دیا اور ہم نے کہہ دیا، الٰہی! تو ہی اپنے رسول پر درود نازل فرما کیونکہ تو بہتر جانتا ہے کہ آپ کی شان کے لائق درود کون سا ہے اور تو ہی جانتا ہے کہ اس سے مراد کیا ہے، واللہ اعلم "سخاوی کی عبارت ختم ہوئی"۔

مذکورہ عبارت کے بعد سخاوی فرماتے ہیں کہ جب تم کو یہ سب معلوم ہو چکا تو اب تمہارا درود آپ پر اسی طرح ہونا چاہئے جیسے آپ نے تمہیں حکم دیا، اسی سے تمہاری قدر و منزلت آپ کی بارگاہ میں بڑھے گی، تم اپنے اوپر کثرتِ صلاۃ کو لازم کر لو اور ہمیشہ پڑھنا ضروری سمجھو اور اس بارے میں سب روایات جمع کرو کیونکہ آپ پر کثرت سے درود بھیجنا محبت کی ایک علامت ہے کیونکہ جس کو کسی سے محبت ہوتی ہے کثرت سے اس کا ذکر کرتا ہے، صحیح حدیث میں ہے:۔

"تم میں کسی کا ایمان کامل نہیں ہوسکتا تا آنکہ میں اس کو اپنے باپ، بیٹے اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہو جاؤں"۔

اور السلمی نے حقائق میں آیہ کریمہ: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ سے متعلق ابنِ عطار کی یہ روایت بیان کی ہے کہ اللہ کی طرف سے صلوٰۃ بمعنی وصال ملائکہ کی طرف سے رفعت اور امت کی طرف سے پیروی و محبّت ہے اور عبدالواحد البساری نے کہا، تم جو حضور علیہ السلام پر درود بھیجتے ہو کسی حد پر پہنچ کر یہ ہرگز خیال نہ کرنا کہ ہم صلوٰۃ و سلام بھیج کر حضور کے حقوق ادا کر رہے ہیں، دراصل تم اپنا حق ادا کر رہے ہو کیونکہ حضور علیہ السلام کا حق اس سے بہت برتر ہے کہ ساری امت بھی اس کو ادا کر سکے کیونکہ حضور تو اللہ تعالےٰ کی رحمت میں ہیں، فرمانِ باری تعالیٰ ہے :۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ

پس تمہارا درود بھیجنا حضور کے صدقے سے اپنے لئے رحمت حاصل کرنا ہے الخ۔

پھر حافظ سخاوی فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے یہاں آپ کو نبی سے تعبیر فرمایا، یہ نہیں فرمایا علیٰ محمدٍ جیسے دوسرے انبیاء کے لئے فرمایا:

يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ اور يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا اور يٰٓاِبْرٰهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا ۔ يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ ۔ يٰعِيْسٰٓى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ ۔ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۔

اور اس جیسی دوسری بہت سی مثالیں کیونکہ اس میں وہ بڑائی اور اعزاز ہے جو تمام انبیائے کرام میں سے صرف آپ کے حصے میں آئی ہے اس سے آپ کا بلند مرتبہ ہونا اور تمام انبیائے کرام پر افضل ہونا ظاہر ہوتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اپنے خلیل علیہ السلام کے ساتھ کیا تو خلیل کا ذکر تو ان کے نام سے کیا لیکن حبیب کا ذکر انکے لقب سے کیا، فرمانِ باری ہے :۔

إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَٰذَا النَّبِيُّ

ابراہیم علیہ السلام سے قریب تر وہ لوگ ہیں جنہوں نے انجناب کی پیروی کی اور یہ غیب کی خبریں دینے والے (نبی) اور یہ بہت بڑی فضیلت ہے جیسے علماء نے اہتمام سے ذکر کیا ہے اور اسے بزرگ تر فضیلت گردانا ہے اور اس کو بلند مرتبہ فرمایا اور جہاں جہاں آپ کا نام لے کر ذکر فرمایا وہاں کئی مصلحتیں اس کی متقاضی تھیں، اس نکتہ کو سمجھو الخ۔

قول البدیع میں بھی یہی فرمایا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آیت میں عبارت محذوف ہے تقدیر عبارت یہ ہے :۔

إِنَّ اللَّهَ يُصَلِّي وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ الآية

"بے شک درود بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں"

واللہ اعلم! فرمایا کہ فرشتوں کی تعداد اللہ ہی جانتا ہے کیونکہ ان میں کچھ ملائکہ مقربین ہیں، کچھ عرش اٹھانے والے اور ساتوں آسمانوں پر رہنے والے اور جنت و دوزخ کے وارثے اور اعمال پر نگران اور انسانوں کے محافظ جیسے فرمان باری ہے

يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ

اور سمندروں، پہاڑوں، بادلوں، بارشوں، رحموں اور نطفوں پر مقرر اور صورتیں بنانے والے جسموں میں روح پھونکنے، سبزیاں پیدا کرنے، ہوائیں چلانے، افلاک و نجوم کو گردش دینے والے، ہمارے صلاۃ و سلام نبی علیہ السلام تک پہنچانے والے، نماز جمعہ میں لوگوں کے نام لکھنے اور نمازیوں کی قرأت پر آمین کہنے والے، ربنا لک الحمد کہنے والے، نماز کا انتظار کرنے والے کے لیے دعا مانگنے والے، ان عورتوں

پر لعنت بھیجنے والے جو اپنے خاوندوں کے بستر چھوڑ کر ادھر ادھر منہ ماریں اور دیگر بہت سارے فرشتے جن کا ذکر صحیح حدیثوں میں آتا ہے اور ان میں سے اکثر ابوالشیخ ابن حیان الحافظ کی کتاب العظمۃ میں موجود ہیں اور تفسیر الطبری میں بطریق کنانۃ العدوی یہ حدیث مروی ہے کہ حضرت عثمان نے نبی علیہ السلام سے ان فرشتوں کی تعداد پوچھی جو ایک آدمی پر مقرر ہیں تو حضور علیہ السلام نے فرمایا، ہر آدمی کے ساتھ دس فرشتے دن کو اور دس ہی رات کو مقرر ہوتے ہیں۔ ایک[۱] دائیں، ایک[۲] بائیں، دو[۳،۴] آگے پیچھے، دو[۵،۶] ہونٹوں کے پاس جو صرف حضور علیہ السلام پر پڑھا جانے والا درود شریف محفوظ کرتے ہیں، اور دو[۷،۸] اس کے پہلوؤں پر، ایک[۹] اور اس کی پیشانی پکڑے ہوتا ہے اگر عاجزی و انکساری کرے تو بلند کرتا ہے اور تکبر کرے تو نیچا دکھاتا ہے اور دسواں[۱۰] نیند کی حالت میں اس کے منہ میں سانپ داخل ہونے سے بچاتا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ ہر آدمی کے ساتھ تین سو ساٹھ[۳۶۰] فرشتے ہوتے ہیں اور جہانِ بالا و زیریں کا ایک ایک گوشہ ان فرشتوں سے بھرا پڑا ہے جو حکمِ خداوندی کی خلاف ورزی نہیں کرتے اور وہی کچھ کرتے ہیں جس کا انہیں حکم ملتا ہے۔

مستدرکِ حاکم میں عبداللہ بن عمر کی روایت سے یہ حدیث موجود ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے دس حصے کئے جن میں نو حصے فرشتے اور ایک حصہ ساری مخلوق۔ اور حدیثِ معراج جس کی صحت پر اتفاق ہے میں ہے کہ بیت المعور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں جب نکلتے ہیں تو دوبارہ نہیں لوٹتے اور ترمذی، ابن ماجہ اور بزار میں حضرت ابوذر کی مرفوع حدیث ہے :-

"آسمان چرچرایا اور اسے چرچرانے کا حق ہے، اس میں چار انگل جگہ بھی ایسی نہیں جس پر کوئی نہ کوئی فرشتہ سربسجود نہ ہو۔"

اور طبرانی وغیرہ میں حضرت جابر اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوع حدیث ہے۔

"سات آسمانوں میں ایسی جگہ نہیں، نہ قدم بھر، نہ بالشت بھر نہ ہاتھ بھر جس میں کوئی نہ کوئی فرشتہ قیام کرنے والا، رکوع کرنے والا اور سجدہ کرنے والا نہ ہو اور معلوم ہے کہ قرآن شریف کی رو سے وہ سب جہاں کہیں ہوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے ہیں۔"

یہ خصوصیت تمام نبیوں میں صرف ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے اور حضرت کعب کا بیان ہے کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا، وہاں نبی محترم صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو رہا تھا، میں نے کہا، ہر صبح ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں یہاں تک کہ وہ قبر انور کو گھیر لیتے ہیں، اپنے پروں سے جھاڑ دیتے ہیں اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں یہاں تک کہ جب شام پڑتی ہے، یہ اوپر چلے جاتے ہیں اور ستر ہزار مزید اتر پڑتے ہیں یہاں تک کہ وہ قبر اطہر کو گھیرے میں لے لیتے ہیں اور اپنے پروں سے جھاڑ دیتے ہیں اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے ہیں، ستر ہزار صبح، ستر ہزار شام، یہاں تک کہ جب آپ کی قبر مبارک شق ہوگی تو آپ ستر ہزار فرشتوں کی معیت میں تشریف لائیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ آپ کی تعظیم و توقیر کریں گے، اس کو روایت کیا اسماعیل القاضی، ابن بشکوال اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور دارمی نے اپنی جامع کے باب ماکرم اللہ تعالیٰ بہ نبیہ میں اور ابن المبارک نے الرقائق میں۔ القول البدیع کی عبارت ختم ہوئی۔"

امام شعرانی نے اپنی کتاب لطائف المنن کے نویں باب میں فرمایا:۔
مجھے احمد السروی نے بتایا کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ فرشتے نورانی قلموں سے ایک صحیفہ میں لکھتے جاتے ہیں ہر وہ لفظ جو حضور علیہ السلام پر درود پڑھنے والے لوگ زبان پر لاتے ہیں، ایک اور موقع پہ مجھ سے فرمایا، میں نے ایک مرتبہ دیکھا کہ جو لفظ آدمی بولتا ہے، فرشتہ بنتا جاتا ہے جو اسی طرح اللہ کا ذکر کرتا ہے، پھر ہر

فرشتے کے ذکر کا ہر حرف بدستور فرشتہ بنتا جاتا ہے، پھر تیسرے دور کے فرشتوں کے ذکر سے بھی اسی طرح فرشتے بنتے جاتے ہیں اور یہ سلسلہ آگے تک چلتا ہی جاتا ہے، اگر انسانوں کی نگاہوں سے پردے اٹھ جائیں تو دیکھے کہ اس طرح پیدا ہونے والے فرشتوں سے فضا بھری ہوئی ہے۔ شعرانی فرماتے ہیں مجھے معلوم ہے کہ اس قسم کا مشاہدہ صرف اس شخص کو حاصل ہو سکتا ہے جس کا نفس بشری کدورتوں سے صاف ہو جائے یہاں تک کہ اس کا باطن فرشتوں کے باطن کی طرح ہو جائے اور جس کا باطن اس طرح پاک نہ ہو اس کی نگاہ سے اس قسم کے مشاہدے مستور رہتے ہیں، والحمد للہ رب العلمین۔

باب ثالث میں فرشتوں کی تعداد کے بارے میں وہ بیان آرہا ہے جس سے عقلیں دنگ رہ جائیں اور علامہ شیخ حرازم بن العربی برادۃ المغربی الفاسی نے اپنی کتاب جواہر المعانی فی فیض سیدی ابی العباس التیجانی میں شیخ کا یہ مقولہ نقل فرمایا ہے کہ:۔

"حدیث شریف میں ہے جب حضور علیہ السلام پر اس شان سے آیہ کریمہ:

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ الخ نازل ہوئی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تمہارے صلاۃ وسلام سے بے نیاز کر دیا ہے۔"

اور حافظ السخاوی نے الفاکہانی سے نقل کیا کہ جہاں تک ہم کو معلوم ہے قرآن یا کہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر کسی اور پر صلوٰۃ نہیں بھیجی یہ وہ خصوصیت ہے جو آپ کے بغیر کسی اور نبی میں نہیں پائی جاتی الخ۔ (وفیہ نظر ظاہر فتدبر۔ مترجم)

علامہ سید محمود آلوسی بغدادی نے تفسیر روح المعانی میں فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کے بغیر کسی امت کو یہ حکم نہیں دیا کہ وہ اپنے نبی پر درود وسلام بھیجے پس یہ امت محمدیہ کی خصوصیت ہے۔ الخ

ابوعبداللہ الرصاع نے اپنی کتاب: تحفۃ الاخیار فی فضل الصلوٰۃ
علی النبی المختار میں کہا، آیہ کریمہ دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ
نبی اکمل اور نورِ اوّل پر صلاۃ بھیجتا ہے اور اے سننے والے تجھ پر لازم ہے کہ اپنے
دل سے وہ خیال ختم کر دے جو تیرے خالق و مالک کے شایانِ شان نہیں کیونکہ تیرے
ذہن میں صلاۃ کا تصور یہ ہے کہ زبان سے حضور پر درود پڑھے اور اپنے دل و زبان
سے آپ کی ثنا کرے حالانکہ یہ اوصاف خالقِ کائنات کی شان کے لائق نہیں اور اس
ذات سے ممکن نہیں جو مخلوق کی زبان سے منزّہ و مبرّا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے مشابہ
کوئی نہیں نہ ذات میں نہ صفات میں، اگر تم نے یہ سنا ہو کہ وہ متکلم ہے تو یہ نہ سمجھ
لینا کہ وہ تیری طرح کلام کرتا ہے، اعضاء و زبان سے کیونکہ وہ بڑا انصاف پسند بادشاہ
اس سے بہت بلند ہے بلکہ اس کا کلام قدیمی، ازلی، ابدی ہے اس کے آخر کی
کوئی انتہا نہیں اور اس کے اوّل کی کوئی ابتدا نہیں، اس کے کلام میں نہ آواز، نہ
حرف، نہ تقطیع نہ تالیف اور نہ توضیع، بلکہ اس کا قول اور کلام اس کی صفات میں
سے ہے پس اس کا قدیمی ہونا واجب ہے جیسے اس کی ذات، اسی طرح اسکی
ایک ایک صفت مثلاً علم، قدرت، ارادہ، سمع، بصر، حیات سب ازلی سرمدی اور ابدی
ہیں، پس وہی عالم، خبیر، مدبّر اور قدیم ہے، جس کی مثل کوئی نہیں اور وہی سنتا،
دیکھتا ہے الخ۔

اسی طرح علامہ آلوسی نے: یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا
تَسْلِیْمًا کے تحت فرمایا، مولیٰ جل جلالہ نے اہلِ ایمان کو بلایا، اہلِ احسان کو نہیں
پکارا، گنہ گاروں کی تسلی کے لئے اور کافروں کو اس لئے نہیں پکارا کہ وہ اپنی خسّت
اور گھٹیا پن کی وجہ سے خطاب کے لائق ہی نہیں اور نہ ہی ربّ الارباب کے ساتھ
مناجات کے قابل ہیں، رہا یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْیَوْمَ

میں خطاب تو بہ محض زجر و توبیخ و عتاب و تنبیہ اور ان کے دلوں میں ندامت پیدا کرنے کے لئے اور رحمتِ خداوندی سے دور کرنے کے لئے ہے، الرصاص نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اسمِ جلالت ذکر فرمایا ہے اور اسمائے حسنیٰ میں سے کوئی اور اسم گرامی ذکر نہیں فرمایا مثلاً یوں نہیں فرمایا اِنَّ الرَّبَّ یُصَلِّیْ وغیرہ، اس لئے کہ اسمِ جلالت (اللہ) ہی تمام اسماء و صفات کا جامع ہے کیونکہ جب تم کہتے ہو اللہ تو تم نے قطعی یہ اعتراف کر لیا کہ وہ ایک ہی معبود ہے۔ فرد بے نیاز، نیکوکاری کرنے والا، کریم، بہت سخی، عظیم، رؤف اور رحیم وغیرہ ہے اب اگر اللہ تعالیٰ اپنا کوئی وصفی نام ذکر فرماتا جس سے اس کے حبیب کے لئے رحمت و عظمت ثابت ہوتی تو یہ وہم پیدا ہوتا کہ آپ پر صلوٰۃ و رحمت صرف اسی اسمِ وصفی کی وجہ سے ہے اور دوسرے اسمائے صفاتیہ کا اس سے کوئی پتہ نہ چلتا بخلاف اسمِ ذاتی (اللہ) کے جس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ صلوٰۃ و سلام اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات دونوں کی طرف سے ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام پر رحمت اور صلوٰۃ اپنے تمام اسمائے حسنیٰ کے ساتھ بھیجی ہے اور اس کے ہر اسمِ مبارک نے اپنے حبیب کے لئے رحمت و تعظیم کا اقتضاء کیا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام بلند کی کامل عزت و عظمت کے اظہار کے لئے یہ انداز زیادہ بلیغ ہے گویا فرمانِ باری کا مطلب ہوا کہ رب بھی اپنے نبی پر صلوٰۃ بھیجتا ہے، رحمٰن بھی اپنے نبی پر صلوٰۃ بھیجتا ہے، الملک الدیّان اپنے حبیب پر صلوٰۃ بھیجتا ہے، کریم اپنی معزز ترین مخلوق پر درود بھیجتا ہے، عظیم زمین و آسمان والوں کے آقا پر صلوٰۃ بھیجتا ہے، معلوم و نامعلوم تمام اسمائے حسنیٰ اسی طرح ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکال لئے جائیں اور اسمِ جلالت (اللہ) میں ان سب کو جمع کر لیا جائے اس سے دو فائدے ہوئے اوّل ایجاز و اختصار دوم حضور علیہ السلام کی تعظیم و تکریم و بزرگی، اور الرصاص رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا: ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کے بہت سارے اسمائے مبارکہ اور صفات عالیہ ہیں مگر یہاں النبی فرمایا، الرسول وغیرہ نہیں فرمایا۔ اس میں یہ راز مضمر ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے عام صفت جس سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مشرف فرمایا اور دیگر اپنے نبیوں کو آپ کے ساتھ شریک کیا اور بجز انبیائے کرام کے دوسرے کسی کو عطا نہیں فرمائی وہ ہے اللہ تعالےٰ کا آپ کو اپنے غیب پر مطلع اور باخبر کرنا اور اپنے اسرار و رموز سے آپ کو آگاہ کرنا، مولیٰ تعالیٰ نے آپ کو اس بارے میں اتنا کچھ عطا فرمایا جو کسی اور کے حصے میں نہیں آیا، علم و عقل اور فہم و ادراک اس کا اندازہ کرنے سے قاصر ہے گویا رب العزت اس حقیقت کی طرف اشارہ فرمارہا ہے کہ جس طرح اس نے آنجناب کو علوم لدنیہ اور عطایائے ربانیہ سے مخصوص فرمایا کہ آپ کا شرفِ مقام ظاہر ہو، اسی طرح اس نے آپ کو درود شریف کے ساتھ مختص فرمایا تاکہ معلوم ہو کہ اس کی بارگاہ میں حضور علیہ السلام کا کیا مرتبہ و مقام ہے۔

اس میں ایک اور اشارہ بھی ہے اور وہ یہ کہ جیسے رب تعالیٰ نے آپ پر اپنے اسمِ ذاتی (اللہ) کے ذریعہ درود بھیجا تاکہ تمام اسماء و صفات اس میں شامل ہو جائیں اسی طرح اللہ تعالےٰ نے آپ کے اس اسم کا ذکر فرمایا جو سب کو عام سب پر مشتمل اور جامع ہے، گویا فرماتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے نبی پر درود بھیجتا ہے اپنے رسول پر درود بھیجتا ہے، بے شک اللہ کریم ذات پر درود بھیجتا ہے اور بیشک اللہ رؤف و رحیم پر صلوات بھیجتا ہے کیونکہ یہ صفات لفظِ نبی پر اسی طرح جاری ہوتی ہیں جیسے اللہ کی صفات اسمِ جلالت (اللہ) پر جاری ہیں، تحفۃ الرصاع کی عبارت ختم۔

القول البدیع میں فرمایا، قولِ باری تعالےٰ سلموا تسلیما میں مصدر کے ساتھ سلام کی تاکید فرمائی گئی ہے حالانکہ صلوٰۃ کی اس طرح تاکید نہیں فرمائی گئی اس لئے کہ صلوٰۃ میں دو طرح سے تاکید آچکی ہے ایک تو اس سے پہلے اِنَّ لانے سے

اور دوسرے صلوٰۃ کی نسبت اللہ اور فرشتوں کی طرف کرنے سے اور سلام میں ایسی کوئی وجہ نہیں پائی گئی لہذا بہتر تھا کہ اس کی تاکید مصدر سے کی جاتی" یہ توجیہ الفاکہانی نے کی ہے"۔

حافظ ابن حجر نے کہا کہ جب صلاۃ کو لفظی طور پر مقدم کیا گیا تو اس میں زیادہ اہتمام پیدا ہو گیا اب سلام میں بھی مصدر لاکر تاکید پیدا کر دی گئی تاکہ دونوں کی اہمیت واضح ہو جائے اور یہ وہم پیدا نہ ہو کہ سلام کو بعد میں ذکر فرما کر اس کی اہمیت گھٹائی گئی ہے۔ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ اس کی وجہ کیا ہے کہ صلوٰۃ کی نسبت تو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کی طرف کر دی گئی اور سلام کی نسبت ان کی طرف نہیں کی گئی حالانکہ اہل ایمان کو دونوں کا حکم فرمایا گیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اس کا جواب یوں دیا جا سکتا ہے کہ سلام کے دو معنی ہیں ایک تحفہ و ہدیہ اور دوسرا اطاعت و انقیاد۔ پس مومنین کو تو ان دونوں کا حکم دیا کہ ان کی طرف سے یہ دونوں معنی صحیح ہیں لیکن اللہ اور فرشتوں کی طرف اطاعت و انقیاد کی نسبت جائز نہیں لہذا اس وہم کو ختم کرنے کے لئے ان کی طرف سلام کی نسبت نہیں فرمائی گئی۔ واللہ اعلم۔

جو احتمال ابن حجر نے ذکر کیا ہے اس کو امام جبیر بن محمد نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا کا مطلب ہے کہ حضور علیہ السلام تم کو جس بات کا حکم دیں اس پر دل و جان سے راضی ہو، یہ بات پہلے بھی گزر چکی ہے۔ السخاوی نے کہا، سلام کے معنی میں اختلاف کیا گیا ہے، کچھ نے یہ معنی کیا کہ یا رسول اللہ! آپ پر وہ سلام ہو جو اللہ تعالےٰ کا نام ہے اور تاویل یہ کی کہ آپ خیرات و برکات سے خالی نہ ہوں اور آپ ہمیشہ ناپسندیدہ باتوں اور آفات سے محفوظ رہیں کیونکہ ایسے امور میں اللہ تعالےٰ کا اسم گرامی اسی توقع پر ذکر کیا جاتا ہے کہ اس میں خیر و برکت کے تمام معانی جمع ہیں اور خرابی و فساد کے عوارض

معدوم ہوتے ہیں، یہ بھی احتمال ہے کہ سلام بمعنی سلامتی ہو یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو برائی
اور نقائص سے سلامت رکھے پس جب تم کہتے ہو اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ۔
تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ الٰہی! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ان کی دعوت،
امت اور ذکر کے ہر نقص سے سلامتی لکھ دے تاکہ آپ لوگوں کو جو ایمان باللہ
کی دعوت دیتے ہیں وہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ترقی کرتی جائے، آپ کی امت
میں اضافہ ہو اور آپ کا ذکر بلند ہو، یہ قول امام بیہقی کا ہے الخ۔

فرمایا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سلام بمعنی مسالمہ اور انقیاد ہو، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ
ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔

محبوب! تمہارے رب کی قسم یہ مومن نہیں ہو سکتے تاوقتیکہ تم کو اپنے
باہمی جھگڑوں میں حاکم نہ مان لیں پھر تمہارے فیصلے پر دلوں میں کوئی
تنگی نہ پائیں اور خوشی خوشی سر تسلیم خم کر دیں الخ"

الفاسی نے شرح الدلائل میں فرمایا:۔

ابن عرفہ نے سَلِّمُوا تَسْلِيمًا کی تفسیر میں اپنے شیخ عبد السلام کا یہ قول نقل کیا ہے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے والا لفظ تسلیما کی تاکید نہیں لاتا اور صرف یہ کہتا ہے
صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم، اور یہی کافی ہے کیونکہ درحقیقت یہاں دوسروں کو
یہ خبر دینا مقصود نہیں کہ اللہ درود وسلام بھیجتا ہے بلکہ انشاء ہے نہ کہ اخبار۔ ان کے
معاصر الزبیری کہا کرتے تھے کہ درود شریف پڑھتے وقت تسلیما کو بھی زیادہ کر لینا چاہیے
جیسا کہ آیت کریمہ میں ہے الخ۔

القول البدیع میں فرمایا کہ ماہِ شعبان کی فضیلت میں ابن ابی الصیف الیمنی
کی بلا اسناد ایک روایت بیان کی جاتی ہے کہ شعبان المعظم نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم

پر درود پڑھنے کا مہینہ ہے کیونکہ درود شریف کی آیت مبارکہ اسی مہینہ میں نازل ہوئی تھی اور ابن بشکوال نے عبدوس الرازی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جس آدمی کو نیند کم آئے سوتے وقت آیت کریمہ: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا پڑھ لیا کرے۔

السخاوی نے کہا، اس آیہ کریمہ کے فوائد میں سے جیسا کہ ابن ابی الدنیا نے ابن فدیک سے نقل کیا، ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ جو آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کے پاس کھڑے ہو کر یہ آیت پڑھے: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ الآیۃ پھر کہے صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ! یہاں تک کہ ستر مرتبہ یہی کہتا چلا جائے تو فرشتہ اس کو پکارتا ہے صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا فُلَانُ! آج تیری کوئی حاجت پوری ہوئے بغیر نہ رہیگی۔

ابن حجر الہیتمی نے یہی روایت اپنی کتاب الجواہر المنظم میں امام البیہقی کے حوالہ سے نقل فرمائی، پھر فرمایا، اس روایت میں حضور علیہ السلام کا نام لے کر پکارنے کے جواز پر کوئی دلیل نہیں کیونکہ ہمارے آئمہ نے اس کے حرام ہونے کی تصریح کر دی ہے، حرام صرف اس صورت میں ہے جب عامیانہ انداز سے ہو فرمان باری تعالیٰ ہے:۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا

رسول کو اس عامیانہ انداز سے مت بلاؤ جس طرح ایک دوسرے کو بلاتے ہو"

ہاں! آپ کو اس طرح پکارے مثلاً یا نبی اللہ! یا رسول اللہ! یہ حکم اس حدیث صحیح کے مخالف نہیں جس میں آتا ہے کہ:۔

"ایک نابینا شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض پرداز ہوا، اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے کہ مجھے شفا عطا فرمائے، آپ نے اس کو اچھی طرح وضو کرنے اور یہ دعا مانگنے کا حکم دیا:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِیَّ، فَقَامَ وَقَدْ اَبْصَرَ۔

"الٰہی! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں، تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیِ رحمت کے وسیلہ سے۔ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اپنی حاجت براری کے لیے، الٰہی! حضور علیہ السلام کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔ پس وہ کھڑا ہوا تو بینا ہو چکا تھا۔"

یہ روایت اس حدیث کے خلاف اس لیے نہیں کہ حضور علیہ السلام صاحب حق ہیں آپ کو اختیار ہے جیسے چاہیں تصرف کریں، کسی اور کو آپ پر قیاس نہیں کیا جا سکتا، ابنِ حجر نے فرمایا، سلفِ صالحین نے یہ دعا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی اپنی حاجات میں استعمال فرمائی ہے اور حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں بعض صحابہ نے یہ دعا ان کے سامنے ایک حاجتمند کو سکھائی تھی اور وہ حاجت آپ سے متعلق تھی۔ ان صاحب نے اس پر عمل کیا اور مقصد حاصل کیا، ابنِ حجر کا کلام ختم ہوا۔

فرمایا توسّل، استغاثہ، شفاعت اور توجہ میں کوئی فرق نہیں خواہ حضور علیہ السلام سے کیا جائے یا دیگر انبیاء علیہم السلام یا اولیائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے امام تقی الدین السبکی کا بھی اس میں اتفاق ہے الخ

میں نے الشہاب الرملی کے فتاویٰ میں دیکھا ہے کہ حضور علیہ السلام کا اسم گرامی لے کر پکارنا اس وقت حرام ہے جب اس کے ساتھ احترام و تعظیم کا کوئی قرینہ

نہ ہو، عبارت یہ ہے :۔

"سوال کیا گیا کہ حضور علیہ السلام کو نام لے کر پکارنے کی حرمت کیا آپ کے زمانہ (حیاتِ ظاہری) سے خاص ہے یا عام؟ اگر کہو عام ہے تو کیا اس صورت میں جب قرینہ تعظیم سے خالی ہو؟ اور اگر قرینہ تعظیم پایا جائے تو پھر حرام نہیں؟ مثلاً کہتا ہے یا محمد الوسیلہ (اے محمد! وسیلہ بنیے) یا محمد الشفاعۃ (اے محمد! شفاعت فرمایئے) یا محمد الحسب (اے محمد! کفایت فرمایئے) وغیرہ۔ تو فرمایا حرمت عام ہے لیکن حرام اس صورت میں ہے جب اس کے ساتھ تعظیم کا کوئی قرینہ نہ ہو، اور اگر قرینہ تعظیم موجود ہو جیسا کہ سوال میں ہے تو پھر حرام نہیں اور علماء کا حرام کہنا اسی صورت پر محمول ہے جب قرینہ تعظیم نہ ہو۔" الخ

میں کہتا ہوں قرینہ تعظیم جہاں پایا جائے اس کی مثال میرے قصیدہ ہمزیہ القصیہ المسماۃ طیبۃ الغراء فی مدح سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے ؂

كُلُّ وَصْفٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ جَمِيْلٌ لَكَ مَهْمَا تَعَدَّدُ الْاَسْمَاءُ
فَلَكَ الْحَمْدُ يَا مُحَمَّدُ يَا اَحْمَدُ مِنْ كُلِّ حَامِدٍ وَّ ثَنَاءُ

"دنیا میں جو اوصافِ حمیدہ ہیں جب بھی ان کا شمار ہو، وہ آپ کے لئے ہیں پس اے محمد! اے احمد! ہر مدح خواں کی حمد و ثناء آپ کیلئے ہی ہے۔"

تتمہ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا حکم

القول البدیع میں ہے ہمارے شیخ یعنی حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا :۔
درود شریف کے حکم کے بارے میں جہاں تک کلام علماء پر مجھے واقفیت ہو سکی

دس مذہب ہیں۔

پہلا مذہب ابن جریر طبری وغیرہ کا ہے کہ یہ مستحب ہے اور آیہ کریمہ میں جو امر آیا ہے وہ وجوب کے لئے نہیں، ندب کے لئے ہے بعض علماء نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ ایک سے زائد مرتبہ پڑھنا مستحب ہے اور یہی بات متعین ہے واللہ اعلم۔

دوسرا مذہب یہ ہے کہ فی الجملہ واجب ہے کوئی تعداد مقرر نہیں لیکن کم از کم حد یہ ہے کہ ایک مرتبہ پڑھے۔ قاضی ابو محمد بن نصر نے کہا، حضور علیہ السلام پر درود پڑھنا واجب ہے۔ ابن عبد البر نے کہا، علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ حضور علیہ السلام پر درود بھیجنا فرض ہے ہر مومن پر کیونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:۔

یَآیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

تیسرا مذہب یہ ہے کہ عمر بھر میں ایک مرتبہ واجب ہے خواہ نماز میں پڑھے یا اس کے علاوہ اسی طرح جس طرح کلمہ توحید۔ یہی ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ، مالک، الثوری الاوزاعی رضی اللہ عنہم اجمعین کا مذہب بتلایا جاتا ہے یعنی عمر بھر میں ایک مرتبہ واجب ہے کیونکہ امر مطلق تکرار نہیں چاہتا۔ قاضی اور ابن عبد البر نے کہا، جمہور امت کا یہی قول ہے ابن حزم کا مسلک بھی یہی ہے۔ القرطبی نے کہا، عمر بھر میں ایک مرتبہ واجب ہونے میں کوئی اختلاف نہیں اور یہ ہر وقت واجب ہے سنن مؤکدہ کی طرح۔ اس سے پہلے ابن عطیہ نے بھی یہی کہا ہے کہ نبی علیہ السلام پر درود بھیجنا ہر حال میں سنن مؤکدہ کی طرح واجب ہے جس میں ترک کی گنجائش نہیں اور اس سے وہی غفلت برتے گا جو بے نصیب ہو۔

چوتھا مذہب یہ ہے کہ نماز کے آخری قعدہ میں تشہد اور سلام کے درمیان واجب ہے۔

پانچواں مذہب یہ ہے کہ پہلے تشہد میں واجب ہے، یہ قول الشعبی اور

اسحٰق بن راہویہ کا ہے۔

چھٹا مذہب یہ ہے کہ نماز میں واجب ہے لیکن کوئی مقام معین نہیں، یہ قول ابو جعفر الباقر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

ساتواں مذہب یہ ہے کہ کثرت سے پڑھنا واجب ہے، تعداد کی کوئی قید نہیں، مالکیہ میں سے ابوبکر بن بکیر کا یہی مسلک ہے عبارت یہ ہے:۔

"اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر فرض کر دیا کہ وہ حضور علیہ السلام پر صلوٰۃ و سلام بھیجے اور اس میں کوئی وقت متعین نہیں فرمایا۔ پس واجب یہ ہے کہ آدمی کثرت سے درود و سلام بھیجے اور غفلت کا شکار نہ ہو۔ بعض مالکیہ نے کہا کہ حضور علیہ السلام پر درود پڑھنا اسلامی فرض ہے اس میں کسی تعداد کی قید نہیں نہ ہی وقت معین ہے۔ واللہ اعلم۔"

آٹھواں مذہب یہ ہے کہ جب بھی حضور علیہ السلام کا ذکر کیا جائے طحاوی حنفیہ کی ایک جماعت، الحلیمی اور شیخ ابو حامد الاسفرائنی اور شافعیہ کی ایک جماعت کا یہی مسلک ہے، مالکیہ میں سے ابن العربی نے کہا، اسی میں زیادہ احتیاط ہے، اور طحاوی کی عبارت ہے کہ جب بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر سنے یا خود ذکر کرے تو صلوٰۃ وسلام پڑھنا واجب ہے اور اس جماعت کی دلیل یہ ہے کہ آیہ کریمہ میں امر ہے (صَلُّوْا، سَلِّمُوْا) جو وجوب کو چاہتا ہے اور اس مقام پر ہمیشہ امر کو تکرار پر محمول کیا جائے گا کیونکہ امر تکرار پر بھی دلالت کرتا ہے جیسا کہ امر متعلق ایک قول ہے اور اسی لیئے لہٰذا کہا کہ انہوں نے یہ حدیث ذکر کرنے کے بعد کہ بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے" فرمایا یہ حدیث ان لوگوں کے قول کی تائید کرتی ہے جو کہتے ہیں "جب بھی حضور علیہ السلام کا ذکر کیا جائے درود بھیجنا واجب ہو جاتا ہے" اور میرا میلان بھی اسی طرف ہے اور ابوالیمن بن عساکر نے

کہ میں کہتا ہوں اللہ کا کلام حق ہے جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے اور ان نصوص سے جو بات میری سمجھ میں آئی ہے وہ یہی ہے کہ ہر مکلف پر واجب ہے کہ جب بھی آنحضور سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرے یا سنے آپ پر درود پڑھنا واجب ہے، ایسا نہیں جیسا کہ بعض لوگوں نے دعویٰ کیا ہے کہ آیت کریمہ سے استحباب کا ثبوت ملتا ہے اور ان لوگوں کی طرح جن کا گمان ہے کہ درود شریف عمر بھر میں صرف ایک مرتبہ واجب ہے اور جو کچھ میں نے کہا ہے اس پر دلیل وہ حدیث ہے جو میں نے ذکر کر دی ہے کہ جب جبریل علیہ السلام نے نبی علیہ السلام سے عرض کیا تھا کہ آپ میری اس دعا پر آمین فرمائیں کہ جس شخص کے سامنے آپ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے وہ دور ہو جائے۔ اس میں حضور کی عظمتِ شان اور آپ کے حکم کی تکریم و تعظیم ہے کیونکہ اللہ سے دوری کا معنی ہے اس کی رحمت، قربت، درجات کی بلندی، گناہوں کے خاتمے اور نیکیوں میں اضافے اور طرح طرح کی دیگر عظمتوں سے دور ہونا اور جب یہ سب کچھ فوت ہو گیا تو گویا انعام و اکرام کے تمام مراتب فوت ہو گئے اور جس شخص نے آخرت میں اپنے لئے ان چیزوں کو ترجیح دی تو یقیناً اس نے اپنے لئے بدترین محرومی کو پسند کر لیا اور اپنے رب سبحانہٗ سے حجاب میں ہو گیا اور اس کی بارگاہ سے دور ہوا جو انتقام کا آخری درجہ ہے اسی لئے اس کا ذکر عذاب جہنم سے پہلے رکھا گیا ہے، فرمانِ باری تعالےٰ ہے:۔

كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ۔

"یوں نہیں! بے شک وہ (منکر) اس دن اپنے رب سے پردے میں ہوں گے، پھر وہ جہنم رسید ہوں گے۔"

اس کی تائید یوں بھی ہوتی ہے کہ جو شخص حضور علیہ السلام کے ذکر کے وقت آپ پر درود شریف نہ پڑھے وہ والدین کے نافرمان اور ماہِ رمضان کی بے حرمتی کرنیوالوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اس کا روزہ اور حرمت فرض عین ہے اور یہ میرے قول پر بڑی مضبوط دلیل ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرنا چاہیں اور مجھے ہمارے شیخ ابوالحسن ہمدانی نے جو اپنے وقت کے شیخ الفنون تھے اپنے شیخ امام ابراہیم ابنِ جبارہ اصولی سے اور انہوں نے اپنے شیخ امام عصر مظہر مذہب السنۃ ابوبکر طرطوشی رحمہم اللہ سے یہ روایت بتائی کہ یہاں اثر تکرار چاہتا ہے پس جب بھی نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جائے درود شریف پڑھنا واجب ہے اور یہی مذہب ہے شیخ ابوالحسن الاسفرائنی کا الخ۔

فرمایا کہ جن لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ جب بھی حضور علیہ السلام کا ذکر کیا جائے آپ پر درود شریف پڑھنا واجب ہے ان میں پھر اس بات میں اختلاف ہے کہ آیا یہ فرضِ عین ہے جو ہر ایک پر فرض ہوتا ہے یا فرضِ کفایہ ہے کہ بعض کے بجالانے سے باقیوں سے ساقط ہو جائے۔ اکثر علماء پہلے مسلک کے قائل ہیں اور جو دوسرے مسلک کے قائل ہیں ان میں ابواللیث سمرقندی حنفی بھی شامل ہیں، ہمارے شیخ حافظ ابنِ حجر نے فرمایا کہ جو لوگ کہتے ہیں جب بھی حضور علیہ السلام کا ذکر کیا جائے درود شریف پڑھنا واجب ہے انہوں نے ان احادیث سے استدلال کیا ہے جن میں درود نہ پڑھنے والوں کو "ناک خاک آلود ہو"، "رحمت سے دور ہوا"، "بدبخت، بخیل، جفاکار" وغیرہ فرمایا گیا ہے کیونکہ یہ سب مقتضیٔ وعید ہیں کیونکہ جس عمل کے ترک پر شریعت میں وعید آئی ہو وہ اس کے وجوب کی دلیل ہے ان کا ایک معنوی استدلال یہ بھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجنے کا حکم اس لئے آیا ہے کہ آپ کے احسان کا بدلہ ادا کیا جائے اور آپ کا احسان تو دائمی ہے لہٰذا جب بھی آپ کا ذکر کیا جائے، درود

شریف کی تاکید کی جائے گی، انہوں نے اس سے بھی استدلال کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا

"رسول کے بلانے کو باہم ایک دوسرے کے بلانے کی طرح نہ ٹھہراؤ"

اب اگر آپ کا معاملہ بھی ایسا ہی ہو کہ جب آپ کا ذکر ہو درود پڑھنا واجب نہ ہو تو پھر آپ ایک عام آدمی کی طرح ہوئے اور اگر دعاء الرسول سے مراد وہ دعا (پکارنا) ہو جس کا تعلق رسول سے ہو تو ہمارے مقصد کی مزید تاکید ہو جاتی ہے، الحلیمی نے کہا جب ہم نے کہہ دیا کہ جب بھی حضور علیہ السلام کا ذکر کیا جائے، درود وسلام پڑھنا لازم ہے تو اب اگر مجلس ایک ہو اور مجلس بھی علمی اور روایت سنت کی ہو تو یہ کہنا ممکن ہوگا کہ جس شخص نے مجلس میں بار بار آپ کا ذکر اقدس سن کر درود و سلام سے غفلت کی اور اختتام مجلس پر ایک مرتبہ آپ پر صلاۃ وسلام بھیج دیا تو یہ کافی ہے کیونکہ جب پوری مجلس ہی آپ کے ذکر پاک کے لیے منعقد کی گئی تو ایک ہی حالت پائی گئی، یہ ایسے ہی ہے جیسے آپ کا اسم گرامی بار بار ذکر کیا جائے اور آخر میں درود وسلام پڑھ لیا جائے اور اگر ایسی مجلس نہیں تو میرے خیال میں جب بھی حضور کا ذکر کیا جائے، درود وسلام پڑھا جائے اور میں اس سلسلہ میں کسی تاخیر کا روادار نہیں کیونکہ حضور کا ذکر چھینکنے والے کے حق سے کسی طرح کم نہیں فرمایا، کہ جس شخص نے بھی آپ کا ذکر سن کر بھی درود وسلام نہ پڑھا اور پھر مستقبل میں توبہ واستغفار کے بعد پڑھ لیا تو ہم کو توقع ہے کہ اس کا گناہ معاف ہو جائے گا اور اس کو قضا نہیں کیا جائے گا۔ واللہ اعلم!

نواں مسلک یہ ہے کہ ایک مجلس میں صرف ایک مرتبہ درود وسلام واجب ہے۔ چاہے آپ کا ذکر بار بار آئے۔ یہ بات زمخشری نے بیان کی ہے۔

امام اوزاعی سے پوچھا گیا کہ ایک کتاب جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک بار بار ہو تو کیا ہر بار درود وسلام پڑھنا واجب ہے؟ انہوں نے کہا، ایک مرتبہ پڑھ تو کافی ہے۔ الترمذی نے بعض اہل علم کا قول نقل کیا ہے کہ جب کوئی شخص حضور علیہ السلام پر ایک مرتبہ درود پڑھے جب تک اس مجلس میں ہے اسکو کافی ہے۔

دسواں قول یہ ہے کہ ہر دعا میں درود شریف پڑھنا واجب ہے، القول البدیع مختصراً ختم ہوئی۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں امام شافعی کا وہ قول نقل کر دیا جائے جس کو بیہقی نے باسند ذکر کیا ہے۔ فرمایا کہ آدمی کے لئے یہ مکروہ ہے کہ کہے، رسول اللہ نے فرمایا بلکہ یوں کہنا چاہئیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس میں حضور کی تعظیم ہے۔

عنقریب پانچویں باب میں یہ بات آرہی ہے کہ مقاماتِ مذکورہ کے علاوہ کہاں کہاں درود شریف پڑھنے کی تاکید ہے۔

حضور علیہ السلام پر سلام پڑھنے کا حکم

حافظ سخاوی نے آیہ کریمہ پر کلام کرتے ہوئے فرمایا:۔

معلوم ہونا چاہئیے کہ حضور علیہ السلام پر سلام پڑھنے کا مرتبہ ترقی کرتے کرتے چند مقامات پر وجوب تک پہنچ جاتا ہے، پہلا مقام ہے آخری تشہد، امام شافعی نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ دوسرا مقام وہ ہے جس کو الحلیمی نے نقل کیا ہے کہ جب بھی حضور علیہ السلام کا ذکر کیا جائے آپ پر سلام بھیجنا واجب ہے۔ اور مالکیہ میں سے الطرطوشی کی رائے وجوب پر قائم ہے، ابن فارس اللغوی نے سلام کو صلاۃ کے ساتھ فرضیت میں مساوی قرار دیا ہے وہ کہتے ہیں کہ آپ پر صلاۃ اور یونہی سلام بھیجنا فرض ہے۔ دلیل یہی فرمانِ باری تعالیٰ ہے وسلموا تسلیما (اور خوب خوب سلام بھیجو)

تیسرا قول یہ ہے کہ سلام کی نذر مانیں تو واجب ہے کیونکہ یہ بہت بڑی عبادت اور جلیل القدر قربت ہے ویسے مالکیہ اور حنفیہ میں سے کسی نے یہ مسلک پیش نہیں کیا۔ الخ۔

حضور علیہ السلام کے علاوہ دوسروں پر صلوٰۃ وسلام بھیجنے کا حکم

امام نووی نے الاذکار میں فرمایا:۔
ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجنے پر سب کا اجماع ہے اسی طرح مستقل طور پر قابلِ ذکر ہستیوں مثلاً دوسرے انبیائے کرام اور فرشتوں پر اس کے جواز واستحباب پر اجماع ہے۔ رہا غیر انبیاء پر مستقل طور پر صلوٰۃ بھیجنا تو اس کو ہمارے بعض اصحاب نے حرام قرار دیا ہے اور بعض نے اسے خلافِ اولیٰ کہا ہے اور صحیح مسلک جس پر علماء کی اکثریت ہے یہ مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ یہ اہلِ بدعت کی علامت ہے اور ہم کو ان کی مشابہت سے منع کیا گیا ہے۔ ہمارے اصحاب (اہلِ سنت) نے فرمایا کہ اس سلسلہ میں اعتماد جس چیز پر ہے وہ ہے سلف کا کردار اور زبانِ سلف پر صلوٰۃ انبیاء کے ساتھ مخصوص رہا ہے جیسے ہم کہتے ہیں عزّوجلّ اللہ کے ساتھ مخصوص ہیں۔ تو جس طرح محمد عزّوجلّ نہیں کہا جاتا حالانکہ حضور عزیز بھی ہیں اور جلیل بھی۔ اسی طرح ابوبکر یا علی صلے اللہ علیہ وسلم نہیں کہا جاتا اگرچہ اس کا معنی صحیح ہے۔ اس پر بھی علماء کا اتفاق ہے کہ غیر انبیاء کو صلوٰۃ میں انبیاء کے تابع کر دینا جائز ہے پس یوں کہا جائے گا:۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ اَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ

کیونکہ اس بارے میں صحیح احادیث موجود ہیں اور تشہد میں ہمیں اس کا حکم دیا گیا ہے اور سلف نماز کے باہر بھی ہمیشہ اس پر عمل پیرا رہے ہیں۔ رہا سلام تو اس کے بارے میں ہمارے اصحاب میں سے شیخ ابو محمد الجوینی نے فرمایا کہ یہ بھی صلوٰۃ کے حکم میں ہے۔

پس غائب کے لئے استعمال نہیں ہوگا اور انبیاء کے بغیر کسی اور پر مستقلاً نہیں بولا جا سکتا، لہذا علی علیہ السلام نہیں کہا جا سکتا اس میں زندہ اور مردہ برابر ہیں، ہاں احاضر کو سلام کے ساتھ مخاطب کیا جا سکتا ہے، پس یوں کہا جا سکتا ہے سَلَامٌ عَلَیْكَ، سَلَامٌ عَلَیْکُمْ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یا عَلَیْکُمْ اس پر سب کا اجماع ہے۔

فرمایا کہ صحابہ، تابعین اور بعد والے علماء، عبادت گزار اور ربانی نیک لوگوں کے لئے رحمۃ اللہ علیہ اور رضی اللہ عنہ کہنا مستحب ہے اور بعض علماء کا رضی اللہ عنہ کو صحابہ اور رحمۃ اللہ علیہ کو دوسروں کے لئے مخصوص کرنا ٹھیک نہیں۔ کہا کہ حضرت لقمان اور بی بی مریم نبی نہیں، پس جب ان کا ذکر ہو تو راجح یہ ہے کہ رضی اللہ عنہ کہا جائے اور بعض نے کہا کہ یہ کہنا چاہیئے: صلی اللہ علی الانبیاء وعلیہ یا علیہا وسلم، اور اگر علیہ یا علیہا السلام کہا تو ظاہر یہ ہے کہ کوئی حرج نہیں الخ ملخصاً۔

قاضی العیاض نے شفاء شریف میں فرمایا کہ جس بات کی طرف محققین اور خود میرا بھی رجحان ہے وہ امام مالک اور سفیان ثوری رحمہما اللہ کا قول ہے، وہی ابن عباس سے مروی اور بہت سے فقہاء و متکلمین کا مسلک مختار ہے کہ انبیائے کرام کا جب ذکر ہو تو اس وقت غیر انبیاء پر صلاۃ نہ بھیجے کیونکہ یہ چیز انبیائے کرام کے ساتھ مختص ہے تاکہ ان کی عظمت و توقیر معلوم ہو، جیسے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے وقت تنزیہہ، تقدیس اور تعظیم اس کا خاصہ بن جاتی ہے اور کوئی دوسرا اس کا شریک نہیں ہوتا اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام کو صلوٰۃ وسلام کے ساتھ مختص کرنا واجب ہے اور کسی اور کو اس میں شریک نہ کرے جیسے اللہ کا حکم ہے: صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا اور آپ کے سوا دیگر ائمہ وغیرہ کا ذکر غفران و رضا کے ساتھ کیا جائے گا جیسے کہ فرمانِ باری ہے: یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ

اور فرمایا: اَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ الخ

نیز یہ ایک ایسی چیز ہے جو صدرِ اوّل میں نہ تھی جیسا کہ ابو عمران نے کہا، اس کو محض رافضیوں اور شیعہ نے بعض آئمہ کے لئے ایجاد کیا پس ان کے ذکر کے وقت ان کو انبیاء کے ساتھ درود میں شریک کر لیا اور اس سلسلہ میں ان کو نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کر دیا، نیز اہلِ بدعت سے تشبہ منع ہے لہٰذا جس چیز کو وہ لازمی سمجھیں اس میں ان کی مخالفت واجب ہے اور نبی کے ساتھ آل وازواج کے لئے صلوٰۃ کا ذکر بالتبع ہوگا نسبت آپ ہی کی طرف کی جائے گی، خاص ان کے لئے جائز نہیں۔

فرمایا کہ حضور علیہ السلام کا کسی پر صلوٰۃ بھیجنا دراصل اس کے لئے دعا فرمانا اور توجہ فرمانا ہے اس میں تعظیم و توقیر مقصود نہیں، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا

"رسول کو آپس میں اس طرح نہ پکارو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔"

بابِ ثانی

نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھنے کی فضیلت احادیث کی روشنی میں

میں نے ان احادیث کا انتخاب کتاب القول البدیع سے کیا ہے کیونکہ اس کے مؤلف حافظ سخاوی حفظ و ثقاہت میں مشہور ہیں اور میں نے اس باب کو حروفِ معجم کے مطابق مرتب کیا ہے تاکہ ضبط اور مراجعت میں آسانی ہو، اصل مبحث سے پہلے ان صحابۂ کرام کے اسماء مقدسہ کا ذکر ضروری ہے جو حضور علیہ السلام پر صلوٰۃ وسلام سے متعلقہ احادیث کو روایت کرنے والے ہیں۔

ابن القیم اور القسطلانی نے کہا ان کے راوی ابو مسعود انصاری البدری حضرت

کعب بن عجرہ، ابو حمید الساعدی، ابو سعید الخدری، طلحہ بن عبید اللہ، زید بن حارثہ، یہ بھی کہا گیا ہے کہ ابن الخارجہ، علی بن ابو طالب، ابو ہریرہ، بریدہ ابن الحصیب، سہل بن سعد الساعدی، ابن مسعود، فضالہ بن عبید، ابو طلحہ انصاری، انس بن مالک عمر بن الخطاب، عامر بن ربیعہ، عبد الرحمٰن بن عوف، ابی بن کعب، اوس بن اوس، حسن وحسین ابنا علی بن ابو طالب، فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، البراء بن عازب، رویفع بن ثابت الانصاری، جابر بن عبد اللہ، ابو رافع مولیٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم، عبد اللہ بن ابی اوفیٰ، ابو امامۃ الباہلی، عبد الرحمٰن بن بسر، ابو بردہ بن نیار، عمار بن یاسر، جابر بن سمرہ، ابو امامہ بن سہل بن حنیف، مالک بن الحویرث، عبد اللہ بن جزء الزبیدی، عبد اللہ بن عباس، ابو ذر، واثلہ بن الاسقع، ابو بکر الصدیق، عبد اللہ بن عمرو، سعید بن عمیر الانصاری عن ابیہ عمیر البدری، حبان بن منقذ رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین۔

قسطلانی نے فرمایا، یہ تعداد صحابہ یا تابعین پر مرسل اور موقوف روایات کے علاوہ ہے جیسا کہ اپنے مقام پر یہ مفصل بحث عنقریب آرہی ہے، بعون اللہ تعالیٰ وقوتہ۔ اگرچہ ان میں کچھ روایات ضعیف بھی ہیں کیونکہ یہ حقیقت اپنی جگہ طے شدہ ہے کہ فضائل وترغیب کے مقام پر ان پر عمل کرنا مستحب ہے جیسا کہ نووی وغیرہ نے ذکر فرمایا ہے اس کی تفصیل بھی احادیث کے بعد عنقریب آرہی ہے۔

حرف الھمزہ

اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جب کہ ہم لوگ سعد بن عبادہ کی مجلس میں تھے حضرت بشیر بن سعد نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالےٰ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ آپ پر درود بھیجیں، فرمائیں کہ ہم آپ پر کس طرح درود بھیجا کریں، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہمیں تمنا ہوئی کہ یہ صاحب ایسا سوال نہ کرتے پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا، یوں کہو:۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

اور سلام کا طریقہ وہی ہے جو تمہیں سکھا دیا گیا ہے۔

مسلم عن ابی مسعود الانصاری، امام مالک فی الموطا، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، بیہقی فی الدعوات، مسلم کے سوا باقیوں نے یہ اضافہ بھی کیا ہے: فِی الْعٰلَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

ابو داؤد نے یہ فقرہ نقل نہیں کیا کہ سلام کا طریقہ وہی ہے جو تمہیں سکھا دیا گیا ہے۔

اَتٰی رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم: ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کرنے لگا، یا نبی اللہ! ہم آپ پر کس طرح صلوٰۃ بھیجیں؟ فرمایا یوں کہو: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

امام احمد عن طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ: جب تم سے کوئی نماز میں تشہد پڑھے تو یوں کہے:۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ وَ بَارَکْتَ وَ تَرَحَّمْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

الحاکم فی المستدرک شاہدا عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوعًا۔

جب تم میں کوئی مسجد میں داخل ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور یوں کہے "الٰہی مجھے شیطان سے بچا"۔ ابوہریرۃ ابن ابی عاصم۔ جب تم موذن کی آواز سنو تو جو کچھ وہ کہتا ہے تم بھی کہو، پھر مجھ پر درود بھیجو کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالےٰ اس کے عوض اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرماتا ہے پھر اللہ سے میرا وسیلہ مانگو، پس بے شک وہ جنت میں ایک منزل ہے جو کسی مرد خدا کے لئے ہی ہونی چاہیئے اور مجھے امید ہے کہ وہ مرد خدا میں ہی ہوں پس جس نے اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ مانگا، میری شفاعت اس کے لئے حلال ہو گئی مسلم وغیرہ نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کیا اور حلال ہونے کا مطلب ہے واجب ہو گئی جیسا کہ متعدد روایات سے صراحۃً یہ ثابت ہے۔

حافظ سخاوی نے فرمایا: عمل کرنے والے کے لئے اس میں بشارت عظیمہ ہے کیونکہ آپ نے شفاعت حلال ہونے کی خوشخبری سنائی ہے اور یہ صرف آپ کے مسلمان امتیوں کے لئے ہوتی ہے۔ الخ۔

حسن بن عرفہ اور نمیری نے حسن بصری سے روایت کیا کہ فرمایا جس نے موذن کی طرح زبان سے کہا اور جب موذن نے قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کہا تو یہ دعا کی:۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ الصَّادِقَۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَاَبْلِغْهُ دَرَجَۃَ الْوَسِیْلَۃِ فِی الْجَنَّۃِ

"اے اللہ! اس سچی دعا کے مالک اور قائم ہونے والی نماز کے رب! درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تیرے بندۂ خاص اور رسول ہیں اور ان کو جنت میں مقام وسیلہ پر فائز فرما۔"

وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت میں داخل ہو گیا، یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نے اسے پا لیا اور الدینوری اور النمیری نے یوسف بن اسباط سے روایت کیا کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ جب اقامت پڑھی جائے اور آدمی یہ دعا نہ کرے، اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ الْمُتِمَّۃِ الْمُسْتَجَابِ لَھَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَزَوِّجْنَا مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ (الٰہی! اس مکمل اور مقبول دعا کے مالک، محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج اور موٹی آنکھوں والی حوروں کو ہماری بیویاں بنا) تو خوبصورت موٹی آنکھوں والی حوریں کہتی ہیں، تم ہمارے بارے میں کتنے بے رغبت ہو۔

۱۔ "جب مجھ پر سلام بھیجو تو تمام رسولوں پر سلام بھیجو کہ میں بھی رسولوں میں سے ہی ایک رسول ہوں"۔ اس روایت کو ابو نعیم نے تاریخِ اصفہان میں حضرتِ انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

۲۔ "جب تم رسولوں پر درود بھیجو تو ان کے ساتھ مجھ پر بھی بھیجو کہ میں بھی رسولوں میں سے ایک رسول ہوں"۔ اس روایت کو دیلمی نے مسندِ الفردوس میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے اور یہی روایت ابن ابی عاصم نے حضرتِ قتادہ رضی اللہ عنہ نے نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے۔

اس کی اسناد بہتر اور جید ہے تاہم مرسل ہے۔ اس کو طبرانی وغیرہ نے حضرتِ ابو رافع مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

۳۔ "جب تم سے کوئی نماز پڑھے تو سب سے پہلے اپنے رب کی حمد و ثنا کرے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، پھر اس کے بعد جو چاہے دعا مانگے"۔ اس کو ابو داؤد وغیرہ نے فضالہ بن عبید سے روایت کیا، دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز میں دعا مانگتے سنا، نہ اس نے اللہ تعالیٰ کی ثنا بیان کی اور نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا، اس شخص نے جلدی کی پھر آپ نے اس کو بلایا اور اس سے یا کسی دوسرے سے مخاطب ہو کر فرمایا ،جب تم سے کوئی نماز پڑھے...... آگے وہی الفاظ جو اوپر ذکر ہوئے، امام ترمذی وغیرہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے ۔

۴۔ جب مجھ پر صلوٰۃ بھیجو تو بہترین صلوٰۃ بھیجو، تمہیں کیا معلوم کہ وہ مجھ پر پیش کی جاتی ہے، کہو الٰہی! اپنی صلوات، رحمت اور برکتیں سید المرسلین امام المتقین، خاتم النبیین اپنے بندے اور رسول ،جو امام الخیر، قائد الخیر اور رسول رحمت ہیں، پر نازل فرما، الٰہی! آپ کو مقام محمود پر فائز فرما جس سے پہلے پچھلے سب آپ پر رشک کریں گے ، اس روایت کو دیلمی نے مسند الفردوس میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ۔

جب تم میں سے کوئی وضو سے فارغ ہو تو یہ کہے : اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پھر مجھ پر درود بھیجے، جب یہ کہہ لے گا تو اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے ، اس کو ابو الشیخ حافظ نے عبد الرحمٰن بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور ابو نعیم نے تاریخ اصفہان میں بیان کیا لیکن اتنا فرق ہے کہ ان کی روایت میں رحمت کی جگہ جنت کے دروازے کہا گیا ہے ۔

۵۔ "جب جمعرات کا دن آتا ہے اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھیجتا ہے جن کے ہمراہ چاندی کے صحیفے اور سونے کے قلم ہوتے ہیں جو جمعرات کے دن اور جمعہ کی رات ان لوگوں کی فہرست تیار کرتے ہیں جو سب سے زیادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجتے ہیں"۔ اس کو ابن بشکوال نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ۔

۶۔ "جب جمعہ کا دن اور جمعہ کی رات ہو تو مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو"۔ اس کو امام شافعی رضی اللہ عنہ نے حضرت صفوان بن سلیم سے مرسلاً روایت کیا ۔

۷۔ جب تمہیں کوئی چیز بھول جائے تو مجھ پر درود بھیجا کرو ان شاء اللہ تعالیٰ یاد آجائے گی۔

اس کو ابو موسیٰ المدینی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۸۔ "ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت بہت خوش و خرم تھے۔ چہرۂ اقدس سے مسرت کے آثار نمایاں نظر آرہے تھے تو صحابۂ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! آج آپ بہت خوش و خرم اور مسرور نظر آرہے ہیں، فرمایا ہاں! میرے پاس میرے رب کے ہاں سے ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا کہ آپ کی امت میں سے جو شخص آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر اس کے عوض دس نیکیاں لکھے گا اور اس کے دس گناہ مٹائے گا اور اس کے دس درجے بلند فرمائے گا اور اس کی طرف ایسا ہی درود جواب میں بھیجے گا"۔ اس کو امام احمد نے مسند میں ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

ابو نعیم نے حلیہ میں یہی روایت اس طرح بیان کی کہ "ایک دفعہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کسی وجہ سے بہت خوش تھے ہم نے پوچھا تو فرمایا خوش کیوں نہ ہوں ابھی ابھی جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور مجھے بتایا کہ جو کوئی مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالےٰ اس کے لیئے دس نیکیاں لکھے گا اور اس کے دس گناہ مٹائے گا اور اس کو اسی جیسا کلام لوٹائے گا اور ابن شاہین نے اس پر اتنا اضافہ اور کیا کہ وہ شخص قیامت کے دن میرے روبرو کیا جائے گا۔

۹۔ "میرے رب کا مجھ پر یہ عطیہ ہے کہ اس نے فرمایا محبوب تمہاری امت میں سے جو تم پر درود بھیجے میں اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہوں"۔ اس کو ابن ابی عاصم نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۱۰۔ "تم میں سے جو مجھ پر زیادہ درود بھیجے گا، جنت میں اس کو زیادہ بیویاں ملیں گی" اس کو صاحب الدر المنظم نے ذکر کیا، حافظ سخاوی نے فرمایا مجھے اس روایت کا

اس سے پہلے پتہ نہ تھا۔

۱۱۔ "تم میں سے جو مجھ پر زیادہ درود بھیجے گا وہ کل قیامت کو میرے سب سے زیادہ قریب ہوگا۔" اس کو صاحب درمنظم نے ذکر کیا، حافظ سخاوی نے فرمایا مجھے اس کی سند مل سکی نہ راوی۔

۱۲۔ "مجھ پر ہر چاندنی رات اور روز روشن میں کثرت سے درود بھیجا کرو بیشک تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے"۔ اس کو طبرانی نے اوسط میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور ابن بشکوال نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے اضافے کے ساتھ روایت کیا کہ "پھر میں تمہارے لئے دعا اور استغفار کرتا ہوں"

۱۳۔ "مجھ پر بکثرت درود بھیجا کرو کہ یہ تمہارے لئے ترکیب ہے اور جب اللہ سے سوال کرو تو وسیلہ کا سوال کرو کہ یہ جنت میں سب سے بلند درجہ ہے۔ اور یہ ایک شخص کے لئے مخصوص ہے اور مجھے امید ہے کہ میں ہی ہوں"۔ اس کو ابوالقاسم تیمی نے ترغیب میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۱۴۔ "مجھ پر بکثرت درود پڑھو بے شک اللہ تعالیٰ نے میری قبر کے پاس ایک فرشتہ مقرر فرما دیا ہے۔ جب میرا کوئی امتی مجھ پر درود بھیجتا ہے مجھ سے وہ فرشتہ کہتا ہے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، فلاں ابن فلاں نے آپ پر درود بھیجا ہے"۔ اس کو دیلمی نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

نمیری نے حماد کوفی سے یہ روایت بیان کی کہ جب بندہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے تو حضور علیہ السلام پر اس کا نام پیش کیا جاتا ہے۔

۱۵۔ "مجھ پر جمعہ کے دن کثرت سے درود بھیجا کرو، جبرئیل علیہ السلام ابھی ابھی میرے پاس میرے رب کا پیغام لے کر آئے تھے کہ روئے زمین پر جو بھی مسلمان آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے، میں اور میرے فرشتے اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتے ہیں"۔ الطبرانی

وغیرہ عن انس رضی اللہ عنہ۔

۱۶۔ "ہر جمعہ کو مجھ پر کثرت سے درود بھیجو، بیشک میری امت کا درود مجھ پر ہر جمعہ کو پیش کیا جاتا ہے جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجے گا اس کا درجہ میرے سب سے زیادہ قریب ہوگا۔" اس کو بیہقی نے ابو امامہ سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا۔

۱۷۔ "مجھ پر ہر جمعہ کے دن کثرت سے درود بھیجو، بے شک جو مجھ پر روز جمعہ درود بھیجے اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔" اس کو حاکم وغیرہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور کہا اس کی سند صحیح ہے۔

۱۸۔ "مجھ پر شب نور اور روز روشن کو بکثرت درود پڑھا کرو کہ یہ تمہاری طرف سے پیش کریں اور بے شک زمین انبیاء کے اجسام کو نہیں کھاتی اور ہر ابن آدم کو مٹی کھاتی ہے سوائے آخری حصے کے[1]۔" اس کو نمیری نے ابن شہاب زہری سے مرسلاً روایت کیا۔

۱۹۔ "جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے صلاۃ بھیجا کرو کہ وہ حاضری کا دن ہے کہ اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور جو کوئی مجھ پر درود بھیجتا ہے اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے اسی وقت جب وہ فارغ ہوتا ہے، راوی کہتے ہیں میں نے عرض کیا وفات کے بعد بھی؟ فرمایا وفات کے بعد بھی۔ بیشک اللہ نے زمین پر انبیاء کے جسم کھانا حرام کر دیا ہے پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اس کو رزق دیا جاتا ہے۔" اس کو ابن ماجہ نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، اس کے راوی ثقہ ہیں لیکن منقطع ہے اس کی سند متصل نہیں اور اس کو طبرانی نے

---

[1] اصل لفظ عجب الذنب ہے جس کا معنی کسی چیز کا آخری حصہ، دم کا پچھلا حصہ شاید اس سے مراد ریڑھ کی ہڈی کا آخری حصہ ہو جہاں اجزائے اصلیہ ہوتے ہیں۔ (مترجم)

بھی انہی سے روایت کیا ہے اور الفاظ بھی قریب یہی ہیں۔

۲۰۔ "مجھ پر جمعہ اور جمعرات کو بکثرت درود بھیجا کرو بے شک جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے اللہ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرماتا ہے" اس کو بیہقی نے فضائلِ اوقات میں حضرت انس سے روایت کیا۔

۲۱۔ "ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک شخص حضور کی خدمت میں آیا اور سامنے بیٹھ گیا پھر کہنے لگا یا رسول اللہ! آپ پر سلام بھیجنے کا تو ہمیں علم ہو چکا اب نماز میں آپ پر صلاۃ کس طرح بھیجا کریں؟ فرمایا کہ حضور علیہ السلام خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہم چاہتے تھے کاش! یہ صاحب حضور سے سوال نہ کرتے۔ پھر فرمایا جب تم لوگ صلوٰۃ بھیجنا چاہو تو یوں کہو: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِالنَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ"۔ اس کو امام احمد نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں، الدارقطنی اور البیقھی نے اپنے سنن میں ابن مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ ترمذی اور ابن خزیمہ اور حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا، دارقطنی نے کہا اس کی سند حسن متصل ہے، بیقہی نے کہا اس کی سند صحیح ہے۔

۲۲۔ "مجھ پر کثرت سے صلوٰۃ بھیجا کرو کیونکہ قبر میں سب سے پہلے تم سے میرے بارے میں ہی سوال کیا جائے گا صلی اللہ علیہ وسلم" اس کو القول البدیع میں بایں الفاظ ذکر کیا کہ حضور علیہ السلام سے روایت کی جاتی ہے لیکن مجھے اس کی سند معلوم نہیں ہو سکی۔

۲۳۔ کیا تم کو تمام لوگوں میں بخیل تر آدمی نہ بتاؤں؟ صحابہ کرام نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ! فرمایا جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے

وہ بخیل ترین شخص ہے"۔ اس کو ابن ابی عاصم نے حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۲۴۔ "میں تمہیں بہترین اور بدترین انسان نہ بتاؤں؟ سست ترین انسان اور کمینہ خصلت انسان اور سب سے بڑا چور؟ وہ جو اپنی نمازیں چوری کرے۔ عرض کیا گیا حضور! نماز میں کس طرح چوری کرے گا۔ فرمایا، جو اس کا رکوع و سجود مکمل نہ کرے"۔ اس کو ابو سعید نیشاپوری نے کتاب شرف المصطفٰی میں انس بن مالک سے روایت کیا۔ کذا فی القول البدیع۔

۲۵۔ "کیا میں تمہیں بخیل ترین اور درماندہ ترین انسان نہ بتاؤں؟ جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے اور وہ جس کو رب تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا، اُدْعُوْنِیْ (مجھ سے دعا کرو) لیکن اس نے اس سے دعا نہ کی"۔ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ۔ عن انس رضی اللہ عنہ۔ حافظ سخاوی نے کہا مجھے اس کی سند نہیں ملی۔

۲۶۔ "قیامت کے دن ہر مقام پر تم میں میرے قریب تر وہ ہوگا جو دنیا میں سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجے گا۔ جو مجھ پر جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن درود بھیجے، اللہ اس کی سو حاجتیں پوری فرمائے گا، ستر آخرت کی اور تیس دنیا کی، پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو مقرر فرماتا ہے جو اسے لے کر میری قبر میں پہنچاتا ہے جیسے تمہارے پاس تحفے لائے جاتے ہیں۔ جس نے درود بھیجا مجھے وہ اس کا نام، نسب اور خاندان بتاتا ہے جسے میں اپنے محفوظ سفید رنگ کے رجسٹر میں لکھ لیتا ہوں"۔ اس کو بیہقی نے "حیاۃ الانبیاء فی قبورہم" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۲۷۔ "قیامت کے دن سب سے بڑھ کر میرے قریب وہ ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجے گا"۔ اس کو ترمذی نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت کیا

اور کہا یہ روایت حسن غریب ہے۔

۲۸۔ "بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ہمارے پاس تشریف لائے، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ پر سلام کس طرح بھیجیں یہ تو ہمیں معلوم ہو چکا، یہ فرمائیے! ہم آپ پر صلوٰۃ کس طرح بھیجا کریں؟ آپ نے فرمایا، یوں کہو: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

اس کو بخاری نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ عن کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور طبرانی نے حکم سے ثقہ راویوں کے ذریعہ روایت کیا ہے، اس کے الفاظ میں اتنا فرق ہے کہ آل ابراہیم کے بعد وَصَلِّ عَلَیْنَا مَعَھُمْ وَبَارِکْ مِثْلَہٗ اور آخر میں وَبَارِکْ عَلَیْنَا مَعَھُمْ ہے۔

۲۹۔ "بے شک جبریل میرے پاس آئے اور کہا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں آپ کو خوشخبری نہ سناؤں جو آپ کے رب نے آپ کو آپ کی امت کی طرف سے عطا کیا اور اس کی جو آپ کے رب نے آپ کی امت کو آپ کی طرف سے عطا کیا؟ ان میں سے جو آپ پر ایک مرتبہ صلوٰۃ بھیجے، اللہ اس پر صلوٰۃ بھیجتا ہے اور جو آپ پر سلام بھیجے، اللہ اس پر سلام بھیجتا ہے۔" اس کو ضیاء نے مختارہ میں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ حافظ سخاوی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اس کے رجال بھی صحیح ہیں۔

۳۰۔ "بے شک اللہ کے کچھ ملائکہ ہیں جو زمین میں پھرتے رہتے ہیں اور ذکر کے حلقے ڈھونڈتے ہیں، پھر جب وہاں آتے ہیں تو ان پر چھا جاتے ہیں پھر اپنے قاصد اللہ کی بارگاہ میں آسمان کی طرف بھیج دیتے ہیں، وہ عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب!

ہم تیرے بندوں کے پاس آئے جو تیری نعمتوں کی تعظیم کرتے اور تیری کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں اپنی آخرت اور دنیا کے لئے دعا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان پر میری رحمت پھیلا کر ڈھانپ دو، وہ عرض کرتے ہیں، الٰہی ان میں فلاں گنہ گار بھی تھا جو ویسے ہی ان میں آملا تھا تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اس پر بھی میری رحمت کا سایہ کردو کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ہمنشین بدبخت نہیں رہتا۔" اس کو البزار نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اس کی سند اچھی ہے۔

۳۱۔ "بے شک اللہ تعالےٰ کے گشت لگانے والے فرشتے ہیں جب ذکر کی مجلسوں کے پاس سے گزرتے ہیں ایک دوسرے سے کہتے ہیں، بیٹھ جاؤ! جب قوم دعا مانگتی ہے یہ ان کی دعا پر آمین کہتے ہیں، جب یہ لوگ نبی علیہ السلام پر درود بھیجتے ہیں یہ بھی ان کے ساتھ درود بھیجتے ہیں یہاں تک کہ سب فارغ ہو جاتے ہیں، پھر ایک دوسرے سے کہتے ہیں ان لوگوں کو مبارک ہو کہ بخشے ہوئے واپس لوٹ رہے ہیں،" اس کو ابوالقاسم تیمی نے ترغیب میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۳۲۔ "بیشک اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو گھومتے رہتے ہیں اور میری امت کا مجھے سلام پہنچاتے ہیں۔" اس کو امام احمد وغیرہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور حاکم نے صحیح الاسناد کہا۔

۳۳۔ "اللہ کے کچھ فرشتے زمین میں چلتے پھرتے رہتے ہیں، میرا جو امتی مجھ پر درود بھیجے، یہ مجھ تک پہنچاتے ہیں۔" اس کو دارقطنی نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۳۴۔ بے شک اللہ کے خاص نورانی فرشتے ہیں جو صرف جمعہ یا جمعرات کو زمین پر

آتے ہیں، ان کے ہاتھوں میں سونے کے قلم ہوتے ہیں اور چاندی کی دواتیں اور نور کے کاغذ، ان پر صرف وہ درود شریف لکھتے ہیں جو حضور علیہ السلام پر بھیجا جاتا ہے۔

اس کو دیلمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۳۵۔ کچھ لوگ مسجدوں کے اوتاد ہوتے ہیں جن کے ہم نشین فرشتے ہوتے ہیں، اگر غائب ہوں تو وہ بھی کھوئے رہتے ہیں، اگر بیمار ہوں تو ان کی عیادت کرتے ہیں اگر ان کو دیکھیں تو مرحبا کہتے ہیں، اگر کسی حاجت کے خواستگار ہوں تو ان کی مدد کرتے ہیں، جب بیٹھیں تو فرشتے ان کو پاؤں سے لے کر آسمان تک ڈھانپ لیتے ہیں ان کے ہاتھوں میں چاندی کے ورق ہوتے ہیں اور سونے کے قلم۔ وہ حضور علیہ السلام پر پڑھا جانے والا درود لکھتے ہیں اور کہتے ہیں، ذکر کئے جاؤ اللہ تم پر رحم فرمائے، زیادہ کرو اللہ تمہیں زیادہ دے۔ جب وہ ذکر شروع کریں ان کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ان کی دعا قبول کی جاتی ہے اور حور عین ان پر جھانکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر متوجہ ہوتا ہے جب تک وہ کسی اور گفتگو میں مصروف نہ ہو جائیں یا ادھر ادھر بکھر نہ جائیں۔ جب وہ منتشر ہو جاتے ہیں تو زیارت کرنے والے فرشتے بھی اٹھ کر چلے جاتے ہیں اور ذکر کے حلقے تلاش کرنے لگتے ہیں۔

اس کو ابوالقاسم بن بشکوال نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور صاحب الدر المنظم نے بھی اس کو ذکر کیا ہے۔

حافظ سخاوی فرماتے ہیں، ابن ہبیرہ نے کہا، میں حضور علیہ السلام پر آنکھیں بند کئے درود شریف پڑھ رہا تھا پس میں نے اپنی پلکوں کے باہر ایک کاتب کو دیکھا جو حضور علیہ السلام پر میرا پڑھا جانے والا درود شریف کالی سیاہی سے کاغذ پر لکھ رہا ہے مجھے کاغذ پر وہ حروف نظر آرہے تھے میں نے آنکھ کھول دی تاکہ اپنی نگاہ سے دیکھ لوں، میں نے دیکھا کہ وہ میری نگاہوں سے اوجھل ہو رہا تھا

یہاں تک کہ میں نے اس کے کپڑوں کی سفیدی دیکھ لی۔

۲۶۔ "جب لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے، میں سب سے پہلے باہر آؤں گا جب وہ جمع ہوں گے، میں ان کا قائد ہوں گا، جب وہ خاموش ہوں گے، میں ان کا خطیب ہوں گا، جب ان کا حساب لیا جائے گا تو میں ان کا شفیع ہوں گا جب وہ مایوس ہوں گے، میں ان کو بشارت دوں گا اور عزت کا جھنڈا اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا اور جنت کی چابیاں میرے ہاتھ میں ہونگی اور میں اللہ تعالیٰ کے حضور تمام اولادِ آدم سے بڑھ کر معزز ہوں اور اس پر کوئی فخر نہیں۔ میرے آگے پیچھے ایک ہزار خادم پھریں گے جیسے چھپے موتی جو دعا کی جاتی ہے اس کے اور آسمان (قبولیت) کے درمیان پردہ ہوتا ہے یہاں تک کہ مجھ پر درود پڑھا جائے، پس جب مجھ پر درود پڑھا جاتا ہے تو پردہ چاک ہوجاتا ہے اور دعا اوپر چلی جاتی ہے۔"

اس کو حافظ سخاوی نے القول البدیع میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بلاسند مرفوعاً ذکر کیا۔

۲۷۔ "بے شک اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جس کو قدرت نے تمام مخلوق کی آواز سننے کی طاقت دی ہے میری وفات کے وقت سے وہ میری قبر پر کھڑا رہے گا جو بھی شخص مجھ پر درود بھیجے گا، وہ فرشتہ کہے گا: یا محمد! آپ پر فلاں ابنِ فلاں نے درود بھیجا ہے، فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس آدمی پر ایک درود کے بدلے دس رحمتیں نازل فرماتا ہے"۔ اس کو ابوالشیخ بن حبان نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۲۸۔ "بے شک تم مجھ پر اپنے ناموں اور چہروں کے ساتھ پیش کیے جاتے ہو پس مجھ پر بہتر طور پر درود بھیجا کرو"۔ اس کو عبدالرزاق اور نمیری نے مجاہد کے واسطہ سے مرفوع مرسل ذکر کیا۔

۲۹۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی کہ سفر و حضر میں نمازِ چاشت

پڑھتا رہوں اور وتر پڑھ کر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ کر سوؤں"۔ اس کو بقی بن مخلد اور ابن بشکوال نے اپنے طریق سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۴۔ "جس مسلمان کے پاس صدقہ نہ ہو تو اپنی دعا میں یہ کہے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ یہی اس کی زکوٰۃ ہے اور فرمایا مومن نیکی سے سیر نہیں ہوتا یہاں تک کہ اس کی آخری منزل جنت ہے"۔ اس کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حرف الباء

۱۔ "بچے کا دو ماہ تک رونا لا الٰہ الا اللہ کی گواہی، چار ماہ تک رونا اللہ پر پختہ ایمان، آٹھ ماہ تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور دو سال کا ہو تو اس کا رونا اس کے ماں باپ کے لئے دعائے مغفرت ہوتا ہے پھر جب وہ پانی مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ماں کے پستان سے جنت کا چشمہ جاری فرما دیتا ہے جسے وہ پیتا ہے یہی اس کا کھانا پینا ہوتا ہے"۔ اس کو دیلمی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سندِ ضعیف مرفوع کے ساتھ روایت کیا۔

۲۔ "بخیل وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے، جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے اللہ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتا ہے"۔ اس کو دار قطنی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور امام احمد وغیرہ نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ ان کی روایت میں یہ لفظ نہیں کہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا۔ حاکم نے کہا، اس کی سند صحیح ہے۔ حاکم نے بھی مذکورہ الفاظ ذکر نہیں کئے اسی طرح نسائی نے بھی اس کو حضرت علی سے روایت کیا۔

حرف التاء

۱۔ "قیامت کے دن تین آدمی عرشِ خدا کے سایہ میں ہوں گے یہ وہ دن ہوگا جس میں اس کے سائے کے علاوہ کسی کا سایہ نہ ہوگا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! وہ کون ہوں گے؟ فرمایا، جس نے میرے کسی امتی کی تکلیف دور کی اور میری سنت زندہ کی اور مجھ پر کثرت سے درود بھیجا"۔ اس کو صاحب الدر المنظم نے ذکر کیا۔
حافظ سخاوی نے کہا، مجھے اس کی کوئی قابلِ اعتماد سند نہ مل سکی، ہاں! صاحب الفردوس نے اس کو انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا ہے لیکن اسکی سند نہیں بتائی۔

حرف الجیم

۱۔ "ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپ کے چہرۂ انور پر خوشی کے آثار نمایاں تھے، فرمایا، جبریل میرے پاس آئے اور کہا یا محمدؐ! کیا آپ اس پر راضی نہیں کہ جو شخص آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے، میں اس پر دس مرتبہ درود بھیجوں؟ اور جو آپ پر ایک مرتبہ سلام بھیجے، میں اس پر دس مرتبہ سلام بھیجوں"۔ اس کو حاکم نے اپنی صحیح میں ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور ابنِ حبان کے الفاظ یہ ہیں کہ حضور علیہ السلام گھر سے نکلے تو بہت مسرور تھے، فرمایا میرے پاس فرشتہ آیا اور اس نے کہا یا محمد! اللہ تعالےٰ نے آپ سے فرمایا ہے کہ کیا آپ اس پر راضی نہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آگے وہی الفاظ ہیں جو اوپر مذکور ہوئے معمولی سا لفظی اختلاف ہے آخر میں یہ لفظ ہے بَلیٰ ہاں! اے میرے رب میں راضی ہوں"۔

۲۔ "سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے اپنے فقر و فاقہ اور تنگدستی کی شکایت کی، نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب اپنے گھر جاؤ تو سلام کہا کرو چاہے گھر میں کوئی ہو یا نہ ہو، پھر مجھ پر سلام کہو اور ایک مرتبہ قُل

ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ..... الخ پڑھو۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا اللہ تعالیٰ نے اس پر رزق وسیع کیا یہاں تک کہ اس کے رشتہ داروں، ہمسائیوں پر بھی کشائشِ رزق فرمائی اس کو ابو موسیٰ المدینی نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حرف الحاء

۱۔ "فرائض کی ادائیگی کا پختہ عزم کر لو کہ اس کا ثواب فی سبیل اللہ بیس غزوات سے بڑا ہے اور بے شک مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجنا ان سب کے برابر ہے"۔ اس کو دیلمی نے مسند الفردوس میں عبد اللہ بن الجراد سے روایت کیا۔

۲۔ "آدمی کے بخیل ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ جب میرا ذکر اس کے سامنے کیا جائے مجھ پر درود نہ بھیجے"۔ اس کو دیلمی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۳۔ "جہاں کہیں ہو مجھ پر درود بھیجو بے شک تمہارا درود مجھے پہنچتا ہے"۔ اس کو طبرانی اور ابو یعلی نے سندِ حسن کے ساتھ حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

حرف الخاء

۱۔ "ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ باہر نکلے یہاں تک کہ ہم ایک چوک میں جا کھڑے ہوئے، ایک اعرابی آیا اور اس نے کہا: السّلام علیک یا رسول اللہ و رحمۃ اللہ و برکاتہ حضور علیہ السلام نے فرمایا وعلیک السلام! جب تم میرے پاس آئے تھے تو تم نے کیا کہا تھا، عرض کیا میں نے کہا تھا: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا تَبْقٰی صَلٰوۃٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا تَبْقٰی بَرَکَۃٌ اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا تَبْقٰی سَلَامٌ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ مُحَمَّدًا حَتّٰی لَا تَبْقٰی رَحْمَۃٌ (الٰہی! محمد پر صلوٰۃ بھیج یہاں تک کہ صلوٰۃ باقی نہ رہے۔ الٰہی! محمد پر برکت بھیج یہاں تک کہ برکت باقی نہ رہے۔ الٰہی! محمد پر سلام بھیج یہاں تک کہ

سلام باقی نہ رہے، الٰہی محمد پر رحم فرما یہاں تک کہ رحم باقی نہ رہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بے شک میں اتنے فرشتوں کو دیکھ رہا ہوں کہ افق بھر گیا ہے“۔ اس کو القول البدیع میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے آپ کا رخ اموالِ صدقات کی طرف تھا وہاں جا کر آپ قبلہ رخ ہو گئے اور سربسجود ہو گئے اور طویل سجدہ کیا یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے سجدے میں ہی آپ کی روح قبض کر لی ہے، میں قریب ہوا، آپ نے سر مبارک اٹھایا، فرمایا کون؟ میں نے عرض کیا عبدالرحمٰن! فرمایا کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اتنا طویل سجدہ فرمایا کہ ہمیں گمان گزرا شاید اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے پاس بلا لیا ہے۔ فرمایا، جبریل میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے مجھے یہ بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جو تم پر درود بھیجے میں اس پر رحمت بھیجوں گا اور جو تم پر سلام بھیجے میں اس پر سلام بھیجوں گا“۔ ایک روایت میں اتنا اضافہ کیا ہے کہ ”پھر میں نے اس کے حضور سجدۂ شکر کیا“۔ اس کو امام احمد وغیرہ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، اور بیہقی نے خلافیات میں حاکم سے نقل کیا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور کہا سجدۂ شکر سے متعلق اس روایت سے بڑھ کر مجھے صحیح تر کوئی روایت نہیں ملی۔

۳۔ ”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے باہر تشریف لے گئے اور کوئی دوسرا آدمی نہ تھا جو آپ کے پیچھے جاتا۔ حضرت عمر نے سنا تو بہت گھبرائے اور ایک لوٹے میں پانی لے کر آپ کے پیچھے چل پڑے، دیکھا کہ آپ ایک حوض کے پاس سربسجود ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ذرا ہٹ کر پیچھے کی طرف بیٹھ گئے یہاں تک کہ آپ نے اپنا سر اٹھا لیا اور فرمایا، عمر! مجھے سربسجود دیکھ کر تم نے اچھا کیا کہ پیچھے کو ہٹ گئے، میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا حضور! جو شخص آپ پر ایک مرتبہ

درود شریف بھیجے، اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرماتا ہے اور اس کے دس درجے بلند فرماتا ہے"۔ اس کو امام بخاری نے ادب المفرد میں انس بن مالک اور مالک بن اوس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ قریب قریب انہی الفاظ کے ساتھ الضیائی نے المختارہ وغیرہ میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا حافظ سخاوی نے فرمایا، اس کی سند جید ہے بلکہ بعض نے اسے صحیح قرار دیا ہے

۴۔ جبریل علیہ السلام ابھی ابھی اپنے رب عزوجل کا یہ پیغام سنا کر میرے ہاں سے گئے ہیں کہ "روئے زمین کا جو مسلمان بھی آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا میں اور میرے فرشتے اس پر دس مرتبہ صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔ پس جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو اور جب مجھ پر درود بھیجو تو سب نبیوں پر درود بھیجو کہ میں بھی رسولوں میں سے ایک رسول ہوں"۔ اس کو ابو یعلیٰ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ ابوالفرج نے کتاب الوفا میں اس پر اتنا اضافہ کیا ہے کہ "اس کے درود کی آخری منزل عرش سے اس پار ہوتی ہے۔ وہ درود شریف جس فرشتے کے پاس سے گزرتا ہے وہی بول اٹھتا ہے کہ اس قائل پر اسی طرح درود بھیجو جس طرح اس نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا ہے"۔

حرف الدال

۱۔ "میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا، آپ کا چہرۂ اقدس چمک رہا تھا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ابھی سے آج تک آپ کو اس قدر مسرور اور شگفتہ رو نہیں دیکھا۔ فرمایا، خوش کیوں نہ ہوں اور چہرہ شگفتہ کیوں نہ ہو ابھی ابھی جبریل یہ پیغام لے کر آئے تھے کہ یا محمد! آپ کا جو امتی آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ اس کے عوض اس کے لئے دس نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے دس گناہ مٹاتا ہے اور اس کے صدقے سے دس درجے بلند فرماتا ہے اور فرشتہ اس پر ایسی

طرح درود بھیجتا ہے جیسے اس نے آپ پر درود بھیجا، میں نے کہا جبرئیل! وہ فرشتہ کون ہے؟ عرض کیا حضور! اللہ تعالیٰ نے آپ کی پیدائش سے لے کر قیامت کے دن اٹھنے تک ایک فرشتہ مقرر فرما دیا ہے آپ کا جو بھی امتی آپ پر درود بھیجے، وہ فرشتہ کہتا ہے، اللہ تم پر بھی رحمت نازل فرمائے۔"

اس کو طبرانی نے ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۲۔ "ہر دعا حجاب میں ہوتی ہے یہاں تک کہ اس کے اول اللہ تعالیٰ کی ثنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ہو، پھر دعا کرے اس کی دعا قبول ہوگی۔"

اس کو نسائی نے عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حرف الراء

۱۔ "گذشتہ رات کو (خواب میں) عجیب چیز دیکھی، میں نے دیکھا کہ ملک الموت میرے ایک امتی کے پاس روح قبض کرنے آیا تو اس کے پاس اس کا اپنے والدین سے حسن سلوک آیا اور اس نے اسے واپس کر دیا اور میں نے اپنا ایک امتی دیکھا جس پر عذاب قبر مسلط کر دیا گیا تھا، پس اس کا وضو آیا اور اس نے اس کو بچا لیا اور میں نے اپنا ایک امتی دیکھا جس کو شیاطین ڈرا رہے تھے، پس اللہ کا ذکر آیا اور اس نے اس کو ان سے بچایا اور میں نے اپنا ایک امتی دیکھا جس کو عذاب کے فرشتے ڈرا رہے تھے پس اس کا درود آیا اور اس نے اس کو ان کی دست برد سے بچا لیا اور میں نے اپنا ایک امتی دیکھا جس کی زبان شدت پیاس سے باہر نکلی ہوئی تھی جب بھی حوض کے پاس آتا اسے روک دیا جاتا، پس اس کے روزے آئے اور انہوں نے اسے پلایا اور سیراب کر دیا، اور میں نے اپنا ایک امتی دیکھا کہ انبیائے کرام حلقے بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں جب وہ کسی حلقے کے پاس آتا ہے، دھتکار دیا جاتا ہے پس اس کے پاس اس کا غسل جنابت آیا اور اس

کا ہاتھ پکڑ کر میرے پاس بیٹھا دیا اور میں نے اپنا ایک ایسا امتی دیکھا جس کے آگے بھی اندھیرا ہے، پیچھے بھی اندھیرا، دائیں بھی اندھیرا اور بائیں بھی، اوپر بھی اندھیرا ہے اور نیچے بھی، پس اس کا حج اور عمرہ آئے اور اسے ظلمت سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئے، اور میں نے اپنا ایک امتی دیکھا کہ وہ اہلِ ایمان سے باتیں کرتا ہے لیکن وہ اس سے بولتے ہی نہیں پس اس کی صلہ رحمی آئی اور بولی، اے اہلِ ایمان! اس سے بات چیت کرو کہ یہ صلہ رحمی کیا کرتا تھا، پس انہوں نے اس سے کلام کیا اور مصافحہ کیا، اور میں نے اپنا ایک امتی دیکھا کہ اپنے ہاتھ سے آگ، اس کی گرمی اور شعلوں سے اپنے چہرے کو بچا رہا ہے پس اس کا صدقہ آیا اور چہرے کے آگے آڑ اور سر پر سایہ بن گیا، اور میں نے اپنا ایک امتی دیکھا کہ فرشتوں نے اس کو تمام اعضاء سے پکڑ رکھا ہے پس اس کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (نیکیوں کی تلقین کرنا اور برائیوں سے منع کرنا) آیا اور اس کو ان کے ہاتھوں سے چھڑایا اور اس کو ملائکہ رحمت کے سپرد کیا۔ اور میں نے اپنا ایک امتی دیکھا جس کا نامۂ اعمال بائیں طرف سے آرہا تھا پس اس کا خوفِ خدا آیا اور اس کے نامۂ اعمال کو پکڑ کر دائیں طرف کر دیا اور میں نے اپنا ایک امتی دیکھا جس کا میزان (نیکیوں کا پلڑا) ہلکا ہو گیا ہے پس اس کی بچپن میں مرنے والی اولاد آگئی اور اس نے اس کا میزان بھاری کر دیا، اور میں نے اپنا ایک امتی دیکھا جو جہنم کے کنارے کھڑا ہے پس اس کی خشیتِ الٰہی آئی اور اس کو وہاں سے بچا لیا اور میں نے اپنا ایک امتی جہنم میں لڑھکتا دیکھا پس اس کے خوفِ خدا سے بہنے والے آنسو آگئے اور انہوں نے اسے جہنم سے بچا نکالا، اور میں نے اپنا ایک امتی دیکھا جو پل صراط پر کانپ رہا تھا جیسے کھجور کی شاخ کانپتی ہے پس اس کے پاس مجھ پر پڑھا گیا اس کا درود آیا پس اس کی کپکپاہٹ کو سکون ہوا، اور میں نے اپنا ایک امتی دیکھا جس پر جنت کے دروازے بند کر دیئے گئے ہیں پس

اس کے پاس اس کا کلمہ شہادت: اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ الخ آیا اور اس کے لئے جنت کے دروازے کھل گئے۔"

اس کو تیمی وغیرہ نے عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، یہی عبدالرحمٰن کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ہمارے پاس تشریف لائے ہم مدینہ منورہ کی مسجد میں تھے آپ نے فرمایا۔۔۔۔۔۔ یہی حدیث جو مذکور ہوئی، اور اس حدیث کو قاضی ابو یعلی نے کتاب ابطال التاویلات لاخبار الصفات میں ذکر کیا اس میں اتنا اضافہ ہے۔ "میں نے ایک شخص کو گھٹنوں کے بل بیٹھا دیکھا اور اس کے اور رب تعالیٰ کے درمیان پردہ حائل ہے پس اس کے پاس میری محبت آئی، اس کا ہاتھ پکڑا اور اللہ تعالیٰ کے حضور اس کو لے گئی۔" حافظ سخاوی کہتے ہیں شیخ عارف ابو ثابت محمد بن عبدالملک دیلمی نے کتاب اصول مذاہب العرفاء باللہ میں فرمایا کہ یہ حدیث اگرچہ محدثین کے نزدیک غریب ہے لیکن ہے صحیح اس کی صحت میں کوئی شک و شبہ نہیں اور مجھے اس کی صحت کا علم قطعی کئی مقامات پر بارہا بطور کشف حاصل ہوا ہے، اس کو طبرانی نے الکبیر میں مختصراً روایت کیا ہے اور ابو موسیٰ مدینی نے بھی روایت کیا اور کہا یہ حدیث بالکل صحیح ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں: "میں نے گذشتہ شب ایک عجیب چیز دیکھی، میں نے اپنا ایک امتی دیکھا جو کبھی تو پلصراط پر سرینوں کے بل چل رہا ہے اور کبھی چوکڑی بھر کر چل رہا ہے اور کبھی پلصراط سے لٹک جاتا ہے، پس اس کا مجھ پر بھیجا ہوا درود آیا، اس کا ہاتھ پکڑا اور اس کو پلصراط پر کھڑا دیا یہاں تک کہ اس نے اسے عبور کر لیا۔"

۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھنے لگے جب آپ نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا آمین! پھر آپ نے دوسری سیڑھی پر قدم رکھا اور فرمایا آمین! پھر آپ نے تیسری سیڑھی پر قدم رکھا اور فرمایا آمین! صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم

نے آپ کا تین مرتبہ آمین فرمانا سنا ہے، فرمایا، جب میں نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا جبرئیل میرے پاس آئے اور بولے بدبخت ہو وہ شخص جس نے رمضان کو پایا، پھر رمضان گزر گیا اور اس کی مغفرت نہ ہوئی میں نے کہا آمین! پھر انہوں نے کہا، بدبخت ہو وہ جس نے ماں باپ دونوں یا ایک کو پایا اور پھر انہوں نے اسے جنت میں داخل نہ کیا، میں نے کہا آمین! پھر وہ کہنے لگے، بدبخت ہو وہ جس کے سامنے آپ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر درود نہ پڑھے، میں نے کہا آمین!" اس کو امام بخاری نے الادب المفرد میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ حافظ سخاوی نے فرمایا، یہ حدیث حسن ہے اور اس کو بہت سے محدثین نے حضرت جابر سے روایت کیا۔ اسی طرح کعب بن عجرہ، مالک بن الحویرث، انس بن مالک، عمار بن یاسر، ابن مسعود، ابن عباس، ابوذر، بریدہ، ابوہریرہ، جابر بن سمرہ، عبداللہ بن الحارث عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم اجمعین سے ملتے جلتے الفاظ سے مروی ہے۔ اتنا فرق ہے کہ بعض نے لفظ بُعْدٌ کہا یعنی رحمت سے دور ہوا بعض نے کہا جہنم گیا بعض رَغِمَ اَنْفُہٗ (ناک خاک آلود ہو) کہا بعض نے کہا، اللہ اسے رحمت سے دور کرے اور "رَغَمَ اللّٰہُ اَنْفَہٗ" اللہ اس کی ناک کو خاک آلود کرے" رغم کا معنی خاک ہے۔ یہ لغوی تحقیق ہے پھر اس لفظ کو ذلت کے معنی میں استعمال کیا جانے لگا۔

حرف الزاء

۱۔ "مجھ پر درود پڑھ کر اپنی مجلسوں کو زینت دو بے شک تمہارا مجھ پر درود بھیجنا قیامت کے دن نور ہوگا۔" اس کو دیلمی نے مسند الفردوس میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

۲۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان فرشتوں کی تعداد پوچھی جو انسان پر مقرر کئے گئے ہیں، فرمایا ہر آدمی کے ساتھ دس فرشتے دن کو اور دس

فرشتے رات کو مقرر ہوتے ہیں۔ ایک دائیں طرف، ایک بائیں طرف، دو اس کے آگے پیچھے ہوتے ہیں، دو اس کے ہونٹوں پر مقرر ہوتے ہیں جو صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھا جانے والا درود محفوظ کرتے ہیں اور دو اس کی پیشانی پر، ایک اس کی پیشانی کے بال پکڑے ہوتا ہے اگر تواضع کرے تو اس کو بلند کرتا ہے اور اگر تکبر کرے تو پست کرتا ہے اور دسواں سونے کی حالت میں اس کے منہ میں سانپ داخل ہونے سے روکتا ہے" اس کو الطبرانی نے اپنی تفسیر میں کنانہ عدوی سے روایت کیا

۲۔ "صحابہ کرام نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہم آپ پر کس طرح درود بھیجا کریں۔ فرمایا یوں کہو: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ وَبَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَاٰلِ اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعٰلَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اور سلام تو تمہیں معلوم ہو ہی چکا ہے" اس کو الطبری نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۳۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، آپ پر مکمل درود کس طرح پڑھا جائے، فرمایا:۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَآ اَمَرْتَنَآ اَنْ نُّصَلِّیَ عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلَیْہِ کَمَا یَنْبَغِیْ اَنْ یُّصَلّٰی عَلَیْہِ۔

"الٰہی! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج جیسا کہ تو نے ہم کو درود بھیجنے کا حکم دیا اور آپ پر اس طرح درود بھیج جس طرح بھیجنا چاہیے"

اس کو ابوسعید نے شرف المصطفٰی میں روایت کیا۔

حرف الشین

"بدبخت ہے وہ شخص جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے"

اس کو الطبری نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حرف الصاد

۱۔ "مجھ پر درود بھیجو، اللہ تم پر رحمت بھیجے گا"۔

اس کو ابن عدی نے الکامل میں اور النمیری نے اپنے طریق پر ابن عمر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا۔

۲۔ "مجھ پر درود بھیجو! بیشک وہ تمہارے لئے دوچند کر دیا جائے گا"۔

اس کو دیلمی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً ذکر کیا ہے۔

۳۔ "مجھ پر درود بھیجو اور محنت سے دعا کرو، پھر کہو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

اس کو ابو نعیم وغیرہ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۴۔ "اللہ تعالیٰ کے انبیاء و رسل پر درود بھیجا کرو بے شک اللہ نے ان کو بھی اسی طرح مبعوث فرمایا جیسے مجھے مبعوث فرمایا صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلم تسلیما"۔

اس کو طبرانی وغیرہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۵۔ "حافظ ابو موسیٰ المدینی کہتے ہیں، مجھے مستند طریقے سے بعض سلف کی یہ بات پہنچی ہے کہ اس نے آدم علیہ السلام کو خواب میں دیکھا جو اس بات پر شاکی تھے کہ ان کی اولاد ان پر بہت کم درود بھیجتی ہے"۔ صلی اللہ علی نبینا وعلی جمیع الانبیاء وسلم۔

۶۔ "مجھ پر درود بھیجو، بے شک مجھ پر درود بھیجنا تمہارے (گناہوں کے) لئے کفارہ ہے اور زکوٰۃ (پاکیزگی) ہے جو مجھ پر ایک درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس پر دس درودیں بھیجتا ہے"۔

اس کو ابن ابی عاصم نے الصلوٰۃ النبویہ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، دوسری روایت میں آتا ہے: "مجھ پر درود پڑھنا تمہارے لئے درجہ ہے"۔

"مجھ پر درود پڑھنا قیامت کے دن پل صراط کے اندھیرے کے وقت نور ہوگا جو
شخص چاہے کہ قیامت کے دن اس کا ناپ پورا پورا ناپا جائے تو اسے مجھ پر بکثرت
درود پڑھنا چاہیئے۔"

اس کو صاحب الدر المنظم نے ذکر کیا حافظ سخاوی کہتے ہیں مجھے یہ روایت
معلوم نہیں ہو سکی۔

۷۔ "مجھ پر درود بھیجنا پل صراط پر نور ہوگا اور جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر اسی ۸۰ مرتبہ درود
بھیجے اس کے اسی ۸۰ سال کے گناہ (صغیرہ) بخش دیئے جاتے ہیں۔"

"اس کو ابن شاہین وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۸۔ "تمہارا مجھ پر درود پڑھنا تمہاری دعا کا محافظ، تمہارے رب کی رضا اور تمہارے
اعمال کا تزکیہ ہے۔"

اس کو دیلمی اور اقلیشی وغیرہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا

حرف العین

۱۔ "حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے
ہاتھ میں شمار کیا اور فرمایا، جبریل علیہ السلام نے اسی طرح میرے ہاتھ میں شمار کیا، اور
جبریل نے کہا اسی طرح ان کلمات کو رب العزت سے لے کر آیا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى
اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ وَتَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ
كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ

مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ وَتَحَنَّنْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا سَلَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

اس کو ابن بشکوال وغیرہ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۲۔ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے التحیات اس طرح سکھائی جس طرح آپ ہم کو قرآن کریم کی کوئی سورت سکھایا کرتے تھے:۔

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْنَا مَعَهُمْ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ بَيْتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَيْنَا مَعَهُمْ۔ صَلَوٰةُ اللّٰهِ وَصَلَوٰةُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

(اللہ تعالیٰ اور اہل ایمان کی صلوٰت محمد نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہو، اے نبی! آپ پر اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں)۔

اس کو دارقطنی اور ابوحفص بن شاہین نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حرف القاف

۱۔ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ نے ہم کو حکم فرمایا ہے کہ ہم چاندنی رات اور روز روشن کو آپ پر کثرت سے درود بھیجا کریں ہم چاہتے ہیں کہ آپ پر اس طرح درود بھیجیں جس طرح آپ پسند فرمائیں، فرمایا یوں کہو:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ کَمَا رَحِمْتَ اِبْرَاھِیْمَ وَاٰلَ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

رہا سلام، سو وہ تمہیں معلوم ہو ہی چکا ہے۔"

اس کو ابن مسدی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔

۲۔ "جبریل علیہ السلام نے عرض کیا یا محمد! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص آپ پر دس مرتبہ درود بھیجے اس کے لئے میرے غضب سے امان واجب ہو گئی۔"

اس کو بقی ابن مخلد نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۳۔ "اگر مجھے ذکر الٰہی بھول جانے کا خدشہ نہ ہوتا تو اللہ تعالےٰ کا قرب محمد مصطفےٰ پر درود پڑھنے کے علاوہ اور کسی طریقہ سے حاصل نہ کرتا کیونکہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آگے وہی اوپر والی حدیث ہے۔"

۴۔ "ایک شخص نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کس طرح درود پڑھنا چاہئے؟ انہوں نے کہا:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَکَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ

وَرَسُوْلِكَ إِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا يَغْبِطُهُ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

الٰہی! اپنی رحمتیں اور برکتیں سید المرسلین، امام المتقین، خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرما جو تیرے بندے اور رسول ہیں نیکی و بھلائی کے قائد و پیشوا، الٰہی! قیامت کے دن ان کو مقام محمود پر فائز فرما کہ پہلے پچھلے سب آپ پر رشک کریں الخ۔
اس کو احمد منیع وغیرہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

۵۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کی کیا رائے ہے اس فرمان باری تعالیٰ میں اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ الآیۃ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بے شک یہ پوشیدہ علم سے متعلق بات ہے اگر تم لوگ مجھ سے اس بارے میں سوال نہ کرتے تو میں تمہیں کچھ نہ بتاتا، بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دو فرشتے مقرر فرما دیئے ہیں، جس مسلمان کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود بھیجے تو وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں، اللہ تیری مغفرت فرمائے، اور اللہ تعالیٰ اور فرشتے ان کے جواب میں آمین کہتے ہیں اور جس مسلمان کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے تو وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں، اللہ تیری مغفرت نہ کرے! اور اللہ اور اس کے فرشتے ان کے جواب میں فرماتے ہیں آمین!"
اس کو طبرانی وغیرہ نے ام انس بنت الحسین بن علی رضی اللہ عنہم سے روایت کیا۔

۶۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ پر سلام پڑھنے کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو چکا، آپ پر صلوٰۃ کیسے بھیجا کریں؟ فرمایا یوں کہو:۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ

كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

اس کو اسمٰعیل القاضی نے ابراہیم بن یزید النخعی سے مرسلاً روایت کیا۔

۷۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم آپ پر کس طرح درود بھیجا کریں؟
فرمایا یوں کہو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّتِهٖ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ
كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

اس کو بخاری و مسلم نے ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۸۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ پر سلام پڑھنے کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو گیا، صلوٰۃ کیسے بھیجا کریں؟ فرمایا یوں کہو:
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى
اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

اس کو نمیری نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

۹۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ پر کس طرح درود بھیجا کریں؟ فرمایا یوں کہو:
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ
اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

اس کو نسائی، الخطیب وغیرہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور ابوداؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ
وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ۔

۱۰۔ "ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم آپ پر سلام بھیجیں تو ہم نے آپ پر سلام بھیجا، اب آپ پر درود کس طرح بھیجا کریں؟ فرمایا یوں کہو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا سَلَّمْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَتَحَنَّنْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

اس کو ابن مسدی نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

۱۱۔ "میں نے جبریل سے کہا، اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ کون سا عمل محبوب ہے؟ کہا، یا محمد! آپ پر صلوٰۃ بھیجنا اور علی بن ابی طالب سے محبت کرنا۔"

اس کو دیلمی نے مسند الفردوس میں علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۱۲۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ! یہ آپ پر سلام بھیجنا تو ہمیں معلوم ہو چکا ہے، آپ پر درود کیسے بھیجا کریں؟ فرمایا یوں کہو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ اور ایک روایت میں ہے وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ۔"

اس کو بخاری، احمد، نسائی، ابن ماجہ، بیہقی اور ابن ابی عاصم نے ابو سعید خدری سے روایت کیا۔

۱۳۔ "ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو جان چکے، آپ پر درود کیسے بھیجا کریں؟ فرمایا یوں کہو:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى

سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَخَاتِمِ النَّبِیِّیْنَ
مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ اِمَامِ الْخَیْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ
اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا یَّغْبِطُهٗ بِهِ الْاَوَّلُوْنَ
وَالْاٰخِرُوْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَبْلِغْهُ الْوَسِيْلَةَ
وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ مِنَ الْجَنَّةِ
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِی الْمُصْطَفَيْنَ مَحَبَّتَهٗ وَفِی الْمُقَرَّبِيْنَ
مَوَدَّتَهٗ وَفِی الْاَعْلِيْنَ ذِكْرَهٗ اَوْ قَالَ دَارَهٗ
وَالسَّلَامُ عَلَيْهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

اس کو ابن ابی عاصم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۱۴۔ "ہم نے کہا یارسول اللہ! اللہ نے ہم کو سلام تو سکھا دیا، آپ پر صلوٰۃ کس طرح بھیجا کریں؟ آپ نے فرمایا یوں کہو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

اس کو ابن جریر نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

۱۵۔ "ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! ہمیں معلوم ہو گیا کہ کیسے آپ پر سلام بھیجا کریں اب فرمائیے کہ آپ پر درود کس طرح پڑھا کریں؟ فرمایا یوں کہو! اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

"الٰہی! اپنی رحمتیں اور برکتیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آلِ محمدؐ پر نازل فرما جیسے تو نے اسے ابراہیم علیہ السلام اور آلِ ابراہیم پر نازل فرمایا"۔

اس کو امام احمد وغیرہ نے بریدہ بن الخطیب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۱۶۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! آپ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ آپ پر سلام بھیجیں اور درود بھیجیں، سلام کا طریقہ تو معلوم ہو چکا ہے، درود کیسے بھیجا کریں؟ فرمایا یوں کہو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ۔

اس کو اسمٰعیل قاضی نے عبدالرحمٰن بن بشیر بن مسعود سے مرسلاً روایت کیا۔

حرف الکاف

۱۔ ایک صحابی کہا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اَهْلِ بَيْتِهٖ وَعَلٰی اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اَهْلِ بَيْتِهٖ وَعَلٰی اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

اس کو عبدالرزاق نے اپنی جامع میں ذکر کیا۔ ابنِ طاؤس کہتے ہیں، میرے والد بھی ایسے ہی کہا کرتے تھے۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

اس کو امام شافعی نے کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۳۔ "جب دو تہائی رات گزر جاتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوتے اور فرماتے، لوگو! اللہ کا ذکر کرو! اللہ کا ذکر کرو! زلزلہ لانے والی آگئی (راجفۃ) اس کے پیچھے پیچھا کرنے والی آ رہی ہے (رادفۃ) جو اس میں ہے اسکو موت آئی، جو اس میں ہے اس کو موت آئی۔ ابی بن کعب کہتے ہیں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ پر کثرت سے درود بھیجتا ہوں، آپ فرمائیں! آپ پر کس قدر درود بھیجا کروں؟ فرمایا جتنا چاہو، میں نے عرض کیا، ایک چوتھائی وقت؟ فرمایا جو چاہو، اگر زیادہ کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا، آدھا وقت؟ فرمایا جتنا چاہو اگر اور زیادہ کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا، دو تہائی وقت؟ فرمایا جتنا چاہو، اگر زیادہ کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے کہتے ہیں، میں نے عرض کیا حضور! سارا وقت آپ پر درود پڑھتا رہوں گا۔ فرمایا، یہ تیرا غم و الم دور کرنے کو کافی ہے۔ اور تیرے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔"

اس کو ترمذی اور حاکم نے روایت کیا اور صحیح قرار دیا اور احمد نے مختصر ذکر کیا۔

۴۔ "ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کی کیا رائے ہے اگر میں تمام (جو فرائض و واجبات سے بچ جائے) وقت آپ پر درود بھیجتا رہوں؟ فرمایا جب تو اللہ تعالیٰ تمہاری دنیا و آخرت کی پریشانیاں دور کرنے کے لئے اسی کو کافی کر دے گا۔"

اس حدیث کو بہت سے محدثین نے کعب وغیرہ سے مختصر اور طویل الفاظ میں ذکر کیا۔

۵ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے، پھر فرماتے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ (الٰہی! میرے گناہ بخش دے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے) اور جب مسجد سے باہر آتے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے، پھر یہ دعا مانگتے: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ

"الٰہی! میرے گناہ بخش دے اور میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔"

اس کو امام احمد وغیرہ نے حضور کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا، ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔ اسی قسم کی روایت طبرانی وغیرہ نے ابوحمید یا ابو سعید الساعدی رضی اللہ عنہما سے اور اسی قسم کی روایت طبرانی وغیرہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کی۔ ایسی ہی روایت ابن السنی نے انس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔ ایسی ہی ایک روایت ابن النجار نے علی رضی اللہ عنہ سے بیان کی اور ایسی روایت نسائی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔

۶۔ "عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے تو کہتے:

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ شَفَاعَةَ مُحَمَّدِ الْكُبْرٰى وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ الْعُلْيَا وَاَعْطِهٖ سُؤْلَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى كَمَا اٰتَيْتَ اِبْرَاهِيْمَ وَمُوْسٰى۔

"الٰہی! محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعتِ کبریٰ قبول فرما اور آپ کا اعلیٰ درجہ مزید بلند فرما اور آپ کو آخرت و دنیا میں جو آپ مانگیں عطا فرما جیسے تو نے ابراہیم و موسیٰ کو عطا فرمایا۔"

اس کو عبد بن حمید وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا، حافظ سخاوی نے فرمایا، اس کی سند عمدہ، قوی اور صحیح ہے۔

۷۔ "نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان کوئی نہیں بیٹھتا تھا ایک دن ایک شخص آیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے درمیان بٹھا لیا، صحابہ کرام کو اس پر تعجب ہوا جب وہ شخص چلا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ شخص اس طرح درود پڑھتا ہے:۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰى لَهٗ (او نحو هذا)

"الٰہی! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج جیسے تو ان کیلئے چاہے اور پسند کرے"۔

اس کو القول البدیع میں الشفاء لابن سبع کے حوالہ سے ذکر کیا۔ حافظ سخاوی کہتے ہیں مجھے اس کی سند نہیں ملی اور اگر یہ ثابت ہو بھی جائے تو شاید حضور علیہ السلام کے پیش نظر اس شخص کی تالیف قلب ہو اور اس کا اسلام پر دائماً ثابت قدم رہنا یا حاضرین کو اس طرح آپ پر درود بھیجنے کی ترغیب دینا وغیرہ، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ابوبکر سے کوئی اور زیادہ آپ کے قریب یا زیادہ محبوب یا افضل ہو گا۔

۸۔ "صحابہ کرام اس درود کو مستحب سمجھتے تھے"۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ

اس کو اسمٰعیل القاضی نے یزید بن عبداللہ سے روایت کیا۔

۹۔ "آدمی کے بخیل ہونے کو یہ کافی ہے کہ اس کے آگے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے، صلے اللہ علیہ وسلم"۔

اس کو سعید بن منصور وغیرہ نے حسن بصری سے مرسلاً روایت کیا، اس کے راوی ثقہ ہیں۔

۱۰۔ "ہر دعا اس وقت تک رکی رہتی ہے جب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجا جائے"۔

اس کو دیلمی نے مسند الفردوس میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۱۱ "ہر وہ کلام جس کی ابتداء اللہ تعالےٰ کا ذکر کئے بغیر اور مجھ پر درود بھیجے بغیر کی جائے وہ برکت سے کٹ جاتا ہے اور نامکمل رہتا ہے"۔

اس کو دیلمی نے مسند الفردوس میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۱۲۔ "ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے کہ اچانک ایک شخص آیا اور

بولا، یا رسول اللہ! اللہ کے نزدیک تر عمل کون سا ہے؟ فرمایا سچی بات اور امانت ادا کرنا میں نے عرض کیا حضور! مزید، فرمایا رات کی نماز اور دن کا روزہ، میں نے عرض کیا کچھ مزید فرمایئے! فرمایا، کثرت سے ذکر کرنا اور کثرت سے مجھ پر درود بھیجنا، یہ فقر و فاقہ کو ختم کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کچھ اور فرمائیں تو آپ نے فرمایا، جو شخص کسی قوم کی امامت کرے تو ہلکی پھلکی نماز پڑھائے کیونکہ ان میں ضعیف العمر بھی ہوتے ہیں، بیمار بھی ہوتے ہیں، بچے بھی ہوتے ہیں اور ضرورت مند بھی ہوتے ہیں"

اس کو ابونعیم نے سمرۃ السوائی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حرف اللام

۱۔ "اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ اور نہ میری قبر کو عید اور مجھ پر صلوٰۃ بھیجو۔ بیشک تمہارا درود و سلام مجھے پہنچتا ہے خواہ تم جہاں ہو"

اس کو بہت سے حفاظ نے ملتے جلتے الفاظ سے ذکر کیا ہے۔ حافظ سخاوی نے کہا یہ حدیث حسن ہے "سلاح المومن" کے مصنف نے کہا، اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میری زیارت کثرت سے کیا کرو اور اسے عید کی طرح نہ بنا لینا جو سال میں صرف دو مرتبہ آتی ہے۔ اس کی تائید اس فرمان نبوی سے بھی ہوتی ہے کہ "اپنے گھروں کو قبریں مت بناؤ" مطلب یہ کہ گھروں میں نماز پڑھنا مت چھوڑو کہ انہیں قبرستان بنا دو جہاں نماز نہیں پڑھی جاتی الخ۔

۲۔ "مجھے سوار کے پیالے کی مانند نہ بنا لینا، عرض کیا گیا، سوار کا پیالہ کیا مطلب؟ فرمایا مسافر جب اپنی حاجت سے فارغ ہو جائے تو اپنے پیالے میں پانی ڈال لیتا ہے، اب اگر ضرورت پڑے تو اس سے وضو کرتا یا پینا ہے ورنہ بہا دیتا ہے مجھے دعا کے شروع میں، درمیان میں اور آخر میں رکھو"

اس کو عبد ابن حمید وغیرہ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا

۳۔ ”نماز یا کی کیئے اور مجھ پر درود پڑھے بغیر نہیں ہوتی“

اس کو دارقطنی وغیرہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔

۴۔ ”جس کا وضو نہ ہو، اس کی نماز نہیں ہوتی اور جو بسم اللہ نہ پڑھے اس کا وضو نہیں ہوتا اور جو اپنے نبی پر درود نہ بھیجے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ اور جو انصار سے محبت نہ رکھے اس کا درود قبول نہیں“

اس کو ابن ماجہ نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۵۔ ”جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجے اس کا وضو نہیں ہوتا“

اس کو ابن ماجہ نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا (مطلب یہ کہ اس وضو کی فضیلت کامل نہیں رہتی)

۶۔ ”جو قوم کسی مجلس میں بیٹھی ہو اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجے چاہے وہ جنت میں داخل ہی کیوں نہ ہو جائے اس کو حسرت رہیگی جب اس کا اجر و ثواب دیکھیں گے“

اس کو الدینوری وغیرہ نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا حافظ سخاوی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔ تین آدمی میرا چہرہ نہیں دیکھ سکیں گے۔ ماں باپ کا نافرمان، میری سنت کا تارک اور جو اپنے سامنے میرا ذکر سن کر بھی مجھ پر درود نہ بھیجے۔ اس کو القول البدیع میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت کیا اور کہا مجھے اس کی سند نہیں ملی۔

۷۔ ”مجھ پر کٹا کٹا یا درود مت بھیجو! صحابہ نے عرض کیا، کٹا کٹایا درود کیا ہے یا رسول اللہ؟ فرمایا تمہارا یوں کہنا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ اور بس، بلکہ یوں کہا کرو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ۔

اس کو ابو سعید نے شرف المصطفٰے میں بیان کیا۔ حافظ سخاوی نے کہا مجھے اس کی سند نہیں ملی۔

۸۔ ”ہر شے کی طہارت اور غسل ہوتا ہے اور مومنوں کے دلوں کی زنگ سے طہارت مجھ پر درود بھیجنا ہے“

اس کو القول البدیع میں محمد بن قاسم سے مرفوعاً ذکر کیا۔

۹ - "جب یہ آیت نازل ہوئی: إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا تو صحابۂ کرام نے پوچھا یارسول اللہ! یہ آپ پر سلام پڑھنا تو ہمیں معلوم ہو چکا، آپ پر درود کس طرح بھیجا کریں؟ فرمایا یوں کہو: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

اس کو اسماعیل القاضی نے الحسن سے مرسلاً روایت کیا اور اس کو ابن ابی شیبہ وسعید بن منصور نے بھی اسی طرح نقل کیا ہے اور دونوں مقامات پر آل کا اضافہ کیا ہے۔

۱۰ - "امّتِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں سے جو شخص بھی آپ پر صلوٰۃ یا سلام بھیجے آپ کو پہنچا دیا جاتا ہے کہ فلاں آپ پر درود بھیجتا ہے اور فلاں آپ پر سلام بھیجتا ہے۔"

اس کو اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں یونہی موقوفاً ذکر کیا۔

۱۱ - "الٰہی! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے اللہ! اے رحمٰن! اے رحیم! اے پناہ مانگنے والوں کی پناہ گاہ! اے ڈرنے والوں کی جائے امن! اے کمزوروں کے محافظ! اے غریبوں کی دولت! اے عظیم امید گاہ! اے ہلاکت سے بچانے والے! اے ڈوبتوں کو تیرانے والے! اے محسن! اے صاحبِ جمال! اے انعام فرمانے والے! اے فضل کرنے والے! اے عزت والے! اے زبردست! اے روشنی بخشنے والے! تو ہی وہ ذات ہے جس کو رات کی تاریکی، دن کی روشنی سورج کی شعاع، درخت کی سرسراہٹ، پانی کی آواز اور چاند کی روشنی سجدہ کرتی ہے۔ اے اللہ! تو اللہ ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ درود بھیج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تیرے بندے اور رسول ہیں اور آلِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر"

اس کو دیلمی نے مسند الفردوس میں عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

۱۲۔ "اے اللہ! یقیناً تو نے اپنی رحمتیں اور برکتیں، مغفرت اور رضا، ابراہیم اور آلِ ابراہیم علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام پر نازل فرمائیں۔ اے اللہ! بیشک وہ (فاطمہ، علی، حسن، حسین یہ بات آپ نے اس وقت فرمائی جب وہ حضرات آپ کی چادر تلے تھے) مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں، پس اپنی رحمتیں اور برکتیں اور مغفرت اور رضا مجھ پر اور ان پر نازل فرما۔"

راویٔ حدیث واثلہ بن الاسقع کہتے ہیں، میں دروازے پر کھڑا تھا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر قربان! مجھ پر بھی! فرمایا اے اللہ واثلہ پر بھی۔ اس کو دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حرف المیم

۱۔ "کوئی قوم جمع ہو کر منتشر ہو جائے اور نہ تو اللہ کا ذکر کرے اور نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے تو ان کا کھڑا ہونا ایسا ہی ہے جیسے مردار بدبودار سے اٹھ کھڑے ہوئے ہوں۔"

اس کو طیالسی وغیرہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ حافظ سخاوی کہتے ہیں اس کے رجال مسلم کی شرط پر رجال صحیح ہیں۔

۲۔ "جو قوم کسی مجلس میں بیٹھے، نہ تو اللہ کا ذکر اس میں کریں اور نہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں، اللہ کی طرف سے ان پر قیامت کے دن سخت حسرت ہو گی چاہے تو عذاب دے اور چاہے تو معاف فرما دے۔"

اس کو امام احمد وغیرہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ ترمذی نے اس کو حسن کہا اور حاکم نے موقوفاً روایت کیا، اس کے الفاظ یہ ہیں "کوئی قوم کسی

مجلس میں بیٹھے، پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر کئے اور اس کے نبی پر درود پڑھے بغیر منتشر ہو جائے ان پر قیامت کے دن حسرت ہو گی اگرچہ جنت میں داخل ہو جائیں۔"

حاکم کے الفاظ کے قریب قریب طبرانی نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۳ - میرا جو امتی صدقِ دل سے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے، اللہ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرماتا ہے اس کے صدقے دس درجے بلند فرماتا ہے اور اس کے طفیل اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اس کے دس گناہ مٹا دیتا ہے۔"

اس کو ابن ابی عاصم نے الصلوٰۃ میں ابوبردہ بن نیار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور نسائی وغیرہ نے عمیر بن نیار رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں روایت کیا ہے۔

"میرا جو امتی خلوصِ دل سے مجھ پر درود بھیجے اللہ اس کے عوض اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرماتا ہے الخ۔"

اس کو طبرانی نے بھی انہی سے روایت کیا، اس کے راوی ثقہ ہیں اور البزار وغیرہ نے ثقہ راویوں سے نقل کیا ہے: "جو مجھ پر دل سے درود بھیجے اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا الخ۔

۴ - "جو دعا مانگی جائے اس کے اور آسمان کے درمیان پردہ ہوتا ہے یہاں تک کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جائے جب ایسا کیا جائے وہ پردہ چاک ہو جاتا ہے اور دعا داخل ہو جاتی ہے اور جب ایسا نہ کیا جائے، دعا لوٹ جاتی ہے۔"

اس کو بیہقی وغیرہ نے علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۵ - "جو بندہ خدا نو ذی الحجہ کو شام کے وقت عرفات میں ٹھہرے، پھر سو مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھے اور سورۂ اخلاص سو مرتبہ پڑھے اور یہ پڑھے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ وَ بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَاٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ سو مرتبہ، پھر سو مرتبہ یہ پڑھے:۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط

ترجمہ: "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے بغیر کوئی مستحق عبادت نہیں، وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں، اسی کی حکومت اور اسی کی تعریف، اسی کے ہاتھ میں بھلائی ہے، وہی زندہ کرے اور وہی مارے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اے میرے فرشتو! میرے اس بندے کی جزا کیا ہے؟ اس نے میری تسبیح و تہلیل اور نسبت بیان کی میری ثنا، اور میرے نبی پر درود بھیجا، میرے فرشتو! گواہ رہنا کہ میں نے اسے بخش دیا اور اسکی شفاعت اس کے حق میں قبول کی، اور اگر میرا بندہ مجھ سے یہ سوال کرے کہ میں تمام اہل وقوف (عرفات میں ٹھہرنے والوں) کے حق میں اس کی شفاعت قبول کروں تو میں اس کی شفاعت قبول کرونگا۔"
اس کو دیلمی نے مسند الفردوس میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ ایسا ہی بیہقی نے بھی روایت کیا۔

۶۔ "جب بھی دو مسلمان ملاقات کریں، پھر مصافحہ کریں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں تو ان کے جدا ہونے سے پہلے ہی ان کے پہلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔"
اس کو حسن بن سفیان وغیرہ نے بیان کیا۔

۷۔ "جو کوئی مجھ پر سلام بھیجے، اللہ تعالیٰ میری روح واپس کرتا ہے یہاں تک میں اس پر جواب میں سلام کہتا ہوں۔"
اس کو امام احمد وغیرہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ابن عساکر نے اسناد حسن

کے ساتھ روایت کیا بلکہ نووی وغیرہ نے تو الاذکار میں اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

۸۔ "جب کوئی بندہ مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے تو فرشتہ اسے لے کر اوپر جاتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں اسے تحفۃً پیش کرتا ہے، پس ہمارا پروردگار تبارک وتعالٰی فرماتا ہے، اس کو میرے بندے صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف لے چلو تاکہ وہ پڑھنے والے کے لیے استغفار کریں اور اس سے انکی آنکھ ٹھنڈی ہو۔"

اس کو دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔

۹۔ "جو شخص میرا ذکر کرے اور مجھ پر درود بھیجے، اللہ اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اس کی دس خطائیں مٹا دیتا ہے اور اس کے دس درجے بڑھا دیتا ہے۔"

اس کو نسائی وغیرہ نے بہتر سند کے ساتھ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۱۰۔ "ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا، اس کے ہمراہ ایک ہرنی جسے اس نے شکار کرتے پکڑ لیا تھا تو اللہ تعالٰی نے جس نے ہر چیز کو قوتِ گویائی دی ہے اس ہرنی کو زبان دی تو وہ عرض پرداز ہوئی، یارسول اللہ! میرے بچے ہیں جن کو میں دودھ پلاتی ہوں اس وقت وہ بھوکے ہوں گے اس شخص کو حکم دیں کہ یہ مجھے چھوڑ دے، میں اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آجاؤں گی، آپ نے فرمایا، اگر واپس نہ آئی تو؟ کہنے لگی اگر میں واپس نہ آئی تو مجھ پر اللہ لعنت کرے اس کی طرح جس کے سامنے آپ کا ذکر ہو اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے یا میں اس شخص کی طرح ہو جاؤں جو نماز پڑھ کر دعا نہ مانگے۔ پس نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس کو چھوڑ دے، میں اس کا ضامن ہوں، پھر ہرنی گئی اور (دودھ پلاکر) واپس لوٹ آئی"۔

القول البدیع میں فرمایا اس کو ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں ذکر کیا ہے۔

۱۱۔ "تمہارے دنوں میں افضل ترین دن جمعہ کا دن ہے اس میں آدم کی تخلیق ہوئی اور اسی میں ان کی وفات، اسی میں صور پھونکا جائیگا اور اسی میں (قیامت کو) اٹھنا

پس اس میں مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔ بے شک تمہارا درود مجھ پہ پیش کیا جاتا ہے صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب آپ کی وفات ہو جائے گی، پھر آپ پر ہمارا درود کیونکر پیش کیا جائے گا؟ فرمایا اللہ عزوجل نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے"۔

اس کو امام احمد وغیرہ نے اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، حاکم نے کہا یہ حدیث بخاری کی شرط پر صحیح ہے اور بہت سے حفاظ نے اسکی تصحیح کی ہے۔

۱۲۔ "یہ بھی جفا ہے کہ ایک شخص کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے، صلی اللہ علیہ وسلم"۔

اس کو نمیری نے قتادہ سے مرسلاً روایت کیا۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

۱۳۔ "جو شخص کوئی بات کرنا چاہے اور وہ بات اس کو بھول جائے تو مجھ پر درود بھیجے امید ہے کہ مجھ پر درود پڑھنے کے بعد اس کو اپنی بات یاد آجائے گی"۔

اس کو دیلمی نے عثمان بن ابی حرب الباہلی سے روایت کیا۔

۱۴۔ "جو شخص اپنے بستر پر آئے اور تَبٰرَكَ الَّذِىْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ...... سورہ ملک پوری پڑھے، پھر یوں دعا مانگے، اے اللہ! حل اور حرم کے رب! حرمت والے شہر کے مالک! رکن کے رب! مقام کے رب! مشعرِ حرام کے مالک! ہر آیت کے صدقے جسے تو نے ماہِ رمضان میں نازل فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روحِ اقدس پر ہدیہ وسلام پہنچا۔ چار مرتبہ یہی کہے۔ اللہ تعالیٰ دو فرشتے مقرر فرما دیتا ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتے ہیں اور عرض کرتے ہیں، حضور! فلاں ابنِ فلاں آپ پہ سلام اور اللہ کی رحمت پیش کرتا ہے۔ میں جواب میں فرماتا ہوں میری طرف سے فلاں ابنِ فلاں پر سلام اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں"۔

اس کو دیلمی نے مسند الفردوس میں اور الضیائی نے المختارہ میں ابو قرصافہ رضی اللہ

عنہ سے روایت کیا، یہ بزرگ صحابی ہیں۔

۱۵۔ "جو شخص یہ دعائیہ کلمات ہر فرض نماز کے بعد کہے قیامت کے دن اس کے لئے میری شفاعت ثابت ہوگی۔

اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَاجْعَلْ فِی الْمُصْطَفَیْنَ مَحَبَّتَہٗ وَفِی الْعٰلَمِیْنَ دَرَجَتَہٗ وَفِی الْمُقَرَّبِیْنَ دَارَہٗ۔

ترجمہ:۔ "الٰہی! محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو مقام وسیلہ عطا فرما اور برگزیدہ ہستیوں میں ان کی محبت ڈال دے اور سب جہانوں میں ان کا مرتبہ بلند کر اور مقربین میں ان کا مکان بنا دے۔"

اس کو طبرانی نے الکبیر میں ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا۔

۱۶۔ "جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے، جہنم جائے گا۔"

اس کو دیلمی نے مسند الفردوس میں عبداللہ بن جراد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۱۷۔ "جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر مکمل درود نہ بھیجے، نہ وہ مجھ سے، اور نہ میں اس سے۔ پھر آپ نے فرمایا، الٰہی! جو مجھ سے ملے اسے ملا دے اور جو مجھ سے نہ ملے اسے جدا کر دے۔"

اس کو انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا جاتا ہے، حافظ سخاوی نے فرمایا مجھے اس کی سند نہیں ملی۔

۱۸۔ "جس نے اسلام کا حج کیا اور میری قبر کی زیارت کی اور کسی غزوہ میں شرکت کی اور بیت المقدس میں مجھ پر درود بھیجا، اللہ اس سے اپنے فرائض کے بارے میں سوال نہیں فرمائے گا۔"

اس کو مجد اللغوی نے ذکر کیا اور ابوالفتح ازدی نے اسے آٹھویں فائدہ میں ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا۔

۱۹۔ "جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا اور وہ مجھ پر درود بھیجنا بھول گیا، وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔"

اس کو طبرانی اور طبری نے حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

۲۰۔ "جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اسے مجھ پر درود بھیجنا چاہئے اور جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا، اللہ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتا ہے۔"

اس کو امام احمد وغیرہ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۲۱۔ "جس کو یہ پسند ہو کہ اسے پورا پورا ناپ دیا جائے، جب وہ ہم اہل بیت پر درود بھیجے تو یوں کہے:۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

ترجمہ:۔ "الٰہی! محمد نبی امی اور آپ کی بیویوں پر جو اہل ایمان کی مائیں ہیں اور آپ کی اولاد اور آپ کے اہل خانہ پر درود بھیج، جیسے تو نے ابراہیم کی آل پر رحمت بھیجی، بے شک تو ہی ستودہ صفات بزرگ ہے۔"

اس کو ابوداؤد وغیرہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۲۲۔ "جو چاہے کہ اس کو پورا پورا ناپ کر دیا جائے وہ جب ہم اہل بیت پر درود بھیجے تو یہ کہے:۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

ترجمہ:۔ "الٰہی! اپنی رحمتیں اور برکتیں محمد نبی اور آپ کی ازواج امہات المومنین

اور آپ کی اولاد اور اہل بیت پر نازل فرما جیسے تو نے ابراہیم کی آل پر رحمت نازل فرمائی۔ بیشک تو ہی لائق ستائش بزرگ ہے۔"

اس کو نسائی وغیرہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ اور ابن زنجویہ نے حضرت علی سے موقوف یہ روایت نقل کی ہے:۔

"جسے پسند ہو کہ اسے پورا ناپ دیا جائے وہ اس آیت کو پڑھے:۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

ترجمہ:۔ "تمہارا رب پاک ہے، عزت کا مالک، اس سے جو یہ منکر بیان کرتے ہیں اور رسولوں پر سلام ہو اور سب تعریف اللہ کیلئے ہے جو جہانوں کا پروردگار ہے۔"

۲۳۔ "جسے یہ پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو کر ملاقات کرے اسے مجھ پر بکثرت درود بھیجنا چاہیئے۔"

اس کو دیلمی نے مسند الفردوس میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔

۲۴۔ "جس نے مجھ پر دس مرتبہ سلام بھیجا گویا اس نے ایک غلام آزاد کر دیا۔"

اس کو شفاء میں ابن وہب سے روایت کیا۔

۲۵۔ "جس نے ارواح میں سے روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اجسام میں سے جسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قبور میں سے قبر محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا، مجھے خواب میں دیکھے گا اور جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھے قیامت کے دن دیکھیگا اور جس نے مجھے قیامت کے دن دیکھا، میں اس کی شفاعت کروں گا اور جسکی میں نے شفاعت کر دی، وہ میرے حوض سے پیئے گا اور اللہ نے اس کا جسم آگ پر حرام کر دیا۔"

اس کو ابوالقاسم سبتی نے کتاب الدر المنظم فی المولد المعظم میں ذکر کیا، حافظ

سخاوی فرماتے ہیں مجھے ابھی تک اس کی اصل سند نہیں مل سکی۔

۲۶۔ "جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا، اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا"

اس کو مسلم وغیرہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، یہی روایت طبرانی نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے معمولی لفظی تبدیلی کے ساتھ نقل کی ہے۔

۲۷۔ "جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے، اللہ اس کے لئے دس نیکیاں لکھتا ہے، اور اس کے دس گناہ مٹا دیتا ہے"

اس کو ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۲۸۔ "جس نے مجھ پر دس مرتبہ درود بھیجا، اللہ اس پر سو مرتبہ درود بھیجے گا اور جس نے مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجا، اللہ تعالیٰ اس پر ہزار مرتبہ درود بھیجے گا اور جس نے جذب شوق سے زیادہ درود بھیجا، میں قیامت کے دن اس کے لیے شفیع و شہید ہوں گا"

اس کو ابوموسیٰ مدینی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۲۹۔ "جس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود بھیجا، اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس کے عوض اس پر ستر مرتبہ درود بھیجتے ہیں"

اس کو امام احمد وغیرہ نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا یہ حکماً مرفوع ہے کیونکہ ایسی بات سے اجتہاد کا کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔

۳۰۔ "جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے اور اس کی دس خطائیں مٹائی جاتی ہیں اور اس کے دس مرتبے بلند کر دیئے جاتے ہیں"

اس کو نسائی وغیرہ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۳۱۔ "جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتا ہے"

اور جو مجھ پر دس مرتبہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس پر سو مرتبہ رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس کی آنکھوں کے درمیان نفاق سے بری ہونا اور نار جہنم سے بری ہونا لکھ دیتا ہے اور قیامت کے دن اس کو شہداء کے پاس ٹھہرائے گا۔"

اس کو طبرانی نے اوسط اور صغیر میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے رفعاً بیان کیا۔

"جو مجھ پر درود بھیجے اس کا درود مجھ تک پہنچا دیا جاتا ہے اور میں بھی اس پر درود بھیجتا ہوں علاوہ ازیں اس کے خزانہ عمل میں دس نیکیاں رکھ دی جاتی ہیں" اس کو طبرانی نے اوسط میں بہتر اسناد کے ساتھ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۴۲۔ "جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اب آدمی کو اختیار ہے درود میں کمی یا کثرت کرے۔"

اس کو محمد بن جریر طبری وغیرہ نے عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ طبری نے اس کی تصحیح کی ہے۔

۴۳۔ "جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس کے لئے دس نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے ذریعے اس کی دس خطائیں مٹاتا ہے اور دس درجے بڑھاتا ہے اور اس کو دس غلام آزاد کرنے کا اجر ملے گا۔"

اس کو ابن ابی عاصم نے الصلاۃ میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۴۴۔ "جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے، اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر دس مرتبہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس پر سو مرتبہ رحمتیں نازل فرماتا ہے، اور جو مجھ پر ہزار مرتبہ درود بھیجے، جنت کے دروازے پر میرے شانہ بشانہ ہو گا۔"

اس کو صاحب الدر المنظم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بعض اکابر صحابہ کے حوالہ سے نقل کیا۔ حافظ سخاوی نے کہا مجھے ابھی تک اس کی اصل معلوم نہیں ہو سکی

۴۵۔ "جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر دس مرتبہ صلوٰۃ بھیجتے ہیں، اور جو مجھ پر دس مرتبہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر سو مرتبہ صلوٰۃ بھیجتے ہیں اور جو مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجے، اللہ اس پر

کے ملائکہ اس پر ہزار مرتبہ درود بھیجتے ہیں اور جہنم کی آگ اس کے جسم کو نہیں چھوئے گی۔"
اس کو سخاوی نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا لیکن ماخذ کا ذکر نہیں کیا۔

۳۶۔ "جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے، اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اسے ایک فرشتہ سے کہ میری خدمت میں پیش کرتا ہے جو اسی کام پر مقرر ہے۔"
اس کو طبرانی نے ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۳۷۔ "جو مجھ پر درود بھیجے، فرشتے انہی الفاظ سے اس پر درود بھیجتے ہیں، اب اس کی مرضی ہے تھوڑا درود بھیجے یا زیادہ۔"
اس کو ابو الیمن ابن عساکر نے عامر بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اسی کو الضیاء المقدسی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔

۳۸۔ "جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتے ہیں۔ چاہے تو زیادہ پڑھے اور چاہے تو کم۔"
اس کو ابن ابی عاصم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۳۹۔ "جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے قیراط کے برابر اجر لکھے گا۔ (قیراط کوہِ احد کے برابر ہے)۔"
اس کو عبد الرزاق نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۴۰۔ "جو مجھ پر ہر جمعہ کے دن چالیس مرتبہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس کے چالیس سال کے گناہ مٹا دیتا ہے اور جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے اور وہ قبول ہو جائے اللہ اس کے اسّی سال کے گناہ مٹا دیتا ہے اور جو شخص سورۂ [illegible] پڑھے، اللہ اس کے لیے پلصراط پر مینار بنائے گا، یہاں تک کہ وہ پلصراط کو عبور کر لے گا۔"
اس کو ابو الشیخ اور التیمی نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ سخاوی کہتے ہیں، مجھے اس کی کوئی اصل مرفوع نہیں ملی۔

۴۱۔ "جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجے، اس کے اسی ۸۰ سال کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں" ابو محمد جبر نے کتاب الملاذ والاعتصام میں کہا، راوی کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ سے ابو مقاتل نے آپ کی یہ حدیث بیان کی ہے کہ جو آپ پر جمعہ کے دن سو مرتبہ درود بھیجے اس کی اسی ۸۰ سال کی خطائیں بخشی جاتی ہیں۔ فرمایا، ابو مقاتل نے سچ کہا ہے۔ راوی کہا کرتے تھے لوگو! میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتا ہوں، ابو مقاتل سے نہیں کیونکہ شیطان حضور علیہ السلام کی شکل بن کر نہیں آسکتا۔

۴۲۔ "جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس کے دونوں محافظوں (کراماً کاتبین) سے فرماتا ہے، اس کے تین دن تک کوئی گناہ نہ لکھیں" اس کو حافظ سخاوی نے القول البدیع میں روایت کیا اور کہا مجھے اس کی سند نہیں ملی۔

۴۳۔ "جو شخص صبح ہوتے ہی مجھ پر دس مرتبہ درود بھیجے، وہ قیامت کے دن میری شفاعت پائے گا۔" اس کو طبرانی نے دو سندوں کے ساتھ روایت کیا، ایک ابو درداء رضی اللہ عنہ سے جو عمدہ ہے۔

۴۴۔ "جو مجھ پر درود بھیجے میں قیامت کے دن اس کا شفیع ہوں گا۔" اس کو ابو حفص بن شاہین وغیرہ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۴۵۔ "جو شخص مجھ پر دن میں ہزار مرتبہ درود بھیجے، وہ مرنے سے پہلے جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لے گا۔" اس کو الضیائی نے المختارہ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ اور ابن شاہین نے انہی سے یہ روایت بایں الفاظ ذکر کی ہے "جو شخص مجھ پر روز

جمعہ ایک ہزار مرتبہ درود بھیجے،" آخر تک یہی روایت ابو موسیٰ مدینی اور ابن النعمان وغیرہ نے بھی بیان کی ہے۔

٤٦۔ "جو دن میں مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے لئے ایک لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے اور ایک لاکھ گناہ معاف فرما دیتا ہے اور اس کے لئے ایک سو مقبول صدقات لکھتا ہے اور جس نے مجھ پر درود بھیجا اور وہ مجھ تک پہنچ گیا تو میں اس پر صلوٰۃ بھیجوں گا اور وہ میری شفاعت پائے گا۔"

اس کو ابو سعید نے شرف مصطفیٰ میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

٤٧۔ "جو مجھ پر ہر روز سو مرتبہ درود بھیجے، اللہ اس کی سو حاجتیں پوری فرمائیگا، تیس آخرت کی اور ستر دنیا کی۔"

اس کو ابن مندہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ حافظ ابو موسیٰ المدینی نے کہا، یہ حدیث غریب حسن ہے اور الفردوس میں بلا اسناد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ مرفوع حدیث ہے کہ "جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر سو مرتبہ درود بھیجا، اللہ اسکی سو حاجتیں پوری فرماتا ہے۔"

٤٨۔ "جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے، اس کی سو حاجتیں پوری ہونگی۔"

اس کو التیمی نے ترغیب میں خالد بن طہمان سے روایت کیا، یہ منقطع روایت ہے یعنی اس کی اسناد متصل نہیں۔

٤٩۔ "جو شخص مجھ پر میری قبر کے پاس درود بھیجے اس کو خود سنتا ہوں اور جو دور سے مجھ پر درود بھیجے وہ مجھے بتا دیا جاتا ہے۔"

اس کو ابو الشیخ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، حافظ سخاوی نے فرمایا، اسکی سند عمدہ ہے جیسا کہ ہمارے بزرگ شیخ ابن حجر نے فرمایا۔

٥٠۔ "جو مجھ پر میری قبر کے پاس درود بھیجے اسکو میں خود سنتا ہے اور جو دور سے مجھ پر درود بھیجے تو اس پر اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو مقرر فرما دیتا ہے جو مجھ تک

پہنچا دیتا ہے اور یہ اس کے دنیا و آخرت کی حاجات حل کرنے کو کافی ہوتا ہے، اور قیامت کو میں اس کا گواہ یا شفیع ہوں گا (شک راوی کو ہے)۔"

اس کو العشاری نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۵۱ ۔ "جو مجھ پر جمعرات اور جمعہ کو سو مرتبہ درود بھیجے، اللہ اسکی سو حاجتیں پوری فرمائے گا، ستر آخرت کی اور تیس دنیا کی اور اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے جو اس کو میری قبر میں داخل کرتا ہے جیسے تمہارے پاس تحفے بھیجے جاتے ہیں، بیشک میری موت کے بعد بھی میرا علم اسی طرح رہے گا جسطرح زندگی میں ہے۔"

اس کو دیلمی نے مسند الفردوس وغیرہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۵۲ ۔ "جو شخص صبح کی نماز پڑھ کر بات چیت سے پہلے مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجے، اللہ اس کی سو حاجتیں پوری فرمائے گا، ان میں سے تیس ۳۰ تو جلد پوری ہوں گی (دنیا میں) اور ستر (آخرت) کے لئے ذخیرہ ہونگی اور یہی حال نماز مغرب کا ہے صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ پر درود کس طرح پڑھا کریں؟ فرمایا:۔

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ حَتّٰى تَعُدَّ مِائَةً۔

"الٰہی! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر سو مرتبہ تک درود بھیج۔"

اس کو احمد بن موسیٰ حافظ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا

۵۳ ۔ "جو کسی قسم کی نماز پڑھے اور مجھ پر اور اہلبیت پر درود نہ بھیجے، وہ مقبول نہ ہوگی۔"

اس کو دارقطنی اور بیہقی نے ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا

۵۴ ۔ "جو مجھ پر روز جمعہ درود بھیجے، میرے ہاں قیامت کے دن اس کی شفاعت ہوگی۔"

اس کو دارقطنی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔

۵۵ - "جو مجھ پر بروز جمعہ اسی مرتبہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس کے اسی سالہ گناہ معاف فرمائے گا، عرض کیا گیا یا رسول اللہ! آپ پر درود کس طرح بھیجا جائے؟ فرمایا یوں کہو
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ اور اس پر گانٹھ لگالے۔"

اس کو دارقطنی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، عراقی نے اسے حسن قرار دیا، ان سے پہلے عبداللہ بن النعمان نے بھی اس کو حسن کہا، ایسی ہی روایت خطیب نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

۵۶ - "جو شخص جمعہ کے دن نماز عصر ادا کرے اور اٹھنے سے پہلے اسی مرتبہ پڑھے
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا
اس کے اسی سالہ گناہ بخشے جاتے ہیں اور اس کے لیے اسی سال کی عبادت لکھ دی جاتی ہے۔"

اس کو ابن بشکوال نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۵۷ - "جو شخص مجھ پر شام کو درود پڑھے، صبح ہونے سے پہلے اس کی مغفرت کردی جاتی ہے اور جو مجھ پر صبح کے وقت درود پڑھے، شام ہونے سے پہلے اسکی مغفرت کردی جاتی ہے۔"

اس کو حافظ سخاوی نے القول البدیع میں بلا سند بتائے ذکر کیا۔

۵۸ - "جو لکھنے میں مجھ پر درود بھیجے، فرشتے برابر اس کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں جب تک اس تحریر میں میرا نام لیا جاتا ہے، ایک روایت میں ہے، فرشتے برابر اس کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں۔"

(صلے اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم) طبرانی وغیرہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ۔

۵۹ - "جس پر کوئی سختی آجائے وہ مجھ پر بکثرت سے درود بھیجے بیشک یہ گرہیں کھولنا

اور مصیبتیں حل کرتا ہے۔" (القول البدیع) سند ذکر نہیں کی۔

۶۰۔ "جس نے مجھ سے کوئی علمی بات لکھی اور اس کے ہمراہ مجھ پر درود بھی لکھ دیا اس کو اس وقت تک اجر ملتا رہے گا جب تک وہ تحریر پڑھی جاتی رہے گی۔"
اس کو دارقطنی وغیرہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۶۱۔ "جس نے کہا:۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَاٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَتَرَحَّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَ اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ۔

میں قیامت کو اس کی گواہی دوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا۔"
اس کو بخاری نے الادب المفرد میں، اور طبرانی اور عقیلی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، یہ حدیث حسن ہے اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

۶۲۔ "جس نے کہا:۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔

ترجمہ:۔ الٰہی! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرما اور ان کو قیامت کے دن اپنے قرب میں ٹھکانہ عطا فرما۔"
اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔"
اس کو امام احمد وغیرہ نے رویفع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے اور اس کو ابن ابی دنیا نے لفظ جنت کے اضافہ کے ساتھ روایت کیا۔ اس کی بعض سندیں حسن ہیں، حافظ سخاوی نے کہا مقعد مقرب سے وسیلہ یا مقام محمود

یا عرش پر آپ کا بیٹھنا یا مرتبہ بلند اور یا عظمت شان سب مراد ہو سکتے ہیں۔ (واللہ اعلم)

۶۲۔ "جس نے یوں کہا: "اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری طرف سے ایسی جزائے خیر دے جس کے آپ حق دار ہیں" ستر فرشتے ہزار دن صبح کے وقت اس کی خدمت میں جُت جاتے ہیں"

اس کو ابو نعیم وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

۶۳۔ "جو شخص اذان سن کر یہ دعا مانگے:۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ

صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّارْضَ عَنْہُ رِضًا لَّا سَخَطَ بَعْدَہٗ۔

ترجمہ: اے اللہ! اس مکمل دعا اور قائم ہونے والی نماز کے مالک! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج اور آپ سے اس طرح راضی ہو کہ پھر کوئی ناراضگی نہ رہے۔

اللہ اس کی دعا قبول فرماتا ہے"۔

اس کو امام احمد وغیرہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انہی سے ابن وہب نے اپنی جامع میں ان الفاظ کے ساتھ یہ روایت نقل کی ہے:۔

"جو مؤذن کی اذان سن کر یہ کہے اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَاَعْطِہِ الْوَسِیْلَۃَ وَالشَّفَاعَۃَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ" اے اللہ! اس پوری دعا اور قائم ہونیوالی نماز کے مالک! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج جو تیرے بندے اور رسول ہیں اور آپکو قیامت کے دن وسیلہ اور شفاعت عطا فرما" اس کے لئے میری شفاعت حلال ہوگئی۔

۶۴۔ "جو اذان سن کر یہ کہے:۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ

اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ۔

ترجمہ:۔ "اے اللہ! اس کامل دعا اور قائم ہونیوالی نماز کے مالک! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور آپ کو مقام محمود پر فائز فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے۔"

اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی۔"

اس کو بخاری و مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۶۵۔ "جس نے کہا:۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تَكُوْنُ لَكَ رِضًى وَّلِحَقِّهٖ اَدَآءً وَّاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْمَقَامَ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ وَاجْزِهٖ عَنَّا مِنْ اَفْضَلِ مَا جَزَيْتَ نَبِيًّا عَنْ اُمَّتِهٖ وَصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ اِخْوَانِهٖ النَّبِيِّيْنَ وَالصّٰلِحِيْنَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ۔

ترجمہ: الٰہی! محمد اور محمد کی آل پر ایسی رحمت نازل فرما جو تیری رضا کا باعث ہو اور جس سے آپ کا حق ادا ہو اور آپ کو وسیلہ اور وہ مقام عطا فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے اور آپ کو ہماری طرف سے وہ عظیم الشان جزا عطا فرما جو تو نے کسی نبی کو اسکی امت کی طرف سے عطا فرمائی ہے اور آپ کے تمام برادرانِ کرام انبیاء علیہم السلام اور نیک بندوں پر رحمت نازل فرما، اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے۔"

جو ہر جمعہ کو یہ دعا سات مرتبہ مانگے اس کے لئے میری شفاعت لازم ہو گئی۔"

اس کو قول البدیع میں روایت کیا اور فرمایا، اس کو ابن ابی عاصم نے اپنی ایک تصنیف میں بیان کیا لیکن جو سند لکھی ہے وہ مجھے نہ مل سکی۔

۶۶۔ "جو مجھ پر درود نہ بھیجے اس کا کوئی دین نہیں۔"
اس کو محمد بن صمدان مروزی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۶۷۔ "جو مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔"
اس کو ابن ماجہ وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور بیہقی وغیرہ نے ابی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حرف الواؤ

۱۔ "اس کے لئے خرابی، جو قیامت کو میرے دیدار سے محروم رہا۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کیا حضور! آپ کے دیدار سے کون محروم رہے گا؟ فرمایا بخیل! عرض کیا بخیل کون؟ فرمایا جو میرا نام سنے اور درود نہ بھیجے۔"
اس کو شرف مصطفےٰ میں ابو سعید واعظ سے روایت کیا، کہا کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سحری کے وقت کچھ سی رہی تھیں کہ سوئی گم ہو گئی اور چراغ گل ہو گیا، اتنے میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ کے نور سے سارا گھر بقعۂ نور بن گیا۔ انکو سوئی مل گئی، عرض کیا حضور! آپ کا چہرۂ اقدس کتنا نورانی ہے! فرمایا اس کی بربادی جو میری زیارت سے محروم رہے۔ الحدیث

حرف الیاء

۱۔ "لوگو! قیامت کے خوفناک مناظر اور ہیبت ناک مقامات سے محفوظ تر رہنے والا تم میں وہ ہوگا جو دنیا میں مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجنے والا ہوگا۔ اللہ تعالےٰ اور فرشتوں کا مجھ پر درود بھیجنا کافی تھا۔ فرمان باری تعالےٰ ہے: اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ۔ الآیہ۔ اس کے باوجود اس نے ایمان والوں کو

حکم دیا یا انہ ان کو اس پر ثواب عطا فرماتے۔"

اس کو ابوالقاسم التیمی نے اپنی ترغیب میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۲۔ "اے علی! مجھ سے دو خصلتیں یاد کر لو جنہیں جبریل علیہ السلام میرے پاس لائے ہیں۔ سحری کے وقت مجھ پر کثرت سے درود بھیجو اور مغرب کے وقت استغفار کرو، درود مجھ پر اور استغفار میرے صحابہ کے لئے، بے شک سحری اور مغرب کے اوقات اللہ کے گواہوں کے مخلوق خدا پر حاضر ہونے کے اوقات ہیں۔"

اس کو ابن بشکوال نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انہی کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ پر تشریف لے جانے لگے اور مجھے مدینہ منورہ رہ جانے والوں پر عامل بنا دیا اور فرمایا، علی! ان پر اچھی نیابت کرنا اور ان کے احوال لکھ کر مجھے بھیجتے رہنا۔ حضور اس سفر میں پندرہ دن رہے، پھر واپس تشریف لائے، میں خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا، علی! مجھ سے دو خصلتیں یاد کر لو الحدیث

۳۔ "اللہ تعالیٰ قیامت کے دن محدثین اور علماء کو جمع کرے گا، وہ ہاتھ میں دوات لئے اللہ تعالیٰ کے حضور آکھڑے ہوں گے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تم مدتِ عمر تک میرے نبی پر درود بھیجتے رہے ہو (فرشتوں سے ارشاد ہو گا) ان کو جنت کی طرف لے جاؤ۔"

اس کو النمیری نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

تتمہ

ابو عبداللہ الرصاع مالکی نے تحفۃ الاخیار فی فضل الصلوٰۃ علی النبی المختار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے فضائل میں وارد ہونے والی تمام احادیث ذکر کر کے فرمایا "بعض ضعیف الایمان لوگ بعض احادیث پر جرح و قدح کرتے رہتے ہیں، وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ حدیثیں صحاح

ہیں وارد نہیں ہوئیں حالانکہ ان کا یہ کہنا بد عقیدگی اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عیب لگانا ہے۔ راہِ صواب یہ ہے کہ جس بات کو اکثر علماء تسلیم کرلیں اسے تسلیم کرلیا جائے، کیونکہ آنجناب کی امت کی عدالت اس بات سے ان کو منع کرتی ہے کہ وہ سید الرسل پر جھوٹ باندھیں جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ:۔

"جو شخص مجھ پر دانستہ جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے"۔

حاشا وکلّا! کہ علمائے کرام جو اللہ تعالٰی سے ڈرنے والے ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر عمداً جھوٹ بولیں اور علماء کو یہ بھی معلوم ہے ترغیب سے متعلق احادیث میں انہوں نے کیا کچھ قدر افزائی فرمائی گئی ہے پھر بلا شبہ تمام احادیث جس حقیقت پر متفق ہیں وہ یہ ہے کہ حضور علیہ السلام پر درود بھیجنا کار فضیلت اور اللہ کے ہاں قابلِ قدر نیکی ہے اور اس کی بارگاہ میں آپ معزز و مکرّم ہیں اور یہ بات قطعاً برحق ہے، کسی عقلمند کو اس میں شک نہیں ہو سکتا، ہاں! اقدر ثواب و بلندئ درجات کے بیان میں روایات میں اختلاف ہے۔ الخ

حافظ سخاوی اپنی کتاب "القول البدیع" کے آخر میں لکھتے ہیں:۔

"شیخ الاسلام ابو زکریا النووی رحمہ اللہ نے کتاب الاذکار میں فرمایا، علمائے کرام، محدثین اور فقہاء کا فرمان ہے کہ فضائل ترغیب اور ترہیب کے باب میں حدیث ضعیف پر عمل کرنا جائز اور مستحب ہے بشرطیکہ ضعیف ہو، موضوع نہ ہو، رہے احکام مثلاً حلال حرام، بیع، نکاح اور طلاق وغیرہ تو ان میں صرف حدیث صحیح یا حسن پر ہی عمل کیا جائے گا ہاں ایسے مواقع پر کہیں بنا بر احتیاط حدیث ضعیف کو بھی لے لیا جائے تو دوسری بات ہے مثلاً جب کسی بیع یا نکاح کے مکروہ ہونے پر حدیث ضعیف وارد ہوئی ہو تو بہتر یہی ہے کہ اس سے پرہیز کیا جائے لیکن واجب نہیں۔"
(نووی کا کلام ختم ہوا)

ابن العربی مالکی نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حدیث ضعیف پر مطلقاً عمل نہ کیا جائے ہیں نے اپنے شیخ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کو بارہا یہ فرماتے سنا اور آپ نے میرے لئے اپنے ہاتھ سے یہ لکھا بھی ہے کہ "حدیث ضعیف پر عمل کرنے کی تین شرائط ہیں: ۱۔ ضعیف شدید نہ ہو، لہذا اس سے وہ روایتیں نکل جائیں گی جن کو صرف کسی جھوٹے راوی نے بیان کیا یا جس پر جھوٹا ہونے کی تہمت لگ چکی اور جو فحش غلطی کرے۔ ۲۔ کسی اصل عام کے تحت داخل ہو، پس اس سے وہ من گھڑت روایات نکل گئیں جن کی کوئی اصل سرے سے ہی نہیں۔ ۳۔ اس پر عمل کرتے وقت اس کے ثبوت کا عقیدہ نہ رکھے تاکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی ایسی بات کی نسبت نہ ہو جائے جو فی الواقع آپ نے فرمائی نہیں الخ۔

حافظ سخاوی کہتے ہیں میں کہتا ہوں، امام احمد بن حنبل سے منقول ہے کہ وہ جب کوئی دوسری نہ ملے تو ضعیف حدیث پر عمل کرتے تھے بشرطیکہ وہاں کوئی معارض نہ ہو، ان سے مروی ہے کہ لوگوں کی رائے سے ضعیف حدیث مجھے زیادہ محبوب ہے اسی طرح ابن حزم نے لکھا ہے کہ تمام حنفیہ اس بات پر متفق ہیں کہ امام ابو حنیفہ کے مذہب میں حدیث ضعیف پر عمل کرنا رائے اور قیاس سے بہتر ہے۔ امام احمد بن حنبل سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص کو شہر میں ایک محدّث اور ایک صاحبِ رائے شخص ملا لیکن محدّث کا حال یہ ہے کہ اس کو صحیح و سقیم روایت میں امتیاز کرنا بھی نہیں آتا، اب وہ شخص محدّث سے مسئلہ پوچھے یا صاحبِ رائے سے؟ انہوں نے فرمایا صاحبِ رائے سے نہ پوچھے، محدّث سے پوچھے۔

ابن عبد اللہ ابن مندہ نے ابو داؤد صاحب السنن سے جو امام احمد کے شاگرد میں سے ہیں نقل کیا کہ وہ (ابو داؤد) جب کسی مسئلہ میں قوی روایت نہ پائیں تو ضعیف روایت بھی نقل کر دیتے ہیں اور ان کے نزدیک ایسی روایت لوگوں کی رائے سے

زیادہ قوی ہے، پس نتیجہ یہ نکلا کہ حدیث ضعیف پر تین مذہب ہیں :۔

۱۔ اس پر بالکل عمل نہیں کیا جائے گا۔

۲۔ اس پر مطلقاً عمل کیا جائے گا جب کہ اس مسئلہ میں دوسری کوئی روایت نہیں

۳۔ تیسرا مذہب جمہور کا ہے کہ فضائل میں اس پر عمل جائے گا، احکام میں نہیں جیسا کہ یہ بات شرائط کے ہمراہ پہلے ذکر ہو چکی ہے، رہی موضوع روایت، سو اس پر کسی صورت بھی عمل کرنا یا روایت کرنا جائز نہیں، جہاں بھی اسے نقل کیا جائے ساتھ ہی اس کا موضوع ہونا بھی واضح کر دیا جائے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:۔

مَنْ حَدَّثَ عَنِّیْ بِحَدِیْثٍ یَرٰی اَنَّہٗ کِذْبٌ فَھُوَ اَحَدُ الْکَاذِبِیْنَ۔

ترجمہ:۔ "جو شخص مجھ سے کوئی ایسی حدیث بیان کرے جو اس کی رائے میں جھوٹی ہے تو دو میں سے ایک جھوٹا وہ بھی ہے"

اس کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ اس جملہ میں اس شخص کے لئے کافی وعید شدید موجود ہے جو ایسی حدیث بیان کرے جسے وہ جھوٹا سمجھتا ہے چہ جائیکہ روایت موضوع ثابت ہو اور وہ اسکی تصریح نہ کرے۔

پھر سخاوی نقل کرتے ہیں کہ علامہ ابن الصلاح رحمہ اللہ نے (مقدمہ میں) صحیح کی تعریف کرنے کے بعد فرمایا "جب محدثین کرام یہ فرمائیں کہ یہ حدیث صحیح ہے تو اس کا معنی یہ ہوتا ہے کہ اس کی سند بانی اوصاف مذکورہ کے ساتھ ساتھ متصل بھی ہے اس کی شرائط میں سے یہ شرط نہیں کہ نفس الامر میں بھی وہ قطعی الثبوت ہو" فرماتے ہیں:۔

علیٰ ہذا جب محدثین کرام کہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں تو یہ اس بات کی قطعیت نہیں کہ وہ نفس الامر میں ہے ہی جھوٹ، اس لئے کہ کبھی حدیث نفس الامر میں سچی ہوتی ہے اس سے مراد صرف یہ ہوتی ہے کہ اسکی

سند شرط مذکور کی رو سے صحیح نہیں، واللہ اعلم"

جیسا کہ امام نووی نے بھی فرمایا ہے جس شخص کو کوئی فضائل اعمال کی روایت پہنچے اسے اس پر چلنا ہے ایک ہی مرتبہ ہو عمل کرنا چاہیئے تاکہ اس کی فضیلت کا مستحق ہو جائے، بالکل ہی ترک نہ کرے بآسانی جتنا ہو سکے عمل کرے کیونکہ حضور علیہ السلام کا متفق علیہ صحیح فرمان ہے: "جس چیز کا تمہیں حکم دوں، اس پر جہاں تک ہو سکے عمل کرو الخ۔

حافظ سخاوی نے ایک مقام پر حسن بن عرفہ سے ان کی سند کے ساتھ ابو سلمہ، جابر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"جس کو اللہ تعالٰی کی طرف سے کوئی شئے پہنچی جسمیں فضیلت تھی، اس نے اسے اس امید پر قبول کر لیا کہ ثواب ملیگا، تو اللہ تعالٰی اجر دے گا اگرچہ فی الواقع ایسا نہ بھی ہو"

اس حدیث کے کئی شواہد ہیں الخ۔ اس کتاب کا جامع (علامہ نبہانی) کہتا ہے کہ اس باب میں درود شریف کی فضیلت سے متعلق جتنی روایات ذکر کی گئی ہیں ان میں ان روایات کا ذکر نہیں کیا جن کے بارے میں حافظ سخاوی نے موضوع یا سخت ضعیف ہونے کا ذکر کیا ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

الشہاب الرملی کے فتاوٰی میں ہے کہ ان سے اس بارے میں سوال کیا گیا کہ فضائل کے باب میں حدیث ضعیف پر بھی عمل کیا جائے گا، کیا اس کا معنی یہ ہے کہ حدیث ضعیف سے حکم ثابت ہو سکتا ہے؟ اگر کہو اس کا یہی مطلب ہے تو ابن دقیق العید کے اس قول کا کیا جواب ہو گا؟ انہوں نے حدیث ضعیف پر عمل کرنے کی شروط پر کلام کرتے ہوئے کہا کہ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس سے حکم بھی ثابت ہو سکے۔ انہوں نے جواب دیا کہ امام نووی نے اپنی متعدد تصانیف میں بیان کیا ہے کہ محدثین کا اس بات پر اجماع ہے

کہ فضائل وغیرہ کے باب میں بالخصوص ضعیف حدیث پر عمل کیا جائے گا اور ابن عبدالبر نے کہا کہ فضائل سے متعلق حدیثوں میں کسی حجت کی ضرورت نہیں، اور حاکم نے کہا کہ میں نے ابوذکریا العنبری کو یہ کہتے سنا کہ جو حدیث حلال کو حرام اور حرام کو حلال نہ کرے اور کسی حکم کو واجب نہ کرے اور اس میں ترغیب یا ترہیب کا ذکر ہو، اس سے چشم پوشی کی جائے گی اور اس کی روایت کرنے میں نرمی برتی جائے گی بیہقی نے مدخل میں ابن مہدی کا قول نقل کیا ہے کہ جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حلال و حرام اور احکام سے متعلق روایت کرتے ہیں تو سند میں سختی کرتے اور راویوں پر تنقید کرتے ہیں اور جب فضائل، ثواب اور عقاب کے بارے میں روایت کریں تو سندوں میں نرمی اور راویوں کے بارے میں تسامح کرتے ہیں۔

امام احمد المیمونی سے ضعیف حدیثیں روایت کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ہم اس سلسلہ میں نرمی برت سکتے ہیں یہاں تک کہ کوئی ایسی روایت آجائے جس میں حکم آجائے تو پھر نرمی نہیں برتیں گے، اور عباس کی ابن اسحاق سے روایت کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس شخص سے ہم مغازی وغیرہ کی حدیثیں روایات لکھ لیتے ہیں اور جب حرام و حلال کی بات آجائے تو پھر ہم کو اتنی قوم چاہیے اور دونوں ہاتھ کی چار چار انگلیوں کی مٹھی بند کی، اس سے معلوم ہوا کہ ابن دقیق العید کا کلام کلام آئمہ کے مطابق ہے جو فضائل اعمال کے بارے میں ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ فضائل اعمال سے مراد ترغیب ترہیب اور ان سے متعلق قصص وغیرہ ہیں۔ شہاب رملی کی عبارت ختم ہوئی۔

تیسرا باب

اقوال انبیاء علیہم السلام و علماء بحضور علیہ السلام پر درود بھیجنے کی فضیلت کے بیان میں

"سعید بن جبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے

موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی "بے شک میں نے تمہارے اندر دس ہزار (کے برابر) قوتِ سماع پیدا کی یہاں تک کہ تم نے میرا کلام سنا اور دس ہزار (کے برابر) زبان دی یہاں تک کہ تم نے مجھے جواب دیا اور تم مجھے سب سے بڑھ کر محبوب اور قریب ترین اس وقت ہو گے جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجو گے"۔ اسے ابو القاسم القشیری نے رسالہ میں بیان کیا ہے اور "شفاء الاسقام" میں حافظ ابو نعیم کے حوالہ سے لکھا ہے کہ "ایک خبر میں یہ بات آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی، اے موسیٰ! اگر زمین میں میری حمد کرنے والے نہ ہوتے تو میں نہ آسمان سے قطرہ اتارتا، نہ زمین سے دانہ اگاتا، اور بہت سی اشیاء کا ذکر فرمایا یہاں تک کہ فرمایا، موسیٰ! کیا چاہتے ہو کہ میں اس سے بڑھ کر تمہارے قریب ہو جاؤں جتنا تمہارا کلام تمہاری زبان سے، اور تمہارے دلی وسوسے تمہارے دل سے اور تمہاری روح تمہارے بدن سے اور تمہارا نورِ نظر آنکھ سے قریب ہے، عرض کیا جی ہاں! یارب! فرمایا، تو میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجو"
اس کو حافظ سخاوی اور دلائل الخیرات کے شارحین نے اسی طرح نقل کیا ہے۔

مسالک الحنفاء وغیرہ میں ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ موسیٰ! چاہتے ہو کہ قیامت کی پیاس سے محفوظ رہو؟ عرض کیا الٰہی! ہاں، فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجو" اس کو ابو القاسم التیمی نے اپنی ترغیب میں کعب احبار سے روایت کیا۔ حافظ سخاوی فرماتے ہیں بعض خبروں میں بیان کیا جاتا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے اپنے اوپر ظلم کیا تھا، جب وہ مر گیا تو لوگوں نے اسے پھینک دیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ اسے غسل بھی دیں اور اس کا جنازہ بھی پڑھیں کہ میں نے اس کو بخش دیا ہے۔ عرض کیا الٰہی! کس سبب سے؟ فرمایا۔ اس نے ایک دن تورات کھولی اس

میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا اسمِ گرامی پایا، اس نے آپ پر درود بھیجا، ہم نے اس کے بدلے اسے بخش دیا۔

ابو محمد جبر نے اپنی کتاب "الملاذ والاعتصام" میں کہا، یہ بھی مروی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے دریا عبور کرتے وقت دس مرتبہ اپنا عصا دریا پر مارا لیکن دریا نہ پھٹا، پس اللہ تعالےٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر درود بھیجو، پس انہوں نے درود بھیجا اور دریا کو مارا تو دریا پھٹ گیا۔

کہتے ہیں یہ بھی مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور انہوں نے آنکھیں کھولیں تو سراپردۂ عرش پر اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا دیکھا، عرض کیا اے رب! کیا مجھ سے بڑھ کر بھی تیری بارگاہ میں کوئی معزز ہے؟ فرمایا ہاں! یہ نام تیری اولاد میں سے ایک نبی کا ہے جو تجھ سے بڑھ کر میرے ہاں معزز ہیں، اگر وہ نہ ہوتے تو میں نہ آسمانوں کو پیدا کرتا نہ زمین کو، نہ جنت کو نہ جہنم کو۔ پھر جب اللہ سبحانہٗ نے ان کی پسلی سے حوّا کو پیدا کیا تو آدم علیہ السلام نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو ایک ایسی مخلوق کو دیکھا جس کے مشابہ کوئی مخلوق نہ تھی، اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام میں قوتِ شہوہ بھی پیدا کی تھی، انہوں نے عرض کیا الٰہی! یہ کون ہے؟ فرمایا حوّا! عرض کیا ان کو میرا جوڑا بنا دیجئے۔ فرمایا تو اس کا مہر ادا کرو، عرض کیا ان کا مہر کیا ہے؟ فرمایا، اس نام والے پر دس مرتبہ درود بھیجنا، عرض کیا، اگر میں نے ایسا کر لیا تو میرا جوڑا بن جائے گی؟ فرمایا ہاں! فرمایا کہ آدم علیہ السلام نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر دس مرتبہ درود بھیجا، یہ تھا مہر حضرتِ حوّا رضی اللہ عنہا کا۔

اس کو صاحبِ الشرف نے روایت کیا۔ فرمایا کتاب الشرف کے علاوہ حضرتِ وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع روایت ہے "جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور ان میں روح پھونکی تو انہوں نے آنکھیں کھولیں تو جنت کے

دروازے پر لکھا دیکھا: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ عرض کیا الٰہی! کیا مجھ سے بڑھ کر بھی کسی محترم و مکرم کو پیدا فرمائے گا؟ فرمایا ہاں! اے آدم! تیری اولاد میں سے ایک نبی ہوں گے۔ انہی کی وجہ سے میں نے جنت و جہنم پیدا کئے۔ پھر جب اللہ نے حوّا کو پیدا فرمایا اور آدم علیہ السلام نے ایسی مخلوق دیکھی جو سب سے نرالی تھی اور اس میں شہوت رکھی، عرض کیا الٰہی! یہ کیا ہے؟ فرمایا حوّا، عرض کیا الٰہی! اس کو میرا جوڑا بنا دے۔ فرمایا، مہر لاؤ! عرض کیا اس کا مہر کیا ہے؟ فرمایا، اس نام والے پر دس مرتبہ درود بھیجو! عرض کیا اے رب! اگر میں نے ایسا کیا تو میرا جوڑا بنا دے گا؟ فرمایا ہاں! پس انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر دس مرتبہ درود بھیجا اور یہی مہر تھا۔"

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا اس سے زیادہ گناہوں کو مٹاتا ہے جتنا پانی آگ کو، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنا غلام آزاد کرنے سے افضل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جان قربان کرنے سے افضل ہے یا فرمایا فی سبیل اللہ تلوار چلانے سے۔

اس کو النمیری اور ابن بشکوال نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جمعہ کے دن سو مرتبہ درود بھیجے، قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے ساتھ ایسا نور ہوگا کہ اگر ساری مخلوق میں تقسیم کیا جائے تو سب کو کافی ہو۔"

اس کو ابو نعیم نے حلیہ میں ذکر کیا۔

ابو محمد جبیر وغیرہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ اگر مجھے ذکرِ خدا کے بھول جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو قربِ خدا صرف درودِ مصطفٰے کے ذریعہ حاصل کرتا صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم!

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے فرمایا: "اپنی مجلسوں کو نبی صلی اللہ

علیہ وسلم پر درود سے زینت دو"۔ اس کو النمیری نے ذکر کیا اور ابو محمد جبر نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے "نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ہی جنت کا راستہ ہے" اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جو نماز میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجے اس کی کوئی نماز نہیں"۔ آپ نے زید بن وہب سے فرمایا اے زید! جب جمعہ کا دن ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک ہزار مرتبہ درود پڑھنا مت چھوڑو، یوں پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ

اس کو التیمی نے ترغیب میں بیان کیا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا اس شخص کو، اس کے بیٹے کو اور اس کے پوتے کو اپنے دامن میں لے لیتا ہے، اس کو ابن بشکوال نے روایت کیا۔

ابو محمد جبر نے ابو شعیب سے نقل کیا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے یہ فرمان لکھا "جمعہ کے دن علم پھیلاؤ، بے شک علم کی آفت بھلا دینا ہے اور جمعہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجنا عبادت ہے"۔ اس کو التیمی نے اپنی ترغیب میں اور النمیری اور ابن بشکوال نے روایت کیا۔

ابو القاسم التیمی نے بھی ترغیب میں حضرت علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم سے روایت کیا، فرمایا "رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجنا اہل سنت کی علامت ہے"۔

مجدالدین فیروز آبادی لغوی نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ "جمعرات کے دن عصر کے وقت اللہ تعالیٰ فرشتوں کو آسمان سے زمین کی طرف اتارتا ہے ان کے ہمراہ چاندی کے صحیفے اور ہاتھوں میں سونے کے قلم ہوتے ہیں، اس دن، اس رات اور اگلے دن غروب آفتاب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف لکھتے رہتے ہیں"۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ آدمی اپنے خطبہ اور ہر امر مطلوب سے پہلے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی حمد وثنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے" اور کتاب الام" میں فرمایا "میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ آدمی ہر حال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجے"۔

ابو محمد جبر نے عبد اللہ بن عیسیٰ کا قول نقل کیا ہے کہ کہا جاتا ہے "جس نے قرآن پڑھا، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا اور دعا مانگی تو یقیناً اس نے ہر مقام سے بھلائی سمیٹ لی"۔ اس کی نسبت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف کی گئی ہے۔

القول البدیع میں ابو غسان کا یہ قول نقل فرمایا کہ "جو شخص دن میں ایک سو مرتبہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے وہ اس آدمی کی طرح ہے جو مدت دراز تک رات دن عبادت میں مصروف رہا"۔

ابن النعمان نے کہا، "اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ نبی علیہ السلام پر درود بھیجنا تمام اعمال سے افضل ہے اور اسی سے آدمی دنیا و آخرت کی کامرانی حاصل کر سکتا ہے"۔

الحلیمی نے کتاب "شعب الایمان" میں فرمایا کہ "نبی علیہ السلام کی تعظیم ایمان کا حصہ ہے اور اس بات کو ثابت کیا تعظیم کا درجہ محبت سے بلند ہے، پھر فرمایا، ہم پر فرض ہے کہ آپ سے محبت کریں، ایسی بزرگی مانیں، آپ کی عظمت کریں، اس سے بہت زیادہ جو کوئی غلام اپنے آقا کی، اور کوئی بیٹا اپنے باپ کی کرتا ہے، فرمایا، یہی قرآن کا منشا ہے اور اسی کا حکم بار بار کتاب اللہ نے دیا ہے، اس کے بعد آیات واحادیث اور صحابہ کرام کا حضور سے برتاؤ ذکر کیا جو آپ کی ہر حال اور ہر طریقہ سے کامل تعظیم اور بزرگی کے بیّن ثبوت ہیں، پھر فرمایا، یہ حال تو ان لوگوں کا تھا جن کو آپ کا دیدار نصیب ہوا۔ رہی آج کی بات، تو آپ کی تعظیم کی ایک صورت یہ ہے کہ جب بھی حضور کا ذکر کیا جائے۔ آپ پر درود وسلام پڑھا جائے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۔

ترجمہ: "بے شک اللہ اور اس کے فرشتے اس غیب کی خبریں دینے والے نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام۔"

اللہ تعالیٰ نے پہلے خبر دی کہ فرشتے بھی آپ پر درود بھیجتے ہیں، پھر بندوں کو حکم دیا کہ وہ بھی آپ پر درود و سلام بھیجیں، ان کو خبردار کرنے کے لئے، کہ فرشتے آپ کی شریعت کے پابند نہیں اس کے باوجود وہ آنحضور پر درود و سلام بھیج کر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں پس ہم تو اس کے زیادہ مستحق، لائق اور حق دار ہیں۔"

عارف صاوی نے اپنے حاشیہ جلالین (تفسیر صاوی) میں فرمایا:۔

"جان لیجئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنے کے وجوب پر تمام علماء متفق ہیں، تعین واجب میں اختلاف کے بعد فرمایا، الحاصل نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا بغیر کسی مرشد و وسیلہ کے اللہ تعالیٰ تک پہنچ جانا ہے کیونکہ اس میں شیخ و سند خود صاحب درود ہیں اس لئے کہ درود شریف آپ پر ہی پیش کیا جاتا ہے، اور بھیجنے والے پر اللہ تعالیٰ درود بھیجتا ہے بخلاف دوسرے اذکار کے کہ اگر ان میں کسی شیخ و مرشد کا وسیلہ نہ لیا جائے تو شیطان دخل انداز ہوتا ہے اور پڑھنے والے کو فائدہ نہیں ہوتا۔

الحلیمی نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے سے مقصود اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل پیرا ہو کر اس کا قرب حاصل کرنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پر جو حق ہے اس کو ادا کرنا ہے۔

العز بن عبد السلام نے کہا، "ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا آپ کے لئے ہمارا شفاعت کرنا نہیں کیونکہ ہم جیسے ایسی باعظمت ہستی کی شفاعت کرنے کے قابل ہی

نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس ذات کا احسان ادا کرنے کا حکم دیا ہے جس نے ہم پر احسان و انعام فرمایا ہے، اب اگر ہم اس سے عاجز ہیں تو اس کے عوض ہم آپ کے لئے دعا کرتے ہیں چونکہ ہم اس عوض کو ادا کرنے سے عاجز تھے اور اللہ تعالیٰ کو ہمارے عجز کا علم تھا اس لیے اس نے ہماری رہنمائی فرمائی اور ہم کو آپ پر درود بھیجنے کا حکم دیا تاکہ ہمارا آپ پر درود وسلام بھیجنا آپ کے فضل و احسان کا عوض ہو جائے اس لئے کہ حضور کے احسان سے بڑھ کر کوئی احسان نہیں۔"

ابو محمد المرجانی نے کہا "تیرے درود وسلام کا فائدہ چونکہ لوٹ کر تجھے ہی ہونا ہے لہٰذا تیرا حضور پر درود پڑھنا درحقیقت اپنے لئے دعائے خیر کرنا ہے۔"

ابن العربی نے فرمایا "حضور پر درود پڑھنے کا فائدہ اس شخص کی طرف لوٹتا ہے جو درود بھیجتا ہے، کیونکہ یہ اس کے صحیح العقیدہ ہونے خلوصِ نیت، اظہارِ محبت، آپ کی دائمی اطاعت اور آپ کے وسیلہ جلیلہ کے احترام کی دلیل ہے۔"

حافظ سخاوی نے بعض علماء کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ایمان کے سب سے بڑے مدارج میں سے یہ بھی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کی بنا پر، آپ کے حقوق ادا کرتے ہوئے اور آپ کی توقیر و تعظیم کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ پر درود وسلام بھیجا جائے اور اس پر مواظبت کیجائے تو یہ بھی آپ کا شکر ادا کرنا ہے اور آپ کا شکر ادا کرنا واجب ہے۔ کہ آپ ہی کے صدقے ہم پر انعام و اکرام کی بارش ہوئی آپ ہی جہنم سے ہماری نجات اور جنت میں داخل ہونے کا سبب ہیں، آپ ہی کے طفیل ہم بآسانی فوز و فلاح سے ہمکنار اور ہر قسم کی سعادت کے سزاوار ہو سکتے ہیں، آپ ہی کے ذریعہ ہم بلند و بالا مراتب و مناقب تک بلا روک ٹوک پہنچ سکتے ہیں:۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْہِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِہِمْ یَتْلُوْا عَلَیْہِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْہِمْ وَیُعَلِّمُہُمُ الْکِتٰبَ

وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ
ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

ترجمہ: "یقیناً اللہ نے اہل ایمان پر احسانِ عظیم کیا جب ان میں انہی میں سے ایک ایسا رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا اور ان کو پاک صاف کرتا اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اگرچہ وہ لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔"

اقلیشی نے کہا "جن پر اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے درود بھیجیں اور جن کو اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں قربتِ عظیمہ سے مخصوص کیا ہے، ان پر درود بھیجنے سے بڑھ کر کون سا عمل بلند مرتبہ، کونسا وسیلہ زیادہ مستحقِ شفاعت اور کونسا عمل زیادہ مفید ہو سکتا ہے؟ پس آپ پر درود بھیجنا سب سے بڑا نور ہے اور یہی وہ سودا ہے جس میں نقصان نہیں، اور یہی اولیاء اللہ کا صبح و شام کا وظیفہ ہے پس اپنے نبی پر ہمیشہ درود پڑھتے رہو اسی سے تم اپنی گمراہیوں سے پاک ہو گے، اسی سے تمہارا عمل درست ہوگا اور اسی سے تمہاری آرزو پوری ہوگی، اسی سے تمہارے دل کا نور ضیا بار ہوگا اور اسی سے تم اپنے رب کی رضامندی حاصل کر سکو گے، اسی سے خوف و ہراس کے دن (قیامت) کی دہشت سے مامون ہو سکے، اللہ تعالیٰ آپ پر اسی طرح صلوٰۃ و سلام نازل فرمائے جیسے اس نے آپ کو رسالت و خلعت سے نوازا، اور آپ کو وہ کچھ سکھا دیا جو آپ نہیں جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے"

حافظ سخاوی نے کہا "عراقی نے کہا، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر درود بھیجنے والے پر صرف یہی نہیں کیا کہ ایک درود بھیجنے والے پر دس مرتبہ رحمت نازل فرمائے بلکہ اس پر یہ اضافہ فرمایا کہ اس کے دس درجے بلند فرماتے اور اس کے دس گناہ بھی درگزر فرما دیئے جیسا کہ حدیثِ انس میں آتا ہے اور اس پر یہ اضافہ بھی کیا کہ

اس کو دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔"

ان احادیث میں اس عبادت کے شرف پر دلالت ہے کہ اللہ تعالےٰ درود بھیجنے والے پر چند در چند رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اس کی نیکیاں بڑھاتا اور برائیاں مٹاتا ہے اور اس کے درجات بلند فرماتا، اور گردنیں آزاد کرنے کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ پس سیّد السادات اور منبع السعادات پر کثرت سے درود بھیجو کہ یہی خوشیاں پانے کا وسیلہ اور بیش بہا انعام و اکرام پانے اور مصائب و آلام کی روک تھام کا ذریعہ ہے۔ تم حضور پر ایک مرتبہ جو درود بھیجتے ہو اس کے عوض تم پر آسمانوں اور زمین کا مالک دس مرتبہ رحمت نازل فرماتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ دس خطائیں معاف فرماتا اور دس درجے بلند فرماتا ہے اور معزز فرشتے تجھ پر دار المقام (جنت) میں رحمت بھیجتے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم تسلیماً کثیراً الخ۔

علامہ قسطلانی نے فرمایا "حضور علیہ السلام پر درود بھیجنا اوقات و مقامات کے اختلاف کے ساتھ تمام عبادات میں جائز ہے۔ جمعہ، جماعت، خطبات اور نمازیں یا دیگر تصرفات میں، یہاں تک کہ معاملات، خرید و فروخت، عقد نکاح میں بھی، خصوصاً سلوکیا میں اذکار و دعوات کے اوقات میں کہ اسی سے ان کو شرفِ قبولیت حاصل ہو سکتا ہے۔"

امام شعرانی نے سلفِ صالحین کے اخلاق پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے تنبیہ المغترین اس میں فرماتے ہیں، سلفِ صالحین کے اخلاق میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے سے کسی مجلس میں غافل نہیں ہوتے۔ حضور علیہ السلام کے اس فرمان پر عمل کرتے ہوئے کہ "جو قوم کسی مجلس میں بیٹھے، نہ تو وہاں اللہ کا ذکر کرے اور نہ اس کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، قیامت کے دن اس پر ذلت و نحوست

مسلط ہوگی، اسی طرح آپ نے اپنی کتاب لواقح الانوار القدسیہ فی بیان العہود المحمدیہ میں فرمایا، یہی وہ عظیم الشان عہد ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہم سے لیا گیا ہے کہ ہم رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر رات دن کثرت سے درود وسلام بھیجیں اور ہم اپنے بھائیوں کے سامنے اس کا اجر و ثواب بیان کریں اور آپ کی محبت کے اظہار کے پیش نظر ان کو اس میں کامل ترغیب دیں اور ان سے یہ بھی کہیں کہ روزو شب، صبح و شام ایک ہزار سے دس ہزار تک درود وسلام بھیجیں، یہ سب سے افضل عمل ہے، اگرچہ صحت درود کے لئے طہارت اس طرح شرط نہیں جس طرح نماز کے لئے شرط ہے، تاہم درود بھیجنے والے کو طہارت اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضری کا تصور ہونا چاہیئے کیونکہ یہ بھی حق تعالیٰ سے بندے کی ایسی ہی مناجات ہے جس طرح رکوع و سجود والی نماز، درود بھیجنے والا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ قرب میں بیٹھ کر اس سے سوال کرتا ہے کہ وہ ذات آپ اپنے نبی پر درود بھیجے اگرچہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فضل و شرف اصلی ہے کیونکہ وہی تو ہیں جنہوں نے درود بھیجنے کو مسنون قرار دیا تاکہ درود بھیجنے والے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت حاصل ہو، پس جو شخص ہمارے بیان کئے ہوئے طریقہ پر مداومت کرے گا، اجر عظیم کا مستحق ٹھہرے گا اور یہی اعلیٰ ترین ذریعہ ہے قرب رسول حاصل کرنے کا، موجودات میں کوئی ایسا نہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں اس طرح ربط و تعلق قائم فرمایا ہو جس طرح حضور سے قائم فرمایا، پس جس کسی نے بھی صدق دل، محبت اور خلوص نیت سے آپ کی خدمت کی۔ اس کے سامنے بڑے بڑے شہ زوروں کی گردنیں جھک گئیں اور تمام مسلمانوں نے اس کی تعظیم و تکریم کی۔ دنیا میں دیکھ لو جو شخص دنیاوی بادشاہوں کا مقرب ہو جائے، تمام لوگ اسکی تعظیم کرتے ہیں اور جو اپنے آقا کی خدمت کرے، تمام نوکر، غلام اس کی خدمت کرتے ہیں، یہی طریقہ تھا ہمارے قائد اور شیخ، شیخ نور الدین الشونی

کاشونی ایک شہر ہے جو ہمارے سید احمد البدوی رضی اللہ عنہ کے شہر کے پاس ہے۔ الشونی اسی کی طرف منسوب ہے۔ عارف باللہ شیخ احمد الزوادی مدفون ومنہور جو کہ بحیرہ کے مضافات میں سے ہے، کا بھی یہی طریقہ تھا۔ شیخ نور الدین الشونی کا روزانہ دس ہزار مرتبہ درود پڑھنا ورد تھا اور شیخ احمد الزواوی کا روزانہ چالیس ہزار ورد تھا۔ الثعلبی نے کتاب العرائس میں یہ حکایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالٰے کی ایک مخلوق کوہِ قاف کے اس طرف رہتی ہے، ان کی تعداد اللہ ہی بہتر جانتا ہے، انکی عبادت صرف یہ ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے ہیں۔

سیدی ابو العباس التیجانی نے: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلٰوتَنَا عَلَیْہِ مِفْتَاحًا (الٰہی! حضور علیہ السلام پر ہمارا درود چابی بنا دے) کی شرح میں فرمایا: درود پڑھنے والا اللہ تعالٰے سے دعا کرتا ہے کہ اس کا پڑھا ہوا درود چابی بن جائے کس کیلئے؟ غیوب، معارف، انوار اور اسرار کے بند دروازوں کے لئے جب اس میدان کی چابی خود حضور کی ذاتِ مقدسہ ہے تو اس حیثیت سے آپ درود وسلام کے زیادہ مستحق ٹھہرے جو اس فریضہ سے الگ رہا اور اس راہ پر چلنے والے تمام مسلمانوں سے کٹ گیا تو وہ کٹ ہی گیا، اور دھتکارا گیا اور اس کی قسمت میں قربِ خداوندی نہیں کتاب جواہر المعانی کی عبارت ختم ہوئی۔

اسی کتاب میں لکھا ہے کہ "شیخ ابو العباس مذکور نے ایک طالب علم کے نام لکھا بسملہ اور الحمد للہ کے بعد، میں جس چیز کی تجھے نصیحت و وصیت کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ صفائے قلب کے ساتھ ظاہر و باطن ہر حال میں رب تعالٰی کے حکم کی مخالفت سے بچتے رہنا اور دل سے اس کی طرف متوجہ رہنا اور ہر حال میں اسکے حکم پر راضی رہنا۔ بہر صورت اس کی تقدیر پر صبر کرتے رہنا، ان تمام امور میں بقدرِ استطاعت حضورِ قلب کے ساتھ بکثرت اللہ کا ذکر کرنا اور اس سے مدد چاہنا جن امور کی میں

نے تجھے وصیت کی ہے ان میں وہ تیری مدد فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑھ کر فائدہ مند ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حضورِ قلب کے ساتھ درود بھیجنا ہے، بلاشبہ یہ دنیوی و اخروی تمام مقاصد کے حصول کا ضامن اور تمام مشکلات کا حل ہے اور جو شخص اس پر عمل کرے گا، وہی اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑھ کر برگزیدہ ہوگا۔" الخ

ایک دوسرے خط میں تمام مسلمان بھائیوں سے وہ جہاں کہیں بھی ہوں مخاطب ہیں، آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ حصولِ تقویٰ بہت مشکل ہے اور جو کوئی ہاتھ سے اس کی لگام کھینچتا ہے، یہ اور دور ہوتا ہے ہمتیں اس کے آگے پست ہو جاتی ہیں پس شاذ و نادر ہی کوئی اس کی اصل اور لگام تک پہنچ سکتا ہے کیونکہ قلوب و نفوس مکمل طور پر اللہ تعالیٰ اور اس کے احکام سے روگرداں ہو چکے ہیں اور احوالِ بشریہ میں اس طرح پھنس چکے ہیں کہ اب ان سے بچ نکلنا دشوار ہے اور یہ حالِ عصرِ حاضر میں ان تمام لوگوں کا ہے جو روئے زمین پر بستے ہیں، ہاں! کوئی شاذ و نادر ایسا بندۂ خدا ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے بچا لیا ہو تو یہ دوسری بات ہے، ہم نے جس صورتِ حال کا ذکر کیا ہے اس کا سبب آتشِ خوف و فتن کا بھڑکنا اور بحرِ مصائب و مشکلات کا موجزن ہونا ہے جس میں لوگ پوری طرح غرق ہو چکے ہیں۔ انسان کی حالت یہ ہو چکی ہے کہ جب دعائیں مانگ کر ایک مصیبت سے نجات پاتا ہے تو کئی اور مصیبتوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ اسی صورتِ حال کے بارے میں کہا گیا کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جب مصائب و فتن کے پے در پے سیلاب آئیں گے، کوئی دعا فائدہ نہ دے گی سوائے اس دعا کے جو ڈوبنے والے کی دعا کی طرح ہو۔ تم کو چاہیئے کہ جو نجات بخشنے والی چیز ہم بتائیں اس پر سختی سے کاربند ہو جاؤ، یہی اس آگ کو بجھائے گی اور وہ ہے کثرتِ استغفار اور نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا

اور صرف لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ذکر کرنا اور صرف لَآ اِلٰـہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ کا ذکر کرنا اور یوں کہنا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَكِیْلُ۔ جتنا زیادہ ان کا ذکر کرے گا، اتنے ہی زیادہ اس سے مصائب، شرور اور بوجھ دور رہیں گے اور جتنا کم کرے گا اتنے ہی کم الخ۔

القول البدیع میں فرمایا: جس طرح اللہ تعالےٰ نے ہمارے نبی کا ذکر اپنے ذکر سے ملایا ہے، شہادتین میں آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت فرمایا اور آپ کی محبت کو اپنی محبت قرار دیا ہے، اسی طرح آپ پر درود بھیجنے کے ثواب کو اپنے ذکر کے ساتھ ملا دیا ہے، پس جس طرح اس نے فرمایا: اُذْكُرُوْنِیْۤ اَذْكُرْكُمْ "تم مجھے یاد کرو! میں تم کو یاد رکھوں گا" اور فرمایا "جب میرا بندہ مجھے دل میں یاد کرے، میں بھی دل میں اس کو یاد کرتا ہوں اور جب محفل میں مجھے یاد کرے تو میں اس سے بہتر محفل میں اس کو یاد کرتا ہوں" جیسا کہ حدیث صحیح میں آیا ہے، ایسا ہی اس نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بھی کیا کہ بندہ جو ایک مرتبہ حضور پر درود بھیجے وہ اس کو بایں طور قبول فرماتا ہے کہ پڑھنے والے پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے۔ یونہی جو شخص حضور علیہ السلام پر ایک مرتبہ سلام بھیجے، اللہ تعالےٰ اس پر دس مرتبہ سلام بھیجتا ہے، پس اسی کے لئے سب تعریف و فضل ہے۔

الدر المنضود میں یہ عبارت نقل کرنے کے بعد فرمایا: یہ عبارت بھی ذرا اضافے کے ساتھ القول البدیع کی ہے، اسی سے اس سوال کا جواب بھی معلوم ہو گیا جو اس مقام پر کیا جاتا ہے کہ جب ہر نیکی کا دس گنا ثواب قرآن سے ثابت ہے پس حضور علیہ السلام پر درود پڑھنے میں کوئی خاص فضیلت نہیں۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ درود شریف میں ایک خاص فضیلت موجود ہے۔ وہ یہ کہ اس کے عوض

جنت میں دس درجے بڑھتے ہیں اور وہ یہ ہیں جو ایک درود کے بدلہ میں اللہ کی طرف سے دس پڑھنے والے کو ملتی ہیں، اور اللہ کا ایک مرتبہ بندے پر درود بھیجنا پانچ گنا پڑھنے سے افضل ہے، علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے اسی پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ اس کے ساتھ دس درجے بلند ہونا اور دس گناہ مٹا دینا اور دس نیکیاں لکھی جانا اور دس غلام آزاد کرنے کے مساوی ٹھہرانا بھی ملا دیا ہے۔ پس اس عبادت کا شرف عظمت اور دُونا دُون پڑھنے کا امتیاز دیکھو شاید یہ غور و فکر تمہیں بکثرت درود و سلام پڑھنے کا شوق دلادے اور تم دنیا و آخرت کی کامرانیوں سے ہمکنار ہو سکو اور اللہ تعالیٰ کے اپنے بندے پر درود بھیجنے کی نشانی یہ ہے کہ اس کو نورِ ایمان سے مزین اور زیورِ توفیق سے آراستہ فرماتا ہے، اس کے سر پر صداقت کا تاج رکھتا ہے اور اس کے نفس سے خواہشات و ارادتِ باطلہ کو ختم کر دیتا ہے اور اس کے عوض اس کی قسمت میں اپنی رضامندی لکھ دیتا ہے۔

السید احمد دحلان نے اپنی کتاب تقریب الاصول میں ابن عطاء اللہ کا یہ قول نقل فرمایا:۔

"جو شخص کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے، اللہ کا لطف اس سے کبھی جدا نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ اس کو غیر کا محتاج نہیں رکھتا پس جس شخص کی نماز و روزہ فوت ہو جائیں، اس کو کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا چاہئے، فرمان نبوی ہے، جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرماتا ہے۔"

پس اگر کوئی شخص عمر بھر تمام عبادات بجالاتا رہے، پھر حضور علیہ السلام پر ایک مرتبہ درود بھیجے تو اس کا ایک مرتبہ درود بھیجنا عمر بھر کی نیکیوں سے بڑھ جائیگا۔

اس لئے کہ تم حضور پر اپنی طاقت کے مطابق درود بھیجو گے اور اللہ تعالیٰ تم پر اپنی ربوبیت کے مطابق رحمت نازل کرے گا کہ عطیہ قدرت کے مطابق ہوتا ہے۔

یہ تو اس وقت ہے جب اللہ تعالیٰ ایک مرتبہ رحمت بھیجے جب ایک کے عوض دس مرتبہ رحمت بھیجے تو اس کی کیا شان ہوگی؟ کتنی حسین زندگی ہے اس آدمی کی جو اللہ کی اطاعت میں اس کی یاد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام میں وقت گزار دے الخ۔

اسی کتاب میں ایک دوسرے مقام پر سیدی ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل فرمایا:-

گناہوں سے بچاؤ کا ایک مضبوط ترین قلعہ اللہ تعالیٰ سے استغفار اور اس کی طرف رجوع کرنا ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:-

مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَہُمْ وَ اَنْتَ فِیْہِمْ وَ مَا کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَہُمْ وَ ہُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ۝

ترجمہ: "اللہ ایسا نہیں کہ تم اے محبوب ان میں موجود ہو اور وہ ان کو عذاب دے اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ وہ معافی مانگیں اور وہ انکو عذاب دے"۔

فرمایا، استغفار ہی کی طرح حضور علیہ السلام پر کثرت سے درود بھیجنا ہے اور بعض نے درود شریف کو استغفار پر افضل مانا ہے، بہتر یہ ہے کہ ان دو قولوں میں یوں تطبیق دی جائے کہ درود شریف، استغفار، تہلیل، تسبیح، تلاوتِ قرآن اور باقی اذکار کے روحانی اثرات نفس کی حالتِ سستی، کبیدگی اور ذوق و شوق کے تفاوت کی بنا پر یکساں نہیں رہتے لہٰذا کوئی قطعی فیصلہ کرنا مشکل ہے الخ۔

حافظ سخاوی فرماتے ہیں: بعض علماء نے فرمایا جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنے والا ہے اس کا شمار ان مردوں اور عورتوں میں ہوتا ہے جو

تعالے کا کثرت سے ذکر کرنے والے ہیں اور جو آپ کے ذکر سے غافل ہے، وہ ذکرِ الٰہی سے غفلت برتنے والوں میں شمار ہوتا ہے الخ۔

امام عبدالوہاب شعرانی نے اپنی کتاب المنن الکبریٰ کے نویں باب میں فرمایا" مجھ پر اللہ تعالے کا ایک احسان یہ بھی ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے دیکھوں، اس کا احترام کرتا ہوں کیونکہ اس طرح وہ خدا تعالے اور مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کا ہمنشین ہوجاتا ہے، اگر میری اس سے کوئی حاجت درپیش ہو اور وہ مذکورہ شغل میں مشغول ہو تو صبر کرلیتا ہوں اور اس کو تکلیف نہیں دیتا اور ممکن ہو تو نفس کا تقاضا مؤخر کردیتا ہوں اور اس کی توجہ کبھی کسی ایسے امر کی طرف مبذول نہیں کرتا جو اس کی یکسوئی میں دخل انداز ہو۔ یہ سب کچھ محض خدا و رسول (جل و علا وصلی اللہ علیہ وسلم) کے ادب و احترام کی خاطر ہے۔ اور اگر اس شخص کو میری ضرورت کا علم ہوجائے اور وہ اپنی اس مصروفیت کو چھوڑکر میری حاجت براری کے لئے کھڑا ہوجائے تو میں اس کو روک دیتا ہوں اور اگر وہ مجلس چھوڑکر چلا جائے اور مجھے تکلیف دے تو آئندہ کبھی اس قسم کی حاجت اس کے سامنے پیش نہیں کرتا اللہ و رسول (جل جلالہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا ادب کرتے ہوئے اور بسا اوقات اللہ تعالے اس کے تمام گناہ بخش دیتا ہے، پس وہ بخشا جاتا ہے اور جس کی بخشش ہوجائے اس کا مواخذہ مناسب نہیں، پھر اگر میں اس کا بدلہ طلب کروں تو اس کے آقا اللہ تعالے سے مانگتا ہوں، بندے سے نہیں مانگتا۔ اور اے میرے بھائی غور کریں، دنیا میں جو شخص بادشاہوں کا ہم نشین ہو، لوگ کس طرح اسکی عزت کرتے ہیں اور اس کے سبب بادشاہ کی ناراضگی سے ڈرتے ہیں۔ وہ شخص جو چاہے لوگوں سے سلوک کرے، لوگ بادشاہ کے احترام کے پیشِ نظر اس کے مقابل نہیں ہوتے پس اللہ سبحانہٗ تو اس سے قریب تر اور مستحق تر ہے۔ فالحمد للہ رب العالمین الخ

علامہ قسطلانی نے اپنی کتاب مسالک الحنفاء کے شروع میں حدیث انس رضی اللہ عنہ کہ تم میں کوئی ایمان دار نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ میں اس کا محبوب تر نہ ہو جاؤں اس کے باپ، بیٹے اور تمام لوگوں سے بڑھ کر "کے تحت فرمایا، اگر ہمارے جسم کے ایک ایک بال کے نیچے حضور علیہ السلام کی محبت ہو تو یہ بھی اس حق کے جزء کا جزء ہو گا جو ہم پر آپ کا ہے اور تمہیں معلوم ہے جو جس سے محبت کرے اکثر اسی کا ذکر کرتا ہے جیسا کہ مسند الفردوس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث ہے، پس اہل محبت کے دل ذکر محبوب کی بنا پر لذات سے بیگانہ ہوتے ہیں اور ان کے خیالات خواہشات نفس کی ترغیب دینے والے امور سے خالی ہوتے ہیں اور بلا شبہ اولیٰ اعلیٰ، بیش قیمت، افضل، اکمل، درخشندہ تر، محبوب تر، خوب تر جس کا تم ذکر کرتے ہو، وہ یہی محبوب کریم اور رسول عظیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تو ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل عمیم سے آپ کی تکریم و تعظیم میں اضافہ فرمائے کہ یہی دو صفات آپ کی دائمی محبت اور اس میں ترقی کا سبب ہیں اس لئے کہ یہی وہ بنیادی عقیدہ ہے جس کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہو سکتا۔ وجہ یہ ہے کہ انسان جتنا کثرت سے محبوب کا ذکر کرتا اور اس کی خوبیوں کا تصور کرتا اور کشش پیدا کرنے والی باتوں کو تصور میں لاتا ہے، اس کی محبت بڑھ جاتی ہے اور اس کا شوق زیادہ ہو جاتا ہے اور تمام دل پر اسی کا قبضہ ہو جاتا ہے اور دیدار یار سے بڑھ کر چشم محب کو ٹھنڈا کرنے والی کوئی شئے نہیں، اور ذکر یار و تصور محاسن دلدار سے بڑھ کر کسی شئے میں اس کے دل کا سرور نہیں جب یہ دولت اس کے دل میں مضبوطی سے جم جاتی ہے تو زبان اس کی مدح وثنا میں مصروف ہو جاتی ہے۔ پس صبح و شام حضور علیہ السلام پر درود و سلام پڑھنا اس کی عادت بن جاتی ہے اور وہ ایسی تجارت سے بہرہ مند ہو جاتا ہے جو کبھی خسارے سے آشنا نہیں ہوتی اور وہ مشکوٰۃ نبوت سے عظیم الشان انوار

حاصل کرلیتا ہے۔

بے شک شیخ نورالدین علی الشونی (شون جزیرۂ بنی نصر احمدی کا ایک شہر ہے) اللہ تعالےٰ نے ان کی لحہ بہ لحہ انس و محبت کی کرامات سے ہم کو نفع مند فرمائے اور ان کو اور ہم کو اپنے خطیرہ قدس میں باریاب فرمائے، ان لوگوں میں سے ہیں جن پر اس محبوب کریم اور رسولِ عظیم کا ذکر کامل طور پر مسلط ہو چکا ہے، پس حضور علیہ السلام پر درود و سلام بھیجنا ان کے شب و روز کا دائمی وظیفہ ہے، اس میں ان کی عمر صرف ہوئی، یہاں تک کہ ان پر ذکرِ مصطفےٰ کے انوار کا فیضان ہوا اور مجھے امید ہے کہ وہ اہلِ صفا میں سے تھے، مجھ سے ایک صاحب نے جنہوں نے ان کو خواب میں دیکھا تھا، بیان کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایسی ایسی بشارتیں دیں جن میں ساری خوشیاں سمٹ آئی تھیں وغیرہ، یہ سب شاید اسی وجہ سے ہوا کہ وہ جمعہ اور پیر کی رات جامع ازہر شریف میں اسی شغل میں منہمک رہا کرتے تھے اور انہوں نے اجر و ثواب کا عظیم الشان حصہ پاکر کامیابی حاصل کی تھی۔ پس ان پر ان کے وظائف نے ہجوم کیا کہ وہ ان سے سیراب ہوں، مسجد جامع الازہر کے چراغ ان کے درود و سلام سے جگمگا اٹھے اور ان سے ہر نمازی اور درود پڑھنے والا کامیاب و کامران ہوا، اور اگر تم ان کے نفیس سانس اور خوشبودار جھونکے سونگھو اور گوشِ ہوش سے درود شریف کے نغمے سنو تو تمہارے قلب پر انوار کی بارش ہو، اور پوشیدہ اسرار تم پر روشن ہو جائیں، اور امید ہے کہ خطیرۃ القدس میں محبت کی سربند شراب صاف پیمانوں میں تم کو پلائی جائے گی اور تمہیں پورا ناپ ملیگا اور مرضِ جفا سے شفایاب ہو گے۔ خدا کی قسم! ایسی مسحورکن آوازیں میں نے کبھی درود شریف نہیں سنا اور میرے نزدیک اس سے بڑھ کر نفع بخش کوئی اجتماع نہیں منعقد ہوا ہے۔ وہ شخص قابلِ مبارکباد ہے جس نے اس سلسلہ میں محنت و مشقت برداشت کی

اس امید پر کہ وہ بھی ان جیسا ہو جائے پس چشم بصیرت سے دیکھو تو، درود شریف کے انوار گھاٹیوں سے چمکتے نظر آئیں گے اور شب زندہ داروں کی قسمت کے ستارے آپ کی توجہ تام سے طلوع ہو چکے ہیں اور صبح کامرانی مشرق صلوٰۃ سے ظاہر ہو چکی ہے، اور ان کے اذکار حسنہ کی خوشبو بھڑک اٹھی ہے اور سعادت کے منادی وصول کے منبروں پر بول چکے، اور ساری قوم صبح کے وقت حمد بیان کرتی ہے اور اس کی محبت کا خطیب شوق کے منبروں پر محبت بھرے بول بول چکا اور وہ زبان حال سے اپنے آپ کو مبارک بادیاں دے رہا ہے کہ تیرے اندر بلندیوں کے انوار چمک اٹھے ہیں، اور پہلے قدم رکھنے والوں میں چرچے ہیں کہ تم بھی درد محمدی کے خدمت گزاروں میں شامل ہو الخ۔

صاحب جواہر المعانی اپنے شیخ ابوالعباس التیجانی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "فائدہ، کثرت ملائکہ کے اعتبار میں" یہ اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا لشکر ہے، حدیث میں حضور علیہ السلام سے مروی ہے:۔

"آسمان چرچرایا، اور اسکو چرچرانے کا حق ہے، قدم بھر بھی جگہ ایسی نہیں جہاں کوئی فرشتہ رکوع، سجدہ یا قیام میں نہ ہو"

بیان کیا جاتا ہے کہ انسان جنات کا دسواں حصہ ہیں اور جن و انسان خشکی کے جانوروں کا دسواں حصہ ہیں اور یہ سب پرندوں کا دسواں حصہ ہیں اور یہ سب ملکر بحری جانوروں کا دسواں حصہ ہیں اور یہ سب مل کر زمین پر مقرر فرشتوں کا دسواں حصہ ہیں اور یہ سب آسمان دنیا کے فرشتوں کا دسواں حصہ ہیں اور پھر یہ سب مجموعہ دوسرے آسمان کے فرشتوں کا دسواں حصہ ہے پھر اسی ترتیب سے ساتویں آسمان تک، پھر یہ سب ملائکہ کرسی کے مقابلہ میں معمولی سی جماعت بنتے ہیں، پھر یہ سب ایک سراپردہ عرش کے فرشتوں کا دسواں حصہ ہیں اور حجابات عرش کی تعداد چھ لاکھ ہے۔ ایک سراپردے کا طول و عرض اور وسعت اتنی عظیم ہے کہ آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اس کے سامنے معمولی حیثیت

رکھتے ہیں، اور ان پر قدم برابر جگہ بھی ایسی نہیں جس پر کوئی فرشتہ رکوع، سجود یا قیام میں نہ ہو، ان کا شغل تسبیح و تقدیس کرنا ہے۔ پھر یہ تمام فرشتے ان فرشتوں کے مقابلہ میں جو عرشِ الٰہی کے اردگرد پرے جمائے مصروفِ عبادت ہیں، ایسے ہیں جیسے سمندر کے مقابلہ میں قطرہ۔ ان کا شمار اللہ ہی جانتا ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ عرش کے گرداگرد فرشتوں کی ستّر ہزار صفیں محیطِ طواف ہیں اور تکبیر و تحلیل کر رہے ہیں اور ان کے پیچھے مزید ستّر ہزار صفیں ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھے باآوازِ بلند مصروفِ تہلیل و تکبیر ہیں اور ان کے پیچھے ایک لاکھ صفیں دائیں ہاتھ بائیں پر رکھے ہوئے ہیں، ان میں سے ہر ایک دوسرے سے مختلف تسبیح پڑھتا ہے۔ پھر یہ تمام فرشتے ملائکہ، لوح کے مقابلہ میں بہت کم ہیں اور ملائکۂ لوح میں سے ہر ایک اسرافیل علیہ السلام کی طرح ہے اور کہا گیا ہے کہ عرش کے دو پایوں کے درمیان تیز رفتار پرندے کی اسی ہزار سال اڑنے کی مسافت ہے۔ اور عرش کی وسعت کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس کے تین سو چھیاسٹھ ۳۶۶ پائے ہیں، ہر پائے کی مقدار دنیا سے ساٹھ ہزار گنا بڑھ کر ہے اور دو پایوں کے درمیان ساٹھ ہزار صحرا ہیں، ہر صحرا میں ساٹھ ہزار عالم اور عرش سے اوپر ستّر حجاب ہیں، ہر حجاب ستّر ہزار سال کا ہے اور ہر دو حجاب کے درمیان ستّر ہزار سال کی مسافت ہے اور یہ تمام معزز ملائکہ سے پر ہیں، اسی طرح ستّر پردوں کے اوپر عالمِ بالا ہے، پس یہ تمام فرشتے اس آدمی پر دس دس مرتبہ درود بھیجتے ہیں اس شخص پر جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود بھیجے اور یہ سلسلہ ہمیشہ یونہی چلتا رہے گا چاہے کوئی کم پڑھے یا زیادہ۔

(جواہرِ معانی کی عبارت ختم ہوئی۔)

کتابِ مذکور میں یہ بھی لکھا ہے: میں نے اپنے شیخ (تیجانی) سے آیۂ کریمہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ

کا مطلب پوچھا تو آپ نے جواب دیا، اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اور اس کے سخت عذاب سے ڈرو اور اس کی طرف کوئی وسیلہ پکڑو۔ اور وہ نیک اعمال ہیں جن میں اللہ کی رضا ہوتی ہے اور اس آیت سے اشارتاً یہ مفہوم بھی لیا جا سکتا ہے کہ اس کی طرف کوئی ایسا وسیلہ تلاش کرو جس کے ذریعہ تم اس کے غیر سے الگ ہو جاؤ تاکہ اس تک تمہاری رسائی ہو اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی وسیلہ نہیں ہو سکتا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی وسیلہ نہیں ہو سکتا اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے کا درود شریف سے بڑھ کر کوئی ذریعہ نہیں الخ۔

شیخ عمر بن سعید صاحب کتاب الرماح نے کتاب فتح المبین سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ظاہر یہی ہے کہ یہ بات جس کتاب سے منقول ہے وہ فتح المبین فی مدح شفیع المذنبین ہے جس کے مصنف عبدالعزیز بن علی مکی الزمزمی متوفی ۹۶۳ھ ہیں مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سید السادات صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا تمام اوقات میں بہت اہم ہے اس شخص کے لئے جو زمین و آسمان کے مالک کا قرب چاہے اور بے شک وہ اسرار و فتوحات حاصل کرے گا اور اس کی باطنی کدورتیں دھل جائیں گی، اور اس کی تاکید کرنی چاہیئے ابتدائی طالبوں کو، ارادت مندوں کو اور انتہائی راہ نوردوں کو اور اس کی احتیاج میں طالب، سالک، مرید اور صاحب قرب سب برابر ہیں، پس یہ طالب کی تربیت کرتا ہے اور عارف کو فنا کے بعد بقا بخشتا ہے اور چاہو تو یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ یہ طالب کی راہِ سلوک میں مدد کرتا ہے اور مرید کے شکوک رفع کرتا ہے اور عارف سے کہتا ہے یہ ہے تو اور تیرا رب! اور اگر چاہو تو یوں بھی کہہ سکتے ہو کہ یہ (درود شریف) طالب کی قوت میں اضافہ کرتا ہے، مرید کو باکرامت کرتا ہے اور مقام ہیبت میں عارف کو سہارا دیتا ہے۔ اور چاہو تو یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ طالب کو اٹھاتا، مرید کو کامل اور عارف کو رنگین کرتا ہے اور چاہو تو یوں بھی کہہ سکتے ہو

کہ طالب کے دل میں اعمالِ صالحہ کی محبت ڈال دیتا ہے، مرید کو احوال عطا کرتا ہے اور عارف کو مردانِ راہ کے مقامات پر ثابت رکھتا ہے۔ اور چاہو تو یوں بھی کہہ سکتے ہو کہ طالب اس سے روشنی لیتا ہے، مرید اس کی عبارت پر گن رہتا ہے اور عارف کا کام اشاروں میں کر دیتا ہے اور چاہو تو یوں کہہ لو کہ اس سے طالب کا یقین قوی ہوتا ہے، مرید کا ایمان بڑھتا ہے اور اس سے عارف کے مشاہدے میں ترقی ہوتی ہے۔ اور چاہو تو یوں کہہ سکتے ہو کہ طالب کو ثابت کرتا ہے، مرید کو خوبصورت کرتا ہے اور عارف کی مدد کرتا ہے اور اگر چاہو تو یوں کہہ سکتے ہو کہ طالب کے لئے راہیں کھولتا ہے اور مرید پر فیضانِ نور کرتا ہے اور عارف کی بوقتِ ملاقات مدد کرتا ہے اور چاہو تو یوں کہہ سکتے ہو کہ اس سے طالب کے انوار بڑھتے ہیں اور مرید پر اس سے اسرار کھلتے ہیں اور عارف کے اس سے رات دن مساوی ہو جاتے ہیں۔ اور چاہو تو یوں کہہ سکتے ہو کہ طالب سے اعمالِ صحیحہ محبت کرنے لگتے ہیں اور مرید کے احوال درست ہوتے ہیں اور عارف کی بوقتِ وصال مدد کرتا ہے۔ اور اگر چاہو تو یوں کہہ سکتے ہو کہ اس سے طالب کا شوق بڑھتا ہے اور مرید اس سے نرم خو ہو جاتا ہے اور عارف اس کے سبب تحقیق کرتا ہے، اور اگر چاہو تو یوں کہہ سکتے ہو کہ طالب اس سے مسرت حاصل کرتا ہے اور مرید کو نیچے گرنے سے بچاتا ہے اور عارف اس کے ذریعے چٹائی پر بیٹھ کر ادب حاصل کرتا ہے، اور اگر چاہو تو یوں کہو کہ طالب اس کے ذریعہ انوار حاصل کرتا ہے اور مرید کے اس سے پردے کھلتے ہیں۔ اور عارف کو لازمی طور پر مجبور کرتا ہے اور اس کے لئے غیر اللہ کے ساتھ کوئی قرار نہیں ہوتا۔ اور اگر چاہو تو یوں کہہ سکتے ہو کہ طالب کو تنگی کی حالت میں فتوح عطا کرتا ہے اور مرید کو کرامات دیتا ہے اور عارف کے مقامات میں انقلاب لاتا ہے اور چاہو تو یوں کہہ سکتے ہو کہ طالب کی ثبوت میں تائید کرتا ہے، مرید کو

ملکوت غیب پر مطلع کرتا ہے اور عارف کو جبروت کے اور اگر چاہو تو یوں کہہ لو کہ طالب کو شوقِ دیدار عطا کرتا ہے، مرید کو ملاقات کی دعوت دیتا ہے اور عارف کو مزید پختگی عطا کرتا ہے الخ۔

یہ ہے بعض عارفین کا کلام جو نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کی فضیلت و ترغیب میں بصورتِ نثر نقل ہوا ہے اور اس کا بہت سا حصہ آئندہ ابواب میں بھی جا بجا آئے گا۔

اب ہم درود و سلام کی فضیلت و ترغیب میں علمائے کرام کا کچھ وہ کلام پیش کرتے ہیں جو نظم کی صورت میں ہے۔ نفح الطیب میں حافظ ابوالیمن بن عساکر رحمہ اللہ کے یہ اشعار نقل کئے گئے ہیں ؎

اَلَا اِنَّ الصَّلٰوۃَ عَلَی الرَّسُوْلِ ۔۔۔ شِفَاءٌ لِّلْقُلُوْبِ مِنَ الْغَلِیْلِ

سنو! بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا دلوں کی بیماری کیلئے شفا ہے۔

فَصَلِّ عَلَیْہِ اِنَّ اللّٰہَ صَلّٰی ۔۔۔ عَلَیْہِ وَلَا تَکُوْنَنْ بِالْبَخِیْلِ

پس ان پر درود بھیجو بیشک اللہ ان پر درود بھیجتا ہے اور بخیل ہرگز نہ بنو!

وَصَلِّ عَلَیْہِ قَدْ صَلَّتْ عَلَیْہِ ۔۔۔ مَلَائِکَۃُ السَّمَاءِ بِجِبْرَئِیْلِ

ان پر درود بھیجو کہ ان پر آسمان کے فرشتے بھی جبریل کے ساتھ درود بھیجتے ہیں۔

اَلَا اِنَّ الصَّلٰوۃَ عَلَیْہِ نُوْرٌ ۔۔۔ لَدَی الظُّلُمَاتِ فِی الْیَوْمِ الْمَہُوْلِ

سنو! ان پر درود بھیجنا ظلمتوں کے وقت ہولناک دن میں نور ہے۔

وَتَثْقِیْلٌ لِّمِیْزَانٍ خَفِیْفَۃٍ ۔۔۔ وَتَخْفِیْفٌ مِّنَ الْوِزْرِ الثَّقِیْلِ

اور ہلکے ترازو کے لئے نیکیوں کو بھاری کرتا ہے اور گناہوں کے بھاری بوجھ کو ہلکا کرتا ہے

اِذَا صَلَّیْتَ صَلَّی اللّٰہُ عَشْرًا ۔۔۔ بِوَاحِدَۃٍ عَلَیْکَ عَلَی الرَّسُوْلِ

جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود بھیجتے ہو اللہ تعالیٰ اسکے عوض تم پر دس مرتبہ رحمت فرماتا ہے۔

وَتَخْطِي بِالشَّفَاعَةِ يَوْمَ تَجْفِي   وَمَا لَكَ مِنْ مَّقِيْلٍ اَوْ مُنِيْلٍ

اور تم کو اس دن شفاعت نصیب ہوگی جس دن ہر طرف سے دھتکارے ہوگے نہ کوئی آرام کا ٹھکانہ دینے والا ہوگا۔ نہ تم کو پکڑنے والا

فَاَكْثِرْ اَوْ اَقِلَّ فَاَنْتَ تُجْزٰى   بِذٰلِكَ مِنْ كَثِيْرٍ اَوْ قَلِيْلٍ

کثرت سے درود بھیج یا کم (تیری مرضی) بیشک کثیر و قلیل کے مطابق تجھے بدلہ ملے گا۔

فَصَلِّ عَلَيْهِ تُجْزَ جَزَاءَ ضِعْفٍ   وَتُجْزَ مُضَاعَفَ الْاَجْرِ الْجَزِيْلِ

پس تم حضور پر درود بھیجو، دوگنا بدلہ پاؤگے اور تمہیں دوگنا سے بھی زائد اجر جزیل ملے گا۔

وَاَوْلَى النَّاسِ اَكْثَرُهُمْ صَلَاةً   عَلَيْهِ وَاَحْرٰى بِالْقَبُوْلِ

اور سب سے بڑھ کر آپ کے قریب وہ ہوگا جو سب سے زیادہ آپ پر درود بھیجے اور وہی قبولیت کے لائق ہوگا

وَاَنْجَاهُمْ مِنَ الْاَهْوَالِ عَبْدٌ   بِهَا لَهِجٌ بِلَا قَالٍ وَّقِيْلٍ

اور سب سے زیادہ خوف و خطر سے بچنے والا وہ شخص ہے جس کو بلا چون و چرا اس (درود) سے شیفتگی ہے

فَكُنْ لَهِجًا بِذِكْرَاهُ حَفِيًّا   بِلُقْيَاهُ وَمَنْصَبِهِ الْجَلِيْلِ

پس آپ کے ذکر پر شیفتہ اور آپ کے دیدار اور مرتبہ بلند پر اظہار مسرت کرو۔

وَصَلِّ مَدَى الزَّمَانِ عَلٰى رَسُوْلٍ   كَرِيْمٍ مُّصْطَفًى بَرٍّ وَّصُوْلٍ

اور زمانہ بھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے رہو جو نیکوکار اور واصل باللہ ہیں۔

وَصَلِّ عَلٰى حَبِيْبٍ حَازَ فَضْلًا   مَدٰى شَاْوُ الْكَلَامِ مَعَ الْجَلِيْلِ

اور اس حبیب پر درود بھیجو جو فضیلت میں بلند مرتبہ ہیں جہاں تک بات کرنیوالے رب جلیل سے بات کرنا چاہیں

وَاٰتَاهُ الْوَسِيْلَةَ مُسْتَجِيْبًا   وَبَلَّغَهٗ نِهَايَةَ كُلِّ سُوْلٍ

اور اللہ نے دعا قبول فرماتے ہوئے آپ کو مقام وسیلہ دیا اور آپ کو اس مقام بلند تک پہنچا دیا جو کسی سوال کی انتہا ہوتی ہے۔

وَاَزْلَفَهٗ وَشَفَّعَهٗ لِيَاْوِيْ   اِلَيْهِ النَّاسُ فِيْ ظِلٍّ ظَلِيْلٍ

اللہ نے آپ کو اپنا قرب عطا کیا، آپ کو شفاعت کرنیوالا کیا تاکہ لوگ آپ کے دامن رحمت کے ٹھنڈے اور گھنے سایے میں پناہ حاصل کریں

وَاَطَّدَ شَرْعَهٗ وَحَمٰی حِمَاهُ ‌‌ ‌ وَاَیَّدَهٗ بِوَاضِحَةِ الدَّلِیْلِ

اور آپکی شریعت کو مضبوط فرمایا اور آپکی چراگاہ (حدودِ دین) کی حفاظت فرمائی اور واضح دلیل سے آپکی مدد فرمائی

وَشَرَّفَهٗ وَلَمْ یَبْرَحْ شَرِیْفًا ‌‌ ‌ فَیَجْمَعُ جُمْلَةَ الْمَجْدِ الْاَثِیْلِ

اور آپ کو شرافت بخشی اور آپ ہمیشہ سے شریف ہیں اور آپ تمام بزرگیوں کی اصل اور جامع ہیں۔

وَزَادَ مُحِبَّهٗ شَرَفًا وَفَخْرًا ‌‌ ‌ بِتَفْضِیْلٍ وَتَنْوِیْلٍ جَزِیْلٍ

اور جو آپ سے محبت کرے اسکو زیادہ شرف و فخر بخشا فضیلت دیکر اور عظیم نعمتیں دیکر۔

وَزَادَ عُلَاهُ مِنْهُ بِطُوْلِ عُمْرٍ ‌‌ ‌ قَصِیٍّ مِنْ مَوَاهِبِهٖ طَوِیْلٍ

اللہ نے اپنی عظیم الشان عطاؤں سے آپ کی عمر میں اضافہ کے ساتھ ساتھ آپکی شان بھی مزید بلند فرمائی۔

وَاَوْرَدَنَا عَلَیْهِ الْحَوْضَ وَفْدًا ‌‌ ‌ لِنَرْوِیْ بِالرَّوَا مِنْ سَلْسَبِیْلٍ

اور ہم کو قیامت کے دن حوضِ کوثر پر آپکی خدمت میں حاضری کا موقع دیا تاکہ ہم سلسبیل کے آبِ شیریں سے سیراب ہوں۔

- اور یہ اشعار بھی آپ ہی کے ہیں ؎

اَدِمِ الصَّلٰوةَ عَلَی النَّبِیِّ الْمُصْطَفٰی ‌‌ ‌ تَخْلُصْ بِذَالِكَ مِنَ الْجَحِیْمِ وَنَارِهَا

برگزیدہ نبی پر ہمیشہ درود بھیجتے رہو، اس کے صدقے جہنّم اور اسکی آگ سے بچ گے۔

وَتَوَلَّ اِقْبَالًا عَلَیْهَا کُلَّمَا ‌‌ ‌ هَتَفَ الْمُؤَذِّنُ مُشْعِرًا بِشِعَارِهَا

اور اس پر متوجہ ہو جب بھی مؤذن اسکی نشانیوں کیساتھ باآوازِ بلند آواز دے یعنی اسمِ گرامی بولے۔

فَالْفَخْرُ اَجْمَعُهٗ لَهٗ فَتَلَقَّهٗ ‌‌ ‌ مِنْ نَوْبَةِ الْاَسْحَارِ فَوْقَ مَنَارِهَا

پس فخر سب کا سب انکو سزاوار ہے تو تم سحری کے وقت مناروں سے انکا استقبال کرو۔

- اور نفح الطیب میں ہی ابو عبد اللہ بن الجیان رحمہ اللہ کے یہ اشعار ہیں ؎

اِذَا اَمَّلْتَ مِنْ مَوْلَاكَ قُرْبًا ‌‌ ‌ فَجَدِّدْ ذِکْرَ خَیْرِ الْاَنْبِیَاءِ

جب تو اپنے مالک سے قرب کی امید رکھے تو بار بار ان کا ذکر کر! جو بہترین انبیاء ہیں۔

وَصَلِّ عَلَيْهِ اَوَّلَ كُلِّ قَوْلٍ ۔۔۔ وَاٰخِرَهٗ بِصُبْحٍ وَّالْمَسَآءِ

اور ہر بات سے پہلے پیچھے، صبح و شام ان پر درود بھیجیے!

فَاِنَّ مُحَمَّدًا اَعْلَى الْبَرَايَا ۔۔۔ مَحَلًّا فِي السِّيَادَةِ وَالْعَلَآءِ

پس بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام آقائی کی بلندی میں ساری دنیا سے اعلیٰ ہے۔

لِوَاءُ الْحَمْدِ فِيْ يُمْنٰى يَدَيْهِ ۔۔۔ وَكُلُّ النَّاسِ مِنْ تَحْتَ اللِّوَآءِ

لواء الحمد (پرچم حمد) حضور کے دائیں ہاتھ میں ہوگا اور سارے لوگ آپ کے پرچم تلے ہونگے۔

فَحَدِّثْ عَنْ دَلَائِلِهٖ فَفِيْهَا ۔۔۔ شِفَاءٌ لِّلنُّهٰى مِنْ كُلِّ دَآءِ

ان کے دلائل نبوت بیان کیجیے کہ ان میں عقل کی ہر بیماری کی شفا ہے۔

فَلَسْتُ بِنَاقِلٍ لِّلْعُشْرِ مِنْهَا ۔۔۔ وَهَلْ تُفْنِي الزَّوَاخِرُ بِالدِّلَاءِ

اور میں تو ان کا دسواں حصہ بھی نقل نہیں کرسکتا اور ڈولوں سے کبھی بھرے کنویں ختم ہوسکتے ہیں؟

فَقُلْ لِّلسَّآئِلِيْنَ قِفُوْا فَهٰذَا ۔۔۔ فَخَارٌ لَّيْسَ يُحْصَرُ بِانْتِهَآءِ

سننے والوں سے کہو کہ ٹھہرو! کیونکہ یہ وہ فخر ہے جو کسی حد میں محدود نہیں ہوسکتا۔

بَرَاهِيْنُ الْبَسِيْطَةِ لَيْسَ تُحْصٰى ۔۔۔ فَدُوْنَكُمْ بَرَاهِيْنُ السَّمَآءِ

زمینی دلائل تو بے شمار ہیں، پس تم آسمانی دلائل کو گرفت میں لاؤ!

اور ان کا یہ قول کتنا اچھا ہے ؎

اَيَذْهَبُ يَوْمٌ لَّمْ اُكَفِّرْ ذُنُوْبَهٗ ۔۔۔ بِذِكْرِ شَفِيْعٍ لِّلذُّنُوْبِ مُشَفَّعٍ

کیا کوئی ایسا دن گزر سکتا ہے جس کے گناہوں کا کفارہ میں ان کے ذکر سے نہ کروں جو شفاعت فرمانے والے ہیں اور جن کی شفاعت مقبول ہے۔

وَلَمْ اَقْضِ فِيْ حَقِّ الصَّلٰوةِ فَرِيْضَةً ۔۔۔ عَلٰى ذِيْ مَقَامٍ فِي الْحِسَابِ مُرَفَّعٍ

اور میں حقِ درود کا فریضہ ادا نہ کروں اس ذات پر جو حساب کے وقت مقامِ محمود پر سرفراز ہوں گے۔

اَرْجُو لَدَيْهِ النَّفْعَ فِیْ صِدْقِ حُبِّهٖ ۔ وَمَنْ يَّرْتَجِيْ الْمُخْتَارَ لَا شَكَّ يَنْفَعُ

میں سچی محبت کی وجہ سے امید رکھتا ہوں کہ ان کے پاس فائدہ ہوگا اور جو نبی مختار کا امیدوار ہو، فائدہ اٹھاتا ہے۔

وَاَهْدِیْ اِلٰی مَثْوَاهُ مِنِّیْ تَحِیَّةً ۔ اِذَا قُصِدَتْ بَابُ الرِّضَا لَمْ تُدْفَعُ

اور میں ان کی بارگاہ اقدس میں اپنی طرف سے ہدیہ عقیدت پیش کرتا ہوں جب ان کے باب رضا کا قصد کیا جائے، دھتکارا نہیں جاتا۔

اور ابوسعید محمد بن الہیتمی کے یہ اشعار ابو عبداللہ بن النعمان کی کتاب مصباح الظلام میں مرقوم ہیں ؎

اَمَّا الصَّلٰوةُ عَلَی النَّبِیِّ فَسِیْرَةٌ ۔ مَرْضِيَّةٌ تُمْحٰی بِهَا الْاٰثَامُ

نبی علیہ السلام پر درود بھیجنا پسندیدہ عادت ہے۔ اس سے گناہ مٹائے جاتے ہیں۔

وَبِهَا يَنَالُ الْمَرْءُ عِزَّ شَفَاعَةٍ ۔ يَنْتَابُهَا الْاِعْزَازُ وَالْاِكْرَامُ

اور اسی سے آدمی شفاعت کا اعزاز پاتا ہے جس سے عزت و حرمت حاصل ہوتی ہے۔

كُنْ لِلصَّلٰوةِ عَلَی النَّبِیِّ مُلَازِمًا ۔ فَصَلَاتُهٗ لَكَ جَنَّةٌ وَسَلَامُ

نبی علیہ السلام پر درود پڑھنے کو لازم سمجھ کہ ان پر درود بھیجنا تیرے لئے جنت و سلامتی ہے۔

اور ابوحفص عمر بن عثمان کے یہ اشعار بھی مصباح الظلام میں منقول ہیں ؎

اَيَا مَنْ اَتٰی ذَنْبًا وَقَارَفَ زَلَّةً ۔ وَمَنْ يَّرْتَجِیْ الرُّحْمٰی مِنَ اللّٰهِ وَالْقُرْبٰی

اے وہ شخص جس نے گناہ لغزش کا ارتکاب کیا ہے اور جو اللہ کی رحمت اور قرب کا امیدوار ہے

تَعَاهَدْ صَلٰوةَ اللّٰهِ فِیْ كُلِّ سَاعَةٍ ۔ عَلٰی خَيْرِ مَبْعُوْثٍ وَاَكْرَمِ مَنْ نَبَا

ہر ہر ساعت ان پر اللہ کی رحمت بھیجتا رہ جو مبعوث ہونے والوں میں بہترین اور نبیوں میں معزز ترین ہیں۔

فَتُكْفِيْكَ هَمًّا اَیَّ هَمٍّ تَخَافُهٗ ۔ وَتُكْفِيْكَ ذَنْبًا جِئْتَ اَعْظِمْ بِهٖ ذَنْبًا

ایسا درود و سلام تیرے لئے کافی ہوگا جس غم سے بھی تو ڈرے اور یہ تجھے کافی ہوگا خواہ کتنا بڑا گناہ تجھ سے سرزد ہو جائے

وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ يَفْعَلْ فَاِنَّ دُعَاءَهٗ ۔ يَجِدْ قَبْلَ اَنْ يَّرْقٰی اِلٰی رَبِّهٖ حُجُبًا

اور جو کوئی ایسا نہ کرے تو اس کی دعا اپنے رب کے حضور پیش ہونے سے رک جائیگی۔

عَلَیْہِ صَلٰوۃُ اللّٰہِ مَا لَاحَ بَارِقٌ　　وَمَا طَافَ بِالْبَیْتِ الْحَجِیْجُ وَمَا لَبّٰی

آپ پر اللہ کی رحمت نازل ہو جب تک بجلی چمکے اور جب تک حاجی بیت اللہ کا طواف کریں اور تلبیہ (لبیک اللّٰھم) پڑھیں۔

• اور مصباح الظلام میں حافظ ابو الحسین یحییٰ بن علی مصری کے یہ اشعار بھی ہیں ؎

اَلَا اَیُّھَا الرَّاجِیْ الْمَثُوْبَۃَ وَالْاَجْرَا　　وَتَکْفِیْرَ ذَنْبٍ سَالِفٍ اَنْقَضَ الظَّھْرَا

اے ثواب واجر اور گزرے گناہوں کی معافی کے خواہشگار! جنہوں نے تیری کمر توڑ رکھی ہے۔

عَلَیْکَ بِاِکْثَارِ الصَّلٰوۃِ مُوَاظِبًا　　عَلَی اَحْمَدَ الْھَادِیْ شَفِیْعِ الْوَرٰی طُرًّا

اپنے اوپر لازم کرلے ہمیشہ بکثرت درود بھیجنا، احمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو ہدایت دینے والے اور تمام کائنات کی سفارش کرنیوالے ہیں۔

وَاَفْضَلِ خَلْقِ اللّٰہِ مِنْ نَسْلِ اٰدَمَ　　وَاَزْکَاھُمْ فَرْعًا وَاَشْرَفُھُمْ نَجْرًا

اور نسلِ آدم میں ساری مخلوقِ خدا سے افضل ہیں اور سب سے بڑھ کر پاکیزہ ہیں اولاد ہونے میں اور سب سے بزرگ ہیں حسب ونسب کے لحاظ سے۔

فَقَدْ صَحَّ اَنَّ اللّٰہَ جَلَّ جَلَالُہٗ　　یُصَلِّیْ عَلٰی مَنْ قَالَھَا مَرَّۃً عَشْرًا

یہ بات یقیناً صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ دس مرتبہ درود بھیجتا ہے اس پر جو ایک مرتبہ درود بھیجے۔

فَصَلّٰی عَلَیْہِ اللّٰہُ مَا جَنَّ الدُّجٰی　　وَاَطْلَعَتِ الْاَفْلَاکُ فِیْ اُفْقِھَا فَجْرًا

پس اللہ تعالیٰ آپ پر درود بھیجے جب تک اندھیرے گھرے رہیں اور آسمان کے کنارے سے فجر طلوع ہوتی رہے۔

• اور ابو محلم نے اپنے ایک قصیدہ میں کہا ؎

صَلُّوْا عَلَیْہِ کُلَّمَا صَلَّیْتُمْ　　لِتَرَوْا بِہٖ یَوْمَ النَّجَاۃِ نَجَاحًا

جب کبھی نماز پڑھو حضور پر درود بھیجو تاکہ اس کے ذریعہ نجات کے دن کامیابی دیکھو۔

صَلُّوْا عَلَیْہِ کُلَّ لَیْلَۃِ جُمُعَۃٍ　　صَلُّوْا عَلَیْہِ عَشِیَّۃً وَصَبَاحًا

ہر جمعرات کو ان پر درود بھیجو! صبح وشام ان پر درود بھیجو!

صَلُّوْا عَلَیْہِ کُلَّمَا ذُکِرَ اسْمُہٗ ‏ فِیْ کُلِّ حِیْنٍ غُدْوَۃً وَّ رَوَاحًا

جب کبھی آپ کا نامِ مبارک ذکر کیا جائے آپ پر درود بھیجو ہر وقت میں صبح و شام

فَعَلَی الصَّحِیْحِ صَلٰوتُکُمْ فَرْضٌ اِذَا ‏ ذُکِرَ اسْمُہٗ وَ سَمِعْتُمُوْہُ صَرَاحًا

صحیح روایت میں ہے کہ جب آپ کا نام ذکر کیا جائے یا تم اسے صراحۃً سن لو تو تم پر درود بر حضور لازم ہے۔

صَلّٰی عَلَیْہِ مَا شَبَتَ الدُّجٰی ‏ وَبَدَا مَشِیْبُ الصُّبْحِ فِیْہِ وَلَاحَا

اندھیر تاریکی میں ان پر درود بھیجئے اور شروع کر دے صبح کی سفیدی اور چمک کے وقت

- اور قاضی الفاضل شعبان الآثاری صاحب شفاء السقام نے کہا ہے

وَجَاءَ فِی الْجُمُعَۃِ الْغَرَّاءِ وَ لَیْلَتِہَا ‏ عَنْہُ مِنَ الْخَیْرِ تَاجِیْلٌ وَّ تَعْجِیْلٌ

اور جمعۃ المبارک کی شام اور دن میں اس سے متعلق بھلائی کی خبر آئی ہے خواہ میعادی ہو یا فوری۔

فَمَنْ یُّصَلِّیْ عَلَی الْمُخْتَارِ وَاحِدَۃً ‏ یَأْتِیْہِ عَشْرٌ مِّنَ الْمَوْلٰی وَ تَمْثِیْلٌ

پس جو کوئی نبی مختار پر ایک مرتبہ درود بھیجے مولیٰ تعالیٰ کی طرف سے اس پر دس رحمتیں اور تعمیلِ حکم کی سند آئیگی

- اور ابوالقاسم سعد بن محمد رحمہ اللہ نے کہا ہے

اَطْلِقْ لِسَانَکَ بِالصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ الْہَاشِمِیِّ الْاَبْطَحِیِّ مُحَمَّدٍ

اپنی زبان درود پر چلا نبی ہاشمی ابطحی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر

وَاجْعَلْ شِعَارَکَ ذَاکَ تَنْجُ بِہٖ غَدًا ‏ اِنَّ النَّجَاۃَ بِہَا سَتَحْصُلُ فِیْ غَدٍ

اس کو اپنی عادت بنالے کل اسی کے صدقے نجات پائیگا بیشک اسی سے کل نجات ملے گی

- اور میں نے اپنی نظم میں جس کا نام ہے النظم البدیع فی مولد الشفیع صلی اللہ علیہ وسلم عرض کیا ہے

اَکْثِرْ مِنَ الصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ ‏ عَلَی النَّبِیِّ الْمُصْطَفَی التِّہَامِیْ

کثرت سے درود و سلام بھیجو نبی برگزیدہ تہامی پر!

خَيْرُ الْبَرَايَا سَيِّدُ الْاَنَامِ　　مُشَرِّعُ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ

جو بہترین خلائق اور انسانوں کے آقا ہیں قانون بنانیوالے حلال اور حرام کا۔

وَاَصْلُ كُلِّ سُؤْدَدٍ وَّمَجْدٍ

اور ہر قسم کی سیادت و عظمت کی اصل ہیں!!

فَكُلُّ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ مَرَّةً　　صَلّٰى بِهَا اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرَةً

پس جو آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے اللہ اس پر اس کے عوض دس مرتبہ رحمت نازل فرماتا ہے۔

قَدْ صَحَّ فِى الْحَدِيْثِ هٰذَا جَهْرَةً　　رَوَاهُ مُسْلِمٌ فَنَالَ شُهْرَةً

یہ حقیقت صحیح حدیث میں واضح طور پر موجود ہے، اسکو مسلم نے روایت کیا اور یہ حدیث مشہور ہے۔

وَكَانَ حَقًّا سَالِمًا مِّنْ نَّقْدٍ

اور یہ حق ہے تنقید سے محفوظ

وَلَوْ يُصَلِّى اللّٰهُ رَبِّى وَاحِدَةً　　لَعَدَلَتْ اَلْفًا اَلْفًا زَائِدَةً

اور اگر اللہ تعالیٰ میرا رب ایک مرتبہ درود بھیج دے تو وہ لاکھوں سے بڑھ کر ہے۔

فَانْظُرْ اِذًا كَمْ ذَا بِهَا مِنْ فَائِدَةٍ　　وَكَمْ بِهَا اَنْوَارُ اَجْرٍ صَاعِدَةٌ

پس اب دیکھو کہ اس کا کتنا فائدہ ہے! اور اس کے اجر کے انوار کس قدر بلند ہیں۔

فَاحْرِصْ عَلَيْهَا اِنْ تَكُنْ ذَا رُشْدٍ

پس اس پر حرص کر اگر تجھے سمجھ ہے۔

چوتھا باب

درود و سلام سے متعلق لطائف و حکایات کے بیان میں

اس باب کا افتتاح ہم عارف باللہ سیدی شیخ احمد بن ثابت المغربی مؤلف کتاب

"اَلتَّفَكُّرُ وَالْاِعْتِبَارُ فِیْ فَضْلِ الصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ" صلی اللہ علیہ وسلم

کے مشاہدات سے کرتے ہیں، یہ تمام حسین مشاہدات جن کے انوار چمک رہے ہیں اور جن کے انوار دمک رہے ہیں، ان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کی فضیلت پر دلالت کر رہے ہیں، جن کو مصنف نے کتاب مذکور کے مقدمہ میں ذکر کیا ہے اس کے ساتھ ساتھ مصنّف نے کچھ بنیادی امور اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھنے سے اپنی محبت کا سبب بھی بیان فرمایا ہے۔

پہلا لطیفہ فرمایا: میں ابتدا میں سرزمین ٹیونس (مراکش) میں بحفاظ اور سیدی محمد المہیانی کی خدمت میں علم اسرار الحروف فی البسط والتکسیر اور معرفۃ الطبائع سیکھنے کی غرض سے حاضر ہوتا رہتا تھا، پھر کچھ دنوں کے لئے میں ان سے جدا ہو گیا۔ اسی اثناء میں مجھ پر اللہ تعالےٰ کا فضل وکرم ہوا اور میرا تعارف میرے آقائے ولی نعمت جو میری آرزو، میرے مربّی اور بارگاہ خداوندی میں میرے وسیلہ ہیں، سیدی محمّد المہیانی سے ہوا، پس میں نے علوم مذکورہ ان سے سیکھنے کا ارادہ کر لیا، میں نے عرض کیا، حضور مجھے علم اسرار الحروف سے محبت ہے۔ فرمایا تم صرف اسمائے مجردہ کی معرفت کسی کسر وجدول کے بغیر حاصل کرو، کیونکہ صاحب تکسیر زائچے کا محتاج ہوتا ہے، وہ اگرچہ اپنا مقصود پانے میں کامیاب بھی ہو جائے جوں جوں اس کی شرائط میں سے کسی شرط کو ضائع کرے گا سلب ہونے کا خطرہ رہے گا۔

باقی رہے اسمائے مجردہ، سو تم پر بس اتنا لازم ہے کہ ان کی گنتی کر لو اور انکی طبعتیں معلوم کر لو۔ آپ نے مجھ پر اس طرح شفقت ومہربانی فرمائی جس طرح باپ اپنی اولاد پر کرتا ہے۔ آپ نے مجھے باپ کا پیار دیا اور آپ نے مجھے اسرار وبلند اور ان امور کی تعلیم دی جن کی طرف انسان کو احتیاج پڑتی ہے، مثلاً عالم روحانی

اور اسمار واذکار کی پہچان، یہ خصوصی نوازش جو مجھ پر فرمائی، میرے دوسرے بھائیوں پر نہیں فرمائی۔ آپ ہر وقت میری طرف متوجہ رہتے اور لمحہ بھر غافل نہ ہوتے، آپ مجھ سے دریافت فرماتے رہتے تمہارا کیا حال ہے! دل کی کیا کیفیت ہے؟ لوگوں کی محبت تمہارے دل میں کہاں تک ہے؟ بس میں آپ کو وہ تمام کیفیات بتا دیتا جو میرے قلب پر وارد ہوتیں مثلاً نفس، قلب اور جسم میں جو بھی چیز وارد ہوتی، پھر مجھ سے مخلوق کی محبت کے بارے میں پوچھتے تو میں عرض کرتا، حضور! میں ان سے اتنی ہی محبت کرتا ہوں جتنی اہلِ مجلس سے ہوتی ہے اور اسی قدر کلام کرتا ہوں۔ آپ مجھ سے فرمایا کرتے جھوٹ سے پرہیز کرنا، مجھے ایسی بات نہ بتانا جسے دل میں محسوس نہ کرو ورنہ تمہاری عمارت بے بنیاد ہوگی۔ پھر جب آپ کو معلوم ہوا کہ میں ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہو رہا ہوں اور نتائج ظاہر ہو رہے ہیں تو اب آپ صرف یہ سوال کرتے کہ لوگوں سے تمہاری محبت کیسی ہے؟ میں عرض کرتا، حضور! مجھے خلوت کا حکم دیں، فرماتے، تم خلوت کس طرح اختیار کر سکتے ہو؟ جب کہ تمہارے دل میں لوگوں کی محبت ہے اور لوگوں کے ساتھ تمہارا اٹھنا بیٹھنا ہے اور خلوت کی تین قسمیں ہیں:۔ ۱۔ دل کی خلوت بغیر جوارح کے۔ ۲۔ جوارح کی خلوت بغیر دل کے، ۳۔ دل اور جوارح دونوں کی خلوت۔

دل کی خلوت بغیر جوارح کے یہ ہے کہ دل کو ماسوا سے ہٹا کر ربِ تعالیٰ کے لئے خاص کر لیا جائے، جب دل اس کی یاد کے لئے فارغ ہو جائے گا تو ذاکر کو خلوت نصیب ہوگی، اب اس کو مجلس یا تنہائی کی پروا نہ ہوگی۔

دل کے بغیر جوارح کی خلوت یہ ہے کہ آدمی مخلوق سے الگ تھلگ رہے لیکن دل اسی طرف متوجہ ہے۔ یہ خلوت صحیح نہیں (کہ محض تکلف ہے)۔

رہی یہ صورت کہ دل اور جوارح دونوں کی خلوت ہو تو یہ واقعی عظیم الشان ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ دل اللہ تعالےٰ ہی کی طرف متوجہ ہو اور جوارح بھی مخلوق سے الگ تھلگ رہیں۔ (صرف ناجائز کاموں ہیں) یہی قلب و جوارح دونوں کی خلوت ہے، میں نے عرض کیا ٹھیک ہے حضور! اللہ تعالےٰ سے دعا فرمائیں کہ میرے دل میں اسی کا تصور رہے اور ماسوا کا تصور محو ہو جائے، فرمایا، اس کے لئے لازم ہے کہ فانی سے ہٹ کر باقی سے رشتہ محبت استوار کرو، پس میں آپکی مجلس سے اس وقت تک جدا نہیں ہوا جب تک کہ میرا دل بعض خواص کے ماسوا تمام لوگوں کی محبت سے فارغ نہیں ہو گیا، کچھ دن کے بعد پھر آپ نے مجھ سے پوچھا، میں نے اپنے اندر کوئی تبدیلی محسوس نہ کی، پھر کچھ دن بعد آپ نے دریافت فرمایا، اب میری حالت یہ تھی کہ میں سب سے الگ تھلگ ہو چکا تھا اور میرے دل میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت کے بغیر کچھ نہ تھا، اب جب کبھی آپ مجھ سے لوگوں کی بابت سوال فرماتے، میں راہِ فرار اختیار کر لیتا، اب تین دن بھی نہ گزرے تھے کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے خلوت کا سوال کیا، آپ نے فرمایا کیا چالیس دن کی خلوت اختیار کر سکو گے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ خاموش ہو گئے، پھر کچھ دن بعد میں نے آپ سے خلوت کا سوال کیا تو آپ نے فرمایا "ساٹھ دن کی خلوت اختیار کر سکو گے؟" میں نے عرض کیا، میں تین مہینے کی خلوت کر سکتا ہوں، آپ خاموش ہو گئے۔

اب میرے دل میں خلوت کی محبت بڑھ گئی، میں نے عرض کیا حضور! اجازت ہو تو سال بھر گوشۂ تنہائی میں پڑا رہوں، آپ خاموش رہے۔ بس خلوت کی وجہ سے میرے دل میں محبتِ الٰہی کا شعلہ بھڑک اٹھا اور مجھے زمین کی ہر شئے بری لگنے لگی، اس اکتاہٹ میں اتنی ترقی ہوئی کہ مجھے شیخ رضی اللہ عنہ بھی برے محسوس ہونے لگے اور میرے دل میں یہ خیال گھومنے لگا کہ ویرانوں کی طرف بھاگ جاؤں

اور میں نے شیخ سے عرض کیا، اللہ آپ کو بخیر و عافیت سلامت رکھے، میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ عمر بھر ادھر کا رخ نہ کروں گا، میں نے دل کی بات انکو بتادی، فرمایا اب تم خلوت نشینوں میں سے ہو اور آپ نے مجھے اس کا حکم دیا اور مجھے داخلِ خلوت کر لیا اور جو کچھ دل پر گزرتا تھا اور جو ظاہر ہوگا، آپ نے سب کچھ مجھے بتلادیا، اور لوگ جو کچھ کرتے ہیں اس کی طرف متوجہ ہونے سے مجھے منع فرمادیا اور ادھر ادھر سے کان میں جو آوازیں آتی ہیں انکی طرف توجہ دینے سے بھی روک دیا یعنی تمام دنیاوی امور سے منع فرمادیا اور فرمایا خبردار! لوگ جو کچھ تمہارے پاس لاتے ہیں اس پر مغرور نہ ہو جانا، اس سے انسان فتنہ میں پڑجاتا ہے، پس میں پہلی مرتبہ خلوت گزیں ہوا اور تین ماہ تک خلوت میں رہا پھر جب میں باہر آیا تو مجھے دل کا فیصلہ معلوم ہوا

اور دوسری مرتبہ میں ساحل سمندر پر سید علی محی کے پاس جو غارِ ملح میں خلوت گزیں ہو گیا، وہاں میں تین مہینے رہا، پھر جب خلوت نشینی کی حالت میں کچھ دن گزر گئے تو ایک دن میرے خیال میں آیا کہ میں اپنے نام کے حروف تختی میں لکھ لوں اور ان حروف سے (بلحاظ ابجد) وہ اسمائے طیبہ معلوم کروں جن کا ذکر کر سکوں، پس میں نے ایسا ہی کیا جیسا میرے دل میں کھٹکا تھا، پس میں نے چند نام اسی طرح نکالے جو میرے مناسب حال تھے اور باقی چھوڑ دیئے اور میں نے ان کے عدد شمار کئے اور ان کا ذکر شروع کر دیا، نماز فجر سے وقت چاشت تک پس میرے پاس ایک شخص آیا اور اس نے مجھ سے پوچھا کہ یہ وظیفہ تم نے کہاں سے حاصل کیا؟ میں نے کہا، دل سے، اس نے کہا اس کے عدد کتنے ہیں؟ میں نے بتادیئے۔ اس نے کہا، تم نے کس عدد سے ان کو ملایا ہے؟ میں نے کہا جذم کبیر سے، اس نے کہا، جذم کبیر کس کو کہتے ہیں؟ میں نے کہا ابجد کو، اس نے کہا میں اس سے بڑا عدد جانتا ہوں، میں نے کہا اسکو کیا کہتے ہیں؟

ہیں دیکھو! میں نے کہا اللہ تم پر رحم کرے، تم نے مجھے قاعدہ بتا دیا جس سے میں اس حساب پر دلیل معلوم کرسکوں گا۔

اس نے مجھے کہا اسم اللہ کے کتنے عدد ہیں؟ میں نے کہا چھیاسٹھ[۶۶]، اس نے مجھ سے پوچھا، ابجد کے کتنے مراتب ہیں؟ میں نے کہا چار، کہا کون سے میں نے کہا، اکائیاں، دہائیاں، سینکڑے اور ہزار۔ کہا کہ اس اسم گرامی کو ان چار مراتب عدد کی جگہ رکھو، اب تمہارے سامنے اسم اللہ کے اعداد اس حساب سے ظاہر ہوں گے اور اس کا ایک اور نتیجہ بھی آسکتا ہے، بس یہ ہے اعداد کا منتہیٰ، اور جب پورا ذکر کر لو گے تو تمہارے پاس ایک شخص آئے گا، یہ کہا اور میرے پاس سے چلا گیا۔

میں اسمائے معلومہ کا ذکر کر رہا تھا جب میں نے نماز عصر ادا کی تو میرے پاس ایک شخص آیا، اس کے ہاتھ میں مختصر سی کتاب تھی جو اس نے مجھے دیدی، میں نے پہلا ورق الٹا تو اس میں علم جابر تھا، میں نے دوسرا ورق الٹا تو اس میں بھی علم جابر تھا، میں نے تیسرا، چوتھا اور دیگر اوراق الٹے یہاں تک کہ آدھی کتاب الٹ کر دیکھی لیکن علم جابر کے سوا کچھ نہ پایا، میں نے اس سے کہا، تمہارے پاس اس کے علاوہ کوئی نصیحت نامہ بھی ہے؟ میری مراد یہ تھی کہ کوئی ایسی ہدایات جن سے دنیا ئے دون کا نہیں، آخرت کا فائدہ ہو اس لئے کہ شیخ رضی اللہ عنہ دنیا کے تکبر وغرور سے مجھے منع فرمایا کرتے تھے اور لوگ جو کچھ دنیوی اشیاء میرے پاس لاتے تھے، میرے شیخ اس سے بھی منع فرماتے تھے، کہنے لگا نہیں، ایسی کوئی ہدایت میرے پاس نہیں، میں نے کہا اپنی کتاب لیجئے اور چلتے بنیئے، میں نے کتاب پھینک دی، وہ چلا گیا اور تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ ایک اور شخص آیا اور اس کے ہاتھ میں بھی ایک کتاب تھی، اس نے مجھے اس کا

ایک ورق دیا جس میں لکھا تھا: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا ایک فصل میں لکھا تھا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں نے اس کو پڑھا تو اس میں تین انجات تھیں، ذات، صفات اور افعال جب میں نے پوری دعا پڑھ لی اور یاد بھی کر لی تو اس کی شرح لکھنی شروع کر دی، اب اس میں امورِ ظاہری سے متعلق دو ہزار دو سو مسائل زیرِ بحث آئے، عنقریب اس کی فہرست اور طریقِ عمل پیش کر دیا جائے گا، دیں اثنا میں نے اچانک سیدی احمد بن موسیٰ کو اپنے سامنے دیکھا، یہ حضرت میری خلوت کے ہمنشین ہیں، بہت نیک آدمی ہیں، شیخ سیدی علی المکی کے مزار کے پاس رہتے ہیں جب انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے ان سے خلوت کے بارے میں گفتگو کی۔ اس شخص نے قبل اس کے کہ میں شرح مکمل کرتا میرے ہاتھ سے کتاب لے لی نہ مجھے اسکی فہرست یاد ہے نہ بیانِ خلوت، اس دعا کے ساتھ ہی میرا دل اڑ گیا اور اس شخص کی وجہ سے میرا قلب بدل گیا اور ایسے وقت میں اس کی آمد نے مجھے خائف کر دیا، نتیجہ یہ نکلا کہ اس دعا کا کوئی اثر محسوس نہ ہوا اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی ہیبت نے مجھے ڈرا دیا۔ یہ اس دعا جلالت کی طرح نہ تھا جو لوگوں میں مشہور ہے۔

میں اس رات اور اگلے دن حیران و پریشان رہا اور پریشانی کی وجہ سے کوئی ذکر نہ کر سکا جب اس شخص کے آنے کا وقت ہوا تو میں نے دیکھا کہ اس کی جگہ ایک اور شخص آگیا ہے اس نے آتے ہی مجھ سے کہا حیران کیوں ہو؟ میں نے کہا اے بندۂ خدا! میں خلوت سے شغف رکھتا ہوں، میرے پاس ایک شخص آیا تھا جس کے ہاتھ میں کتاب تھی جسمیں دعائے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لکھی تھی اور اس میں ایک بڑا راز ہے اور میرے اس دعا کے درمیان ایک سبب حائل ہو گیا

اور وہ اسی بزرگِ مذکور کا حکم تھا، اس نے کہا اگر مانو تو ایک نصیحت کر دوں؟ میں نے کہا ضرور! اس نے کہا باقی رہنے والے نیک کام ضرور بجالاتے رہو اور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام سدا بھیجتے رہو اور درود و سلام کے فضائل سے متعلق احادیث سنانے لگا اور مجھے ہمیشہ درود شریف پڑھنے کی تاکید کی یہاں تک کہ میرے دل میں درود و سلام کی محبت رچ گئی اور مجھے اس خوشی میں وہ دُعا اور باقی اذکار بھول گئے، یہ سب اس شخص رحمہ اللہ کا مجھ پر احسان تھا، اللہ اس کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

جب وہ مجھ سے جدا ہوا تو میرا دل نور و سرور سے بھر چکا تھا اور میں نے پختہ عزم کر لیا کہ نبی علیہ السلام پر درود و سلام کے بغیر کوئی وظیفہ نہیں پڑھوں گا اب جب وہ مجھ سے جدا ہوا تو مجھے اس نے فرحاں و شاداں چھوڑا کیونکہ میں نے داعی التوحید صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کے فضائل اور ثوابِ جزیل خیرِ عام اور نورِ مزید کی بشارت اس سے سنی تھی اور یہ بھی سنا تھا کہ صلوٰۃ و سلام تمام عبادات و اعمال سے افضل ہے جیسا کہ آیات سے واضح ہے کہ زمین و آسمان کا مالک خود بھی حضور پر درود و سلام بھیجتا ہے اس کے ملائکہ بھی اور اس نے اہلِ ایمان کو بھی، عام اس سے کہ وہ انسان ہوں یا جن، آپ پر درود و سلام پڑھنے کی تاکید فرمائی ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:۔

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ اس غیب کی خبریں دینے والے (نبی) پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! ان پر درود بھیجو اور خوب سلام"!

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام سب عبادات سے افضل ہے، میں نے غور و فکر شروع کر دیا. آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں، جنت و نار کے بنانے، شب و روز کی گردش، سالوں اور زمانوں کے گزرنے، ایام و ماہ کی اصنافِ مخلوقات کے اختلاف میں، جزا و سزا کے متعلق، بری و بحری و فضائی جانوروں کے اختلاف میں، کون و مکان، خشکی و تری، سمندر اور ویرانے، زمین کے خلا و ملا میں، سخت و نرم میں، ہموار زمین، پہاڑوں اور غاروں میں، سبزیوں اور ان کے مختلف رنگوں میں، درختوں اور پتوں میں، پھولوں اور انکی خوشبوؤں میں، پھلوں اور ان کے مختلف ذائقوں میں، حیوانات اور انکی مختلف قسموں میں، آسمان میں چمکتے ستارے، سورج، چاند، برسنے والے بادل، کڑکنے والی گرج اور چمکنے والی برق، بولنے والے مختلف عالم اور جامدات، اولادِ آدم اور ان کی عادات اور مختلف زبانیں۔

ان امور پر غور و فکر کے بعد میرے دل میں یہ بات آئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام سے متعلق ایک جامع کتاب لکھوں اور مذکورہ بالا انواعِ مخلوق میں بھی اس سلسلہ میں غور و فکر کروں اور جو کچھ میری عقل میں آئے اسے بھی نقل کر دوں تاکہ ایک جامع کتاب بھی بن جائے اور اس موضوع پر غور و فکر کا اجر و ثواب بھی حاصل کروں، ارشادِ نبوی ہے:۔

تَفَكُّرُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ

"لمحہ بھر غور و فکر کرنا سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے"۔

(مجھے اس کی سند نہیں ملی "مترجم") میں نے اس کتاب کا نام رکھا ہے:

کِتَابُ التفکر و الاعتبار فی فضل الصلوٰۃ علی النبی المختار۔

پھر وہ مشاہدات ذکر کیے جو درود و سلام کی فضیلت سے متعلق ہیں۔

دوسرا لطیفہ میں نے درود و سلام کے فضائل و بشارات سے متعلق اتنے مشاہدات دیکھے جو حساب و شمار سے باہر ہیں، مجھے اللہ تعالےٰ سے امید کامل ہے کہ وہ مجھے مقصود تک پہنچائے گا اور میری نیت کو بہتر کریگا۔ پہلی بشارت جو اس کتاب سے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مجھے دی گئی وہ غار الملح (نمک کا غار ہے)

بشارتِ نبوی میری سیّدی علی مکّی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری کا وقت تھا اور میں نے وہیں خلوت میں اس کے متعلق دو باب تحریر کئے، پھر میرے پیر بھائی سیّدی احمد بن ابراہیم حیدری ہمارے ہاں تشریف لائے پس ہم سیدی احمد بن موسیٰ کے ہمراہ شیخ سیدی علی مکی رضی اللہ عنہ کی قبر پر جمع ہوئے جب نمازِ عشاء پڑھ کر ہم سب اپنے اپنے اوراد و وظائف سے فارغ ہوئے تو ہر شخص آرام کرنے کے لئے اپنے اپنے بستر پر دراز ہو گیا، میرے ساتھی تو سو گئے اور میں ایک تہائی رات تک فضائل درود و سلام پر غور و فکر کرتا رہا، پس میرے پیر بھائی سیدی احمد بن ابراہیم نیند سے بیدار ہوئے، انہوں نے وضو کیا، نماز پڑھی اور جو چاہا دعا مانگی اور پھر گہری نیند سو گئے اور میں اسی طرح درود و سلام کی ترتیب میں مشغول رہا ۔

بود دو جہاں ہر کسے را خیلے مرا ز ہمہ خوش خیال محمد صلی اللہ علیہ وسلم جامی

آپ پھر بیدار ہوئے اور فرمایا، بھائی! اللہ تعالیٰ سے میرے لئے ایسی دعائیں مانگیں جس سے اللہ تعالیٰ مجھے نفع دے ۔ میں نے عرض کیا آپ پر پیر! کیا حال ظاہر ہوا ہے کہ میں آپ کیلئے دعا مانگوں؟ فرمایا، میں نے ابھی خواب میں ایک منادی کو یہ کہتے سنا ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دیدار کرنا چاہے ہمارے ساتھ دوڑے، پس میں نے اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں ڈالا اور ہم تے

بھی دوسروں کے ہمراہ دوڑنا شروع کیا، پھر ہم ایک مکان کے پاس پہنچے جس کا دروازہ بند تھا تمام لوگ دروازہ کھلنے کے منتظر تھے، میں نے دروازہ کھولنے کی کوشش کی لیکن وہ نہ کھل سکا، تم نے مجھے کہا اے مسکین پیچھے ہٹو! تو تم آگے بڑھے اور دروازہ کھل گیا میں نے تمہیں پیچھے ہٹایا اور تم سے پہلے اندر داخل ہو گیا وہاں رسول پاک علیہ السلام تشریف فرما تھے جب میں نے حضور کو دیکھا تو آپ نے اپنا چہرۂ اقدس پھیر لیا اور ڈھانپ دیا اور فرمایا، اے فلاں! میری طرف نہ دیکھو، اپنا خیال رکھو، سرکار تمہاری طرف متوجہ ہوئے تمہیں پکڑا اور اپنے سینۂ اقدس سے لگا لیا، میں مرعوب ہو کر بیدار ہو گیا۔

میں نے وضو کیا، نماز پڑھی اور حسب توفیق تلاوت قرآن کی، پھر میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ اپنے نبی کی دوبارہ زیارت کرا دے

مشرف گرچہ شد جامی ز لطفش خدایا ایں کرم بار دگر کن!

میں پھر سو گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ وہی پہلا نقشہ آنکھوں کے سامنے ہے پہلے کی طرح میں نے اپنا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں دیا اور ہم نے دوڑنا شروع کر دیا ہم نے دیکھا کہ پہلے دروازے کے پاس لوگ کھڑے ہیں اور دروازہ پھر ا ہوا ہے، میں دروازہ کھولنے آگے بڑھا لیکن مجھ سے نہ کھلا، تم آگے بڑھے اور دروازہ کھول دیا اور تم مجھ سے پہلے اندر داخل ہو گئے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موجود پایا، حضور نے مجھ سے منہ پھیر لیا اور فرمایا اے فلاں! اجبتک یہاں ہو اپنا کام کرو! اور بھائی جان تمہاری طرف متوجہ ہو کے اور تمہیں اپنے ساتھ ملا لیا اور ظاہر ہے کہ تمہارے کوئی اعمال ایسے ضرور ہیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہیں اس لئے میں نے تم سے عرض کیا ہے کہ میرے لئے دعا کریں۔

اب مجھے پتہ چلا کہ میری نیت اچھی تھی اور حضور پر میرا درود وسلام پڑھنا مقبول ہے، مردود نہیں۔

میں نے یہ راز شیخ اور اپنے اس پیر بھائی کی زندگی میں ظاہر نہیں کیا، اللہ تعالیٰ ہم برادران پر رحمتیں نازل فرمائے، میں نے کسی کو کچھ نہیں بتایا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بارہا مجھے دیدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف فرمایا اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم پر مزید فضل وکرم فرمائے گا اور درود وسلام پڑھنے والے انسانوں، جنات اور ملائکہ کے صدقے ہم کو زیارت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف فرمائیگا۔

تیسرا لطیفہ

(شیخ احمد بن ثابت مغربی فرماتے ہیں) درود کے فضائل میں سے جو میں نے دیکھے ہیں ایک یہ بھی ہے جب میں غار الملح (نمکین غار) سے واپس تیونس کی طرف آیا اور میں نے اپنے شیخ سے سیر وسیاحت کی اجازت مانگی تو آپ نے مجھے اجازت دیدی، میں بنزرت کی بندرگاہ سے بحری جہاز میں سوار ہوا، سمندری ہوائیں ہمیں اٹھارہ دن تک ادھر ادھر لئے پھرتی رہیں، یہاں تک کہ ساتھی تنگ ہو گئے اور انہیں بہت پریشانی لاحق ہوئی، میں بھی ان کے ساتھ تنگ ہو گیا، ہم نے آپس میں جہاز سے اتر کر خشکی پر پیدل چلنے کے بارے میں گفتگو کی لیس میں نے اس رات کی پہلی تہائی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، آپ نے مجھ سے فرمایا، کل انشاء اللہ سفر کرو گے۔ میں نے عرض کیا حضور! اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ ہم کو امن و عافیت کے ساتھ سفر طے کروائے اور ہم کو نہ ہوا کسی حادثہ سے دوچار نہ کرے پھر میں نے عرض کیا سرکار! مجھے کوئی مفید نصیحت فرمائیں جس سے اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ دے، فرمایا مجھ پر جو درود وسلام بھیجتے ہو اس میں اضافہ کرو اور کھیل کود سے اپنے آپ کو الگ تھلگ رکھو، پھر میں نیند سے بیدار ہو گیا اور

پس میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خوب درود وسلام بھیجا اور اللہ تعالےٰ سے دعا کی کہ مجھے دوبارہ حضور کی زیارت سے مشرف فرمائے۔

پس میں سو گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ حضور پہلے کی طرح سامنے ہیں میں نے پہلے کی طرح پھر سوال کیا، آپ نے بھی پہلے والی گفتگو فرمائی اور مجھے زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھنے کی تاکید فرمائی اور فرمایا کھیل کود سے پرہیز کرو، مجھے پتہ نہ چلا کہ اس منع فرمانے سے مراد کونسا کھیل ہے کہ میں اسے چھوڑ دوں؟

پھر میں بیدار ہو گیا اور ساری بات اپنے ہمراہیوں کو بتادی، انہوں نے کہا کہ یہ خواب اچھی اور سچی ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد حق ہے اور وہ حضور ہی تھے، ہم لوگ آج اللہ کی برکت و مدد سے چل پڑیں گے جب دن چڑھا اور جنوب پھیلی اور مسلسل ہوائیں چلنے لگیں تو میں حیران کھڑا تھا کہ الٰہی جنوں اور انسانوں میں سے کوئی بھی تو حضور کی شکل میں ظاہر نہیں ہو سکتا آپ کی معصوم صورت تو بے مثل ہے ہے

بلبل نے گل ان کو کہا، قمری نے سروِ جانفزا
حیرت نے جھنجھلا کر کہا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

(امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ)

میرے دل کو سکون نہ ہوا یہاں تک کہ ہوا تھم گئی، ہم دو تین میل چلے ہوں گے کہ اچانک تیز آندھی نے ہمیں آگھیرا اور ہمیں کنارے پر لا ڈالا، میں نے لنگر ڈال دیا بہت سے سوار اتر پڑے اور میں نے بھی ان کے ہمراہ اترنے کا ارادہ کیا اور وہ لوگ ایک چھوٹے تختے کے ذریعے اتر رہے تھے مجھے راستہ نہ ملا کیونکہ اس پر ترکوں کی بھیڑ تھی، جب لوگ خشکی پر اترے اور تختہ دوبارہ واپس لوٹا تو میں نے اہلِ کشتی سے کہا، اگر مجھے نیچے اتارو تو میں پانی سے بھرا ہوا برتن تمہارے پاس

لاؤں، انہوں نے کہا ہمارے پاس کافی پانی ہے، پھر کپتان نے کہا ہوا کا رخ بدل رہا ہے ہمیں چلنا چاہئے چنانچہ اس نے ان لوگوں کو بلایا جو خشکی پر اترے ہوئے تھے۔ وہ سب آ گئے اور دو یا تین آدمی رہ گئے، ہوا تیز چلنے لگی جس سے ہم سفر کرنے لگے اور پیچھے رہ جانے والوں میں سے ایک شخص ہم سے آملا، اس نے کنارے پر آکر کپتان سے بات کی کہ اس کے لئے تختہ اتاریں تاکہ وہ بھی سوار ہو سکے، وہ لوگ کشتی کے بادبان اٹھا چکے تھے، کپتان نے جواب دیا کہ یہ ہوا سلامتی کی ہے اور موافق ہے لہٰذا ہم تیرا یا کسی اور کا انتظار نہیں کر سکتے پھر اس نے اسے تاکید کی کہ اپنی اشیاء ضرورت اپنے کسی ساتھی کو دیدے اور ہم نے اس دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے بخیر و عافیت سفر کیا اور ہم کو کسی خطرے کا سامنا نہ کرنا پڑا یہاں تک کہ ہم بخیر و عافیت منزل مقصود تک پہنچ گئے اور ہمیں اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ ہم پر مزید اپنا فضل و کرم فرمائے گا اور اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف فرمائے گا۔

چوتھا لطیفہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھنے کے فضائل میں سے ایک یہ ہے کہ میں نے ایک رات کو دو آدمی دیکھے جو آپس میں لڑ جھگڑ رہے تھے پس ایک نے دوسرے سے کہا میرے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلو تاکہ حضور اکرم سے فیصلہ کروا لیں وہ دونوں چل پڑے، میں بھی ان کے پیچھے ہو لیا کیا دیکھتا ہوں کہ سرکار ایک بلند جگہ پر تشریف فرما ہیں، ایک نے کہا یا رسول اللہ! اس شخص نے مجھ پہ بہتان لگایا ہے کہ میں نے اس کا گھر جلایا ہے حضور نے ارشاد فرمایا، اس نے تم پر افترا باندھا ہے لہٰذا اس کو آگ جلائے گی۔ میں بیدار ہو گیا تو میں نے اس سے کوئی بات نہ کی اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ دوبارہ حضور کی زیارت نصیب فرمائے، پس میں سو گیا، کیا

دیکھتا ہوں کہ ایک منادی یہ اعلان کر رہا ہے کہ جو شخص نبی کریم علیہ السلام کا دیدار کرنا چاہتا ہے وہ ہمارے ساتھ دوڑ پڑے ، میں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ سفید لباس پہنے منادی کے پیچھے چل رہے ہیں ، میں نے ایک شخص سے کہا میں تمہیں خدائے بزرگ و برتر اور اس کے نبی کریم کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھے بتا دیجئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں ؟ اس نے کہا آپ فلاں مقام پر تشریف فرما ہیں تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ الٰہی ! جو درود و سلام میں حضور پر بھیجتا ہوں اس کے صدقے مجھے حضور کی خدمت میں سب سے پہلے پہنچا دے تاکہ میں تنہائی میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا مقصد حاصل کر سکوں ، اتنا کہنا تھا کہ مجھے بجلی کی طرح کسی چیز نے اٹھایا اور حضور کی خدمت میں پہنچا دیا میں نے دیکھا کہ سرکار تن تنہا قبلہ رخ کھڑے ہیں اور چہرۂ اقدس سے نور کی شعاعیں پھوٹ رہی ہیں ، میں نے عرض کیا :

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ حضور نے مجھے مرحبا فرمایا اور میں نے اپنا چہرہ حضور کی گودِ اقدس میں رکھ دیا ؂

سامنے روئے یار ہو ، سجدے میں ہو سرِ نیاز
یونہی حریمِ ناز میں آٹھوں پہر نماز ہو

میں نے عرض کیا سرکار ! میں چاہتا ہوں کہ حضور مجھے کوئی ایسی نصیحت فرمائیں جس سے مجھے دنیا و آخرت میں فائدہ ہو ، فرمایا ، مجھ پر درود و سلام پڑھنے کا اضافہ کر دو ، میں نے عرض کیا حضور ! مجھے اولیاء اللہ کے زمرے میں شامل فرمانے کی ضمانت چاہیئے ، فرمایا ، میں اس بات کا ضامن ہوں کہ تمہارا خاتمہ بالخیر ہو گا ، میں نے پھر عرض کیا حضور ! مجھے ولی اللہ بنانے کی ضمانت چاہیئے ! فرمایا میں اس بات کا ضامن ہو کہ تمہارا خاتمہ ایمان پر ہو گا ، پھر میں نے عرض کیا حضور ! مجھے اس بات کی ضمانت دیں کہ میں ولی اللہ بن جاؤں ، فرمایا تمہیں معلوم نہیں کہ تمام

اولیاء اللہ تعالےٰ سے یہ سوال کرتے ہیں کہ ان کا خاتمہ بالخیر ہو، میں ضامن ہوں کہ تمہارا خاتمہ بالخیر ہوگا۔

میں نے عرض کیا ٹھیک ہے حضور! مجھے منظور ہے، پھر میرے دل میں یہ شوق چٹکیاں لینے لگا کہ اللہ تعالیٰ مجھے سیدنا خضر علیہ السلام کی زیارت سے مشرف فرما دے، میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ میرے پوچھنے سے پہلے ہی حضور نے فرمایا مجھ پر کثرتِ درود وسلام لازمی کرلو اور اس مقام کی زیارت کرنے رہا کرو اور جو وصف تمہیں مقامِ خاص تک پہنچانے میں معاون ہوگا، ہم اس کو مکمل کریں گے، میرے دل میں فخر و فرحت کی لہر دوڑ اٹھی کہ میں نے اہلِ زمین و آسمان کے آقا کی زیارت کی تھی، میں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ عرض کیا حضور! کوئی نبی ہو یا رسول، تمام اولیاء اللہ ہوں یا سیدنا خضر علیہ السلام، ان سب نے آپ ہی سے اقتباسِ نور کیا ہے آپ ہی کے بحرِ جود و عطا سے چلّو بھرا ہے۔ (بقول اعلیحضرت بریلوی رحمۃ اللہ) ؎

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دل بھی چمکا دے، چمکانے والے

لہذا جب میں نے حضور کی زیارت کرلی تو گویا ان سب کی زیارت ہوگئی والحمد للہ

پھر وہ لوگ داخل ہوئے جنہیں میں پیچھے چھوڑ آیا تھا سب کے سب بلند آواز سے پڑھتے آ رہے تھے؛ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔

یہ لوگ بارگاہِ اقدس میں داخل ہوئے میں سرکار کے پہلو میں بیٹھا تھا، آپ انکی طرف متوجہ ہوئے اور انکو بشارتیں سنائیں صرف ایک شخص ایسا تھا جسے حضور نے دھتکار دیا اور فرمایا اسے دھتکارے ہوئے اپنی راہ لو ؎

غضب ہے ان کے خدا بچائے جلالِ باری عتاب میں ہے رضا
اُسے آگ کے چہرے والے! میں نے اس شخص کو غور سے دیکھا تو اس کا

جن لوگوں سے الگ تھلگ تھا کیونکہ وہ شیطان تھا، جب ان لوگوں سے حضور کی گفتگو ختم ہوئی، فرمایا اب تم لوگ جا سکتے ہو! اللہ تمہیں برکت دے، مجھے اپنا کام کرنے دو اور دستِ اقدس سے مجھے اشارہ فرمایا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں شریف ہوں؟ فرمایا ہاں! تم شریف ہو، میں نے عرض کیا، حضور میں شریف ہوں آپ کی نسل سے ہوں، فرمایا تم میری نسل سے ہو، اس پر میں نے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا، پھر میں نے عرض کیا مجھے ایسی وصیت فرمائیں جو میرے حق میں نفع مند ہو، فرمایا مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو! اور دنیا سے دل نہ لگانا اور کھیل کود سے پرہیز کرو۔

میں نیند سے بیدار ہو گیا، دل میں سوچا کس کھیل کی طرف اشارہ تھا کہ اسے چھوڑ دوں؟ میں نے اپنے اعمالِ شب و روز کو کرید کرید کر دیکھا مگر مجھے ان میں کوئی کھیل کود نظر نہ آیا تو میں نے اپنا معاملہ سپردِ خدا کر دیا اور میں نے دل میں کہا، شاید اس کا تعلق میرے مستقبل سے ہو، برائی سے پھیرنے اور نیکی کی توفیق دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اور اللہ کے عذاب سے وہی بچ سکتا ہے جس پر وہ مہربانی فرمائے ہے

کیا فائدہ فکرِ بیش و کم سے ہوگا　　ہم کیا ہیں جو کوئی کام ہم سے ہوگا
جو کچھ کہ ہوا، ہوا کرم سے تیرے　　جو کچھ ہوگا، ترے کرم سے ہوگا (ذوق)

پانچواں لطیفہ

درود شریف کے فضائل میں سے جو میں نے دیکھا ہے ایک یہ بھی ہے کہ ایک رات کو میں بیدار ہوا، رات کے درمیانے حصے میں میں نے اپنا وردِ وظیفہ پڑھا اور بیٹھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھنے لگا مجھے نیند کی وجہ سے اونگھ آنے لگی، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جکڑا ہوا شخص ہے جس کی کمر میں ٹخنوں تک تارکول کی شلوار ہے جسم اور سر بہت بڑا ہے چہرہ سیاہ اور ناک بڑی ہے، چہرے پر زخموں یا خراشوں کے نشانات ہیں

ایک قوم اس کو گھسیٹے جا رہی ہے، مَیں نے کہا اے قوم! میں تم سے اللہ العظیم اور نبی کریم (جلّ وعلا، وعلیہ السلام) کا واسطہ دیکر کہتا ہوں کہ مجھے بتاؤ یہ شخص کون ہے؟ انہوں نے کہا یہ ابوجہل ملعون ہے، مَیں نے کہا اے دشمنِ خدا! یہ ہے تیری اور ہر منکرِ خدا و رسول کی سزا، پھر میں نے عرض کیا الٰہی! یہ تیرا اور تیرے نبی کا دشمن ہے الٰہی! جس طرح تو نے مجھے حضور کا دشمن دکھایا ہے اسی طرح اپنے نبی کی زیارت سے بھی مشرف فرما یا ارحم الراحمین! پھر میرا گزر ایک ایسی زمین پہ ہوا جسے پہچانتا نہیں کیا دیکھتا ہوں کہ میرا ایک واقف مردِ صالح حج بیت اللہ کے لئے جا رہا ہے مَیں نے اسے سلام کیا، اس نے سلام کا جواب دیا، مَیں نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ کہنے لگا مسجد نبوی کی طرف، میں بھی اس کے ہمراہ چل پڑا، ہم مسجد میں داخل ہوئے، اس نے کہا یہ رہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد، مَیں نے کہا، یہ مسجد تو رسول اللہ کی ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف فرما ہیں؟ کہا ابھی تیرے پاس تشریف فرما ہوں گے۔

پس رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اندر رونق افروز ہوئے آپ کے ہمراہ ایک مردِ کامل تھا جس کا خون عربی اور چہرہ نورانی تھا، مَیں نے حضور کی خدمت میں سلام عرض کیا، فرمایا یہ خلیل الرحمٰن ابراہیم علیہ السلام ہیں انکو سلام کرو! مَیں نے ان کو سلام کیا، میں نے دونوں (نبی پاک اور خلیل الرحمٰن علیہما السلام) سے دعا کی درخواست کی، دونوں نے مجھے دعا دی۔ پھر مَیں نے ہر دو حضرات سے ضامن بننے کی درخواست کی، نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہارے خاتمہ بالخیر کا ضامن ہوں، پھر میں نے عرض کیا سرکار! مجھے کوئی مفید نصیحت فرمائیں، فرمایا درود و سلام میں اضافہ کرو! مَیں نے عرض کیا حضور! جب میں درود و سلام بھیجتا ہوں، کیا آپ سماعت فرماتے ہیں؟ فرمایا ہاں! اور یہی نہیں بلکہ تیری مجلس میں ملائکہ مقربین

بھی حاضر ہوتے ہیں، میں نے عرض کیا سرکار! میرے ضامن بن جائیں، فرمایا تم میری ضمانت میں ہو، پھر میں نے عرض کیا، میرے ساتھیوں کو بھی حضور کی ضمانت مل جائے! فرمایا تیرے ساتھی بھی میری ضمانت میں ہوں گے، میں نے عرض کیا، میرا فلاں ساتھی؟ فرمایا وہ مردِ صالح ہے، پھر میں نے اپنے شیخ کے متعلق پوچھا تو فرمایا، وہ اولیاء اللہ میں سے ہے. میں نے عرض کیا حضور! میں چاہتا ہوں کہ آپ ہر اس مسلمان کے ضامن ہوں جو درود وسلام پر لکھی گئی میری اس کتاب کو پڑھے فرمایا میں اس کے پڑھنے والے کا ضامن ہوں اور اس کا بھی جو اس کتاب میں لکھے گئے صیغوں کے ساتھ درود وسلام بھیجے، تم اس پر کاربند رہو اور اس میں کچھ اضافہ بھی کردو مانگو گے ملے گا۔

پھر میں نیند سے بیدار ہوگیا، مجھے اللہ سبحانہ سے اور ترقی کی امید ہے اور یہ بھی کہ اپنے فضل وکرم سے وہ دنیا وآخرت میں اپنے نبی کے چہرۂ اقدس کی زیارت سے ہم کو محروم نہ فرمائے۔ آمین۔

چھٹا لطیفہ نبی کریم علیہ السلام پر درود وسلام کے فضائل میں سے جو میں نے دیکھا ہے ایک یہ بھی ہے کہ ایک دن میں دیوار سے پشت لگائے قبلہ رخ قلم ہاتھ میں اور تختی گود میں لئے درود وسلام کے موضوع پر مضمون کو ترتیب دے رہا تھا کہ طبیعت بوجھل ہونے لگی اور اونگھ آنے لگی میں سو گیا، دیکھتا کیا ہوں کہ ویران زمین ہے آبادی کا نام ونشان نہیں، میری نظر ایک جامع مسجد پر پڑی، کچھ لوگ اندر ہیں اور کچھ دروازے پر کھڑے ہیں میں بھی اندر چلا گیا، دیکھ رہا تھا کہ کہاں بیٹھوں؟ مجھے کوئی جگہ نہ ملی، ایک صاحب نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ محراب ومنبر کے درمیان آجاؤ، میں ان کے قریب ہوا تو انہوں نے مجھے اپنی جگہ بٹھانا چاہا، مجھے حدیث یاد آگئی اور میں نے کہا،

آپ اس حدیث کو نہیں جانتے جو ایسے شخص سے متعلق ہے جو کسی کی جگہ پر بیٹھ جائے؟ بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک صاحب بولے، کھل کر بیٹھیں اللہ تعالیٰ گنجائش پیدا کر دیگا، پس ان لوگوں نے میری گنجائش نکالی اور میں ان کے درمیان بیٹھ گیا۔

میں نے اپنے دائیں طرف ایک نوجوان کو دیکھا اس سے خوبصورت میں نے کوئی جوان نہیں دیکھا میں اس کے نورانی چہرے اور حسین قد پر حیران تھا، نیک بختی کے آثار اس کے چہرے سے عیاں تھے۔ میں نے دل میں کہا اس کے نام و نسب کو ضرور معلوم کروں گا چنانچہ میں نے کہا، جناب میں تمہیں خدائے بزرگ و برتر اور اس کے نبی اکرم علیہ السلام کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں کہ آپ کا نسب کیا ہے؟ وہ کہنے لگے تمہیں میرے نسب سے کیا غرض؟ میں نے کہا، آپ کے چہرے سے نیک لوگوں کے آثار عیاں ہیں لہٰذا میں آپ کی صحبت سے مستفید ہونا چاہتا ہوں کہا میرا نام روماں ہے اور نسب کے لحاظ سے فرشتہ ہوں، میں نے کہا تجھے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کا واسطہ! مجھے اپنا صحیح صحیح نام و نسب بتانا، اس نے کہا اے بندۂ خدا! میرا نام روماں اور نسب فرشتہ ہے، میں نے تین مرتبہ یہی سوال کیا اور اس نے تین مرتبہ یہی جواب دیا، میں نے کہا تمہیں انسانوں کی مجلس میں کیا چیز لے آئی؟ اس نے کہا یہ جتنے تمہیں نظر آرہے ہیں سب ملائکہ مقربین اور روحانی اہلِ ایمان ہیں، میں نے کہا، میں آپکی صحبت اختیار کرنا چاہتا ہوں، کہا کہ ہمیشہ صحبت میں رہنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں! کہا تمہیں میری صحبت ایک ساعت کے لئے بھی میسر نہیں ہو سکتی ہاں میں تجھے ایک مومن جن اور ایک مومنہ جنیہ کی صحبت اختیار کرنے کا حکم دیتا ہوں، میں نے کہا بہتر۔

میں نے دل میں کہا یہ لوگ جب مجھ سے صحبت کریں گے تو میرے حق کی رعایت کریں گے اور میرے ہر دشمن کو دبائیں گے، اب اس نے آواز دی اے فلاں!

اے فلانی! کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مرد اور ایک عورت سامنے کھڑے ہیں، اس نے دونوں سے کہا کہ اس آدمی سے ہمیشہ مصاحبت رکھنا، مرد نے کہا یہ شخص حیلے کے ذریعہ دشمنوں کو دبانا چاہتا ہے اور ہم سے تو یہ ہو نہیں سکتا اور یہ دراصل قضا و قدر سے انکار کرتا ہے۔ میں نے جب ان کی یہ گفتگو سنی تو طبیعت ان سے اکتا گئی اور میں نے اسے کہہ دیا کہ مجھے تمہاری صحبت کی کوئی ضرورت نہیں۔

پھر میں نے اس سے کہا اے میرے آقا! میں آپ سے اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی کریم علیہ السلام کا واسطہ دیکر استدعا کرتا ہوں کہ آپ مجھے بتائیں، یہ ملائکہ مقربین کون تھے؟ انہوں نے مجھے بتایا کہ یہ حضرت جبرئیل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام تھے۔ میں نے کہا، میں آپ سے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاکرام کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست جبرئیل علیہ السلام دکھا دیں، اتنے میں محراب کے سامنے سے ایک شخص نے کہا، میں بندۂ خدا جبرئیل ہوں، میں ان کے قریب ہو گیا تو وہ اتنے حسین تھے کہ میری آنکھ نے ایسا کوئی حسین نہ دیکھا تھا، میں ان کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے دعا فرمانے کو کہا، پس انہوں نے میرے لئے دعا فرمائی، پھر میں نے عرض کیا حضور! میں آپ سے خدائے بزرگ اور نبی کریم علیہ السلام کا واسطہ دیکر سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھے کوئی نفع مند وصیت فرمائیں فرمایا خواہشِ نفس تیرے پاس آئے گی اس سے بچنا، امانت سے محبت کرنا اور اسے پہچاننا، میں نے کہا میں آپ سے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام کا واسطہ دیکر سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھے سیدنا میکائیل علیہ السلام کی زیارت کرا دیں۔ اہل مجلس میں سے ایک صاحب بولے میں بندۂ خدا میکائیل ہوں، میں ان کے قریب ہوا اور ان سے التماس دعا کی، پس انہوں نے میرے لیے دعا فرمائی، میں نے کہا، حضور میں آپ سے خدائے برتر اور رسول اکرم علیہ السلام کا واسطہ دیکر عرض کرتا ہوں کہ آپ مجھے کوئی سودمند نصیحت فرمائیں۔ فرمایا عدل وانصاف کو اپنے اوپر لازم کر لو، پھر میں نے ان کو خدا کے

بزرگ اور نبی کریم کا واسطہ دے کر عرض کیا کہ مجھے سیدنا اسرافیل علیہ السلام کی زیارت کروا دیں۔ پس ایک صاحب کھڑے ہوئے کہ ان جیسا پرنور چہرہ میں نے نہیں دیکھا، فرمایا میں بندۂ خدا اسرافیل ہوں، میں ان کے قریب ہوا اور ان سے دعا کی درخواست کی، انہوں نے مجھے دعا دی، میں نے دل میں کہا میرا یہ، یہ اللہ تعالٰی کے ملائکہ میں یا مجھے استدراج ہو گیا ہے یہ اسرافیل علیہ السلام کیسے ہو سکتے ہیں؟ جب کہ ان کے بارے میں حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے کہ ان کا سر عرش کے نیچے ہے اور ان کے پاؤں ساتویں زمین سے بھی نیچے ہیں بہر حال دل کو اطمینان حاصل نہ ہو سکا حتٰی کہ وہ کود کر کھڑا ہو گیا اس کے پاؤں تو زمین میں دھنس گئے اور سر مسجد کی چھت توڑ کر آسمان سے باتیں کرنے لگا اب پاؤں تو زمین میں دھنسے ہوئے تھے اور سر آسمان پر جا رہا تھا، میں اس کے ساتھ لٹک گیا اور میں نے کہا، میں تجھے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کا واسطہ دیکر کہتا ہوں کہ اپنی اصلی صورت پر اللہ کا فرشتہ بن جا، پھر وہ اپنی پہلے والی صورت پر لوٹ آیا، میں نے اسے خدا و مصطفٰی کا واسطہ دیکر کہا یا سیدی مجھے کوئی پند سود مند فرمائیں، کہا دنیا کو ترک کردو رضائے مولا پاؤ گے، جو کچھ ہاتھ میں ہے اسے چھوڑ دو اللہ کی محبت سے سرفراز ہو گے،

میں نے اسے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کا واسطہ دیکر عرض کیا کہ مجھے سیدنا عزرائیل کی زیارت کروا دیں پس ایک صاحب کھڑے ہوئے جن سے زیادہ خوبصورت شخص نہ دیکھا تھا انہوں نے کہا میں بندۂ خدا عزرائیل ہوں، میں ان سے قریب ہوا اور دعا کا خواستگار ہوا، انہوں نے مجھے دعا دی، پھر میں نے ان کو خدا اور رسول کا واسطہ دیکر کہا کہ بوقت موت مجھ سے نرمی برتیں، فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود و سلام پڑھتے رہو، میں نے مفید نصیحت کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا، یاد کرتے رہو اس (موت) کو جو لذتوں کو ختم کرنے والی، آباؤ اجداد کی قاتل بیٹوں اور بیٹیوں کو جدا کرنیوالی، ارواح کو قبض کرنے والی سوائے اس ذات کے جو زمین آسمان کو پیدا کرنے والی ہے۔

پھر میں بیدار ہو گیا اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں سے مجھے فائدہ دیگا اور مجھے ان کی نصیحتوں پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے گا اور ان کے صدقے موت کے وقت مجھ سے نرمی کا برتاؤ فرمائے گا اور مجھے دونوں جہانوں میں ہمارے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف فرمائے گا الٰہی آمین آمین انبیاء و مرسلین پر سلام ہو اور سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں۔

ساتواں لطیفہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کے فضائل سے متعلق جو مشاہدات مجھے کرائے گئے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ خواب میں دیکھتا ہوں کہ جنگل میں ایک منبر ہے جس پر میں چڑھ بیٹھا جب میں اسکی کئی سیڑھیوں پر چڑھ گیا تو میں نے زمین کی طرف دیکھا، کیا دیکھتا ہوں کہ زمین سے دور ہوا میں ایک منبر ہے، میں نے دل میں کہا مجھے کیا عذر ہے جہاں تک اللہ تعالیٰ بلند فرمائے گا، چڑھتا جاؤں گا اور جہاں تک پہنچائے گا، پہنچوں گا اور واپسی کا راستہ تو نظر نہیں آتا بہر حال میں کئی درجے اوپر چڑھ گیا، جب مڑ کر دیکھا تو صرف وہ درجہ نظر آیا جس پر میرے پاؤں تھے، باقی کچھ نظر نہ آیا، میں نے دائیں بائیں دیکھا تو صرف ہوا پر نظر پڑتی تھی، میں نے درود وسلام کا واسطہ دیکر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ مجھے سلامتی کی راہ چلائے، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سیاہ دھاگہ ہے جیسے پلصراط، میں نے دل میں سوچا یہ پلصراط ہے جس نے مجھے آگھیرا ہے اور میرے پاس اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کے علاوہ کوئی عمل ایسا نہیں جو اس کٹھن منزل کو عبور کرنے میں کام آئے، بقولِ امام احمد رضا بریلوی

ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو — جب یاد آ گئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں

میں نے ہاتفِ غیبی کو یہ کہتے سنا کہ اگر اس منزل کو عبور کر گئے تو اس کنارے پر رسولِ اکرم علیہ السلام اور آپ کے صحابہ کرام کی ملاقات سے مشرف ہو گے، یہ بات

سن کر میں پھولے نہ سمایا اور میں نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں درود و سلام کا وسیلہ پیش کیا تو مجھے ایک نورانی بادل نے اٹھایا اور رسول اللہ کے قدموں میں لا ڈالا، دیکھتا کیا ہوں کہ سرکار دو عالم تشریف فرما ہیں حضرت ابو بکر صدیق آپ کے دائیں طرف، حضرت عمر فاروق بائیں طرف، حضرت عثمان غنی پیچھے اور حضرت علی شیر خدا سامنے کھڑے ہیں

سامنے روئے یار ہو سجدے میں ہو سر نیاز
یونہی حریم ناز میں آٹھوں پہر نماز ہو!!

میں نے عرض کیا حضور میرے ضامن ہو جائیں، فرمایا میں تمہارا ضامن ہوں اور تمہارا خاتمہ بالخیر ہو گا، میں نے دعا کی درخواست کی، فرمایا مجھ پر بکثرت درود و سلام پڑھنا لازم کر لو اور فضول کھیل کود سے دور رہو۔

پھر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف متوجہ ہوا اور عرض کیا ماموں جان میرے لئے دعا فرمائیں، آپ نے میرا کندھا پکڑا اور جھنجھوڑ کر فرمایا، میں بھی تیرا دادا ہوں اور حضور کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، سرکار بھی تیرے دادا ہیں۔

جب انہوں نے میرا کندھا پکڑ کر جھنجھوڑا تو میں دہشت زدہ ہو کر بیدار ہو گیا، اب میرا کندھا درد کر رہا تھا، میں اپنی غفلت، جہالت اور بھول پر سخت نادم تھا کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ماموں جان کہہ کر بلایا، بخدا! کتنے دن میں اس بات پر پریشان رہا، جب ہوش ٹھکانے لگے تو حضور علیہ السلام کے اس فرمان پر سوچ بچار میں پڑ گیا کہ حضور بار بار فرماتے ہیں، کھیل کود سے دور رہو، میں سوچ رہا تھا کہ کس کھیل میں میں مشغول رہتا ہوں تاکہ اسے ترک کر دوں؟ جب کئی دن اسی طرح گزر گئے تو سچ مچ میں ایک کھیل میں پڑ گیا، یہ کھیل ایک ملکیت اور زمین کا تنازعہ تھا، میں اس جھگڑے میں ایک نیک آدمی کی وجہ سے پڑ گیا تھا، بظاہر شرعی طور پر یہ ایک امر مستحسن تھا اور مجھے طویل مدت کے بعد پتہ چلا کہ یہ تنازعہ کھیل کس لحاظ سے ہے، تقریباً سال بھر

گزر گیا اور مجھے رسولِ پاک کی زیارت نہ ہوئی، جب جھگڑے نے طول کھینچا تو میں نیّتِ اعتکاف پہاڑ کی طرف اس امید پر چل پڑا کہ شاید اللہ تعالےٰ مجھے اس شخص سے ملادے تاکہ میں اس سے تحقیقِ حال کرسکوں، رات کو میں اس مقام پر بیٹھا ہوا تھا کہ تین نیک آدمی میرے پاس آکر کھڑے ہوگئے، مجھ سے پوچھنے لگے کہ یہاں کیوں آئے ہو؟

بیقیناً تیرے اور تیرے چچا کے درمیان جو تنازعہ ہے وہی تمہارے آنے کا سبب ہے۔

سنو! اس کی بیٹی، تمہاری بیوی اور تم اس کے خاوند نہیں ہوسکتے، اپنی جان چھڑاؤ اور اس کھیل کو ختم کرو اور اپنے کام میں محنت کرو، اگر یہاں ٹھہرنا ہے تو بڑی خوشی سے اور اگر جانا ہے تو فی امانِ اللہ (خدا حافظ)۔

میں نے دل میں کہا، میری خرابی یہی وہ کھیل ہے جس سے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا، میں نے اس میں غور کیا، ہائے میری طویل غفلت! میری فکر کہاں چلی گئی تھی؟ کہ جس چیز سے رسول اللہ نے مجھے منع فرمایا میں اس کو بھول گیا، یہاں تک کہ سال بھر سے زیادہ عرصہ مجھے رسول اللہ کے دیدار سے محروم کیا گیا میں نے بارگاہِ خداوندی میں توبہ کی اور رسولِ پاک کی بارگاہ میں رجوع کیا، کچھ دن تو یونہی اپنے کیئے پر نادم ہوتا رہا اور اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں درود وسلام کے وسیلہ سے دعا کرتا رہا کہ مجھے سرکار کا دیدار ہوجائے اور شرفِ کلام بھی حاصل ہوجائے تو میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے سامنے کھڑا ہوں اور وہ مجھ سے بازپرس فرما رہا ہے اس بات پر کہ میں نے اسے بھی اہلِ دنیا کے ساتھ ساتھ دنیوی معاملات میں شامل کرلیا ہے اور مجھ سے اس کھیل پر بھی بازپرس فرما رہا ہے جو میں کھیل چکا تھا۔

میں عرض کر رہا ہوں اے میرے رب آپ فضل ورکار ہے اے میرے رب آپ سے جود وکرم اور رحمت کا خواستگار ہوں اور وہ برابر مجھ سے بازپرس فرما رہا ہے یہاں تک کہ میں نے دل میں کہا،

میں دوزخی ہو چکا ہوں ؎

وہ آنکھ پھیر دیں تو قیامت سے زندگی

فوراً میرے دل میں یہ بات آئی کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے؟ جب کہ رسول اللہ ﷺ مجھے جہنم سے بچانے کے ضامن بن چکے ہیں ؎

ہم بد ہیں یا اچھے ہیں، ہیں آخر تو تمہارے
نسبت بہت اچھی ہے اگر حال برا ہے

میں نے کہا الٰہی! تیرے حبیب پر درود و سلام بھیجتا ہوں اور وہ میرے ضامن ہیں، پھر کیا دیکھتا ہوں کہ سامنے رسول پاک تشریف فرما ہیں اور فرماتے ہیں، میں صاحب شفاعت ہوں، میں صاحب عنایت ہوں اور میں صاحب الوسیلہ ہوں، میں نے کسی کہنے والے کو کہتے سنا، اے رب! کیا یہ شخص جہنمی ہے؟ فرمایا نہیں، یہ جہنم سے محفوظ رہے گا۔ میں گھبرا کر جاگ اٹھا، مجھے اللہ تعالےٰ سے امید کامل ہے کہ مجھ پر اپنی رحمت کاملہ سے احسان فرمائے گا اور پیشی کے دن (قیامت) مجھے رسوا نہیں فرمائے گا۔

آٹھواں لطیفہ

اور درود و سلام کے فضائل میں سے جو میں نے دیکھے ہیں ایک یہ بھی ہے کہ جب میں عیالدار ہو گیا تو میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ کچھ طلباء اپنے پاس رکھ لوں تا کہ ان سے مانوس بھی رہوں اور باجماعت نماز بھی ادا کر سکوں اور اس طرح ان سے فائدہ حاصل کر دوں، بعض بھائیوں کے ساتھ تقریباً سال بھر اس جستجو میں لگا رہا، اس عرصہ میں خدا کا فضل و کرم شامل حال رہا، میرے دل میں یہ بات آئی کہ صرف قرآن کریم کا علم حاصل کرنے والے طلبا ہوں اور میں انکی تعلیمی خدمات بغیر کسی دنیوی مفاد کے سرانجام دوں صرف اس امید پر کہ اللہ تعالےٰ میرا حشر بھی ان کے زمرہ میں کر دے جب طلبا کی تعداد

زیادہ ہوگئی تو اب ان کے خورد و نوش وغیرہ کا اہتمام بھی اتنا ہی زیادہ کرنا پڑا، اس کی وجہ سے دنیا کا حیلہ بھی مجھ پر چل گیا اور اس نے مجھے اپنے جال میں پھنسا لیا اور اپنے دام میں مجھے قید کر لیا، میں غفلت کے گڑھے میں جا گرا اور نقصان اٹھانے لگا، اب میں مباح طریقوں سے روزی حاصل کرتا اور اسکو شرعاً نیکی گمان کرتا، اب میرے بعض نیکوکار بھائیوں نے جن کے ہمراہ میں زہد کا راستہ طے کر چکا تھا مجھے طلبہ کی تعلیم اور خورد و نوش کے جھمیلوں میں پڑنے سے روکا اور ڈانٹ ڈپٹ کی اور دنیاوی معاملات میں داخل ہونے سے منع کیا بہرحال مجھ پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا، تو میں نے خواب میں کچھ لڑکیاں دیکھیں ایسی حسین جیسے موتی آنکھوں والی حوریں ہوں، حسن و جمال میں بے مثل و بے مثال، سر سبز لباس پہنے میری طرف آرہی ہیں، جب میرے قریب آئیں تو میں نے ان میں اپنی نانی کو پہچان لیا، دنیا میں یہ بڑی نیک اور نجیب الطرفین خاتون تھیں، میں نے سلام کیا اور کہا کیا آپ مر نہیں گئیں؟ فرمایا ہاں! میں مر چکی ہوں، میں نے کہا، اللہ تعالےٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا؟ فرمایا مجھ پر اللہ تعالےٰ نے اپنا فضل و کرم کیا ہے اور میں حضرت فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کے پاس رہتی ہوں اور وہ یہ تمہاری طرف تشریف لا رہی ہیں، میں نے کہا کہاں؟ فرمایا یہ سامنے جو لڑکیاں آرہی ہیں، ان میں۔

سیدہ سلام اللہ علیہا میری طرف متوجہ ہوئیں، چہرۂ انور سے نور کی شعاعیں پھوٹ رہی ہیں، بقول امام احمد رضا بریلوی سے

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

فرمایا یہ ہیں احمد بن ثابت! رسول پاک پر کثرت سے درود و سلام پڑھنے والے؟ میں نے عرض کیا، یہ سب رب تعالےٰ کا فضل ہے جس نے مجھے اس کی توفیق بخشی اور مدد فرمائی۔

جنابِ سیدہ نے مجھ سے فرمایا، کیا بات ہے؟ دنیاوی اہتمام کی وجہ سے ہم سے غافل ہو گئے ہو، جس مشغلہ میں پڑے ہو اس سے باز آجاؤ اور یہ اہتمام چھوڑ دو۔ میں نے عرض کیا ٹھیک ہے سرکار! فرمایا، میں تم سے اس وقت تک جدا نہ ہونگی جب تک میرے ابا حضور رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر وعدہ نہ کرو کہ آئندہ ایسا نہ ہوگا اور دنیاوی مشاغل میں کبھی نہ پڑو گے۔

سیدہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور چل پڑیں، میں بھی ہمراہ چل پڑا یہاں تک کہ ہم ایک اجنبی شہر میں داخل ہو گئے۔ وہاں میں نے ایک بڑی جماعت کو دیکھا جو نبیِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھ رہے ہیں انکی صحیح تعداد اللہ ہی بہتر جانتا ہے، وہ باآوازِ بلند یہ درود شریف پڑھ رہے تھے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

میں بھی ان کے پاس چلا گیا اور نبی علیہ السلام پر درود و سلام پڑھنے لگا، میں نے قوم کے آگے چلنا شروع کیا اور سیدہ فاطمہ میرے ساتھ ساتھ چل رہی تھیں یہاں تک کہ سیدہ نے مجھے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لا کھڑا کیا، میں نے دیکھا کہ حضور اپنے دس ساتھیوں کے ہمراہ تشریف فرما ہیں، یہ تمام حضرات کھانا اور گوشت تناول فرما رہے ہیں، میں نے دیکھا کہ حضور کے ہاتھ میں شانے کا گوشت ہے جسے آپ تناول فرما رہے ہیں، حضور کا رخِ انور اپنے صحابہ کی طرف ہے اور آپ ان سے مصروفِ گفتگو ہیں، میں ادب و احترام کی وجہ سے سلام نہ کر سکا، میں نے دل میں کہا، جب تمام حضرات کھانے سے فارغ ہو جائیں گے تب سلام کروں گا۔

پس میں ان لوگوں کے ہمراہ نبی علیہ السلام پر درود و سلام میں مصروف ہو گیا، میری نگاہیں حضور کے چہرۂ اقدس پر مرکوز تھیں، درود و سلام میں بلند ہونیوالی آواز سے میری آنکھ کھل گئی۔ رب تعالٰی سے دعا ہے کہ اپنے فضل و کرم سے ہمارے

حبیب اور بارگاہ خداوندی میں ہمارے وسیلہ سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دیدار سے مشرف فرمائیے آمین والحمد للہ رب العلمین ہے

یا الٰہی! جب رضا خفتہ کی آنکھیں کھلیں
شادیٔ دیدارِ حسنِ مصطفےٰ کا ساتھ ہو!

(امام احمد رضا خاں بریلوی)

نواں لطیفہ

درود و سلام کے فضائل میں سے جو میں نے دیکھے ہیں ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ میں نے سید علی الحاج کو جو ایک نیک بزرگ، اہلِ اسلام کے بلند پایہ عالم اور سیدی ابوالغیث القشاشی (اللہ ان کی برکتوں سے ہمیں نفع دے) کے ملنے والوں میں سے تھے، وفات کے بعد خواب میں دیکھا، میں نے ان سے پوچھا جناب! اللہ تعالےٰ نے آپ سے کیا برتاؤ کیا؟ فرمایا اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و رحمت سے میری عزت افزائی فرمائی، میں نے اسے رحیم و کریم پایا، میں نے بعض اپنے بھائیوں کے متعلق پوچھا جو ان کے ساتھ فوت ہوئے تھے، فرمایا وہ بھی خیریت سے ہیں۔

میں نے عرض کیا، مجھے کوئی وصیت فرمائیں جو فائدہ مند ہو، فرمایا تم پر لازم ہے کہ اپنی ماں کی خدمت کرو کہ وہ نیک بی بی ہیں۔ پھر میں نے کہا جناب! میں آپ سے خدا کے بزرگ اور اس کے نبیٔ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں کہ آپ پر ہمارے حال اور ہماری جدوجہد کا ظہور کیسا رہا؟ فرمایا، میں نے تجھے پوری پوری وصیت کر دی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام میں اضافہ کرو اور میں نے درود و سلام کی جو نظم لکھی ہے اس میں اس کا اضافہ بھی کر لو اور بھی اضافہ کرلو، میں نے عرض کیا کیا آپ کو پہنچ جاتا ہے؟ اور آپ کو میرے منظوم درود و سلام کا پتہ کیوں کر چل گیا؟ جب کہ میں نے وہ آپ کی وفات کے بعد نظم کیا ہے۔

فرمایا یخدا اس کا نور سات زمینوں اور ساتوں آسمانوں میں چمک اٹھا ہے، اس کو اپنے اوپر لازم کر لو اور اس میں مزید اضافہ کر دو!

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم کو ان لوگوں میں سے کر دے جن کے دلوں کو اس نے اپنے ذکر اور اپنے نبی علیہ السلام کے درود و سلام سے زندہ کر دیا ہے اور ہم کو اور ہمارے دوستوں کو حضور کے پڑوسیوں میں سے کر دے اور دنیا و آخرت میں اپنے فضل و کرم سے اپنے نبی کے دیدار سے محروم نہ کرے، وہی توفیق کا مالک ہے، نہ اس کے بغیر کوئی رب ہے نہ کوئی معبود۔

دسواں لطیفہ

اور درود و سلام کے فضائل میں سے جو میں نے دیکھے ہیں ایک یہ بھی ہے کہ ایک شب کو میں نے خواب میں ایک منادی کو سنا جو اعلان کر رہا تھا کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنا چاہتا ہے ہمارے ساتھ دوڑے پس میں منادی کے ہمراہ دوڑ پڑا، کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ اس کی طرف آ رہے ہیں، ہم بھی ایک بالاخانے کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب چل پڑے، میں دروازے کی بائیں طرف سے داخل ہونے لگا لوگوں نے باآواز بلند کہا دائیں طرف سے جاؤ! مجھے دروازہ مل گیا میں اندر داخل ہو گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ہمراہ تشریف فرما ہیں جب میں قریب ہوا تو میرے اور ان حضرات کے درمیان بادل حائل ہو گیا اور مجھے کسی کا چہرہ نظر نہ آیا، میں نے کہا: اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا وَعَلٰی اٰلِكَ وَالرِّضَا عَنْ اَصْحَابِكَ وَاَھْلِ بَیْتِكَ۔ یا رسول اللہ! کیا میری عادت آپ کے ساتھ ایسی ہی نہیں تھی؟ اب میرے اور آپ کے درمیان دنیا کے پردے حائل ہو گئے ہیں، مجھے تنبیہ کرتے

ہوئے فرمایا، ہم نے تمہیں دنیا اور اس کے اہتمام سے روکا تھا اور تم پھر اسی اہتمام میں مصروف ہو۔ کافی دیر تک مجھے تنبیہہ و توبیخ فرماتے رہے یہاں تک کہ میں نے دل میں کہا، میرے اور حضور کے درمیان جو پردہ حائل ہوا ہے یہ صرف میری بدبختی کی وجہ سے ہوا ہے میں نے زار و قطار رونا شروع کر دیا اور عرض کیا یارسول اللہ! حضور! کیا آپ میرے ضامن نہیں؟ فرمایا تم جنتی ہو۔

پھر میں نے عرض کیا میں آپ کو خدائے برتر و بزرگ اور اسکی بارگاہ میں جو آپ کا مقام ہے کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ اس پردۂ ابر کو جو میرے اور آپ کے درمیان حائل ہے، اٹھا دے، پس وہ بادل تھوڑا تھوڑا ہو کر ختم ہونے لگا یہاں تک کہ میں نے رسولِ پاک اور آپ کے صحابہ کرام کی زیارت کی، میں سرکار سے لپٹ گیا اور عرض کیا، یارسول اللہ! کیا آپ میرے ضامن نہیں؟

ع میں ڈوبا تو کہاں ہے؟ میرے شاہ لے خبر

فرمایا تو جنتی ہے اور فرمانے لگے ہم نے تمہیں کہا تھا کہ یہ اہتمام چھوڑ دو لیکن تم نے نہ چھوڑا۔

یہ بات سن کر میں جاگ پڑا، اللہ تعالیٰ سے اس کے نبی کریم علیہ السلام کے صدقے دعا ہے کہ ہمارا اہتمام اس چیز میں کر دے جس نے باقی رہنا ہے اور ہماری توجہ فانی سے ہٹا دے بجاہ سیدنا و وسیلتنا الیٰ ربنا سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما و لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

گیارہواں لطیفہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کے فضائل میں سے جو میں نے دیکھے ہیں ایک یہ بھی ہے کہ ایک شب کو میں نے خواب میں ایک منادی کو جو دیکھنے سے وہی پہلا معلوم ہوتا تھا، یہ اعلان کرتے ہوئے دیکھا، ویسے دونوں خوابوں میں ایک دن کا فرق تھا کہ جو کوئی رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت کرنا چاہیے وہ ہمارے ساتھ دوڑ پڑے، ہم پوری جماعت اس کے پیچھے دوڑ پڑے، ہم لوگ حضور کے روضۂ انور پر جا کر کھڑے ہوئے میں نے درود شریف پڑھنا اور اس کے وسیلہ سے بارگاہِ الٰہی میں دعا کرنا شروع کر دیا، الٰہی! یہ تیرے محبوب کا روضہ ہے جس کی تو نے مجھے زیارت نصیب فرمائی اور تیرے نبی کہاں ہیں؟ الٰہی! میں تو ان کا چہرۂ اقدس دیکھا کرتا تھا اور اب صرف قبر رسول کی زیارت سے مشرف ہو رہا ہوں، الٰہی! ان کا جو مرتبہ تیری بارگاہ میں ہے اور جو قدر و منزلت تیرے حضور میں ہے اس کا صدقہ مجھے ان کا دیدار عطا فرما۔

پس پھر کیا تھا سرکارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میرے سامنے تھے آپ کے ہمراہ بہت سے اور لوگ بھی تھے ان سب کے لباس سبز رنگ کے تھے اور یہ سب ایک بلند ٹیلے کے سوراخ سے نکل کر آرہے تھے، جب حضور نے مجھے دیکھا تو فرمایا، ہم نے تمہیں کہا ہے کہ یہ اہتمام چھوڑ دو اور تم پھر اسی میں پڑے ہو پس اللہ نے میرے دل میں یہ ڈالا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں بیمار ہوں اللہ تعالےٰ سے دعا کریں کہ وہ مجھے مرضِ غفلت سے شفا دے، پس حضور میرے قریب ہوئے اپنے دستِ اقدس سے میرا سر پکڑا اپنا دستِ مبارک میرے سر پر مارتے جاتے ہیں اور فرماتے جاتے ہیں، عنقریب اللہ تمہیں شفا دے گا، پھر تین مرتبہ فرمایا، اللہ نے تمہیں شفا دیدی، ہر کلمہ کے ساتھ میرے سر پر مارتے جاتے تھے دوسرا ہاتھ مبارک بند تھا، خدا کی قسم! مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ کوئی میٹھی اور برف کی طرح ٹھنڈی چیز میرے سر سے قلب پر نازل ہو رہی ہے اور یہ بھی محسوس ہو رہا تھا کہ کوئی شئے میرے قلب اور باطن سے خارج ہوئی ہے اور پاؤں کے راستے زمین کی طرف چلی گئی ہے۔ خدا کی قسم! آپ نے اس وقت تک اپنا دستِ اقدس میرے سر سے نہیں ہٹایا جب تک کہ میرا قلب منور نہیں ہو گیا اور اس میں نور کی ضیا باریاں نہیں

ہوئیں، پھر آپ نے ان لوگوں سے جو سبز لباس میں آپ کے اردگرد موجود تھے اور جن سے زیادہ خوبصورت میں نے کہیں نہیں دیکھا اور جن کے چہروں سے نور کی بارش ہو رہی تھی، فرمایا اس کو اپنے پاس لاؤ، انہوں نے میرے لئے ایک سبز رنگ کا قالین بچھایا اور مجھے اس پر بٹھایا اور خود میرے پاس بیٹھ گئے، پھر وہ فرش ہمیں لے کر ہوا میں اڑنے لگا، میں نے زمین کی طرف دیکھا تو اپنے نیچے سفید سمندر دیکھا، پھر ہم نے وہ سمندر عبور کیا پھر اپنے نیچے سبز سمندر دیکھا جو کچھ اس کے اردگرد دیکھا سب سبز رنگ کا تھا اپنے نیچے سمندر دیکھ کر میرے دل میں خوف پیدا ہوا اور فرش ہمیں اوپر ہی لئے جا رہا تھا لیں ہم ایک نوری ستون کے پاس پہنچے جس کے سرے اللہ ہی جانے کتنے لمبے تھے اور ان کا آخری حصہ کہاں تک تھا؟ اس میں سبز محلات اور سبز کمرے تھے وہاں بسنے والے تمام لوگوں کا لباس سبز تھا ان محلات، باغات اور کمروں سے تھوڑے تھوڑے وقفہ سے نور کی چمک اٹھتی تھی جیسے بجلی، اس کی رنگت بھی ان کے لباس، محلات اور کمروں کی طرح سبز تھی جس سے ان کے چہرے دمک رہے تھے۔

ان لوگوں نے مجھے کہا، یہاں بیٹھ جاؤ، تم ان لوگوں میں سے ہو جو اس مکان کے ساکن ہو۔ میں نے کہا میں تم سے اللہ العظیم اور نبی کریم کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں کہ اس مقام کو کیا کہتے ہیں؟ کہنے لگے یہ سبزی ان لوگوں کی ہے جو اللہ کی رضا کے لئے آپس میں محبت کرتے ہیں، میں نے کہا میں تم سے اللہ العظیم اور نبی کریم کے واسطے سے پوچھتا ہوں کہ مجھے یہ مقام کیسے حاصل ہوا؟ کہنے لگے، یہ سب صدقہ ہے نبی اکرم علیہ السلام پر درود و سلام سے تیری محبت کا، لیسا اوقات میں نے درود کو باقی اذکار پر ترجیح دی، میں اسی جگہ درود و سلام پڑھتے پڑھتے سو جاتا اور جب بیدار ہوتا تو زبان پر درود و سلام ہی کا ورد جاری ہوتا ہے

میں سو جاؤں یا مصطفےٰ کہتے کہتے
کھلے آنکھ صلِّ علیٰ کہتے کہتے

میں اللہ ربّ العزت سے دستِ بدعا ہوں کہ مجھے اور میرے دوستوں کو جنّت الفردوس کی سکونت عطا فرمائے اور دنیا و آخرت میں ہم کو اپنے فضل و کرم سے سرکار کا دیدار نصیب فرمائیے۔ آمین!

بارہواں لطیفہ ان فضائل میں سے جو میں نے درود و سلام کے دیکھے ہیں ایک یہ ہے کہ میں نے ایک رات اپنے ایک بھائی کو وفات کے بعد دیکھا، میں نے اس کا حال دریافت کیا اور کہا اللہ نے مرنے کے بعد تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟ فرمایا اللہ نے مجھ پر اپنا فضل و کرم کیا ہے میں نے کہا بھائی صاحب! کچھ ہمارا حال بھی آپ پر کھلا ہے؟ فرمایا، تمہیں مبارک ہو کہ تم اللہ کی بارگاہ میں صدیقین میں سے ہو، میں نے کہا، میں اللہ کے ہاں صدیقین میں سے کیونکر ہو گیا؟ فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام جو تم نے نظم کیا ہے اس کے صدقے!

تیرہواں لطیفہ اسی طرح میں نے دو آدمیوں کو دیکھا جن کو میں جانتا تھا کہ وہ حکومت کے ملازم تھے، میں نے ان کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا، میں نے ان سے کہا کیا تم آگے نہیں چلے آئے تھے؟ وہ بولے ہاں! میں نے کہا میں تمہیں خدائے بزرگ و برتر اور نبی محترم کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟ وہ بولے اللہ نے اپنے فضل و کرم سے ہم پر رحم فرمایا۔

میں نے کہا، تم تو وفات پا چکے تھے اور اب خزانے کے سپاہی بنے ہوئے ہو انہوں نے کہا بات یہی ہے لیکن ہم لوگ طاعون کی بیماری میں مبتلا ہو کر مرے تھے پس اللہ نے ہم پر رحم فرمایا اور ہماری مغفرت فرما دی، پھر میں نے ان سے

خدا اور رسول کا واسطہ دے کر پوچھا، کیا تم پر ہمارا حال کھلا ہے؟ یا تمہیں ہماری عاقبت کا کچھ علم ہے کہ ہمارے ساتھ کیا پیش آئے گا؟ کہا کہ تمہیں مبارک ہو کہ تم اللہ کے ہاں صدیقین میں سے ہو۔ میں نے انہیں خدا اور رسول کا واسطہ دیکر کہا، جو تم کہہ رہے ہو کیا یہ حق ہے؟ وہ بولے ہاں! بخدا تمہارے لیئے اللہ کے ہاں بہت بھلائی ہے۔ میں نے کہا یہ کس سبب سے ہے؟ بولے اس نظم کے سبب سے جو تم نے حضور علیہ السلام پر درود و سلام کے متعلق لکھی ہے۔

پھر میں نے ان سے ایک مرنے والے شخص کے بارے میں پوچھا جو میرا واقف تھا، بولے وہ بخیر و عافیت ہے۔

پھر میں بیدار ہو گیا، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے احباب کو درود و سلام کے سبب بہت فائدہ دے گا۔

چودہواں لطیفہ ۱۴ درود و سلام کے فضائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک رات کو خواب میں میں نے رہبان یہود کی ایک جماعت کو دیکھا جو رسولوں اور آنکی رسالت پر تبادلۂ خیال کر رہے تھے پس انہوں نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کی رسالت پر یہ یہ دلائل ہیں، عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت پر یہ یہ دلائل ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر کیا دلیل ہے؟ میں نے ان سے کہا کہ حضور کی رسالت پر دلیل وحی ہے، نزول قرآن ہے، ان کے اشارے سے چاند کا شق ہونا ہے، درختوں کا انہیں سجدہ کرنا اور پتھروں کا انہیں سلام کرنا، جمادات کا ان کی وجہ سے کلام کرنا اور زمین اور آسمان کے مالک کا ان پر صلوٰۃ و سلام پڑھنا ہے اور معجزہ تو اس مفہوم کو ادا کرتا ہے گویا اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے جو کچھ پہنچانا تھا پہنچا دیا۔ ایک نے میری تصدیق کی لیکن باقیوں نے نہ تصدیق کی نہ تکذیب۔ اتنے میں ایک منادی کو اعلان کرتے دیکھا کہ جو شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دیدار کرنا

چلے ہے وہ میرے ساتھ ہو لے، پس میں بھی دوڑنے والوں کے ہمراہ دوڑ پڑا، ہم نے پانی کا ایک بہتا چشمہ دیکھا جو دودھ سے زیادہ سفید، برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ شیریں تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جبریل علیہ السلام کے ہمراہ وہاں تشریف فرما ہیں، میں نے عرض کیا: الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔

میں قریب ہوا اور سلام عرض کیا، فرمایا روح الامین جبریل علیہ السلام کو سلام کہو میں نے انکی خدمت میں بھی سلام عرض کیا

میں ان ہر دو حضرات کی طرف متوجہ ہوا اور عرض کیا میرے لئے دعا فرمائیں!

دونوں نے میرے لئے دعا فرمائی، پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اپنے دستِ اقدس کے ساتھ اس چشمے سے پانی پلا دیں، حضور نے اپنے دستِ اقدس سے مجھے تین چلو پانی پلایا، پھر میں نے جبریل علیہ السلام سے عرض کیا، آپ بھی مجھے اپنے دستِ اقدس سے پانی پلا دیں، نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی حکم فرمایا کہ وہ مجھے پانی پلائیں چنانچہ انہوں نے بھی مجھے پانی پلایا۔ ان میں سے ہر ایک کے دستِ اقدس سے پانی پیتے وقت میں اسی سرکار کی نیت کر لیتا تھا۔

پھر میں بیدار ہو گیا، مجھے اللہ سے امید ہے کہ ان دونوں حضرات تک مجھے پہنچائے گا۔ اللہ کی طرف سے ان ہر دو پر افضل ترین درود اور پاکیزہ تر سلام ہو۔

(اس خواب میں درود وسلام کی فضیلت کا ذکر نہیں لیکن جو خیرِ عظیم حاصل ہوئی اسی کی برکت سے حاصل ہوئی ہے)

پندرہواں لطیفہ

درود وسلام کے فضائل میں سے جو میں نے دیکھے ہیں ایک یہ بھی ہے کہ ایک شب کو میں نے نبی علیہ السلام کو (خواب میں) دیکھا اور عرض کیا حضور! میرے ضامن بن جائیں! فرمایا مجھ پر کثرت سے درود وسلام بھیجا کرو، میں تمہارا بھی ضامن ہوں

اور تمہاری ماں اور باپ کا بھی، پھر حضور نے میرے آباؤ اجداد میں سے ایک ایک کا نام لینا شروع کیا یہاں تک کہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ تک، میں نے پھر عرض کیا حضور! میں ہر جمعرات سرکار کی زیارت چاہتا ہوں، فرمایا، اگر یہ چاہتے ہو تو دن کو روزہ رکھو اور رات کو قیام کرو اور مجھ پر بکثرت درود و سلام بھیجو!

پھر حضور گھوڑے پر سوار ہوئے اور میں بھی آپ کے ہمراہ سوار ہو گیا، حضور نے اپنے ہاتھ میں ایک پرندہ پکڑ لیا اور ہمارا گزر ایک ریگستانی زمین سے ہوا، وہاں حضور نے وہ پرندہ ایک شکار پر چھوڑا اس نے ایک چڑیا پکڑ لی، میں نے اتر کر اسے ذبح کیا پس حضور علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا، ذبح کے وقت کیا پڑھا تھا؟ میں نے عرض کیا: بسم اللہ اللہ اکبر! فرمایا اگر چاہتے تو یوں بھی کہہ سکتے تھے:-

بِسْمِ اللّٰهِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ

اس سے میں بیدار ہو گیا، اللہ تعالٰی سے سوال ہے کہ ہم کو مزید اپنے فضل سے نوازے اور میرا اس چڑیا کو ذبح کرنے سے نفسِ امارہ کی موت ہو کیونکہ یہی اللہ کے ذکر اور رسول اللہ پر صلوٰۃ و سلام سے مرتب ہے ورنہ بوقتِ ذبح حضور علیہ السلام پر درود و سلام بھیجنا جائز نہیں اور بسم اللہ ہی کافی ہوتی ہے واللہ اعلم!

میں کہتا ہوں ہمارے امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مذہب میں بوقتِ ذبح درود و سلام پڑھنا جائز ہے اور یہ خواب اسکی تائید کرتا ہے اور ناجائز ہونا مذہب امام مالک ہے۔

سولہواں لطیفہ

درود و سلام کے فضائل میں سے جو میں نے دیکھے ہیں ایک یہ بھی ہے کہ ایک رات (خواب میں) کیا دیکھتا ہوں کہ جنات کی ایک جماعت کے روبرو کھڑا ہوں، میں نے ان سے پوچھا تم کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے کسی بزرگ کا نام لیا کہ ان کے ہاں سے، وہ بزرگ

ہمارے اہلِ قرابت میں سے تھے، میں نے پوچھا تمہارا ارادہ کہاں کا ہے؟ کہنے لگے، انشاء اللہ مکہ معظمہ اور روضۂ نبوی کا ارادہ ہے، میں نے کہا مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلو، بولے اگر ارادہ ہے تو اللہ برکت دے گا۔

میں اٹھ کھڑا ہوا اور وہ مجھے لے کر ہوا میں بجلی کی سی تیزی کے ساتھ اڑنے لگے ایک ساعت کے بعد ہم مکہ میں تھے، وہ بولے، یہ رہا بیت الحرام انہوں نے طواف کیا اور میں نے بھی ان کے ہمراہ طواف کیا پھر انہوں نے اللہ کا نام لیکر مجھے ساتھ لیا اور اڑنے لگے ہی تھے ہم لوگ مسجد نبوی میں تھے، ہم لوگ بیٹھے ہی تھے کہ ایک خوبصورت شخص ہاتھ میں ایک بڑا برتن جس میں ثرید اور شہد تھا لے کر آیا (ثرید شوربے میں بھگوئی ہوئی روٹی) اور کہا بسم اللہ کیجئے! میں نے اسے کہا، میں رسول اللہ کو دیکھنا چاہتا ہوں، اس نے کہا اب کھانا کھالو، رسول اللہ بھی تشریف لائیں گے اور انشاء اللہ تم ان کی زیارت سے مشرف ہو گے۔

میں نے دل میں کہا کیسی تعجب کی بات ہے ابھی میں نے اپنا گھر چھوڑا اور تھوڑی ہی دیر میں مکہ معظمہ اور روضۂ رسول کی حاضری سے مشرف ہو گیا مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ جن ساتھیوں نے مجھے اٹھایا تھا وہ کون تھے اور ان کے نسب کیا تھے، میں نے ان سے کہا میں تم سے خدائے بزرگ و برتر اور اس کے نبی کریم اور اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہم السلام کا واسطہ دیکر سوال کرتا ہوں کہ تمہارا ٹھکانہ کہاں ہے اور تمہارا نسب کیا ہے؟ انہوں نے گردنیں زمین کی طرف جھکا لیں اور بولے، ہمیشہ مدینہ منورہ کے رہنے والے مسلمان جن ہیں، میں نے کہا میں حضور کا دیدار کرنا چاہتا ہوں۔ بولے کھانا کھالو، انشاء اللہ! دیدار بھی ہو جائے گا، میں نے کھانا کھایا، پھر ہم نکلے تو دیکھتے کیا ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جماعت کے ہمراہ تشریف لارہے ہیں، آپ ہی کی گردن مبارک سب سے

بلند ہے اور آپ ہی اپنی گردن مبارک اور شانۂ اقدس کے لحاظ سے سب پر فائق ہیں جب حضور نے مجھے دیکھا تو فرمایا "احمد! ساری نیکی دفعۃً سمیٹنا چاہتے ہو؟ اپنے نفس پر نرمی کرو، تم پر یہی لازم ہے کہ عبادتِ خداوندی اور خدمتِ طلبہ کا شرف حاصل کر لو! صرف تیرے پہلے ساتھی تیرے ساتھ رہ جائیں گے، مجھ پر بکثرت درود پڑھا کرو تمہارے لئے سب بہتری ہی بہتری ہے۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ضامن ہو جائیں، فرمایا مجھ پر درود پڑھنا لازم کر لو جو مانگو گے ملیگا۔

اس پر میں بیدار ہو گیا، اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اپنے حبیب پاک کے صدقے سے ہماری، ہمارے احباب کی، ہمارے تمام مشائخ کی اور جن حضرات نے ہمیں نیک نصیحت کی اور جو بھی اس کے نبی اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا، سب کی مغفرت فرمائے بے شک وہ بہت بخشنے والا مہربان ہے۔

و اٰخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العٰلمین وصلی اللّٰہ علٰی سیدنا محمد وعلٰی اٰلہٖ وجمیع اخوانہ المرسلین۔

سترہواں لطیفہ

اور درود وسلام کے فضائل میں سے جو میں نے دیکھے ہیں ایک یہ ہے کہ ایک شب میں پچھلے پہر بیدار ہوا اور جسقدر ہمت تھی نماز ادا کی اور دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر طلوعِ فجر کا انتظار کرنے لگا، مجھے اونگھ آگئی دیکھتا کیا ہوں کہ لوگ میرے آس پاس سے چلتے جا رہے ہیں، میں بھی ان کے ہمراہ چل پڑا، میں ان میں سے ایک کم عمر نوجوان کے پاس جا پہنچا چونکہ میرا ہم عمر تھا لہذا مجھے بہت اچھا لگا، میں جلد جلد اس نوجوان کے پاس پہنچا تاکہ اس سے دریافت کروں کہ یہ لوگ کون ہیں؟ میں نے نوجوان کو اللہ کریم اور نبی رحیم کا واسطہ دیکر پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟ اس نے کہا ہم مسلمان جنوں کی ایک

جماعت ہیں اور جن عبادت گزاروں کی زیارت کے لئے جنت سے آئے ہیں، یہ بات اس نے اپنے ساتھیوں سے الگ ہو کر آہستہ سے بتائی۔

میں نے اسے خدا و ایک لاکھ چوبیس ہزار رسولوں کی قسم دیکر پوچھا کہ تم لوگ کون ہو؟ اب اس نے مجھے اتنی بلند آواز سے بتایا کہ وہاں سے چلنے والوں نے بھی سنا کہ ہم جن مسلمانوں کی ایک جماعت ہیں، پھر ہم چل پڑے یہاں تک کہ ایک اجنبی شہر میں جا پہنچے پھر ہم شہر میں داخل ہو گئے۔ اس نے مجھے قسم دے کر کہا ہمارے گھر چلو تاکہ میری والدہ آپ سے ملاقات کر سکے، اس کے قسم دینے پر میں آمادہ ہو گیا، ہم سب ان کے گھر میں داخل ہو گئے، اس نے اپنی والدہ سے کہا ماں جی! یہ احمد بن ثابت ہیں، میں نے انہیں سلام کیا اور پوچھا جناب! آپ کو کیسے معلوم ہو گیا کہ میں احمد بن ثابت ہوں؟ وہ بولا، اس وقت سے جب سے تم نے رسول اللہ پر درود و سلام نظم کیا ہے، میں نے محترمہ سے پوچھا کیا آپ کسی ولی اللہ کو جانتے ہیں؟ کیا اس سے آپ کا معاملہ ہے؟ کیا آپ اس کی خدمت کرتے ہیں؟ اس نے کہا ہم تو صرف سیدی محمد السعدی عمارہ عروس والوں کو جانتے ہیں، میں نے کہا سبحان اللہ! کیا سیدی محمد السعدی کے بغیر کوئی ولی اللہ نہیں؟ کہا ہم اسی شخص کو جانتے ہیں، یہ شخص تم سے پوشیدہ ہے مگر ہم پر ظاہر ہے۔ پھر میرا ہاتھ پکڑ کر اس کے پاس لیجایا گیا، یہ نیک بخت وہی صاحب تھے جن کی زیارت کے لئے ہم آئے تھے، میں نے دیکھا کہ وہ ایک جماعت کے ہمراہ بلند مقام پر بیٹھے ذکر خدا اور درود مصطفٰی میں مصروف ہیں اور کہہ رہے ہیں یا سید البشر! بخدا آپ کے چہرہ اقدس سے نورانی، نہ کبھی سورج طلوع ہوا، نہ چاند، جب مجھے دیکھا تو کھڑے ہو گئے، میرا ہاتھ پکڑا، مجھے سلام کیا اور اپنے پہلو میں بٹھا دیا، تمام لوگ خاموش ہو گئے، انہوں نے اہل مجلس کی طرف دیکھا اور فرمایا، جو کوئی انکی مجلس کرنا چاہے یہ ہیں احمد بن ثابت! چنانچہ تمام اہل مجلس میری

بینوائی کو اٹھے، میں نے کہا یا سیدی! میں خدا اور مصطفےٰ کے نام پر آپ سے سوال کرتا ہوں کہ آپ کو کیسے پتہ چل گیا کہ میں احمد بن ثابت ہوں؟ شاید وہ کوئی اور ہوں، کہا تمہارا چہرہ بتلا رہا ہے کہ احمد بن ثابت تم ہی ہو۔ میں نے کہا میں بندۂ خدا احمد بن ثابت ہوں، پھر میں نے کہا میں آپ کو خدائے بزرگ و برتر اور اس کے نبی معظم کا واسطہ دیکر سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھے کب سے پہچانتے ہیں؟ حالانکہ میں آپ کو نہیں پہچانتا، فرمایا میں تمہیں اس وقت سے پہچانتا ہوں جب سے تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام نظم کیا ہے پس جو خیر تیرے لئے اللہ کے ہاں مقرر ہو چکی ہے اس پر تمہیں مبارک ہو اور مت ڈرو!

میں نے ان سے کہا یا سیدی! میں آپ سے خدائے بزرگ و برتر اور اس کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ آپ کا نام کیا ہے اور آپ کا نسب کیا ہے؟ فرمایا، میرا نام ہے بندۂ خدا خضر بن محمد، شہر واق واق کا باشندہ ہوں اور یہاں باغات دیکھنے آیا ہوں۔

اب اس نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھنے کی تاکید شروع کر دی اور اس میں بہت بھلائی کی بشارت سنائی، میں اللہ تعالےٰ سے مزید فضل کا سوال کرتا ہوں، وہی توفیق بخشنے والا ہے نہ اس کے سوا کوئی رب ہے نہ معبود۔

پھر وہ صبح کی اذان دینے کھڑا ہوا جب اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ پر پہنچا تو ان الفاظ کی بجائے یہ الفاظ کہے۔ اَلْعِبَادَۃُ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَہَّارِ (عبادت صرف ایک زبردست اللہ کے لئے ہے) پھر میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا، اٹھو اور نماز فجر ادا کرو، میں دیوار کی ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا اور میں نے اپنے ساتھی سے بات کی وہ پہلے ہی نماز فجر کے انتظار میں تھا، اس نے کہا بادل کا پردہ ہے، پھر کہا، اب بادل کا پردہ ختم ہو گیا ہے اور صبح طلوع ہو چکی ہے، میں نے وضو کیا اور نماز ادا کی

پس تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو میرے علم میں ہیں اور وہ بھی جن کو میں نہیں جانتا۔ وصلی اللہ علٰی سیدنا محمد وعلٰی آلہٖ وصحبہٖ وسلم تسلیمًا۔

یا اللہ! ہم پر بھی کرم فرما جیسے تو نے اپنے اولیاء پر احسان فرمایا اور ہم پر رحم فرما جیسے تو نے اپنے اصفیاء پر رحم فرمایا بے شک تو ہی توفیق کا مالک ہے، نہ تیرے بغیر کوئی رب ہے نہ معبود۔

اٹھارہواں لطیفہ | یہ مشاہدہ نیند میں نہیں بیداری کا ہے!

درود وسلام کے فضائل میں سے جو کچھ میں نے دیکھا ہے اس میں ایک یہ بھی ہے کہ میں ایک گوشہ میں بیٹھا تھا کہ میرے پاس ایک شخص آیا اور مجھے یہ کہہ کر امتحان میں ڈال دیا کہ میں فقیر ہوں اور غمزدہ ہوں اور ہاتھ جوڑ کر مجھ سے اپنی اصلاحِ حال کی درخواست کرنے لگا میں نے اسے پکڑا اور تحقیق کے بعد اس بات میں سنجیدہ پایا اور اصلاحِ حال کر دی، جب وہ مجھ سے رخصت ہو گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص میری طرف اشارہ کر کے کہہ رہا ہے تمہاری اصلاح سے اس کو کچھ فائدہ نہ ہو گا اور خود تیری جان خطرے میں ہے، میں دو نمازوں کے درمیانی وقفہ میں رُکا رہا، پھر وہ شخص میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا، اللہ کی بارگاہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدی خالد مکی کا وسیلہ پیش کرو۔

میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کر کے دعا کرتا اور کئی رات تک فریاد کرتا رہا، پھر میں بعض صالحین کی زیارت کو چل پڑا، نمازِ مغرب کے وقت میں ان کے گھر کے قریب پہنچ گیا، میں نماز پڑھ کر اس مکان میں داخل ہو گیا دیکھتا کیا ہوں کہ بہت سے لوگ میری طرف آرہے ہیں میں ان کے درمیان گھر گیا، پھر چشم زدن میں میرے اور ان کے درمیان دیوار حائل ہو گئی، میری طبیعت

بہت خراب ہوگئی بہر حال مَیں نماز میں مشغول رہا اور نماز نہ توڑی۔

کیا دیکھتا ہوں کہ سید الاولین والآخرین[1]، رسول رب العالمین، قائد الغر المحجلین[2] سیدنا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں، حضور نے میرا ہاتھ پکڑا اور حلقہ میں داخل فرمالیا اور فرمایا میں لوگوں کا شفیع ہوں، میں ڈر کے مارے خاموش رہا اور میں نے نماز مکمل کرلی۔

یہ میرا مشاہدہ حالت بیداری کا ہے خواب نہیں، جب مَیں نماز سے فارغ ہوا تو اس بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا جن کی زیارت کرچکا تھا، فرمایا دیوار تمہارے درمیان رکاوٹ ہے، مَیں نے عرض کیا حضور! جب تک میں نے مشاہدہ کیا ہے وہ تو آپ تک وصال ہوچکا لیکن اب سامنے یہ دیوار حائل ہوگئی ہے پس انہوں نے لمحہ بھر اپنا سر جھکا لیا پھر سر اٹھایا اور فرمایا، زین الحرام نے تمہیں جدا کیا تھا اب تمہیں حلقہ میں داخل کرلیا ہے لہٰذا اس پر اللہ تعالٰے کا شکر ادا کرو، یہ مشاہدہ بھی محض اللہ تعالٰی کی کرم نوازی ہے حالانکہ ہمارے احوال اس سے قاصر ہیں ورنہ ہم تو اس قابل نہ تھے کہ سرکار کی دولت دیدار سے خواب میں بھی مالامال ہوتے لیکن یہ محض اللہ تعالٰے کا فضل و کرم ہے جس پر چاہے کردے ہم اس انعام پر اس کا شکر بجالاتے ہیں اور ہم اس کے فضل و کرم سے مزید ترقی کے خواستگار ہیں، جیسے بھی پسند فرمائے ہمارا رب! اور جس پر راضی ہو اپنے فضل واحسان سے۔

انیسواں لطیفہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کے فضائل میں یا سے جو میں نے دیکھے ہیں ایک یہ ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا مَیں دوزخ میں داخل ہوا ہوں، "اللہ تعالٰے مجھے اور آپ کو اس

---

[1] پہلوں پچھلوں کے سردار۔ [2] چمکتی پیشانی والوں کے رہنما۔

سے بچائے"۔ اس وقت میں درود و سلام پڑھ رہا ہوں پس آگ نے مجھے کوئی تکلیف نہ دی، وہاں مجھے ایک عورت ملی جس کا خاوند میرا دوست تھا اس عورت نے مجھے کہا یا سیدی احمد! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کا فلاں دوست اور اس کی بیوی دوزخ میں ہیں؟ مجھے اس بات نے مغموم کر دیا، میں اس کے گھر میں داخل ہوگیا دیکھتا کیا ہوں کہ تانبے کی ایک ہانڈی ہے، عورت نے مجھے بتایا کہ یہ اس کے پینے کا پانی ہے، میں نے کہا یہ اسکو کیسے ملی؟ اور یہ خوراک اس کے لئے کیونکر مقرر ہوئی؟ کیونکہ بظاہر یہ شخص نیک معلوم ہوتا تھا۔ اس نے کہا اس شخص نے حلال و حرام ذرائع سے مال جمع کر لیا تھا، یہ اس کا پھل ہے۔

میں نے جہنم میں آگ کی خندقیں دیکھیں اور کئی وادیاں، اللہ تعالےٰ ہمیں اپنے فضل و کرم سے بچائے آمین!

پھر میں ہوا میں بلند ہوگیا یہاں تک کہ آسمان تک جا پہنچا، میں نے فرشتوں کی تسبیح و تقدیس و توحید کی آوازیں سنیں، میں نے ایک کہنے والے کو کہتے سنا، نیکی کی مبارک ہو تم نیکو کاروں میں سے ہوا یا کوئی اور الفاظ تھے، بہرحال مفہوم یہی تھا۔

پھر میں زمین کی طرف اسی مقام پر اتر گیا جہاں پہلے تھا، ناگاہ میں نے دیکھا کہ وہی عورت میرے سامنے ہے اور دروازہ کھلا ہے اور اس کا خاوند باہر نکل گیا ہے اس نے یہ بھی کہا کہ اللہ تعالےٰ نے ہم کو تیرے ذریعہ اور رسول اللہ پر درود و سلام پڑھنے کے سبب بچا لیا ہے، پھر میں ایک ایسی جگہ جا داخل ہوا جس سے بڑھ کر خوبصورت کسی دیکھنے والے نے نہ دیکھی ہوگی اس میں ایک بڑا اور خوبصورت کمرہ ہے جس میں ایک حسین، و جمیل عورت ہے کہ اس جیسی حسین عورت کسی نے نہ دیکھی ہوگی، یہ عورت وہاں بیٹھی ایسا آٹا گوندھ رہی ہے جو برف

سے زیادہ سفید ہے، میں نے آٹے میں ایک لمبا بال دیکھا مجھے یہ بات بری معلوم ہوئی، میں نے عورت سے کہا اللہ تجھ پر رحم کرے تو نے آٹا خراب کر دیا ہے، بال نکال دے! اس نے کہا مجھے اس پر قدرت نہیں، تمہیں ہے اور اس کا اختیار تیرے ہاتھ ہے اور یہ دراصل وہ حبِّ دنیا ہے جو تیرے دل میں رہ گئی ہے، چاہو تو اسے نکال باہر کرو اور چاہو تو رہنے دو، یہ بات سن کر میں ہوش میں آگیا۔

یہ ہے اسکی آخری بات! ہاں ایک بات رہ گئی کہ ایک مرد نے مجھے کہا اے احمد بن ثابت! تمہارا وہ ماموں جو ہر وقت تم سے حسنِ عاقبت کا سوال کرتا رہتا ہے وہ اولیاء اللہ میں سے ہے لیکن اللہ نے اس کا معاملہ قیامت تک پوشیدہ رکھ رکھا ہے۔ میں جاگ اٹھا اور اس وقت میں بہت خوش تھا کہ اللہ تعالےٰ نے کیا کیا کچھ مجھے دکھا دیا ہاں! بال والی بات نے مجھے مغموم کر دیا تھا واللہ اعلم!

یہ ہے میرا آخری مشاہدہ، سیدی احمد بن ثابت مغربی رضی اللہ عنہ اللہ ان کی برکتوں سے ہمیں نفع مند فرمائے اور ہمیں بھی وہ نتائج و فوائد نصیب فرمائے جو حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الرسل پر صلاۃ وسلام کے عوض ان کو نصیب فرمائے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلےٰ آلہ وصحبہ الائمۃ الاعلام۔

بیسواں لطیفہ

امام علامہ ابو عبداللہ بن النعمان نے اپنی کتاب مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام فی الیقظۃ والمنام میں فرمایا:-

علماء کی اتنی بڑی جماعت مختلف اوقات میں بحالتِ خواب اچھی حالت میں دیکھی گئی جس کا شمار نہیں ہوسکتا جب ان سے اس خوشحالی کا سبب

پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ اس کا سبب، یہ ہے کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود و سلام پڑھا کرتے تھے۔

اکیسواں لطیفہ ۲۱

عبد اللہ بن عبد الحکم کہتے ہیں، میں نے امام شافعی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا، میں نے ان سے پوچھا آپ سے اللہ تعالیٰ نے کیا کیا؟ فرمایا مجھ پر رحم فرمایا اور مجھے بخش دیا اور جنت میں میری ایسی آؤ بھگت فرمائی گئی جیسے دلہن کی آمد پر آؤ بھگت کی جاتی ہے اور مجھ پر ایسی رحمتیں نچھاور کی گئیں جیسے دلہن پر طرح طرح کی نعمتیں نچھاور کی جاتی ہیں، میں نے عرض کیا آپ اس مقام پر کس سبب سے پہنچے؟ تو ایک کہنے والے نے کہا، یہ تجھے وہی جواب دیں گے جو انہوں نے اپنی کتاب الرسالۃ من الصلوٰۃ علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھا ہے، میں نے کہا وہ کیسے؟ کہا انہوں نے یوں کہا ہے

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَعَدَدَ مَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغٰفِلُوْنَ ۔

"اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنی مرتبہ رحمت نازل فرمائے جتنی مرتبہ ذکر کرنے والے اس کا ذکر کریں اور اتنی مرتبہ جتنی مرتبہ اس کے ذکر سے غافل غفلت برتیں۔"

"فرمایا صبح اٹھ کر میں نے الرسالۃ کو دیکھا، معاملہ ویسا ہی تھا جیسا میں نے دیکھا تھا۔"

اس کو النمیری، ابن بشکوال اور ابن مسدی نے طحاوی کے طریق سے روایت کیا، یہ قول کتاب مصباح الظلام میں ہے۔

بائیسواں لطیفہ ۲۲

البردان نے اپنی کتاب المنامات اور اسی طرح ابن مسدی نے بطریق المزلی یہ روایت نقل کی ہے کہ

میں نے امام شافعی کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا، میں نے ان سے کہا، اللہ نے آپ سے کیا کیا؟ فرمایا اللہ نے اس درود کے بدلے جو میں نے الرسالہ میں نقل کیا ہے مجھے بخش دیا اور وہ یہ ہے:۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغٰفِلُوْنَ ۔

"الٰہی! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرما جب بھی ذکر کرنے والے ان کا ذکر کریں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرما جب بھی غافل ان کے ذکر سے غفلت برتیں۔"

تیئیسواں لطیفہ ۲۳

بیہقی نے المناقب میں بطریق محمد بن حمدان الطرائفی عن ابی عبداللہ الدینوری روایت نقل کی، میں نے ابوالحسن الشافعی کو کہتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! امام شافعی نے اپنی کتاب الرسالہ میں یہ درود شریف لکھا ہے:۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغٰفِلُوْنَ ۔

حضور! ان کو اس کی کیا جزا ملی؟ فرمایا اس کو میری یہ جزا ملی ہے کہ اسکو حساب کے لئے نہیں کھڑا کیا جائے گا۔

چوبیسواں لطیفہ ۲۴

الرشید العطار نے یہ روایت ذکر کی ہے اور النمیری نے اپنی ترغیب میں اس کو مسند بنایا اور ابوالیمن بن عساکر نے اپنی جانب سے سعد الزنجانی تک اس کی سند بیان کی کہا کہ مصر میں ہمارے پاس ایک زاہد شخص بنام ابوسعید الخیاط رہا کرتا تھا وہ لوگوں سے خلا ملا نہیں

رکھا کرتا تھا، نہ ہی محفلوں میں حاضر ہوتا، پھر اچانک اس نے ابن رشیق کی مجلس میں ہمیشہ بلاناغہ آنا شروع کر دیا اس پر لوگوں کو تعجب ہوا اور انہوں نے اس سے اس کی وجہ پوچھی، وہ بولا میں نے خواب میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو حضور نے فرمایا اس (ابن رشیق) کی مجلس میں حاضر ہوا کرو کہ اس محفل میں مجھ پر بکثرت صلوٰۃ وسلام بھیجا جاتا ہے۔

پچیسواں لطیفہ جب ابوالعباس احمد بن منصور فوت ہوئے تو ان کو اہل شیراز میں سے ایک شخص نے اپنی جامع مسجد کے پاس کھڑے دیکھا حلہ پہنے اور سر پر جواہر سے مرصع تاج رکھے ہوئے۔ پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا؟ فرمایا مجھے بخش دیا، مجھے عزت دی اور مجھے جنت میں داخل فرمایا، کہا کس سبب سے؟ فرمایا میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کثرت سے پڑھا کرتا تھا۔

اس کو النمیری اور ابن بشکوال نے روایت کیا۔

چھبیسواں لطیفہ ایک صوفی نے بیان کیا کہ میں نے مسطح نامی ایک شخص کو وفات کے بعد دیکھا، یہ صاحب زندگی میں دیوانے سمجھے جاتے تھے، میں نے کہا اللہ نے تم سے کیا سلوک کیا۔ کہا خدا نے مجھے بخش دیا، میں نے پوچھا کس وجہ سے؟ کہا میں نے بعض محدثین سے ایک سند حدیث لکھوائی، شیخ نے نبی علیہ السلام پر درود پڑھا میں نے بھی ان کے ساتھ ساتھ درود وسلام پڑھا اور میں نے درود وسلام بآواز بلند پڑھا کہ اہل مجلس نے سنا، پھر انہوں نے بھی درود وسلام پڑھا پس اس دن ہم سب کی مغفرت فرما دی گئی۔

اس کو ابن بشکوال نے روایت کیا۔

ستائیسواں لطیفہ ۲۷

ابوالحسن بغدادی دارمی نے ابوعبداللہ بن حامد کو موت کے بعد مقامِ الغصیبیہ کے نواح میں بارہا خواب میں دیکھا اور پوچھا، اللہ تعالےٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا؟ فرمایا مجھے اللہ نے بخش دیا اور رحم فرمایا۔ دارمی نے اس سے کوئی ایسا عمل دریافت کیا جس کے ذریعہ جنت میں داخل ہونا نصیب ہو۔ انہوں نے کہا، ایک ہزار رکعات نفل ادا کرو اہر رکعت میں ایک ہزار مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھو۔ انہوں نے کہا مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا تو انہوں نے کہا محمد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر رات ہزار مرتبہ درود وسلام پڑھ لیا کرو۔ دارمی نے ذکر کیا کہ وہ اس پر ہر رات ہمیشہ عمل کرتے تھے۔

اس کو ابوالقاسم بن بشکوال نے روایت کیا۔

اٹھائیسواں لطیفہ ۲۸

ایک شخص نے ابوحفص السکاغدی کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا وہ بہت بڑا سردار تھا پوچھا اللہ نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟ کہا اللہ نے مجھ پر رحم وکرم فرمایا اور بخش دیا اور جنت میں داخل فرمایا، پوچھا گیا کس عمل پر؟ کہا جب میں اللہ تعالےٰ کے سامنے کھڑا ہوا تو اس نے فرشتوں کو حکم دیا کہ میرا حساب کریں، انہوں نے میرے گناہوں کا بھی حساب کیا اور میرے درود وسلام کا بھی تو درود شریف زیادہ نکلا تو اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا اے میرے فرشتو اس کا فی ہے باقی حساب رہنے دو اور اسے جنت کی طرف لے جاؤ۔

اس کو ابن بشکوال نے روایت کیا۔

انتیسواں لطیفہ ۲۹

ایک نیک بندے نے خواب میں کوئی قبیح شکل دیکھی تو کہا تو کون؟ اس نے جواب دیا، میں تیرا عملِ قبیح کہا تجھ سے نجات کیسے مل سکتی ہے؟ کہا محمد مصطفٰے علیہ التحیۃ والثنا پر کثرت سے

درود وسلام پڑھنے سے۔

۳۰ تیسواں لطیفہ

ابن سعد سمعانی نے کہا میں نے ابو جعفر محمد بن ابو علی الحافظ کی تحریر ہمدان میں پڑھی، فرمایا میں نے شیخ صالح حسین بن احمد الکواز البسطامی کو فرماتے سنا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ میں ابو صالح مؤذن کو خواب میں دیکھنا چاہتا ہوں، پس میں نے ایک شب ان کو اچھی حالت میں دیکھا میں نے اس سے کہا ابو صالح! کچھ اپنی آپ بیتی تو سناؤ! وہ بولے، ابو حسن! اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے صلوٰۃ و سلام نہ پڑھتا تو ہلاک ہونیوالوں میں سے تھا، میں نے کہا، دیدو لقا رب کے کس درجے پر ہو؟ کہا ہائے افسوس! ہم لوگ دیدو لقا کے بغیر ہی راضی ہو گئے، پس میں بیدار ہو گیا اور مجھ پر گریہ طاری ہو گیا۔

۳۱ اکتیسواں لطیفہ

شبلی فرماتے ہیں میرا ایک پڑوسی فوت ہو گیا، میں نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟ بولا شبلی صاحب! مجھ پر کئی صدمے آئے، ایک یہ کہ جب قبر میں دو فرشتے مجھ سے سوال کرنے آئے تو مجھ پر کپکپی طاری ہو گئی، میں نے دل میں کہا یہ مصیبت مجھ پر کہاں سے آ گئی؟ کیا میں اسلام پر نہیں مرا؟ پس مجھے آواز دی گئی کہ یہ سزا ہے تیرے زبان سے مہمل کلمات بولنے کی۔

پھر جب دونوں فرشتوں نے میرا (سزا دینے کا) ارادہ کیا تو میرے اور ان کے درمیان ایک خوبصورت شخص حائل ہو گیا جس کے جسم سے خوشبو آ رہی تھی، اس نے مجھے جواب سکھایا، میں نے جواب یاد کر لیا، میں نے اس سے کہا اللہ تم پر رحم فرمائے تم کون ہو؟ کہا مجھے تیرے کثرت سے درود و سلام پڑھنے کے بدولت پیدا کیا گیا ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ ہر مشکل میں تمہاری مدد کروں۔

اس کو ابن بشکوال نے ذکر کیا۔

بتیسواں لطیفہ ۳۲

ابو سعید قرشی نے کتاب شفاء الاسقام میں حکایت مذکورہ بالا ذکر کرنے کے بعد کہا، میں کہتا ہوں اسی لئے مجھے یمن میں ۸۲۱ھ کو یہ واقعہ پیش آیا کہ میں سلطان ناصر، اللہ ان کی مدد فرمائے، کے محل میں ابن سید الناس الیعمری رحمہ اللہ کی سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر لکھی ہوئی کتاب العیون الاثر فی المغازی والسیر لکھ رہا تھا، یہ کتاب دو ضخیم جلدوں میں تھی کملاً نسخہ اور فقیری خط میں لکھی تھی، پس بادشاہ سلامت نے، اللہ انکی مدد فرمائے، یہ چاہا کہ میں خطِ منسوب میں ایک ہی جلد میں اس کو مرتب کر دوں جس میں اعراب بھی ہوں اور اس کے ابواب سنہری پانی سے لکھے جائیں، اس کے نقطے لاجورد سے بنائے جائیں، اور فصیح عراقی عربی میں اس پر حواشی لکھے جائیں۔

یہ سب محبتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بنا پر تھا پس میں نے حسبِ ارشاد اسی اسلوب پر اسکی کتابت شروع کر دی، دورانِ کتابت اصل نسخہ میں لفظِ نبی و رسول کے ساتھ بجائے صلی اللہ علیہ وسلم لفظِ صلعم لکھا تھا، کاتب کی یہ حرکت مجھے ناگوار گزری اور میں ہر جگہ اسم گرامی کے ساتھ پورے پندرہ حروف میں لفظ صلی اللہ علیہ وسلم لکھتا چلا گیا کیونکہ اسی میں مکمل برکت تھی اور میں اپنے دل میں اپنے آپ سے کہا کرتا، اگر شروع سے آخر تک اسی نہج پر چلتا رہا تو یقیناً مجھے صدقاتِ مقبولہ سے بڑھ کر نعمتِ عظیمہ محمدیہ عطا ہوگی۔

جب نسخہ مکمل ہوگیا اور میں نے مکہ مکرمہ کے سفر کا عزم کیا تو مقام زبید، اللہ اس کی مدد کرے، کے ہاتھ میں ایک رقعہ پہنچا جو میرے متعلق تھا اور لکھنے والے کا مقصد یہ تھا کہ میری طرف سے بادشاہ کبیدہ خاطر ہو جائے پھر جب میں بادشاہ کے حضور پہنچا تو رقعہ والی بات چل پڑی اور لوگوں میں خوب پھیلی، میں نے اس خوف

وہ اس میں رات گزار دی، میں نے کہا: سیدی یا رسول اللہ! میرے تو سان وگمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ آپ پر مکمل صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا یہ صلہ ملے گا کہ میں حیران ہوا مصیبت کا نشانہ بنوں گا، یہ اور اسی طرح کی التجائیں کرتا رہا یہاں تک کہ سپیدۂ سحر نمودار ہوا اور دن چڑھ آیا۔

حکام جمع ہوئے اور ان کے ہمراہ بڑے بڑے تاجر، قاضی، علماء اور دیگر دانشور بھی شریک محفل ہوئے زبانِ حال نے آیہ کریمہ۔

ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوعٌ لَّهُ النَّاسُ وَ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُودٌ ۝

"یہ دن ہے لوگوں کے جمع ہونے کا اور یہ ہے دن ان کی حاضری کا"

تلاوت کی، پھر مجلسِ مبارک کا افتتاح ہوا اور تلاوتِ قرآن کریم کی گئی، میں نے دیکھا کہ محفل میں بحمدہٖ تعالیٰ سرحدوں کے محافظ اور نائبین موجود ہیں اللہ ان کو سلامت رکھے اور یہ تمام لوگ اس رقعہ پر غور کر رہے ہیں ان کا موقف یہ ہے کہ فلاں شخص (یعنی میں) اگر اعتراف کرے کہ یہ رقعہ اسی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے تو اس سے کہو کہ ہمیں اس کا پتہ چل گیا ہے اور جو مضمون اس میں ہے ہم اس کو بھی سمجھ گئے ہیں اور ہم نے اسے معاف کیا اور ہم نے اس کو بری الذمہ قرار دیا اور اسی وقت خزانچی کو بلاؤ کہ وہ اسے زادِ راہ کے طور پر ایک ہزار دینار دے اور وہ ہمارے پاس یہ رقم لئے بغیر نہ آئے، ہم لوگوں کے سامنے اس کو یہ صلہ دینا چاہتے ہیں تاکہ جب یہ شخص ہمارے پاس سے جائے تو خوشدلی، ٹھنڈی آنکھیں اور فراخ سینہ لے کر جائے، یہ سب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کی خاطر ہے جس کو ہم سے محبت ہے وہ اس کی عزت کرے۔ والسلام!

اب میرا دل خوش ہوا، آنکھ ٹھنڈی ہو گئی اور چہرے پر رونق آگئی، سب لوگ مجھے کہتے کہ یہ سب کچھ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ہے، اب مجھے پتہ چلا

کہ اللہ تعالٰے نے میرے گمان کو نامراد نہیں کیا اور مجھے اللہ کے کرم سے امید ہے کہ وہ ہمیشہ مجھے عزت، طاقت، مدد اور فتحمندی سے ہمکنار فرمائے گا بوسیلہ مولانا وسیدنا سلطان العٰلمین، صاحبِ عزت، بادشاہ ناصر احمد بن اسماعیل بن العباس اور دعا ہے کہ اللہ تعالٰے دنیا و آخرت میں اس کی دستگیری فرمائے بلاشبہ یہ اسی کا فرمان ہے:-

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۔

"بیشک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو پرہیزگار ہیں اور جو نیکوکار ہیں"۔

تینتیسواں لطیفہ

قطب حلبی کہتے ہیں میں نے ابواسحاق ابراہیم بن علی بن عطیہ کو دیکھا اور انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کی شفاعت چاہتا ہوں، فرمایا مجھ پر کثرت سے درود وسلام بھیجا کرو۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

چونتیسواں لطیفہ

ابواسحاق عمر بن الحسین سمرقندی نے اپنی کتاب رونق المجالس میں بیان کیا ہے کہ بلخ شہر میں ایک مالدار تاجر رہتا تھا اس کے دو بیٹے تھے وہ تاجر مر گیا اور اس کے دونوں بیٹوں نے اس کا مال آپس میں نصف نصف تقسیم کر لیا، ان کے باپ کے ترکہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تین بال مبارک بھی تھے، دونوں نے ایک ایک بال لے لیا اور ایک بال رہ گیا، بڑے بھائی نے کہا، ہم بال توڑ کر نصف نصف کر لیتے ہیں دوسرے نے کہا نہیں بخدا! ایسا نہیں ہو سکتا، نبیِ کریم کا بال مبارک تقسیم نہیں کیا جا سکتا یہ آپ کی عظمت کے خلاف ہے۔

اب بڑے بھائی نے چھوٹے سے کہا کہ باپ کے ترکہ میں سے تم یہ تینوں

بال مبارک لے لو اور باقی سارا سامان دے دو، چھوٹے نے کہا، مجھے یہ پسند ہے اب بڑے بھائی نے تو سارا مال سمیٹا اور چھوٹے بھائی نے تینوں بال مبارک حاصل کر لئے یہ تینوں بال مبارک اس نے اپنی جیب میں رکھ لئے۔

اب وہ ان کو نکالتا، ان کی زیارت کرتا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھتا اور پھر جیب میں رکھ لیتا، جب کچھ عرصہ گزرا تو بڑے بھائی کا سارا مال و متاع ختم ہو گیا اور چھوٹے بھائی کی دولت بڑھ گئی، چھوٹا بھائی کچھ عرصہ زندہ رہ کر فوت ہو گیا، ایک مردِ صالح نے اسے خواب میں دیکھا اور اس کے ہمراہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دیکھا، حضور علیہ السلام نے فرمایا لوگوں سے کہہ دو جس کو اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت ہو تو وہ اسکی قبر پر آئے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت براری کا سوال کرے پس لوگ اسکی قبر پر آنے لگے اب یہ حال تھا کہ جو سوار اس کی قبر کے پاس سے آتا، سواری سے اتر جاتا اور پیدل گزرتا۔

بتیسواں لطیفہ ابو عبد اللہ قسطلانی نے بیان کیا انہوں نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اپنے فقر و فاقہ کی شکایت کی، فرمایا یوں پڑھا کرو:۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّهَبْ لَنَا اَللّٰهُمَّ مِنْ رِّزْقِكَ الْحَلَالِ الطَّيِّبِ الْمُبَارَكِ مَا تَصُوْنُ بِهٖ وُجُوْهَنَا عَنِ التَّعَرُّضِ لِاَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ وَاجْعَلْ لَّنَا اَللّٰهُمَّ اِلَيْهِ طَرِيْقًا سَهْلًا مِّنْ غَيْرِ تَعَبٍ وَّلَا نَصَبٍ وَّلَا مِنَّةٍ وَّلَا تَبِعَةٍ

وَ جَنِّبْنَا اَللّٰھُمَّ الْحَرَامَ حَیْثُ کَانَ
وَ اَیْنَ کَانَ وَ عِنْدَ مَنْ کَانَ وَ
حُلْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ اَھْلِہٖ وَاقْبِضْ عَنَّا
اَیْدِیَھُمْ وَاصْرِفْ عَنَّا قُلُوْبَھُمْ
حَتّٰی لَا نَتَقَلَّبَ اِلَّا فِیْمَا یُرْضِیْکَ
وَلَا نَسْتَعِیْنُ بِنِعْمَتِکَ اِلَّا عَلٰی مَا تُحِبُّ
یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

ترجمہ:۔ "الٰہی! محمد اور ان کی آل پر درود بھیج اور ہم کو اپنے حلال، صاف ستھرے بابرکت رزق سے عطا فرما جس سے تو ہمیں کسی مخلوق کے آگے دستِ سوال دراز کرنے کی ذلت سے بچائے اور الٰہی! ہمارے لئے رزقِ حلال کے حصول کی طرف آسان راستہ بتا دے جس میں (حد درجہ) محنت و مشقت بھی نہ ہو اور کسی کا احسان اور پیچھا کرنا بھی نہ ہو اور الٰہی! ہمیں حرام سے بچا جہاں کہیں ہو جس کے پاس ہو اور ہمارے اور حرام خوروں کے درمیان رابطہ ختم فرما دے اور ان کے ہاتھ ہم سے روک دے اور ان کے دل ہم سے پھیر دے یہاں تک کہ ہم صرف اس چیز کی طرف رخ کریں جس میں تیری رضا ہو اور تیری نعمت سے صرف اس مقصد کے حصول پر مدد مانگیں جو تجھے پسند ہو اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے"۔

چھتیسواں لطیفہ

۳۶ ایک عورت حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا اے شیخ! میری بچی فوت ہو گئی ہے اور میں چاہتی ہوں کہ اسے خواب میں دیکھوں حسن بصری نے اس سے

فرمایا، چار رکعت نماز پڑھو اور ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورۃ فاتحہ، ایک مرتبہ سورۃ اَلْھٰکُم التکاثر پڑھو اور یہ نماز عشاء کے بعد پڑھنا، پھر لیٹ جاؤ اور سوتے وقت تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتی رہو۔

اس نے ایسا ہی کیا پس اس نے خواب میں اس بچی کو عذاب و عقوبت میں گرفتار دیکھا اس پر تارکول کا لباس تھا، ہاتھ جکڑے ہوئے اور پاؤں میں آتشیں بیڑیاں، جب وہ بیدار ہوئی تو حضرت حسن بصری کی خدمت میں آئی اور تمام واقعہ عرض کر دیا فرمایا، کوئی صدقہ کرو شاید اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دے، رات کو حسن بصری سوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ گویا جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں ہیں، ایک تخت بچھا ہوا ہے اس پر ایک حسین و جمیل لڑکی ہے جس کے سر پر نور کا تاج ہے۔ کہنے لگی حسن! مجھے پہچانتے ہو؟ حسن بصری نے کہا نہیں! کیا میں اسی عورت کی لڑکی ہوں جسے آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کا حکم دیا تھا؟ حسن نے کہا تیری ماں نے تو تیری کچھ اور ہی حالت بتائی تھی جو ایسی نہ تھی، لڑکی نے کہا میری حالت ایسی ہی تھی جیسی اس نے آپ کو بتائی تھی، حسن نے فرمایا پھر تو اس درجہ تک کیسے پہنچی؟ وہ بولی جیسا میری والدہ نے تم سے بیان کیا ہے ہم ستر ہزار اشخاص سزا بھگت رہے تھے تو ایک مرد صالح کا ہماری قبروں پر گزر ہوا، اس نے نبی علیہ السلام پر ایک بار درود شریف پڑھا اور اس کا ثواب ہم کو ایصال کر دیا پس اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول فرمایا اور ہم سب کو اس عذاب سے آزاد فرما دیا اور مجھے وہ مرتبہ میسر ہوا جو تم دیکھ رہے ہو۔ اس کو قرطبی نے تذکرہ میں ذکر کیا۔

سینتیسواں لطیفہ

محمد بن سعید بن مطرف نے جو ایک مرد صالح تھے خبر دی ہے کہ میں نے اپنے اوپر یہ لازم کر رکھا تھا کہ جب بھی رات کو سونے کے لئے بستر پر آتا تو ایک معلوم و متعین تعداد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

پر درود شریف پڑھتا، ایک رات کو ایسا ہوا کہ مَیں نے معین تعداد مکمل کر لی تو آنکھوں پر نیند کا غلبہ ہو گیا، مَیں اس وقت ایک کمرے میں تھا خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم میرے اس کمرے میں جلوہ افروز ہیں، کمرہ نور سے جگمگا رہا ہے، پھر سرکار میرے قریب تشریف لائے اور فرمایا یہ منہ میرے قریب لاؤ جو مجھ پر کثرت سے درود وسلام پڑھتا رہتا ہے کہ مَیں اسے بوسہ دوں، مجھے شرم سی آنے لگی، مَیں نے اپنا منہ پھیر دیا، پس آپ نے میرے رخسار پر بوسہ دیا۔

مَیں گھبرا کر فوراً بیدار ہو گیا اور اپنی بیوی کو جو میرے پہلو میں تھی، بیدار کیا سارا گھر رسول پاک کی خوشبو سے مہک رہا تھا اور حضور نے میرے رخسار پر جو بوسہ دیا تھا اسکی خوشبو آٹھ دن تک میرے چہرے پر رہی اور میری بیوی کو اس کا ہر روز احساس رہتا۔

"یہ حکایت ابن بشکوال نے بیان کی ہے"

اڑتیسواں لطیفہ

ابوالفضل قرمسانی نے بیان کیا کہ میرے پاس ایک خراسانی آیا اس نے بتایا کہ مَیں شہر کی مسجد میں تھا کہ مجھے نیند میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، حضور نے فرمایا جب ہمدان آؤ تو فضل بن زیرک کو میری طرف سے سلام کہنا، مَیں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیوں؟ فرمایا، اس لئے کہ وہ روزانہ مجھ پر سو مرتبہ درود وسلام پڑھتا ہے۔

پھر اس شخص نے مجھ سے سوال کیا کہ مجھے بھی وہ درود شریف بتا دو، ایں نے کہا، مَیں ہر روز کم وبیش سو مرتبہ یہ درود شریف پڑھتا ہوں:-

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ

وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ، جَزَى اللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهٗ ۔

ترجمہ "الٰہی! محمد نبی امی اور انکی آل پر رحمت نازل فرما، اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری طرف سے ایسی جزا عطا فرمائے جس کے آپ حقدار ہیں"۔

اس شخص نے مجھ سے یہ نعمت لی اور میرے آگے قسم اٹھائی کہ نہ وہ مجھے پہچانتا تھا اور نہ میرا نام یہاں تک کہ اسکو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ سب کچھ بتلادیا کہنے لگے میں نے اس کی خدمت میں کچھ تحائف پیش کیے لیکن اس نے وہ قبول نہیں کیے اور کہا میں دنیاوی مال و دولت کے عوض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا پیغام بیچتا نہیں، یہ کہہ کر وہ شخص چلا گیا اور پھر میں نے اب تک اسے کہیں نہ دیکھا۔

انتالیسواں لطیفہ

محمد بن مالک ایک شخص نے بیان کیا کہ میں بغداد میں ابوبکر بن مجاہد مقری کے پاس علم تجوید و قرأت حاصل کرنے کی غرض سے حاضر ہوا، کہا کہ ہم پوری جماعت ایک دن ان سے سبق پڑھ رہے تھے کہ اچانک ایک معمر شخص آدھمکا، اس کا عمامہ پھٹا ہوا قمیص بوسیدہ اور چادر بھی پھٹی پرانی تھی، اس کو دیکھ کر شیخ ابوبکر کھڑے ہوگئے اور اس شخص کو اپنی جگہ پہ بٹھایا اور اس کے اہل و عیال کا حال دریافت کیا، اس نے کہا آج رات میرے گھر میں بچہ پیدا ہوا، گھر والوں نے مجھ سے گھی اور شہد مانگا حالانکہ میرے پاس تو کوئی چیز نہ تھی۔

شیخ ابوبکر کہتے ہیں، یہ سن کر میرے دل کو بڑا صدمہ ہوا میں اسی حالت میں سو گیا خواب میں رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، سرکار نے فرمایا یہ رنج و غم کیسا؟ خلیفہ کے وزیر علی ابن عیسیٰ کے پاس جاؤ، اس کو سلام کہو اور اس کو یہ علامات بتاؤ کہ تم ہر جمعرات اس وقت تک نہیں سوتے جب تک مجھ (نبی علیہ السلام)

ہر ہزار مرتبہ درود شریف نہ بھیج لو، اور اس جمعرات کو تم نے مجھ پر صرف سات سَو مرتبہ
درود بھیجا پھر تمہارے پاس خلیفہ کا قاصد آیا اور تمہیں اس کے پاس بلا کر لے گیا
پھر واپس آ کر تم نے مجھ پر مزید صلوٰۃ و سلام پڑھا یہاں تک کہ ایک ہزار کی تعداد
پوری ہو گئی، جس شخص کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے اس کو سَو دینار بھیجو تاکہ وہ اپنی ضروریات
پوری کر سکے۔

کہا ابو بکر مجاہد المقری بچے کے باپ کو ہمراہ لے کر وزیر کے گھر پہنچے، پھر شیخ
ابوبکر نے وزیر سے کہا اس شخص کو رسول اللہ صلی اللہ نے تمہاری طرف بھیجا ہے
پس وزیر اٹھا اور اس شخص کو اپنی جگہ پر بیٹھایا اور ساری واردات پوچھی اس نے
تمام صورتِ حال بتا دی، پس وزیر خوش ہوا اور اس نے غلام کو سَو دینار کی تھیلی
لانے کو کہا اور وہ تھیلی بچے کے باپ کے حوالے کر دی، پھر دوسری تھیلی کا وزن
کیا تاکہ اسے شیخ ابو بکر کے سپرد کر دے انہوں نے تھیلی لینے سے انکار کر دیا وزیر
نے ان سے کہا، آپ یہ لے لیں کیونکہ آپ نے مجھے اس سچی خبر کی بشارت دی
ہے پس یہ بات میرے اور اللہ تعالے کے درمیان ایک راز تھا اور آپ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجے ہوئے ہیں، پھر مزید سَو دینار وزن کر کے
ان کی نذر کئے اور کہا یہ بھی قبول فرمائیں کہ آپ نے مجھے یہ بشارت بھی سنا دی کہ
میں ہر جمعرات کو جو درود و سلام بھیجتا ہوں، رسول اللہ اس کو جانتے ہیں، پھر
سَو دینار اور دئے اور کہا یہ بھی لے لیں کیونکہ آپ نے یہاں آنے کی زحمت گوارا
فرمائی، یونہی سو، سو دینار لے کر ان کی نذر کرنے لگا، یہاں تک کہ یہ تعداد ایک
ہزار دینار تک پہنچ گئی، اس شخص نے کہا، میں صرف اتنے لوں گا جن کا مجھے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا۔

چالیسواں لطیفہ

ابو عبداللہ بن نعمان ذکر کرتے ہیں کہ میں نے عبدالرحیم بن عبدالرحیم بن عبدالرحمٰن بن احمد کو یہ کہتے سنا کہ میں حمام میں گر گیا تھا، میرے ہاتھ پر سخت ضرب آئی، شدید درد ہو رہا تھا اور ہاتھ متورم تھا، میں رات کو اسی درد میں مبتلا تھا کہ آنکھ لگ گئی، خواب میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، سرکار نے فرمایا بیٹا! تمہارے درود وسلام نے مجھے متوجہ کیا، صبح اٹھا تو حضور کی برکت سے نہ درد تھا نہ ورم۔

اکتالیسواں لطیفہ

حافظ ابو موسیٰ ابن بشکوال اور عبدالغنی بن سعید نے ابوبکر بن محمد بن عمر تک اپنی سند کے ساتھ یہ بات ذکر کی ہے کہ میں ابوبکر بن مجاہد کے پاس حاضر تھا حضرت شبلی تشریف لائے ابوبکر بن مجاہد ان کے استقبال کو کھڑے ہو گئے، ان سے معانقہ کیا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، میں نے کہا حضور! آپ شبلی سے اتنے ادب سے پیش آئے حالانکہ خود آپ اور بغداد کے تمام لوگوں کا خیال ہے کہ یہ شخص مجنون ہے؟

فرمایا، میں نے ان سے وہی سلوک کیا جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے کرتے دیکھا، تفصیل اس کی یہ ہے کہ میں نے رسول پاک علیہ السلام کو خواب میں دیکھا، شبلی حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور شبلی کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ شبلی سے یہ برتاؤ فرما رہے ہیں، فرمایا یہ نماز کے بعد یہ آیہ کریمہ پڑھتے ہیں:۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ

الْعَظِيْمِ ۔

ترجمہ :۔ یقیناً تمہارے پاس ایک رسول معظم آئے جو تمہی میں سے ہیں، ان پر وہ چیز ناگوار ہوتی ہے جو تمہیں تکلیف دے تمہاری بھلائی پر حرص کرنے والے، ایمان والوں پر شفیق و مہربان، پھر اگر وہ منہ موڑیں تو کہہ دیں مجھے اللہ کافی ہے اس کے بغیر کوئی مستحق عبادت نہیں اسی پر میرا بھروسہ ہے اور وہی بڑے عرش کا مالک ہے۔"

اور اس کے بعد مجھ پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ یہ جب شبلی کوئی فرض نماز ادا کرتے ہیں، یہ آیت پڑھتے ہیں، لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ الآیۃ اور ساتھ ہی تین مرتبہ یہ بھی پڑھتے ہیں، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا مُحَمَّدُ

پھر جب شبلی میرے پاس آئے تو میں نے درود کے متعلق مذکورہ بات ان سے پوچھی تو انہوں نے بھی ایسا ہی بیان کیا یہی واقعہ ابن بشکوال کے نزدیک ابو بکر بن ابوالقاسم الخفاف یوں بیان کیا جاتا ہے کہ میں ایک دن ایک ولی اللہ کے آگے جن کی کنیت ابو بکر تھی قرآن پڑھ رہا تھا، دیکھتا ہوں کہ ابو بکر شبلی ایک شخص کے پاس آئے جن کی کنیت ابو الطیب تھی، یہ شخص اہل علم میں سے تھا، پھر طویل قصہ بیان کیا اور آخر میں یہ کہا کہ ابوبکر شبلی ابو بکر بن مجاہد کی مسجد کی طرف چل پڑے۔ جب ان کے کمرے میں داخل ہوئے تو ابو بکر بن مجاہد نے اٹھ کر ان کا استقبال کیا اس پر ان کے ساتھیوں نے کہا کہ آپ علی ابن عیسیٰ وزیر کے [illegible] آنے پر نہیں اور شبلی کے لئے قیام فرماتے ہیں، وہ بولے میں اس شخص کے لئے قیام کیوں نہ کروں جس کی تعظیم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

میں نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو حضور نے مجھ سے فرمایا اے ابو بکر! کل تمہارے پاس اہل جنت میں سے ایک شخص آئے گا، جب آئے تو اسکی تعظیم کرنا، ابن مجاہد کہتے ہیں کہ اس کے بعد جب دو راتیں گزر گئیں تو میں نے رسول اکرم کو خواب میں دیکھا، آپ نے مجھ سے فرمایا ابو بکر! جس طرح تم نے ایک جنتی شخص کی تعظیم کی اللہ تمہیں عزت و عظمت بخشے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! شبلی کو آپ کی بارگاہ میں یہ مرتبہ کیسے ملا، فرمایا یہ شخص (شبلی) پانچوں نمازوں کے بعد میرا ذکر کرتا ہے اور یہ آیت پڑھتا ہے:

الخ اسی تمثال سے اس پر عمل پیرا ہے جو ایسا عمل کرنیوالا ہو کیا میں اسکی عزت افزائی نہ کروں؟

بیالیسواں لطیفہ

الفاکہانی نے اپنی کتاب الفجر المنیر میں شیخ صالح موسیٰ ضریر کا واقعہ انہی کی زبانی نقل کیا ہے کہ میں ایک مرتبہ ایک جہاز پر سوار رہا، جب لوگوں پر غرق کا خوف مسلط ہوئی کہ کم ہی کسی کے بچنے کی امید تھی، مجھے نیند آگئی اسی میں میں نے نبی کریم علیہ السلام کی زیارت کی، حضور نے فرمایا جہاز پر سوار تمام لوگوں سے کہو کہ ایک ہزار مرتبہ یہ درود شریف پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَاةً تُنْجِيْنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْأَهْوَالِ وَالْآفَاتِ وَتَقْضِيْ لَنَا بِهَا جَمِيْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا أَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا أَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيْعِ الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيٰوةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ۔

ترجمہ: الٰہی! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا درود بھیج جس کے طفیل تو ہم کو تمام ہولناکیوں

اور آفتوں سے نجات بخش دے اور جس کے صدقے تو ہماری تمام
حاجات پوری فرما دے اور جس کے ذریعے تو ہمیں تمام برائیوں سے
پاک صاف فرما دے اور جس کے سبب تو ہمیں بلند درجہ پر فائز فرما دے
اور جس کے ذریعے تو زندگی اور موت کے بعد کی تمام بھلائیوں کی آخری
حد تک ہمیں پہنچا دے۔"

کہتے ہیں میں نیند سے بیدار ہوا اور تمام اہلِ جہاز کو خواب میں جو کچھ دیکھا تھا بتا دیا پس ہم نے تقریباً تین سو مرتبہ یہ درود شریف پڑھا ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے وہ مشکل دور فرما دی اور وہ آندھی ٹھہر گئی، یہ سب کچھ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھنے کی برکت سے ہوا۔

(علامہ) مجد الدین فیروز آبادی لغوی نے بھی ایسا ہی واقعہ اپنی سند کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور اس کے نقل کرنے کے بعد انہوں نے حسن بن علی اسوانی سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ جو شخص یہ درود شریف کسی مہم، کسی مصیبت اور بلا میں ایک ہزار مرتبہ پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کی مشکل دور فرمائے گا اور مقصد برآری ہو گی۔

تینتالیسواں لطیفہ ۴۳

شیخ ابو حفص عمر بن حسن سمرقندی نے اپنے ایک استاذ کی زبانی ان کے باپ کا یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ میں نے حرم شریف میں ایک شخص کو کثرت سے درود و سلام پڑھتے دیکھا، میں نے حرم شریف، بیت اللہ شریف، میدانِ عرفات، منیٰ اور دیگر مقامات پر جہاں بھی اسے دیکھا، اس کی زبان پر درود و سلام ہی جاری رہا، میں نے اس شخص سے کہا بھئی! ہر مقام کے لئے مخصوص دعائیں اور افعال ہیں، آپ کو کیا ہوا کہ نہ کوئی دوسری دعائیں مانگتے ہو اور نہ کوئی نفل نماز ادا کرتے ہو، بس ہر مقام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے چلے جاتے ہو؟

وہ بولا، میں اس بیت اللہ کے حج کی نیت سے خراسان سے اپنے والد کے ہمراہ نکلا، جب ہم کوفہ پہنچے تو میرے والد بیمار ہو گئے، بیماری شدت اختیار کر گئی اور والد صاحب فوت ہو گئے تو میں نے ان کا چہرہ چادر سے ڈھانپ دیا، پھر میں ان سے کچھ وقت غائب رہا، جب واپس آیا اور ان کا چہرہ دیکھنے کے لئے میں نے چادر سرکائی تو دیکھتا کیا ہوں کہ ان کی صورت گدھے کی سی بن گئی ہے جب میں نے یہ ہولناک منظر دیکھا تو بہت گھبرایا اور ہر طرف سے رنج والم نے مجھے آگھیرا میں سخت مغموم و پریشان تھا، میں نے دل میں کہا، والد صاحب کا یہ حال میں لوگوں میں کس طرح ظاہر کردوں؟

اسی سراسیمگی کی حالت میں میری آنکھ لگ گئی، خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص ہمارے پاس آیا ہے اس نے میرے والد صاحب کے چہرے سے کپڑا سرکا کر دیکھا اور پھر ڈھانپ دیا، پھر مجھ سے کہا، یہ عظیم رنج والم کیا ہے جس میں تم گرفتار ہو؟ میں نے کہا مغموم کیونکر نہ ہوں جب کہ والد صاحب پر یہ مصیبت نازل ہو چکی ہے، کہا، تمہیں مبارک ہو کہ اللہ تعالٰے نے تمہارے والد سے یہ مصیبت دور کر دی، کہتے ہیں، پھر اس شخص نے ان کے رخ سے پردہ ہٹایا تو میں کیا دیکھتا ہوں گویا ان کا چہرہ چمکتا ہوا چاند ہے، میں نے اس سے کہا تمہیں خدا کی قسم! سچ بتاؤ تم کون ہو؟ کہ تمہارا آنا باعث برکت ہوا۔

فرمایا "میں مصطفٰے ہوں"۔ جب یہ فرمایا تو مجھے عظیم فرحت و مسرت ہوئی، میں نے سرکار کی چادر کا کونا پکڑ لیا اور اپنے ہاتھوں پر لپیٹ لیا اور میں نے عرض کیا، یا سیدی یا رسول اللہ ! بخدا آپ مجھے پوری صورت حال بتائیں، فرمایا تیرا باپ سود خور تھا اور اللہ تعالٰے کا حکم ہے (واللہ اعلم۔ مترجم) کہ سود خور کی شکل و صورت موت کے وقت گدھے کی صورت سے بدل دیجاتی ہے دنیا میں، چاہے آخرت میں

لیکن تیرے والد کی یہ عادت تھی کہ رات کو سونے سے پہلے مجھ پر سو مرتبہ درود شریف پڑھتا تھا جب سود خوری کی وجہ سے وہ اس ابتلار کا شکار ہوا تو میرے پاس وہ فرشتہ آیا جو مجھ پر میری امت کے احوال پیش کرتا ہے، اس نے مجھے تیرے والد کا حال بتایا پس میں نے اللہ تعالےٰ سے سوال کیا اس نے میری شفاعت کو شرف قبولیت عطا فرمایا۔

کہتے ہیں، پھر میں بیدار ہو گیا، میں نے اپنے والد کے چہرے سے کپڑا ہٹا کر جو دیکھا تو یوں نظر آیا گویا چودہویں کا چاند، میں نے اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کیا۔ اور ان کی تجہیز و تکفین کی اور انکو دفن کیا اور تھوڑا سا وقت انکی قبر کے پاس بیٹھا رہا، میں نیند و بیداری کی درمیانی حالت میں تھا کہ میں نے ہاتف غیبی کی یہ آواز سنی تمھیں کچھ معلوم ہے کہ جس عنایت الٰہی نے تمہارے والد کو اپنی آغوش میں لیا ہے اس کا سبب کیا ہے؟ میں نے کہا کچھ نہیں جانتا، ہاتف نے کہا اس کا سبب نبی علیہ السلام پر درود و سلام پڑھنا ہے۔

چوالیسواں لطیفہ

ابن بشکوال نے عبدالواحد بن زید سے روایت کی ہے کہ میں حج کے ارادے سے نکلا، ایک شخص اس سفر میں میرا ساتھی بن گیا، اس کا حال یہ تھا کہ جہاں کہیں بیٹھتا، اٹھتا، چلتا، آتا رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام ہی پڑھتا، کوئی اور ورد نہ کرتا۔

میں نے اس سے اس بارے میں جب پوچھا تو اس نے کہا میں تجھے اس کا سبب بتاتا ہوں، کئی سال پہلے کی بات ہے کہ میں اپنے والد کی معیت میں مکہ معظمہ کے سفر پر روانہ ہوا، جب ہماری واپسی ہوئی تو ایک منزل پر پہنچ کر ہم نے قیلولہ کیا، (دوپہر کو سو گئے) جب ہم لوگ سو گئے تو میرے پاس ایک آنے والا آیا اور مجھے کہنے لگا، اٹھو! اللہ تعالےٰ نے تمہارے باپ کو ماردیا ہے اور اس کا چہرہ سیاہ کر دیا ہے

کہا کہ میں گھبرا کر اٹھا اور اپنے باپ کے چہرے سے کپڑا سرکایا، دیکھتا کیا ہوں کہ میرا باپ مر چکا ہے اور اس کا چہرہ سیاہ ہو چکا ہے اس سے مجھ پر ہیبت طاری ہو گئی، میں اسی رنج والم میں گرفتار تھا کہ مجھ پر نیند طاری ہو گئی، خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے باپ کے پاس چار حبشی کھڑے ہیں ان کے ہاتھوں میں لوہے کے ستون ہیں، ایک سرہانے کی طرف، ایک پاؤں کی طرف، ایک دائیں اور ایک بائیں طرف۔ ناگاہ ایک حسین وجمیل بزرگ سبز کپڑوں میں ملبوس اس طرف آ نکلے، ان لوگوں سے فرمایا ہٹ جاؤ (میرے باپ کے) چہرے سے کپڑا سرکایا، اس پر دونوں ہاتھ پھیرے پھر میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا اٹھو! اللہ تعالےٰ نے تمہارے باپ کا چہرہ سفید کر دیا۔

میں نے عرض کیا، آپ پر میرے ماں باپ قربان! آپ کون ہیں؟ فرمایا میں محمد رسول اللہ ہوں، میں نے اپنے باپ کے چہرے سے کپڑا اٹھایا تو چہرہ نور سے چمک رہا تھا، ان کی حالت مکمل طور پر درست ہو چکی تھی، میں نے ان کو دفن کر دیا۔

کتاب مصباح الظلام میں فرمایا، یہ شخص (مرنے والا) نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود وسلام پڑھا کرتا تھا۔

پینتالیسواں لطیفہ

الفاکہانی نے بعض فقراء کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کا فرمان ہے کہ "دو بندے جو اللہ کی رضا کے لئے باہم محبت کریں، جب ملیں، ایک دوسرے سے مصافحہ کریں تو جدا ہونے سے پہلے ان کے پہلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں"۔ اور وہ دعا جس کے آگے پیچھے مجھ پر درود پڑھا جائے رد نہیں ہوتی، فرمایا ہاں!

یہ خواب حافظ سخاوی نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد ذکر کیا ہے جس میں حضور علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں "جو بھی دو بندے محض اللہ کی رضا کے لئے آپس میں محبت کریں" اور ایک روایت میں ہے "جو دو مسلمان ایک دوسرے کے آمنے سامنے آجائیں، ایک دوسرے سے مصافحہ کریں اور نبی علیہ السلام پر درود بھیجیں، وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونے پاتے کہ ان کے پہلے پچھلے سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں" اس کو حسن بن سفیان وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

چھیالیسواں ۴۶ لطیفہ

منصور بن عمار کو خواب میں دیکھا گیا تو اس سے پوچھا گیا، اللہ تعالے نے تیرے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ کہا، مجھے اس نے اپنے سامنے کھڑا کیا اور پوچھا تو ہی منصور بن عمار ہے؟ میں نے کہا جی ہاں! فرمایا تو ہی وہ ہے جو لوگوں کو دنیا میں زہد کی تلقین کرتا تھا حالانکہ خود دنیا سے رغبت رکھتا تھا؟ میں نے کہا یہ بجا ہے لیکن مجھ میں ایک خوبی تھی، میں نے جو مجلس منعقد کی اسمیں ابتدا تیری حمد و ثنا اور تیرے نبی پر درود و سلام سے کی اور تیسری چیز یہ کہ تیرے بندوں کی خیر خواہی کی، فرمایا تو نے سچ کہا، اے فرشتو! اس کے لیے میرے آسمانوں میں ایک کرسی بچھاؤ تاکہ یہ میرے فرشتوں میں بھی میری حمد و ثنا کرے۔ جیسے اس نے میرے بندوں میں میری تعریف کی۔

اس کو ابن بشکوال نے ابوالقاسم القشیری کے طریق سے بیان کیا ہے پس پاک ہے اللہ بزرگ و برتر جو چاہے کرے اس کے بغیر کوئی معبود نہیں اور ہم صرف اسی کی عبادت کرنے ہیں، اور اللہ رحمت نازل فرمائے ہمارے آقا محمد پر اور آپ کی آل پر اور سلام۔

سینتالیسواں لطیفہ

الخطیب، ابوالیمن بن عساکر اور ابن بشکوال نے محمد بن یحییٰ الکرمانی سے روایت کی،

کہا ہم لوگ ایک دن ابوعلی بن شاذان کی مجلس میں حاضر تھے کہ ایک نوجوان آیا جسے ہم میں سے کوئی جانتا نہ تھا اس نے ہمیں سلام کیا پھر کہنے لگا، تم میں ابوعلی بن شاذان کون ہیں؟ ہم نے انکی طرف اشارہ کیا، وہ بولا اے شیخ! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا ابوعلی بن شاذان کی مسجد کا پوچھو! جب ان سے ملو تو میری طرف سے سلام کہنا۔

یہ کہہ کر وہ نوجوان چلا گیا تو ابوعلی رو دیئے اور کہنے لگے مجھے اپنا کوئی ایسا عمل نظر نہیں آتا جس کی وجہ سے مجھے یہ شرف عطا ہوتا، ہاں! حدیث رسول کی خدمت پر دل جمعی سے کاربند ہوں اور جہاں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آئے، درود و سلام پڑھتا ہوں۔

کرمانی فرماتے ہیں، اس کے بعد ابوعلی صرف دو یا تین مہینے زندہ رہے اور پھر وفات پا گئے۔ رحمہ اللہ!

اڑتالیسواں لطیفہ

الخطیب اور پھر انہی کے طریق سے ابن بشکوال نے سفیان بن عیینہ سے روایت کیا، کہا ہم سے خلف صاحب الخلقان نے بیان کیا کہ میرا ایک دوست تھا جو میرے ساتھ علم حدیث حاصل کرتا تھا، وہ فوت ہو گیا، میں نے اسے خواب میں نئے سبز کپڑوں میں ملبوس دوڑتے دیکھا، میں نے اس سے کہا، کیا تم میرے ساتھ حدیث نہیں پڑھتا تھا میں تجھے یہ کس حال میں دیکھ رہا ہوں؟ تو اس نے کہا میں تمہارے ہمراہ حدیث لکھ لیا کرتا تھا پس جب بھی کوئی ایسی حدیث گزرتی جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا، میں اس کے نیچے صلی اللہ علیہ وسلم لکھ دیتا تھا اب جس حال میں مجھے دیکھ رہے ہو یہ اسی کا صلہ ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

انچاسواں لطیفہ

النمیری نے سفیان بن عیینہ سے ہی یہ روایت بھی نقل کی ہے، کہا میرا ایک بھائی بند تھا، وہ مر گیا، میں نے اسے خواب میں دیکھا تو پوچھا اللہ نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ کہا مجھے اللہ نے بخش دیا، میں نے پوچھا کس سبب سے؟ کہا میں حدیث شریف کی کتابت کیا کرتا تھا، جب نبی علیہ السلام کا ذکر آتا میں "صلی اللہ علیہ وسلم" لکھ دیتا، اس سے میری نیت حصولِ ثواب کی ہوتی تھی، بس اسی سے میری مغفرت ہو گئی۔

پچاسواں لطیفہ

جعفر الزعفرانی سے روایت ہے کہا میں نے اپنے ماموں حسن بن محمد کو کہتے سنا کہ میں نے امام احمد بن حنبل (رحمہ اللہ) کو خواب میں دیکھا تو آپ نے مجھ سے فرمایا اے ابوعلی! جو درود وسلام ہم نبی علیہ السلام پر پڑھتے رہے کاش! تم اسکی روشنی ان صحائف میں دیکھو جو ہمارے ہاتھوں میں دیئے گئے، کیسے جگمگا رہے ہیں، اس کو ابن بشکوال نے نقل کیا۔

اکیاونواں لطیفہ

ابوالحسن میمونی سے مروی ہے کہ میں نے شیخ ابو علی الحسن بن عیینہ کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا یوں نظر آیا جیسے ان کے ہاتھوں کی انگلیوں کے درمیان سونے یا زعفران کے رنگ سے کچھ لکھا ہوا ہے، میں نے اس کے متعلق ان سے پوچھا کہ جناب آپ کے ہاتھوں کی انگلیوں کے درمیان مجھے کوئی خوبصورت تحریر نظر آ رہی ہے، فرمائیے وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا بیٹے! احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم لکھتے وقت اسمِ گرامی کے بعد جو درود وسلام لکھتا تھا یہ وہی ہے۔

اس کو ابوالقاسم التیمی نے اپنی ترغیب میں نقل کیا۔

باونواں لطیفہ ۵۲

حافظ سخاوی نے کہا مجھ سے متعدد اشخاص نے قاضی برہان الدین بن جماعۃ سے یہ روایت بیان کی، ان کو امام ابوعمرو بن المرابط نے اجازت دی، انہوں نے حافظ ابواحمد الدمیاطی سے سنی، انہوں نے شیخ علی بن عبدالکریم الدمشقی سے بالمشافہ یہ بات سنی، کہا میں نے خواب میں محمد بن امام زکی الدین منذری کو مرنے کے بعد دیکھا جب کہ نیک دل بادشاہ بھی پہنچ چکا تھا اور شہر کو خوبصورتی سے سجایا گیا تھا آپ نے مجھ سے فرمایا، تم بادشاہ کی آمد پر خوش ہو؟ میں نے کہا جی ہاں سارے لوگ خوش ہیں۔

فرمایا، ہم لوگ جنت میں داخل ہوئے اور حضور علیہ السلام کی دست بوسی سے مشرف ہوئے۔ حضور نے فرمایا، بشارت ہو ہر اس شخص کو جس نے اپنے ہاتھ سے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکھا کہ وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

حافظ سخاوی نے فرمایا، اس روایت کی سند صحیح ہے اور اللہ تعالےٰ کی جناب سے امید واثق ہے کہ یہ نعمت حاصل ہوکر رہیگی۔

ترپنواں لطیفہ ۵۳

ابوسلیمان محمد بن الحسین سے مروی ہے کہ ہمارے ایک پڑوسی نے جن کو الفضل کہا جاتا تھا اور جو کثرت سے نماز روزہ ادا کرنے والے تھے بتایا کہ میں حدیث کی کتابت کرتا تھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف نہیں بھیجتا تھا، پس میں نے حضور علیہ السلام کو خواب میں دیکھا تو آپ نے فرمایا جب (میرا نام) لکھتے ہو یا ذکر کرتے ہو تو مجھ پر درود کیوں نہیں بھیجتے؟ پھر کچھ عرصہ بعد ایک دفعہ میں نے آپ کی زیارت کی تو آپ نے فرمایا، مجھے تمہارا درود وسلام پہنچتا ہے جب مجھ پر درود بھیجو یا میرا ذکر کرو تو یوں کہا کرو صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس کو خطیب اور انہی کے واسطہ سے ابن بشکوال نے اور التیمی نے اپنی ترغیب میں ذکر کیا۔

چوّن۵۴ واں لطیفہ

ابو سلیمان ہی سے یہ بھی مروی ہے کہ میں نے خواب میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، آپ نے ارشاد فرمایا ابو سلیمان! جب حدیث میں میرا ذکر ہو تو درود پڑھتے ہو اور سلام کا لفظ (وسلّم) چھوڑ دیتے ہو؟ حالانکہ یہ چار حرف ہیں، ہر حرف کے عوض دس نیکیاں ملتی ہیں یوں تم چالیس۴۰ نیکیاں ضائع کر دیتے ہو۔

پچپن۵۵ واں لطیفہ

ابو مظفر ہناد بن ابراہیم النسفی کا بیان ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی، یوں محسوس ہوا گویا سرکار میری طرف سے اپنا دستِ اقدس کھینچ رہے ہیں، میں نے اپنا ہاتھ سرکار کی طرف دراز کیا اور حضور کا دستِ اقدس پکڑ کر چوم لیا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں خادمِ حدیث ہوں، میں اہلسنت میں سے ہوں، میں غریب الوطن ہوں۔ سرکار نے تبسّم فرمایا اور فرمایا، جب درود بھیجتے ہو تو سلام کیوں نہیں بھیجتے؟ اس کے بعد میرا معمول بن گیا کہ جب صلی اللہ علیہ لکھتا، ساتھ ہی وسلم بھی لکھتا۔

چھپن۵۶ واں لطیفہ

محمد بن ابو سلیمان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا، اللہ تعالےٰ نے آپ سے کیا برتاؤ کیا؟ انہوں نے کہا، مجھے اللہ نے بخش دیا، میں نے کہا کس سبب سے؟ کہا میں جب کوئی حدیث لکھتا تو اسمِ گرامی کے ساتھ صلے اللہ علیہ وسلم ضرور لکھتا تھا۔

اس کو الخطیب اور اس کے واسطہ سے ابن بشکوال نے روایت کیا۔

ستاونواں لطیفہ

عبیداللہ بن عمر میسرہ القواریری کا بیان ہے کہا، میرا ایک پڑوسی کاتب تھا، میں نے اسے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا تیرے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا برتاؤ کیا؟ کہا مجھے بخش دیا، میں نے پوچھا کس سبب سے؟ کہنے لگا، میں کتابتِ حدیث کے دوران جب کبھی نبی اکرم علیہ السلام کا ذکر آتا، صلی اللہ علیہ وسلم لکھ دیتا۔

اس کو ابنِ بشکوال نے روایت کیا۔

اٹھاونواں لطیفہ

جعفر بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں ابو زرعہ (محدثِ کبیر) کو دیکھا جو آسمان پر فرشتوں کے ہمراہ نماز پڑھ رہے ہیں، میں نے پوچھا، آپ نے یہ مقام کیسے پایا؟ فرمایا، میں نے اپنے ہاتھ سے ایک لاکھ حدیثیں لکھی ہیں، جب بھی کسی حدیث میں سرکار کا نام آتا، میں وہیں لکھ دیتا "صلی اللہ علیہ وسلم"۔ اور حضور علیہ السلام کا ارشادِ گرامی ہے "جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا، اللہ تعالےٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرماتا ہے"۔

اس کو ابنِ عساکر نے ذکر کیا۔

انسٹھواں لطیفہ

سخاوی فرماتے ہیں، ہم سے ابن الصلاح کی حکایت ابوالمظفر سمعانی کے طریق سے انہوں نے ابوالحسین یحییٰ بن الحسین الطائی سے اور انہی یہ حکایت ابنِ مسدی کی مسلسلات بطریق ابی الحسین کہا، میں نے ابن بنان اصفہانی کو کہتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ! محمد بن ادریس الشافعی آپ کا چچا زاد ہے کیا آپ نے اس کو کسی شئے سے مخصوص فرمایا یا کوئی فائدہ پہنچایا؟ فرمایا ہاں! میں نے اللہ تعالےٰ سے سوال کیا کہ اس سے

حساب نہ لیا جائے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کس لئے؟ فرمایا اس لئے کہ وہ مجھ پر ایسا درود پڑھتے تھے جیسا کسی نے مجھ پر نہ پڑھا، میں نے عرض کیا وہ کونسا درود؟ فرمایا وہ یوں پڑھتا تھا:۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذّٰکِرُوْنَ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ۔

ترجمہ:۔ "الٰہی! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج جب بھی ذکر کرنے والے ان کا ذکر کریں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج جب غافل ان کے ذکر سے غافل ہوں"۔

سخاوی نے فرمایا، امام شافعی کے الفاظ الرسالہ میں اس طرح ہیں:۔

فَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّنَا کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذّٰکِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغٰفِلُوْنَ۔

ترجمہ:۔ "پس اللہ درود بھیجے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جب کبھی ذکر کرنے والے ان کا ذکر کریں اور ان کے ذکر سے غافل غفلت برتیں"۔

ساٹھواں لطیفہ

بیہقی نے روایت کیا کہ امام شافعی کو خواب میں دیکھا گیا تو پوچھا گیا کہ اللہ نے آپ سے کیا سلوک فرمایا؟ فرمایا مجھے بخش دیا، کہا گیا کس سبب سے؟ فرمایا ان پانچ کلمات کی وجہ سے جن سے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجا کرتا تھا، کہا گیا وہ کون سے؟ فرمایا میں کہا کرتا تھا:۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَنْ صَلّٰی عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَ

اَنْ یُصَلّٰی عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ اَنْ یُصَلّٰی عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تَبْتَغِی الصَّلٰوۃَ عَلَیْہِ ۔

ترجمہ:۔ "الٰہی! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج ان لوگوں کے برابر جنہوں نے آپ پر درود بھیجا اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج ان لوگوں کے برابر جنہوں نے آپ پر درود نہیں بھیجا اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج جیسے تو نے درود بھیجنے کا حکم دیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج جیسے تو ان پر درود بھیجنا پسند کرتا ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج جیسے تو ان پر درود بھیجنا چاہتا ہے۔"

اکسٹھواں ۶۱ لطیفہ ابو العباس الاقلیشی مصنف کتاب النجم کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ ان کو جنت میں ٹہلتا دیکھا گیا، کہا گیا یہ مرتبہ آپ کو کیسے حاصل ہوا؟ کہا میں نے درود و سلام کی فضیلت پر اربعین نامی جو کتاب لکھی تھی اس میں نبی علیہ السلام پر کثرت سے درود و سلام بھیجا اور لکھا تھا۔

باسٹھواں ۶۲ لطیفہ النمیری، ابن بشکوال اور ابن سدی وغیرہ نے ابو صالح عبداللہ بن صالح الصوفی سے یہ روایت ذکر کی کہ ایک محدث کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا گیا، پوچھا گیا اللہ نے آپ سے کیا برتاؤ کیا؟ فرمایا میری مغفرت فرما دی، کہا گیا کس سبب سے؟ فرمایا میں اپنی کتاب میں حضور علیہ السلام کے اسم گرامی کے ساتھ جو درود و سلام لکھا کرتا تھا، اس کے سبب سے۔

تریسٹھواں ۶۳ لطیفہ ابن بشکوال نے اسمٰعیل بن علی بن المثنی عن ابیہ روایت کیا کہ ایک محدث کو وفات کے بعد

خواب میں دیکھا گیا تو پوچھا گیا کہ اللہ تعالے نے آپ سے کیا سلوک کیا؟ فرمایا میری مغفرت فرمادی، پوچھا گیا کس سبب سے؟ فرمایا اس لئے کہ میں ان دو انگلیوں سے بکثرت لکھا کرتا تھا صلی اللہ علیہ وسلم

چونسٹھواں لطیفہ ۶۴

ابو عبد اللہ احمد بن عطا الرو ذباری رحمہ اللہ سے منقول ہے، فرمایا میں نے ابوالقاسم عبد اللہ بن محمد المروزی کو کہتے سنا کہ میں اور میرے والد ماجد رات کو بیٹھ کر حدیث میں تقابل کیا کرتے تھے۔ پس جس جگہ ہم بیٹھ کر تقابل حدیث کیا کرتے تھے وہاں سے نور کا ایک ستون دیکھا گیا جو آسمان کی بلندیوں تک پہنچ رہا تھا۔ پوچھا گیا یہ نور کیسا؟ لو کہا گیا کہ یہ دونوں تقابلِ حدیث کے وقت جو درود و سلام پڑھتے ہیں، یہ نور اسی کا ہے۔

اس کو الخطیب اور اس کے واسطہ سے ابن بشکوال نے ذکر کیا۔

پینسٹھواں لطیفہ ۶۵

ابو اسحاق، ابراہیم بن دارم الدارمی المعروف نہشل کا بیان ہے کہ میں جب کوئی حدیث نقل کرتا تو یوں لکھتا: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کہتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا گویا جو کچھ میں لکھا کرتا تھا حضور نے اس میں سے کچھ لیا، پھر اس کو غور سے دیکھا اور فرمایا، یہ بہت عمدہ ہے۔

اس کو الخطیب اور اس کے واسطہ سے ابن بشکوال نے بھی روایت کیا اور حافظ ابو موسیٰ المدینی نے اپنی کتاب میں محدثین کی ایک جماعت کے حوالہ سے یہ بات لکھی ہے کہ جب وہ حضرت وفات کے بعد خواب میں دیکھے گئے تو انہوں نے یہ بتایا کہ اللہ رب العزت نے انکی مغفرت فرمادی، اس سبب سے کہ وہ جب بھی کوئی حدیث لکھتے تو نبی اکرم علیہ السلام کے اسم گرامی کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم لکھا کرتے تھے۔

چھیاسٹھواں لطیفہ ۶۶

الحسن بن رشیق کو مرنے کے بعد اچھی حالت میں دیکھا گیا تو پوچھا گیا کہ یہ مرتبہ آپ کو کیسے حاصل ہوا؟ کہا میں حضور اقدس علیہ السلام پر کثرت سے درود و سلام پڑھا کرتا تھا۔ اس کو ابن بشکوال وغیرہ نے روایت کیا۔

سرسٹھواں لطیفہ ۶۷

النمیری اور ابن بشکوال نے روایت کیا کہ ابوالعباس الخیاط، ابو محمد بن رشیق رحمہما اللہ کی مجلس میں حاضر ہوئے، شیخ نے انکی تعظیم کی اور فرمایا کیا شیخ کو کسی چیز کی طلب ہے جو پیش کی جائے؟ انہوں نے (ابوالعباس نے) فرمایا پڑھتے جاؤ! پھر فرمایا، میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، حضور نے مجھے فرمایا ابن رشیق کی مجلس میں حاضری دو کہ وہ اپنی مجلس میں مجھ پر اتنی اتنی مرتبہ درود وسلام بھیجتے ہیں۔

اڑسٹھواں لطیفہ ۶۸

ابوالیمن بن عساکر نے ایک ایسے شخص سے بیان کیا جس نے ان سے ابوالعباس ابن عبدالدائم کی طرف سے یہ روایت بیان کی۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ صاحب (ابوالعباس) مختلف فنون کی کتابیں کثرت سے نقل کرتے تھے، ابوالعباس کا بیان ہے کہ جب میں کتب حدیث وغیرہ میں نبی علیہ السلام کا ذکر کرتا تو درود کا لفظ لکھتا لیکن سلام کا لفظ نہ لکھتا، پس میں نے نبی علیہ السلام کو خواب میں دیکھا آپ مجھ سے فرمانے لگے، اپنے آپ کو چالیس نیکیوں سے محروم کیوں کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کیسے؟ فرمایا جب میرا ذکر آئے تو صلے اللہ علیہ وسلم لکھا کرو! یہ چار حرف ہیں، ہر حرف کی دس نیکیاں ہیں، کہتے ہیں سرکار نے میرا ہاتھ پکڑ کر ان کو شمار کیا۔ او کما قال

انہترواں لطیفہ ۶۹

الحسن بن موسیٰ الخضری المعروف ابن عجینہ کا بیان ہے کہ میں جب حدیث لکھتا تو نبی علیہ السلام

پر درود وسلام چھوڑ دیتا، میرا مقصد اس سے یہ تھا کہ جلدی جلدی تحریر مکمل ہو جائے میں نے نبی علیہ السلام کو خواب میں دیکھا تو آپ نے فرمایا، جب میرا نام لکھتے ہو تو درود وسلام کیوں نہیں لکھتے؟ جس طرح مجھ پر ابو عمرو الطبری درود وسلام پڑھتا اور لکھتا ہے، کہتے ہیں، اس پر میں بیدار ہو گیا، مجھ پر خوف طاری تھا پس میں نے اللہ تعالےٰ کو اپنے اوپر گواہ کیا آئندہ جب بھی حدیث میں سرکار کا اسم گرامی آئے گا میں پورا درود وسلام لکھا کروں گا۔ ”صلی اللہ علیہ وسلم“

اس کو ابن بشکوال نے روایت کیا۔

سترواں لطیفہ

ابو علی الحسن بن العطار سے مروی ہے، کہا میرے لئے ابو طاہر المخلص نے اپنے ہاتھ سے چند اجزاء تحریر کیئے، میں نے ان میں یہ بات بھی لکھی دیکھی کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آئے تو یوں کہے: صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا

ابو علی کہتے ہیں، میں نے ان سے پوچھا کہ آپ یہ کیوں لکھتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا، میں شروع میں جب حدیث لکھتا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آتا تو میں درود وسلام نہ لکھتا، میں نے ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو میں آپ کی طرف متوجہ ہوا اور سلام عرض کیا، سرکار نے میری طرف سے رخ انور پھیر دیا، پھر میں دوسری طرف سے گھوم کر سامنے آیا، پھر آپ نے دوبارہ میری طرف سے رخ اقدس پھیر لیا، میں تیسری مرتبہ سامنے آیا اور عرض کیا یا نبی اللہ! حضور! آپ میری طرف سے رخ اطہر کیوں پھیر لیتے ہیں؟ (آہ! وہ آنکھ پھیر دیں تو قیامت ہے زندگی) فرمایا اس لئے کہ جب تم اپنی کتاب میں میرا ذکر کرتے ہو تو مجھ پر درود وسلام نہیں بھیجتے فرمایا، وہ دن اور یہ وقت، اب جب بھی نبی علیہ السلام کا نام نامی لکھتا ہوں ساتھ ہی لکھتا ہوں صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا

اس کو ابنِ بشکوال نے روایت کیا۔

اکہتّرواں[۷۱] لطیفہ

حمزہ الکتانی کا بیان ہے کہ میں حدیث لکھا کرتا تھا اور جب نبی اکرم علیہ السلام کا ذکر آتا تو صرف صلی اللہ علیہ لکھ دیتا اور وسلّم کا لفظ نہ لکھتا، پس میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، فرماتے ہیں، کیا بات ہے مجھ پر پورا درود و سلام نہیں بھیجتے؟ پس اس کے بعد میں نے جب بھی صلی اللہ علیہ لکھا ساتھ ہی وسلّم بھی لکھنا شروع کر دیا۔

اس کو ابن الصلاح وغیرہ نے روایت کیا اور کتاب شفاء لاسقام میں ایسی ہی حکایت حافظ ابوالقاسم مصری رحمہ اللہ کے حوالہ سے نقل کی گئی ہے۔

بہتّرواں[۷۲] لطیفہ

شفاء لاسقام میں ابو عبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن النہدی رحمہ اللہ کے حوالہ سے یہ حکایت نقل کی گئی ہے، کہ انہوں نے فرمایا، میں نے اپنے والد ماجد سے سنا، فرماتے تھے، ایک عالم نے المؤطا کا نسخہ لکھا اس نے یہ جدّت کی کہ درود و سلام کو حذف کر کے اس کی جگہ صرف حرف ص لکھنا شروع کر دیا، پھر وہ اس نسخہ کو لے کر ایک رئیس کی خدمت میں پہنچا جسے ایسی چیزوں کی کافی رغبت تھی، اس رئیس نے اسکی کافی خاطر و مدارت کی اور بہت کچھ اظہارِ مسرّت کیا اور اس عالم کو صلۂ جزیل دینے کا فیصلہ کر لیا، پھر کسی طرح رئیس اس کی اس حرکت پر متنبّہ ہوا، پس اس عالم کو اپنے پاس سے نکال دیا، ہر قسم کے انعام و اکرام سے محروم کر دیا اور اسے دور دراز مقام پر جلاوطن کر دیا، وہ شخص یہی طرح در در کی ٹھوکریں کھاتا مر گیا، پس ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں اس ذلت اور وسوسۂ شیطان سے۔

تہتّرواں[۷۳] لطیفہ

شفاء الاسقام میں ہی یحییٰ بن مالک یا ابوزکریا العابدی رحمہ اللہ کے حوالہ سے یہ حکایت نقل کی گئی ہے

وہ کہتے ہیں، بصرہ میں ہمارا ایک دوست تھا، وہ ہم سے بیان کیا کرتا تھا کہ ایک بصری حدیث لکھا کرتا تھا اور جہاں نبی علیہ السلام کا اسم گرامی آتا، دانستہ درود وسلام چھوڑ دیتا اور یہ بخل وہ کاغذ کی بچت کی خاطر کرتا تھا، کہتے ہیں، میں اس کو ایک عرصہ سے جانتا ہوں، اب اس کے دائیں ہاتھ میں اتنی شدید تکلیف ہے کہ گویا کٹ کٹ کر گر رہا ہے۔

چوہترواں لطیفہ

شفاء الاسقام ہی میں ایک کاتب کی زبانی یہ حکایت نقل کی گئی ہے کہ وہ جب بھی صلی اللہ علیہ وسلم لکھنا چاہتا تو اس کی جگہ لفظِ صلعم لکھ دیتا، تو وہ اس وقت تک نہ مرا جب تک اس کا ہاتھ کاٹ نہ دیا گیا، اس کاتب نے یہ بات بھی بتائی کہ ایک کاتب لفظِ صلعم لکھا کرتا تھا تو مرنے سے پہلے اس کی زبان کاٹی گئی، اس کا بیان ہے کہ ایک کاتب جب درود وسلام لکھنا چاہتا تو یوں لکھتا علیہم' (علیہ الصلوٰۃ والسلام)، سو وہ اس وقت تک نہیں مرا جب تک اس کا آدھا جسم بیکار نہیں ہو گیا، ایک اور کاتب کا طرزِ عمل بھی ایسا ہی تھا سو وہ ایک آنکھ سے اندھا ہو کر مرا، یہ شخص بازاروں میں بھیک مانگا کرتا تھا الخ۔

پچھترواں لطیفہ

علامہ قسطلانی نے اپنی کتاب "مسالک الحنفا" میں امام طبرانی کے متعلق ایک روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے نبی اکرم علیہ السلام کو خواب میں اسی نورانی شکل وصورت میں دیکھا جو صحیح احادیث کے ذریعے ہم تک پہنچی، انہوں نے عرض کیا: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے چند کلماتِ القا فرمائے ہیں میں انہیں حضور کے سامنے پیش کرتا ہوں، فرمایا کون سے کلمات؟ عرض کیا:-

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ بِعَدَدِ مَنْ حَمِدَكَ وَلَكَ الْحَمْدُ بِعَدَدِ مَنْ لَمْ يَحْمَدْكَ وَلَكَ الْحَمْدُ

كَمَا تُحِبُّ اَنْ تُحْمَدَ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰى

عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰى

مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ اَنْ يُّصَلّٰى عَلَيْهِ ۔

ترجمہ:۔ "الٰہی! تیرے ہی لئے ہے تعریف تمام تعریف کرنے والوں کی تعداد کے برابر اور تیرے ہی لئے ہے تعریف انکی تعداد کے برابر جنہوں نے تیری تعریف نہیں کی اور تیرے لئے ایسی تعریف جو تجھے پسند ہو۔ الٰہی! محمد پر درود بھیج ان لوگوں کی تعداد کے برابر جنہوں نے حضور پر درود بھیجا اور محمد پر درود بھیج ان کی تعداد کے برابر جنہوں نے آپ پر درود نہیں بھیجا اور محمد پر ایسا درود بھیج جیسے تو ان پر بھیجنا چاہتا ہے۔"

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا اٹھے یہاں تک کہ آپ کے سامنے کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے اور آپ کے سامنے کے دندانِ مبارک کے درمیان جو باریک سا فاصلہ تھا اس میں سے نور نظر آنے لگا۔ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

چھہتّرواں لطیفہ

امام عبدالوہاب شعرانی نے "الطبقات" میں فرمایا کہ ابو المواہب الشاذلی کہا کرتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے نہ چھوڑنا! فرمایا، ہم تمہیں نہیں چھوڑیں گے یہاں تک کہ تم حوضِ کوثر پر آؤ اور اس کا پانی پیو! کیونکہ تم سورۃ الکوثر پڑھتے اور مجھ پر درود و سلام بھیجتے ہو، اب جو درود و سلام کا اجر و ثواب ہے وہ تو میں نے تمہیں عطا کر دیا، رہا سورۃ کوثر کا ثواب، سو اسکو میں تمہارے لئے باقی رکھوں گا، پھر فرمایا جب اپنے اعمال پر نظر کرو یا تمہارے کلام میں کوئی خلل واقع ہو تو یہ کلمات کہنا نہ چھوڑنا۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ

الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ وَاَسْاَلُهُ التَّوْبَةَ وَالْمَغْفِرَةَ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔

ترجمہ:۔ "میں اس بزرگ و برتر سے معافی چاہتا ہوں جس کے بغیر کوئی معبود نہیں، جو زندہ اور ہمیشہ قائم رہنے والا ہے اور میں اسی کی طرف توبہ کرتا اور اسی سے توبہ و مغفرت کا سوال کرتا ہوں بیشک وہی ہے توبہ قبول فرمانے والا مہربان۔"

یہ واقعہ بلفظہٖ امام شاذلی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

ستترواں لطیفہ

اور امام شاذلی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ نے میرا منہ چوما اور فرمایا، میں اس منہ کو چومتا ہوں جو مجھ پر دن میں ایک ہزار مرتبہ درود بھیجتا ہے اور ایک ہزار مرتبہ رات کو، پھر ارشاد فرمایا، اگر رات کے وقت سورۃ اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ تمہارا ورد ہو جائے تو کیا ہی اچھا ہو، پھر مجھ سے فرمایا اور تمہاری دعا یہ ہو جائے: اَللّٰهُمَّ فَرِّجْ كُرُبَاتِنَا، اَللّٰهُمَّ اَقِلْ عَثَرَاتِنَا، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ زَلَّاتِنَا (الٰہی! ہماری مصیبتیں دور فرما، الٰہی ہماری لغزشیں معاف فرما، الٰہی ہماری غلطیاں بخش دے) اور تم مجھ پر درود بھیجو اور یوں کہو وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (سب رسولوں پر سلام اور حمد و ثنا اللہ رب العالمین کے لئے)۔

اٹھترواں لطیفہ

اور (ابو المواہب الشاذلی) رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو سرکار نے مجھ سے فرمایا، تم ایک لاکھ کی شفاعت کرو گے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ شرف مجھے کیسے حاصل ہوا؟ فرمایا اس ثواب کا بدلہ جو تم درود وسلام پڑھ کر مجھے ایصال کرتے ہو۔

اُناسی واں لطیفہ

اور ابو مواہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ایک مرتبہ میں نے اپنے اوراد و ظائف سے جلد فارغ ہونے کی غرض سے نبی علیہ السلام پر جلد جلد درود و سلام پڑھا جسکی تعداد ایک ہزار تھی تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہیں معلوم نہیں کہ جلد بازی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے! پھر حضور نے فرمایا یوں کہا کرو: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بڑے اطمینان اور ترتیب سے، ہاں جب وقت کی تنگی ہو تو جلدی جلدی پڑھ لینے میں کوئی حرج نہیں، پھر فرمایا، جو کچھ میں نے تم سے کہا یہ افضل ہونے کے لحاظ سے ہے ورنہ جیسے درود و سلام بھیجو وہ درود و سلام ہی ہے اور بہتر یہ ہے کہ درودِ تام سے ابتدا کرو اور اسی پر اختتام ہو جاتا ہے صرف ایک مرتبہ پڑھ لیا جائے۔ اور فرمایا درودِ تام یہ ہے:۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعٰلَمِیْنَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

یہ بعینہٖ آپ کے الفاظ میں منقول ہے۔

اسیّ واں لطیفہ

اور (ابو المواہب الشاذلی) رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو آپ نے مجھے فرمایا:

تمہارے شیخ ابو سعید الصفروی مجھ پر مکمل اور بکثرت درود و سلام بھیجتے ہیں ان سے کہو کہ جب درود شریف ختم کریں تو اللہ عزوجل کی حمد کیا کریں۔

اکیاسیواں لطیفہ [٨١]

آپ (ابوالمواہب رضی اللہ عنہ) یہ بھی فرمایا کرتے تھے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا، یا رسول اللہ میں نے آپ پر اتنی اتنی تعداد میں صلوٰۃ و سلام پڑھ کر آپ کی نذر کیا اور فلاں فلاں اعمالِ حسنہ کا ثواب بھی آپ کی نذر کیا اگر اس سے میرا مقصد بھی حاصل ہو جائے تو کیا اچھا ہو اور میرا مقصد اس شخص کی طرح ہے جس نے آپ سے یہ پوچھا تھا کہ کیا میں اپنے تمام اوقات میں پڑھے ہوئے صلوٰۃ و سلام کا ثواب آپ کے لئے مختص کر دوں؟ آپ نے فرمایا تھا اگر ایسا کرو تو یہی درود و سلام تمہارے رنج والم کو دور کرنے اور تمہارے گناہوں کی مغفرت کے لئے کافی ہوگا تو حضور نے مجھ سے فرمایا ہاں! میری مراد بھی ہے ہاں! مگر اپنے لئے بھی اتنے اتنے اعمالِ حسنہ کا ثواب رکھو کیونکہ مجھے اس کی ضرورت نہیں (نہیں) ہے!

بیاسیواں لطیفہ [٨٢]

سیدی ابو مواہب مذکور نے اپنی کتاب میں جو مشاہداتِ نبوی پر مشتمل ہے فرمایا اور میں نے یہ واقعہ وہیں سے نقل کیا۔

بروز پیر ۲۳ شعبان المکرم ۸۵۵ھ کو چھ گھڑی مسجد میں صبح کی نماز پڑھ کر میں سو گیا، یہ مسجد مقام بولاق اور تشنباک کے درمیان واقع ہے، اس مسجد میں شمس الدین بھی رہا کرتے تھے، میں نے حضور علیہ السلام کو اپنے سرہانے بیٹھا دیکھا، میں نے عرض کیا اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ، حضور نے فرمایا، میں اپنے رب کا بندہ ہوں اور تم میرے غلام، میں نے عرض کیا جی ہاں! حضور میں اس پر راضی ہوں

حضور ﷺ نے فرمایا، اگر تم اس پر راضی ہو تو مجھ پر درود بھیجتے وقت کامل درود کیوں نہیں بھیجتے؟ میں نے عرض کیا، حضور! اسکی طوالت کی وجہ سے، فرمایا جب درود وسلام پڑھو تو اوّل و آخر خواہ ایک بار ہو بھیجا کرو، میں نے عرض کیا حضور! کامل درود کس طرح پڑھا کروں؟ فرمایا یوں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى سَيِّدِنَآ اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ سَيِّدِنَآ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ سَيِّدِنَآ اِبْرَاهِيْمَ فِى الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

تراسی ۸۳ واں لطیفہ

میں نے سیّدی محمد الحنفی کے مناقب میں لکھا دیکھا ہے، نیز امام شعرانی نے الطبقات میں بھی یہ واقعہ لکھا ہے کہ شریف نعمانی رضی اللہ عنہ سیّدی محمد رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے ایک تھے، وہ کہتے ہیں میں نے خواب میں اپنے جدّامجد رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بہت بڑے خیمہ میں تشریف فرما دیکھا، اولیائے کرام ایک ایک کر کے خدمت اقدس میں حاضر ہوتے اور سلام عرض کرتے ہیں، ایک کہنے والا کہتا ہے، یہ فلاں ہے یہ فلاں ہے پس وہ سرکار کے پاس بیٹھتے جاتے ہیں یہاں تک کہ ایک جمّ غفیر اور انبوہ کثیر آیا، ایک کہنے والے نے کہا، یہ محمد الحنفی ہیں، جب وہ نبی علیہ السلام کے پاس پہنچے تو حضور نے ان کو اپنے پاس بٹھایا، پھر حضور علیہ السلام، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، میں اس شخص سے

محبت کرتا ہوں مگر اس کی بکھری یا اکڑی ہوئی پگڑی (کھڑے شملہ والی) مجھے پسند نہیں (کہ تکبر کی نشانی ہے) اور حضور نے یہ بات سیدی محمد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمائی اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور! اجازت ہو تو میں ان کے سر پر عمامہ پہنا دوں؟ فرمایا اجازت ہے!

پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی پگڑی پکڑی اور سیدی محمد کے سر پر رکھدی اور سیدی محمد کے عمامہ کا ایک شملہ بائیں طرف لٹکا دیا اور پھر اپنا عمامہ ہٹا کر وہی عمامہ سیدی محمد کو پہنا دیا۔

یہاں پہنچ کر شریف نعمانی خواب سے بیدار ہو گئے۔ اور انہوں نے یہ تمام خواب سیدی محمد کو سنا دیا آپ سن کر رو دیئے اور باقی لوگ بھی رو پڑے اور آپ نے شریف محمد سے فرمایا، جب آپ اپنے جدِ امجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے شرف یاب ہوں تو آنحضور علیہ السلام سے میرے کسی عمل کی نشانی دریافت کرنا جو سرکار کی نگاہ میں اتنا عزیز ہے، پس شریف محمد نے کچھ دن بعد حضور علیہ السلام کو خواب میں دیکھا اور آپ سے اس نیک عمل کی نشانی دریافت کی، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نشانی تو وہی درود و سلام ہے جو محمد الحنفی روزانہ غروب آفتاب کے بعد تنہائی میں مجھ پر بھیجتا ہے:۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ عَدَدَ مَا عَلِمْتَ وَزِنَةَ مَا عَلِمْتَ وَمِلْءَ مَا عَلِمْتَ۔

ترجمہ:۔ الٰہی! محمد پر جو نبی امی ہیں اور انکی آل و اصحاب پر درود بھیج اپنی معلومات کی تعداد کے برابر اور اپنی معلومات کے وزن کے برابر اور اپنی معلومات بھر۔

پس سیدی محمد نے کہا، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا، اپنی پگڑی لی

اور اس کا شملہ لٹکا دیا اور تمام حاضرین مجلس نے اپنی اپنی پگڑیاں لیں اور ان کے شملے ڈھیلے کر دیئے، اب حال یہ تھا کہ سیدی محمد جب بھی سوار ہوتے تو شملہ ڈھیلا رکھتے اور آپ نے اپنی وہ سبز چادر اوڑھنا چھوڑ دی جسے آپ سوار ہونے وقت پہنا کرتے تھے اور آخری وقت تک اسی پر کاربند رہے۔

چوراسی ۸۴ واں لطیفہ

حافظ سخاوی رحمہ اللہ نے فرمایا، جب ابتدائے جوانی میں نبی اکرم علیہ السلام پر درود پڑھتا تو ان الفاظ سے پڑھتا: اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ وَبَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ تو مجھے خواب میں یہ کہا گیا۔ کیا تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر فصیح ہو؟ یا کلمات کے معانی آپ سے زیادہ جانتے ہو یا خطاب فیصل اور جامع کلمات میں آپ سے بڑھ کر ہو؟ اگر جدا جدا ادائیگی میں کوئی زائد معنی نہ ہوتا تو حضور ان الفاظ کو کبھی جدا نہ فرماتے، پس میں نے اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگی اور مقام وجوب و استحباب میں موقع و محل کے مناسب اس تفصیل کی طرف رجوع کیا جو نص میں وارد ہے اگر گنجائش ہوتی تو تعظیم و تکریم کے لیے جتنا چاہا اضافہ کر لیا، اللہ تعالیٰ میری دلی نیت کے مطابق مجھے اس کا صلہ عطا فرمائے گا، یہ اسی کا احسان ہے۔

پچاسی ۸۵ واں لطیفہ

ابن ملقن نے الحدائق میں کہا، میں نے یہ بات وہیں سے نقل کی ہے، حضرت عبداللہ بن سلام نے فرمایا، میں اپنے بھائی عثمان کے پاس سلام کرنے آیا، آپ نے فرمایا بھائی جان! وعلیکم السلام، میں نے آج رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، سرکار نے مجھے ایک ڈول عطا فرمایا جس میں پانی تھا، میں نے سیر ہو کر پیا جس کی ٹھنڈک ابھی تک محسوس کر رہا ہوں، میں نے کہا آپ نے یہ مقام کیسے حاصل کیا؟ فرمایا نبی علیہ السلام پر کثرت سے

درود و سلام پڑھ کر۔

چھیاسی ۸۶ واں لطیفہ

علی بن عیسٰی وزیر سے مروی ہے کہ میں نبی کریم علیہ السلام پر کثرت سے درود و سلام پڑھا کرتا تھا جب مجھے وزارت سے معزول کر دیا گیا تو میں نے خواب میں دیکھا گویا گدھے پر سوار ہوں اور اسی حال میں میری نظر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی، پس میں آپ کی خاطر اتر کر پیدل چلنے لگا، آپ نے فرمایا اپنی جگہ واپس لوٹ جاؤ، صبح اٹھا تو وزارت کی ذمہ داری پھر میرے سپرد ہو گئی، یہ سب حضور علیہ السلام پر درود بھیجنے کا صدقہ ہے۔

"اس حکایت کو ابن الملقن نے الحدائق میں ذکر کیا"

ستاسی ۸۷ واں لطیفہ

ابو عبداللہ بن نعمان نے اپنی کتاب مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام فی الیقظۃ والمنام میں کہا ابو حفص الحداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک مرتبہ مدینہ منورہ آیا، میں پندرہ دن سے بھوکا تھا، پس میں نے اپنا پیٹ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک سے لگایا اور کثرت سے درود و سلام پیش کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ اپنے مہمان کو سیر کیجئے کہ بھوک سے نڈھال ہے، پھر مجھے نیند کا غلبہ ہوا تو خواب میں سرکار کی زیارت سے مشرف ہوا، حضور نے مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی جسے میں کھا رہا ہوں، اتنے میں میری آنکھ کھل گئی، اب میں بالکل سیر تھا اور آدھی روٹی میرے ہاتھ میں تھی۔

اٹھاسی ۸۸ واں لطیفہ

ابن الملقن نے اپنی کتاب الحدائق وغیرہ میں یہ حکایت نقل کی ہے کہ ایک نوجوان طواف کعبہ میں مشغول تھا اور زبان پر درود و سلام کا ہی ورد جاری تھا اس سے پوچھا گیا کہ کیا آپ کے پاس اسکی کوئی خاص وجہ ہے؟ وہ بولا ہاں! میں اور میرا باپ گھر سے حج کے ارادے سے نکلے، ایک منزل پر میرا باپ بیمار ہو گیا اور پھر مر گیا اس کا چہرہ سیاہ اور آنکھیں

نیلی ہوگئیں، اور بیٹ پھول گیا میں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ پڑھا اور یہ رونے لگا سوچا میرا باپ اس غریب الوطنی میں کیسی موت مرا، جب رات ہوئی تو مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا، میں نے خواب میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا سفید نورانی لباس میں جسم مقدس سے عطر کی خوشبو آرہی تھی، سرکار میرے باپ کے قریب ہوئے دست اقدس ان کے چہرے پر پھیرا تو وہی چہرہ دودھ سے زیادہ سفید و شفاف ہوگیا پھر آپ نے اپنا دست مبارک ان کے پیٹ پر پھیرا تو وہ اپنے اصل حال پر آگیا پھر جب آپ نے واپسی کا ارادہ فرمایا تو فرمایا۔ تمہارے والد بہت نافرمان اور مجرم تھے ہاں! مجھ پر درود وسلام کثرت سے پڑھتے تھے، پھر جب وہ اپنے کئے پر جہاں پہنچا تھا پہنچے تو مجھ سے فریادی ہوئے تو میں نے انکی مدد کی اور دنیا میں جو بھی مجھ پر کثرت سے درود وسلام بھیجے گا، میں اس کا فریاد رس ہوں گا۔

نواسیؔ واں لطیفہ

ابن الملقن ہی نے الحدائق میں ابو محمد الجزری کی یہ حکایت نقل کی ہے کہ نماز عصر کے بعد ہمارے خیمہ میں ایک نوجوان فقیر آدھمکا، زرد رنگ، بکھرے بال، سر اور پاؤں سے ننگا اس نے وضو کیا اور دو رکعت نفل ادا کئے پھر ایک لکڑی پر سر رکھ کر مغرب کی طرف رخ کر کے بیٹھ گیا، یوں بیٹھا بیٹھا نبی علیہ السلام پر درود وسلام بھیج رہا تھا کہ خلیفہ کا قاصد ہم سب کو کھانے کی ایک دعوت میں لے جانے کے لئے آگیا، میں اٹھ کر اس نوجوان کی طرف گیا اور اس سے پوچھا کہ خلیفہ کے گھر دعوت پر جاؤ گے؟ اس نے سر اٹھایا اور بولا، میرا دل خلیفہ کے گھر کا شوقین نہیں، ہاں! البتہ مجھے گرم گرم پراٹھا کھانے کی خواہش ہے۔

میں نے اس کی بات ٹال دی کیونکہ یہ بات باقی جماعت کے موافق نہ تھی اور دل میں کہا، یہ شخص نیا نیا طریقت میں آیا ہے اور ابھی تک اس کے آداب سے واقف نہیں، میں نے اسے چھوڑا اور خود خلیفہ کے گھر چلا گیا، ہم نے وہاں کھانا بھی کھایا اور

سماع بھی کیا اور ہم لوگ رات گئے وہاں سے چلے، جب میں خیمہ میں داخل ہوا تو اسے اسی حالت میں دیکھا، میں اپنے گدے پر بیٹھ گیا، میری آنکھیں نیند سے بوجھل تھیں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جماعت ہے اور کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام ہیں، میں نے حضور کے قریب ہو کر سلام عرض کیا مگر آپ نے مجھ سے رخ پھیر لیا، میں نے دوبارہ ایسے ہی کیا مگر آپ کا جواب وہی تھا، میں اس سے خوف زدہ ہو گیا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا کیا گناہ ہے کہ آپ ناراض ہیں؟

فرمایا میری اُمت کے ایک فقیر نے تمہارے سامنے اپنی خواہش ظاہر کی مگر تم نے اس سے توہین آمیز سلوک کیا، میں گھبرا کر بیدار ہو گیا اور اٹھ کر فقیر کی تلاش میں چل پڑا مگر وہ نظر نہ آیا، میں نے دروازہ کھلنے کی آواز سنی، میں بھی پیچھے پیچھے چل پڑا، باہر نکل کر جو دیکھا تو وہی فقیر جا رہا تھا، میں نے اسے آواز دی، اے جوان! ہم تیری مرضی کی چیز لیکر حاضر ہیں، اس نے میری طرف دیکھا اور بولا، جب تمہارے سامنے کوئی فقیر اپنی خواہش کا اظہار کرے تو اس وقت تک اس کی خواہش ہرگز پوری نہ کرنا جب تک ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام اس کی سفارش نہ کریں، ایسی حاجت براری کی کوئی ضرورت نہیں، پھر وہ فقیر مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔

لطیفہ نمبر ۹۰

عبدالواحد بن زید سے مروی ہے کہا ہمارا ایک پڑوسی تھا جو بادشاہ کی خدمت کرتا تھا اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل اور فتنہ و فساد پھیلانے میں مشہور تھا، ایک رات میں نے اسے خواب میں دیکھا کہ اس کا ہاتھ رسول اللہ کے ہاتھ میں ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ برا شخص تو ان لوگوں میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ سے منہ موڑے ہوتے ہیں پھر آپ نے اپنا دستِ مبارک اس کے ہاتھ میں کیوں دیدیا؟ حضور نے فرمایا، مجھے اس کا علم ہے اور سنو کہ

میں اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں اس کی سفارش کرنے جا رہا ہوں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ اس مقام پر کس وسیلہ سے پہنچا ہے؟ فرمایا مجھ پر کثرت سے درود وسلام پڑھنے کی وجہ سے بے شک یہ شخص ہر رات سونے وقت مجھ پر ہزار مرتبہ درود وسلام بھیجا کرتا تھا اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالےٰ اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرمائے گا، عبدالواحد کا بیان ہے کہ جب صبح کے وقت میں مسجد میں داخل ہوا تو دیکھتا کیا ہوں کہ وہی نوجوان روتا ہوا مسجد میں داخل ہو رہا ہے اس وقت میں اپنے دوستوں کے سامنے، جو کچھ اس کے متعلق میں نے دیکھا تھا بیان کر رہا تھا، جب وہ مسجد میں آیا تو اس نے سلام کیا اور میرے سامنے بیٹھ گیا اور بولا اے عبدالواحد! اپنا ہاتھ بڑھاؤ کہ تمہارے ہاتھ پر تائب ہو جاؤں اور اس مقصد کے لئے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے پاس بھیجا ہے اور سرکار نے مجھ سے اس مذاکرے کا ذکر فرمایا ہے جو تمہارے اور حضور کے درمیان گذری رات میرے متعلق ہوا، جب اس نے توبہ کر لی تو میں نے اس سے خواب کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے کہا کہ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا، میں اپنے رب کے ہاں ضرور تمہاری شفاعت کروں گا اس درود وسلام کے سبب جو تم مجھ پر بھیجتے ہو، جب میں حضور کے ہمراہ چلا تو آپ نے میری شفاعت فرمائی اور یہ بھی فرمایا۔ صبح سویرے عبدالواحد کے پاس جانا اور اس کے ہاتھ پر توبہ کرنا اور اس پر مضبوطی سے قائم رہنا۔

اکیانوے وان لطیفہ ۹۱

سید محمود کردی قادری شنجانی جو آج کل مدینہ منورہ میں آئے ہوئے ہیں، اللہ تعالےٰ مدینہ کے آقا پر بہترین درود وسلام نازل فرمائے۔ نے اپنی کتاب "الباقیات الصالحات" میں فرمایا، مجھ پر اللہ تعالیٰ کا ایک یہ بھی احسان ہے کہ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، پس سرکار نے مجھے اپنی گود میں اٹھا لیا، میرا سینہ حضور کے سینۂ اقدس کے ساتھ لگا ہوا تھا اور

میرا منہ حضور کے منہ مبارک سے اور پیشانی آنجناب کی پیشانیٔ اقدس سے مس کر رہی ہے۔
حضور نے ارشاد فرمایا مجھ پر کثرت سے درود وسلام بھیجا کرو اور آپ نے مجھے اپنی رضا کی خوشخبری سنائی جس میں اللہ تعالےٰ کی رضامندی جمع ہوتی ہے اس عزت افزائی پر خوشی سے میرے آنسو نکل آئے، مَیں نے دیکھا کہ نبی کریم علیہ السلام کی چشمانِ مبارک سے بھی آنسو ٹپک رہے ہیں یہ سب کچھ اس محبت و شفقت کی بنا پر تھا جو میرے حال پر سرکار کے دل میں تھی۔

پس مَیں بیدار ہو گیا تو میرے رخسار آنسوؤں سے تر تھے، مَیں مواجہہ شریف کی طرف گیا تو مَیں نے حجرۂ مبارک کے اندر سے سرکار کی آواز میں ایسی ایسی بشارتیں سنیں جن کا ذکر مَیں عوام کے سامنے نہیں کر سکتا، پھر مَیں جلدی جلدی واپس لوٹا۔
اس کے بعد ایک صفحہ آگے چل کر لکھتے ہیں کہ مَیں نے بحالتِ بیداری مواجہہ شریف کے سامنے اپنے پاؤں پر کھڑے کھڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے اپنے سلام کا جواب سنا اور مجھ پر یہ حقیقت منکشف ہو گئی کہ حضور علیہ السلام اپنی قبر میں زندہ ہیں اور اہلِ اسلام کے سلام کا جواب دیتے ہیں الخ۔
اور یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے اور اللہ تعالےٰ بڑا فضل فرمانے والا ہے۔

بانوے واں ۹۲ لطیفہ

سیدی عبدالجلیل مغربی نے اپنی کتاب تنبیہ الانام فی علو مقام نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ جن دنوں مَیں نبی علیہ السلام پر درود وسلام سے متعلق تصنیف و تالیف میں مصروف تھا، ایک دن خواب میں دیکھتا کیا ہوں کہ گویا خچر پر سوار ہوں اور چاہتا ہوں کہ ان لوگوں تک پہنچ جاؤں جو کسی مقصد کے حصول کے لئے مجھ سے آگے بڑھ گئے ہیں لیکن خچر کی ہمت جواب دے گئی

میں نے اسے چابک ماری تو وہ تیز چلنے لگی، یہ دیکھ کر ایک شخص نے بڑھ کر اس کی لگام تھام لی اور اسے مذکورہ لوگوں تک پہنچنے سے روک لیا، مجھے اس پر بڑا صدمہ ہوا۔ اچانک دیکھتا کیا ہوں کہ ایک بزرگ صورت و سیرت کا حسین پیکر، حسن و جمال کی تصویر نے اس شخص کو ڈانٹ پلائی اور مجھ کو اس کے ہاتھوں سے چھڑایا اور اس سے کہا اسے چھوڑ دے بے شک اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا ہے اور اس کے اہل و عیال کے حق میں اس کی شفاعت قبول فرمالی ہے اور اس کی پریشانی دور فرما دی ہے۔

پس میں خوش خوش بیدار ہوا اور میرے دل میں بات آئی کہ جس شخص نے مجھے مذکورہ بالا آدمی سے چھڑایا اور مذکورہ بالا کلام کیا وہ حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ تھے اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہ سب نبی پاک علیہ السلام کی خدمت کا صدقہ ہے، علیہ افضل الصلوٰۃ وازکی السلام۔

ترانوے ۹۳ واں لطیفہ

کتاب تنبیہ الانام کے مصنف مذکورہ بالا خواب ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:۔

پھر کچھ مدت کے بعد میں نے نبی پاک علیہ السلام کو خواب میں اپنے گھر کے ایک کمرے میں دیکھا کہ ہمارا گھر آپ کے نورانی چہرے کی چمک سے جگمگا رہا ہے پس میں نے تین مرتبہ (دست بستہ) عرض کیا، اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ حضور! میں آپ کے پڑوس میں آپ کی شفاعت کی آس لگائے بیٹھا ہوں، سرکار نے میرا ہاتھ پکڑا اور مسکراتے ہوئے مجھے بوسہ دیا اور فرما رہے ہیں ہاں بخدا! ہاں بخدا! ہاں بخدا!، اسی اثنا میں کیا دیکھتا ہوں کہ ہمارا ایک پڑوسی جو مر چکا ہے، مجھ سے کہہ رہا ہے، تم سرکار کے مدح خواں خدمتگار ہو، میں نے اس سے کہا تجھے کیسے معلوم ہوا؟ اس نے کہا خدا کی قسم! تیرے اس وصف کا آسمان پر ذکر ہوا ہے اور نبی علیہ السلام خاموش مسکراتے نکلے، اس پر میں خوشی خوشی بیدار ہو گیا۔

مذکورہ بالا خواب ذکر کرنے کے بعد صاحب کتاب

لطیفہ نمبر ۹۴

تنبیہ الانام فرماتے ہیں:-

پھر میں نے اپنے والد مرحوم کو خواب میں دیکھا کہ وہ میری وجہ سے بہت خوش نظر آتے ہیں، میں نے ان سے کہا آپ حلفیہ بیان فرمائیں کیا میں نے آپ کو کسی قسم کا نفع پہنچایا؟ انہوں نے فرمایا' ہاں! بخدا تم نے مجھے نفع پہنچایا ہے، میں نے کہا کیسے؟ فرمایا، نبی علیہ السلام پر درود وسلام کے موضوع پر کتاب لکھ کر، میں نے کہا، آپ کو اس کا کیسے پتہ چل گیا؟ فرمایا اسی کے سبب تو ملاء اعلیٰ میں تمہارا چرچا ہے۔

لطیفہ نمبر ۹۵

ابو عبداللہ بن نعمان نے اپنی کتاب مصباح الظلام میں خلاد بن کثیر بن مسلم کے متعلق یہ روایت نقل کی ہے کہ جب ان پر نزع کا وقت آیا تو لوگوں نے ان کے سرہانے ایک رقعہ دیکھا جس میں لکھا تھا کہ یہ خلاد بن کثیر کا جہنم سے چھٹکارے کا پروانہ ہے پس لوگوں نے ان کے اعمال کے متعلق دریافت کیا تو ان کے گھر والوں نے بتایا کہ وہ ہر جمعہ کو نبی علیہ السلام پر ایک ہزار مرتبہ درود و سلام پڑھا کرتے تھے۔ ان الفاظ سے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ مُحَمَّدٍ۔

لطیفہ نمبر ۹۶

سید محمود کردی نے اپنی کتاب "الباقیات الصالحات" میں خلاد بن کثیر کی درج بالا حکایت کچھ لفظی تغیر کے ساتھ نقل کرنے کے بعد اپنی والدہ کی زبانی یہ حکایت نقل کی کہ ان (سید محمود کی ماں) کے والد محمد نے انہیں ان الفاظ میں وصیت فرمائی:-

"جب میں مر جاؤں اور مجھے غسل دے چکیں تو چھت سے میرے کفن پر ایک سبز رنگ کا رقعہ گرایا جائے جس میں لکھا ہو: یہ محمد عالم کے لئے اس کے علم کے طفیل جہنم سے خلاصی کا پروانہ ہے اور اس نے یہ وصیت کی تھی کہ یہ رقعہ اس کے کفن میں رکھ دیا جائے۔"

پس میں نے وہ رقعہ اس کے سینہ پر رکھ دیا، لوگوں نے وہ رقعہ پڑھا، رقعہ میں لکھی ہوئی عبارت اندر اور باہر سے برابر پڑھی جاتی تھی، کہتے ہیں ہم نے اپنی والدہ سے نانا جی کے عمل کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ ہمیشہ ذکر خدا اور بکثرت درود و سلام بر محمد مصطفےٰ پر کار بند رہتے ۔

ستانوے ۹۷ واں لطیفہ

الخطیب اور ابن بشکوال نے ابوالقاسم عبداللہ المروزی سے روایت نقل کی کہ میں اور میرے والد رات کے وقت ایک دوسرے سے گفتگو کرتے رہے تھے پس جس جگہ ہم باہم گفتگو کرتے تھے وہاں نور کا ایک ستون نظر آیا جس کی چمک آسمان تک پہنچتی تھی، پوچھا گیا یہ روشنی کیسی ہے ؟ تو کہا گیا کہ یہ وہ درود و سلام ہے جو باپ بیٹا اپنی گفتگو کے درمیان نبی علیہ السلام پر بھیجتے تھے ۔

اٹھانوے ۹۸ واں لطیفہ

شیخ ابوالحسن الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ایک جنگل میں تھے کہ اچانک ان کے سامنے ایک درندہ آگیا، ان کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے پس انہوں نے خوفزدہ ہوکر نبی کریم علیہ السلام پر درود و سلام پڑھنا شروع کردیا، اس حدیث صحیح کے پیش نظر کہ جو شخص حضور علیہ السلام پر ایک مرتبہ درود بھیجے، اللہ تعالےٰ اس پر دس مرتبہ صلوٰۃ بھیجتا ہے اور اللہ تعالےٰ کی صلوٰۃ رحمت ہے اور جس پر اللہ تعالےٰ رحم فرمادے اس کو وہی کافی ہے پس اسی کے صدقے انکی جان بچی ۔

ننانوے ۹۹ واں لطیفہ

ابن الملقن نے الحدائق میں یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص رسول پاک علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک شخص کے خلاف یہ دعویٰ دائر کیا کہ اس نے میرا اونٹ چوری کیا ہے اس پر اس نے دو گواہ بھی پیش کر دیئے اب نبی علیہ السلام نے اس ملزم

کا ہاتھ کاٹنے کا ارادہ کیا پس مدعٰی علیہ نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ اونٹ کو بلاکر پوچھیں کہ اسے کس نے چرایا ہے؟ مجھے اللہ تعالٰی سے امید ہے کہ اونٹ میری برائت کی بات کریگا۔

پس نبی علیہ السلام نے اونٹ کو منگوایا اور فرمایا اے اونٹ! میں کون ہوں؟

اونٹ نے فصیح زبان سے عرض کیا، آپ اللہ کے برحق رسول ہیں، برحق حضور! ملزم کے ہاتھ نہ کاٹیں کیونکہ مدعی اور گواہ سب منافق ہیں ان گواہوں نے اس شخص کے ہاتھ کٹوانے کے لئے دشمنی کی بنا پر باہم اتفاق کر لیا ہے اور یا رسول اللہ! یہ دراصل آپ سے عداوت ہے۔

رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالٰی نے کس عمل کی بنا پر تجھے ہاتھ کٹنے سے بچایا؟ عرض کیا یارسول اللہ! میرے پاس کوئی بڑی نیکی نہیں بجز اس کے کہ اٹھتے بیٹھتے آپ پر درود شریف بھیجتا رہتا ہوں، فرمایا اس پر ہمیشہ کاربند رہنا اللہ تعالٰی نے اس کے طفیل جس طرح دنیا میں تمہیں ہاتھ کٹنے سے بچایا اسی طرح دوزخ کی آگ سے بچائیگا۔

سوواں لطیفہ ۱۰۰

کنوز الاسرار میں شیخ سیدی مسعود دراوی رحمہ اللہ کے متعلق یہ حکایت نقل کی گئی ہے جو بلاد فاس کے صلحاء میں سے ایک تھے اور رسولِ پاک علیہ السلام کے محبّ تھے کہ وہ عام لوگوں کے مجمع میں تشریف لے جاتے پس لوگ انکی خدمت کو نکل آتے، کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ شیخ کوئی خاص عمل کرتے ہیں جس کی بنا پر کوئی انکی خدمت میں جت جاتا ہے۔ یہی حقیقت دریافت کرنے کے لئے لوگ ان کے گھر آئے، شیخ نے فرمایا بیٹھ جاؤ! ہم سب نبی علیہ السلام پر درود و سلام بھیجتے ہیں، نماز عصر تک درود و سلام کی یہ مجلس برپا رہی، پھر شیخ نے حاضرین سے فرمایا جہاں تک ممکن ہو زیادہ سے زیادہ پڑھ لو!

اللہ تمہارے عمل خیر میں برکت دے بجیسے تعمیر کرنے والا، عملہ سے کہتا ہے اچھر تشیخ لوگوں کو معاوضہ دیکر رخصت کر دیتے پس اس سچائی اور محبت رسول کے صدقے شیخ عالم بیداری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا کرتے تھے۔

ایک سو ایک واں لطیفہ ۱۰۱

حافظ سخاوی نے ابن ہبیرہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میں آنکھیں بند کئے نبی علیہ السلام پر درود و سلام عرض کر رہا تھا پس میں نے اپنی پلکوں کے پیچھے سے ایک کاتب کو دیکھا جو میرا درود و سلام سیاہی سے ایک کاغذ پر لکھ رہا تھا مجھے حروف کا موقع محل نظر آرہا تھا اب میں نے اس نیت سے آنکھیں کھول دیں کہ اپنی نگاہوں سے اسکو دیکھ سکوں، میں نے جونہی آنکھیں کھولیں اس پر نگاہ پڑی تو مجھ سے اوجھل ہو رہا تھا اور میری نگاہوں میں اس کے لباس کی سفیدی تھی۔

ایک سو دوم واں لطیفہ ۱۰۲

امام شعرانی رضی اللہ عنہ نے المنن الکبریٰ میں شیخ احمد سروی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرشتوں کو نورانی قلموں سے ایک صحیفہ میں وہ تمام حروف و کلمات لکھتے دیکھا جن سے لوگ نبی علیہ السلام پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔

ایک سو سوم واں لطیفہ ۱۰۳

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ نے یہ حکایت بیان کی ہے کہ میں نے حج کے موقع پر ایک شخص کو نبی علیہ السلام پر بہت زیادہ درود و سلام پڑھتے دیکھا، میں نے اس سے کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کا مقام ہے، وہ کہنے لگا کیا میں تمہیں نہ بتاؤں؟

میں اپنے شہر میں تھا کہ میرے بھائی پر آخری وقت آگیا، میں نے دیکھا کہ اس کا چہرہ سیاہ ہو چکا ہے یوں نظر آتا تھا کہ گھپ تاریکی میں ڈوب گیا ہے اس منظر کو دیکھ کر میں مغموم ہو گیا، اسی اثناء میں ایک شخص گھر میں داخل ہوا وہ میرے بھائی کے

پاس آیا اس شخص کا چہرہ چراغ کی طرح جگمگا رہا تھا، اس نے میرے بھائی کے چہرے سے کپڑا سرکایا اور چہرے پر ہاتھ پھیرا، پس وہ سیاہی جاتی رہی اور اس کا چہرہ اس طرح چمکنے لگا جیسے چاند، یہ دیکھ کر میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی، میں نے اس شخص سے کہا، جزاک اللہ خیرًا! آپ کون ہیں؟ آپ نے میرے ساتھ بڑی نیکی کی، کہا میں وہ فرشتہ ہوں جس کو اسی کام پر مقرر کیا گیا ہے کہ جو کوئی نبی علیہ السلام پر درود و سلام بھیجے اسی طرح اس کے کام آؤں، تمہارا بھائی نبی اکرم علیہ السلام پر کثرت سے درود وسلام بھیجا کرتا تھا، اب اس کو سیاہ رو ہونے کی سزا دی گئی، پھر اللہ تعالےٰ نے درود وسلام کے طفیل اس کی دستگیری فرمائی، پس اس کی روسیاہی ختم فرما کر اسے چمکا دیا۔

ایک سو چار واں لطیفہ ۱۰۴

ابو نعیم اور ابن بشکوال نے سفیان ثوری سے یہ حکایت بھی نقل کی ہے کہ میں حج کے ارکان ادا کر رہا تھا کہ میری نظر ایک ایسے نوجوان پر پڑی جو ایک ایک قدم اٹھاتے اور رکھتے وقت یہ پڑھ رہا تھا: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ میں نے اس سے کہا، کیا دانستہ ایسے کہہ رہے ہو؟ اس نے کہا ہاں! پھر مجھ سے کہنے لگا، تم کون؟ میں نے کہا سفیان ثوری! کہا عراقی ہو؟ میں نے کہا جی ہاں! کہا اللہ کی معرفت ہے؟ میں نے اثبات میں جواب دیا، کہا اس کی معرفت کیسے حاصل ہوئی، میں نے کہا، اسی طرح کہ وہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا اور رحم مادر میں بچے کی تصویر بناتا ہے، کہا اے سفیان! تو نے اللہ کی معرفت جیسے اس کا حق تھا، حاصل نہ کی، میں نے کہا، آپ کو اللہ کی معرفت کیونکر حاصل ہوئی، کہا نیتوں اور پختہ ارادوں کے ٹوٹنے سے، میں نے ایک کام کی نیت کی پھر وہ ٹوٹ گئی، عزم کیا پھر وہ ٹوٹ گیا، پس میں سمجھ گیا کہ میرا کوئی رب ہے جو مجھے اپنی تدبیر پہ چلا رہا ہے کہا

پھر میں نے سوال کیا، تمہارا نبی علیہ السلام پر درود پڑھنا کیسا ہے؟

کہا، میں اپنی والدہ کے ہمراہ حج کے لئے نکلا، اس نے مجھ سے کہا کہ مجھے بیت اللہ شریف کے اندر داخل کردو۔ میں نے اسے داخل کر دیا، وہ گر پڑی اور اس کے پیٹ پر ورم آگیا اور چہرہ سیاہ ہوگیا، کہا کہ میں اس کے پاس مغموم ہو کر بیٹھ گیا میں نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر دعا کی، الٰہی! جو کوئی تیرے گھر میں داخل ہو اس سے ایسا ہی کرتا ہے؟ کیا دیکھتا ہوں کہ اچانک تہامہ کی طرف سے بادل اٹھا، ایک سفید پوش بزرگ بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے انہوں نے اپنا ہاتھ میری والدہ کے چہرے پر پھیرا، وہ چمکنے لگا، پھر پیٹ پر ہاتھ پھیرا وہ بھی نورانی ہوگیا بیماری سے سکون آگیا، پھر وہ چلنے لگے۔

میں ان کے کپڑوں سے لپٹ گیا اور میں نے پوچھا، آپ کون ہیں کہ آپ نے میری ساری پریشانی دور فرمادی؟ فرمایا، میں تیرا نبی محمد ہوں جس پر تو درود وسلام بھیجا کرتا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کوئی وصیت فرمائیں! فرمایا جو قدم اٹھاؤ اور جو قدم رکھو، محمد اور آلِ محمد پر درود وسلام ضرور بھیجو!

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ایک سو پانچواں لطیفہ ۱۰۵

المجد فیروز آبادی (اللغوی) نے ابوالمظفر سمرقندی یعنی محمد بن عبداللہ بن الخیام کے اپنی سند کے ساتھ یہ حکایت ذکر کی ہے کہ میں ایک دن پشتِ کعبہ میں داخل ہوا، پس میں راستے سے بھٹک گیا، دیکھتا کیا ہوں کہ سامنے خضر علیہ السلام ہیں، میں نے انکو دیکھ لیا انہوں نے فرمایا چلو! میں ان کے ہمراہ چل پڑا، میرا خیال تھا کہ یہ خضر علیہ السلام ہی ہیں، میں نے پوچھا آپ کا نام؟ فرمایا، خضر بن الیشار ابوالعباس! میں نے ان کے ہمراہ ایک ساتھی بھی دیکھا، ان سے میں نے پوچھا، آپ کا نام؟ فرمایا الیاس ابن سام

میں نے کہا اللہ آپ دونوں پر رحم فرمائے، کیا آپ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے؟ وہ فرمانے لگے ہاں! میں نے کہا، تمہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت و عزت کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھے کوئی بات بتا دو جسے میں آپ کے حوالہ سے آگے بیان کر سکوں، انہوں نے فرمایا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جو مسلمان بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجے اس کا دل خوش و خرّم ہو گا اور اللہ اس کو منوّر فرمائے گا۔

اور میں نے خضر اور الیاس علیہما السلام کو فرماتے سنا کہ بنی اسرائیل میں ایک نبی تھے جن کا اسمِ گرامی شمویل علیہ السلام تھا، اللہ تعالیٰ نے دشمنوں پر ان کی مدد فرمائی، وہ دشمنوں کی طلب میں نکلے تو دشمنوں نے کہا یہ جادوگر ہے جو ہماری آنکھوں پر جادو کرنے اور ہمارے لشکر کو خراب کرنے آیا ہے پس ہم اس کو ساحلِ سمندر پر لے جا کر شکست سے دوچار کریں گے۔ پس آپ چالیس آدمیوں کے ہمراہ نکلے پس دشمنوں نے آپ کو ساحلِ سمندر پر دھکیل دیا، اب ان کے ساتھی بولے، ہم کیا کریں؟ فرمایا حملہ کر دو اور کہو: صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ پس انہوں نے حملہ کر دیا اور زبان سے درود شریف پڑھا، پس ان کے دشمن سب کے سب ساحلِ سمندر سے پسپا ہو کر سمندر میں غرق ہو گئے۔

فرمایا، خضر علیہ السلام ہمارے پاس تھے، میں نے ان دونوں حضرات (خضر و الیاس) کو فرماتے سنا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو نفاق سے اس طرح پاک فرما دیتا ہے جیسے پانی کپڑے کو اور میں نے ان کو یہ بھی فرماتے سنا ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو مومن یوں کہے صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ تو لوگ اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اگرچہ پہلے اس سے بغض رکھتے ہوں اور بخدا وہ اس وقت تک اس سے محبت کر ہی نہیں سکتے جب تک اللہ تعالیٰ اس سے محبت نہ کرے اور ہم نے حضور علیہ السلام کو بر سر منبر یہ بھی فرماتے سنا کہ جو شخص کہے صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ

تو اللہ تعالےٰ اس کے لئے رحمت کے ستّر دروازے کھول دیتا ہے۔

اور میں نے انکو یہ بھی فرماتے سنا کہ شام سے ایک شخص نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ! میرا باپ بہت بوڑھا ہے اور آپ کا دیدار کرنا چاہتا ہے، فرمایا اسے میرے پاس لاؤ، عرض کیا اس کی نظر بہت کمزور ہے، فرمایا اس سے کہو سات راتیں یوں کہے: صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ یوں اسے خواب میں میری زیارت بھی حاصل ہوگی اور وہ مجھ سے حدیث بھی روایت کرے گا، اس نے ایسا ہی کیا، پس رسول پاک علیہ السلام کی اسے زیارت بھی حاصل ہوئی وہ شخص حضور علیہ السلام سے روایت بھی کیا کرتا تھا۔

میں نے ان حضرات (خضر و الیاس) سے یہ بھی سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب کسی مجلس میں بیٹھو تو یوں کہو: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ اللہ تم پر ایک فرشتہ نازل فرمائے گا جو تم کو غیبت سے بچائے گا یہاں تک کہ تم غیبت نہ کرو گے، پھر جب کھڑے ہو تو کہو: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ، وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ تو لوگ کبھی تمہاری غیبت نہ کریں گے اور انکو وہ فرشتہ اس سے منع کرتا رہے گا"۔

ایک سوچھبا لطیفہ ۱۰۶

ابو سعید شعبان بن محمد القرشی نے اپنی کتاب شفاء الاسقام میں حکایتِ مذکورہ نقل کرنے کے بعد فرمایا:-

"میں کہتا ہوں مجھے خود یہ اتفاق ہوا کہ سفر یمن سے پہلے ۸۱۱ھ میں جب میں اپنی مذکورہ بالا کتاب "السیرۃ الشریفۃ" کی ترتیب و تالیف کے سلسلہ میں مکہ معظمہ پہنچا تو وہاں بیمار ہوگیا، بیماری اتنی سخت تھی کہ بچنے کی امید نہ تھی، میں نے آقا و مولےٰ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ میں ایک تغنیہ قصیدہ لکھا اور اس کے وسیلہ سے

اللہ تعالٰے سے مدد اور اس بیماری سے استغفار طلب کی، میں نے یہ کام دوسروں کی اقتدا میں کیا تھا اور مقصد تھا حصولِ خیر، میری اس نظم کا مطلع یہ ہے ۔

اِنْ جِئْتَ بَدْرًا فَطِبْ وَانْزِلْ بِذِیْ سَلَمٍ
سَلِّمْ عَلٰی مَنْ سَمَا بَدْرًا عَلٰی عَلَمٍ

"اگر تو مقامِ بدر میں آئے تو خوشی سے آ اور مقام ذی سلم پر قیام کر اور ان پر سلام بھیج جو پہاڑ پر چمکنے چودھویں کے چاند سے افضل ہیں"۔

اور یہ شعر میرے تیئیہ قصیدہ بدیع البدیع فی مدح الشفیع کا مطلع ہے

اور میری زبان سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھنے سے تر ہے اور صبح سویرے مکہ معظمہ کا ایک نیک، دیانتدار، سچا، امین و عفیف اور متقی شخص جو شہاب الدین احمد بن محمد بن علی جو ابن عنبر مکی کے نام سے مشہور تھا، میرے پاس آیا اور کہا کہ میں نے آج رات ایک بہترین خواب دیکھا ہے، میں نے کہا کیا؟

کہا کہ :-

"میں اپنے ملک دار الشیاد میں جس کا پرانا نام السویقہ تھا، سو رہا تھا، تقریباً سحری کا وقت ہوگا کہ میں نے خواب دیکھا گویا میں حرم شریف میں باب العمرہ کے پاس کھڑا خانہ کعبہ کی زیارت کر رہا ہوں، دیکھتا کیا ہوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سرا پردہ سے برآمد ہوئے، آپ لوگوں کے جھرمٹ میں چل رہے ہیں، پھر سرکار مدرسہ منصوریہ کے دروازے سے باب ابراہیم کی طرف بڑھ رہے ہیں، حضور برابر چلے آ رہے ہیں یہاں تک کہ ضیا حموی کی بیٹھک پر پہنچ گئے جو کہ رباطِ حوری گیٹ پر واقع ہے تم وہاں بیٹھے تھے، تمہارے نیچے سبز رنگ کا سجادہ تھا، تم رکن یمانی کی طرف رخ کئے بیت اللہ کا مشاہدہ کر رہے تھے جب حضور علیہ السلام کا گزر تمہارے سامنے سے ہوا تو حضور نے تمہاری طرف دیکھا اور آپ اپنے دائیں ہاتھ کی انگشتِ شہادت سے تمہاری

طرف اشارہ کر کے فرما رہے تھے وعلیکم السلام شعبان! دو مرتبہ ایسا ہی ہوا اور یہ وقت حرم شریف میں منارہ پر تسبیح کہنے کا تھا، میں وہ آوازِ دلنواز کانوں سے سن رہا تھا اور وہ نورانی صورت آنکھوں سے دیکھ رہا تھا، میں نے خواب دیکھنے والے سے پوچھا، اس وقت میرا حال کیا تھا؟ تو اس نے کہا، تم اپنے قدموں پر کھڑے تھے اور یہ کہہ رہے تھے: یَاسَیِّدِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَعَلٰٓی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ پھر حضور باب الصفا سے اندر آ گئے اور تم اپنے مقام پر چلے گئے اور تم نے اس سے کہا، اللہ تعالیٰ نے میری طرف سے تم کو جزائے خیر عطا فرمائے اور تم پر فضل و کرم فرمائے اور اگر میرے بس میں ہوتا تو اپنی جان تم پر فدا کرتا، جیسے کسی کا قول ہے

(۱) وَحَیَاتِکُمْ وَحَیَاتِکُمْ قَسَمًا وَّفِیْ (۲) عُمْرِیْ بِغَیْرِ حَیَاتِکُمْ لَمْ اَحْلِفٖ

مجھے تمہاری زندگی، تمہاری زندگی کی قسم! اور میں نے زندگی بھر تمہاری زندگی کے سوا کسی چیز کی قسم نہیں اٹھائی۔

(۳) لَوْ اَنَّ رُوْحِیْ فِیْ یَدِیْ وَوَهَبْتُهَا (۴) لِمُبَشِّرِیْ بِرِضَاکُمْ لَمْ اُنْصِفٖ

اگر میری روح میرے ہاتھ میں ہوتی اور میں اسے تمہاری رضامندی کی بشارت دینے والے کو بخش دیتا تو پھر بھی یہ انصاف نہ ہوتا

شعبان رحمہ اللہ کہتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی علیہ السلام کی زیارت سے مشرف فرمایا تو میں اس وقت بصد عجز و انکسار ننگے سر، آنسو بہاتا باب السلام پر کھڑا تھا اور میری زبان پر یہ اشعار تھے۔

بَاسَعْدُ اِنْ جِئْتَ لِدَارِ السَّلَامِ ۔۔۔ فَقِفْ قَلِیْلًا عِنْدَ بَابِ السَّلَامِ

اے خوش قسمت اگر تو دارالسلام (مکہ مکرمہ) آئے تو تھوڑی دیر باب السلام پر ٹھہر جا

وَاشْکُرْ اِلٰہًا قَدْ نِلْتَ مِنْ نِعْمَةٍ ۔۔۔ وَقُلْ اَنَا فِیْ یَقْظَةٍ اَوْ مَنَامِ

اور اس نعمت کے حصول پر شکر کر ۔۔۔ اور کہہ کہ میں بیداری میں ہوں یا خواب میں

ایں کہ می بینم بہ بیداری ست یا رب یا بخواب

فَمَا بَقَاءُ الدَّمْعِ فِیْ مُقْلَتِیْ ۔۔۔ وَمَا بَقَاءُ الرُّوْحِ فِی الْمُسْتَهَامِ

هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ هٰذَا الَّذِیْ نَزِیْلُہٗ بَیْنَ الْوَرٰی لَا یُضَامْ

یہ رسولِ خدا ہیں اسے یہ تو وہ ہیں جن کے پاس آنیوالا تمام مخلوق میں زیادتی سے محفوظ ہو جاتا ہے

هٰذَا شَفِیْعُ الْخَلْقِ هٰذَا الَّذِیْ قَدْ خَصَّہُ اللّٰہُ بِاَعْلٰی مَقَامْ

یہ تمام مخلوق کی سفارش کرنیوالے ہیں یہ وہ ہیں جنکو اللہ نے بلند مقام سے مخصوص فرمایا،

هٰذَا مَحَلُّ الْخَیْرِ هٰذَا الَّذِیْ فِیْ بَابِہِ الْعَالِیْ شِفَاءُ السِّقَامْ

یہ خیر و خوبی کا مرکز ہیں، یہ وہ ہیں جن کے درِ عالی پر بیمار شفا پاتے ہیں

(بقولِ حسن رضا بریلوی) ؎

نہ ہوا آرام جس بیمار کو سارے زمانے میں!
اٹھا لے جاتے تھوڑی خاک تیرے آستانے سے

فَاطْلُبْ تَنَلْ مَا شِئْتَ مِنْہُ وَقُلْ یَا سَیِّدَ الرُّسْلِ وَخَیْرَ الْکِرَامْ

ان سے جو چاہو مانگو وہی پاؤ گے اور کہو اے رسولوں کے آقا اور سب سے بہتر کریم اکرم فرمائیے

مَنْ عَوَّدَ النَّاسَ بِاِحْسَانِہٖ

آپ وہ ہیں جنہوں نے لوگوں کو اپنے احسان سے (مانگنے) کا عادی بنا دیا۔

بقولِ رضا بریلوی ؎

کیا پرستش اور رجا بھی سگ بے ہنر کی ہے۔

وَعَمَّ بِالْخَیْرِ جَمِیْعَ الْاَنَامْ

اور تمام لوگوں پر خیر و برکت کی عام بارش کی۔

یَا صَفْوَۃَ الرَّحْمٰنِ یَا شَافِعًا فِیْ کُلِّ عَاصٍ بِذُنُوْبٍ عِظَامْ

اے خدائے رحمٰن کے برگزیدہ رسول اے شفاعت فرمانیوالے ہر گناہگار کے بڑے بڑے گناہوں کی

یَزْدَحِمُ النَّاسُ عَلٰی بَابِکُمْ وَالْمُنْہَلِ الْعَذْبِ کَثِیْرُ الزِّحَامْ

آپ کے دروازے اور چشمۂ شیریں پر پیاسے لوگوں کا مجمع لگا ہے۔

ایک سو ساتواں لطیفہ ۱۰۷

سلیمان بن سحیم سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ! یہ لوگ آپ کی بارگاہ میں آتے اور سلام عرض کرتے ہیں کیا آپ کو ان کے سلام کا علم ہو جاتا ہے؟ فرمایا ہاں! اور میں انکو اس کا جواب بھی دیتا ہوں اس کو ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے روایت کیا۔

ایک سو آٹھواں لطیفہ ۱۰۸

ابراہیم بن شیبان (شیبان) کہتے ہیں، میں نے حج کیا تو مدینہ طیبہ بھی حاضری دی پس میں قبر شریف کے قریب ہوا، پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں سلام عرض کیا، میں نے حجرۂ مبارک کے اندر سے سرکار کی آواز سنی "وعلیک السلام"۔

ایک سو نواں لطیفہ ۱۰۹

سخاوی نے فرمایا، اور ان سے ملتی جلتی روایت ہم کو سید نور الدین ابو عبد اللہ محمد ابن عبد اللہ والد سید عفیف الدین شریف حسینی الایجی سے متعلق پہنچی ہے کہ وہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے، سلام عرض کیا تو قبر شریف کے اندر سے جواب آیا عَلَیْکَ السَّلَامُ یَا وَلَدِیْ بیٹے تم پر سلام۔

ایک سو دسواں لطیفہ ۱۱۰

میں نے سید محمود کردی کی کتاب "الباقیات الصالحات" میں انہی کا یہ بیان دیکھا ہے کہ انہوں نے حجرۂ مبارک کے پاس کھڑے ہو کر سلام عرض کیا تو باقاعدہ سلام کا جواب انہوں نے سنا حالانکہ اس وقت وہاں کوئی اور نہ تھا، کہتے ہیں میں حجرۂ شریفہ کے اندر داخل ہو کر ادھر ادھر گھومتا رہا مگر مجھے کوئی شخص نظر نہ آیا، اب مجھے یقین ہوا کہ یہ جواب نبی کریم علیہ السلام کی طرف سے تھا، کہتے ہیں ایسا ہی واقعہ مجھے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار کے پاس بھی پیش آیا اور سیدنا حمزہ سید الشہداء رضی اللہ نے مجھے بھی

دیا کہ میں اپنے بیٹے کا نام آنجناب کے نام نامی پر رکھوں چنانچہ میں نے اپنے بیٹے کا نام حمزہ رکھا ہے۔

ایک سو گیارہواں لطیفہ

میں نے سید شبلی کی کتاب المشرع الروی فی السادات بنی علوی میں عارف باللہ سیدی علی بن علوی بن عبداللہ بن احمد بن عیسیٰ علوی المشہور "قسم نورہ" متوفی ۵۲۷ھ رضی اللہ عنہ کے حالات میں دیکھا ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کرتے تھے اور مشکل مسائل پوچھا کرتے تھے تو حضور انکو توضیح و تشریح کے ساتھ بیان فرمایا کرتے تھے اور تشہد وغیرہ میں جب یہ کلمات ادا کرتے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ، تو مصطفٰے علیہ السلام کا جواب ان الفاظ میں سنتے وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا شَيْخُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ بسا اوقات آپ ان الفاظ کو بار بار ادا کرتے، پوچھا جاتا، آپ ان الفاظ کی تکرار کیوں کرتے ہیں؟ تو کہتے اس لئے تاکہ سرکار کا جواب بار بار سنتا رہوں (اور لطف اندوز ہوتا رہوں)۔

پھر الشبلی لکھتے ہیں، شیخ عبدالوہاب شعرانی نے تنبیہ المغترین میں لکھا کہ میں اس کتاب میں ان لوگوں کے اخلاق کا ذکر کرتا ہوں جو پانچوں وقت کی نماز نبی اکرم علیہ السلام کی اقتداء میں ادا کرتے ہیں، جونہی نماز کا وقت ہوتا ہے سرکار قبر انور میں نماز ادا فرماتے ہیں اور یہ لوگ جب ان الفاظ میں حضور کی بارگاہ میں سلام عرض کرتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ تو سرکار کی طرف سے سلام کا جواب بھی سنتے ہیں۔

میں نے سیدی علی الخواص کو کہتے سنا ہے کہ کسی کو ولایت محمدیہ میں اس وقت تک قدم رکھنے کا حق نہیں جب تک کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خضر اور الیاس علیہما السلام

کے ساتھ جمع نہ ہو جائے اور تمام سچے لوگ اس درجہ پر فائز ہیں لہذا بعض لوگوں کا انکار جن کی آنکھوں پر حجاب پڑے ہیں بے معنی ہے۔

سیدی ابوالعباس المرسی رحمہ اللہ اپنے ساتھیوں سے فرمایا کرتے تھے کیا تم میں کوئی ایسا ہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کسی کام کا ارادہ کرے تو اس کے ظہور سے پہلے ہی اسے معلوم ہو جائے؟ وہ کہتے نہیں، پھر فرماتے کیا تم میں کوئی ایسا ہے کہ جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز میں سلام بھیجے تو سرکار کی طرف سے باذنہٖ تعالیٰ اس کا جواب سنے؟ وہ کہتے نہیں! پھر فرماتے تم کردان دلوں پر جو اللہ تعالیٰ اور رسول پاک سے محجوب ہیں، پھر فرماتے خدا کی قسم! رات اور دن میں لمحہ بھر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانی شکل نگاہوں سے اوجھل ہو جائے تو میں اپنے آپ کو فقرا میں شمار نہیں کرتا۔

امام شعرانی فرماتے ہیں: لیکن فقرا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیضان حاصل کرنے اور روضۂ اقدس سے سلام کا جواب سننے کے درمیان بھی ایک کم لاکھ مقامات ہیں پس جو شخص اس مقام کا دعویٰ کرے ہم اس سے ان تمام مقامات کا مطالبہ کرتے ہیں جب ہم دیکھیں کہ وہ ان تمام مقامات کو نہیں پہچانتا تو ہم اس کو جھوٹا گردانتے ہیں الخ ملخصاً۔

ایک سو بارہواں لطیفہ

ابن بشکوال نے محمد بن حرب الباہلی سے روایت کیا کہ میں مدینہ منورہ گیا پس روضۂ اقدس پر حاضر ہوا، کیا دیکھتا ہوں کہ اونٹ پر سوار ایک اعرابی آیا، وہ نیچے اترا، اونٹ کو باندھا اور روضۂ رسول پر حاضری دی اور بہترین طریقے سے صلوٰۃ وسلام عرض کیا اور بڑے خوبصورت انداز سے دعا مانگی، پھر کہنے لگا یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان! اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی وحی سے مخصوص فرمایا اور آپ پر ایسی کتاب نازل فرمائی جس میں آپ کی

خالقِ اولین و آخرین کے علوم جمع فرمائے اور اس نے اپنی کتاب میں یہ حق پر مبنی اعلان فرمایا ہے :۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔

"اگر وہ لوگ، جب اپنے اوپر ظلم کر بیٹھیں تمہارے حضور حاضر ہوں، پھر اللہ سے بخشش مانگیں اور رسولِ پاک بھی ان کے لیے بخشش کی سفارش کریں تو ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا مہربان پائیں"۔

اب میں آپ کی خدمت میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوا آیا ہوں اور رب تعالیٰ کی بارگاہ میں آپکی اس شفاعت کا خواستگار ہوں جس کا اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ فرمایا ہے، پھر اس نے قبرِ انور کی طرف رخ کر کے یہ اشعار پڑھے ؎

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُهٗ

اے بہتران تمام لوگوں میں جن کی ہڈیاں ہموار زمین میں مدفون ہیں ! !

فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ

پس مہک اٹھے ان کی خوشبو سے ہموار زمین اور ٹیلے

اَنْتَ الَّذِیْ تُرْتَجٰی شَفَاعَتُهٗ

آپ ہی وہ ہیں جن کی شفاعت کی امید کی جاتی ہے

عِنْدَ الصِّرَاطِ اِذَا مَا زَلَّتِ الْقَدَمُ

پلصراط سے گزرتے وقت جب قدم پھسلنے لگیں

نَفْسِی فِدَاءٌ لِّقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهٗ

میری جان قربان اس قبر پر جس میں آپ آرام فرما ہیں

فَطَابَ بِالطِّیْبِ مِنْھَا الْقَاعُ وَالْاَکَمُ

پس اس کی خوشبو سے ہموار زمین اور ٹیلے مہک اٹھے

(البابلی) کہتے ہیں، پھر وہ شخص اپنے اونٹ پر سوار ہو کر چل پڑا اور مجھے ذرہ بھی شک نہیں کہ وہ شخص بخشا ہوا لوٹا۔

ایسی روایت امام بیہقی نے شعب الایمان میں اور اسی کے قریب العتبی کی مشہور روایت ہے جسے میں نے اپنی تالیف افضل الصلوات میں ذکر کیا ہے، اس کے آخر میں راوی کا یہ قول بھی ہے "پھر اعرابی چلا گیا، مجھے نیند آگئی، پس میں نے نبی علیہ السلام کو خواب میں دیکھا، آپ نے فرمایا اے عتبی! اعرابی سے ملو اور اسے خوشخبری سناؤ کہ اللہ تعالےٰ نے اس کی مغفرت فرما دی ہے" الخ۔

جامع کتاب فقیر یوسف النبہانی عفا اللہ عنہ کہتا ہے، جب سے مجھے یہ حکایت ملی ہے اور یہ پتہ چلا ہے کہ اس کو کثیر التعداد علماء نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے تو مجھے ان اشعار میں سے مصرع اول کا لفظ "اَعْظُمُہٗ" (سرکار کی ہڈیاں) معنوی عظمت کے شایانِ شان نظر نہیں آیا اور یہ بات بالکل واضح ہے پس میں نے اس میں خفیف سا لفظی تغیر کر کے اصلاح کر دی ہے، اب پہلا شعر یوں پڑھا جائے

یَا خَیْرَ مَنْ عُبِقَتْ بِالْقَاعِ تُرْبَتُہٗ ۔۔۔ فَطَابَ بِالطِّیْبِ الْقَاعُ وَالْاَکَمُ

بہتر اُن تمام لوگوں میں جن کی تُربت نے ٹیلوں میں خوشبو سے مہکا دیا۔ پس اس کی خوشبو سے میدان اور ٹیلے مہک اُٹھے۔

ایک سو تیرہواں لطیفہ ۱۱۳

شرح دلائل الخیرات میں نقل کیا گیا ہے کہ ابو عبداللہ ساحلی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب بغیۃ السالک میں کہا مجھ سے میرے والد رضی اللہ عنہ اور ان سے شیخ ابوالقاسم المرید رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ جب شیخ ابو عمران البردعی مقام مالقہ آئے تو وہاں ان کی ملاقات شیخ ابو علی الخراز سے ہوئی، میں نے ان دونوں کی ضیافت کی دعوت کی لہٰذا میرے مکان پر ہم تینوں جمع ہو گئے، ابوالقاسم جو والد صاحب کے پاس رہتے تھے زکام کے دائمی مریض

بھیجے یہاں تک کہ زکام نے ان کا ناک بند کر رکھا تھا، پس شیخ ابو عمران نے شیخ ابو علی سے کہا، اے ابو علی! انہیں آٹھ سال ہو چکے، بتاؤ درود و سلام نے تمہارے اندر کیا اثر کیا؟ انہوں نے کہا، جناب! میرے پاس فلاں فلاں نیکی کا اضافہ ہوا ہے، شیخ ابو عمران نے کہا، یہ اثر تو بچوں پر بھی ظاہر ہو جاتا ہے، نبی علیہ السلام کے حوالے سے ایسی معمولی باتیں قابل ذکر نہیں ہوتیں پھر کہا، شیخ ابو القاسم کے والد کی ہتھیلی پر دم کیجئے، کہنے میں اس پر ابو علی نے میرے والد کی ہتھیلی پر دم کیا، ان کے دم سے کستوری کی خوشبو آنے لگی لیکن اس میں ضعف نمایاں تھا، پھر شیخ ابو عمران نے میرے والد کی ہتھیلی پر پھونک ماری، ابو القاسم کہتے ہیں خدا کی قسم! کستوری کی اس خوشبو نے میرے والد کے نتھنے کھول دیئے یہاں تک کہ میں نے فوری طور پر ان کی صحت و عافیت کا نظارہ کیا ان کے ناک سے (بیماری کا) خون بہ نکلا، میرا سارا مکان خوشبو سے مہک اٹھا یہاں تک کہ اوس پڑوس تک بھی پھیل گئی کہتے ہیں، پھر شیخ ابو عمران نے کہا، کیا اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ گمان ہے کہ انہوں نے ہی سرکار کے فیض سے کامرانی حاصل کی ہے اور ہم لوگ اس سے محروم ہیں؟ بخدا اس مسئلہ میں ہم ان کی مزاحمت کریں گے یہاں تک کہ انہیں معلوم ہو جائے کہ ان کے اخلاف ایسے لوگ ہیں جو نبی علیہ السلام پر درود و سلام پڑھتے ہیں (لہٰذا وہ آپ کے فیض سے محروم کیسے رہ سکتے ہیں؟ رہی ان کی فضیلت صحبت! سو ہمیں ان کا کوئی شریک نہیں) مترجم

ایک سو چودہواں لطیفہ[۱۱۴]

الرصاع نے تحفۃ الاخیار میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہ جس مجلس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھا جاتا ہے اس میں ایک عمدہ خوشبو محسوس کی جاتی ہے جو آسمان تک پہنچ جاتی ہے پس فرشتے کہتے ہیں یہ وہ مجلس ہے جس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا گیا ہے" حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض محبین نے

کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صاف ستھروں میں سب سے بڑھ کر صاف ستھرے اور پاکوں میں سب سے بڑھ کر پاک تھے، پس جب آپ کا ذکر کثرت سے کیا جائے اور آپ پر درود و سلام زیادہ پڑھا جائے تو مجلس سرکار کے ذکر سے مہک اٹھتی ہے اور اولیاء اللہ جو خرقِ عادت کے طور پر زمین و آسمان کا مشاہدہ کرتے ہیں بسا اوقات اپنی روحانیت سے اس مجلس کی خوشبو اسی طرح محسوس کر لیتے ہیں جس طرح ملائکہ اور بعض صالحین جب اللہ تعالٰی اور رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے تو ان کے سینے سے ایسی خوشبو نکلتی جو کستوری اور عنبر سے بڑھ کر ہوتی۔

ایک اور بزرگ صبح صادق کے وقت جنت کی خوشبو محسوس کرتے اور اسی علامت سے وہ اپنے ساتھیوں کو صبح صادق ہونے کی خبر دیتے تھے، اور اگر ہماری آنکھوں سے اور دلوں سے پردے اٹھ جائیں تو ہم بھی ان حالات و مشاہدات کو دیکھ سکتے ہیں لیکن مریض پر جب آفت نازل ہو چکی ہو یا مصیبت پڑ چکی ہو تو اس کا مزاج ہی بدل جاتا ہے اب اس کو خشکی کڑواہٹ محسوس ہوتی ہے وہ اس کے منہ میں ہوتی ہے، پانی میں نہیں، اسی طرح اسمِ اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی خوشبو کو محسوس کرنے میں جو کچھ مانع ہے وہ تمہاری طرف سے ہے اور باعثِ حجاب تم خود ہو۔

اور ایک بزرگ تھے جب قرآن مجید پڑھتے تو منہ میں شکر سے زیادہ مٹھاس محسوس کرتے اور جب تلاوت قرآن ختم کر لیتے تو منہ سے مٹھاس بھی ختم ہو جاتی، اللہ تعالٰی آپ کو اور ہم سب کو اپنے فضل و کرم سے ان لوگوں میں سے کر دے جنہیں اس کے ذکر اور اس کے محبوب علیہ السلام کا نام لینے سے حلاوت حاصل ہوتی ہے اور یہ مقام اس وقت حاصل ہو سکتا ہے جب دل صاف ہو جائے اور اسے اپنے رب کی حضوری حاصل ہو جائے محبت سچی ہو، رجوع الی اللہ ہو اور ان آفات سے حفاظت ہو جائے اور جو ادراکات سے مانع ہوتی ہیں کیونکہ زکام کا مریض لذیذ چیزوں کے ذائقے سے ناآشنا اور اندھا چمکتی دھوپ

سے بے خبر ہوتا ہے۔

الرصاع کہتے ہیں، مجھے ایک فقیر نے بتلایا کہ اسے غرباء کی میت قبر میں اتارنے کا بہت شوق تھا کہا کہ ایک دن ایک غریب کو سپردِ خاک کرنے کے لئے قبر میں اترا اور اس کے غریب الوطنی میں سپردِ خاک ہونے کے خیال سے مجھ پر ایسی رقت طاری ہو گئی کہ ایسی مجھ پر کبھی کسی کی وجہ سے طاری نہیں ہوئی اور مجھے اس سے اتنا انس ہو گیا جتنا کسی سے کبھی نہ ہوا اور یہ واقعہ مغرب کے وقت پیش آیا، جب میں گھر لوٹا تو گھر والوں نے مجھ سے عمدہ خوشبو محسوس کی اور ان کو اس پر بہت تعجب ہوا حالانکہ خود مجھے کوئی خوشبو نہیں آرہی تھی، کہتے ہیں گھر والوں کو میرے کپڑوں میں سے تھوڑی سی مٹی مل گئی وہ اسکی خوشبو سونگھ کر اور متعجب ہوئے، انہوں نے کہا یہ تو کستوری سے بھی بہتر مشک ہے حالانکہ مجھے کچھ بھی پتہ نہ چلا، میں نے ان سے کہا، بیشک وہ شخص اولیاء اللہ میں سے تھا اور اس کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ تھی اگر میں اہلِ ادراک میں سے ہوتا تو یقیناً اسے سونگھ کر محسوس کر لیتا۔

اس شخص نے میری بات سن کر عبرت حاصل کی اور رو پڑا، اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ہمارے دلوں کو منور فرمائے اور اپنی مہربانی سے ہماری آنکھوں سے پردے ہٹا دے اور اپنے حبیب پاک پر درود وسلام پڑھنا ہی ہماری غریب الوطنی کا مونس بنائے اور ہماری تکلیف انکی محبت میں سرشار فرما کر دور کرے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

ایک سو پندرہواں لطیفہ ۱۱۵

سیدی احمد الصاوی نے القطب الدردیر کی کتاب "صلوٰۃ القطب" کی شرح میں یہ بات ذکر کی کہ دلائل الخیرات کی وجہ تالیف یہ ہے کہ دلائل الخیرات کے مولف سیدی محمد بن سلیمان الجزولی نماز کے وقت وضو کرنے کھڑے ہوئے لیکن ان کے پاس کنویں سے پانی نکالنے کے لئے کوئی چیز نہ تھی، اسی اثناء میں بلندی سے انکو ایک لڑکی نے دیکھ لیا، پوچھا آپ کون ہیں؟

آپ نے اس کو صورتِ حال سے آگاہ کیا، وہ کہنے لگی، آپ ہی وہ بزرگ ہیں جن کی مدح سرائی کی جاتی ہے؟ اور آپ حیران کھڑے ہیں کہ کنویں سے پانی کیسے نکال لائیں، یہ کہہ کر اس نے کنویں میں تھوک دیا، پھر کیا تھا، پانی جوش مار کر کنویں کے منہ پر آگیا، شیخ نے وضو سے فارغ ہو کر فرمایا، میں تجھے قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تو اس مقام پہ کیسے فائز ہوئی؟ وہ بولی، اس ذاتِ اقدس پر کثرت سے درود و سلام کی وجہ سے جو ویران کھنڈروں میں چلتے تو وحشی جانوران کے دامن سے لپٹ جایا کرتے تھے صلی اللہ علیہ وسلم اب شیخ نے قسم کھالی کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کے موضوع پر ضرور کتاب لکھیں گے۔

ایک سو سولہواں لطیفہ ۱۱۶

شفاء الاسقام میں ایک شخص کے متعلق لکھا ہے کہ جب وہ نبی علیہ السلام کا ذکر سنتا تو درود و سلام بھیجنے میں بخل کرتا پس مرنے سے پہلے اس کی زبان گنگ اور آنکھ اندھی ہو گئی اور نزع کے وقت حمام کی راکھ میں گر گیا اور شدتِ پیاس سے وہیں جل لیا پس ہم اپنے نفوس کے شر اور اعمال کی برائیوں سے خدا کی پناہ چاہتے ہیں۔

ایک سو سترہواں لطیفہ ۱۱۷

ابو عبداللہ الرصاع نے اپنی کتاب "تحفۃ الاخیار" میں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث ذکر کی ہے کہ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ کا چہرۂ انور چمک رہا تھا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جیسا میں نے آج آپ کو مسرور دیکھا ہے اور جیسی چمک آج میں نے رخِ انور پر دیکھی ہے ایسا سماں پہلے تو کبھی نہیں دیکھا، فرمایا مسرور کیوں نہ ہوں، چہرے پر چمک کیوں نہ ہو، ابھی ابھی جبریل یہ پیغام سنا گئے ہیں کہ اے محمد! آپ کا جو امتی آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیاں لکھے گا اور اس کے دس گناہ معاف فرمائیگا اور دس درجے بلند فرمائیگا

پھر الرصاع کہنے لگے، میں نے اپنی اس کتاب کی تالیف سے پہلے ایک بستی میں یہ عجیب وغریب خواب دیکھا تھا، گویا میں اہل علم کی ایک بہت بڑی جماعت کے ہمراہ بیٹھا ہوں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک اجنبی خوبصورت شخص جو عام آدمی معلوم ہوتا تھا آیا اور لوگوں کے سامنے بیٹھ گیا، میں نے دیکھا کہ وہ شخص حدیثِ مذکور کی بابت پوچھ رہا ہے، وہ کہنے لگا مجھے ایک حدیث ملی ہے جسے حسن و حسین رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا ہے، اس شخص نے حدیث کا صرف اتنا حصہ بیان کیا ہے حسنین رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خوشدل، بارونق چہرے کے ساتھ ایک ساعت ہمایوں میں دیکھا، وہ شخص کہنے لگا میں ایک عام جاہل آدمی ہوں لیکن میری محبت کی برکت سے اللہ تعالے نے مجھے تعبیرِ مقصد کا ملکہ عطا فرمایا ہے اب میں آپ حضرات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حالت کے متعلق پوچھتا ہوں کہ آپ پر خیر و برکت کی یہ جو خصوصی بارش ہو رہی تھی تو اس کا سبب کیا تھا؟ جبکہ آپ کے تمام احوال حسن و خوبی کا شاہکار ہوا کرتے تھے۔

اس سوال کا مختلف لوگوں نے فرداً فرداً اسے جواب دیا اور اہلِ مجلس نے بھی خوب غور و خوض کیا لیکن اسے جواب سے اطمینان نہ ہوا، پھر اس نے میری طرف دیکھا، میں نے اسے خواب میں ہی یہ جواب دیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دو حالتیں ہیں ایک حق تعالے کے ساتھ اور دوسری مخلوق کے ساتھ، حق تعالے کے ساتھ تو آپ کی حالت مناجات کی ہوتی ہے جس سے آپ کا نفسِ شریفہ خوش اور سینۂ اقدس فراخ ہو جاتا ہے چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں جُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ "میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے" اور مخلوق کے ساتھ آپ کی حالت طلب کی ہوتی ہے کہ آپ حق تعالے سے ان کے لئے وہ کچھ مانگتے ہیں جس کے ملنے سے ان کو رضائے الٰہی حاصل ہو جائے اس سے آپ کی آنکھیں ... امت کی طرف سے مسرور و مطمئن ہو جاتی ہے اس جواب کے اس نے

پسند کیا اور مجھے برکت کی دعا دی، پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور میں بیدار ہو گیا۔

جب بیدار ہوا تو مجھے ابو طلحہ کی مذکورہ بالا حدیث یاد آ گئی اور میں نے خواب کی یہ تعبیر کی کہ جبریل علیہ السلام کا نبی علیہ السلام پر درود وسلام کے اس شرف وفضل کو پہنچانا ہی سرکار کے لئے نور عظیم ہے، پس میں نے درود وسلام کے فضائل میں اس خواب کو ذکر کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔

ایک سو اٹھارہواں لطیفہ ۱۱۸

الرصاع نے الاخیار میں ہی اس مضمون کی ایک حدیث ذکر کرنے کے بعد "کہ جو کوئی نبی علیہ السلام پر پانچسو مرتبہ درود بھیجے کبھی محتاج نہ رہے گا" کہا کہ ایک محب مخلص نے جب یہ حدیث سنی، جو غریب تھا، تو اس نے خوش دلی اور خلوص نیت سے نبی علیہ السلام پر عدد مذکور کے برابر درود وسلام بھیجا تو اللہ تعالیٰ نے اسکو اس طور پر غنی فرمایا کہ اس کی سمجھ سے باہر تھا، فرمایا اگر کوئی ایسا شخص ہو جس نے مذکورہ تعداد کے برابر درود شریف پڑھا ہو اور اس کو فقر وفاقہ سے نجات نہ ملی ہو تو اس میں فتور نیت اور خباثت نفس کار فرما ہے، کیونکہ جس کسی نے اپنے طور پر اس کی تحقیق کی اور رب تعالیٰ کا قرب حاصل کیا، کبھی کسی کا محتاج نہ رہا، اگر اس کے پاس دنیوی مال ومنال نہ بھی ہو تو وہ قناعت کی بدولت غنی ہوتا ہے اور یہ وہ خزانہ ہے جو کبھی ختم نہ ہو اور یہ مال سے افضل ہے کیونکہ مال فانی چیز ہے جبکہ قناعت کو فنا نہیں اور یہی وہ صاف ستھری زندگی ہے جس کے بارے میں ارشاد باری ہے:۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۔

"جو مومن مرد یا عورت نیک عمل کرے ہم ضرور اس کو صاف ستھری

زندگی عطا کرتے ہیں"۔

ایک سو انیسواں لطیفہ ۱۱۹

ابو عبداللہ الرصاع نے تحفہ میں فرمایا، ان حکایات میں سے جو حضور خیر الانام علیہ السلام پر درود وسلام کی برکت پر دلالت کرتی ہیں ایک حکایت وہ ہے جسے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک محب نے بیان فرمایا کہ میں نے بغداد میں ایک غریب عیالدار شخص کے متعلق سنا جو بڑا عبادت گذار اور صابر تھا، ایک رات کو وہ نماز پڑھنے کے لئے بیدار ہوا تو اس کے بچے بھوک کی وجہ سے رونے لگے، جب نماز سے فارغ ہوا تو اس نے بیوی بچوں کو پاس بلا کر کہا، تم سب حبیب اللہ علیہ السلام پر درود وسلام بھیجو اور کہا امید کامل ہے کہ اللہ تعالےٰ نبی علیہ السلام پر بھیجے درود وسلام کی برکت سے اپنے فضل وکرم اور جود وعطا سے ہمیں غنی کردے۔

پس یہ تمام لوگ بیٹھ کر درود وسلام پڑھنے لگے یہاں تک کہ ان پر نیند کا غلبہ ہوا، وہ شخص سو گیا، نبی علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوا، سرکار نے فرمایا کل صبح سویرے اگر خدا کو منظور ہوا تو فلاں مجوسی کے گھر جانا، اسے سلام کہنا کہ تیری دعا قبول ہو گئی ہے اور اس سے کہنا کہ محمد ابن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا تیرے نام یہ فرمان ہے کہ جو کچھ اللہ تعالےٰ نے تجھے عطا فرمایا ہے اس میں سے میری مدد کر، کہتے ہیں اس پر وہ شخص جاگ پڑا اور خوشی سے پھولے نہیں سما رہا تھا دل میں کہنے لگا جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا اس نے حق آپ ہی کو دیکھا کیونکہ شیطان انکی شکل اختیار نہیں کرسکتا اور یہ محال ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجھے ایک مجوسی کے پاس بھیجیں اور اسے سلام فرمائیں، پس دوبارہ سو گیا۔

پھر سرکار کی زیارت سے مشرف ہوا، آپ نے دوبارہ وہی پہلے والی بات فرمائی صبح اٹھا، نماز فجر ادا کی اور مجوسی کا گھر تلاش کرنے چل نکلا، وہ شخص (مجوسی) مشہور

دمعروف دولتمند انسان تھا اس کا گھر اسے بتایا گیا، یہ اس کے سامنے جا کھڑا ہوا، اس وقت مجوسی کے سامنے اس محبت سے نوکر چاکر تھے، مجوسی نے اس کو نہ پہچانا اور بولا تمہاری کوئی حاجت ہے؟ اس نے کہا مجھے آپ سے کوئی خاص بات کرنی ہے اس پر مجوسی نے حاضرین کو ہٹ جانے کو کہا۔

اب اس شخص نے مجوسی سے کہا، ہمارے نبی علیہ السلام تجھے سلام کہتے ہیں، مجوسی نے کہا تمہارا نبی کون ہے؟ اس نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اس نے کہا تجھے معلوم نہیں کہ میں مجوسی ہوں؟ اور میں ان کے پیغام کا منکر ہوں، اس نے کہا، میں سب کچھ جانتا ہوں لیکن میں نے سرکار کو دو مرتبہ دیکھا ہے اور حضور مجھے اسی بات کی تاکید فرماتے تھے، مجوسی بولا، کیا خدا کو گواہ مان کر کہتے ہو کہ انہوں نے تمہیں میری طرف بھیجا ہے؟ کہا خدا گواہ ہے، پوچھا انہوں نے کیا فرمایا ہے؟ کہا حضور نے فرمایا ہے کہ اس سے کہو، اللہ کے دیئے سے میری مدد کرو اور یہ کہ دعا قبول ہو گئی ہے، مجوسی نے پوچھا نہیں کچھ معلوم ہے کہ دعا کیا ہے؟ کہا مجھے کچھ معلوم نہیں!

مجوسی نے کہا اندر آؤ تاکہ میں تمہیں بتاؤں! کہا میں اس مجوسی کے ہمراہ مکان کی چھت پر چلا گیا، مجوسی نے مجھ سے کہا، اپنا ہاتھ بڑھایئے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور نہ محمد اللہ کے رسول ہیں)۔

یہ کہہ کر وہ مسلمان ہو گیا اور بہت اچھا مسلمان اور اس نے اپنے حاشیہ نشینوں کو بلا کر کہا تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ میں گمراہ تھا اب اللہ تعالیٰ نے میری رہنمائی فرمائی ہے اور میں نے اسے قبول کر لیا ہے، میں تصدیق کرتا اور ایمان لاتا ہوں اللہ سبحانہ پر اور اس کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، اب تم میں سے جو ایمان لائے اس کے ہاتھ میں جو کچھ ہے حلال ہے اور جو رہ گیا وہ مجھے میرا مال دے دے اور میری اس کی آشنائی ختم، اب ایک

مخلوق تو اس کے نوکر تاجروں کی تھی جن میں سے اکثر ایمان لے آئے اور کچھ چھوڑ گئے وہ اس کے پاس اس کا مال لے آئے، پھر اس نے اپنے بیٹے کو آواز دے کر بلایا اور کہا بیٹا! میں نے اسلام کی ہدایت پائی ہے اور مسلمان ہو گیا ہوں، اگر تو مسلمان ہو جائے تو میرا اور میرے پاس اور اگر اپنے پہلے دین پر رہے تو میں تجھ سے بری بیٹے نے کہا ابا جی! میں آپکی مخالفت نہیں کر سکتا اور میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، پھر اس نے اپنی بیٹی کو آواز دی جو مجوسی مذہب کے مطابق اپنے بھائی سے بیاہی ہوئی تھی پس اس نے اسے بھی وہی کچھ کہا جو بیٹے کو کہہ چکا تھا، وہ بولی ابا جی! میں شادی کی پہلی رات سے ہی میں اپنے بھائی کے ساتھ خلوت کو ناپسند کرتی تھی اور میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اس پر اسے بے انتہا خوشی ہوئی۔

پھر وہ کہنے لگا، میں تمہیں اس دعا کا واقعہ بتاؤں جس کا ذکر تم نے کیا ہے؟ اور تمہیں وہ سبب بتاؤں جس سے رسول اللہ ہم سے راضی ہوئے؟ اس نے کہا جی ہاں! اس مجوسی نے (جو اب مسلمان ہو چکا تھا) کہا جب میں نے اپنی لڑکی کی شادی اس کے بھائی سے کی تو بہت بڑے کھانے کا اہتمام کیا جس سے شہری اور دیہاتی سب نے اپنا اپنا حصہ پایا اور کھائے بغیر کوئی نہ رہا، جب لوگ کھانا کھا کر چلے گئے تو مجھے تھکاوٹ محسوس ہوئی، میں آرام کرنے کے لئے فرش پر لیٹ گیا، میرے سامنے ایک بیوہ عورت تھی اس کے ہمراہ چھوٹی چھوٹی بچیاں تھیں، وہ کہہ رہی تھیں کہ ہم حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی اولاد میں سے ہیں، میں نے سنا، ان میں سے ایک اپنی ماں سے کہنے لگی، اماں جی! آپ نے دیکھا نہیں اس مجوسی نے گزری رات کیا کیا؟ اس نے ہمارے دل میں کھانے کی خواہش بیدار کر دی جبکہ ہم بھوکے اور فقر و فاقہ کا شکار

تھے، اللہ اس کو ہماری طرف سے بہتر جزا نہ دے، کہا جب میں نے یہ بات سنی تو میرا دل پھٹنے لگا اور میں سخت مغموم ہو گیا اور میں جلدی جلدی گھر گیا، بہت سا سامانِ خورد و نوش ہمراہ لیا، ان کی تعداد پوچھی تو مجھے بتایا گیا کہ تین بیٹیاں اور ایک انکی ماں میں نے ان کے لئے چار سو ٹکٹے اور بہت سی اشیائے ضرورت روانہ کیں اور خود اپنے گھر آ گیا۔

میرا بھیجا ہوا سامان جب ان کے پاس پہنچا تو وہ بہت خوش ہوئیں اور کہنے لگیں اماں جی! ہم یہ کیسے کھائیں اس کا کھانا کیسے کھائیں؟ یہ تو مجوسی ہے، ماں نے کہا، اللہ کے رزق سے کھاؤ، یہ روزی اللہ نے تمہاری طرف بھیجی ہے اور وہ یہی کہے جا رہی تھیں، ماں جی! ہم یہ کھانا نہیں کھائیں گی کیونکہ وہ شخص مجوسی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالٰی اس شخص کے دل میں اسلام اور ہمارے جدِ امجد علیہ السلام کی شفاعت سے جنت میں داخل ہونے کی رغبت پیدا کر دے اب وہ اللہ تعالٰی سے دعا مانگ رہی تھیں اور ماں ان کی دعا پر آمین کہتی جاتی تھی۔

یہ ہے وہ دعا جس کی خبر سرکار نے تجھے اور خوشخبری مجھے سنائی اب میں تیرے ساتھ پورا پورا تعاون کروں گا اور جب میں نے اپنی بیٹی اپنے بیٹے کو بیاہ کر دی تھی تو اپنا مال بھی تقسیم کر کے نصف انہیں دے دیا تھا اور نصف اپنے پاس رکھ لیا تھا اب چونکہ اسلام نے ان کے درمیان تفریق کر دی ہے تو میں نے تجھے ان کے قائم مقام ٹھہرا لیا ہے، سو یہ مال اب تیرا ہے اس سے اپنے اہل و عیال کی مدد کر۔

ایک سو بیسواں لطیفہ ۱۲۰

الرصاع نے اپنے تحفہ میں درود و سلام کے فضائل کے سلسلہ میں یہ حکایت بھی نقل کی ہے کہ بغداد کا ایک بہت مالدار، امیر کبیر شخص خشکی اور سمندر میں (تجارتی) سفر کرتا تھا یہاں تک کہ گردشِ دوراں نے اس کے احوال درہم برہم کر دیئے اس کا تمام مال و دولت تباہ

ہوگیا اور وہ لوگوں کے قرض کے بوجھ تلے دب گیا، اس کے ہاتھ زمین سے لگ گئے اور فرائض کی بجا آوری سے بھی قاصر رہنے لگا، ایک قرض خواہ کا اس سے آمنا سامنا ہوگیا اس کا اس پر پانچ سو روپے قرض تھا، اس نے مانگا مگر کچھ نہ پایا، اس پر وہ کہنے لگا، ہم نے تم سے وفا کی لیکن تمہاری طرف سے وفا نہ دیکھی۔

اس پر مقروض نے کہا، میں تجھ سے اللہ کے نام پر سوال کرتا ہوں کہ مجھے رسوا نہ کرنا میں مقروض ہوں اور مجھ پر تیرے علاوہ دوسروں کا بھی قرض ہے، لوگ مجھ پر دباؤ ڈالتے ہیں مگر بخدا! میرے پاس کچھ نہیں، میں حلف اٹھانے کو تیار ہوں، اس نے اسے قاضی کے سامنے جا کھڑا کیا، اس نے وہاں بھی اقرار کیا، قاضی نے کہا اس کا مال دو! وہ کہنے لگا میرے پاس کچھ نہیں، قاضی نے کہا، کوئی معتبر ضامن لازمی ہے یا تجھے قید خانے میں ڈال دیا جائے گا، یہ اس کے ہمراہ باہر آیا مگر کوئی قابلِ اعتبار ضامن نہ ملا، سرکاری ملازم نے کہا، قاضی کے فیصلے کے مطابق تجھے قید میں ڈالنا ضروری ہوگیا ہے اس شخص نے قرض خواہ سے رعایت مانگی اور خدائے بزرگ کے نام پر سوال کیا کہ اسے اس رات چھوڑ دے تاکہ وہ اپنے بچوں کے ہمراہ آخری رات گزار سکے اور یہ کہ صبح سویرے وہ خود اس کے پاس حاضر ہو جائے گا اور قید خانے میں چلا جائے گا اور وہیں اس کی خبر بنے گی الا یہ کہ اللہ سبحانہ اس پر کرم کر دے اور مصیبت دور فرما دے اور یہ بھی کہا کہ اس رات کے میرے ضامن محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے اس پر قرض خواہ نے کہا مجھے منظور ہے۔

وہ شخص زبیدی مغموم، پریشان اور دل برداشتہ ہو کر اپنے گھر کو چلا گیا، بیوی نے پوچھا، کیا حالت بنا رکھی ہے؟ اور آج دن بھر کہاں رہے ہو؟ اس نے سارا ماجرا کہہ سنایا، قرض خواہ کی سختی، قید کا حکم، اس نے یہ بھی بتایا کہ میں نے قرض خواہ سے اللہ کا واسطہ دیکر آج رات گھر بسر کرنے اور الوداع کہہ کر صبح سویرے واپس

اُسنے کا وعدہ کر کے آیا ہوں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر ضامن بنایا ہے تب کہیں اس نے مجھے چھوڑا اور میں آیا، بیوی بولی، فکر نہ کریں جس کے ضامن رسول اللہ ہوں وہ کیوں مغموم رہے۔

اب سوتے وقت اس نے نبی علیہ السلام پر درود وسلام بھیجا یہاں تک کہ اس کی آنکھ لگ گئی، خواب میں نبی علیہ السلام کا دیدار ہوا، سرکار نے فرمایا بشارت ہو صبح سویرے بادشاہ کے وزیر کے پاس جا کر کہنا، تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام فرماتے ہیں اور تجھے حکم دیتے ہیں کہ میری طرف سے قرضہ جو کہ پانچ سو دینار ہیں ادا کرو جس کے سبب سے قاضی نے مجھے قید کرنے کا حکم سنایا ہے اور میں تو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضمانت پر نکلا ہوں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ایک نشانی بھی بتائی ہے وہ یہ کہ تم ہر رات حضور علیہ السلام پر ایک ہزار مرتبہ درود و سلام بھیجتے ہو، گذشتہ رات تم گنتی میں بھول گئے اور تمہیں شک گزرا کہ نہ جانے گنتی پوری ہوئی یا نہیں حالانکہ فی الواقع گنتی پوری تھی۔

کہا کہ اس پر وہ آدمی خوشی خوشی بیدار ہو گیا، پھر جب وہ نمازِ فجر سے فارغ ہو کر وزیر کی طرف چلا، دیکھتا کیا ہے کہ وزیر اپنے گھر کے دروازے پر کھڑا ہے اور سواری کا جانور سامنے ہے، اس نے وزیر کو سلام کیا اور کہا کہ مجھے تمہارے پاس بھیجا گیا ہے، اس نے کہا تمہیں کس نے بھیجا ہے، کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، اور حضور نے یہ بھی فرمایا ہے کہ تم میری طرف سے قرض ادا کرو جو اتنا اتنا ہے، نشانی یہ ہے کہ تم ہر رات مجھ پر ہزار مرتبہ درود بھیجتے ہو، گذشتہ رات تم بھول گئے اور تمہیں شک گزرا کہ تعداد مکمل ہوئی ہے یا نہیں تا آنکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہاری تعداد مکمل ہے۔

وزیر نے جب یہ بات سنی تو اس پر اس کی سچائی ظاہر ہو گئی، وزیر اندر گیا اور

اس کو بھی گھر کے اندر آنے کو کہا، وزیر نے کہا، ذرا اپنی بات پھر دہراؤ، اس نے اس کے روبرو پھر وہی بات دہرائی۔

وزیر بہت خوش ہوا اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، یہ بسبب عظمتِ رسول کے لئے تھا اور کہا مرحبا اے قاصدِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسے پانچ سو دینار ادائیگی قرض، پانسو دینار اہل وعیال کے لئے مزید پانسو دینار گھریلو اخراجات کے لئے، پانسو دینار خوشخبری سنانے کے، پانسو دینار سچا خواب بیان کرنے کے۔ اب خواب دیکھنے والا شخص خوشی خوشی گھر لوٹا، پانسو دینار گنے اور قرض خواہ کی طرف چل پڑا اور اس کو قاضی کے پاس چلنے کو کہا، وہاں پہنچا تو قاضی نے کھڑے ہو کر سلام کیا اور کہا، نبی علیہ السلام نے مجھے خواب میں حکم دیا ہے کہ یہ قرض میں تمہاری طرف سے خود ادا کر دوں، علاوہ ازیں میرے مال سے اتنی ہی مزید رقم تمہیں دی جائے گی، اس پر قرض خواہ نے کہا، میں تمہیں گواہ بنا کر سارا قرض بھی چھوڑتا ہوں اور اپنی گرہ سے مزید اتنی ہی رقم دیتا ہوں کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو میں نے خواب میں دیکھا ہے اور آپ نے مجھے یہی وصیت فرمائی ہے۔

اب یہ شخص اس حال میں لوٹا کہ چار ہزار دینار کا مالک تھا، یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کی برکت اور ثمرہ ہے۔

ایک سو اکیسواں لطیفہ ۱۲۱

ابو عبداللہ الرصاع نے ہی اپنے تحفہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کے فضائل کے سلسلہ میں شیخ ابوالحسن بن حارث اللیثی رحمہ اللہ کی یہ حکایت نقل کی ہے، یہ بزرگ خدمتِ (دین) نبوی اور درود وسلام میں منہمک رہا کرتے تھے، ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مجھ پر تنگدستی اور غربت کے دن آ گئے یہاں تک کہ میرے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز نہ رہی، عید سر پر آ گئی مگر ہم بدستور تہی دست تھے، عید کی رات

آگئی مگر ہمارے پاس کھانے یا پہننے کو کچھ نہ تھا، وہ رات ہم نے شدید تکلیف میں گزاری رات کا کچھ وقت ہی گزرا ہوگا کہ ہمارے دروازے پر زور زور سے دستک ہوئی دروازے کے باہر شور وغل تھا، ہم نے دروازہ جو کھولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ کچھ لوگ ہیں جن کے ہاتھوں میں شمعیں فروزاں ہیں، ان میں فلاں کا بیٹا (نام تدارد) بھی تھا جو اپنے وقت کے خاص لوگوں میں سے تھا، وہ ہمارے گھر داخل ہوا ایسے وقت میں اس کی آمد سے ہمیں حیرانی ہوئی، اس نے کہا کہ تمہارے پاس میرے آنے کا سبب یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے، آپ نے فرمایا، اس وقت ابوالحسن اور اس کے بچے سخت فقر و فاقہ اور پریشانی کا شکار ہیں لہذا اللہ کے دیئے سے جتنا کچھ ہو سکے اس کے پاس لے کر جاؤ تاکہ وہ بچوں کے لئے پوشاک اور خورد و نوش کا بندوبست کر سکے تاکہ عید کے موقع پر وہ بھی خوش و خرم ہوں، میں اٹھا اور یہ کپڑے اور سامان خورد و نوش ہمراہ لایا ہوں، دو درزی بھی میرے ساتھ ہیں۔

یہ کہہ کر اس نے درزیوں کو ناپ لے کر کپڑے سینے کا حکم دیا، کہا کہ پہلے بچوں کے کپڑے سینا کہ بچوں میں صبر نہیں ہوتا، بڑے صبر کرلیں گے، درزی صبح تک وہیں بیٹھے بیٹھے کپڑے سیتے رہے اب گھر والوں کو جو خوشی ہوئی وہ اس کے وہم و خیال سے بھی بالاتر تھی۔

غریبوں کا ماویٰ، ضعیفوں کا ملجا — یتیموں کا والی، غلاموں کا مولا

ایک سو بائیسواں ۱۲۲ لطیفہ — اونٹ کا درود پڑھنا

محمد بن اسمٰعیل الطاکی نے اپنی کتاب مطلع الانوار فی الصلوٰۃ علی النبی المختار میں ابن بشکوال کی کتاب القربۃ سے ابو علی الصدفی کی زبانی عبداللہ الروزبادی کی یہ حکایت نقل کی ہے کہ میں جنگل میں تھا، پس اونٹ

پھسلا، میرے منہ سے لفظِ اَللہ نکلا، اونٹ نے کہا اَللّٰہُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ۔

ایک سو تیئسواں لطیفہ ۱۲۳ | وزنِ شعری ترک ہو سکتا ہے مگر درود شریف ترک نہیں کیا جا سکتا!

ابن بشکوال نے محمد بن فرج الفقیہہ کا واقعہ بیان کیا ہے کہ وہ جب حضرتِ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا یہ شعر پڑھتے ؎

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا فَاَجَبْتُ عَنْهُ　　وَعِنْدَ اللّٰهِ فِيْ ذَالِكَ الْجَزَاءُ

"(اے دشمنِ رسول) تو نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی برائی کی ہے میں نے اس کا جواب دیا اور اس سلسلہ میں جزائے خیر تو اللہ ہی کے پاس ہے۔"

تو اسمِ اقدس کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم کا اضافہ کر دیتے تھے، ان سے کہا جاتا کہ اس طرح تو وزنِ شعری برقرار نہیں رہتا تو جواب میں کہتے ہیں وزنِ شعری کی رعایت کرتے ہوئے درود شریف نہیں چھوڑ سکتا۔

اس پر ابن بشکوال نے یہ تبصرہ کیا کہ اللہ ان پر رحم فرمائے ان کا طرزِ عمل مجھے بہت پسند تھا، اللہ ان کو اس نیک نیتی کا صلہ عطا فرمائے!

ایک سو چوبیسواں لطیفہ ۱۲۴ | ابو محمد کنیت رکھ کر درود شریف پڑھنا!

حافظ سخاوی کہتے ہیں، ایک عجیب نکتہ وہ ہے جسے الخطیب نے اپنی جامع میں بہ طریق الفربری عن علی بن حشرم نقل کیا ہے کہ میں نے الفضل بن موسیٰ کو ایک شخص سے پوچھتے سنا، تمہاری کنیت کیا ہے؟ اس نے کہا ابو محمد صلی اللہ علیہ وسلم!

الفضل نے کہا، تیرا برا ہو، تو نے نبی علیہ السلام کا درود غیر محل میں استعمال کر دیا الخ

اس کتاب کا جامع فقیر یوسف نبہانی کہتا ہے کہ اس نیک شخص کے متعلق حسنِ ظن کا تقاضا ہے کہ یہ توجیہہ کی جائے کہ جب اس نے اپنی کنیت میں اپنے بیٹے کا نام محمد ذکر کیا تو اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یاد آ گئے پس اس نے سرکار پر درود بھیج دیا، اب صلی اللہ علیہ وسلم میں ضمیر مجرور (علیہ) محمد بمعنی نبی علیہ السلام کی طرف راجع ہو گی، پس یہ صنعتِ استخدام کے قبیل سے ہو گا جس کا مطلب یہ ہے کہ لفظِ صریح سے ایک معنی مراد لیا جائے اور اسی لفظِ صریح کی طرف لوٹنے والی ضمیر سے دوسرا معنی مراد لے لیا جائے پس اب نبی علیہ السلام پر درود و سلام غیر محل میں نہ ہوا، دراصل اس شخص کا یہ فعل نبی علیہ السلام پر درود و سلام کی شدید محبت کی بنا پر تھا، وہ چاہتا تھا کہ جب بھی اسم گرامی مذکور ہو، درود و سلام پڑھا جائے، یہ بھی ممکن ہے کہ وہ لمحہ بھر خاموش رہا ہو ابو محمد کہہ کر اور پھر صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر اپنے بیٹے پر نہیں بلکہ نبی علیہ السلام پر درود بھیجنے لگا ہو اسی قاعدے کے ماتحت جس کی تقریر میں ابھی کر چکا ہوں (صنعتِ استخدام) واللہ اعلم۔

ایک سو پچیسواں لطیفہ ۱۲۵ — حضور پر درود اور صحابہ پر تبرا

شفاء الاسقام ہی میں ابو علی الفطان رحمہ اللہ کی یہ حکایت بیان کی گئی ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ الکرخ کی جامع الشرقیہ میں داخل ہوا، مسجد میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ کے ہمراہ دو آدمی اور بھی تھے جنہیں میں نہیں جانتا میں نے سرکار کی خدمت میں سلام عرض کیا مگر آپ نے کوئی جواب نہ دیا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ پر شب و روز اتنی اتنی مرتبہ درود و سلام بھیجتا ہوں، اور

آج مجھے جوابِ سلام سے محروم کر دیا گیا؟ فرمایا مجھ پر درود بھیجتے ہو اور میرے صحابہ پر تبرا کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کے دستِ اقدس پر توبہ کرتا ہوں۔ آئندہ ایسا نہیں کرونگا، اب سرکار علیہ السلام نے فرمایا

وَعَلَیْکَ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

تنبیہہ: صحابۂ رسول کو برا بھلا کہنے کی مذمت

اس سلسلہ میں چند سبق آموز حکایات و واقعات

ایک شئے سے دوسری شئے یاد آجاتی ہے، آخری لطیفہ کی مناسبت سے مناسب سمجھتا ہوں کہ بعض صحابہ کی مذمت سے متعلق چند حکایات ذکر کر دوں،

امام علامہ ابو عبد اللہ محمد بن نعمان التلمسانی نے اپنی کتاب مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام فی الیقظۃ والمنام میں ابو عبد اللہ المہتدی کی زبانی یہ حکایت نقل کی ہے کہ میں حج بیت اللہ کے دوران ایک شخص سے ملا جس نے مجھے بتایا کہ وہ پانی نہیں پیتا، میں نے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا وہ حرم شریف سے باہر کا باشندہ ہے اور شیعہ مذہب سے تعلق رکھتا ہے کہنے لگا، رات کو جب میں سویا تو دیکھتا کیا ہوں گویا قیامت قائم ہو چکی ہے، لوگ سخت اضطراب، پیاس اور سراسیمگی میں ہیں، مجھے بہت سخت پیاس لگی، میں نبی علیہ السلام کے حوض پر آیا، میں نے دیکھا کہ وہاں حضراتِ ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان ذوالنورین اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم لوگوں کو سیراب فرما رہے ہیں، مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بتایا گیا اور مجھے ان سے محبت بھی تھی اور یہ یقین بھی تھا کہ آنجناب ہمیں سیراب فرمانے

کو پہلے سے موجود ہوں گے، اس بنا پر میں انکی خدمت میں حاضر ہوا کہ مجھے سیراب کریں مگر آپ نے مجھ سے منہ موڑ لیا، پھر میں حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا مگر آپ نے بھی مجھ سے منہ موڑ لیا، پھر میں حضرتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا مگر انہوں نے بھی منہ موڑ لیا، پھر میں حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا انہوں نے بھی رخ موڑ لیا، سچ ہے ے

بخدا، خدا کا یہی ہے در، نہیں اور کوئی مفر مقر !

جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو، جو یہاں نہیں وہ وہاں نہیں

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ہجوم میں کھڑے ہیں، میں حضور کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے سخت پیاس لگی ہے، میں علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کہ وہ مجھے سیراب کریں مگر انہوں نے مجھ سے منہ موڑ لیا، اس پر حضور نے فرمایا، جب تم میرے صحابہ سے بغض رکھتے ہو تو علی تمہیں کیسے سیراب کر سکتے ہیں؟

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میرے لئے توبہ کی گنجائش نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں! توبہ کر و اور مسلمان ہو جاؤ، میں تمہیں ایسا شربت پلاؤں گا کہ پھر کبھی پیاسے نہ ہو گے

پس میں مسلمان ہو گیا اور حضور علیہ السلام کے دستِ اقدس پر توبہ کی۔

اب سرکار نے مجھے ایک پیالہ عطا کیا، میں نے اسے نوش کیا پھر میں بیدار ہو گیا، مجھے بالکل پیاس نہ تھی، ابھی تک بدستور سیراب ہوں جب چاہوں پانی پی لوں اور نہ چاہوں تو نہ پیئوں۔ بقول فاضل بریلوی علیہ الرحمہ ے

ٹھنڈا ٹھنڈا، میٹھا میٹھا   پیتے ہم ہیں پلاتے یہ ہیں

اب میں اپنے گھر والوں کے پاس گیا جن لوگوں نے میرا ساتھ دیا، دیا باقی سب سے اظہار بیزاری کیا۔

ابو عبداللہ بن نعمان نے کہا کہ اس حکایت کی صحت وہ حدیث شاہد عادل

جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے حوض (کوثر) کے چار پائے ہیں، پہلا پایہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہے، دوسرا پایہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ، تیسرا پایہ عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور چوتھا پایہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہے، اب جس کسی کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے محبت ہوئی اور عمر فاروق سے بغض تو اس کو ابوبکر صدیق نہیں پلائیں گے اور جس کسی کو عمر فاروق سے محبت ہو مگر ابوبکر صدیق سے نہ ہو تو عمر فاروق اسکو نہیں پلائیں گے اور جس کو عثمان ذوالنورین سے محبت ہو اور علی المرتضیٰ سے بغض تو عثمان ذوالنورین اس کو نہیں پلائیں گے اور جس کو علی المرتضےٰ سے محبت ہو اور عثمانِ غنی سے بغض تو حضرتِ علی اس کو نہ پلائیں گے اور جس نے ابوبکر کے بارے میں اچھی بات کہی تو اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے عمر فاروق کے بارے میں اچھی بات کہی تو اس نے راستہ واضح کر دیا اور جس نے عثمان غنی سے محبت کی تو اس نے اللہ کے نور سے روشنی حاصل کی اور جس نے علی المرتضےٰ سے محبت کی تو اس نے مضبوط رسی کو تھاما اور جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی تعریف و توصیف کی تو وہ نفاق سے بری ہو گیا اور جس نے ان میں سے کسی کی تنقیص کی وہ بدعتی ہے، سنت اور سلف صالح کا مخالف ہے اور مجھے ڈر ہے کہ اس کا عمل آسمان کی طرف بلند نہیں ہو سکتا تا وقتیکہ وہ ان سے محبّت نہ کرے اور اس کا عقیدہ سلف صالح کے اسی طریق پر استوار نہ ہو جائے اور پہلے پچھلے سب علماء کا اس پر اتفاق ہے۔

شیخین کا گستاخ ذلّت آمیز موت کا شکار ہوا

اور رضوان السمان کہتے ہیں کہ ہمارا ایک پڑوسی تھا جو حضرتِ ابوبکر صدیق،

اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیتا تھا، کہا کہ ہمارے درمیان اس سلسلہ میں کئی بار گفتگو بھی ہوئی، ایک دن میرے سامنے اس نے پھر ان کی شان میں بکواس کیا جس پر ہمارے درمیان تو تکار ہونے لگی اور بات ہاتھا پائی تک جا پہنچی، میں آزردہ و مغموم اپنے گھر آیا اپنے آپ کو ملامت کر رہا تھا، رات کا کھانا کھائے بغیر ہی سو گیا، خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ فلاں شخص جو میرے گھر کا بھی اور بازار کا بھی پڑوسی ہے آپ کے صحابۂ کرام کو برا بھلا کہتا ہے، سرکار نے پوچھا، میرے کس صحابی کو؟ میں نے عرض کیا ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو، حضور نے فرمایا یہ چھری لو اور اسے ذبح کر دو، کہا کہ میں نے چھری ہاتھ میں لی، اس کو زمین پر لٹایا اور ذبح کر دیا، میں نے دیکھا اس کے خون سے میرے ہاتھ لت پت ہیں، میں نے چھری پھینکی اور زمین پر مل کر ہاتھ صاف کرنے لگا۔

پھر میں بیدار ہو گیا تو میں نے اس کے گھر کی طرف سے اس کی آواز سنی، میں نے کہا دیکھو کس کی چیخ و پکار ہے؟ تو لوگوں نے بتایا کہ فلاں شخص اچانک مر گیا ہے صبح اٹھ کر جو میں نے دیکھا تو مقامِ ذبح پر نشانِ موجود تھا۔

شیخین کا دشمن نگاہِ علی میں مردود

شیخ و متقی کئی سال سے حجاز میں سکونت پذیر ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک سال قحط پڑا، میں آٹا خریدنے کے لئے بازار گیا، آٹا بیچنے والے نے مجھ سے رقم لے لی اور کہا شیخین (ابوبکر صدیق، عمر فاروق) پر لعنت بھیجو گے تو آٹا تمہارے ہاتھ بیچوں گا، میں نے اس سے انکار کر دیا تو اس نے مجھے ہنستے ہوئے بار بار یہی پیش کش کی، مجھے اس بات کا بہت صدمہ ہوا، میں نے کہا جو ان دو کو لعنت کرے، اللہ تعالٰی اس پر لعنت

بھیجے، اس پر اس نے میری آنکھ پر تھپڑ رسید کیا، میں مسجد کی طرف لوٹ آیا، آنسو میری آنکھوں سے رواں تھے کہا، کہ میا فارقین کے رہنے والا میرا ایک دوست تھا جو عابد و زاہد تھا ہم دونوں مدینہ منورہ میں کئی سال ایک ساتھ رہ چکے تھے اس نے مجھے دیکھا تو پوچھا، یہ کیا حال بنا رکھا ہے؟ میں نے اس سے سارا ماجرہ کہہ سنایا وہ مجھے لے کر روضۂ اقدس پر جا پہنچا، عرض کیا، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ سرکار! ہم دو مظلوم آپ کی بارگاہ میں حاضر ہیں، ہمارا بدلہ لیں، میرے ساتھی نے بہت آہ و زاری کی، پھر ہم واپس آگئے۔

میں رات کو سو گیا، صبح اٹھا تو آنکھ بالکل تندرست تھی نظر پہلے سے بھی تیز تر، زخم یا ضرب کا نام و نشان نہ تھا، تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ ایک نقاب پوش مسجد کے دروازے سے اندر آیا وہ میرے بارے پوچھ رہا تھا اسے میرے متعلق بتایا گیا، اس نے آکر مجھے سلام کیا اور کہنے لگا، میں تجھے خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ مجھے حرم سے باہر نہ نکلوا! میں ہی وہ شخص ہوں جس نے تجھے تھپڑ رسید کیا تھا میں نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا تجھے یاد ہے نا! جو تو نے میرے ساتھ کیا تھا، وہ کہنے لگا میں (اس حرکت کے بعد) سو گیا تھا، میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرف آتے دیکھا، حضور کے ہمراہ ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہم بھی تھے، میں نے آگے بڑھ کر عرض کیا: السلام علیکم، اس پر علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ نے فرمایا، نہ اللہ تعالیٰ تم پر سلامتی نازل فرمائے نہ تم سے راضی ہو، کیا میں نے تجھے حکم دیا تھا کہ شیخین (صدیق و فاروق) کو لعنت کرو؟ یہ فرما کر حضرت علی نے اپنی انگلیاں ڈال کر میری آنکھیں پھوڑ دیں، اس پر میں بیدار ہو گیا، میں اللہ تعالےٰ سے توبہ کرتا ہوں اور تجھ سے اپنے جرم کی معافی کا خواستگار ہوں، میں نے جب اس کی بات سنی تو کہہ دیا، جاؤ! میری طرف سے

حرم میں رہ سکتے ہو۔

صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کے دشمن کا سر قلم

علماء اور حفاظ کی ایک جماعت نے یہ واقعہ بیان کیا ہے، الفاظ میں تھوڑے اختلاف ہے مگر معنی سب کا ایک ہے کہ ایک شخص نے حج کا ارادہ کیا، وہاں کے شیعہ امیر نے اس کو بلا بھیجا، امیر نے پوچھا تم حج پر جا رہے ہو؟ کہا جی ہاں! کہا کہ جب دورانِ حج مدینہ منورہ جاؤ تو نبی علیہ السلام کی خدمت میں میرا سلام کہہ دینا اور یہ بھی کہنا کہ اگر حضور کے دو ساتھی (صدیق و فاروق) نہ ہوتے تو میں ضرور زیارت کے لئے حاضر ہوتا۔

وہ شخص کہتا ہے میں حج سے فارغ ہوا تو مدینہ طیبہ حاضر ہوا لیکن روضہ اقدس پر میں نے جلالتِ نبوی کے پیشِ نظر وہ پیغام نہ پہنچایا، رات کو جب سویا تو نبی علیہ السلام کے دیدار سے مشرف ہوا، سرکار نے فرمایا اے تم نے فلاں امیر کا پیغام کیوں نہ پہنچایا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے جلال کے پیشِ نظر میں آپ کے ساتھیوں کے بارے میں کچھ نہ کہہ سکا، اس پر سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے سرِ اقدس اٹھاتے ہوئے پاس کھڑے ایک شخص سے فرمایا، یہ استرا لو اور اس (شیعہ امیر) کو ذبح کردو۔

جب میں عراق پہنچا تو یہ بات سنی کہ وہ شیعہ امیر اپنے بستر پر قتل ہوگیا ہے۔ جب میں شہر پہنچا تو اس کے بارے میں دریافت کیا تو مجھے بتایا گیا کہ وہ اپنے بستر پر قتل کردیا گیا، میں نے لوگوں کے سامنے وہ خواب بیان کیا جو میں نے دیکھا تھا تو بات پھیل گئی یہاں تک کہ امیر فرواش بن المسیب تک جا پہنچی، اس نے مجھے بلایا اور کہا پوری پوری تفصیل بتاؤ! میں نے سب کچھ بتا دیا، امیر نے پوچھا، وہ

استرا پہچانتے ہو؟ میں نے کہا، جی ہاں! اس پر استروں سے بھرا ہوا ایک تھال لایا گیا، جن میں وہ استرا بھی موجود تھا، امیر نے کہا وہ استرا نکالو! میں نے ہاتھ ڈالا اور وہی استرا نکال کر الگ رکھ دیا جسے میں سرکار کے دستِ اقدس میں دیکھ چکا تھا اور جو خود سرکار نے اس شخص کو پکڑوایا تھا۔

امیر نے کہا، تم سچ کہتے ہو جب وہ شخص ذبح ہوا تھا یہ استرا میں نے خود اس کے سرہانے دیکھا تھا۔

شیخین کے گستاخ کے ہاتھوں میں بیڑیاں

ابو عبداللہ بن محمد الفقیہ الحنبلی نے کہا، شروع سال میں زائرین مکہ کی ایک جماعت تیار ہوئی، ان میں سے ایک شخص کثرت سے نمازیں پڑھتا تھا وہ مر ہو گیا ہمراہیوں کو اس کی تدفین کی فکر ہوئی، انہوں نے صحرا میں بالوں کا بنا ہوا ایک مکان دیکھا سب اس طرف چل نکلے، دیکھتے کیا ہیں کہ ایک بڑھیا ہے جس کے خیمے میں کدال پڑا ہے، انہوں نے بڑھیا سے کدال مانگا، اس نے کہا خدا کی قسم اٹھاؤ! واپس کر دوگے؟ انہوں نے قسمیں کھائیں، پھر انہوں نے کدال لیا اور اس سے قبر کھود دی، اس شخص کو دفن کر دیا مگر کدال قبر میں اس کے ساتھ ہی بھول گئے، اب انکو اپنا وعدہ یاد آیا تو ضرورت کے پیش نظر انہوں نے قبر منہدم کی، کیا دیکھتے ہیں کہ کدال کی بیڑی بنی ہوئی ہے جو اس کے ہاتھ کو گردن سے باندھے ہوئے ہے پس لوگوں نے دوبارہ مٹی ڈالی اور بڑھیا کو سب کچھ بتا دیا، بڑھیا کی زبان سے نکلا لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ! میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تھا اور سرکار نے فرمایا تھا کہ اس کدال کو سنبھال کر رکھنا کہ یہ بیڑی ہے ایک ایسے شخص کے لئے جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں بکتا ہے۔

شیخین کے دشمن سے خدا و مصطفیٰ بیزار ہیں

ابو محمد الخراسانی کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں خراسان میں ایک بادشاہ تھا، اس کا ایک خادم تھا جو بڑا عبادت گزار تھا، جب بادشاہ نے حج کی تیاری کی تو خادم نے بھی آقا سے حج پر جانے کی اجازت مانگی مگر آقا نے اجازت نہ دی، خادم نے کہا، میں نے تجھ سے اطاعتِ خدا و اطاعتِ مصطفیٰ علیہ السلام کی اجازت مانگی ہے، اس نے کہا، میں تجھے اس وقت تک اجازت نہیں دوں گا جب تک تو میری حاجت براری کی ضمانت نہ دے اگر ضمانت دے تو میں بھی اجازت دیدوں گا اور اگر تم ضامن نہیں بنتے تو میں بھی اجازت نہیں دیتا۔ خادم نے کہا، پیش کرو تمہاری کیا حاجت ہے؟ کہا میں تمہارے ہمراہ کئی آدمی، خدام اور تھیلیاں بھیجوں گا، جب تم محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر پر پہنچو تو کہنا یا رسول اللہ! میرا آقا کہتا ہے کہ میں آپ کے دونوں ساتھیوں (صدیق و فاروق) سے بیزار ہوں، کہا کہ میں نے بادشاہ سے کہا، جناب! سنوں گا اور مانوں گا، باقی دل میں کیا ہے، یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے پھر ہم مدینہ منورہ پہنچ گئے، میں قبرِ اقدس کی طرف بڑھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق، عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی خدمت میں سلام عرض کیا اور مجھے شرم آئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ بدترین پیغام پہنچاؤں۔

کہا کہ میں مسجد میں روضۂ انور کے پاس ہی سو گیا، خواب میں دیکھتا ہوں گویا قبرِ انور کی دیوار کھل گئی ہے اور رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے ہیں آپ کا لباس سبز اور بدنِ مبارک سے کستوری کی خوشبو آرہی تھی، دائیں طرف سبز لباس میں ابوبکر صدیق اور بائیں طرف عمر فاروق رضی اللہ عنہما سبز لباس زیب تن کیے ہوئے ہیں گویا نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم مجھ سے فرما رہے ہیں اے عقلمند! پیغام کیوں نہیں پہنچاتے؟ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ساتھ ہی سامنے میں ہیبت

نبوی کے پیش نظر کھڑا ہو گیا، حضور! مجھے شرم آتی ہے کہ آپ کے دو ساتھیوں کے بارے میں وہ پیغام پہنچاؤں جو میرے آقا نے میرے ہاتھ بھیجا ہے۔ اس پر سرکار نے فرمایا، تجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ تو حج کر کے انشاء اللہ صحیح سالم خراسان کی طرف جائے گا جب اس (اپنے آقا) کے پاس جاؤ تو، تو اس کو میرا یہ پیغام پہنچا دینا کہ جو کوئی صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما سے بیزار ہے اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اس سے بیزار ہیں، سمجھے ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ! پھر فرمایا تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ تمہارے پہنچنے کے چوتھے دن مر جائے گا سمجھے ہو، میں نے عرض کیا جی حضور! پھر فرمایا، دیکھنا مرنے سے پہلے اس کے منہ سے گندگی نکلے گی سمجھے ہو؟ میں نے عرض کیا جی یا رسول اللہ!

پھر میں بیدار ہو گیا، میں نے اللہ تعالےٰ کا اس بات پر شکریہ ادا کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں ساتھیوں کی زیارت سے مشرف ہوا اور اس بات پر بھی شکریہ ادا کیا کہ اس نے مجھے پیغام مذکور پہنچانے کی توفیق بخشی، پھر میں نے حج کیا اور بخیریت خراسان لوٹ آیا، میں اپنے آقا کے لیے بہت سارے تحائف لایا تھا، دو دن تک تو وہ خاموش رہا تیسرے دن کہنے لگا، میری حاجت کا کیا بنا؟ میں نے کہا پوری کر دی، کہنے لگا جواب لاؤ! میں نے کہا جناب! جواب نہ ہی سنیں تو بہتر ہے، بولا نہیں، جواب لاؤ!

اس پر میں نے تمام واقعہ بیان کر دیا جب میں نے حضور علیہ السلام کا یہ فرمان سنایا کہ اللہ تعالےٰ اور میں اس آدمی سے بیزار ہیں جو ابوبکر و فاروق رضی اللہ عنہما سے بیزار ہے" تو کھلکھلا کر ہنسا اور بولا ہم ان سے بری اور وہ ہم سے بری اب جن سے رہیں گے، میں نے دل میں کہا اے دشمن خدا! عنقریب تجھے پتہ چل جائیگا، کہا مجھے آئے چوتھا دن تھا کہ اس کے چہرے پر گندگی ظاہر ہونے لگی، میں نے اسکو

ملامت کیا اور نماز ظہر سے پہلے ہم اسکی تدفین سے فارغ ہو چکے تھے۔

شیخین کے گستاخ کی قبر میں اژدہا

ایک معمر بزرگ نے یہ بات سنائی کہ مصریوں کی حکومت کے آخری ایام تھے ہم لوگ (مصر میں) حضرت عمرو ابن العاص کی جامع مسجد میں صبح کی نماز ادا کر رہے تھے، میں نے جامع مسجد کے صحن سے کچھ شور و غل سنا، جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو لوگ صحن میں جمع ہو گئے دیکھتے کیا ہیں کہ ایک شخص کو ذبح کر دیا گیا ہے، حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا، میں نے اسے ذبح کیا ہے میں نے اسے شیخین (صدیق و فاروق کو) گالیاں بکتے سنا ہے، اس شخص کو پکڑ کر بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا بادشاہ نے واقعہ پوچھا تو اس نے بتا دیا کہ اسے میں نے قتل کیا ہے بادشاہ نے قاتل کی گرفتاری اور مقتول کی تدفین کا حکم دیا۔

لوگوں نے اس کے لئے قبر کھودی تو اندر سے اژدہا نکل آیا، پھر دوسری جگہ قبر کھودی گئی تو وہاں سے بھی اژدہا برآمد ہوا، تیسری جگہ قبر کھودی گئی تو وہاں سے بھی اژدہا نکلا، اب لوگوں نے اسی میں اس کو دفنا دیا (خس کم، جہاں پاک)

شیخین کا گستاخ خنزیر بن گیا

مقام عک کے مؤذن نے یہ بات بتائی کہ میں اور میرا چچا مکران کی طرف جا رہے تھے ہمارے ہمراہ ایک شخص تھا جو حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو گالیاں بکتا تھا، ہم نے اس کو اس سے منع کیا لیکن وہ مانا نہیں ہم نے کہا، تو ہم سے الگ ہو جا، وہ الگ ہو گیا، جب ہمارے کوچ کا وقت قریب آیا تو ہم نے ایک دوسرے کو سخت سست کہنا شروع کر دیا کہ ہم اس کو کوفہ واپسی تک ساتھ رکھتے تو کیا اچھا ہوتا، اتنے میں اس کا ایک غلام ہمیں نظر آیا، ہم نے کہا اپنے آقا سے کہو، ہمارے پاس لوٹ آئے، غلام نے کہا میرے آقا پر تو بہت

بڑی مصیبت آپڑی ہے اس کے دونوں ہاتھ خنزیر کے ہاتھ بن چکے ہیں، کہا کہ ہم اس (گستاخ) کے پاس آئے اور ہم نے کہا ہمارے پاس لوٹ آؤ، اس نے کہا مجھ پر ایک بہت بڑا حادثہ گزرا ہے یہ کہہ کر اس نے اپنے بازو (آستینوں سے) باہر نکالے، ہم کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے بازو تو خنزیر کے بن چکے ہیں، کہتے ہیں، ہم وہاں سے چل کر سواد کے ایک گاؤں میں جا پہنچے جہاں خنزیروں کی کثرت تھی، جب یہ بستی اس نے دیکھی تو وہ سخت چیخ و پکار کے ساتھ اچھلا پھر اس کی شکل بھی خنزیر کی سی بن گئی اور غائب ہو گیا پس ہم اس کا غلام اور مال لے کر کوفہ لوٹ آئے۔ سچ ہے

غضب سے ان کے خدا بچائے　　جلالِ باری عتاب میں ہے

شاتمِ شیخین پر بھڑوں کا حملہ

ایک شخص نے ہمیں یہ بات بتائی کہ ہم لوگ سفر میں تھے ہمارا ایک ہمراہی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہہ رہا تھا، ہم نے اس کو منع کیا لیکن وہ باز نہ آیا، وہ کسی کام کے لئے نکلا تو اس پر بھڑیں آ مسلط ہوئیں، اس نے ہم سے فریاد کی تو ہم لوگ اس کی مدد کو دوڑے تو بھڑوں نے ہم پر حملہ کر دیا یہاں تک کہ ہم نے اسے چھوڑ دیا، پس بھڑوں نے اسے اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک وہ مر نہیں گیا

آگ کی بھٹی سنی کے لئے جنت، رافضی کے لئے جہنم

شہر بن حوشب نے کہا میں ہر روز جنازگاہ کی طرف نکل جایا کرتا تھا اور جو جنازہ ہوتا میں نماز میں شریک ہو جاتا یہاں تک کہ جب کسی جنازے کی آمد سے مایوس ہو جاتا تو گھر آتا، ایک دن میں اسی مقصد کے پیشِ نظر گھر سے نکلا تو دو آدمیوں کو دیکھا کہ

دو ڈرے آرہے ہیں ان کے جسم پر ادنی لباس تھا (فقیروں جیسا) ایک دوسرے کو لہولہان کئے جا رہا تھا، میں ان کے چھڑانے کو آگے بڑھا، میں نے کہا تمہارا لباس تو نیکو کار ڈ کا سا ہے اور کام شریروں کا سا کرتے ہو؟ زخم لگانے والا بولا مجھے چھوڑ دو تمہیں کیا معلوم یہ کیا بکتا ہے؟ میں نے کہا کیا کہتا ہے؟ کہا کہ یہ کہہ رہا ہے "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر علی ابن ابی طالب ہیں (رضی اللہ عنہ) اور یہ کہ ابوبکر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئے تھے اور اسلام سے پھر گئے تھے اور مسلمانوں سے لڑتے تھے"۔ اور تقدیر کو جھٹلاتا ہے، خارجی خیالات کا حامل ہے اور دین میں بدعات جاری کرتا ہے۔

میں نے اس سے پوچھا، کیا تم بھی کچھ کہتے ہو؟ کہنے لگا ہاں! میں نے اس کے ساتھی سے کہا، اسے چھوڑ دے، رب تعالیٰ کا غضب اس کے گھات میں ہے، وہ بولا: میں اسے نہیں چھوڑوں گا تاوقتیکہ تم میرے اور اس کے درمیان فیصلہ نہ کر دو!

میں نے کہا، فیصلہ کس سے کروں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے ہیں وحی کا سلسلہ ختم ہو چکا، اب اس نے اپنے برابر بھڑکتی ہوئی بھٹی کو دیکھا جسے بھٹیارے نے گرم کیا تھا یہ اس کی بھٹی کو اس شخص پر الٹنا چاہتا تھا تب اس (رافضی) نے کہا! ہم سب اس بھٹی میں داخل ہوتے ہیں ہم میں سے جو حق پر ہوگا بچ جائے گا اور جو باطل پر ہوگا جل جائے گا، میں نے دوسرے سنی سے کہا منظور ہے؟ اس نے کہا، منظور ہے! اب یہ دونوں بھٹی والے کے پاس گئے اور بولے، بھٹی کا دروازہ بند نہ کیجئے، ہم اس میں داخل ہونا چاہتے ہیں، اس نے دونوں کو اس سے منع کیا مگر انہوں نے کہا ہم ضرور اسمیں داخل ہوں گے، اس نے مقصد پوچھا تو دونوں نے قصہ بتا دیا، اس نے دونوں کو خدا کا واسطہ دیکر منع کیا مگر وہ نہ مانے۔

اب سنّی نے بدعتی (رافضی) سے کہا، مَیں پہلے داخل ہوں یا تم داخل ہو گے؟
اس نے کہا، پہلے تم داخل ہو، پس سنّی آگے بڑھا اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا جس کا وہ مستحق ہے بیان کی اور کہا، الٰہی! تو جانتا ہے کہ میرے عقیدے میں تیرے رسول کے بعد سب سے بہتر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے تیرے رسول کی مدد کی اور جان و مال سے ان کا ساتھ دیا اور ہر جگہ انکی نصرت کی وہ پہلے مسلمان اور ان کے وزیر ہیں، وہ ان پر بھی ایمان لائے اور جو کتاب وہ لائے اس پر بھی، ان کے بغیر ثانی اثنین (دو میں کا دوسرا جب وہ غار میں تھے) کوئی نہیں "جب حضور اپنے ساتھی سے فرما رہے تھے، غم نہ کرو! بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے"۔
اس طرح اس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کئے، پھر عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ ہیں جن سے تو نے اسلام کو عزت و قوت عطا فرمائی اور حق و باطل میں واضح امتیاز فرمایا، پھر عثمان بن عفان ہیں جن کے نکاح میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں آئیں، اور سرکار نے فرمایا، اگر میری تیسری بیٹی ہوتی تو اسے بھی تیرے نکاح میں دے دیتا، وہ جنہوں نے جیشِ عسرت (تنگدست لشکر غزوۂ تبوک کے موقع پر) کو ساز و سامان اور نقدی دیکر جنگ کے لئے تیار کیا، وہ جو اتنے فضائل کے حامل ہونے کے باوجود ارشادِ رسول کے مطابق مصائبِ جمیل کر بھی امرِ حق کو قائم رکھے رہے۔
پھر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں جو تیرے رسول کے چچازاد بھائی اور آپ کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر ہیں، سرکار کے عزیز ترین یا فرحسنین رضی اللہ عنہما کے والد ہیں، آخر رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے رنج و الم کو دور کرنے والے، اس کے ساتھ ہی آپ کے فضائل بیان کئے، مَیں بری بھلی تقدیر پر بھی ایمان رکھتا ہوں اور ہر اس بات پر بھی جس پر تیرے رسول اکرم ایمان لائے اور جس سے

آپ نے منع فرمایا اس کے ممنوع ہونے پر اور میں خارجیوں کے مسلک پر نہیں اور میں حشر نشر پر بھی ایمان رکھتا ہوں اور تو السار دشمن حق ہے جس کی مثل نہیں اور بے شک تو اہل قبور کو اٹھائے گا میں تابع رسول ہوں بدعتی نہیں۔

پھر اس نے کہا الٰہی! یہ میرا دین اور عقیدہ ہے اب اگر میں حق پر ہوں تو اس آگ کو اسی طرح ٹھنڈا کر دے جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈا کیا تھا اور مجھ سے اس کی گرمی، شعلہ زنی اور تکلیف کو اپنی قدرت و قوت سے پھیر دے کیوں کہ میں یہ سب کچھ تیرے دین کی غیرت اور تیرے رسول کی لائی ہوئی ہدایت کی حمایت میں کر رہا ہوں اور میں اللہ پر ایمان رکھتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ اس بھٹی میں داخل ہو گیا۔

اب بدعتی (شیعہ) آگے آیا اس نے بھی اسی طرح اللہ تعالےٰ کی حمد و ثناء کی، پھر کہنے لگا میرا دین یہ ہے کہ تیرے رسول کے بعد سب سے بہتر علی بن ابی طالب ہیں، پھر سنی کی طرح آپ کے فضائل بیان کئے۔ پھر بولا، میں ان کے بغیر کسی کو حق نہیں جانتا کیونکہ ابوبکر اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئے تھے انہوں نے مسلمانوں سے جنگ کی اور دین سے پھر گئے۔ یونہی عمر اور عثمان بھی، پھر اپنے دین کی بدعات کا ذکر کرنے لگا اور جھوٹ بولنے لگا، پھر بولا اے اللہ! یہ ہے میرا دین و عقیدہ، اور آگے وہی کچھ کہا جو اس کا ساتھی (سنی) کہہ چکا تھا۔

یہ کہہ کر وہ بھی اس میں داخل ہو گیا، بھٹی کے مالک نے دونوں کو ڈھانپ دیا اور خود چلا گیا کہ یہ دونوں جل جائیں گے انہوں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا ہے۔

میں اکیلا رہ گیا، میں اس وقت تک لوٹنا نہیں چاہتا تھا جب تک ان کا انجام واضح نہ ہو جائے، میں برابر ایک سائے سے دوسرے سائے کی طرف منتقل ہوتا رہا میری نگاہیں بھٹی پر جمی تھیں یہاں تک کہ سورج ڈھلنے لگا اب بھٹی گری اور سنی باہر نکلا، اسکی پیشانی چمک رہی تھی میں اس طرف اٹھا اور اس کی پیشانی کو بوسہ دیا

مَیں نے اس سے پوچھا تم کیسے رہے ہو؟ بولا بالکل ٹھیک! میں ایک ایسی مجلس میں داخل ہوا جس میں طرح طرح کے فرش بچھے تھے، قسم قسم کے پھول اور خادم تھے مَیں ابھی تک اس فرش پر سویا رہا، پھر میرے پاس ایک آنے والا آیا۔ اس نے کہا اٹھو! اب یہاں سے تمہارے چلے جانے کا وقت آپہنچا ہے، نماز کا وقت ہو گیا ہے، اٹھو اور نماز پڑھو، مَیں نے اس سے تھوڑا سا وقفہ مانگا اور ہم لوگ بھٹیارے کے پیچھے گئے، وہ اپنا لوہا لے کر آیا اور بدعتی کو تلاش کرتا رہا یہاں تک کہ ایک جگہ وہ سلاخ اس کے بدن سے ٹکرائی، اس نے اسے کھینچ کر باہر نکالا تو وہ جل کر کوئلہ بن چکا تھا تاہم اس کی پیشانی محفوظ چمک رہی تھی جس پر دو سطروں میں یہ لکھا تھا "اس شخص نے سرکشی کی، بغاوت کی اور ابوبکر و عمر کا انکار کیا یہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہوا۔"

یہ دیکھ کر لوگوں نے تین دن تک اپنی دکانیں بند رکھیں، لوگ آکر یہ عبرت انگیز منظر دیکھتے اور سنی سے اس کی بات سنتے اور چار ہزار (رافضی) لوگ ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی گستاخی سے تائب ہوئے۔

کتاب مصباح الظلام کا اقتباس ختم ہوا۔

بقولِ فاضل بریلوی علیہ الرحمہ ؎

اہلِ سنت کا ہے بیڑا پار، اصحابِ رسول   نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

شیخین کو روضہ رسول سے جدا کرنے والوں کا عبرتناک انجام، چالیس گستاخ زندہ درگور ہو گئے

اس سے ملتی جلتی ایک عجیب و غریب حکایت علامہ سمہودی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب خلاصۃ الوفاء فی اخبار دار المصطفیٰ میں المحب الطبری کی کتاب الریاض النضرۃ کے حوالہ سے نقل کی ہے، ہارون ابن شیخ عمر بن الزغب

نے جو ایک قابلِ وثوق اور سچی شخصیت تھی، نیکی و راستی میں مشہور، اپنے والد سے نقل کیا جو بڑی ہستی کے مالک تھے کہا کہ مجھ سے شمس الدین صواب الملطی نے فرمایا جو خادمانِ نبوی کے شیخ اور مردِ صالح تھے فقراء سے بہت احسان فرمانے والے کہا کہ میں تمہیں ایک عجیب واقعہ بتاتا ہوں، میرا ایک ساتھی تھا جو بادشاہ کے پاس بیٹھتا اور مجھے ایسی باتیں بتا دیتا جن کی مجھے ضرورت ہوتی تھی ایک دن ہم بیٹھے تھے کہ وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا، آج ایک بہت بڑا حادثہ رونما ہوا ہے حلب سے کچھ لوگ آئے ہیں اور انہوں نے امیر کو بہت بڑا سرمایہ فراہم کیا ہے اس مقصد کے لئے کہ وہ انہیں حجرہ رسول کھولنے کی اجازت دیدے اور وہ وہاں سے ابوبکر صدیق اور عمرِ فاروق رضی اللہ عنہما کے اجسامِ مقدسہ نکال لیں اور امیر نے ان کی یہ بات مان لی ہے ۔

تھوڑا ہی وقت گزرا ہوگا کہ امیر کے قاصد نے مجھے بلایا میں نے اس کے قاصد کی بات سنی اور حاضر ہوگیا، امیر نے کہا اے صواب! آج رات کچھ لوگ مسجدِ نبوی کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے تم ان کے لئے دروازہ کھول دینا اور جو کرنا چاہیں، کرنے دینا، کوئی رکاوٹ نہ ڈالنا، میں نے کہا آپ کا حکم سنا اور مانا۔ میں حجرۂ اقدس کے پیچھے روتا رہا یہاں تک کہ میں نے عشاء کی نماز ادا کی اور دروازے بند کردیئے، تھوڑا وقت گزرا تھا کہ باب السلام کی طرف سے دروازے پر دستک ہوئی، میں نے دروازہ کھول دیا پس چالیس ۴۰ آدمی اندر آئے جنہیں میں نے ایک ایک کرکے شمار کیا ان کے ہمراہ کدال، ٹوکرے، چراغ اور گرانے کھودنے کے آلات تھے، کہا کہ ان لوگوں نے حجرۂ شریفہ کا قصد کیا خدا کی قسم! وہ منبر شریف تک بھی نہ پہنچے تھے کہ زمین نے ان سب کو مع سازو سامان کے نگل لیا، اب جو امیر کو انکی خبر نہ پہنچی تو اس نے مجھے بلایا اور پوچھا صواب!

کیا تمہارے پاس کچھ لوگ نہ آئے تھے؟ میں نے کہا جی ہاں! آئے تھے لیکن ان کو یہ کچھ پیش آیا، کہا ان کے بارے میں تیری کیا رائے ہے؟ میں نے کہا یہی جو ہو گیا ہے آپ اٹھ کر دیکھیں تو، کہیں ان کا نام ونشان نظر آتا ہے؟ کہا یہ بات یہیں رہے اگر کسی کے آگے ظاہر کی تو تمہارا سر کٹ جائے گا۔

المطری نے کہا کہ میں نے ایک قابل اعتماد شخص کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا تو اس نے کہا کہ ایک دن میں شیخ عبداللہ القرطبی کے پاس مدینہ منورہ میں حاضر تھا کہ شیخ شمس الدین صواب نے یہی حکایت بیان کی اور میں نے ان کی زبان سے سنی الخ۔ اور کچھ اختصار کے ساتھ اسے ابو محمد بن ابی عبداللہ بن ابی محمد المرجانی نے اپنی تاریخ مدینہ میں بھی نقل کیا ہے۔ انہوں نے کہا، میں نے یہ واقعہ اپنے والد الامام الجلیل ابو عبداللہ المرجانی سے اور انہوں نے کہا کہ میں نے یہ حکایت اپنے والد ابو محمد المرجانی سے سنی ہے جنہوں نے یہ حکایت حجرۂ مبارکہ کے خادم سے سنی تھی اور پھر مندرجہ بالا واقعہ بیان کیا اور یہی واقعہ مختصر کر کے امام شعرانی نے اپنی کتاب المنن الکبریٰ کے بارہویں باب میں ذکر فرمایا، اس میں محب طبری کے حوالہ سے اتنا اضافہ ہے کہ محافظِ حرم جس نے ان لوگوں کو اجازت دی تھی مرضِ جذام میں گرفتار ہوا یہاں تک کہ اس کے اعضا کٹ کٹ کر گرنے لگے اور بہت بری موت مرا، فرمایا پھر رافضیوں کی اس جماعت کو جس نے چالیس آدمی بھیجے تھے جب ان لوگوں کے زمین میں دھنسنے کی خبر ہوئی تو وہ اجنبی بن کر مدینہ منورہ میں آئے اور خادمِ مسجد کو کسی حیلے سے ایک خالی مکان میں لے گئے جس میں کوئی بستا نہ تھا اس کی زبان اور ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے پس (خواب میں) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اس کے جسم اور زبان پر دستِ اقدس پھیرا جس سے وہ شخص بالکل تندرست ہو گیا، پھر دوبارہ انہوں نے اس کے خلاف حیلہ کیا اس کو

پیٹا، زبان کاٹ دی اور شدید زخمی کر دیا پس نبی علیہ السلام اس کے پاس تشریف لائے آپ نے اس پر دستِ اقدس پھیرا، پھر وہ ٹھیک ہو گیا، پھر انہوں نے تیسری مرتبہ اس کے خلاف حیلہ کیا، اسکو مارا، زبان کاٹ دی اور اس پر دروازہ بند کر دیا، پھر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے آپ نے اپنا دستِ اقدس اس پر پھیرا تو وہ بالکل ٹھیک ہو گیا الخ۔

(یونہی علامہ شعرانی علیہ الرحمہ) نے فرمایا، شیخ عبد الغفار القوصی کا بیان ہے کہ ہمیں ایسی ہی ایک خبر پہنچی کہ ایک شخص ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی شان میں بکا کرتا تھا اسکی بیوی اور بیٹیاں اسے منع کرتے لیکن وہ باز نہیں آیا پس اللہ تعالےٰ نے اس کی شکل خنزیر سے بدل دی گردن میں بہت بڑی زنجیر ہوتی، لوگ اس کے بیٹے کے پاس آتے اور اس (خنزیر) کو دیدۂ عبرت سے دیکھتے، پھر کچھ دن بعد وہ مر گیا پس اس کے بیٹے نے اسے گندگی کے ڈھیر پر پھینک دیا۔

شیخ عبد الغفار نے کہا میں نے اسے زندگی میں اپنی آنکھوں سے دیکھا وہ روتا اور خنزیر کی طرح چلاتا تھا، پھر مجھے شیخ محب الدین الطبری نے بتایا کہ اسے ایک شخص نے بتایا کہ وہ اس شخص کے بیٹے سے ملا تھا جس نے اسے اپنے باپ کا قصہ سنایا اور یہ بھی بتایا کہ اس کا باپ اسے مارا کرتا اور کہتا، ابو بکر و عمر کو گالیاں دے لیکن بیٹے نے اس کی بات کبھی نہیں مانی الخ امام شعرانی کی عبارت ختم ہوئی۔

ایسی ہی ایک اور کہانی امام شعرانی کی زبانی

اسی سے ملتی جلتی عجیب غریب ایک اور حکایت ہے جس کو امام شعرانی رحمہ اللہ ہی نے لطائف المنن کے چودھویں باب میں نقل فرمایا ہے، فرماتے ہیں مجھ پر اللہ تعالیٰ کا ایک احسان یہ بھی ہے کہ میں بچپن سے اس بات کا عادی ہوں کہ جب کوئی عبادت میں مصروف ہو تو اس سے مزاح نہیں کرتا محض اللہ تعالےٰ

کے ادب کے پیشِ نظر کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں کسی نماز پڑھنے والے، قرآن پڑھنے والے یا ذکر کرنے والے کی طرف ہاتھ یا آنکھ سے اشارہ کروں حالانکہ مکتب و مدرسہ میں اپنے ہم جماعت بھائیوں سے کم ہی کوئی محفوظ رہتا ہے اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے کہ اس نے مجھے ایسی باتوں سے بچپن سے بچائے رکھا۔

نمازی سے کھیلنے والے کا انجام

منصور بن سلطان شعبان کی تاریخ میں لکھا ہے کہ ۷۸۲ھ میں نائب حلب کا ایک قاصد مصر میں ایک خط لے کر آیا جس میں لکھا تھا کہ ایک امام نے دمشق کی جامع مسجد میں لوگوں کو نماز پڑھائی، پس ایک شخص آیا اور امام سے نماز کے دوران بطورِ مذاق کھیلنے لگا لیکن امام نے نماز نہ توڑی یہاں تک کہ سلام پھیر کر فارغ ہوا، دیکھا کہ مذاق کرنے والے کا چہرہ خنزیر کی طرح بدل گیا، پھر وہ بھاگ کر پاس ہی جنگل میں جا گھسا، لوگوں کو اس پر تعجب ہوا اور انہوں نے اسکی روداد لکھی۔

یہ بھی اللہ تعالیٰ کی غیرت اور سزا ہے جو اس آدمی پر نازل ہوتی ہے جو اس کی بے ادبی کرے، پس اے بھائی! تم اپنے بچوں کو ایسی باتوں سے منع کرو، والحمد للہ رب العلمین الخ۔

صحابۂ کرام کی گستاخی کرنے والا خنزیر

علامہ ابن حجر مکی ؒ نے "زواجر" میں فرمایا کہ گستاخانِ صحابہ کی ایسی ایسی قباحتیں مشاہدہ میں آئی ہیں جو ان کے خبثِ باطن اور عذابِ شدید پر دلالت کرتی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ شیب ابن منیر مرا تو حلب کے کچھ جوان خوشی کا اظہار کرتے گھروں سے نکل آئے ایک دوسرے سے کہنے لگے، ہم نے سنا ہے کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں بکنے والا کوئی بھی جب مرے تو اللہ تعالیٰ قبر میں اس کی شکل خنزیر سے بدل دیتا ہے اور یہ بات شک و شبہ سے بالاتر ہے

کہ ابن منیر ہر دو حضرات کو گالیاں بکتا تھا، اب انہوں نے اتفاق کر لیا کہ اس کی قبر پر جائیں گے، چنانچہ یہ گئے، قبر کو اکھاڑا، دیکھا کہ اس کا چہرہ واقعی خنزیر کا ہو چکا تھا اور چہرہ جہت قبلہ سے جانب شمال کو مڑ چکا تھا، انہوں نے اسے قبر سے نکال کر کنارِ قبر پر ڈال دیا تاکہ لوگ دیکھیں، پھر اسے آگ میں جلا دیا اور قبر میں پھینک کر مٹی ڈال دی۔"

عارف شعرانی کا بیان

امام شعرانی رضی اللہ عنہ نے "لطائف المنن" کے بارہویں باب میں ہی یہ بھی لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے ایک احسان مجھ پر یہ بھی ہے کہ میں نے صحابۂ کرام کی اولاد (تابعین) کو بھی اسی نظر سے دیکھا ہے جس سے ان کے والدین کو دیکھتا ہوں اگر میں ان کا زمانہ پاتا تو اس کا اظہار ان کے سامنے بھی کر دیتا اب میں اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ گویا میں ان کے مختلف مراتب و احوال کے مطابق جن کا ثبوت زبانِ نبوت سے ثابت ہے نہ اس خیال کے مطابق جو ہمارے دلوں میں آتا ہے ان کی صحبت سے مشرف ہو چکا ہوں، کیونکہ بسا اوقات جس سے ہم لوگ محبت کرتے ہیں شیطان ان کے خلاف ہمارے اندر عصبیت پیدا کر دیتا ہے لیکن ان سے محبت چونکہ فرمانِ رسول کی پیروی میں کی جاتی ہے لہٰذا یہ محبت عصبیت سے محفوظ رہتی ہے۔

مقامِ صحابہ پر محبِ طبری سے شریف کا دلچسپ مکالمہ

مفتی حرمین محب طبری سے یہ حکایت نقل کی گئی ہے کہ شریف ابو نمی نے ان سے پوچھا، علی مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کی جلالتِ علمی اور قرابتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے باوجود تم کس بنا پر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مقدم سمجھتے ہو؟ تو محبِ طبری علیہ الرحمہ نے اسے جواب

دیا کہ جناب عالی! ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہم نے اپنی رائے سے اولیت نہیں دی اور نہ ہمارا اس میں کوئی دخل ہے، یہ تو تمہارے جدِّ امجد صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مسجدِ نبوی میں کھلنے والے تمام دروازے بند کر دو سوائے دروازۂ ابوبکر کے۔ یونہی سرکار نے فرمایا، ابوبکر کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے، ہم نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک صحیح سند کے ساتھ پڑھی ہے اسی لئے جب رسول پاک علیہ السلام کی وفات ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا اور دین میں ہمارا مقتدا بنایا، ہم بھی اسے اپنا مقتدا بنائیں گے اور اپنے دنیوی معاملات میں بھی اسی کو پسند کریں گے۔"

اس پر شریف ابو نمی نے کہا اچھا! اور عمر؟ علامہ محب طبری نے فرمایا، حضرتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مسئلہ یہ ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت ان کو مسلمانوں کی سربراہی کے لئے منتخب کیا۔

شریف نے کہا تو عثمان؟

محب طبری نے فرمایا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے (بوقتِ شہادت) اپنی جانشینی کا مسئلہ ان دس اکابر صحابہ کی شوریٰ کے سپرد کیا جن سے بوقتِ وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی تھے جنہوں نے (بالاتفاق) حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ کو منتخب فرمایا۔

شریف نے کہا، تو معاویہ؟

محب طبری نے فرمایا، وہ اسی طرح مجتہد تھے جس طرح حضرتِ علی مجتہد تھے۔

شریف نے کہا، اگر تم اور ہم ان کا زمانہ پاتے تو تم کس کی طرفداری میں رہتے؟

محب طبری نے کہا حضرتِ علی کی طرف سے!

شریف نے کہا، اللہ تعالیٰ تمہیں ہماری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے!

عارف شعرانی کا اس پر تبصرہ

امام شعرانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اے بھائی! دیکھو! کتنا نفیس کلام ہے جو اس عظیم عالم کی زبان سے نکلا ہے جس کی بنا پر آدمی کسی کی پیروی سے نہیں نکلتا، اس شخص (محب) نے اپنی طرف سے کچھ کہنا پسند نہیں کیا پس ہم پر لازم ہے کہ صحابہ کرام سے محض اس لئے محبت کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے محبت فرمائی، یونہی ان کی اولاد تابعین کرام سے اپنی طبع کی بنا پر نہیں محض حب رسول کی وجہ سے محبت کریں اور ہم اولادِ فاطمہ کو اولادِ ابوبکر پر (ماسوائے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) اسی طرح مقدم رکھیں جس طرح ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی اولاد پر ان کو مقدم رکھا تاکہ اس حدیث پاک پر عمل ہو جائے جس میں فرمایا "تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اسکی اہل، اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں۔"

صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کی مدح سرائی بزبانِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

ایک مرتبہ حضرت امام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ صحابہ کرام نے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو آپ سے پہلے کیوں خلیفہ بنا دیا؟ تو آپ نے جواب دیا، اللہ تعالیٰ کی ذات ہی وہ ہے جس نے ان کو مجھ پر مقدم کر دیا کیونکہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ "ظالموں کی طرف مت جھکو اور نہ تمہیں آگ کا عذاب پہنچے گا" اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی طرف جھکے اور ان ہر دو حضرات کی بیٹیوں سے نکاح فرمایا، اگر یہ دونوں ظالم ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کی بیٹیوں سے نکاح نہ فرماتے اور نہ انکی طرف مائل ہوتے۔

صحابہ کے خلاف تعصب سے روسیاہی

اور شیخ عبدالغفار القوصی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب "الوحید فی علم التوحید" میں ذکر کیا ہے کہ ایک بہت بڑے عالم دین ان کے دوست تھے۔ وہ مر گئے تو انہوں نے انہیں خواب میں دیکھا، ان سے دین اسلام کے متعلق سوال کیا مگر وہ اٹک گئے، انہوں نے پوچھا، کیا وہ (دین) حق نہیں ہے تو کہنے لگے ہاں! حق ہے کہتے ہیں، میں نے اس کے چہرے کی طرف جو دیکھا تو وہ تارکول کی طرح سیاہ ہو چکا تھا حالانکہ زندگی میں اس شخص کا رنگ سفید تھا، میں نے اس سے پوچھا، اگر دین اسلام حق ہے تو کس وجہ سے تیرا رنگ سیاہ ہو گیا؟ جیسا کہ میں دیکھ رہا ہوں، اس نے دھیمی آواز میں کہا، میں خواہش نفس اور تعصب سے صحابہ کو ایک دوسرے پر اولیت دیتا تھا، کہا، کہ یہ عالم ایک شیعہ بستی میں سکونت پذیر تھا الخ۔

المنن کی عبارت ختم ہوئی۔

کیا حرج ہے اگر ہم اس باب کا خاتمہ ایک عجیب و غریب اور مفید خواب کے بیان پر کریں جیسے امام تاج الدین عبدالوہاب بن السبکی رحمہ اللہ نے "طبقات الشافعیۃ الکبریٰ" میں امام حجۃ الاسلام الغزالی رحمہ اللہ کے حالات میں ذکر کیا ہے۔

امام الساوی کا خواب مکہ میں

حافظ ابوالقاسم بن عساکر نے "کتاب التبیین" میں فرمایا، میں نے شیخ فقیہ امام ابوالقاسم سعد بن علی بن ابی القاسم ابی ہریرہ اسفرائنی الصوفی الشافعی سے دمشق میں سنا، کہا میں نے شیخ امام بکتا، زین القراء، جمال الحرم، عامر بن نجا بن عامر الساوی سے مکہ معظمہ اللہ تعالیٰ اسے محفوظ رکھے، میں سنا، فرمایا، میں بروز ہفتہ ۲ ذوالحجہ شوال ۵۴۵ھ کو نماز ظہر و عصر کے درمیان مسجد حرام میں داخل ہوا، میرا جسم ٹوٹ پھوٹ رہا تھا اور سر چکرا رہا تھا، تکلیف اتنی سخت تھی کہ نہ بیٹھا جاتا تھا اور نہ کھڑا ہوا جاتا تھا

مَیں کسی ایسی جگہ کی تلاش میں تھا جہاں کچھ وقت پہلو کے بل آرام کر سکوں، پس مَیں نے باب الحزوّرہ کے پاس ایک اصطبل کا دروازہ کھلا ہوا دیکھا، مَیں اسی طرف سے مسجدِ حرام کے اندر چلا گیا اور کعبۂ مکرمہ کے بالمقابل دائیں پہلو کے بل اپنا ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھ کر دراز ہو گیا کہ کہیں نیند نہ آجائے اور وضو نہ ٹوٹ جائے۔ ناگاہ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مشہور بدعتی (رافضی) آیا اور اسی دروازے (باب الحزوّرہ) پر اپنی جانماز بچھائی، جیب سے چھوٹا سا ٹکڑا نکالا، میرے خیال میں پتھر تھا جس پر کچھ لکھا تھا اسے بوسہ دیکر سامنے رکھ لیا، اپنی عادت کے مطابق ہاتھ چھوڑ کر طویل نماز ادا کی، جب بھی سجدہ کرتا اسی ٹکڑے پر کرتا۔

جب نماز سے فارغ ہوا تو اسی پتھر پر ایک طویل سجدہ کیا اپنے دونوں رخسار اس پر ملتا جاتا تھا اور نہایت عاجزی و انکساری سے دعا مانگ رہا تھا، پھر اس نے سر اٹھایا، اسے بوسہ دیا اور اپنی آنکھوں پر رکھا، پھر دوبارہ بوسہ دیا اور جیسے پہلے تھا اسی طرح جیب میں رکھ دیا۔

کہا، جب مَیں نے یہ تماشا دیکھا تو مجھے کراہت اور وحشت سی محسوس ہوئی مَیں نے دل میں کہا، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج ہمارے درمیان زندہ ہوتے تو مَیں آپ کی خدمت میں انکی یہ بدعات و بد اعمالیاں پیش کرتا، اس سوچ وبچار کے ساتھ ساتھ مَیں نیند کو بھی دور کر رہا تھا کہ کہیں میرا وضو نہ ٹوٹ جائے۔ اسی اثناء میں مجھ پر اونگھ طاری ہو گئی، مَیں خواب و بیداری کی درمیانی حالت میں تھا، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک وسیع میدان ہے جس میں بہت سے لوگ کھڑے ہیں ہر ایک کے ہاتھ میں ایک مجلد کتاب ہے یہ سب ایک بزرگ کے اردگرد حلقہ بنائے کھڑے ہیں، مَیں نے لوگوں سے ان کا حال بھی پوچھا اور ان بزرگ کے متعلق بھی دریافت کیا، انہوں نے کہا، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ لوگ مختلف مذاہب کے

پیر و کار ہیں، یہ چاہتے ہیں کہ اپنا اپنا مذہب و عقیدہ سرکار کی خدمت میں پڑھ کر سنائیں اور تصحیح کروائیں، کہا میں یونہی لوگوں کو دیکھ رہا تھا کہ اہلِ حلقہ میں سے ایک شخص ہاتھ میں کتاب لے کر آیا، کہا گیا یہی امام شافعی رضی اللہ عنہ ہیں، وہ حلقہ میں داخل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کیا، کہا کہ میں نے رسولِ پاک علیہ السلام کو ان کے جمال و جلال میں ڈھلے ڈھلائے سفید نفیس لباس میں دیکھا عمامۂ انور، قمیص مبارک اور دیگر کپڑے جیسے صوفیائے کرام کا لباس ہوتا ہے، سرکار نے سلام کا جواب عنایت فرمایا اور مرحبا فرمایا، امامِ شافعی نے حضور کی خدمت میں اپنی کتاب پڑھی اور اپنے عقائد و مذہب سے متعلقہ خصوصی مباحث سنائے، اس کے بعد ایک اور صاحب تشریف لائے کہا گیا، یہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں، ان کے ہاتھ میں بھی ایک کتاب تھی، انہوں نے سلام کیا اور امامِ شافعی کے پاس بیٹھ گئے اور کتاب سے اپنا عقیدہ و مذہب پڑھ کر سنایا۔

بعد ازاں ہر مذہب و مسلک کا امام آتا رہا یہاں تک کہ کم ہی کوئی رہ گیا ہوگا، ہر ایک پڑھتا جاتا تھا اور دوسرے کے پہلو میں بیٹھتا جاتا تھا، جب سب فارغ ہو گئے تو اچانک ایک بدعتی رافضی آیا، اس کے ہاتھ میں چند کاغذات تھے جن میں ان کے عقائدِ باطلہ کا ذکر تھا اس نے حضور کی بارگاہ میں داخل ہونے اور اپنے خیالات پیش کرنے کا ارادہ کیا تو مجلس میں سے ایک صاحب اس کی طرف نکلے، اس کو ڈانٹا، ہاتھ سے وہ کاغذات لیے اور انہیں حلقہ سے باہر پھینک دیا، اسکو نکال باہر کیا اور ذلیل کیا، کہا کہ جب میں نے دیکھا لوگ فارغ ہو گئے ہیں کوئی بھی پڑھ کر سنانے والا باقی نہیں رہا تو میں قدرے آگے بڑھا، میرے ہاتھ میں ایک مجلد کتاب تھی، میں نے آواز دی اور عرض کیا یا رسول اللہ! اس کتاب میں میرے اور تمام اہلسنت کے عقائد ہیں اگر اجازت ہو تو میں حضور کی خدمت میں پڑھ کر پیش کروں؟ فرمایا لاؤ! کون سے ہیں؟

عرض کیا یارسول اللہ! یہ وہ قواعدِ عقائد ہیں جنہیں غزالی نے مرتب کیا ہے، سرکار نے مجھے اجازت دی میں بیٹھ گیا اور یوں ابتداء کی۔

عقائد اہلِ سنت بزبانِ الغزالی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

کتاب قواعد العقائد

پہلی فصل، عقیدۂ اہلسنت کلمۂ شہادت کے بارے میں

اس میں چار فصلیں ہیں، پہلی فصل میں کلمۂ شہادت کے متعلق عقیدۂ اہلسنت کی وضاحت کی گئی ہے جو ارکانِ اسلام میں سے ایک ہے، پس میں توفیقِ الٰہی کہتا ہوں سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو ابتداء و انتہا کا خالق ہے، جو چاہے کرے، عرشِ عظیم کا مالک، سخت گرفت فرمانے والا، پاک بندوں کو راہِ راست کی ہدایت فرمانے والا، شہادت توحید (کلمۂ توحید) کے بعد ان کے عقائد کو شک و تردید کی گھاٹیوں سے محفوظ رکھنے والا، ان کو اپنے برگزیدہ رسول کی پیروی پر چلانے والا اور آپ کے مکرم و محترم صحابہ کے آثار کا اپنی تائید و توفیق سے تابع بنانے والا، اپنے اوصاف و محاسنِ حمیدہ سے جن کو صرف گوشِ ہوش اور حضورِ قلب سے پایا جا سکتا ہے ان کے لئے ذات و افعال کی تجلی فرمانے والا، ان کو یہ بتلانے والا کہ وہ اپنی ذات کے لحاظ سے واحد و یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، ایسا یکتا جس کی مثل نہیں، ایسا بے نیاز جس کی ضد نہیں، ایسا منفرد جس کا برابر نہیں، وہ ایک ہے، ایسا قدیم جس کا اوّل نہیں، ایسا ازلی جس کی ابتداء نہیں، اس کا وجود دائمی ہے جس کی آخر نہیں، ایسا ابدی جس کی انتہا نہیں، ایسا قائم رہنے والا جس کا خاتمہ نہیں، ایسا دائمی جس کا اختتام نہیں، اوصافِ جلالیہ کے ساتھ ہمیشہ موصوف رہا اور رہے گا، زمانوں اور مدتوں کے گزر جانے کی بنا پر اس کے گزر جانے

اور ختم ہو جانے کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا بلکہ وہی اوّل و آخر ہے اور وہی سب کچھ جاننے والا ہے

پاکی اور وہ کوئی جسم نہیں جس کا تصور کیا جا سکے اور نہ کوئی جوہر جس کی حد و مقدار بتائی جا سکے اور وہ اجسام کی طرح نہیں جس کی مقدار بتائی جا سکے یا تقسیم قبول کرے، وہ نہ جوہر ہے اور نہ کوئی جوہر اس میں حلول کر سکے، نہ عرض ہے اور نہ اس میں کوئی عرض حلول کر سکے بلکہ نہ وہ کسی موجود کی مثل اور نہ کوئی موجود اس کی مثل، نہ اس کی طرح کوئی نہ وہ کسی کی طرح، نہ کوئی مقدار اسکی تحدید کر سکے اور نہ زمین و آسمان کے کنارے اس کا احاطہ کر سکیں، نہ جہتیں اسے گھیر سکیں نہ زمین و آسمان اور وہ عرش پر اسی طرح متمکن ہے جس طرح اس کا فرمان ہے اور جس کا اس نے ارادہ فرمایا، وہ کسی کو چھونے اور کسی جگہ ٹھہرنے، حلول کرنے اور منتقل ہونے سے پاک ہے، عرش اسکو نہیں اٹھا رہا بلکہ عرش اور اس کے اٹھانے والے (فرشتے) اسکی لطیف قدرت سے خود سہارا لئے ہوئے ہیں اور اس کے قبضۂ قدرت میں بے بس ہیں، وہی عرش، آسمان اور ہر چیز کے اوپر اور تحت الثریٰ تک ہے یہ بلندی ایسی ہے جو اسے عرش اور آسمان کے قریب نہیں کرتی جس طرح اس کی ذات کو زمین اور تحت الثریٰ سے دور نہیں کرتی بلکہ وہ عرش اور آسمان سے بدرجہا بلند ہے جیسے زمین اور تحت الثریٰ سے اس کے باوجود ہر موجود سے قریب تر اور بندوں کی شہ رگ سے نزدیک تر ہے، وہ ہر شے پر گواہ ہے کیونکہ اس کا قرب اجسام کے قرب کی طرح نہیں، ٹھیک اسی طرح جس طرح اس کی ذات، اجسام کی ذات کی طرح نہیں، وہ کسی شئے میں حلول نہیں کرتا اور نہ ہی اس میں کوئی شئے حلول کرے، وہ اس سے بلند تر ہے کہ مکان اسکو گھیر سکے ایسے ہی جیسے زمان اس کا احاطہ نہیں کر سکتا، بلکہ وہ تو زمان و مکان کی پیدائش سے

بھی پہلے ہے وہ اب بھی ایسا ہی ہے جیسا تھا بے شک وہ اپنی صفات کے لحاظ سے مخلوق سے ممتاز ہے اسکی ذات میں کوئی اور نہیں اور کسی اور میں اس کی ذات نہیں، وہ تغیر و تبدل سے پاک ہے، نہ وہ حوادث کا محل بنے اور نہ اس پر عوارضات طاری ہوں بلکہ وہ ہمیشہ اپنی صفاتِ جلالیہ میں زوال سے منزّہ اور صفاتِ کمالیہ میں مزید تکمیل سے مستغنی ہے، وہ اپنی ذات میں بذریعہ عقل معلوم الوجود اور آنکھوں سے اسکی ذات مشہود ہے جنت میں اس کی نعمت ولطف نیکوکاروں کے لئے ہوگا اور اپنی ذات والا صفات کے شایان شان تکمیلِ نعمت ہوگی۔

حیات وقدرتِ باری تعالےٰ

بے شک باری تعالےٰ زندہ اور قدرت والا ہے، زبردست اور قابو میں رکھنے والا ہے، نہ اس میں کمی کا شائبہ پایا جائے نہ عجز کا، نہ اسے نیند آئے نہ اونگھ، نہ اسے فنا نہ موت، بے شک وہ حکومت اور بڑے ملک کا مالک ہے، عزت اور شوکت کا مالک، اسی کی حکومت اور قابو، اسی کی مخلوق اور اسی کا حکم، آسمان سمٹ کر اس کے دائیں ہاتھ میں ہیں (جیسا اس کے شایانِ شان ہے) ساری مخلوق اس کے قبضۂ قدرت میں بے بس ہے، پیدا کرنے اور نئی نئی چیزیں بنانے میں منفرد ہے، تخلیق وایجاد میں یکتا ہے، اسی نے مخلوق اور اس کے اعمال کو پیدا کیا، ان کے رزق اور اوقات کو مقرر فرمایا، کوئی مقدور اس کے قبضہ سے نکل نہیں سکتا اور نہ احوال کی تبدیلی اس سے پوشیدہ رہ سکتی ہے۔ اسکی قدرتیں بے شمار اور اس کی معلومات بے انتہا ہیں۔

صفتِ علم

وہ تمام معلومات کا عالم ہے، تحت الثریٰ سے لے کر آسمانوں کے اوپر تک اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے، وہ ایسا عالم ہے جس کے علم سے ذرہ بھر کوئی چیز نہ زمین پر پوشیدہ رہے نہ آسمانوں پر، وہ سیاہ چیونٹی کو تاریک رات میں سیاہ پتھر پر چلتے ہوئے جانتا ہے اور فضا میں ذرے کی حرکت

باخبر ہے، پوشیدہ بھیدوں سے واقف اور دلی خطرات سے آگاہ ہے، اللہ تعالیٰ کا یہ علم ازلی و قدیمی ہے، ازل سے وہ اس کا موصوف ہے اس کے علم میں تجدد نہیں کہ کبھی حاصل ہوا اور کبھی نہ ہو۔

صفت ارادہ

بے شک حق تعالیٰ کائنات کا ارادہ فرمانے والا ہے، حادثات کی تدبیر فرمانے والا ہے، اس کی قضاء و قدر اور حکمت و مشیت کے بغیر اس کی حکومت میں کوئی بڑا، چھوٹا، قلیل و کثیر، خیر و شر، نفع و نقصان، کفر و ایمان، ناواقفی و پہچان، ناکامی و کامیابی، کمی و بیشی، اطاعت و نافرمانی کچھ بھی نہیں ہو سکتا، جو اس نے چاہا ہو گیا جو نہ چاہا نہ ہوا "جیسے کذب اور جملہ قبائح" (مترجم) نہ اس کی مشیت سے نظر کا بھٹکنا خارج ہے نہ دل کا خطرہ وہی ابتداً پیدا کرنے والا ہے اور وہی دوبارہ اٹھانے والا ہے، جو چاہے کرے نہ کوئی اس کے حکم کو ٹالنے والا ہے نہ اس کے فیصلہ پر نظر ثانی کرنے والا، کوئی بندہ اس کی توفیق و رحمت کے بغیر گناہ سے بچ نہیں سکتا اور اس کی مشیت و ارادہ کے بغیر کسی کو اطاعت کی توفیق نہیں مل سکتی اگر تمام جنات اور انسان جمع ہو کر بھی اس کے ارادہ و مشیت کے بغیر کسی ذرّے کو حرکت یا سکون میں لانا چاہیں تو نہیں لا سکتے، اس کا ارادہ اسکی ذات کے ساتھ قائم ہے تمام صفات ہمیشہ یونہی موصوف ہے تمام اشیاء کے اپنے اپنے مقررہ اوقات میں موجود ہونے کا ازل سے ارادہ فرمانے والا ہے۔

پس تمام اشیاء بلا کسی تقدم، تأخر کے اس کے ارادۂ ازلی کے مطابق وجود میں آئیں، امور کی تدبیر فرماتا ہے مگر لوگوں کے سوچ وچار اور زمانے کے انتظار کے مطابق نہیں اسی لئے کوئی ایک حال اسکو دوسرے حال سے بے خبر نہیں کر سکتا۔

سننا، دیکھنا بے شک وہ دیکھنے اور سُننے والا ہے دیکھتا اور سنتا ہے کوئی سُننے کی چیز اس کے سننے سے باہر نہیں چاہے کتنی ہی پوشیدہ ہو اور کوئی دیکھنے کی چیز اس کے دیکھنے سے باہر نہیں چاہے کتنی ہی باریک ہو، دوری اس کے سننے اور تاریکیاں اس کے دیکھنے میں حائل نہیں ہو سکتیں، بغیر آنکھ اور پلک کے دیکھتا ہے اور بغیر سوراخ اور کان کے سنتا ہے اسی طرح جس طرح بغیر دل کے جانتا اور بغیر آلہ کے پکڑتا اور پیدا کرتا ہے کیونکہ اسکی صفات مخلوق کی صفات کی طرح نہیں، ٹھیک اسی طرح اس کی ذات مخلوق کی ذات کی طرح نہیں۔

کلام باری تعالےٰ بے شک اللہ تعالےٰ کلام فرمانے والا ہے، حکم دینے والا اور منع فرمانے والا ہے نیکیوں پر نجات اور برائیوں پر عذاب کا وعدہ فرمانے والا ہے، ایسے کلام کے ساتھ جو ازلی اور قدیم ہے اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے، اس کا کلام مخلوق کے کلام کی طرح نہیں پس وہ ایسی آواز نہیں جو لہو یا اعضاء سے ٹکرا کر پیدا ہو نہ ہمیں ایسے حروف ہیں جو ہونٹوں کے ملنے یا زبان کی حرکت سے بند ہو جائیں اور بیشک قرآن مجید، توراۃ مقدس، زبور شریف اور انجیل مبارک انبیائے کرام علیہم السلام پر اس کی نازل کردہ کتابیں ہیں اور بے شک قرآن مجید زبانوں سے پڑھا جاتا ہے، صحیفوں میں لکھا جاتا ہے اور دلوں میں محفوظ ہے اس کے باوجود قدیم اور ذات باری تعالےٰ کے ساتھ قائم ہے، دلوں اور اوراق پر منتقل ہونے وقت تقسیم ہونے یا جدائی کو قبول نہیں کرتا اور بے شک موسیٰ علیہ السلام نے اس کا کلام بلا حرف و آواز سنا ٹھیک اسی طرح جس طرح نیکوکار قیامت کے دن بلا جوہر و عرض اس کا دیدار کریں گے، جب یہ تمام صفات اس کی ذات میں پائی جاتی ہیں تو لامحالہ وہ زندہ،

عالم، قدرت والا، ارادہ فرمانے والا، سننے، دیکھنے اور کلام فرمانے والا ہے زندگی، علم، قدرت، ارادہ، سننے، دیکھنے اور کلام کے ساتھ، نہ کہ محض ذات کی وجہ سے۔

افعالِ باری تعالےٰ

اور بے شک اللہ سبحانہٗ کے بغیر جو بھی موجود ہے سب اس کے پیدا کرنے سے ہے اور یہ اس کے عدل کا بہترین اور کامل ترین فیضان ہے بے شک وہ اپنے کاموں میں حکیم اور اپنے فیصلوں میں عادل ہے، اس کے عدل کو بندوں کے عدل پر قیاس نہیں کیا جا سکتا کیونکہ بندے سے ظلم کا تصور ہو سکتا ہے مثلاً وہ کسی غیر کی ملک میں تصور کرے لیکن اللہ تعالےٰ سے ظلم کا تصور نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس کے بغیر کوئی مالک نہیں کہ اسکی ملک میں تصور کرنا ظلم ہو، پس جو بھی اس کے سوا ہے انسان ہو، جن ہو شیطان ہو، فرشتہ، آسمان ہو، زمین ہو، حیوان و نباتات ہوں، جوہر و عرض ہو یا معلوم و محسوس سب مخلوق و حادث ہے جس کو اس نے اپنی قدرت سے معدوم سے موجود کیا جب کہ ان میں سے کوئی چیز نہ تھی کیونکہ ازل میں وہ تن تنہا تھا اور کچھ نہ تھا، پھر اس نے اپنے ارادہ کو عملی جامہ پہنانے اور اپنی قدرت کے اظہار کے لئے مخلوق پیدا کی، وہ ازل میں بھی بلا کسی احتیاج کے اپنے کلام میں سچا تھا اور بے شک اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے پیدا کیا، ایجاد کیا اور مکلف فرمایا، اس پر کوئی چیز واجب نہیں، اس پر لازم نہ تھا مگر پھر بھی اس نے انعام و اکرام کی بارش کی، فضل و احسان اور انعام و امتنان کا مالک وہی ہے کیونکہ وہ اس پر بھی قادر تھا کہ بندوں پر طرح طرح کا عذاب نازل کرتا اور طرح طرح کے رنج و آلام سے ان کا امتحان لیتا اگر وہ ایسا کرے تو یہ اسکی طرف سے ظلم و قبیح نہیں، عین عدل ہوگا اور وہ اپنے بندوں کو استحقاق و لزوم کی بنا پر نہیں محض کرم و وعدے

کی بنا پر عبادات پر ثواب عطا فرماتا ہے کیونکہ اس پر کوئی فعل واجب نہیں اور اس
سے ظلم کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا، کسی کا اس پر کوئی حق نہیں اور بیشک مخلوق
پر اللہ تعالےٰ کا یہ حق ہے کہ وہ اس کی عبادت کرے اور یہ حق ان پر محض عقل کی
بنا پر نہیں بلکہ اس لئے کہ اس نے اپنے نبیوں کے ذریعے انکو حکم دیا ہے اس
نے رسول بھیجے اور انکی سچائی واضح معجزات سے ظاہر فرمائی، پس ان حضرات
نے مخلوق تک اس کا امر بھی پہنچا دیا اور نہی بھی، وعدہ بھی اور وعید بھی، لہٰذا
لوگوں پر لازم ہے کہ جو کچھ لے کر وہ حضرات تشریف لائے اس سب کی تصدیق کریں۔

رسالت کا مفہوم

اور بے شک حق سبحانہٗ نے نبی اُمّی قرشی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا تمام مخلوق کی طرف عرب ہو یا عجم، جن ہوں یا انسان!

کہا، جب میں اس مقام پر پہنچا تو میں نے سرکار کے چہرۂ اقدس پر مسرت وشادمانی
کے آثار دیکھے، جب میں حضور کی مدح وثنا پر پہنچا تو آنحضور نے میری طرف دیکھا
اور فرمایا، غزالی کہاں ہیں؟ اچانک میں نے دیکھا، امام غزالی مجمع کے اندر سرکار کے سامنے
کھڑے ہیں اور کہہ رہے ہیں یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں آگے بڑھے اور رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سلام عرض کیا، سرکار نے سلام کا جواب دیا اور اپنا دستِ
اقدس آگے کر دیا، امام غزالی دست اقدس کو بوسے دیتے جاتے ہیں اور اپنا رخسار
اس پر رکھ رہے ہیں تاکہ حضور اور آپ کے دست اقدس سے برکت حاصل ہو۔

پھر بیٹھ گئے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی بات پر اتنا
مسرور نہیں دیکھا جتنا آپ میرے تحریر کردہ قواعد عقائد سن کر مسرور ہوئے، پھر میں بیدار
ہو گیا تو میری آنکھوں پر اس خوشی کے آنسوؤں کے نشانات باقی تھے جو مجھے یہ مشاہدات،
احوال اور عزت افزائی دیکھ کر حاصل ہوئی، بلاشبہ یہ اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم الشان نعمت

تھی، بالخصوص اس آخری زمانہ میں جب کہ خواہشاتِ نفسانیہ کی بھرمار ہے ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں اہلِ حق کے عقیدہ پر ثابت قدم رکھے، اسی پر زندہ رکھے اور اسی پر موت دے اور اسی پر ہم کو بروزِ حشر انبیاء و مرسلین، صدیقین و شہداء اور نیکو کاروں کے ہمراہ اٹھائے، یہی لوگ بہترین ساتھی ہیں، فضل و کرم کرنا اسی کے شایانِ شان ہے اور وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔

امام ابو القاسم الاسفرائنی کا بیان

شیخ ابو القاسم الاسفرائنی نے فرمایا، اسی مفہوم کی وہ حکایت ہے جو ابو الفتح السادی نے میرے سامنے بیان کی انہوں نے مجھے اپنا خواب فارسی میں سنایا تھا جس کا میں نے عربی میں ترجمہ کر دیا، انہوں نے رسالت کے موضوع پر جو کچھ بیان کیا وہ اس مضمون کا تتمہ سمجھ لینا چاہیئے، یہاں اتنا فرق پیش نظر رہے (کہ توحید کے متعلق) مذکورہ بالا عقائد تو وہ ہیں جن کو بحالتِ خواب بارگاہِ نبوی میں پیش کیا گیا تھا مگر رسالت کے متعلق جو کچھ لکھا جاتا ہے اسے خدمتِ نبوی میں پیش کرنے کا اتفاق نہیں ہوا، بہتر یہی ہے کہ اس مضمون کو یہاں لکھ دیا جائے تاکہ عقیدہ پختہ ہو جائے خام نہ رہے، یہ اس شخص کے لئے جو اسے سیکھنا اور یاد کرنا چاہے"۔

اس عبارت کے بعد کہ "بے شک حق سبحانہ نے نبی امی، قریشی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا تمام مخلوق کی طرف عرب ہو یا عجم، جن ہو یا انسان! پس آپ نے اپنی شریعت کے ذریعہ تمام شرائع کو منسوخ فرمایا سوائے ان احکام کے جن کو آپ نے ثابت و مقرر فرمایا"۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام انبیاء پر فضیلت بخشی اور آپ کو نوعِ انسان کا سردار بنایا اور محض توحید کی شہادت (لا الٰہ الا اللہ) ایمان کی تکمیل اس وقت تک نہ فرمائی جب تک رسالت کی شہادت (محمد رسول اللہ) اس کے ساتھ ملا نہ دی، مخلوق پر

لازم فرمادیا کہ جس بات کی خبر حضور دیں اس کی تصدیق کرے چاہے دنیا کی بات ہو یا آخرت کی اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کسی کا ایمان قبول نہیں فرماتا جب تک وہ موت کے بعد کی ان باتوں پر یقین نہ کرے جن کی خبر آپ نے دی، جن میں پہلی بات منکر نکیر کا سوال کرنا ہے وہ دو فرشتے ہیں ڈراؤنے اور ہیبت ناک، آدمی کو قبر میں مع جسم و روح کے بٹھاتے ہیں پھر اس سے توحید و رسالت کے بارے میں سوال کرتے ہیں اور کہتے ہیں "تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟" یہ دونوں قبر کے ممتحن اور ان کا سوال موت کے بعد قبر کا پہلا امتحان ہے اور عذاب قبر پر ایمان رکھے کہ وہ حق ہے، اور جسم و روح پر اس کا حکم برحق ہے جیسے چاہے کرے سب عدل ہے اور میزان پر یقین رکھے کہ اس کے دو پلڑے اور زبان (؟) ہوگی اور زمین و آسمان جتنی بڑی ہوگی (؟) جس پر قیامت کے دن اللہ کی قدرت سے اعمال تولے جائیں گے چاہے اعمال ذرّہ بھر ہوں یا رائی برابر تاکہ عدل و انصاف کے تقاضے مکمل طور پر پورے ہوں، نیکیوں کے اعمال نامے نورانی صحیفوں میں لائے جائیں گے جن سے نیکیوں کے پلڑے بفضلہٖ تعالیٰ اتنے جھک جائیں گے جتنے وہ اللہ کے ہاں مقبول ہوں گے، برائیوں کے صحیفے تاریک پلڑے میں رکھے جائیں گے جس سے برائیوں کا وزن اللہ تعالیٰ کے عدل و انصاف سے ہلکا نکلے گا اور یہ بھی ایمان رکھے کہ پلصراط حق ہے جسے جہنّم پر رکھا جائے گا، تلوار سے تیز تر اور بال سے باریک تر، اللہ کے حکم سے کافروں کے قدم پھسلیں گے جس سے وہ جہنّم میں گریں گے، اہل ایمان کے قدم اس پر مضبوطی سے جمے رہیں گے جس سے وہ جنّت میں جائیں گے اور اس پر بھی ایمان رکھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض پر جائیں گے مومن پلصراط سے گزرنے کے بعد اور جنّت میں داخل ہونے سے پہلے اس سے پانی پئیں گے جو اس کا پانی ایک مرتبہ پی لے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا، آسمان جتنی اس کی چوڑائی ہوگی اس میں حوضِ کوثر کے

دو چند والے ہوں گے اور حساب کے دن پر ایمان رکھے اور یہ کہ کسی کا حساب سرسری ہوگا اور کسی کے حساب میں کرید ہوگی، اور کچھ بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے اور وہی مقربین ہوں گے، وہ جن رسولوں سے چاہے گا تبلیغ و رسالت کی بابت سوال کرے گا، اور جن کفار سے چاہے گا، رسولوں کے جھٹلانے کے متعلق پوچھے گا۔ بدعتیوں سے سنت اور مسلمانوں سے اعمال کی باز پرس فرمائے گا۔ اہلِ توحید سے گناہوں کا بدلہ لیکر جہنم سے نکال کر امن بخشے گا۔ یہاں تک کہ جہنم میں اللہ کے فضل و کرم سے کوئی موحد نہ رہے گا، اور شفاعت انبیا کی وجہ سے بچائے گا، پھر علما اور شہدا کرام اور بعد ازیں باقی اہلِ ایمان کی شفاعت سے جو ان کے مقام و مرتبہ کے مطابق ہوگی گناہوں کی نحوست سے نجات بخشے گا جو مسلمان بچ رہا اور اس کا سفارشی کوئی نہ ہوگا تو اسے بھی اللہ کے فضل سے نجات مل کر رہے گی۔ کوئی مسلمان ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا بلکہ جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہو وہ بھی نکال لیا جائے گا، اور یہ کہ صحابہ کرام کی فضیلت و ترتیب کا عقیدہ رکھے اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، پھر عمر فاروق، پھر عثمان غنی اور پھر علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہم اور تمام صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان سے حسنِ ظن رکھے، اور ان صحابہ کرام کی اسی طرح مدح و ثنا کرے، جس طرح خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے، ان تمام باتوں پر سنت اور آثار گواہ ہیں، جو کوئی ان پر قطعی عقیدہ رکھے، وہ اہلِ حق اور اہلِ سنت میں سے ہے، گمراہ اور بدعتی فرقوں سے الگ تھلگ ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو کامل یقین اور دین پر ثابت قدمی عطا فرمائے، بے شک وہ سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے، وصلی اللہ علیٰ سیدنا محمد و علیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین۔

پانچواں باب ۵

کن مقامات پر درود وسلام پڑھنا جائز ہے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام اُن خاص اوقات، خاص مقامات اور خاص حالات میں بھیجنا جائز ہے،[1] جن میں سے

---

[1] درود وسلام کیلئے شرعاً کوئی وقت یا جگہ مقرر نہیں جب چاہیں اور جہاں چاہیں بھیج سکتے ہیں، البتہ بعض اوقات و مقامات پر بالخصوص درود وسلام پڑھنا نسبتاً زیادہ افضل ہے البتہ یہ بات پیش نظر رہے کہ اوقات و مقامات میں ادب و احترام کے تقاضے مجروح نہ ہوں۔ مترجم عفی عنہ،

اکثر کا ذکر علامہ ابن القیم الجوزی نے "جلاء الافہام"، شیخ الاسلام قطب الدین الخیضری الشافعی نے اپنی کتاب "اللوا المعلم بمواطن الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم"، حافظ سخاوی نے "القول البدیع" اور امام قسطلانی نے "مسالک الحنفاء" میں کیا ہے، چونکہ ان سب میں متاخر امام قسطلانی ہیں اس لئے میں نے ان کی کتاب کا خلاصہ کر دیا ہے، لیکن وہ بہت سی احادیث جن کو امام قسطلانی نے اس سلسلہ میں ذکر فرمایا ہے، میں نے اُن کو یہاں پیش نہیں کیا، کیونکہ وہ سب ضروری اضافے کیساتھ اس کتاب کے دوسرے باب میں جمع کر دی گئی ہیں۔ اس بحث کو شروع کرنے سے پہلے میں حافظ ابن حجر کی وہ عبارت نقل کرتا ہوں، جسے الجمل نے "المنادی" کے حوالہ سے اس سلسلہ میں نقل کیا ہے جو یہ ہے، "نبی علیہ السلام پر درود و سلام پڑھنے کی تاکید ہے، اُن مواقع پر جن کے بارے میں خصوصی احادیث وارد ہیں، جن میں سے اکثر عمدہ سند والی ہیں، (۱) موذن کا جواب دینے کے بعد، (۲) دعا کے اوّل، درمیان اور آخر میں، ان میں سے اوّل کی زیادہ تاکید ہے (۳) دعائے قنوت وتر کے بعد کے آخر میں (۴) تکبیرات عید کے درمیان میں (جو نماز کے علاوہ کہی جاتی ہیں) (۵) مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت (۶) اجتماع اور جدا ہوتے وقت، (۷) سفر پر نکلنے اور سفر سے واپسی کے وقت، (۸) رات کی نماز تہجد کے وقت (۹) ختم قرآن کے وقت (۱۰) دکھ، تکلیف اور بستر کے وقت، (۱۱) حدیث پڑھنے کے وقت (۱۲) تبلیغ علم کے وقت، (۱۳) ذکر اور (۱۴) کسی شے کے بھولنے کے وقت، یوں ہی ضعیف حدیثوں میں یہ بھی مذکور ہے (۱۵) حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت (۱۶) جب کان بجنے لگیں، (۱۷) تلبیہ (لبیک اللھم) کہتے وقت (۱۸) وضو کرنے کے بعد (۱۹) ذبح کرتے وقت (۲۰) چھینکتے وقت، ویسے ان آخری دو مقامات پر درود شریف پڑھنے سے منع بھی کیا گیا ہے،

درود و سلام کے خاص اوقات (۱) جمعہ کے دن، کیونکہ اس کے متعلق متعدد احادیث وارد ہیں مثلاً سرکار کا یہ فرمان، کہ مجھ پر جمعرات اور جمعہ کو کثرت سے درود بھیجا کرو! کیونکہ تمہارا درود و سلام مجھ

پر پیش کیا جاتا ہے،، اس کو طبرانی نے ”الاوسط“ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، اس سلسلہ میں اور بھی احادیث ہیں جن کو دوسرے باب میں ذکر کر دیا گیا ہے، "حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے متعلق مروی ہے کہ آپ نے اپنے عاملوں کو، لکھا کہ جمعہ کے دن علم کی نشر و اشاعت کرو! کیونکہ بھول جانا، علم کے لئے آفت ہے، اور جمعہ کے دن نبی علیہ السلام پر کثرت سے درود و سلام بھیجو!" اس کو ابن وضاح وغیرہ نے نقل کیا ہے، اور ہمارے امام شافعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے" مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنا ہر حال میں محبوب تر ہے، ہاں جمعرات اور جمعہ کو بہت زیادہ پسند کرتا ہوں، کیونکہ یہ بزرگ اور ہفتہ بھر میں افضل دن ہے۔" الخطیب نے شرح المنہاج وغیرہ میں فرمایا، جمعہ کی رات اور دن کو سورہ کہف کی تلاوت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود و سلام بھیجنا سنت ہے، اور کثرت کی ادنیٰ مقدار پہلی مرتبہ تین مرتبہ پڑھنا ہے، اور دوسری مرتبہ تین سو مرتبہ الخ، اس پر الشمس الرملی نے کہا، کہ درود و سلام کو سورہ کہف سے زیادہ مرتبہ پڑھنا بہتر ہے، جیسا کہ امام شافعی سے منقول ہے، کیونکہ صحیح روایت میں آیا ہے، کہ جو شخص جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھے اس کے لئے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک روشنی رہتی ہے، اور یہ بھی آیا ہے کہ جو شخص جمعرات کو پڑھے اس کیلئے اس کی ذات اور مکہ معظمہ کے درمیانی فاصلہ جتنی روشنی ہو جاتی ہے، اور دن میں پڑھنے کی زیادہ تاکید ہے، اور بہتر یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے صبح کے بعد پڑھے، تاکہ بھلائی حاصل ہو، اس میں حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں قیامت کی ہولناکی بیان فرمائی ہے، اور جمعہ کا دن قیامت سے مشابہ ہے، کیونکہ اس میں لوگ جمع ہوتے ہیں، اور جیسا کہ صحیح مسلم میں قیامت جمعہ کے دن قائم ہو گی، پھر الرملی نے کہا، جمعہ کی رات اور دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود و سلام بھیجے، کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے: کہ تمہارے تمام دنوں میں جمعہ افضل ہے، تو اس میں مجھ پر زیادہ درود بھیجا کرو!

بیشک تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔" اس کو ابو داؤد نے روایت کیا۔" دوسری حدیث ہے، مجھ پر جمعہ کی رات اور دن کو زیادہ درود بھیجا کرو، کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتا ہے۔" الرملی نے فرمایا امام نووی کا اس حدیث کو درود شریف کے متعلق ہونے کی تصریح کرنا کوئی قید احترازی نہیں، بلکہ یہ حدیث کثرتِ ذکر اور کثرتِ تلاوت کو بھی شامل ہے، ہاں،

جمعہ کے دن کثرتِ درود وسلام افضل ہے

اس حدیث سے یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے "کہ درود وسلام کی کثرت اس دن میں ذکر اور تلاوتِ قرآن کی کثرت سے افضل ہے۔" الشبراملسی نے اس کے حاشیہ میں کہا ہے کہ کم از کم مقدار ہے تین سو رات کو اور اتنا ہی دن کو، اور جس صیغہ سے پڑھا جائے یہ مقصد حاصل ہو جائے گا، فرمایا کہ جمعہ کی رات اور دن کو درود وسلام میں مصروف رہنا ان وظائف سے بہتر ہے جن کے متعلق کوئی خاص نص وارد نہیں ہوئی، ہاں جن اوراد و وظائف کے متعلق خاص نص وارد ہوئی ہے. مثلاً نماز کے بعد سورہ کہف اور تسبیح پڑھنا، تو ان میں مصروف ہونا افضل ہے، الخ. ابن قاسم نے تحفہ کے حاشیہ میں کہا، "جمعرات و جمعہ کو سورہ کہف وغیرہ کی تلاوت میں مصروف ہونے کی فضیلت کا یہ مطلب نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام میں بالکل مشغول ہی نہ ہو، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے، کہ جب دونوں میں ٹکراؤ پیدا ہو. اور یہ صورت بن جائے کہ ایک میں مصروف ہونے کی وجہ سے دوسرا ہاتھ سے جاتا ہے، اور دونوں پر عمل پیرا ہونے سے معذور ہے تو اب افضل پر عمل کرنا بہتر ہے. لیکن اگر دونوں میں مشغول ہونا ممکن ہے. تو افضل و اکمل یہی ہے، کہ دونوں میں کثرت کرے، کیونکہ شرع میں دونوں کی کثرت مطلوب ہے. جیسا کہ اکثر پر حدیثیں دلالت کرتی ہیں، اور علماء نے اس کی تصریح کی ہے، الخ شبراملسی

کہتے ہیں المناوی نے شرح جامع صغیر جزء ثالث کے شروع میں سرکار کے اس فرمان کو نقل کرنے کے بعد کہ "اعمال پیر اور جمعرات کو اٹھائے جاتے ہیں، پس میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال اس حال میں اٹھائے جائیں کہ میں روزے دار ہوں" یہ عبارت لکھی ہے۔" امام قسطلانی نے اپنے شیخ برہان بن ابی شریف کی پیروی میں اس حدیث سے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ

پیر اور جمعرات کو درود وسلام کیلئے جمع ہونا اور بلند آواز سے پڑھنا

نبی علیہ السلام پر درود و سلام بھیجنے کے لئے جمعرات اور پیر کو جمع ہونا، اور جیسا کہ دمصر کی، جامعہ الازہر (الازہر یونیورسٹی) میں ہوتا ہے، بآواز بلند درود وسلام پڑھنا جائز ہے، کیونکہ رات دن کے ساتھ ملی ہوتی ہے، اور الاعمال میں لام جنسی ہے، لہٰذا ذکر، نبی علیہ السلام پر درود وسلام اور دعا سب کو شامل ہے بالخصوص پیر کی رات کو، کہ اس کی تاکید ہے، ابن مرزوق نے تو یہاں تک کہا ہے کہ "یہ رات لیلۃ القدر سے بھی افضل ہے" الخ۔ اور الجمل نے حاشیۃ المنہج میں اس پر بحث کرتے ہوئے کہا) جب جمعرات کو عید ہو جائے تو کیا "درود وسلام اور سورہ کہف کی تلاوت کو چھوڑ کر عید کی علامت، تکبیر و تلبیہ، میں مصروف ہو جائے؟ یا ۲، درود وسلام اور سورہ کہف کی تلاوت کی رعائت کرے! یا ۳، عید الفطر میں تو تکبیرات کی رعائت کرے اور عید قربان میں درود وسلام کی؟! اسلئے کہ عید الفطر کی تکبیرات نص قرآنی سے ثابت ہیں، اور درود وسلام کی فضیلت جمعرات کو، حدیث نبوی سے، رہ گئی عید قرباں! تو اس کی تکبیرات، قرآن سے نہیں، قیاس سے ثابت ہیں۔ یہ تین احتمال ہیں، میرے خیال میں تیسری صورت زیادہ بہتر ہے، اگرچہ دوسری بھی حق سے دور نہیں، وجہ یہ ہے کہ درود وسلام، اس رات کی اصلی اور ذاتی علامت ہے، رہ گئی تکبیر تو وہ عارضی اور اتفاقی، ہے، لہٰذا عارضی ذاتی کی رعایت کرنا بہتر ہے، ثانیاً یہ کہ جمعہ کی رات، عید کی رات سے افضل ہے، لہٰذا اس

کی علامت کی رعایت کرنا افضل ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جمعہ کی رات لیلۃ القدر سے بھی افضل ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نبی علیہ السلام پر درود بھیجنا کبھی نہ کبھی تو واجب ہے ہی، لہٰذا ان مواقع کی رعایت کرنا بہتر ہے،

علامہ الجمل کا تبصرہ جو کچھ ذکر کیا گیا ہے جب تم نے اس پر غور کر لیا، تو تمہیں معلوم ہوگا کہ تکبیرات عیدین کو درود و سلام پر مطلقاً ترجیح دینے کی کوئی معقول وجہ نہیں، البتہ مذکورہ بالا اقوال کی توجیہ بہتر ہو سکتی ہے کہ چونکہ دونوں کے خصوصی فضائل ثابت ہیں لہٰذا کسی کو دوسرے پر ترجیح نہ دی جائے پس ایک میں مصروف ہو جائے، یہاں تک کہ جب ایک میں کثرت حاصل ہو جائے تو دوسرے میں مشغول ہو جائے۔ اب یہ بات کہ پہلے کس کی ابتدا کرے، اور پیچھے کسے رکھے؟ اس میں اسے اختیار ہے، جسے چاہے پہلے ادا کرے اور جسے چاہے بعد میں، الخ پھر جمل نے کہا یہ بھی سنت ہے کہ جمعہ کے دن سورۃ آل عمران پڑھے کہ حدیث میں ہے جو شخص جمعہ کے دن آل عمران پڑھے، تو سورج اس کے گناہ لیکر غروب ہوگا" کتاب الایعاب، میں کہا بظاہر اس میں یہ حکمت نظر آتی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے پیدائش آدم کا ذکر کیا ہے ا۔ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ" جیسے آدم کو مٹی سے پیدا کیا،، اور آدم کو جمعہ کے دن پیدا کیا گیا ہے۔ یونہی سورۃ ہود، کہ حدیث میں ہے، جمعہ کے دن سورۃ ہود پڑھا کرو! یونہی سورۃ دخان کہ حدیث میں ہے، جو کوئی جمعہ کی رات حٰمٓ دخان پڑھے، اس کی مغفرت ہو جاتی ہے، ہمارے شیخ البابلی نے فرمایا، جب مذکورہ سورتوں میں سے کوئی ایک پڑھنا چاہے تو سورۃ کہف کو اولیت دے، کیونکہ اس کے بارے میں سب سے زیادہ حدیثیں وارد ہوئی ہیں الخ یہ بھی آیا ہے کہ جو کوئی اس کی پہلی دس آیتیں ہمیشہ پڑھے، وہ دجال سے

محفوظ رہے گا۔ الخ۔ الجمل کی عبارت ختم ہوئی، اور کتاب بغیۃ المسترشدین میں لکھا ہے کہ جو شخص سورۃ الفاتحہ، اخلاص، اور معوذتین سات سات مرتبہ پڑھے۔ نماز جمعہ کا سلام پھیرنے کے بعد پاؤں بچھانے سے پہلے، اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں، اور جتنے لوگ خدا اور رسول پر ایمان لائے ان کی تعداد کے برابر اس کو اجر ملے گا، اور آئندہ جمعہ تک اس کو برائی سے دور رکھا جائے گا۔ ایک روایت میں اتنا اضافہ ہے، کہ منہ سے نکالنے سے پہلے اس کا دین و دنیا اور اہل و اولاد سب محفوظ ہو جائیں گے، اس کے بعد چار مرتبہ یہ پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ يَا غَنِيُّ يَا حَمِيْدُ يَا مُبْدِئُ يَا مُعِيْدُ يَا رَحِيْمُ يَا وَدُوْدُ أَغْنِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَبِطَاعَتِكَ مِنْ مَّعْصِيَتِكَ وَبِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ

اے غنی اے قابلِ ستائش اے ابتدا و انتہا کے مالک، اے رحم فرمانے والے، اے مدد فرمانے والے مجھے اپنے حلال کے ذریعے اپنے اور اپنی فرمانبرداری کے ذریعے اپنی نافرمانی سے اور اپنے فضل کے ذریعہ اپنے ماسوای سے مستغنی کر دے۔

ابوالصیف سے منقول ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن ستر مرتبہ یہ دعا مانگے، دو جمعے گذرنے سے پہلے مستغنی ہو جائے گا، ابو طالب مکی سے منقول ہے کہ جو شخص اس دعا کو بغیر شمار کیے ہمیشہ مانگتا رہے اللہ تعالیٰ اسے مخلوق سے مستغنی کر دے گا، اور اس کو اس طور پر رزق دے گا کہ اس کے سان گمان میں بھی نہ ہو الخ۔ اگر کوئی شخص نماز جمعہ کے بعد باتیں کرنے لگے یا کسی اور کام میں لگ جائے اور بعد میں مذکورہ بالا وظائف سات سات مرتبہ پڑھے اور دیگر وظائف بجا لائے تو اس تاخیر سے یہ وظائف فوت نہ ہونگے، ہاں وہ خاص ثواب فوت ہو جائے گا، جیسا کہ الکردی نے ابن حجر سے نقل کیا ہے بعض

۔نے کہا ثواب تو نہیں، کمال فوت ہو جائے گا، الخ۔

فائدہ شیخ المشائخ ابراہیم باجوری نے ابن قاسم پر اپنے حاشیہ میں سید عبدالوہاب شعرانی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جو شخص یہ دو شعر بلا ناغہ ہر جمعہ کو پانچ مرتبہ پڑھے بلا شبہ اللہ تعالیٰ اس کا خاتمہ اسلام پر کرے گا۔

اِلٰهِیْ لَسْتُ لِلْفِرْدَوْسِ اَهْلًا وَلَا اَقْوٰی عَلٰی نَارِ الْجَحِیْمِ

الٰہی نہ میں فردوس کے قابل ہوں، اور نہ جہنم کی آگ پر قادر (کہ بچ سکوں)

فَهَبْ لِیْ تَوْبَةً وَّاغْفِرْ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّكَ غَافِرُ الذَّنْبِ الْعَظِیْمِ

پس مجھے توبہ (کی توفیق) عنایت فرما! اور میرے گناہ بخش دے۔ بیشک تو بڑے بڑے گناہ بخشنے والا ہے،

انہی مواقع میں پیر کی رات کو حضور علیہ السلام پر درود و سلام پڑھنا ہے جیسے ابو موسیٰ المدینی نے کتاب "وظائف اللیالی والایام" اور امام غزالی نے "احیاء العلوم" میں ذکر کیا ہے،

علامہ النبہانی کا تبصرہ میں کہتا ہوں اسی قبیل سے ہے عارف باللہ سیدی شیخ نورالدین الشونی اور شیخ امام شعرانی کی وہ مجلس جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کے سلسلہ میں (مصر کی) جامع الازہر میں منعقد ہوتی ہے۔ اور وہاں سے اکثر شہروں میں پھیل چکی ہے، اور ان کی وفات کے بعد بھی طویل مدت سے جاری ہے، یہ مجلس جمعرات اور پیر کی رات مغرب سے لیکر نماز فجر تک اور جمعہ کے دن، نماز جمعہ تک رہتی ہے، پیر کی رات کو اسلیئے خاص کیا گیا، کہ یہ سرکار کی ولادت باسعادت کی رات ہے اسی قبیل سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود و سلام کی محفل جو منگل کی رات کو منعقد ہوتی تھی، ابو موسیٰ المدینی نے اس سلسلہ (میں) حضرت جابر کی روایت سے ایک مرفوع حدیث بیان کی ہے، لیکن اس کی سند میں ایسے راوی ہیں جن پر جھوٹ بولنے کا الزام لگایا گیا ہے، کہ جو شخص منگل کے دن

نمازِ عشاء کے بعد وتر پڑھنے سے پہلے چار رکعت نماز نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد ایک مرتبہ، قل ہو اللہ احد تین مرتبہ، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس، ایک ایک مرتبہ، جب فارغ ہو تو پچاس مرتبہ استغفار اور اتنی ہی مرتبہ نبی علیہ السلام پر درود و سلام بھیجے، اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن اس حال میں اٹھائے گا کہ اس کا چہرہ نور سے جگمگاتا ہوگا، اور بہت ثواب کا ذکر فرمایا، انہی درود پڑھنے کے اوقات میں سے یہ بھی ہے کہ دن کے دونوں کناروں (صبح و شام) پر درود و سلام پڑھے، کیونکہ حدیث میں ہے، "جو کوئی مجھ پر شام کو درود بھیجے، صبح سے پہلے اس کی مغفرت ہو جائے گی اور جو کوئی مجھ پر صبح کے وقت درود بھیجے، شام سے پہلے اس کی مغفرت ہو جائے گی اسی لئے مشائخ و صوفیا رضی اللہ عنہم اپنے اوراد و وظائف صبح و شام مقرر کرتے ہیں ان مواقع میں سے ایک یہ ہے کہ شعبان کے مہینہ میں سرکار پر درود و سلام بھیجا جائے"، اس کو ابن ابی الصیف فقیہ یمنی نے فضائل شعبان پر لکھے گئے اپنے رسالہ میں ذکر کیا ہے حضرت جعفر صادق سے روایت ہے کہ جو کوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر شعبان میں ہر روز سات سو مرتبہ درود و سلام بھیجے، اللہ تعالیٰ اپنے فرشتے مقرر کر دیتا ہے جو اسے حضور کی خدمت میں پہنچاتے ہیں، اور اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح خوش ہوتی ہے۔ کیا یونہی طاؤس یمانی کا قول بیان کیا جاتا ہے کہ میں نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے پوچھا، پندرہ شعبان کی رات (شب برات) کو کیا کرنا چاہیئے؟ انہوں نے فرمایا میں اس رات کے تین حصے کرتا ہوں، ایک حصہ تو اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پر صرف کرتا ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر، يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا عمل ہو جائے، اور ایک تہائی رات اللہ تعالیٰ سے

استغفار کے لئے خاص کر لیتا ہوں کیونکہ فرمان باری ہے:۔
وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ "اللہ ان کو عذاب نہیں کرے گا جب تک وہ استغفار کرتے رہیں گے"، اور ایک تہائی رات رکوع و سجود کے لئے اس فرمانِ خداوندی پر عمل کرتے ہوئے وَاسْجُدْ وَ اقْتَرِبْ "سجدہ کرو اور قرب حاصل کرو"

میں نے کہا جو ایسا کرے اس کا کیا اجر ہے؟ فرمایا میں نے اپنے والد سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی شب برأت کو شب بیداری کرے وہ مقربین میں لکھ دیا جاتا ہے، جن کا بیان اس آیت میں ہے:۔
فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ
"اگر مقربین میں سے ہوا تو اس کے لئے راحت و مسرت اور نعمت بھرے باغ ہیں"

اور باب اول میں حافظ سخاوی، کے حوالہ سے ابن ابی الصیف مذکور کا یہ قول گذر چکا ہے کہ شعبان کا مہینہ محمد المختار صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کا مہینہ ہے، کیونکہ درود و سلام کی آیت اسی مہینہ میں نازل ہوئی ہے۔

اور ان مقامات میں سے ایک یہ ہے کہ سرکار پر وضو کرتے اور اس سے فارغ ہوتے وقت بھی درود و سلام بھیجے، کیونکہ ابن ابی عاصم نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے حضور کا یہ ارشاد نقل کیا ہے، کہ جو شخص مجھ پر درود نہ بھیجے اس کا وضو نہیں ہوتا، اس سلسلہ میں کچھ اور بھی حدیثیں ہیں، جو باب ثانی میں گذر چکی ہیں،

ان میں سے ایک یہ کہ، تیمم، غسل جنابت و حیض، کے بعد درود و سلام پڑھے، جیسا کہ اس کی طرف امام نووی نے کتاب الاذکار میں اشارہ فرمایا ہے،

ان میں سے ایک یہ کہ مرا اذان کے بعد، مؤذن اور سننے والا، حضور پر درود وسلام بھیجیں کیونکہ حضور کا فرمان ہے جب مؤذن کی آواز سنو، تو تم بھی اسی کی طرح کہو! اور میرے اوپر درود بھیجو! کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے، اور اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ مانگو! بیشک وسیلہ جنت میں ایک مقام ہے، اور وہ صرف اللہ کے کسی خاص بندے کو ملے گا، اور مجھے امید ہے کہ وہ (خاص بندہ) میں ہی ہوں، پس جو کوئی میرے اللہ سے وسیلہ مانگے اُس کے لئے میری شفاعت ثابت ہو گی، اس کو مسلم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا اس سلسلہ میں اور بھی حدیثیں ہیں جو باب ثانی میں ذکر کر دی گئی ہیں۔

علامہ ابن حجر نے "الدر المنضود" میں یہ حدیث لکھ کر فرمایا شفاعت[1] واجب ہو گئی، جیسا کہ صحیح روایات میں آیا ہے، اور واجب ہونے کا معنی یہ ہے کہ شفاعت قطعی طور پر ثابت ہو گئی، یہ وعدہ سچا ہے (ابن حجر نے) فرمایا اس ارشاد میں بہت بڑی خوشخبری ہے، کیونکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ایسا شخص اسلام پر مرے گا۔ کیونکہ شفاعت اسی کے لئے ثابت ہو سکتی ہے،

شفاعت کی اقسام

اور حضور کی شفاعت صرف گنہگاروں کے لئے خاص نہیں بلکہ بلندئ درجات وغیرہ کے لئے بھی ہو گی، جیسا کہ یہ بات آئے گی پس جو شخص وسیلہ کی دعا کرتا ہے۔

---

[1] اصل لفظ حلّت لہٗ شفاعتی ہے، حلّ یحلّ باب ضرب سے اور حلّ یحُلّ باب نصر سے پہلے کا معنی ہے جائز ہونا، ثابت ہونا، اور دوسرے کا معنی ہے اترنا اور نازل ہونا۔ المنجد۔ بہرحال یہ لفظ وہ حِلّ نہیں جو حرم کے مقابلہ میں آتا ہے، کیونکہ یہاں شفاعت پہلے حرام نہ تھی، جواب حلال ہو گئی۔ مصنف، مترجم کی خفیف توضیح کے ساتھ۔

(اٰتِ مُحَمَّدَاً الْوَسِیْلَۃَ) اس کے لئے جو شفاعت واجب ہوتی ہے، یا تو بلندئ درجات کے لئے ہوتی ہے نیکیاں بڑھنے کے لئے یا عرش کے زیر سایہ ٹھکانہ ملنے کی یا جنت کی چراگاہوں کی، یا منبروں پر فائز ہونے کی، یا جلدی جلدی جنت میں داخل ہونے کی یا اس کے علاوہ دیگر خصوصی انعام واکرام حاصل کرنے کی، جو کسی کو حاصل ہوں گی، کسی کو نہیں،

امام قاضی عیاض رحمہ اللہ نے بعض مشائخ کے حوالہ سے اس میں آئی قید اور لگائی ہے کہ (یہ انعام واکرام اس کے لئے ہے جو) مخلص ہو اور حضور علیہ السلام کی جلالت شان کو پیش نظر رکھ کر پڑھے محض ثواب حاصل کرنے والے کے لئے نہیں اس کا اس طرح رد کیا گیا ہے، کہ اس طرح کا شدید حکم لگانا ٹھیک نہیں، ہاں اگر اس مقام پر غافل دلا پروہ آدمی کو مستثنیٰ کردیا جائے تو ٹھیک ہے،

سرکار کے لئے وسیلہ مانگنے کا فائدہ

رہا یہ سوال کہ جب وسیلہ کی دعا مانگنے والے اور خود آنجناب علیہ السلام کو یہ پختہ امید ہے کہ یہ مقام (وسیلہ) آپ کو مل کر رہے گا، تو پھر اس دعا مانگنے کا فائدہ کیا ہوا؟ اگر محض اظہار کررہا ہے، تو ہمارے اظہار کرنے سے تو اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں ہوجاتی، اس لئے کہ اس پر کسی مخلوق کی وجہ سے کوئی چیز واجب نہیں ہوتی، بیشک وہ جو چاہے کرے اس کا مرتبہ بہت بلند وبالا ہے۔

دراصل اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظیم الشان تواضع وانکساری، اور خوف الٰہی کا اظہار ہے، جو آپ کی مزید ترقی درجات اور بلندئ شان کا مقتضی ہے پس اس کا فائدہ سرکار کو بھی ہوتا ہے اور ہم کو بھی، اب جس کسی نے میرے مذکورہ نکتہ پر باریک بینی سے غور نہیں کیا وہ اس

توجہہ سے غافل رہا، تو اس نے یہ کہا کہ اس کا فائدہ صرف ہمارے لئے اس لئے کہ ہم نے اس حکم کی تعمیل کر دی، جو سرکار کی خاطر ہم کو ہوا تھا، امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ، نے یہ روایت نقل فرمائی ہے، کہ جب کوئی شخص یہ دعا مانگے :-

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّارْضَ عَنِّیْ رِضًا لَّا سُخْطَ بَعْدَهٗ۔

"اے اللہ! اس مکمل دعا، اور قائم ہونے والی نماز کے مالک! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج! اور قیامت کے دن، جو کچھ آپ مانگیں، عطا فرمانا، اور مجھ سے اس طرح راضی ہو، کہ کوئی ناراضگی نہ رہے"

اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرماتا ہے، ابن ابی عاصم نے، حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مؤذن کی آواز سنتے یہ پڑھتے :-

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰتِهٖ سُؤْلَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

"اے اللہ اس مکمل دعا اور قائم ہونے والی نماز کے مالک! محمد پر رحمت نازل فرما، اور قیامت کے دن اُن کو جو وہ مانگیں عطا فرمانا"

یہی کچھ حضور اپنے صحابہ سے بھی سنتے تھے، اور آپ چاہتے تھے کہ مسلمان

---

[1] اس قول کو یکسر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کیونکہ حقیقت یہی ہے کہ جس طرح اللہ کی عبادت سے اس کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا بلکہ فائدہ صرف عبادت کرنیوالے کو ہوتا ہے یونہی جن کی شان اللہ تعالیٰ نے بلند فرمادی یعنی تعینیں جن پر تمام کر دیں جن کا ذکر اس نے بلند کر دیا وہ اور کا محتاج نہیں ہوا کرتا پس صحیح یہی ہے کہ ان دعاؤں کا ثمرہ ہماری ہی طرف لوٹتا ہے ہمارا محض اظہار عقیدت ہے اور بس باقی ہے نظر اپنی اپنی پسند اپنی اپنی ۱۲ مترجم غفرلہ

مؤذن کی اذان سن کر یہ پڑھیں، اور جو کوئی مؤذن کی آواز سن کر یہ پڑھے اس کے لئے قیامت کے دن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت واجب ہوگئی۔ اس روایت کو طبرانی نے بھی نقل کیا ہے لیکن اس نے صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کے بعد یہ الفاظ ذکر کئے ہیں۔ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَاجْعَلْنَا فِیْ شَفَاعَتِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ جو تیرے بندے اور رسول ہیں اور قیامت کے دن ہمیں ان کی شفاعت میں رکھنا!۔

حضور نے فرمایا، اذان کے وقت جس نے یہ دعا مانگی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو میری شفاعت میں رکھے گا، اور آپ اپنی جس حاجت براری کا سوال کریں گے وہ ہے، شفاعتِ عظمیٰ، حوضِ کوثر، لوا الحمد، وسیلہ وغیرہ، جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے تیار کر رکھا ہے، صلی اللہ علیہ وسلم۔

اور طبرانی نے یہ روایت نقل کی ہے کہ جو کوئی اذان سن کر یہ پڑھے ا۔

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَبَلِّغْہُ دَرَجَۃَ الْوَسِیْلَۃِ عِنْدَكَ وَاجْعَلْنَا فِیْ شَفَاعَتِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی مستحقِ عبادت نہیں، وہ تنہا ہے، کوئی اس کا شریک نہیں، اور کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندہ و رسول ہیں، الٰہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نازل فرما اور آپ کو اپنے پاس درجۂ وسیلہ تک پہنچا اور ہم کو بروزِ قیامت ان کی شفاعت میں رکھنا"

اس کے لئے شفاعت واجب ہوگئی آپ کو معلوم ہے ... کہ وسیلہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر گذر چکی ہے، کہ جنت میں بلند ترین درجہ ہے، ویسے لغت میں وسیلہ کا مطلب ہے جس کے ذریعے

بڑی ہستی کا قرب حاصل کیا جائے، فرمان باری تعالیٰ ہے:۔
وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ" اللہ کی طرف وسیلہ طلب کرو، ایک نے جماعت کہا یہاں وسیلہ کا معنیٰ قرب ہے، دوسروں نے کہا وسیلہ کا مطلب ہے ہر وہ چیز جس کے ذریعہ قرب حاصل کیا جائے، اور مقصود تک پہنچا جائے، مثلاً اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے نبی کا وسیلہ اختیار کرنا صلی اللہ علیہ وسلم اور مقام محمود شفاعت عظمیٰ ہی ہے، جب

مقام محمود کا مطلب

اعمال کے فیصلے شروع ہوں گے، اس موقعہ پر پہلے، پچھلے سارے سرکار کی حمد وثنا کریں گے، اور اس کی تفسیر، احادیث شفاعت میں گذر چکی ہے، اور الواحدی کے قول کے مطابق اس پر اجماع ہے،

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ (مقام محمود) ماننے والوں کے حق میں اور مجرموں کے خلاف آپ کا گواہی دینا ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ (مقام محمود) آپ کو قیامت کے دن، لوائے الحمد کا دیا جانا ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ (مقام محمود یہ ہے) کہ اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) حضور علیہ السلام کو عرش پر بٹھائے گا۔ صحیح ابن حبان میں ہے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کو اٹھائے گا، اور میرا رب مجھے سبز جبہ پہنائے گا، پھر میں حمد و ثنا رسے متعلق) جو اللہ چاہے، کہوں گا، پس وہی مقام محمود ہوگا، اور یہ معنیٰ پہلے کے خلاف نہیں کیونکہ احتمال ہے کہ یہ سبز جبہ پہنانا آپ کو شفاعت عظمیٰ ملنے کی علامت ہو۔

پھر میں نے دیکھا کہ بعض محققین نے اسی سے ملتا جلتا مفہوم لکھا ہے فرماتے ہیں ظاہر یہ ہے کہ سرکار کا یہ حمد وثنا کرنا وہی ہے، جو آپ شفاعت سے پہلے بجالائیں گے، اور مقام محمود سے مراد تحسین و آفرین کی وہ تمام کیفیت ہے جو سرکار کو (خدا و خلق کی طرف سے) حاصل ہوگی۔

شفاعت کبریٰ کے علاوہ

اور حضور علیہ السلام کے لئے شفاعت کبریٰ کے علاوہ، اور اقسام کی شفاعت بھی ثابت ہے، جیسے آپ کے وہ امتی جو آپ کی شفاعت سے بلا حساب وکتاب جنت میں داخل ہوں گے، اور یہ قسم بھی شفاعت عظمیٰ کی طرح آنحضور کی خصوصیات میں سے ہے،

اور معتزلہ کا اس قسم کی شفاعت کا انکار کرنا ان کی گمراہیوں میں سے ایک ہے۔ اور یہ گمراہی کیوں نہ ہو؟ جب کہ احادیث کثیرہ، بلا اختلاف اس کے ثبوت میں وارد ہیں، اور بعض ایسے لوگوں کے لئے بھی شفاعت ہوگی جنہیں دوزخ جانا ہوگا مگر نہ جائیں گے،

امام نووی نے کہا جائز ہے کہ اس شفاعت میں حضور کے ساتھ، انبیائے کرام، علمائے عظام، اور اولیاء اللہ بھی شریک ہو جائیں، اسی طرح آپ کی شفاعت ان لوگوں کے لئے بھی ہوگی جن کے بوجھل گناہ جنت میں جانے سے مانع ہوں اور کچھ اہل جنت کے لئے، درجات کی بلندی کے لئے بھی ہوگی، پس ہر ایک کو اس کے مناسب شفاعت عطا ہوگی۔ فرمایا کہ شفاعت کی اس قسم میں مذکورہ بالا حضرات بھی شریک ہو سکتے ہیں، اسی طرح جو آدمی مدینہ طیبہ میں مرا، اور جس نے روضہ انور کی زیارت کر لی وہ بھی شامل ہے،

یونہی دروازہ جنت کھولنے کی شفاعت بھی ہوگی۔ جیسا کہ امام مسلم نے روایت کیا، اسی طرح اس شخص کے لئے بھی جس نے مؤذن کی اذان کا جواب دیا، اسی طرح بعض ایسے کفار کے حق میں بھی۔ جو سرکار کی خدمت میں آگے آگے تھے، تخفیف عذاب کی شفاعت ہوگی اسی طرح اہل مدینہ کے لئے جیسا کہ پیچھے گذرا،

شفاعت کا مفہوم، امام غزالی کی نظر میں اور اسکی عمدہ مثال

جاننا چاہئیے کہ شفاعت اور اس کے سبب کے متعلق امام غزالی رحمہ اللہ نے نہایت عمدہ کلام فرمایا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ (شفاعت) ایک ایسا نور ہے جو بارگاہِ الٰہی سے، جوہر نبوت پر چمکتا ہے، اور اس سے ہر ایسے جوہر کی طرف پھیلتا جاتا ہے، جس کو جوہر نبوت کے ساتھ پختہ نسبت ہو اور یہ نسبت حاصل ہوتی ہے تین وجوہ سے، اول سخت محبت، دوم سنن نبویہ پر کثرت سے ہمیشگی اور سوم درود و سلام کے ذریعہ سرکار کا کثرت سے ذکر کرنا اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے سورج کا نور، جب پانی پر پڑے تو اس کا عکس سامنے والی دیوار کے ایک خاص حصے پر پڑتا ہے ساری دیوار پر نہیں پڑتا،

اس خصوصیت کی وجہ وہ خاص مناسبت ہے جو اس خاص مقام کو پانی اور سورج کی ٹکیہ کے ساتھ حاصل ہے آپ دیوار کی اس منور جگہ سے پانی کے اس مقام مخصوص تک ایک سیدھا خط کھینچیں، دوسرا خط اسی نقطہ سے سورج کی ٹکیہ کی طرف کھینچیں، یہ دو خط ہوئے، ہر ایک زاویہ بنائے گا، بہر حال جتنے درجے کا ایک زاویہ ہوگا، اتنے ہی درجے کا دوسرا بھی بنے گا۔ (حادیہ، قائمہ، یا منفرجہ) نہ تنگ نہ کشادہ، اور یہ صرف اس صورت میں ہوگا، جب خط دیوار کے مقام مخصوص سے کھینچا جائے تو جس طرح نور کا عکس پڑنے کے لئے وضعی مناسبتوں کی ضرورت ہوتی ہے، اسی طرح جوہر معنوی کے عکس کے لئے بھی مناسبات عقلیہ معنویہ کی ضرورت ہے،

اب جس پر (نور) توحید کا غلبہ ہو جاتا ہے جناب الٰہی میں اس کی نسبت پختہ ہو جاتی ہے، اور براہ راست نور کی ضیا، پاشی ہوتی

ہے، اور جس پر سنت اور رسول اللہ کی اقتدار و محبت، اور آپ کے صحابہ کی محبت غالب ہو جائے، اور وحدانیت میں قدم مضبوط نہ ہو تو اس کی نسبت بالواسطہ مستحکم ہو سکتی ہے، پس وہ اسی طرح روشنی حاصل کرنے میں کسی واسطہ کا محتاج ہوتا ہے،

جس طرح وہ دیوار جو سورج سے اوجھل ہو روشنی حاصل کرنے میں اس پانی کی محتاج ہوتی ہے، جس پر سورج کی روشنی پڑتی ہے، دنیا میں سفارش کی یہی مثال ہے،

پس وہ وزیر جو بادشاہ کے زیادہ قریب ہوتا ہے اپنے ساتھیوں کے جرائم معاف کرنے پر بادشاہ کو آمادہ کرتا ہے کیونکہ بادشاہ اور مجرموں کے درمیان کوئی تعلق نہیں ہوتا، اب بادشاہ ان لوگوں پر ان کی خاطر نہیں بلکہ وزیر کے ذریعے مہربانی کرتا ہے، اگر یہ واسطہ نہ رہے، تو ان پر کسی قسم کی عنایت نہ ہو کیونکہ بادشاہ اگر ان کو اور وزیر سے ان کے تعلق کو جانتا ہے، تو وزیر ہی کے تعارف کرانے اور ان کی معافی میں دلچسپی لینے کی وجہ سے، اب وزیر کے تعارف کرانے اور ان کی بخشش میں دلچسپی لینے کو مجازی طور پر شفاعت کہا جاتا ہے، حالانکہ اصل میں شفیع وزیر کا مرتبہ و مقام ہے، جو بادشاہ کے حضور اس کو حاصل ہے، اور الفاظ تو محض اظہار غرض کیلئے ہیں،

اور اللہ تعالیٰ کو تعارف کی کوئی ضرورت نہیں، اور اگر بادشاہ کو معلوم ہو جائے کہ غلام کو در حقیقت وزیر کے ساتھ کیا نسبت ہے، تو پھر کسی لفظی تعارف کی بھی ضرورت نہیں، اور اس کی بخشش ایسی شفاعت سے حاصل ہو جائے، جس میں زبان سے بولنے کی ضرورت نہ رہے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود بخود اس تعلق کو جانتا ہے، اب جس چیز کو وہ جانتا ہے، اگر اس کی اجازت انبیائے کرام علیہم السلام کو دیتا ہے تو

ان حضرات کے الفاظ بھی ایسے ہی ہوتے ہیں جو سفارش کرنے والوں کے ہوتے ہیں کہ ان کو حسن کرحسن و جمال میں شفاعت کا مانوس مطلب حاصل ہو (مثال مذکور میں) سورج کے نور کا مقام مخصوص پر مناسبت مخصوصہ کی بنا پر منعکس ہونا، تمہاری رہنمائی اس بات کی طرف کرے گا کہ حضور کی شفاعت کے سلسلہ میں جتنی حدیثیں وارد ہوئی ہیں وہ سب مشروط ہیں ان شرائط کے ساتھ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرمادی ہیں مثلاً سرکار پر درود و سلام بھیجنا، آپ کی قبر انور کی زیارت کرنا، مؤذن کی اذان کا جواب دینا اور اس کے بعد حضور کے لئے دعا کرنا اور دیگر نیک کاموں کا سرانجام دینا جن کی وجہ سے آپ کے ساتھ محبت و مناسبت کا تعلق مضبوط ہو۔ انتہیٰ۔

امام رازی اور معنئ شفاعت

امام رازی نے فرمایا، شفاعت یہ ہے کہ کوئی کسی کسی کے لئے کچھ مانگے اور اس کی حاجت براری کرے اور لغوی لحاظ سے یہ شفع سے مشتق ہے جس کا مطلب ہے جفت، جوڑا، یہ مفرد، وتر اور طاق کی ضد ہے گویا حاجت مند انسان اکیلا ہوتا ہے، پھر سفارش کرنے والا اس کا جوڑا بن گیا اور اب وہ جوڑا ہو گئے اَلشَّفَاعَۃُ اَنْ یَّسْتَوْھِبَ اَحَدٌ لِاَحَدٍ شَیْئًا وَّیَطْلُبُ لَہٗ حَاجَۃً وَاَصْلُھَا مِنَ الشَّفْعِ ضِدِّ الْوِتْرِ کَاَنَّ صَاحِبَ الْحَاجَۃِ کَانَ فَرْدًا فَصَارَ الشَّفِیْعُ لَہٗ شَفْعًا اَیْ صَارَا زَوْجًا۔

ابن حجر کا کلام ختم ہوا۔

فائدہ: اذان کے آگے پیچھے درود و سلام پڑھنا

القول البدیع میں فرمایا کہ اذان کے بعد مؤذنین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھنا شروع کر دیا ہے، ہاں! صبح اور جمعہ کی اذان سے پہلے پڑھتے ہیں اور مغرب کی اذان میں وقت کی تنگی کی بنا پر عام طور پر نہیں پڑھتے اور اس کی ابتدا سلطان صلاح الدین یوسف بن ایوب کے دورِ حکومت میں اس

کے حکم پر ہوئی تھی، رہی اس سے پہلے کی بات تو وہ یہ ہے کہ جب حاکم بن عبد العزیز کو قتل کیا گیا تو اس کی بہن نے حکم دیا کہ اس (حاکم بن عبد العزیز) کے بیٹے الظاہر پر سلام بھیجا جائے تو اس پر ان الفاظ کے ساتھ سلام کہا جانے لگا اَلسَّلَامُ عَلَی الْاِمَامِ الظَّاهِرِ، پھر اس کے بعد آنے والے خلفاء میں سلام کی رسم چل نکلی یہاں تک کہ سلطان صلاح الدین مذکور نے اسے ختم کیا اور اس کی جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کا طریقہ جاری کیا، خدا ان کو جزائے خیر عطا کرے۔

پھر میں نے بعض تواریخ میں دیکھا کہ اوائلِ شعبان ۷۹۱ھ میں قاہرہ و مصر کے مؤذنوں کو یہ حکم دیا گیا کہ ہر اذان کے بعد اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ چند مرتبہ پڑھا کریں کیونکہ ایک عقیدت مند فقیر نے جمعرات کو عشاء کی اذان کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کی آواز سنی، اسے یہ بات پسند آگئی اور اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا، کیا تم چاہتے ہو کہ ہر اذان میں ایسا ہی کیا جائے؟ انہوں نے کہا ہاں! وہ رات کو سو گیا، صبح اٹھ کر اس نے یہ کہا کہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی ہے جنہوں نے اس سے فرمایا کہ النجم الطنبدی محتسب سے کہ مؤذن کو ہر اذان کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنے کا حکم دے، اس کی طرف چلا، اس نے خواب سن کر اظہارِ مسرت کیا اور اس کا حکم دے دیا، اس دن سے آج تک یہ سلسلہ یونہی چلا آرہا ہے۔

اگر یہ حکایت صحیح ہے تو شاید سرکار نے یہ ارشاد اس تاریخ تک چھوڑ رکھا یا یہ مطلب بھی لیا جا سکتا ہے کہ (حکم تو پہلے بھی یہی تھا، لیکن سلطان صلاح الدین نے اس کی جمعرات کو تاکید کر دی، واللہ اعلم۔

(صاحب قول بدیع نے) فرمایا اس میں اختلاف ہے کہ یہ مستحب ہے، مکروہ ہے، یا بدعت، یا جائز۔ پہلے قول پر یہ دلیل پیش کی گئی ہے کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے،

وَافْعَلُوا الْخَیْرَ نیکی کرو! اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام عظیم الشان نیکی ہے خصوصاً جب کہ اس پر ترغیب کے سلسلہ میں احادیث بھی وارد ہیں، اس کے ساتھ ہی اذان کے بعد کی دعا اور رات کے آخری تہائی حصہ اور فجر کے قریب دعا کرنے کی جو فضیلت آئی ہے، صحیح یہ ہے کہ یہ بدعت حسنہ (اچھی بدعت) ہے، عمل کرنے والے کو حسن نیت کے مطابق اجر و ثواب ملے گا۔

درود وسلام کے دیگر مقامات

اور ان مقامات میں سے (جہاں درود وسلام پڑھنا افضل ہے) ایک یہ ہے کہ حضور علیہ السلام پر جس طرح اذان کے موقع پر درود وسلام پڑھا جاتا ہے، اقامت کے وقت بھی پڑھا جائے، اس سلسلہ میں جو احادیث وارد ہیں، باب ثانی میں ان کا ذکر گزر چکا ہے، ان مقامات میں سے (جہاں درود وسلام پڑھنا افضل ہے) ایک یہ ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت اور نکلتے وقت حضور علیہ السلام پر درود وسلام پڑھے، ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ صَلّٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَاِذَا خَرَجَ صَلّٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ۔

ترجمہ: "تم میں سے کوئی جب مسجد میں آئے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر یہ کہے، الٰہی! میرے گناہ بخش دے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور جب نکلے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ پھر کہے، الٰہی! میرے گناہ بخش دے اور میرے لئے اپنے فضل

کے دروازے کھول دے"۔

اس کو امام احمد وغیرہ نے سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے روایت کیا، اس سلسلہ میں اور بھی احادیث ہیں جو باب ثانی میں گزر چکی ہیں۔

ان مقامات میں سے مساجد بھی ہیں، اس بارے میں ابن بشکوال نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اور باب ثانی میں حدیث گزر چکی ہے کہ مساجد میں کچھ اقامت گاہیں ہیں جہاں فرشتے بیٹھتے ہیں الحدیث، ان میں سے ایک مقام یہ ہے جب مسجد کے پاس سے گزرے یا ان پر نظر پڑے تو سرکار پر درود پڑھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جب مساجد پر تمہارا گزر ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو"! اس کو قاضی اسمٰعیل نے روایت کیا۔

ان میں سے ایک مقام یہ ہے کہ نماز میں جب قرآن پڑھتے وقت سرکار کا ذکر آجائے یا یہ آیت اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ الخ آجائے تو درود و سلام پڑھے، اس کی تصریح امام احمد اور حسن بصری رضی اللہ عنہما نے نفل نماز کے ضمن میں کی ہے، الشعبی نے مطلقاً کہا ہے جس کا مطلب ہے کہ نماز فرض ہو یا نفل درود و سلام بھیجنا مستحب ہے، اسی طرح العجلی نے بھی مطلق کہا ہے جیسا کہ شافعیہ میں سے مصنف الانوار نے اس کو بیان کیا ہے۔ امام نووی کے فتاویٰ میں ہے کہ (یہاں) درود و سلام نہ پڑھا جائے اور پہلی بات حق کے قریب تر ہے جیسا کہ امام قسطلانی نے مسالک الحنفاء میں فرمایا۔

ان میں سے ایک مقام یہ ہے کہ قنوت صبح کے آخر میں نبی علیہ السلام پر درود بھیجے، امام ابن حجر نے فرمایا، قنوت کے آخر میں درود و سلام سنت ہے، کیونکہ قنوت وتر میں اس کا حکم آیا ہے اور قنوت صبح کو اس پر قیاس کیا گیا ہے، ابن حجر کی عبارت یہ ہے وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ لیس نہ اسمیں کوئی زیادتی نہیں

اور جس کسی نے اس پر لفظ مُحَمَّدٍ وَّ سَلَّمَ کا اضافہ کیا اور اس کو سنن نسائی کی طرف منسوب کر دیا، اس کو وہم ہوا ہے کیونکہ اس کی روایت جمع کرنے کے لئے بھی یہ الفاظ موجود نہیں، نووی نے فرمایا، یہ حدیث صحیح یا حسن ہے اور بعض صحابہ سے یہ موقوف حدیث مروی ہے کہ وہ قنوت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے تھے اور امام زہری سے یہ صحیح حدیث مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رمضان المبارک میں قنوت وتر میں درود شریف پڑھتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَالسَّلَامُ عَلَیْہِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ الخ

اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ سرکار پر پہلے تشہد میں درود بھیجے، اس بارے میں حدیثیں دوسرے باب میں گزر چکی ہیں اور ان میں سے ایک یہ کہ آخری تشہد میں حضور پر درود بھیجے، امام شافعی کے نزدیک یہ نماز کا رکن ہے کہ اس کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں، اس سلسلہ میں چونکہ طویل بحث ہے اس لئے میں نے اس باب کے آخر میں اسے بیان کیا ہے اور ان میں سے ایک یہ کہ پانچوں نمازوں کے بعد درود و سلام پڑھا جائے، اس کی فضیلت میں شیخ شبلی رحمہ اللہ کی ایک حکایت باب لطائف میں ذکر کر دی گئی ہے اور ان میں سے ایک یہ کہ حضور علیہ السلام پر صبح اور مغرب کی نماز کے بعد درود و سلام بھیجا جائے، اور باب ثانی میں سرکار کا یہ فرمان ذکر کر دیا گیا ہے کہ جو شخص نماز فجر کے بعد کلام کرنے سے پہلے مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجے الخ اور ان میں سے ایک یہ کہ جب نماز تہجد کے لئے بیدار ہو تو درود و سلام پڑھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ دو آدمیوں پر ہنستا ہے جیسے اس کی شان کے لائق ہے، ایک وہ جو گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے ہمراہی سواروں کے ساتھ دشمن کے مقابل آیا وہ سب شکست کھا کر

بھاگ نکلے اور وہ ثابت قدم رہا، پھر اگر قتل ہو گیا تو شہید ہوا اور اگر بچ گیا تو یہی وہ انداز ہے جس پر اللہ تعالے ہنستا ہے (جیسے اس کی شان کے لائق ہے) دوسرا وہ جو آدھی رات جب کسی کو معلوم تک نہیں ہوتا اٹھا، اس نے اچھی طرح وضو کیا پھر اللہ تعالے کی حمد و ثنا کی (نماز پڑھی) اور نبی علیہ السلام پر درود و سلام بھیجا اور قرآن کھولا (پڑھا) یہ ہے سبب اللہ تعالے کے ہنسنے کا۔ فرماتا ہے دیکھو! میرا بندہ کھڑا ہے میرے سوا اسے کوئی نہیں دیکھتا۔

اس کو نسائی نے سنن کبریٰ میں صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

عوارف المعارف کے باب تقسیم قیام اللیل میں فرمایا، تہجد کی نماز پڑھنے والا ہر دو رکعت کے بعد تھوڑا سا بیٹھ کر تسبیح و استغفار پڑھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجے، اس سے آرام اور قیام کی طاقت حاصل ہوگی۔

حضرت علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم اپنی رات کی نماز سے جب فارغ ہوتے، اللہ تعالے کی حمد و ثنا کرتے اور نبی علیہ السلام پر اس طرح درود بھیجتے جس کی کیفیت اس کتاب کے باب الکیفیات میں بدیں الفاظ آئی ہے الٰہی میں تجھ سے اس وسیلہ کے ذریعہ سوال کرتا ہوں جو تیری بارگاہ میں سب سے افضل ہے اور اس نام سے جو تیرے نزدیک محبوب تر اور معزز تر ہے الخ اور سعید بن ہشام عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھا کرتے تھے پس اللہ تعالے رات کے جس حصے میں چاہتا، آپ کو بیدار کر دیتا، آپ مسواک کرتے اور نو رکعت نماز پڑھتے، ان میں آٹھویں رکعت پر بیٹھتے، پھر آپ اللہ تعالے کی حمد اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے اور اس کے درمیان دعا فرماتے اور سلام نہ پھیرتے پھر نویں رکعت پڑھ کر بیٹھتے۔ یہ یا اس سے ملتے جلتے الفاظ بیان کیے، پھر اللہ کی

حمد اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے اور دعا فرماتے پھر خوب خوب سلام پڑھتے کہ ہم لوگ بھی سنتے، پھر بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے اور ان مقامات میں سے جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا چاہیئے ایک خطبہ ہے مثلاً خطبہ جمعہ خطبہ عیدین، چاند گرہن اور سورج گرہن کے خطبے اور نماز استسقاء کے خطبے یونہی خطبۂ نکاح وغیرہ، ان کے متعلق صحابہ کرام، تابعین عظام اور بعد کے بزرگان دین رضی اللہ عنہم اجمعین کے آثار موجود ہیں اور اسی پر پہلے پچھلے تمام لوگوں کا عمل ہے منجملہ ان میں سے ایک وہ روایت ہے جس کو امام احمد (ابن حنبل) رضی اللہ عنہ نے عون بن ابی جحیفہ سے نقل کیا ہے، کہا کہ میرا باپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپاہیوں میں سے تھے، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ کے متعلق مجھے بتایا کہ آنجناب منبر پر تشریف فرما ہوئے اللہ تعالٰے کی حمد وثنا اور نبی علیہ السلام پر درود وسلام کے بعد فرمایا خَيْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا اَبُوْبَكْرٍ وَالثَّانِي عُمَرُ (اس امت میں نبی کے بعد ابو بکر اور دوسرے عمر فاروق رضی اللہ عنہما ہیں) اور فرمایا اللہ تعالٰے جہاں چاہے خیر وبرکت رکھ دے۔

ابن بشکوال نے محمد بن عبد اللہ بن الحکم سے روایت نقل کی ہے کہ امیر المؤمنین (علی المرتضٰی) نے مدینہ طیبہ میں بروز جمعہ خطبہ دیا پس آپ نبی علیہ السلام پر درود وسلام بھیجنا بھول گئے، جب خطبہ ختم ہوا تو لوگوں نے ہر طرف سے چلانا شروع کر دیا، آپ نماز کے مصلّے پر کھڑے ہو گئے۔

درود وسلام بھولنے پر لوگوں کا احتجاج

جب نماز سے فارغ ہوئے تو منبر پر دوبارہ رونق افروز ہوئے اور فرمانے لگے لوگو! شیطان کسی وقت بھی اولاد آدم کو دھوکا دینے سے گریز نہیں کرتا، قریب تھا کہ آج ہم کو بھی اس کا شکار کر لیتا، اس نے ہمارے نبی علیہ السلام

پر درود بھیجنے سے ہم کو بھلایا تھا، اب سرکار پر درود و سلام بھیج کر اس کی ناک گرد آلود کر دو! اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَثِیْرًا کَمَا تُحِبُّ اَنْ یُّصَلّٰی عَلَیْہِ۔

"الٰہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت بہت درود بھیج جیسے تو ان پر درود بھیجنا چاہتا ہے"۔

ہمارے امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک صحت خطبہ کے لئے یہ شرط ہے

علامہ مجدالدین فیروز آبادی نے فرمایا، امام شافعی علیہ الرحمہ نے اس سلسلہ میں خلفائے راشدین اور ان کے بعد والے بزرگوں کے فعل پر عمل کیا ہے کیونکہ صحابہ کرام اور بعد کے بزرگوں سے خطبہ جمعہ تو بڑی بات ہے کسی بھی اہم موقع پر کوئی خطبہ ایسا منقول نہیں جس کی ابتدا حمد و ثنا اور نبی علیہ السلام پر درود و سلام سے نہ کی گئی ہو اور جس خطبہ میں درود و سلام نہ ہو سلف صالحین اس کو ابتر (خیر و برکت سے خالی) قرار دیتے تھے۔

ان میں سے درود و سلام پڑھنے کا ایک موقع ہے تکبیرات عیدین کے درمیان میں اور ان میں سے ایک موقع یہ ہے کہ جب انسان صدقہ و خیرات دینے سے معذور ہو تو سرکار پر درود و سلام بھیجے۔

ابن وہب نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس صدقہ کرنے کو کچھ نہ ہو تو وہ اپنی دعا میں اس طرح درود و سلام پڑھ لے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ (الٰہی اپنے بندے اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام نازل فرما اور ایمان والے مردوں اور عورتوں پر اور مسلمان مردوں اور عورتوں پر) یہی اس کا صدقہ و زکوٰۃ ہے"۔

ان میں سے ایک مقام یہ ہے کہ وصیت لکھواتے وقت درود شریف پڑھے

حسن بصری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب صحابی رسول ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کا آخری وقت آیا تو انہوں نے کہا میری وصیت لکھو، انہیں کاتب نے لکھا "یہ وصیت ہے جو ابو بکرہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کی، حضرت ابو بکرہ نے فرمایا، کیا موت کے وقت میں کنیت استعمال کروں؟ اس کو مٹا دو اور یوں لکھو یہ وہ وصیت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمترین حبشی غلام نے کی، وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نبی ہیں، اسلام اس کا دین اور کعبہ اس کا قبلہ ہے اور اسے اللہ تعالیٰ سے وہی کچھ امید ہے جو اس کی توحید پر ایمان اور اس کی ربوبیت کا اقرار کرنے والوں کی ہے۔ اور آخر تک وصیت کی

اور ان میں سے ایک مقام نماز جنازہ میں سرکار پر درود و سلام بھیجنا ہے ہمارے امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا، ہم سے مطرف بن مازن عن معمر عن الزہری، کہا ہم کو ابو امامہ بن سہل بن حنیف نے بتایا کہ انہیں ایک صحابی (نام نامعلوم) نے بتایا کہ نماز جنازہ میں سنت یہ ہے کہ امام تکبیر اول کے بعد دل میں پوشیدہ فاتحہ پڑھے، پھر نبی علیہ السلام پر درود بھیجے اور تکبیرات میں خلوص دل سے میت کے حق میں دعا کرے، ان میں قرأت نہ کرے، پھر آہستہ سے سلام پھیرے اور ان میں سے ایک مقام یہ ہے کہ میت کو قبر میں اتارتے وقت درود و سلام بھیجے اور ہمارے امام شافعی رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے۔

اور ان میں سے ایک مقام یہ کہ جب کسی جانور پر سوار ہونا ہو، نبی علیہ السلام پر درود و سلام بھیجے، امام طبرانی نے باب دعا میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا، جو شخص جانور پر سوار ہوتے وقت کہے بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ، سُبْحٰنَهُ، لَيْسَ لَهُ سَمِيٌّ، سُبْحٰنَ الَّذِي

سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

"اللہ کے نام سے جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز ضرر نہیں دے سکتی وہ پاک ہے اس کی کوئی نشانی نہیں، پاک ہے وہ جس نے اس (جانور) کو ہمارے تابع کیا حالانکہ ہم اس کو قابو میں نہیں لا سکتے تھے اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں، سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو سب جہان کو پالنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و رحمت نازل فرمائے"۔

اے مومن! اللہ تعالیٰ تجھ پر برکت نازل فرمائے، تو نے میری کمر سے بوجھ ہلکا کر دیا اپنے رب کی اطاعت کی اور اپنے ساتھ احسان کیا، اللہ تعالیٰ تیرے سفر میں برکت دے اور تیری حاجت پوری فرمائے۔

ان میں سے ایک مقام یہ ہے کہ جب ارادہ سفر کرے تو سرکار پر درود و سلام بھیجے، امام نووی علیہ الرحمہ نے مسافر کے اذکار میں فرمایا، اپنی دعا کی ابتدا بھی حمد الٰہی اور درودِ مصطفوی سے کرے اور اختتام بھی۔

ان میں سے ایک یہ کہ اعمالِ حج میں سرکار پر درود و سلام بھیجے، وہ چند مقامات ہیں، ایک تلبیہ سے فراغت کے وقت، دوسرا صفا و مروہ کے درمیان دوڑنے کے وقت، تیسرا حجرِ اسود کو بوسہ دیتے وقت، چوتھا نویں ذالحجہ کو عرفات میں قیام کے وقت، پانچواں مسجدِ خیف کے پاس، چھٹا جب طوافِ وداع سے فارغ ہو، ان تمام مقامات کے متعلق صحابہ کرام اور بعد کے بزرگوں کے آثار مروی ہیں۔

بارگاہِ عرش پناہ میں حاضری

ان میں سے ایک یہ کہ جب مدینہ طیبہ آئے اور نگاہ حرم شریف پر اور طیبہ کی بستیوں اور مکانات

پر پڑے تو سرکار کی بارگاہ میں درود و سلام کا نذرانہ پیش کرے اور حضور علیہ السلام کی قبر انور کے قریب صلوٰۃ و سلام عرض کرے۔ کتاب المسالک میں فرمایا، جاننا چاہئیے کہ جوں ہی مدینہ منورہ کے قریب آئے، صلوٰۃ و سلام میں اضافہ کرنا مستحب ہے اور وہاں کے میدانوں کی تعظیم و توقیر کو ملحوظِ خاطر رکھے، وہاں کے مکانوں اور ان کے صحنوں کی تعظیم کرے، یہ بھی یقین کرے کہ یہ مقاماتِ وحی اور نزولِ قرآن کی منازل ہیں، اور یہ بھی کہ جبرئیل اور میکائیل علیہما السلام کثرت سے یہاں آتے جاتے رہے ہیں اور یہ کہ نبی علیہ السلام اس خطہ میں محوِ استراحت ہیں اور اسی مقدس سرزمین میں مدفون ہیں اور یقین کرے کہ یہ قطعۂ زمین بزرگ ترین قطعہ ہے اور سرکار کے دربار گوہر بار میں حاضری کی نیت کرے اور اس بارگاہ کی عظمت کا شعوری طور پر اظہار کرے اور یہاں کی جلالت و شوکت اور کمالِ محبت کو پیشِ نظر رکھے اور جسکو وہ اپنی مراد جانتا ہے اس کی طرف جلد جلد بڑھے اخلاص، توبہ اور صدقِ نیت کے ساتھ، پھر انتہائی سکون و وقار کے ساتھ ایک، ایک قدم اٹھانا اور ہر قدم کو باعثِ ثواب سمجھنا نہایت ادب و احترام کے ساتھ بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہو جائے، لیکن گنبد خضریٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا لحاظ کرتے ہوئے ؎

اَتَیْتُکَ زَائِرًا وَدِدْتُ اَنِّیْ جَعَلْتُ سَوَادَ عَیْنِیْ اَمْتَطِیْہِ

میں آپکی زیارت کے لئے حاضر خدمت ہوا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اپنی آنکھ کی سیاہی اور نورِ نظر فرشِ راہ کر دوں۔

وَمَالِیْ لَا اَسِیْرُ عَلَی الْاٰمَاقِ اِلٰی قَبْرٍ رَسُوْلُ اللّٰہِ فِیْہِ

میں پلکوں کے بل چل کر کیوں نہ جاؤں؟ ایسی قبر کی طرف جس میں اللہ کے رسول ہیں۔

پھر ہیبت و جلال کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے نہایت عجز و انکسار کے ساتھ مسجدِ اقدس کے دروازے پر کھڑا ہو جائے، پھر یہ کہتا ہوا اندر جائے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ۔

حرمت ووقار کے ساتھ، یوں سمجھے گویا نبی علیہ السلام کا مشاہدہ کر رہا ہے، دو رکعت نفل تحیۃ المسجد ادا کرے، پھر قبلہ کی طرف سے قبرِ انور پر آئے اسی طرح کہ قبلہ کی طرف پشت اور سرکار کے روضۂ اقدس کے پاس سرخ سنگ مرمر میں چاندی کی لگی ہوئی کیلوں کی طرف رخ ہو، انتہائی ادب و احترام سے کھڑا ہو جائے اور غور کرے کہ کس کے سامنے کھڑا ہے ؎

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید اینجا

اور جن سے مخاطب ہے ان کی قدر و منزلت کو سمجھے اور یہ بھی یقین جانے کہ آنحضور اس کا سلام سنتے بھی ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں۔ (ملا احسب مسالک) رحمہ اللہ نے فرمایا، عرض و معروض درمیانی آواز سے کرے، آواز بلند نہ کرے۔ یہ مسئلہ میں نے کتاب مناسک وغیرہ میں دیکھا اور وہیں سے لیا ہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَفْوَةَ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِمَامَ الْمُتَّقِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا قَائِدَ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ الرَّحْمَةِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا فَاتِحَ الْغُمَّةِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ بَهَرَتْ لَوَامِعُ مَجْدِهٖ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ هَمَتْ هَوَامِعُ رِفْدِهٖ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ ظَهَرَتْ اَنْوَارُ عُلَاهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ بَهَرَتْ اٰثَارُ سَنَائِهٖ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَتِيْجَةَ الشَّرَفِ الْبَاذِخِ، اَلسَّلَامُ يَا نُهْبَةَ الْمَجْدِ الرَّاسِخِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِمَامَ الْاَنْبِيَاءِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَفْوَةَ الْاَصْفِيَاءِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا دُرَّةَ لُؤَيٍّ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا غُرَّةَ قُصَيٍّ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُتَمِّمَ الْمَكَارِمِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سُلَالَةَ الْاَكَارِمِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ بَهَرَتْ اٰيٰتُهٗ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ ظَهَرَتْ مُعْجِزَاتُهٗ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

ترجمہ: اے رسولِ[1] خدا، آپ پر سلام، اے[2] خدا کے نبی! آپ پر سلام، اے[3] حبیب خدا! آپ پر سلام، اے[4] اللہ کے مخلص دوست! آپ پر سلام، اے[5] اللہ کی مخلوق میں سب سے بہتر! آپ پر سلام، اے[6] رسولوں کے سردار! آپ پر سلام، اے[7] نبیوں کے ختم فرمانے والے! آپ پر سلام، اے[8] پرہیزگاروں کے پیشوا! آپ پر سلام، اے[9] چمکتی پیشانیوں اور چمکیلے ہاتھ پاؤں والوں کے قائد! آپ پر سلام، اے[10] نبیِ رحمت! آپ پر سلام، اے[11] غم دور کرنے والے! آپ پر سلام، اے[12] وہ ذات! جس کی بزرگی کی شعاعیں سب پر غالب ہو گئیں، آپ پر سلام، اے[13] وہ ہستی جس کی عطا کے بادل برسے! آپ پر سلام، اے[14] وہ ذات جنکی بلندی کے انوار ظاہر ہوئے آپ پر سلام اے[15] وہ ذات! جن کی بلندی کے نشان غالب ہو گئے، آپ پر سلام، اے[16] عظیم الشان بزرگوں کی اولاد! آپ پر سلام، اے[17] محکم بزرگی کے خلاصہ! آپ پر سلام، اے[18] نبیوں کے امام! آپ پر سلام، اے[19] سب سے بڑھ کر مخلص دوست! آپ پر سلام، اے[20] لُوَیؓ[1] کے چمکتے موتی! آپ پر سلام، اے[21] قصیؓ[2] کی پیشانی کے نور! آپ پر سلام، اے[22] خوبیوں کے منبع!

۱؎ حضرت قصیؓ جناب عبدِ مناف کے والد، عبد مناف جناب ہاشم کے، وہ جناب عبد المطلب کے، وہ جناب عبد اللہ کے والد تھے ۲؎ جناب قصیؓ کے والد جناب کلاب، ان کے والد جناب مرہ ان کے والد جناب کعب اور ان کے والد جناب لوی۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

آپؐ پر سلام، اے شریفوں کی اولاد آپؐ پر سلام اے وہ ذات جن کی نشانیاں سب پر غالب رہیں آپ پر سلام، اے وہ ذات جن کے معجزات سب پر ظاہر ہوئے آپ پر سلام، اے غیب بتانے والے نبی، آپ پر سلام اور اللہ کی رحمتیں و برکتیں ہے

سَلَامٌ تَضَوَّعَ عَنْ مِسْكِهِ ۔۔۔ يَجُوْزُ بِدَارَيْنِ ذَيْلًا طَوِيْلًا

وَيَنْفَحُ عَنْ نَسْمَةٍ لَمْ تَزَلْ ۔۔۔ تُعِيْدُ عَلَيْكَ الثَّنَاءَ الْجَمِيْلَا

وَتَتْلُوْ اَحَادِيْثَ قُرْبٍ غَدَتْ ۔۔۔ قُبَيْلَ الْعَلِيْلِ فَتُرْوِي الْعَلِيْلَا

۱۔ ایسا سلام جس کی خوشبو دونوں جہان میں دراز تر ہوتی جائے۔

۲۔ اور اس پاک روح سے وہ مہک اٹھے جو آپ پر خوبصورت حمد و ثناء کا رخ موڑ دے۔

۳۔ اور آپ ماضی قریب کی بیماریوں کی باتیں بیان فرماتے ہیں اور بیمار کو شفایاب فرماتے ہیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى اَهْلِ بَيْتِكَ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى اَزْوَاجِكَ الطَّاهِرَاتِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى اَصْحَابِكَ اَجْمَعِيْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُوْنَ وَكُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ الْغٰفِلُوْنَ وَصَلّٰى عَلَيْكَ فِي الْاَوَّلِيْنَ وَصَلّٰى عَلَيْكَ فِي الْاٰخِرِيْنَ اَطْيَبَ وَاَفْضَلَ مَا صَلّٰى عَلٰى اَحَدٍ مِّنَ الْخَلْقِ اَجْمَعِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّةَ وَجَاهَدْتَ فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ۔

ترجمہ: "آپ پر اور تمام انبیاء و مرسلین پر سلام! آپ پر اور آپ کے گھر والوں پر سلام جو تمام جسمانی و روحانی کمزوریوں سے پاک تھے، آپ پر اور آپ کی پاک و صاف بیویوں پر سلام جو اہلِ ایمان کی مائیں ہیں، آپ پر اور آپ کے تمام ساتھیوں پر سلام! آپ پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر سلام اور اللہ تعالےٰ آپ پر درود بھیجے جب بھی ذکر کرنیوالے آپ کا ذکر کریں اور جتنی مرتبہ غافل آپ کے ذکر سے غفلت برتیں، آپ پر پہلے پچھلے سب میں رحمت، مخلوق میں سے کسی پر بھی جو درود بھیجا گیا اس سب سے پاکیزہ تر و بزرگ تر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی قابلِ عبادت نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ اس کے بندے اور رسول ہیں بے شک آپ نے پیغامِ حق پہنچا دیا، امانت ادا کر دی اور امت کی خیر خواہی فرمائی اور اللہ کی راہ میں ایسا جہاد فرمایا کہ حق ادا کر دیا"۔

پھر اپنے اور باقی مسلمان، مردوں، عورتوں کے لئے دعا کرے۔

صدیق و فاروق کی خدمت میں سلام

پھر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں

ہاتھ بھر دائیں طرف مڑ کر اس طرح سلام عرض کرے، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَلِیْفَةَ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مَنْ اَیَّدَهُ اللّٰهُ بِهٖ یَوْمَ الرِّدَّةِ الدِّیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مَنْ اَنْفَقَ فِیْ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ مَالَهٗ قَلِیْلَهٗ وَجَلِیْلَهٗ وَلَمْ یَتْرُكْ لِنَفْسِهٖ وَلَا لِاَهْلِهٖ اِلَّا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔

ترجمہ: "سلام آپ پر اے خلیفہ سید المرسلین! سلام آپ پر جن کے ذریعہ اللہ تعالےٰ

نے ردّت کے دن دین کی مدد فرمائی اور اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لیے سوائے خدا و رسول کے کچھ نہ چھوڑا۔"

پھر ہاتھ بھر مزید دائیں طرف منتقل ہو جائے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام عرض کرے، چاہے تو یوں کہے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ اَيَّدَ اللّٰهُ بِهِ الدِّيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ لَمْ تَاْخُذْهُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ فَلَمْ يَدَعِ الْحَقُّ لَهٗ صَدِيْقًا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ مَا لَقِيَهُ الشَّيْطٰنُ سَالِكًا طَرِيْقًا اِلَّا اتَّخَذَ غَيْرَ طَرِيْقِهٖ طَرِيْقًا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَدِّثَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ النَّاطِقَ بِالصَّوَابِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ۔

ترجمہ: "اے امیر المؤمنین! آپ پر سلام، آپ پر سلام! جن کے وسیلے سے اللہ نے دین کی مدد فرمائی، سلام آپ پر جن کو اللہ کے راستے میں کسی ملامت گر کی ملامت نے نہ پکڑا، سو حق نے ان کا کوئی ساتھی نہ چھوڑا (کہ کسی سے رعایت کرتے) آپ پر سلام! کہ جس راستے پر شیطان نے آپ کو چلتے دیکھا، اسے چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کیا، آپ پر سلام اے اس امت کے محدّث! جو ہمیشہ صحیح بات کہنے والے ہیں، اے امیر المؤمنین! عمر بن الخطاب آپ پر سلام۔"

عبداللہ بن دینار کا بیان ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کو روضہ رسول پر درود و سلام پڑھتے اور حضرت ابوبکر صدّیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے لیے دعا کرتے دیکھا۔ اس کو اسمٰعیل القاضی وغیرہ نے امام مالک کی سند سے

بیان کیا، یہ بات مفصّل طور پر باب الکیفیات میں سیّدی ابوالحسن الشاذلی کے صیغوں کے بیان میں آرہی ہے جو زیارتِ نبوی کے موقع پر کہے جاتے ہیں، یونہی برہان الدین المواہبی کے صیغے بھی ذکر ہونگے اور میں نے کتاب افضل الصلوات میں امام نووی اور ابوالمواہب الشاذلی کے صیغے بیان کئے ہیں اور بعض بزرگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام سے جب فارغ ہوتے تو یہ کہتے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَقَرَّ عَیْنِیْ بِرُؤْیَتِكَ وَ اَحَلَّنِیْ شَرِیْفَ رَوْضَتِكَ وَقَضٰی اَنْ اَفُوْزَ بِزَوْرَتِكَ وَاَحْرَزَ سَابِقَ السَّعَادَةِ بِحُلُوْلِ بَلْدَتِكَ "شکر اللہ تعالےٰ کا جس نے آپ کے دیدار سے میری آنکھیں ٹھنڈی فرمائیں اور مجھے آپ کے روضہ پر حاضر فرمایا اور یہ فیصلہ کیا کہ میں آپ کی زیارت سے مستفید ہوں اور آپ کے شہر میں آنے کی اولین سعادت سے مشرف ہوں۔"

نعت شریف

حَیْثُ النُّبُوَّةُ جَرَتْ مِنْ ذَوَائِبِهَا — فَضْلًا وَّ اَجْرَتْ يَنَابِيْعًا مِّنَ الْحِكَمِ
جہاں نبوت کی زلفوں سے فضل و کرم جاری ہوئے — اور علم و حکمت کے چشمے پھوٹے

حَیْثُ السَّنَا مُشْرِقٌ وَّالْعِزَّةُ مُنْبَثِقٌ — وَالْجَوُّ مَغْدُوْقٌ بِالْجُوْدِ وَالنِّعَمِ
جہاں تجلی چمک رہی ہے اور عزت پھیلتی ہے — اور فضا جود سے بھری ہوئی ہے

حَیْثُ الضَّرِیْحُ وَمَا ضَمَّتْ صَفَائِحُهُ — مِنَ النَّبِيِّ الرَّضِيِّ الطَّاهِرِ الشِّيَمِ
خواب گاہِ نبوی اور اس کا آس پاس — ایسے نبی جو برگزیدہ، پاکیزہ اور محبوب ہیں

اَنْوَارُهُ غُرَّةٌ فِي الْمَجْدِ نَيِّرَةٌ — وَفَخْرُهُ شَمَمٌ فِيْ مَعْطِسِ الْكَرَمِ
انکا انوار چمک رہے ہیں بزرگی میں روشن — ان کا فخر بلند ہے، کرم کی سخاوت میں

وَلَاحَ فِي نُوْرِهٖ مَعْنًى اَفَادَ بِهٖ ۔۔۔ مَقَامُ اٰدَمَ فَخْرًا وَّهُوَ فِي الْعَدَمِ

اور ان کے نور میں ایک ایسا معنی چمکا جس سے انسان کے مقام نے عدم میں فخر حاصل کیا

اِنْسَانُ عَيْنِ الْعُلٰى سِرُّ الْكَمَالِ سَنَا ۔۔۔ فَخْرُ النُّبُوَّةِ نُوْرُ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

بلندیوں کی آنکھ کی تپلی راز کمال چمک اٹھا ۔۔۔ فخرِ نبوت، لوح و قلم کے نور

يَا اٰخِرًا عِنْدَ خَتْمِ الْاَنْبِيَآءِ بِهٖ ۔۔۔ وَاَوَّلَ الرُّسُلِ عِنْدَ اللّٰهِ فِي الْقِدَمِ

اے سلسلہ انبیاء کے آخری رسول ۔۔۔ اور اللہ کے ہاں ازل سے اولین رسول

يَا غُرَّةً اَوْضَحَتْ طٰهٰ اَسِرَّتَهَا ۔۔۔ وَدُرَّةً اُجْلِيَتْ فِي نٓ وَالْقَلَمِ

اے نورانی پیشانی والے جس کے حسن پنہاں کو سورۂ طٰہٰ نے واضح کیا۔ اور ایسے موتی جیسے نٓ اور قلم میں پیش کیا گیا

كَانَتْ حَيَاتُكَ مَا بَيْنَ الْاَنَامِ حَيًا ۔۔۔ سَقَى ثَرَاهُمْ بِغَيْثٍ كَالْغُيُوْثِ الدِّيَمِ

آپکی حیاتِ طیبہ لوگوں میں عمر بھر ۔۔۔ بارانِ فضل و کرم سے خوب سیراب ہونے کا سبب تھی

وَكَانَ فَقْدُكَ خَطْبًا شَاكَ اَنْفُسَهُمْ ۔۔۔ لَمَّا اَلَمَّ بِصَدْعٍ غَيْرِ مُلْتَئِمِ

آپکی ظاہری جدائی ایسا صدمہ تھی جس سے صحابہ کرام سراسیمہ ہو گئے۔ یہ ایسا زخم تھا جو کبھی بھر نہ سکیگا

فَاِنْ لَيْسَ سِوٰى قَبْرٍ حَلَلْتَ بِهٖ ۔۔۔ مَلْجًا الطَّرِيْدِ وَمَنْجٰى كُلِّ مُعْتَصِمِ

سو اب دھتکارے ہوئے کی جائے پناہ اور بے سہارے کا ٹھکانہ آپ کی قبر انور کے سوا کہیں نہیں

بقولِ اقبال مرحوم ؎

نہ جہاں میں کہیں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی

میرے جرم خانہ خراب کو ترے عفو بندہ نواز میں

وَقَدْ حَطَطْنَا لَدَيْكَ الرَّحْلَ هِمَّتُنَا ۔۔۔ عَلَى الصَّدَا انْهَلَّتْ مِنْ مَوْرِدِ الْكَرَمِ

ہم نے آپکے پاس کجاوہ اتار دیا ہے (آ ٹھہرے ہیں) ہمارے ارادے ونیت زنگ آلود ہو جانے کے باوجود مقام کرم پر آگرے

تَقَبَّلِ التُّرْبَ اِجْلَالًا لِسَاكِنِهٖ ۔۔۔ فَكُلُّ مَوْطِئِ اَقْدَامٍ مَقَرُّ فَمِ

مکین کی بزرگی کے پیشِ نظر مٹی کو چوم۔ کہ انکے قدموں کے آنیوالی ہر جگہ منہ (چہرہ) رکھنے کے لائق ہے

بقولِ فاضل بریلوی علیہ الرحمہ ؎

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا ‏ ‏ ‏ ارے سر کا موقع ہے او جانے والے!

هٰذَا عَطَاؤُكَ فَاغْمِرْنَا بِمُرْسَلِهٖ ‏ ‏ ‏ فَقَدْ مَدَدْنَا أَكُفَّ الْفَقْرِ وَالْعَدَمِ

یہ آپکی عطا ہے آپ اسکو بھیج کر ہمکو ڈھانپ لیجئے ‏ ‏ ‏ کہ ہم نے فقر و مفلسی کے ہاتھ پھیلا رکھے ہیں

وَإِنْ رَمَتْنَا الْخَطَايَا وَسْطَ مَهْلَكَةٍ ‏ ‏ ‏ فَأَنْتَ مَلْجَأُ خَلْقِ اللّٰهِ كُلِّهِمِ

اگرچہ گناہوں نے ہمیں ہلاکت میں پھینک دیا ہے (مگر مایوس نہیں) کہ آپ تو تمام مخلوق کی پناہ گاہ ہیں

حَسْبِيْ شَفَاعَتُكَ الْعُظْمٰى إِذَا صَفِرَتْ ‏ ‏ ‏ يَدَايَ أَوْ أَسْفَرَتْ عَنْ زَلَّةِ الْقَدَمِ

جب میرے ہاتھ خالی ہوں یا سفر پر روانہ ہوں تو پاؤں پھسلتے وقت مجھے آپکی شفاعت کافی ہے

فَالْعَفْوُ شِيْمَتُكَ الْعُظْمٰى الَّتِيْ شُهِرَتْ ‏ ‏ ‏ إِذْ كَانَتِ الْمُوْبِقَاتُ السُّوْدُ مِنْ شِيَمِيْ

سو معاف کرنا آپ کی بہت بڑی مشہور خصلت ہے ‏ ‏ ‏ جبکہ بڑی بڑی ہلاکتیں (گناہ) میری عادت ہے

صَلّٰى عَلَيْكَ إِلٰهُ الْعَرْشِ مَا هَمَلَتْ ‏ ‏ ‏ عَنْكَ الثَّنَاءُ الْمُرَجّٰى أَلْسُنُ الْأُمَمِ

عرش کا مالک آپ پر اس وقت رحمتیں نازل فرمائے ‏ ‏ ‏ جب تمام امتوں کی زبانیں آپکی مدح و ثنا میں مصروف ہونگی

وَنَاسَمَ الْمِسْكَ أَنْفَاسُ النَّسِيْمِ عَلٰى ‏ ‏ ‏ هٰذَا الضَّرِيْحِ وَهٰذَا الْبَيْتِ وَالْحَرَمِ

اور ہوا کے نرم جھونکے خوشبو بکھیرتے رہیں ‏ ‏ ‏ اس قبرِ انور پر اور اس مکان اور اس حرم پر

روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

فائدہ: حافظ سخاوی نے فرمایا، سرکار کی قبرِ انور کی زیارت کی ترغیب متعدد حدیثوں میں آئی ہے اگر باقی نہ بھی ہوتیں تو رسولِ صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے زائر کے لئے وجوب شفاعت وغیرہ کا وعدہ ہی بہت کافی تھا حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے لے کر آج تک تمام آئمہ اُمت کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ زیارت

روضۂ اقدس تمام عبادتوں سے افضل ہے، شیخ الاسلام ابوالحسن سبکی نے "شفاء الاسقام" میں فرمایا، آئمہ کی ایک جماعت نے اس حدیث پر اعتماد کیا ہے: مَا مِنْ اَحَدٍ یُّسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ "جب کوئی مجھ پر سلام بھیجتا ہے، اللہ تعالٰی مجھ پر میری روح کو لوٹا دیتا ہے"۔ آگے تک حدیث، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کرنا مستحب ہے اور یہ اعتماد صحیح ہے، کیونکہ جب سلام عرض کرتا ہے تو جلد ہی اسے جواب مل جاتا ہے اور یہی فضیلت مطلوب ہے الخ۔

الدرالمنضود کی چوتھی فصل میں فرمایا، درود وسلام کا چوتھا فائدہ یہ ہے کہ ایک فرشتہ سرکار کے روضۂ انور پر کھڑا ہوتا ہے جو آپ کی خدمت میں سلام پیش کرتا ہے اور جو شخص سلام بھیجے وہ اس کا جواب بھی دیتا ہے، اس کے ساتھ اور بھی متعدد حدیثیں ہیں جو اس کتاب کے بابِ ثانی میں گزر چکی ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے "سرکار کا فرمان ہے کہ جب بھی کوئی مجھ پر سلام بھیجے تو اللہ تعالٰی میری روح کو مجھ پر لوٹا دیتا ہے"۔ روح سے مراد بولنے کی طاقت ہے، یہاں تک کہ میں جواب دیتا ہوں، ان میں سے ایک حضور کا یہ فرمان ہے کہ "جو کوئی مجھ پر میری قبر کے پاس آکر درود بھیجے میں اس کو سنتا ہوں، اور جو کوئی دور سے مجھ پر درود بھیجے، اللہ تعالٰی کا مقرر شدہ فرشتہ اسے مجھ تک پہنچا دیتا ہے اور یہ اسکی دنیا و آخرت کے لئے کافی ہے اور میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور شفاعت کرنے والا ہوں گا"۔ اور ایک حدیث میں ہے "تمہارے دنوں میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے اس میں آدم کی پیدائش اور اسی میں وفات ہوئی، اسی میں صور پھونکا جائے گا اور اسی میں بیہوشی ہوگی پس اس دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجو بیشک تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، صحابہ نے عرض کیا، یارسول اللہ! جب آپ کی وفات ہوجائے گی، پھر آپ پر ہمارا درود کیسے پیش ہوگا؟ فرمایا، اللہ تعالٰی نے زمین پر انبیائے کرام کے جسم حرام کردیئے کہ وہ ان

کو کہا سکے"۔ ایک جگہ یہ ارشاد فرمایا "اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ اور میری قبر کو عید نہ بنا لینا اور مجھ پر درود بھیجا کرو کہ تم جہاں کہیں بھی ہو، مجھ تک تمہارا درود پہنچ جاتا ہے"۔

امام نووی نے اس روایت کو اور اس سے پہلی کو کتاب الاذکار میں صحیح قرار دیا ہے۔

امام ابنِ حجر کا تبصرہ

تنبیہہ: امام ابنِ حجر نے فرمایا، ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دور سے درود و سلام بھیجا جاتا ہے، وہ آپ کی خدمت میں پہنچایا جاتا ہے اور جب قبر شریف کے پاس پڑھا جائے تو آپ بلا واسطہ خود سنتے ہیں چاہے جمعہ کی رات ہو یا کوئی اور۔

امام نووی کا فتویٰ

امام نووی سے یہ فتویٰ پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص کہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اوپر پڑھا جانے والا درود و سلام خود سنتے ہیں، اگر نہ سنتے ہوں تو میری بیوی کو تین طلاق! تو کیا اس کی قسم بوجہ نہ سننے کے ٹوٹ جائے گی یا نہیں؟ فرمایا نہیں ٹوٹے گی، یعنی طلاق نہ ہوگی کیونکہ سننے نہ سننے میں شک ہے[۱] احتیاط اور تقویٰ یہی ہے کہ حنث کو تسلیم کر لیا جائے (کہ قسم ٹوٹ گئی اور طلاق ہو گئی) اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ سلام کا جواب دینا خاص ہے زائرین کے لیے تو بات مردود ہے کیونکہ دلیل عام ہے لہٰذا تخصیص کا دعویٰ محتاجِ دلیل ہے نیز اس تخصیص کو وہ صحیح حدیث بھی رد کرتی ہے جس میں ہے مَا مِنْ اَحَدٍ یَمُرُّ بِقَبْرِ اَخِیْهِ الْمُؤْمِنِ کَانَ یَعْرِفُهٗ فِی الدُّنْیَا فَیُسَلِّمُ عَلَیْهِ اِلَّا عَرَفَهٗ وَرَدَّ عَلَیْهِ السَّلَامَ "جو کوئی اپنے مومن بھائی کی قبر کے پاس سے گزرے

۱؎ کیونکہ اس کا دار و مدار توجہ تام پر ہے اور وہ مشروط ہے خلوص، محبت اور قلبی وارفتگی وغیرہ پر اور پڑھنے والے کو اس کا قطعی علم نہیں، نہ کوئی اس کا دعویٰ کر سکتا ہے پس سننے نہ سننے میں سماعتِ نبوی کا نہیں بلکہ پڑھنے والے کا قصور ہے کیونکہ حسب عرض معروض میں یہ صفات نہ ہوں، نہ وہ خالق کے ہاں لائقِ التفات ہیں، نہ مخلوق کے ہاں، فتدبر۔ مترجم غفرلہ۔

جس کو دنیا میں پہچانتا تھا، پھر اس کو سلام کہے تو وہ (صاحب قبر) اسے پہچان لیتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے۔" اب اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب سلام بھی زائرین کے لئے خاص ہو تو اس میں سرکار اور دوسرے مسلمان اہل قبور میں کوئی فرق نہ رہا جیسا کہ ابھی آپ کو معلوم ہو چکا کہ اس میں تو دوسرے بھی شریک ہیں (علامہ ابوالیمن ابن عساکر نے فرمایا، جب زائرین روضۂ اقدس کے سلام کا جواب جائز ہوا تو یہ بھی جائز ہے کہ دنیا میں جہاں کہیں سے کوئی درود و سلام بھیجے، سرکار اعظم صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جواب عنایت فرمائیں۔

حدیث "میری قبر کو عید نہ بناؤ" کا مطلب

اور یہ جو فرمایا کہ "میری قبر کو عید نہ بنانا" اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے ترغیب دینا مقصود ہے کہ کثرت سے زیارت کرنا اور رہا سہی قبر انور کو عید کی طرح نہ کر لینا جو سال میں صرف دو مرتبہ ہوتی ہے اور زیادہ ظاہر یہ ہے کہ اس ارشاد سے اس منع کی طرف اشارہ ہے جو دوسری حدیثوں میں وارد ہے کہ سرکار کی قبر کو سجدہ گاہ نہ بنایا جائے اور کھیل کود کا مرکز نہ بنایا جائے۔

یہود و نصاریٰ اپنے انبیائے کرام علیہم السلام کی قبروں پر زیارت کے لئے جمع ہوتے ہیں، پھر وہاں کھیل کود اور عیش و نشاط اور گانے بجانے کی محفلیں سجاتے ہیں پس نبی علیہ السلام نے اپنی امت کو اس سے منع فرمایا اور اس سے بھی منع فرمایا کہ قبر انور کی تعظیم و تکریم میں حد سے بڑھیں اور روضۂ اقدس کی زیارت کی ترغیب میں متعدد حدیثیں آئی ہیں جن کو میں نے حاشیہ ایضاح میں بیان کر دیا ہے اور منکر کا رد بھی کر دیا ہے منکر سے مراد ابن تیمیہ ہے، اللہ تعالیٰ اس سے جیسے چاہے

اپنے عدل وانصاف کا برتاؤ کرے، جیسا کہ ایک سے زیادہ آئمہ نے نقل کیا ہے اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ روضۂ اقدس کی زیارت سب سے افضل عبادت اور کامیاب ترکوشش ہے، فرمانِ نبوی لَا تَتَّخِذُوْا بُیُوْتَکُمْ قُبُوْرًا (اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ) کے چند مفہوم بیان کئے گئے ہیں، ایک یہ کہ قبروں میں نماز مکروہ ہے یعنی جس طرح گھروں کو نماز کی جگہ بناتے ہو، مقابر کو مت بناؤ امامِ بخاری کا کلام بھی اسی پر دلالت کرتا ہے، دوم یہ کہ اپنے گھروں کو قبروں کی طرح نہ بناؤ کہ جو شخص قبرستان میں منتقل ہو جائے (مر جائے) نہ نماز پڑھے، نہ کوئی دوسرا کام کر سکے۔ دوسری روایت کو بھی اس کے ساتھ ملایا جائے تو اس مفہوم کو ترجیح حاصل ہو جاتی ہے، سرکار کا ارشاد ہے "اپنی کچھ نماز (نوافل) گھروں میں ادا کرو اور انہیں قبرستان نہ بناؤ"۔ سوم یہ کہ مُردوں کو گھروں میں مت دفن کرو! لفظ کا ظاہری مطلب بھی یہی بنتا ہے، رہا حضور علیہ السلام کا اپنے گھر میں دفن ہونا سو یہ آنجناب کی خصوصیت ہے۔ چہارم یہ کہ جو شخص اپنے گھر میں نماز نہ پڑھے اس نے اپنے آپ کو مردہ اور اپنے گھر کو قبر بنا لیا، اس کی تائید مسلم کی یہ حدیث بھی کرتی ہے مَثَلُ الْبَیْتِ الَّذِیْ یُذْکَرُ اللّٰہُ فِیْہِ وَالْبَیْتِ الَّذِیْ لَا یُذْکَرُ اللّٰہُ فِیْہِ کَمَثَلِ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ "جس گھر میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے اس کی اور جس میں اللہ کا ذکر نہ کیا جائے اسکی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے"۔

حیاتِ انبیاء علیہم السّلام

ان احادیث سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے زندہ ہیں کیونکہ رات دن کوئی نہ کوئی سرکار پر درود وسلام بھیجتا ہی رہتا ہے اور ہر ایک کا

جواب دینے کے لئے الگ الگ زندہ ہونا محالِ عادی ہے۔ پس ہم اس بات پر ایمان رکھتے اور تصدیق کرتے ہیں کہ سرکار ابد قرار علیہ السلام زندہ ہیں اور آپ کو رزق دیا جاتا ہے اور آپ کے جسمِ اقدس کو زمین نہیں کھا سکتی اور اس پر امت کا اجماع ہے، کہا گیا ہے کہ یونہی علماء، شہداء اور مؤذن بھی زندہ ہیں اور یہ بات بھی صحیح ہے کہ ماضی میں ایک سے زیادہ بزرگوں کی قبر کھولی گئی (حوادث کی وجہ سے) تو دیکھنے والوں نے دیکھا کہ ان کے جسم بالکل نہیں بدلے۔

امام بیہقی نے قبروں میں "حیاۃ انبیاء" کے موضوع پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے جس میں مذکورہ کئی احادیث سے استدلال کیا ہے اور اس صحیح حدیث سے بھی کہ اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِہِمْ یُصَلُّوْنَ "انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نماز پڑھتے ہیں"۔ اور اس کی تائید مسلم شریف کی یہ حدیث بھی کرتی ہے:۔

"میں معراج کی رات سرخ ٹیلے کے نزدیک موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا، وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے"۔

اور یہ دعویٰ کرنا کہ یہ انہی کی خصوصیت ہے، اسے بھی مسلم شریف ہی کی یہ حدیث رد کر رہی ہے "میں نے دیکھا کہ مقام حجر (مقام ابراہیم) کے پاس کھڑا ہوں، قریش مجھ سے معراج سے متعلق سوال کر رہے ہیں"۔ آخر حدیث تک۔ آگے چل کر اسی حدیث میں ہے "میں نے اپنے آپ کو جماعت انبیاء میں پایا، کیا دیکھتا ہوں کہ موسیٰ علیہ السلام نماز پڑھ رہے ہیں، سامنے ایک شخص تھا، دبلا پتلا، گھنگھریالے بال والا الخ تو وہ مریم کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام تھے جو کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، انکی شکل و شباہت حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ملتی جلتی تھی، پھر جو نگاہ پڑی تو ابراہیم علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، سب لوگوں سے بڑھ کر ان کی شکل و صورت جس سے ملتی تھی وہ تمہارے ساتھی (مراد سرکار کی اپنی ذات) تھے، پھر نماز کا وقت

ہو گیا، میں نے ان کی امامت کروائی۔"

دوسری حدیث ... ثابت ہے کہ "سرکار نے انبیاء علیہم السلام سے بیت المقدس میں ملاقات فرمائی، ایک اور روایت میں ہے کہ ان حضرات سے سرکار نے آسمانوں پر بھی ملاقات فرمائی تھی اور آپ کی ان سے گفتگو بھی ہوئی تھی۔" امام بیہقی نے فرمایا، یہ تمام روایات صحیحہ ہیں۔ بے شک موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں نماز پڑھتے بھی دکھائے گئے پھر موسیٰ اور دیگر انبیاء علیہم السّلام کو اسی طرح بیت المقدس کی طرف لے جایا گیا جیسے ہمارے نبی علیہ وعلیہم الصّلاۃ والسلام کو، پس آنحضور نے ان کو دیکھا، پھر ان کو بھی اسی طرح آسمانوں کے اوپر لے جایا گیا جیسے ہمارے نبی علیہ السلام کو، پس سرکار نے ان کو وہاں بھی دیکھا جیسا کہ آپ نے اس کی خبر دی اور ان حضرات سے مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر ملاقات کرنا جیسا کہ سچے نبی علیہ السلام نے بتایا عقلاً بھی جائز ہے اور یہ سب دلیل ہے اس بات کی کہ وہ حضرات زندہ ہیں الخ

اور کبھی شہداء کی زندگی قرآن سے ثابت کی جاتی ہے اور عبداللہ ابن عباس و عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے تصریح فرمائی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہوئے تھے اور جیسا کہ گزرا ہے روح سے مراد بولنا ہے، اس کی تصریح علماء کی ایک جماعت نے کی ہے، پس آنحضور علیہ السلام ہمیشہ زندہ ہیں لیکن ہمیشہ زندہ رہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ ہمیشہ باتیں بھی کریں، ہاں! جب کوئی مسلمان غلام عرض کرتا ہے، سرکار اس کا جواب دیتے ہیں اور روح سے مجازی طور پر بولنا مراد اس لئے لیتے ہیں کہ عام طور پر یہ ایک دوسرے کو لازم ہوتے ہیں۔

امام بیہقی کا جواب

امام بیہقی رحمہ اللہ نے یہ جواب دیا ہے کہ سرکار کی روح لوٹانے سے مراد یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی روح اقدس دفن کے بعد لوٹا دی گئی ہے تاکہ آپ سلام عرض کرنے والوں کے سلام کا جواب دیں، اب وہ ہمیشہ کے لئے جسم اقدس میں

موجود ہے، صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ مطلب نہیں کہ سلام کا جواب دینے کے لیے لوٹائی جاتی ہے، پھر قبض ہو جاتی ہے پھر سلام کا جواب دینے کے لیے لوٹائی جاتی اور یونہی سلسلہ جاری رہتا ہے کیونکہ اس سے لازم آئے گا کہ سرکار بار بار زندہ ہوں اور بار بار وفات پائیں اور ایک ساعت میں کئی بار یہ عمل رونما ہوتا رہے، اس کا یہ جواب بھی دیا گیا ہے کہ اس میں کوئی خرابی نہیں اس لیے کہ اس ردّ و قبض میں خواہ کتنی ہی مرتبہ ہو کوئی تکلیف اور مشقت نہیں ہوتی۔

امام سبکی کا ایمان افروز قول

امام سبکی علیہ الرحمہ نے فرمایا، احتمال ہے کہ روح لوٹانے سے مراد معنوی لوٹانا ہو یعنی سرکار ابد قرار علیہ السلام کی روحِ اقدس عالمِ بالا اور بارگاہِ خداوندی کے مشاہدے میں مشغول ہوتی ہے، جب سلام عرض کیا جاتا ہے تو روحِ اقدس سلام کا جواب دینے کے لیے اس جہان کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ اس پر یہ اعتراض نہیں کیا جا سکتا کہ چونکہ زمین کے کونے کونے سے سرکار علیہ السلام پر مسلسل درود و سلام بھیجا جاتا لہٰذا اس صورت میں سارا وقت تو اسی کام میں گزر جائے گا، اس لیے کہ آخرت کی باتیں عقل سے معلوم نہیں کی جا سکتیں اور احوالِ برزخ احوالِ قیامت سے ملتے جلتے ہیں (لہٰذا اس کا بھی عقل میں آنا ضروری نہیں) کچھ لوگوں نے کہا کہ روح سے مراد وہ فرشتہ ہے جو اس کام پر مقرر ہے۔ ابن عماد نے کہا ہو سکتا ہے روح سے مراد اس جگہ مجازاً فرحت و مسرت ہو، کیونکہ کبھی روح سے خوشی مراد لی جاتی ہے، ابن حجر کا کلام ختم ہوا۔

علامہ ابن حجر نے رسول پاک علیہ السلام کی زیارت کی تقیید، اس کے آداب اور متعلقہ فوائد بڑی شرح وبسط کے ساتھ اپنی کتاب الجوهر المنظم فی زیارة القبر المعظم میں ذکر فرمائے ہیں، کسی نے کیا خوب فرمایا ہے

اَلَا اَیُّهَا الْغَادِیْ اِلٰی یَثْرِبَ مَهْلًا	لِتَحْمِلَ شَوْقًا مَا اُطِیْقُ لَهٗ حِمْلًا
اے یثرب (مدینہ منورہ) جانیوالے! ٹھہر جا	تا کہ جذبا شوق میرے بس میں ہے تو اسے اٹھا لے

تَحَمَّلْ رَعَاكَ اللهُ مِنِّيْ تَحِيَّةً ۔۔۔ وَبَلِّغْ سَلَامِيْ رَوْضَ مَنْ طَيْبَةَ حَلَّا

اللہ تیری رعایت کرے میری طرف سے سلام لے جا اور میری طرف سے مدینہ طیبہ کے بسنے والے کو سلام پہنچا دے۔

وَقِفْ عِنْدَ ذَاكَ الْقَبْرِ فِي الرَّوْضَةِ الَّتِيْ ۔۔۔ تَكُوْنُ يَمِيْنًا لِلْمُصَلِّيْ إِذَا صَلّٰى

اس قبر انور کے پاس اس جنت کے باغ میں کھڑا ہو جا جو نماز پڑھتے وقت نمازی کے دائیں طرف ہوتا ہے،

وَقُمْ خَاضِعًا فِيْ مَهْبِطِ الْوَحْيِ خَاشِعًا ۔۔۔ وَخَفِّضْ هُنَاكَ الصَّدْرَ وَاسْمَعْ لِمَا يُتْلٰى

وہاں دل کو جھکا لے اور جو پڑھا جائے اسے سن اور جس جگہ وحی اتری تھی وہاں ادب سے کھڑا ہو جا

وَنَادِ سَلَامُ اللهِ يَا قَبْرَ أَحْمَدٍ ۔۔۔ عَلٰى جَسَدٍ لَمْ يَبْلَ قَبْلُ وَلَا يَبْلٰى

اور اس طرح پکارے اے احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور تجھ پر اللہ کا سلام اس جسم اقدس پر جو نہ پہلے بوسیدہ ہوا نہ آئندہ ہو گا۔

تَرَانِيْ فَإِنِّيْ عِنْدَ قَبْرِكَ وَاقِفًا ۔۔۔ يُنَادِيْكَ عَبْدٌ مَا لَهُ غَيْرُكُمْ مَوْلٰى

آپ مجھے اپنی قبر کے پاس کھڑا دیکھ رہے ہیں آپ کو وہ غلام پکار رہا ہے جس کا آپ کے سوا کوئی آقا نہیں

وَتَسْمَعُ عَنْ قُرْبٍ صَلَاةً كَمِثْلِ مَا ۔۔۔ تُبَلَّغُ عَنْ بُعْدٍ صَلَاةُ الَّذِيْ صَلّٰى

آپ کو قریب سے بھی درود و سلام ایسے ہی پہنچایا جاتا ہے جیسے دور سے پڑھنے والے کا پہنچایا جاتا ہے۔

أُنَادِيْكَ يَا خَيْرَ الْخَلَائِقِ وَالَّذِيْ ۔۔۔ بِهِ خَتَمَ اللهُ النَّبِيِّيْنَ وَالرُّسْلَا

میں آپ کو پکار رہا ہوں اے ساری مخلوق سے بہتر اور وہ ہستی جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں اور رسولوں کا سلسلہ ختم فرمایا۔

نَبِيَّ الْهُدٰى لَوْلَاكَ لَمْ يُعْرَفِ الْهُدٰى ۔۔۔ وَلَوْلَاكَ لَمْ نَعْرِفْ حَرَامًا وَلَا حِلَّا

اے ہدایت کرنے والے نبی! اگر آپ نہ ہوتے تو ہدایت کا پتہ ہی نہ چلتا اور اگر آپ نہ ہوتے تو ہمیں حرام، حلال کی پہچان ہی نہ ہوتی۔

لَوْلَاكَ لَا وَاللهِ مَا كَانَ كَائِنٌ ۔۔۔ وَلَمْ يَخْلُقِ الرَّحْمٰنُ جُزْءًا وَلَا كُلًّا

بخدا! اگر آپ نہ ہوتے تو کوئی چیز نہ ہوتی اور جناب رحمٰن کسی جزو کل کو پیدا ہی نہ کرتا

روضۂ اقدس کی قندیلیں

فائدہ جلیلہ: میں نے امام تقی الدین سبکی کے فتاویٰ لئے ہیں جن کو ان کے فرزند امام

تاج الدین عبدالوہاب نے مدوّن کیا ہے، ایک رسالہ دیکھا جس کا نام ہے تَنْزِیْلُ السَّکِیْنَۃِ عَلٰی قَنَادِیْلِ الْمَدِیْنَۃِ اس میں بسم اللہ، الحمد للہ اور درود و سلام بر سید الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ کے بعد کہا، امّا بعد، اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں جس خیر و برکت میں ہوں اور جو مہربانی اس نے مجھ پر فرمائی یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ اور پشت پناہی کی بدولت ہے اور اس لئے کہ میں ہر بات میں آنجناب پر بھروسہ و اعتماد رکھتا ہوں، پس سرکار ہی بارگاہِ خداوندی میں میرا دنیا و آخرت کا وسیلہ ہیں اور سرکار کے مجھ پر ظاہری، باطنی بے شمار احسانات ہیں، مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ جو سنہری قندیلیں حجرۂ اقدس میں ہیں وہ حجرۂ مقدسہ جس کی تعمیر نیکی و تقویٰ پر کی گئی ہے، ان کو بیچ کر حجرۂ اقدس اور مسجدِ حرام کی تعمیر و مرمت پر خرچ کرنے کی بات چیت ہو رہی ہے، مجھ پر اس اطلاع سے سخت صدمہ ہوا ہے، پس میں نے ارادہ کیا کہ مجھ سے جہاں تک ہو سکے اس سلسلہ میں لکھوں، سب سے پہلے میں صحیح حدیث ذکر کروں گا جو تحقیق و استدلال میں واضح تر مسلک کی رہنمائی کرے۔

امام بخاری نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو وائل کی زبانی یہ حدیث نقل کی ہے کہ میں شیبہ کے ہمراہ خانہ کعبہ میں کرسی پر بیٹھا، انہوں نے کہا اس جگہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھتے تھے، انہوں نے فرمایا، میرا ارادہ ہے کہ خانہ کعبہ میں جو سونا چاندی ہے سب تقسیم کر دوں، میں نے کہا، آپ کے دونوں ساتھیوں (آنحضرت اور ابوبکر صدیق) نے یہ کام نہیں کیا، آپ نے فرمایا، میں بھی ان دو ہستیوں کی پیروی کرتا ہوں۔ انہی کی ایک اور روایت میں ہے، انہی دو سرکاروں کی اقتدا کی جائے گی۔

پھر امام سبکی نے اس حدیث کی مختلف سندیں اور علماء کے اقوال پیش کئے کہ اموالِ کعبہ اور اس کے زیورات کو صرف کرنا جائز نہیں اور اس موضوع پر کئی صفحات کا طویل مضمون لکھا، پھر فرمایا، اب مدینہ منورہ کی طرف منتقل ہو جا، یہاں کے رہنے

والے آقا پر افضل واعلیٰ درود وسلام ہو، ہم کہتے ہیں اس (مدینہ منورہ) میں مسجد نبوی، حجرۂ معظمہ ہے، مسجد نبوی کا تو ہم بیان کر آئے ہیں اور مساجد میں سونے چاندی کی قندیلیں روشن کرنے کا حکم بھی بیان کر چکے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ باقی مساجد جن کی طرف کجاوے نہیں باندھے جاتے (یعنی خاص اہتمام سے جن کی طرف سفر نہیں کیا جاتا) اور مسجد اقصیٰ جن کی طرف کجاوے باندھے جاتے ہیں ان سب کی بہ نسبت مسجد نبوی قندیلوں کی روشنی کی زیادہ حقدار ہے اور امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک مسجد نبوی بلا تردد مسجد مکہ (مسجد حرام) سے بھی بڑھ کر اہتمام واحترام کی مستحق ہے اور ہم کہتے ہیں کہ یوں بھی کہا جا سکتا ہے جو علماء مکہ معظمہ کو مدینہ منورہ پر فضیلت دیتے ہیں، ان کے نزدیک بھی مسجد نبوی کو باقی مقامات مقدسہ پر علی العموم فضیلت حاصل ہے کیونکہ اس مسجد شریف کو ایک ایسی سعادت حاصل ہے جو کسی دوسری کے حصے میں نہیں آئی اور وہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائیگی، اسی لئے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اس میں آواز بلند کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے اور یہ بات مسجد مکہ شریف کو حاصل نہیں ہے (جو پی کے پاس ہے وہ سہاگن کنور کی ہے) اور اس کی وجہ ادب واحترام رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور کیا ہو سکتی ہے؟ اور یہ ادب واحترام جیسے پہلے تھا ویسے ہی اب بھی ہے لہٰذا ہمیں اپنے سامنے بھی اس پر عمل کرنا واجب ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اوس پڑوس کے مکانوں میں جب کیل یا میخ ٹھونکنے کی آواز سنتیں تو فرمایا کرتیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف نہ دو، بنابریں یہ مقام عالی مرتبت سب سے بڑھ کر تعظیم وتوقیر کا مستحق ہے۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میری اس مسجد میں ایک نماز ادا کرنا مسجد حرام کے ماسوا دوسری مساجد میں ہزار نماز ادا کرنے سے بہتر ہے۔"

ہمارے شافعیہ، حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک مسجد حرام میں نماز پڑھنا مسجد نبوی

میں ادا کرنے سے افضل ہے، اس بات میں علماء کا اختلاف ہے کہ مسجد نبوی میں جب توسیع کردی گئی (یا آئندہ کی گئی) تو آیا یہ فضیلت صرف اتنے حصۂ زمین کے ساتھ خاص ہوگی جو نبی علیہ السلام کے زمانہ میں مسجد میں شامل تھا یا توسیع کے بعد جو ٹکڑا زمین داخل ہوا ہے اس کا بھی یہی حکم ہے، امام نووی وغیرہ اختصاص کے قائل ہیں ان کی دلیل یہ الفاظِ مبارکہ ہیں مَسْجِدِیْ هٰذَا (میری یہ مسجد) اور اکثر علماء کا قول یہ ہے کہ تخصیص صحیح نہیں، توسیع کے بعد جو قطعۂ زمین جب بھی مسجد نبوی میں شامل ہوگیا وہ اس فضیلت میں داخل ہے جیسے مسجدِ مکہ (مسجدِ حرام) میں توسیع کی جائے تو جدید شامل کردہ حصہ بھی اس فضیلت کا مستحق ہوگا جو قدیم مسجد حرام کو حاصل ہے

کہا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں مسجد نبوی ستر گز لمبی اور ساٹھ گز چوڑی تھی، حضرت ابوبکر صدیق نے اس میں کوئی اضافہ نہیں کیا، حضرتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس میں کچھ اضافہ کیا مگر نقشہ اور طرزِ تعمیر میں کوئی فرق نہ تھا، پھر حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ نے اس میں اچھا خاصا اضافہ کیا، انہوں نے خوبصورت منقوش پتھروں اور چونے کی دیواریں اور منقوش پتھر کے ستون اور ساگوان کی چھت بنائی، پھر حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مدینہ منورہ کے گورنر ولید نے اس میں اضافہ کیا، اس نے چھت پر ساگوان اور سونے کے پانی کا کام کیا، ولید نے شاہِ روم کو لکھا تھا کہ میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد بنانا چاہتا ہوں، اس پر شاہِ روم نے اس کی طرف چالیس ہزار دینار، چالیس رومی مرد اور چالیس قبطی کارکن بھیجے، تعمیر کے لئے کچھ آلات بھی بھیجے، حضرت عمر بن عبد العزیز پہلے شخص ہیں جنہوں نے مسجد کا محراب اور برج تعمیر کئے۔

یہ سنہ ھ کی بات ہے، پھر اس کو خلیفہ مہدی نے وسیع کیا، آج کل اس کی تعداد وہی ہے، اگرچہ تعمیر و مرمت میں تغیر ہوتا رہا۔ رہا حجرۂ اقدس (روضۂ اقدس)

سو اس میں سونے کی قندیلیں لگانا زمانۂ قدیم سے چلا آرہا ہے اور بلاشبہ دوسرے مقامات کے بہ نسبت بہ ان کا زیادہ حقدار ہے اور جن لوگوں نے مساجد میں قندیلیں لگانے سے اختلاف کیا ہے روضۂ اقدس کے متعلق کوئی بات نہیں کی اور اس سے تعرض نہیں کیا، بالکل اسی طرح جس طرح مسجد نبوی کے بارے میں کوئی تعرض نہیں کیا اور کتنے ہی علماء و صلحاء زمین کے کونے کونے سے روضۂ اقدس کی زیارت کو آتے ہیں اور کسی نے ان سنہری قندیلوں پر اعتراض نہیں کیا۔

یہ سب باتیں جواز کے حق میں فیصلہ کرنے والی ہیں، ان کے ساتھ وہ دلائل بھی ملا لیجئے جو ہم نے پہلے بیان کئے ہیں پھر شرعی دلائل کی چھان پھٹک کے باوجود ایک بھی تو دلیلِ ممانعت نہیں پائی جاتی، لہٰذا ہم اس کو قطعی جائز سمجھتے ہیں جو منع کرے یا اس کے خلاف کچھ ثابت کرنا چاہے وہ اپنے دلائل بیان کرے،

پس مسجدِ نبوی میں اگرچہ نماز پڑھنے میں فضیلت ہے مگر حجرۂ مقدسہ کی شان ہی اور ہے اس کی فضیلت منفرد ہے جس سے اس کا شرف بڑھ جاتا ہے پس دونوں کا حکم جدا جدا ہے پس حجرۂ شریفہ یعنی مسکنِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی سرکار کا مدفن ہے اور مسجدِ نبوی دیگر ہے اس میں ازواجِ مطہرات کے تو حجرے بھی شامل ہیں اور ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ کا حجرہ اس مقام پر تھا جہاں لوگ کھڑے ہو کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پیش کرتے ہیں ان کا حجرۂ مبارکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے پاس تھا جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدفن ہے، اب سوائے حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا باقی تمام حجرے مسجدِ نبوی میں شامل ہو چکے ہیں، پس سرکار کے مدفنِ مبارک کو مسجد کا حکم شامل نہیں بلکہ وہ مسجدِ نبوی، مسجدِ مکہ بلکہ زمین کے تمام حصوں سے افضل و اعلیٰ ہے جیساکہ قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے اس بات پر اجماعِ امت نقل کیا ہے کہ قبرِ اطہر کا وہ حصہ جو حضور علیہ السلام کے

جسمِ اقدس سے چھو گیا اس کے سب سے افضل ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں اور شافعیہ، حنفیہ، حنابلہ کے اس قول سے کہ مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ سے افضل ہے روضہ انور کی قدر و منزلت مستثنیٰ ہے، کسی نے اس سلسلہ میں خوب کہا ہے ؎

جَزَمَ الْجَمِیْعُ بِاَنَّ خَیْرَ الْاَرْضِ مَا　　قَدْ حَاطَ ذَاتَ الْمُصْطَفٰی وَحَوَاهَا

اس بات پر سب کا یقین اور اتفاق ہے کہ سب سے بہتر زمین وہ ہے جس نے ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا احاطہ کر رکھا ہے۔

وَنَعَمْ لَقَدْ صَدَقُوْا بِسَاكِنِهَا عَلَتْ　　كَالنَّفْسِ حِیْنَ زَكَتْ زَكَا مَأْوَاهَا

"ہاں! انہوں نے سچ کہا ہے وہ اپنے ساکن کی وجہ سے بلند مرتبہ ہو گئی جیسے ذات جب پاک ہو جاتی ہے تو اس کا ٹھکانا جسم بھی پاک ہو جاتا ہے"۔

شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے مقامات کی ایک دوسرے پر فضیلت کے بارے میں فرمایا کہ مقامات اور اوقات سب مساوی ہونے میں بالذات ان میں کوئی فضیلت نہیں ہوتی، ان میں فضیلت ان واقعات سے آتی ہے جو ان میں وقوع پذیر ہوتے ہیں لہٰذا ان کی فضیلت کا تعلق اللہ تعالیٰ کے اس احسان و انعام سے ہے جو اس نے ان اوقات و اماکن میں اپنے بندوں پر فرمایا، اس فضیلت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے عامل بندوں پر ان ایام و مقامات میں انعام و اکرام فرمایا۔

امام سبکی نے فرمایا، میں کہتا ہوں کبھی تو فضیلتِ مذکورہ وجوہ کی بنا پر ہوتی ہے اور کبھی اس لئے کہ اس مقام کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہے، ملائکہ کا وہاں نزول وہاں ہوتا ہے اور اس وجہ سے بھی کہ اس مقام اور اس کے مکین سے اللہ کو ایسی محبت ہے جس کو سمجھنے سے عقل و خرد قاصر ہیں اور یہ محبت دوسرے مقامات کو حاصل نہیں ہوتی اور روضۂ اقدس سب سے افضل کیوں نہ ہو؟ وہ ہمارے عمل کی جگہ تو ہے نہیں کیونکہ نہ وہ مسجد ہے نہ مسجد کے حکم میں بلکہ وہ نبی علیہ السلام کی آرام گاہ ہے اور آنحضور زندہ ہیں اور اس میں آپ کے اعمال چند در چند اور ہر ایک سے

زیادہ ہیں، پس وہاں دگنا چوگنا ہونا صرف ہمارے اعمال کے ساتھ خاص نہیں، سو اس حقیقت کو سمجھو، تمہارا سینہ کھل جائے گا۔

قاضی عیاض کا ارشاد

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا، زمین کا جو حصہ حضور علیہ السلام کے جسم اطہر سے ملا ہوا ہے اس کی فضیلت دو وجہ سے ہے ایک وہ جو کہا جاتا ہے کہ ہر شخص اسی جگہ دفن ہوتا ہے جہاں کی مٹی سے بنایا جاتا ہے (اس بناء پر وہ زمین سرکار کے جسم کا جزو ہوئی) دوسری اس لئے کہ اس پر رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں اور اللہ تعالٰی کی خصوصی توجہ کا مرکز ہے۔ ہم یہ مان بھی لیں کہ کسی جگہ کو بحیثیت قطعہ زمین فضیلت نہیں لیکن مکین کی وجہ سے تو فضیلت مسلم ہے، جب یہ بات آپ سمجھ گئے تو یہ بھی سمجھو کہ اس جگہ (روضۂ انور) کو تمام مسجدوں اور خود خانۂ کعبہ پر فضیلت حاصل ہے لہٰذا اگر (بالفرض) مساجد اور کعبۂ معظمہ میں سونے کی قندیلیں معلق کرنا منع بھی ہو تو اس سے روضۂ اقدس پر معلق کرنے کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی، اور ہم نے تو کسی کو روضۂ اقدس پر قندیلیں لٹکانے سے منع کرتے نہیں دیکھا جس طرح عالم بالا میں سب سے افضل عرش معلٰی ہے اور اس کے گرد اگرد قندیلیں روشن ہیں، اسی طرح یہ جگہ (روضۂ اقدس) روئے زمین کے تمام مقامات سے افضل ہے لہٰذا یہاں بھی قندیلیں لٹکانی چاہئیں اور جس طرح یہ جگہ سب سے افضل ہے اسی طرح اس میں جواہرات بھی سب سے عمدہ ہونے چاہئیں، پس اس کے حق میں سونا اور یاقوت کی کوئی حیثیت نہیں اور یہاں حرمت کا کوئی سبب نہیں لہٰذا ممانعت کا شبہ زائل ہو گیا، اور سونے کی قندیل جس کی ہے اس کی ملک ہے اور مالک اپنی ملک میں جس طرح چاہے تصرف کرے، پس اگر وہ اس مقام کی تعظیم و تکریم کے پیش نظر اس کو یہاں وقف کرتا ہے تو اس کا یہ وقف صحیح ہے اور اس میں کوئی زکوٰۃ نہیں، اور اگر وہ وقف نہیں کرتا اور صرف ہدیۃً پیش کرتا ہے، یہ بھی صحیح ہے اور وہ چیز اس کی ملک

سے اس وقت نکل جائے گی جب مستحق شخص (جو منتظم ہے) اس کو اپنے قبضہ میں کر لے، اور جب حجرۂ اقدس (روضۂ مبارک) میں ایک مرتبہ یہ قندیلیں لٹکا دی گئیں اور اسی کے لئے نامزد کر دی گئیں خواہ بطورِ وقف یا تملیک یا ہدیہ یا نذرانہ یا بطورِ ہبہ، اب وہاں سے انکو ہٹانا جائز نہیں، کیونکہ ابتداً ان کو وہاں لٹکانا واجب نہ تھا لیکن اب یہ وہاں کی علامت بن گئی ہیں اب اگر وہاں سے ہٹائی جائیں تو اس مقام کی تنقیص ہوگی، پس انکو اب ہمیشہ وہاں رہنے دینا لازم ہے۔

جیسے ہم غلافِ کعبہ کے بارے میں پہلے تصریح کر آئے ہیں کہ اب غلاف دائمی طور پر پہنانا واجب ہے جب کہ ابتداً پہنانا واجب نہ تھا پس کعبہ شریف اور حجرۂ شریفہ کا حال پہلے تو اس حدیث سے واضح ہو گیا جس کو ہم پہلے بیان کر آئے ہیں اور دوم اس سے کہ ہم نے اسے احترام و عظمت میں کعبہ شریف کے مساوی قرار دیا ہے اور ان ہر دو کی عظمت قطعی ہے

حرمین کے علاوہ دوسرے مقامات کو ہدایہ بھیجنا

ان دونوں مقاماتِ مقدسہ کے علاوہ بہت سے ایسے مقامات ہیں جن کی زیارت کی جاتی ہے اور وہاں ہدیے بھیجے جاتے ہیں اور کبھی کبھار ان کے متعلق بھی سوال کیا جاتا ہے اور سوچنا پڑتا ہے کہ اگرچہ حرمین شریفین کے مرتبہ کو کوئی تیسرا مقام نہیں پا سکتا تاہم کیا یہ ممکن ہے کہ مرتبہ و مقام کی فضیلت میں کسی اور مقام کو ان سے ملحق کیا جائے؟ یا نہیں! امامِ رافعی نے صاحب التہذیب وغیرہ کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ اگر کسی نے نذر مانی کہ فلاں شہر کے باشندوں پر اپنا صدقہ کردوں گا، اب اس نذر کو پورا کرنا اس پر واجب ہے، فرمایا کہ جرجان میں ایک مزار کے نام پر جو تحائف و ہدایہ بھیجے جاتے وہ بھی اسی قبیل سے ہے کیونکہ وہاں جو کچھ جمع ہوتا ہے (فقراء) کی ایک مخصوص جماعت

پر تقسیم کر دیا جاتا ہے جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے یہ سب عرف عام کے مطابق نذر و ہدایہ میں تصرف کیا جاتا ہے البتہ اگر عرفِ عام کسی بات میں نہ پایا جائے تو اس میں دو طرح سے اختلاف کیا جا سکتا ہے، ایک تو یہ کہ نذر صحیح نہیں کیونکہ اس پر کوئی شرعی شہادت موجود نہیں، بخلاف کعبۂ معظمہ اور حجرۂ شریفہ (روضۂ انور) کے (کہ ان دونوں کی نذر صحیح ہے) دوسرے یہ کہ جب شرعی شہادت موجود ہے تو نذر بھی صحیح ہے، بنابریں مناسب یہی ہے کہ (ہدایا و نذور کو) صرف ان مقامات کی بہتری میں خرچ کیا جائے اور اس میں زیادتی نہ کی جائے، واللہ اعلم (اللہ بہتر جانے)

میرے نزدیک حق کے زیادہ قریب صورت یہ ہے خانہ کعبہ، روضۂ انور اور تین مسجدوں کے (مسجدِ حرام، مسجدِ نبوی، مسجدِ اقصیٰ) کے علاوہ کسی کی نذر ماننا باطل ہے کیونکہ اس پر کوئی شرعی ثبوت نہیں[1] اور یہ بھی کہ جس کسی نے اپنے مال میں سے کوئی حصہ کسی خاص مقصد کے لیے مختص کیا اور عرفِ عام خرچ کرنے کا مقتضی ہے تو اسے اسی میں خرچ کیا جائے گا، واللہ اعلم۔

مختصر خلاصہ: مصنّف نے اس رسالہ کے آخر میں سترہ اشعار کی ایک نظم بھی لکھی ہے اور کہا کہ انہوں نے ۱۲۷۰ھ میں فرمانِ باری تعالیٰ مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ (اہلِ مدینہ و گرد و نواح کے

---

[1] شرعی ثبوت ہوتا تو نذر واجب، فرض یا کم از کم سنت ہوتی، پس عدم ثبوت کی بنا پر آپ تینوں حیثیتوں کا انکار کر سکتے ہیں، رہا اصل جواز، سو اس کے لیے کسی خاص دلیل کی ضرورت نہیں کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے جب تک دلیلِ شرعی سے ممانعت نہ ہو، ممنوع قرار دینا جائز نہیں، ویسے دلیلِ شرعی بھی ہے وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ "اپنی نذریں پوری کریں" یہ امر ہے فافہم (مترجم)

دیہاتی لوگوں کو یہ جائز نہیں کہ (جہاد میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہیں اور نہ ان کی ذات سے اپنی جانوں کو عزیز سمجھیں) کی تفسیر کے سلسلہ میں پہلے گیارہ اشعار لکھے تھے اور یہ رسالہ لکھتے وقت چھ آخری اشعار کا ان میں اور اضافہ کر دیا۔ اشعار یہ ہیں ۔

نَفْسُ النَّبِیِّ لَدَیَّ اَعْلٰی الْاَنْفُسِ ۔۔۔ فَاتْبَعْہُ فِیْ کُلِّ النَّوَائِبِ وَ اُنْسِ

ذاتِ نبوی میرے نزدیک تمام ذاتوں سے اعلیٰ ہے سو میں اسی کی پیروی کرتا ہوں مصائب و خوشی میں۔

وَاتْرُکْ حُظُوْظَ النَّفْسِ عَنْکَ وَقُلْ لَّھَا ۔۔۔ لَا تَرْغَبِیْ عَنْ نَّفْسِ ھٰذَا الْاَنْفُسِ

اپنی نفسی خواہشات کو ترک کر دو اور ان سے کہہ دو کہ اس پیارے کی جان سے اپنے آپ کو عزیز نہ جانیں۔

فُوْزِی التَّرَدِّیَ وَاَخْیِبِیْ کُلَّ مُسْلِمَۃٍ ۔۔۔ فَلَقَدْ سَعِدْتِ اِذَا خَصَصْتِ بِاَبْوُسِ

فضول باتیں رد کر دے اور مصیبت زدہ کی مدد کر جب تجھے نے حاجتمند کو اپنا بنا لیا تو تو یقیناً نیک بخت ہو گیا۔

اِنْ تُقْتَلِیْ یُصْعَدُ بِرُوْحِکِ فِی الْعُلَا ۔۔۔ بِیَدِ الْکِرَامِ عَلٰی ثِیَابِ السُّنْدُسِ

اگر تو قتل بھی ہو جائے (تو پرواہ نہیں) تیری روح کو معزز فرشتوں کے ہاتھوں ریشمی لباس میں اوپر لیجایا جائیگا۔

وَتَرَیْنَ مَا تَرْضَیْنَ فِیْ کُلِّ الْمُنٰی ۔۔۔ فِیْ مَقْعَدٍ عِنْدَ الْمَلِیْکِ مُقَدَّسِ

اور ہر آرزو کے بارے میں جو تو چاہے گا دیکھے گا شہنشاہ کائنات کے حضور پاک مجلس میں

اَوْ تَرْجِعِیْ بِغَنِیْمَۃٍ تَحْظٰی بِھَا ۔۔۔ وَبِذُخْرِ اَجْرٍ تَرْتَجِیْہِ وَتَنْ اَسِیْ

یا غنیمت کا حصہ لے کر لوٹے گا۔ اور جس اجر و ثواب کا امیدوار ہے اسکا ذخیرہ لیکر اور سرور لوٹے گا

مَا اَنْتِ حَتّٰی لَا تَکُوْنِیْ فِدْیَۃً ۔۔۔ لِمُحَمَّدٍ فِیْ کُلِّ ھَوْلٍ مُلْبِسِ

جب تک تو ہر خطرناک مقام پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان نہ ہو جائے تیری کوئی قدر و قیمت نہیں۔

مَا فِیْ حَیَاتِکَ بَعْدَہٗ خَیْرٌ وَّلَا ۔۔۔ اِنْ مَّاتَ تُخْلِفُہٗ جَمِیْعَ الْاَنْفُسِ

اگر سرکار کی وفات کے بعد تو تمام عمر بھی زندہ رہے تو تیری زندگی میں کوئی بھلائی نہیں

فَمُحَمَّدٌ یَحْیَا بِہٖ ھٰذَا الْاَنَامُ وَتَنْجَلِیْ سُدَفُ الظَّلَامِ الْحِنْدِسِ

پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کائنات زندہ ہے اور سخت اندھیری ظلمتیں ان سے ملتی ہیں۔

وَيَقُوْمُ دِيْنُ اللّٰهِ اَبْيَضَ ظَاهِرًا ۔۔۔ فِيْ غَيْظِ اِبْلِيْسِ اللَّعِيْنِ الْاَنْحَسِ

ابلیس لعین، منحوس کی خصومت و مداخلت کے باوجود اللہ کا دین روشن و غالب رہے گا۔

اَعْظِمْ بِدِيْنِ مُحَمَّدٍ اَنْ تَفْتَدِيْ ۔۔۔ اَهْوِنْ بِنَفْسِكَ يَا اُخَيَّ وَاَخْسِسِ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی عظمت مان کہ اس پر قربان ہو جائے، اے بھائی! اپنے آپ کو اس کے سامنے حقیر و کمینہ

وَلِقَبْرِهٖ اَعْلَى الْبِقَاعِ وَخَيْرِهَا ۔۔۔ قَبْرٌ عَلَى التَّقْوٰى اَجَلُّ مُؤَسَّسِ

سرکار کی قبر انور زمین کے تمام ٹکڑوں سے بلند و بہتر ہے وہ جلیل القدر قبر انور جو اس مسجد میں واقع ہے جس کی بنیاد تقوی

فَبِطِيْبَةٍ طَابَ الثَّرٰى وَنَزِيْلِهَا ۔۔۔ اَنّٰى كَثَرٰى فِيْ كُلِّ وَادٍ مُقَدَّسِ

سو یہاں کی مٹی خوشبودار اپنے مکین کی برکت سے مہک اٹھی۔ وادی مقدس کی تمام زمینوں سے پاکیزگی میں بڑھ کر

اُفْدِيْ عِمَارَتَهَا وَمَسْجِدَهَا بِمَا ۔۔۔ اَحْوِيْ بِيْ كُلِّ الْبَرِيَّةِ تَأْتَسِيْ

روضہ انور کی عمارت مسجد نبوی اور ارد گرد کے تمام قطعہ زمین پر میں اور تمام کائنات قربان

اَنّٰى يَهُوْنُ عَلَيَّ بَيْعُ حَشَاشَتِيْ[1] ۔۔۔ فِيْ ذَاكَ بِالثَّمَنِ الْاَقَلِّ الْاَبْخَسِ

اس شہر حبیب میں مجھ پر زندگی کا آخری سانس کم تر گھٹیا قیمت متاع دنیوی میں بیچنا کب آسان ہو سکتا ہے

لَوْ جَازَ بَيْعُ النَّفْسِ بِعْتُ وَكَانَ لِيْ ۔۔۔ فَخْرٌ بِذَاكَ الرِّقِّ اَشْرَفَ مَلْبَسِ

اگر جان کو بیچنا جائز ہوتا تو میں بیچ دیتا اور یہ غلامی میرے لئے لباس فخر و مباہات ہوتا۔

صَلّٰى عَلَيْهِ اللّٰهُ كُلَّ دَقِيْقَةٍ ۔۔۔ عَدَدَ الْخَلَائِقِ نَاطِقٍ اَوْ اَخْرَسِ

آپ پر اللہ تعالے ہر لمحہ درود بھیجے تمام مخلوق کی گنتی کے برابر خواہ باتیں کرنے والی ہو یا گونگی

درود وسلام کے دیگر مواقع

جن مواقع پر درود وسلام پڑھنا چاہئے ان میں ایک یہ کہ جب سرکار کے تبرکات

---

[1] حَشَاشَة: بیمار یا زخمی کا آخری سانس۔ المنجد

شریفہ، آپ کا وطنِ پاک اور آپ کے ٹھہرنے کے مقامات جیسے مقامِ بدر وغیرہ پر نظر پڑے، حضرت اسمار رضی اللہ عنہا کے غلام عبد اللہ کا بیان ہے کہ میں نے اسمار رضی اللہ عنہا کو جب کبھی مقامِ حجون سے گزرتیں، یہ فرماتے سنا صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ ہم سرکار کے ہمراہ یہاں یہاں ٹھہرے تھے، اس وقت ہمارے تھیلے (زادِ راہ) سے خالی اور ہلکے پھلکے تھے" الحدیث۔

اس کو امام بخاری نے روایت کیا۔

ان مقامات میں سے جہاں درود وسلام پڑھنا چاہیے

درود شریف بوقتِ دعا | ایک دعا کرنے کا وقت ہے، اس سلسلہ میں بہت سی احادیث وارد ہیں جو اس کتاب کے دوسرے باب میں ذکر کردی گئی ہیں اور کچھ آثار تھے جو تیسرے باب میں مذکور ہوئے۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "میرے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ دعا زمین آسمان کے درمیان معلق رہتی ہے، ذرا بھی اوپر نہیں جا سکتی تاوقتیکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھا جائے"۔ اس کو اسحٰق بن راہویہ نے روایت کیا۔ بزاس کو ترمذی الواحدی، دیلمی اور قاضی عیاض نے شفار میں بھی ان سے ملتے جلتے الفاظ سے روایت کیا۔ حافظ سخاوی نے فرمایا، ظاہر یہی ہے کہ یہ حدیث مرفوع ہے کیونکہ اس قسم کی باتیں رائے سے نہیں کہی جا سکتیں جیسا کہ آئمہ حدیث واصول کی ایک بڑی جماعت نے اس کی تصریح کی ہے اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے "جب اللہ تعالےٰ سے دعا مانگو تو اپنی دعاؤں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شامل کرلو کیونکہ آپ پر درود بھیجنا مقبول ہے اور اللہ تعالےٰ کی یہ شان نہیں کہ کچھ حصّہ قبول فرمائے اور کچھ رد کردے"۔ اس کو لباجی نے روایت کیا اور حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "جب تم میں سے کوئی اللہ تعالےٰ سے

کچھ مانگنا چاہے تو شروع میں اللہ تعالےٰ کی شایانِ شان حمد و ثنا کرے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجے، پھر مانگے کہ یہ کامیابی و قبولیت کے قریب تر ہے" اس کو طبرانی وغیرہ نے روایت کیا، اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں اور حضرتِ سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جس دعا میں نبی علیہ السلام پر درود نہ بھیجا جائے وہ زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتی ہے" اس کو اسمٰعیل قاضی نے روایت کیا۔ اور علامہ سخاوی نے ابنِ عطا سے روایت نقل کی ہے کہ دعا کے کچھ ارکان ہیں، کچھ پر ہیں اور کچھ اسباب اور اوقات ہیں، اگر ارکان موافق ہوں تو دعا قوی ہو جاتی ہے اگر پر قوی ہوں تو آسمان میں اڑ جاتی ہے اور اگر اس کے اوقات موافق ہوں تو کامیاب ہوتی ہے، اگر اسباب موافق ہوں تو مقبول ہوتی ہے۔ دعا کے ارکان، حضورِ قلب، رقت، توجہ، خشوع اور اللہ تعالےٰ سے قلبی لگاؤ ہیں، اس کا پر سچ ہے اور وقتِ دعا ہے سحری کا وقت اور اس کا سببِ قبولیت نبی علیہ السلام پر درود و سلام بھیجنا ہے، یعنی اول و آخر درود شریف پڑھنا۔ اور ابو سلیمان دارانی نے کہا "جو کوئی اللہ تعالےٰ سے حاجت براری چاہے تو پہلے نبی علیہ السلام پر درود و سلام بھیجے، پھر اپنی حاجت مانگے اور درود و سلام پر ہی دعا ختم کرے کہ اللہ تعالےٰ دونوں درود و سلام قبول فرماتا ہے اور اس کریم سے بعید ہے کہ درمیانی دعا کو رد فرما دے" اس روایت کو النمیری نے بیان کیا اور اقلیشی نے کہا "جب بھی اپنے معبود سے دعا کرو پہلے اس کی حمد و ثنا اور پھر اپنے برگزیدہ نبی پر درود و سلام بھیجو! اپنی دعا کے شروع میں، درمیان میں اور آخر میں سرکار پہ درود و سلام پڑھو اور نبی علیہ السلام کے نفیس ترین فضائل و مفاخر جا بجا بیان کرتے چلو، اسی سے تمہاری دعا مقبول ہو گی اور تمہارے اور حضور کے درمیان جو حجاب ہے اٹھے گا۔ صلی اللہ علیہ وسلم:

قاضی بیضاوی کا ارشاد

قاضی بیضاوی نے فرمایا، سائل کے لئے یہ شرط ہے کہ جس سے مانگ رہا ہے، پہلے کسی ایسے فعل سے جو اس کی نگاہ میں محبوب ہو، تقرب حاصل کرے اور اس کے حضور کسی سفارشی کا وسیلہ اختیار کرے تاکہ حصولِ مقصد میں کامیابی اور قبولیت کا استحقاق حاصل ہو، سو جس شخص نے وسیلے سے پہلے ہی سوال پیش کر دیا اس نے یقیناً جلد بازی سے کام لیا۔ ایک اور صاحب نے کہا، دعا سے پہلے نبی علیہ السلام پر درود اس لئے بھیجا جاتا ہے کہ جو کوئی بادشاہ کے دروازہ پر آئے اسے لازمی طور پر بادشاہ کے خاص مقربین کے لئے کوئی تحفہ ساتھ لانا پڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اخص الخواص بندے حضور علیہ السلام ہیں اور سرکار کا تحفہ درود و سلام ہے اور اس لئے بھی کہ دعا سے پہلے درود شریف پڑھنا قبولیت سے قریب تر ہے۔ وجہ یہ ہے کہ درود شریف اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہے اور مقبول شے کے بعد جو دعا مانگی جائے امید کامل ہے کہ مستجاب ہو گی کیونکہ کریم جب پہلا سوال پورا کر دے تو باقی رد نہیں کیا جاتا۔

شیخ ابوبکر الکنامی کا بیان

شیخ ابوبکر کنامی نے اپنی کتاب المنہج الحنیف میں کہا "اللہ تعالیٰ توفیق دے تمہیں جان لینا چاہئے کہ دعا مانگنے والے کے لئے چند آداب ہیں، اوّل یہ کہ لوگوں سے الگ ہو کر، یکسوئی کے ساتھ بیٹھے تاکہ حواس جمع ہوں اور مکمل طور پر دعا کی طرف متوجہ ہوں قبلہ کی طرف رخ کرے، اپنے اور زمین کے درمیان کسی شے کو حائل نہ ہونے دے سر جھکائے کہ اس میں انکساری اور مسکینی کا اظہار ہے، نگاہ کو پست رکھے کہ سرکار علیہ السلام کا ارشادِ گرامی ہے لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ رَفْعِ بَصَرِهِمْ اِلَى السَّمَاءِ عِنْدَ الدُّعَاءِ اَوْ لَتُخْطَفَنَّ اَبْصَارُهُمْ "یا لوگ آسمان کی طرف بوقتِ دعا نگاہیں اٹھانے سے باز آئیں گے یا انکی نگاہیں اچک لی جائیں گی" اور

ابتدا میں اللہ تعالے کی حمد وثنا اور نبی کریم علیہ السلام پر درود وسلام بھیجے، یونہی دعا کا خاتمہ بھی انہی دو پر کرے، حیب حقیقت یہ ہے تو جو افضل صورت ہے اسی پر عمل کرنا چاہیے کہ اس سے قبولیت جلد حاصل ہوتی ہے۔

امام نووی کا ارشاد

امام نووی نے فرمایا، علماء کا اس پر اجماع ہے کہ دعا کی ابتدار اللہ تعالے کی حمد وثنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام سے کرنا مستحب ہے یونہی دعا کا خاتمہ بھی انہی دو پر کرنا چاہیے جب یہ بات حق ہے تو افضل صورت پر عمل کرے کہ قبولیت کا اطمینان ہو۔ امام نووی نے یہ بھی کہا کہ ہمارے پچھلے خراسانی اصحاب نے کہا، اگر کوئی آدمی یہ قسم اٹھائے کہ ضرور اللہ تعالے کی ایسی تعریف کریگا جو سب سے جامع ہو یا سب سے خوبصورت تو اس کی قسم اس طرح پوری ہو سکتی ہے کہ کہے، سب تعریف اللہ تعالے کے لئے ہے ایسی تعریف جو اس کی نعمتوں کے برابر ہو اور اس کے فضل وکرم کے مساوی ہو (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا یُّوَافِیْ نِعَمَہٗ وَ یُکَافِیٔ مَزِیْدَہٗ جس کا مطلب ہے ایسا شکر جو نعمت واحسان سے بڑھ کر ہو۔ اور اگر یہ قسم اٹھائی کہ ضرور اللہ تعالے کی بہترین حمد وثنا کرے گا تو اس قسم کو پورا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کہے لَآ اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَآ اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ "میں تیری ایسی تعریف نہیں کر سکتا جیسی تو نے خود اپنی کی ہے" بعض لوگوں نے اس پر اتنا اضافہ کیا ہے فَلَكَ الْحَمْدُ حَتّٰی تَرْضٰی "تعریف تیری ہی ذات کے لئے یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے" اور ابو سعید متولی نے صورت مسئلہ یوں بیان کی ہے، جس نے یہ قسم اٹھائی کہ ضرور بالضرور اللہ تعالے کی جلیل المرتبت عظیم الشان تعریف کرے گا (تو مذکورہ بالا الفاظ کے ساتھ) شروع میں یہ اضافہ بھی کرے سُبْحٰنَكَ

ابو نصر تمار نے محمد بن نصر سے روایت کیا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا، میرے رب! تو نے مجھے دستکاری میں مشغول کر دیا سو اب مجھے کوئی ایسے جامع کلمات

سکھا دے جن میں تمام تعریف و تسبیح آجائے، اللہ تعالے نے وحی فرمائی کہ اے آدم! صبح و شام تین تین مرتبہ یہ پڑھا کرو۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ حَمْدًا یُّوَافِیْ نِعَمَہٗ وَیُکَافِیْ مَزِیْدَہٗ "سب تعریف اللہ تعالےٰ پروردگار عالمین کے لئے، ایسی تعریف جو اس کی نعمتوں کے برابر اور فضل کے مساوی ہو"، یہ تمام تسبیحات کا مجموعہ ہے۔

اس کے بعد الکتامی نے کہا، رہا نبی علیہ السلام پر درود پڑھنا، تو کچھ علماء نے دعا کے شروع، درمیان اور آخر میں درود و سلام پڑھنا واجب بتایا ہے، اور طبرانی کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ سرکار فرماتے ہیں لَا تَجْعَلُوْنِیْ کَقَدَحِ الرَّاکِبِ اِجْعَلُوْنِیْ فِیْ اَوَّلِ الدُّعَآءِ وَ وَسْطِہٖ وَاٰخِرِہٖ "مجھے ایسے مت بناؤ جیسے سوار کی تراش معمولی، مجھے دعا کے شروع میں بھی رکھو، درمیان میں بھی اور آخر میں بھی"۔

ختمِ قرآن پر درود و سلام

درود و سلام کے مواقع میں سے ایک یہ کہ ختم قرآن کے وقت درود و سلام پڑھا جائے۔ بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "جس نے قرآن پڑھا، رب تعالیٰ کی حمد کی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجا، اپنے رب سے بخشش مانگی، یقیناً اس نے بھلائی مانگی"۔

ابن ابی داؤد نے فضائل القرآن میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو کوئی قرآن مجید پڑھ کر ختم کرے، اس کی دعا قبول ہوتی ہے، اس بارے میں متعدد آثار ملتے ہیں کہ یہ دعا کا موقع ہے اور یہ کہ ختم قرآن کے وقت نزول رحمت ہوتا ہے اور دعا قبول ہوتی ہے، جب یہ معلوم ہو گیا کہ ختم قرآن کا موقع زیادہ قبولیت کا موقع ہے تو نبی علیہ السلام پر درود و سلام کا بھی اہم موقع ہوا۔

حدیث پڑھتے وقت درود و سلام

ان مقامات میں سے ایک یہ کہ حدیث پڑھتے وقت درود و سلام پڑھا جائے

ابن حبان نے اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد کہ اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً "قیامت کے دن میرے سب سے قریب وہ ہوگا جو سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجے"۔ فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قریب تر محدثین ہونگے کیونکہ امت میں کوئی بھی ان سے بڑھ کر حضور علیہ السلام پر درود و سلام پڑھنے والا نہیں۔

خطیب بغدادی کہتے ہیں، ہم سے ابو نعیم (محدث کبیر) نے فرمایا "یہ وہ عظیم شرف ہے جو صرف حدیث کے راویوں کو حاصل ہے کیونکہ حدیث لکھتے اور ذکر کرتے وقت جتنا درود و سلام اس گروہ کو پڑھنے کا موقع ملتا ہے کسی دوسرے کو نہیں ملتا"۔ سفیان ثوری نے فرمایا، محدث کو درود و سلام کے بغیر بالفرض کوئی اور فائدہ بھی ہو تو یہی اس کو کافی ہے کیونکہ وہ کتاب میں جب بھی اسم اقدس کا ذکر کرتا ہے ساتھ درود و سلام لکھتا ہے۔ ایک اور صاحب نے کہا، اس حدیث میں محدثین کے لئے عظیم بشارت ہے کیونکہ وہ سرکار پر قولاً، فعلاً، رات دن پڑھتے اور لکھتے وقت نبی کریم علیہ السلام پر درود و سلام بھیجتے ہیں پس یہ حضرات سب لوگوں سے بڑھ کر درود و سلام بھیجنے والے ہوئے اسی لئے تمام علماء میں سے صرف ان حضرات کو

اس مدح و منقبت کا مستحق ٹھہرایا گیا ہے، پس اس احسان پر اللہ کا شکر ہے۔

ابوالیمن ابن عساکر نے فرمایا، محدثین، اللہ ان کو زیادہ کرے، اس بشارت پر لائق تہنیت و تبریک ہیں، بے شک اللہ تعالے نے ان پر عظیم احسان فرما کر اپنی نعمت تمام فرمادی کہ یہی لوگ بروز قیامت انشاء اللہ رسول پاک علیہ السلام کے قریب تر اور سرکار کی شفاعت و وسیلہ کے مستحق تر ہونگے کیونکہ یہی لوگ ہمیشہ سرکار کا ذکر لکھتے ہیں اور اہم اوقات میں اپنی مجالس میں سرکار کا ذکر خیر کرتے رہتے ہیں اور یہی لوگ ہیں جو اپنی درس و تدریس کی محفلوں میں درود و سلام کا غلغلہ بلند رکھتے ہیں، پس سرکار کی مدح و ثنا ان لوگوں کا شعار و آئین ہے اور آپ کے باعظمت آثار حسنہ کو خولصورت پیرائے میں شائع کرنا ہی ان کا طرۂ امتیاز ہے۔ مزید برآں احادیث، نصوص اور آثار جو عقل و خرد کی شب تاریک میں سورج بن کر چمکتے ہیں ان کے حقیقی واقف کار بھی یہی لوگ ہوتے ہیں اور انشاء اللہ یہ لوگ فرقہ ناجیہ میں سے ہوں گے، اللہ ہم کو ان میں سے اور ان کے ساتھ کردے، اور جو شخص ہماری اس دعا پر آمین کہے، اللہ اس پر رحم فرمائے۔

ابوعروبہ کا ارشاد

ابوعروبہ الحرانی کے سامنے جب کوئی احادیث پڑھتا، وہ درود و سلام پڑھے بغیر نہ رہتے اور خوب ظاہر کر کے پڑھتے اور کہا کرتے کہ حدیث شریف پڑھنے کی ایک برکت یہ ہے کہ دنیا میں کثرت سے درود و سلام پڑھنے کی سعادت اور آخرت میں انشاء اللہ جنت کی نعمتیں ملیں گی۔

وکیع بن جراح کا فرمان

وکیع بن جراح نے فرمایا اگر نبی علیہ السلام پر درود و سلام بھیجنا مقصود نہ ہوتا تو میں حدیث کبھی بیان نہ کرتا۔

ابوالحسن نہاوندی الزاہد سے منقول ہے کہ ایک شخص کی رسول خدا حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، اس نے خضر علیہ السلام سے کہا سب سے افضل

عمل اطاعتِ رسول ہے، خضر علیہ السلام نے فرمایا ٹھیک ہے! اور افضل درود وسلام وہ ہے جو حدیثِ رسول پڑھتے، لکھتے اور لکھاتے وقت پڑھا جائے، زبان پر ذکر ہو، کتاب میں لکھا جا رہا ہو، اعلیٰ درجہ کی رغبت اور فزوں تر فرحت ہو۔ اور ابو احمد زاہد نے فرمایا، تمام علوم میں بابرکت، افضل اور دین و دنیا میں کتاب اللہ کے بعد سب سے زیادہ نفع بخش علم علمِ حدیث رسول اللہ علیہ وسلم ہے کیونکہ اس میں درود وسلام کی کثرت ہے، یہ علم باغات کی طرح ہے جس میں تمہیں ہر نیکی و فضیلت مل سکتی ہے۔ اس کو التیمی نے بیان کیا۔

تحریر میں درود وسلام

ایک مقام یہ ہے کہ جب حضور کا اسمِ گرامی لکھے تو درود وسلام بھیجے، ابنِ حبان نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے تحریر میں مجھ پر درود بھیجا، اس تحریر میں جب تک میرا نام باقی رہے گا، فرشتے لکھنے والے کے لئے استغفار کرتے رہیں گے۔ یہ اور اس کے ہمراہ دوسری روایات بابِ ثانی میں گزر چکی ہیں حضرت جعفر بن محمد صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جو شخص کسی تحریر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجے (لکھے) جب تک اس کتاب میں اسمِ گرامی موجود رہے گا، فرشتے صبح و شام اس شخص کے لئے استغفار کرتے رہیں گے۔

علامہ ابن الصلاح کا ارشاد

ابن الصلاح نے کہا جب بھی اسمِ گرامی لکھے درود وسلام لازماً لکھے، اگر سرکار کا نامِ نامی بار بار آتا ہو تو بھی درود وسلام لکھنے میں کوتاہی نہ کرے کہ یہی عظیم الشان فائدہ ہے۔ جو علمِ حدیث کے طلباء اور لکھنے والوں کو فوری حاصل ہوتا ہے جس نے اس سے غفلت برتی وہ یقیناً ایک بڑے اجر و ثواب سے محروم رہا، اب جو جتنا تحریر کرے گا و

کوئی ایسا کلام تو ہے نہیں جسے روایت کیا جا رہا ہے بلکہ وہ ایک دعا ہے جسے لکھنے والا یہاں لکھا جا رہا ہے لہٰذا یہاں کسی روایت یا وصل کی کوئی قید نہیں، یہی حال اللہ تعالیٰ کے اسم گرامی کے ساتھ حمد و ثناء کا ہے مثلاً:

جَلَّ جَلَالُهٗ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی

پھر علامہ ابن الصلاح نے فرمایا، درود شریف لکھنے میں دو کوتاہیوں سے بچنا چاہیے، پہلی یہ کہ درود شریف کے الفاظ کو کم کر کے لکھنا جیسا کہ بعض سست اور جاہل عوام کرتے ہیں کہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ "صلعم" وغیرہ لکھ دیتے ہیں، دوسری یہ کہ معنی میں کمی کر دینا مثلاً وَسَلَّمْ کا لفظ نہ لکھنا الخ۔ (جس سے سلام کا معنی کم ہو گیا۔)

پھر میں نے قطب خیضری کی کتاب "اللواء المعلم" میں یہ عبارت دیکھی۔ تنبیہ جب تمہیں معلوم ہو گیا کہ نبی علیہ السلام کے اسم گرامی، آپ کے کلام اور آپ کے افعال شریفہ کے لکھتے اور نقل کرتے وقت آپ پر درود و سلام لکھنا مستحب ہے تو تمہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ اگر درود و سلام کے الفاظ اصل روایت میں ہیں یا شیخ سے سنے ہیں تو ان کا تلفظ واضح کر دو اور اگر اصل روایت میں یہ الفاظ لکھے نہ تھے تو یہ کوئی قید نہیں (کہ ہم تصرف نہ کر سکیں) بلکہ ان کا تلفظ بھی کرے اور تحریر بھی کرے کیونکہ یہ ایک ثناء و دعا ہے جس کو لکھ رہا ہے، کوئی کلام نہیں جسے روایت کر رہا ہو۔

یہ سب کچھ ابن الصلاح وغیرہ نے بیان کیا ہے۔

امام احمد بن حنبل پر اعتراض اور اس کا جواب

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے خط تحریر میں درود و سلام لکھنے میں جو کوتاہی پائی جاتی ہے اس کے متعلق خطیب بغدادی نے کہا کہ اس سلسلہ میں آئمہ متقدمین نے انکی مخالفت کی ہے، علامہ ابن الصلاح نے فرمایا، شاید اسکی وجہ یہ ہو کہ امام درود و سلام لکھنے میں کسی روایت سے ثبوت ضروری سمجھتے ہوں جو

ان کو نہ ملی ہو، خطیب نے کہا، مجھے پتہ چلا ہے کہ امام اگرچہ لکھتے نہ تھے مگر اسم گرامی کے ساتھ درود وسلام زبانی پڑھتے تھے اور ابن دقیق العید بھی امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کے ہم نوا ہیں، انہوں نے کتاب الاقتراح میں کہا، ہم اس خیال کے حامی ہیں کہ اصول روایات کی چھان پھٹک کی جائے، فرمایا کہ اگر کسی مقام پر اصل روایت میں درود وسلام لکھا ہوا نہیں حالانکہ موقع اس کا مقتضی ہے تو وہاں درود شریف اس طرح پڑھے کہ دوسروں کو بھی پتہ چلے کہ کسی کی حکایت نہیں کر رہا بلکہ اپنی طرف سے قصداً درود شریف پڑھ رہا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ درود وسلام پڑھتے وقت کتاب سے اپنی نظر اوپر کو اٹھائے اور دل میں اپنی طرف سے درود شریف پڑھنے کی نیت کرے، یہ نہ سمجھے کہ میں کسی کی حکایت کر رہا ہوں۔ اللوا المعلم کی عبارت ختم ہوئی۔ صاحب اللوا المعلم نے اس کے بعد فرمایا میں نے درود وسلام لکھنے والے کاتبوں کے بارے میں ایک بہترین خواب بھی دیکھا ہے۔

حافظ سخاوی کا ارشاد

حافظ سخاوی نے فرمایا، رہا حضور علیہ السلام کا اسم گرامی لکھتے وقت درود وسلام پڑھنا اور اس کا ثواب اور غفلت برتنے والے کی مذمت۔ تو تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ جیسے زبان سے درود وسلام پڑھتے ہو، یونہی سرکار پر اپنے ہاتھوں سے بھی درود شریف لکھا کرو کیونکہ جتنی مرتبہ سرکار کا نام لکھو گے، ثواب پاؤ گے اور یہ فضیلت آثار کے پیروکار، حدیثوں کے راوی اور سنت کو اپنانے والے حاصل کرتے ہیں، سو یہ اللہ تعالے کا کس قدر احسان ہے، اہل علم نے اس بات کو مستحب قرار دیا ہے کہ جب بھی کاتب حضور علیہ السلام کا نام نامی لکھے ساتھ ہی درود وسلام بھی لکھے۔

النمیری نے عبداللہ بن سنان سے روایت کیا کہ میں نے عباس عنبری اور علی مدینی کو فرماتے سنا کہ ہم نے جو بھی حدیث سنی، رسول اکرم علیہ السلام پر درود وسلام پڑھنا ترک نہیں

کیا ہے ایسا اوقات جلد بازی کی وجہ سے کہیں درود و سلام لکھنے میں کوتاہی ہو گئی تو ہم نے نظرِ ثانی کے وقت اس کا ازالہ کر دیا اور باب اللطائف میں درود و سلام لکھنے کی فضیلت متعدد بار ذکر کر دی گئی ہے۔

فتویٰ لکھتے وقت درود و سلام

ان میں سے ایک مقام ہے کہ فتوےٰ لکھتے وقت درود و سلام لکھا یا پڑھا جائے

امام نووی نے "زوائد الروضہ" میں فرمایا، فتوےٰ دیتے وقت مستحب ہے کہ اعوذ باللہ، بسم اللہ، حمد و ثنا اور درود و سلام سے ابتدا کرے اور کہے:

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ، رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْ لِیْٓ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَھُوْا قَوْلِیْ۔

"بدی سے پھرنا اور نیکی کی طاقت صرف اللہ کی طرف سے ہے، اے میرے رب! میرا سینہ کھول دے اور میرا کام آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ کھول دے کہ لوگ میری بات سمجھیں۔"

پھر امام نووی نے فرمایا، اگر سائل سوال کے آخر میں دعا، حمد و ثنا اور درود و سلام لکھنے میں غفلت برتے تو مفتی اپنے ہاتھ سے لکھ دے کیونکہ عادت اسی طرح جاری ہے۔ یہ بات المسالک میں فرمائی۔

ایک موقع یہ ہے کہ ہر بامقصد صحیح کام کی ابتدا میں درود و سلام کا ذکر کرے ابو موسیٰ مدینی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کُلُّ کَلَامٍ لَا یُذْکَرُ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْہِ فَیُبْدَأُ بِہٖ وَبِالصَّلٰوۃِ عَلَیَّ فَھُوَ اَقْطَعُ مَمْحُوْقٌ مِّنْ کُلِّ بَرَکَۃٍ "جس کلام میں اللہ کا ذکر نہ کیا جائے (جس کی صورت یہ ہے کہ) مجھ پر درود نہ بھیجا جائے تو وہ ہر خیر و برکت سے منقطع ہے۔"

ان میں سے درود و سلام کا ایک یہ موقع ہے کہ جب کسی جگہ اللہ کے ذکر کے لئے اجتماع ہو، التیمی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ سیر و سیاحت کرنے والے فرشتے ہیں جب کسی حلقہ ذکر پر ان کا گزر ہوتا ہے تو ایک دوسرے سے کہتے ہیں بیٹھ جاؤ! جب حاضرین دعا کرتے ہیں تو وہ آمین کہتے ہیں، جب وہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں تو یہ بھی ان کے ہمراہ درود و سلام بھیجتے ہیں یہاں تک کہ فارغ ہو جاتے ہیں، پھر ایک دوسرے سے کہتے ہیں، یہ لوگ مبارک ہیں کہ جب گھروں کو لوٹیں گے تو گناہ بخشوا چکے ہوں گے، یہ اور اس موضوع پر دیگر احادیث دوسرے باب میں گزر چکی ہیں۔

اختتام جلسہ پر صلوٰۃ و سلام

ایک موقع یہ ہے کہ جلسہ کے بعد جب لوگ اٹھ کر جانا چاہیں تو درود و سلام پڑھیں، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جہاں لوگ بیٹھیں، نہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں نہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجیں، قیامت کے دن چاہے جنت میں داخل ہو جائیں، اس نہ پڑھنے کی حسرت ان پر برقرار رہے گی۔" اس کو امام احمد نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا۔ یہ اور اس کے ساتھ دوسری روایات باب ثانی میں گزر چکی ہیں۔

ان میں سے ایک مقام یہ ہے کہ جب دو بھائی (خواہ نسبی خواہ ایمانی) آپس میں ملاقات کریں اور مصافحہ کریں تو سرکار علیہ السلام پر درود بھیجیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو دو خدا کے بندے اللہ تعالیٰ کی خاطر آپس میں محبت کریں، بوقت ملاقات مصافحہ کریں، نبی علیہ السلام پر درود و سلام بھیجیں، جدا ہونے سے پہلے ان کی مغفرت ہو جاتی ہے اور ان کے پہلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔" اس کو حسن بن سفیان نے اور ابو یعلی موصلی نے اپنی اپنی مسند

میں روایت کیا، یہ روایت اس کتاب کے باب ثانی ورابع میں گزر چکی ہے۔

ان میں سے ایک مقام یہ ہے کہ رنج وغم اور سخت تکلیف کے موقع پر درود وسلام پڑھا جائے، اس کے متعلق میں نے درود وسلام کے فوائد کے باب میں بہت سے فوائد اور اہم احادیث و روایات ذکر کر دی ہیں۔

ان میں سے ایک مقام یہ ہے کہ جب انسان فقر و فاقہ میں مبتلا ہو جائے یا مبتلا ہونے کا خطرہ ہو تو سرکار پر درود وسلام پڑھے، اس کے متعلق حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث دوسرے باب میں گزر چکی ہے جسے ابو نعیم نے روایت کیا ہے۔

طاعون کے وقت درود وسلام

ان میں سے ایک یہ کہ جب طاعون پھوٹ پڑے تو درود وسلام پڑھا جائے۔

ابن ابی حجلہ نے ابن خطیب یبرود کی زبانی یہ حکایت نقل کی ہے کہ ایک مرد صالح نے ان سے فرمایا کہ نبی علیہ السلام پر کثرت سے درود وسلام پڑھنے سے طاعون کی بیماری ختم ہو جاتی ہے۔ ابن ابی حجلہ نے کہا، میں نے یہ بات دل سے مان لی اور میں ہر وقت یہ پڑھتا رہتا ہوں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ آخر تک، یہ درود شریف باب کیفیات میں ذکر کر دیا گیا ہے، اس مرد صالح کی دلیل وہ حدیث تھی جو پہلے مذکور ہو چکی ہے اور جس کے آخر میں یہ الفاظ تھے، اِذاً تُکْفٰی ھَمَّکَ۔ "جب تو یہ تیرے غم کو دور کرنے کے لئے کافی ہے"۔ ایک اور نیک آدمی نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کثرت طاعون کی شکایت کی، سرکار نے اسے یہ دعا پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنَ الطَّعْنِ وَالطَّاعُوْنِ وَعَظِیْمِ الْبَلَآءِ فِی النَّفْسِ وَالْمَالِ وَالْاَھْلِ وَالْوَلَدِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

عَدَدَ ذُنُوْبِنَا حَتّٰی تَغْفِرَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ كَمَا شَفَّعْتَ نَبِيَّكَ فَاَمْهِلْنَا وَعَمِّرْتَ بِنَا مَنَازِلَنَا فَلَا تُهْلِكْنَا بِذُنُوْبِنَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

"الٰہی میں تیری پناہ چاہتا ہوں طعن سے، طاعون سے، جان و مال اہل اور اولاد کے بارے میں بڑے امتحان سے، اللہ اکبر الخ اللہ سب سے بڑا ہے اپنے گناہوں کی تعداد کے برابر یہاں تک کہ تو بخش دے اللہ اکبر الخ۔۔۔۔ الٰہی! جیسے تو نے اپنے نبی علیہ السلام کو شفیع بنایا ہم کو مہلت عطا فرما، تو نے ہمارے گھر آباد فرمائے تو اے ارحم الراحمین! ہمارے گناہوں کے عوض ہم کو ہلاک نہ فرمانا۔"

امام قسطلانی کا ارشاد

اس کے بعد امام قسطلانی نے فرمایا اور دفع طاعون کے لئے جو کچھ ہر روز پڑھنا چاہئے وہ ہے جسے بعض علماء نے نقل کیا ہے، تحریر تو ٹھیک طور سے پڑھی نہیں جاتی بہرحال الفاظ کچھ یوں ہیں:

سُبْحٰنَ مَنْ عَلٰی وَهُوَ فِیْ عُلُوِّهٖ دَانٍ سُبْحٰنَ مَنْ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ سُلْطَانُهٗ وَقَهَرَ كُلَّ شَیْءٍ جَبَرُوْتُهٗ سُبْحٰنَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ غَیْرُهٗ وَلَا عِزَّ لِاَحَدٍ سِوَاهُ، سُبْحَانَهٗ عَدَدَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ وَمَا هُوَ خَالِقٌ اِلٰی اٰخِرِ اَرْضِنَا وَسَمَائِنَا اِدْفَعْ عَنَّا شَرَّ اَعْدَائِنَا اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ يَا لَطِيْفًا لَمْ يَزَلْ اُلْطُفْ بِنَا فِيْمَا نَزَلَ اِنَّكَ لَطِيْفٌ لَمْ تَزَلْ حَیٌّ صَمَدٌ بَاقٍ لَهٗ كَنَفٌ وَاقٍ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنَ الطَّعْنِ وَالطَّاعُوْنِ وَعَظِيْمِ الْبَلَاءِ فِی النَّفْسِ وَالْمَالِ وَالْاَهْلِ وَالْوَلَدِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ۔

نیز باب الکیفیات میں استاذ بزرگ شیخ خالد نقشبندی رحمہ اللہ کے بہترین الفاظ

مذکور ہوں گے۔

بے گناہ بری ہوگیا ایک موقع یہ ہے کہ جب کسی بے گناہ پر تہمت لگے تو درود وسلام پڑھے، الدرالمنتظم کے مؤلف نے بلا اسناد ایک روایت نقل کی ہے کہ لوگوں کی ایک جماعت نے نبی علیہ السلام کے پاس آکر ایک شخص کے خلاف چوری کی گواہی دی، اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم ہوا، چوری اونٹ کی ہوئی تھی اتنے میں اونٹ نے چلا کر کہا اس کے ہاتھ مت کاٹو! چنانچہ وہ شخص چھوٹ گیا، اس سے پوچھا گیا کہ تیری نجات کس سبب سے ہوئی؟ اس نے کہا، میں ہر روز سو مرتبہ نبی علیہ السلام پر درود بھیجتا ہوں اسی کے طفیل میری نجات ہوئی، سو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا، تم دنیا و آخرت کے عذاب سے بچ گئے اسی طرح اس کو ابن بشکوال نے بغیر سند بیان کیا۔

خطوط میں درود وسلام ان میں سے ایک مقام یہ ہے کہ خطوط میں نبی علیہ السلام پر درود لکھا جائے، قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا، امت کے طریق متوارث کے مطابق جس کا کسی نے انکار نہیں کیا، یہ بھی ہے کہ خطوں میں حضور علیہ السلام پر درود شریف تحریر کیا جائے اور یہ تحریر بسم اللہ کے بعد ہونی چاہیئے، صدر اول میں اس پر عمل نہ تھا اس کی ابتدا بنی ہاشم کے دور حکومت سے ہوئی تھی، پھر زمین کے کونے کونے میں لوگوں کا اس پر عمل شروع ہو گیا اور کچھ لوگ تو خط کا اختتام بھی اسی پر کرتے ہیں اور حضور علیہ السلام نے فرمایا جس نے خط میں مجھ پر درود بھیجا، جب تک میرا نام خط میں ہوگا، فرشتے اس شخص کے لئے استغفار کرتے رہیں گے الخ

حافظ ابو الربیع الکلاعی کی کتاب الاکتفاء میں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بنی سلیم پر مقرر شدہ اپنے عامل خلیفہ بن حاجہ کی طرف یوں لکھا تھا:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم من ابی بکر خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی خلیفۃ بن حاجب: سَلَامٌ عَلَیْکَ فَاِنِّیْ اَحْمَدُ اِلَیْکَ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ غَیْرُہٗ وَاَسْئَلُہٗ اَنْ یُّصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِہٖ صلی اللہ علیہ وسلم اَمَّا بَعْدُ الخ

ان میں سے ایک یہ کہ جب کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو نبی علیہ السلام پر درود وسلام بھیجے، اس سلسلہ میں باب الثانی میں کئی حدیثیں گزر چکی ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ابن ابی عاصم کے ہاں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ کَفَّارَۃٌ لَّکُمْ "مجھ پر درود بھیجا کرو کہ درود تمہارا کفارہ ہے"۔ اور ابوالشیخ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلَاتَکُمْ زَکٰوۃٌ لَّکُمْ "مجھ پر درود بھیجا کرو کہ تمہارا درود بھیجنا تمہاری پاکی کا سبب ہے"۔

حافظ ابن القیم نے فرمایا، اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ درود شریف پڑھنے والے کے لیے پاکی ہے، "زکوٰۃ" کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنی ہیں بڑھنا، برکت، پاکی، اس سے پہلی روایت میں تھا کہ درود شریف کفارہ ہے جس کا مفہوم ہے گناہوں کا مٹ جانا، فرمایا کہ دونوں حدیثوں کے ملانے سے یہ مفہوم حاصل ہوگا کہ حضور علیہ السلام پر درود شریف بھیجنے سے نفس کو رذائل سے پاکی حاصل ہوتی ہے اس سے نفس کے کمالات وفضائل کی ترقی ونشوونما ہوتی ہے، فرمایا کہ انہی دو چیزوں پر کمال انسانیت کا دارومدار ہے۔ پس معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام پر درود وسلام کے بغیر کمال حاصل نہیں ہو سکتا اور درود وسلام سرکار کی محبت، پیروی اور ساری مخلوق پر آپ کو افضل واعلیٰ تسلیم کرنے کے لوازمات میں سے ہے۔

ان میں سے ایک موقع یہ ہے کہ خرید وفروخت کے وقت درود وسلام پڑھا

جائے، جو اس بات کا قائل ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جس بامقصد کام کی ابتداء اللہ کے ذکر اور مجھ پر درود وسلام سے نہ کی جائے وہ بے برکت ہے؛"

ان میں سے ایک یہ کہ زراعت کے وقت درود وسلام پڑھا جائے، امام القرطبی نے اپنی تفسیر میں فرمایا، جو زمین میں بیج ڈالے اس کے لئے مستحب ہے کہ آیۂ کریمہ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ الخ کے بعد یوں کہے کہ کھیتی اگانے والا اور فصل پیدا کرنے اور اسے پروان چڑھانے والا اللہ ہی ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْزُقْنَا ثَمَرَہٗ وَجَنِّبْنَا ضَرَرَہٗ وَاجْعَلْنَا لِاَنْعُمِكَ مِنَ الشَّاكِرِيْنَ۔ ترجمہ:" الٰہی! محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر درود بھیج اور ہمیں اس کھیتی کا پھل نصیب فرما اور اس کے نقصان سے ہمیں بچا اور ہمیں ان لوگوں میں سے کر جو تیری نعمتوں کا شکر کرنے والے ہیں" فرمایا کہ میں نے قابلِ وثوق لوگوں سے سنا ہے کہ یہ کھیتی کے لئے ہر طرح کی آفات مثلاً کیڑے مکوڑے ہڈی دل وغیرہ سے امان ہے، اس کا تجربہ کیا گیا تو یونہی پایا گیا۔

یہ بات امام قسطلانی نے فرمائی اس کی مزید تشریح وتفسیر فوائد درود کے باب میں امام قرطبی کی تفسیر سے نقل کی جائے گی۔

درود وسلام کے مواقع میں سے ایک یہ ہے کہ ذبح کرتے وقت درود شریف پڑھا جائے، امام قسطلانی نے فرمایا، میں نے امام بیہقی رحمہ اللہ کی کتاب "معرفۃ السنن والآثار" میں امام شافعی علیہ الرحمہ کا یہ قول پڑھا ہے کہ ذبیحہ پر بسم اللہ یوں پڑھے بسم اللہ اگر اس کے بعد ذکر الٰہی وغیرہ کا کسی قدر اضافہ کرے تو بہتر ہے تاہم جبر نہیں تسمیہ کے ساتھ یہ بھی کہہ سکتا ہے صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ

بلکہ میں اسکو بہت پسند کرتا ہوں اور میں تو چاہتا ہوں کہ سرکار پر کثرت سے درود پڑھے اللہ پر ایمان اور اس کی عبادت سمجھ کر، جو ایسا کرے انشاء اللہ اسے اس پر اجر و ثواب ملے گا۔ اور امام بیہقی نے اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی زبانی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ذکر فرمائی کہ جبریل امین علیہ السلام نے مجھ سے ملاقات کی اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے مجھے یہ پیغام پہنچایا کہ مَنْ صَلّٰی عَلَیْکَ صَلَّیْتُ عَلَیْہِ "جو تم پر درود بھیجے میں اس پر رحمت نازل کرونگا"۔ البتہ امام ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ کے اصحاب نے اس کا انکار کیا ہے۔ امام قسطلانی کا کلام ختم ہوا۔

القطب الخیضری کی کتاب اللواء المعلم میں بھی ایسا ہی لکھا ہے البتہ انہوں نے امام شافعی علیہ الرحمہ کا کلام مذکور ان کی کتاب الام سے نقل کیا ہے اور انہوں نے اس مسئلہ میں ائمہ اربعہ کا جو اختلاف ہے اس کو تفصیل سے بیان کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اصحابِ ابو حنیفہ، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم کے نزدیک مکروہ ہے، البتہ امام احمد کے ساتھیوں میں سے ابو اسحاق بن شاقلا اس کے استحباب کے قائل ہیں۔

ان میں سے ایک مقام یہ ہے کہ چھینکتے وقت درود شریف پڑھے، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام کا یہ فرمان نقل فرمایا ہے کہ جس نے چھینک آنے پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ مَا کَانَ مِنْ حَالٍ کہا اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت پر درود بھیجا، اللہ تعالےٰ اس کے بائیں نتھنے سے ایک پرندہ نکالے گا جو کہے گا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِقَائِلِھَا "الٰہی اس کے قائل کو بخش دے"۔ اس کو دیلمی نے مسند الفردوس میں بیان کیا، ابو موسیٰ مدینی اور ایک جماعت نے اس کو مستحب کہا ہے مگر کچھ دوسرے اصحاب نے ان سے اختلاف کیا ہے

ان کا کہنا ہے کہ چھینکتے وقت درود و سلام پڑھنا مستحب نہیں کیونکہ یہ مقام صرف الحمد للہ کا ہے، یہی کچھ مسالک الحنفاء میں کہلیے اور الانوار المعلم کی عبارت یہ ہے تنبیہ معلوم ہونا چاہیے چھینکنے اور الحمد للہ کہنے کے بعد درود و سلام بھیجنے میں علماء کا اختلاف ہے کچھ اس طرف گئے ہیں کہ الحمد للہ کے بعد درود و سلام پڑھنا مستحب ہے ان میں امام بیہقی اور ابوموسیٰ المدینی اور دیگر حضرات شامل ہیں، ان کی دلیل وہ روایت ہے جسے بیہقی نے نقل کیا ہے نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شخص کو چھینک آئی تو آپ نے فرمایا، تو نے بخل کیا ہے جب الحمد للہ کہا تھا تو نبی کریم علیہ السلام پر درود کیوں نہ پڑھا؟ دوسرے علماء نے کہا اس مقام پر درود شریف مستحب نہیں، یہ صرف الحمد للہ کہنے کا مقام ہے لہٰذا چھینک آنے پر حضور علیہ السلام کا ذکر مناسب نہیں ہوگا۔

فی نفسہٖ درود شریف تمام اعمال سے افضل اور بارگاہِ رب العزت میں سب سے زیادہ محبوب ہے پس ہر مقام کا خاص ذکر ہوتا ہے دوسرا ذکر اس کی جگہ نہیں لے سکتا بالکل اسی طرح جس طرح رکوع، سجود وغیرہ میں درود و سلام جائز نہیں، ان قائلین نے عبدالرحیم بن زید کی مرفوع حدیث سے استدلال کیا ہے کہ تین مواقع پر میرا ذکر نہ کرو، جب کھانا کھانے کے لئے بسم اللہ پڑھو، جانور کو ذبح کرتے وقت اور چھینکتے وقت۔ اس روایت کے ضعیف ہونے کی وجہ پیچھے ذکر کردی گئی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک اور روایت بھی بیان کی جاتی ہے جو اناسے متقدمین کی بیان کی گئی روایت کے خلاف ہے چنانچہ امام ترمذی اور طبرانی وغیرہ نے حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل فرمائی کہ کسی شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس چھینک ماری تو آپ نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس طرح نہیں سکھایا، ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا ہے کہ چھینک سن کر کہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ، امام ترمذی نے فرمایا، یہ حدیث غریب ہے ہم اس کو زیاد بن صبیح کے علاوہ کسی اور طریق سے نہیں جانتے الخ۔ البتہ طبرانی نے اس کے علاوہ ولید بن مسلم عن سعید بن عبدالعزیز عن سلیمان بن موسیٰ عن نافع بھی اس کو روایت کیا ہے واللہ اعلم! اللوا المعلم کی عبارت ختم ہوئی۔

جب کان بجنے لگے تو درود شریف پڑھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تم میں کسی کا کان بجنے لگے تو چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجے اور کہے جس نے میرا ذکر کیا، اللہ اس کا بہتر ذکر فرمائے"۔ اس کو ابو عاصم نے روایت کیا۔

جب پاؤں سو جائے

ان میں سے ایک مقام یہ ہے کہ جب کسی کا پاؤں سو جائے تو درود و سلام بھیجے۔ ابن السنی نے ہیثم بن حنش سے روایت کیا کہ ہم لوگ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھے پس ان کا پاؤں سو گیا، کسی نے کہا جو تم کو سب لوگوں سے بڑھ کر محبوب ہو اس کا ذکر کرو، انہوں نے کہا، یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ یوں لگا جیسے رسی کی گرہ کھول دی گئی ہو۔ اسی محدث نے حضرت مجاہد سے نقل کیا کہ حضرت عبداللہ بن عباس کے پاس کسی شخص کا پاؤں سو گیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تمام لوگوں میں جو تمہارے نزدیک محبوب تر ہے اس کا ذکر کرو، اس نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، چنانچہ اس کا پاؤں ٹھیک ہو گیا۔

جب کسی بھولی ہوئی شے کو یاد کرنا چاہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "جب تم کوئی چیز بھول جاؤ تو مجھ پر درود و سلام بھیجو، ان شاء اللہ یاد آجائے گی"۔ اس کو ابو موسیٰ المدینی نے روایت کیا اور باب ثانی میں بحوالہ دیلمی عثمان بن حرب الی روایت

گزر چکی ہے۔

ایک مقام یہ کہ جب کوئی اپنے گھر میں داخل ہو تو درود وسلام بھیجے اس کے متعلق دوسرے باب میں ابوموسیٰ مدینی کی روایت سہل بن سعد کے حوالہ سے گزر چکی ہے۔

ان میں سے ایک مقام یہ ہے کہ سونے وقت درود شریف پڑھے، اس کے متعلق باب ثانی میں ابوقرصافہ کی روایت گزر چکی ہے اگرچہ الضیائی نے اس کو المختارہ میں ذکر کیا ہے مگر ابن القیم نے کہا، یہ ابوجعفر کا قول ہے اور یہی بات زیادہ صحیح ہے۔

ایک مقام یہ کہ جس شخص کو کم نیند آئے وہ درود وسلام پڑھے، ابن بشکوال نے عبدالقدوس رازی کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے ایک ایسے شخص کو جسے کم نیند آتی تھی فرمایا، جب سونا چاہو تو آیہ کریمہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا پڑھ لو اور یہ فائدہ درود وسلام کے فوائد کے باب میں آئے گا۔

بازار اور دعوت کی طرف جاتے وقت

ان میں سے ایک مقام یہ ہے کہ جب بازار جائے اور دعوت سے واپس ہو، وغیرہ تو درود وسلام پڑھے، حضرت ابوواثل فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو کبھی ایسا نہیں دیکھا کہ کسی مجلس یا دعوت میں بیٹھے ہوں اور کھڑے ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام اور بہت سی دعائیں نہ کرتے ہوں اور اگر بازار جاتے تو کسی بلند جگہ پر آ بیٹھ جاتے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرتے، نبی علیہ السلام پر درود وسلام پڑھتے اور مختلف دعائیں مانگتے اس کو ابن ابی حاتم وغیرہ نے روایت کیا۔

خوشی اور تعجب کے وقت

ایک مقام یہ ہے کہ جب کوئی شے پیاری لگے اور تعجب ہو تو درود وسلام پڑھے بعض لوگوں نے یہ مسئلہ

امام شافعی رحمہ اللہ کی اس عبارت سے نکالا ہے، فرماتے ہیں، ہر حال میں درود وسلام کثرت سے کرنا واجب ہے خصوصاً جب اللہ کا ذکر کرے اور اس کی کوئی حد نہیں۔ البتہ کچھ مقامات ایسے ہیں جہاں اللہ کا ذکر تو جائز ہے مگر درود شریف جائز نہیں، بظاہر عبارت سے یہی بات سمجھ میں آتی ہے کہ بعض مقامات میں درود شریف نسبتاً محبوب تر ہوتا ہے، یہ بات نہیں کہ درود شریف خاص اوقات میں ہی بھیجنا جائز ہے کیونکہ نبی علیہ السلام پر درود وسلام ہر حال اور ہر وقت مطلقاً کم از کم مستحب ہے اور جہاں جہاں جائز ہے وہیں اس کے پڑھنے کی تاکید آئی ہے بجز چند خاص احوال واقوال کے[لہ]

یہ بات مسالک الحنفاء میں فرمائی، اور علامہ قطب الدین الخیضری نے اللوامع میں لکھا ہے، جس شخص کو کسی شے سے تعجب لاحق ہو، اس کے لئے مستحب ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجے، فرمایا کہ یہ بات ہمارے شیخ علاؤ الدین الصیرفی نے ذکر فرمائی ہے اور فرمایا کہ میں نے یہ مسئلہ امام شافعی علیہ الرحمہ کی اس عبارت سے لیا ہے "میں چاہتا ہوں کہ حضور علیہ السلام پر ہر حال میں بکثرت درود وسلام بھیجا جائے" لہذا اس عموم میں حالت تعجب بھی داخل ہے اور سحنون سے تعجب کے وقت درود وسلام پڑھنے کی کراہت نقل کی گئی ہے، انہوں نے کہا کہ سرکار پر درود وسلام صرف اجر و ثواب کی نیت سے پڑھا جائے، کہا کہ سحنون کے ساتھ اس مسئلہ میں ہمارے شیخ نے مباحثہ کیا اور کہا کہ تعجب کے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر مستحب ہے اور امام بخاری نے تو اس پر باب باندھا ہے باب التکبیر والتسبیح عند التعجب اور اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی، کہا کہ میں نے نبی علیہ السلام سے عرض کیا

لہ مثلاً نماز میں قرأت، رکوع و سجود وغیرہ میں درود وسلام نہیں پڑھا جائے گا کیونکہ نماز کی تمام تر ہیئت کذائیہ توقیفی ہے، اس میں رد و بدل جائز نہیں۔ (مترجم غفرلہ)

حضور! آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ؟ فرمایا نہیں ، میں نے کہا اللہ اکبر"

اسی طرح امام بخاری سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث بیان کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے آئیں ، جب آپ مسجد میں اعتکاف بیٹھے تھے ، جب رخصت ہونے کے لئے اٹھیں تو نبی کریم علیہ السلام بھی ان کے ہمراہ کھڑے ہو گئے ، یہاں تک کہ جب مسجد کے دروازہ پر پہنچیں تو دو انصاری ان کے پاس سے گزرے ، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کیا اور جلد جلد چلنے لگے ، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، ٹھہر جاؤ ، یہ صفیہ بنت حیی یعنی میری بیوی ہے ، وہ بولے سُبْحَانَ اللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اور یہ بات ان پر بہت ناگوار گزری سو ہمارے شیخ کے طرز عمل اور امام شافعی کے قول کے مطابق درود شریف کا ہر وقت اور ہر حال میں پڑھنا خصوصاً اس وقت جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے قطعاً جائز ہونا چاہیئے حالانکہ یہ بات درست نہیں ، پہلے یہ بات گزر چکی ہے کہ بہت سے مقامات پر اللہ تعالیٰ کا ذکر تو مشروع ہے مگر وہاں نبی علیہ السلام پر درود وسلام بھیجنا جائز نہیں ، درود تو الگ رہا ، وہاں سرکار کا ذکر ہی جائز نہیں اور ظاہر نص کا تقاضا یہ ہے کہ نبی علیہ السلام پر درود وسلام بھیجنا ہر حال اور ہر وقت پسندیدہ ہو ، پس جب بھی اس پر عمل کیا جائے محبوب ہوگا ، یہ مطلب نہیں کہ مستثنیٰ اوقات و مقامات میں بھی جائز ہے بے شک آنحضور پر درود وسلام مطلقاً مستحسن ہے کوئی بھی حال اور کوئی بھی وقت ہو ، اور مخصوص و مستثنیٰ مقامات وحالات کے علاوہ باقی ہر جگہ اور ہر وقت پڑھنے کی تاکید ہے واللہ اعلم ، اللوامع المعلم کی عبارت ختم ہوئی -

الدر المنضود میں ہے ، کتاب الشفاء کے بعض شارحین نے سحنون کے تعجب کے وقت درود وسلام پڑھنے کو مکروہ بتانے اور بصورت وظیفہ ثواب پڑھنے کی تلقین کرنے پر تبصرہ کیا ہے کہ میرے نزدیک جس چیز سے تعجب لاحق ہوا ہے اس کے شر سے

بچنے کے لئے درود و سلام پڑھنا اسی طرح بہتر ہے جیسے نظر بد سے بچنے کے لئے اعوذ باللہ پڑھا جاتا ہے الخ۔

بعض علماء نے کہا ہے کہ درود و سلام پڑھنے وقت اگر نیت دعا کی ہو تو وہ عین عبادت ہے لیکن اگر عادتاً ہو جیسے سودا بیچتے وقت تاجر پڑھتے ہیں تو اس پر کوئی ثواب نہیں ملتا، کیونکہ وہ اپنے مال کی عمدگی پر تعجب کرتے ہوئے پڑھتے ہیں۔ تاکہ اس طرح سودا بکے۔ الحلیمی نے کہا جب کسی شئے پر تعجب کرے اور نبی علیہ السلام پر درود و سلام پڑھے جیسے پڑھتے ہیں سُبْحٰنَ اللّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تو اس میں کوئی کراہت نہیں لیکن اگر قابل نفرت بات پر یا ہنسی مخول کی بات پر درود و سلام پڑھتا ہے تو ایسے شخص کے متعلق اندیشہ کفر ہے۔

عارف باللہ شیخ محمد الخلیلی الشافعی کا عجیب فتویٰ

عارف باللہ الشیخ محمد الخلیلی الشافعی المدفون بیت المقدس رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ یہ جو عوام اپنے محاورات میں کہتے ہیں صَلُّوْا عَلَى النَّبِيِّ (نبی پر درود بھیجو) اسی طرح نانبائی جب کسی کو آٹے کی روٹی پکا کر دیتا ہے تو کہتا ہے صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ (نبی پر درود بھیج!) جس سے آٹے والا سمجھ جاتا ہے کہ میرا آٹا ختم ہو گیا ہے، اسی طرح جب بیچنے کے لئے سودا پیش کیا جائے اور یونہی جب کوئی حمام سے نہا کر نکلتا ہے تو حمام کا مالک کہتا ہے صَلُّوْا عَلَى النَّبِيِّ یونہی شعراء اپنے اشعار کی ابتداء، درمیان اور آخر میں کہتے ہیں صَلُّوْا عَلَى النَّبِيِّ اسی طرح جب کسی کو غصہ آجائے تو اس کا ساتھی اس سے کہتا ہے صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ، یونہی جب کسی خوبصورت آدمی، اونٹ، گھوڑے یا دوسرے حیوانات کو دیکھ کر متعجب ہوتا ہے تو کہتا ہے صَلُّوْا عَلَى النَّبِيِّ بلکہ لوگوں کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ درود شریف نظر بد سے محفوظ رکھتا ہے، یونہی سائل نے یہ بھی پوچھا کہ گندے

کرنا

غلبۂ مقامات پر درود وسلام پڑھنا، کیا ایسا جائز ہے؟

آپ نے جواب دیا کہ اللہ توفیق دے، تمہیں معلوم ہونا چاہئیے کہ نبی علیہ السلام پر درود وسلام پڑھنے کے وجوب واستحباب پر کتاب وسنت کی رو سے تمام مسلمانوں کا اتفاق واجماع ہے، تمہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہئیے کہ جو شخص سرکار علیہ السلام پر درود وسلام پڑھتا ہے جب کہ اس کی نیت تعظیم، برکت حاصل کرنا یا کسی کا غصہ اتارنا یا منافق وکافر کو جلانا یا کسی کو نظرِ بد کی تکلیف سے بچانا وغیرہ ہو، یہ سب مستحب ہے، ہم کو معلوم نہیں کہ کسی نے اس میں اختلاف کیا ہو، رہا کسی شئے پر تعجب کے وقت مثلاً گھوڑا، اونٹ یا ساز وسامان، تو یہاں بھی عمل کرنے میں کوئی نقصان نہیں جیسے ہمارے ائمہ میں سے الحلیمی نے ذکر کیا بلکہ اگر اس کو سبحان اللہ پر جو مقاماتِ تعجب ہیں، احادیث میں بکثرت آیا ہے، قیاس کرتے ہوئے مستحب کہہ دیا جائے تو بھی بجا ہے جیسا کہ امام نووی نے کتاب الاذکار میں بیان کیا، لوہی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وغیرہ، کبھی کبھی تعجب کے لئے بولا جاتا ہے اور تعجب کے وقت درود وسلام کے مستحب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو کتاب وسنت میں اشیاء کی حقیقت بتائی ہے مثلاً فرمانِ باری تعالیٰ ہے اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ (اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ کس طرح پیدا کیا گیا ہے؟) سو جب انسان کسی شئے پر تعجب کرتے ہوئے یہ کلمات بولتا ہے تو گویا وہ یہ کہتا ہے، صَلَّی اللّٰہُ عَلَی الَّذِیْ عَرَّفَنَا حَقَآئِقَ ھٰذِہِ الْاَشْیَآءِ (اللہ رحمتیں نازل فرمائے اس ذاتِ اقدس پر جس نے ہم کو ان اشیاء کی حقیقتیں بتائیں) الحلیمی نے کہا، کسی قابلِ نفرت اور ہنسی کی بات پر نبی علیہ السلام پر درود وسلام بھیجنے والے پر مجھے کفر کا ڈر ہے اگر سمجھتا ہے اور پھر بھی اجتناب نہیں کرتا تو کافر ہے۔ تو نووی نے اس پر اعتراض کیا ہے، ہمارے بعض متاخرین ائمہ نے فرمایا کہ کفر قرار

دینے کے لئے ایک اور قید کا اضافہ ضروری ہے کہ اس شخص کے کلام میں کوئی واضح اشارہ ہونا چاہیئے جس سے معلوم ہو کہ وہ اس سے نفرت و مذاق والا مفہوم مراد لے رہا ہے الخ فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ اہلِ اسلام میں سے کوئی ایسا شخص جو حضور کی قدر و منزلت سے آگاہ ہو اس نیت سے یہ الفاظ زبان پر لا سکے لیکن احناف میں سے علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے اس کو قطعی حرام قرار دیا ہے بالکل اسی طرح جس طرح کسی حرام کام کے ارتکاب کے وقت یا سودا پیش کرتے وقت یا کھولتے وقت سبحان اللہ یا اللہ اکبر کہنا الخ۔ کسی حرام کام پر مثلاً زنا، چوری، تو ہم بھی یہی کہتے ہیں، رہا سودا پیش کرتے یا کھولتے وقت تو ان کلمات کے کہنے میں یہاں کوئی مانع نہیں کیونکہ تمہیں معلوم ہے یا تو یہ کلمات (سبحان اللہ، اللہ اکبر) تعجب سے کہتا ہے، سو اس کی کوئی ممانعت نہیں، بابرکت حاصل کرنے کے لئے کہتا ہے پھر بھی یہی حکم ہے اور یہی صورت۔

نانبائی، حمام والے اور شاعر اپنے کلام کے شروع اور آخر میں درود و سلام کا استعمال کرتے ہیں، اسی طرح جب کوئی اپنے ساتھی سے کہتا ہے صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اور ایسا ہی جو محاورات میں آتا ہے (یہ سب جائز ہے) اسی طرح نظرِ بد سے بچاؤ اور جب کسی کو غصہ آجائے کیونکہ یہ سب ایسے مقامات ہیں جہاں نیک مقاصد کے لئے درود و سلام پڑھا جاتا ہے، مثلاً تبرک، نظرِ بد کے ضرر سے محفوظ ہونا، غصہ اتارنا، صلح حاصل کرنا، نرم دلی، مخاطب سے رحم طلب کرنا، ان تمام مقامات پر درود و سلام پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، ہاں البتہ ایسے مواقع سے بچنا چاہیئے جو ناپاک ہوں کیونکہ درود شریف قرآن مجید کی طرح ہے۔ امام نووی نے فرمایا غصے کے وقت کسی کو درود و سلام کا حکم نہ دیا جائے کیونکہ ڈر ہے اس موقع پر کوئی کفری بات نہ بک دے الخ۔

یہ بھی مناسب ہے کہ یہاں جاہل اور احمق آدمی کی قید لگا دی جائے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ و مقام سے نابلد ہے، رہا عارف و کامل، سو وہ غصے کی حالت

میں بھی درود شریف پڑھے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ درود شریف اس کے غصہ کو ٹھنڈا کرے گا۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔ علامہ حلیلی کے فتاوے کی عبارت ختم ہوئی۔ اور یہ جو فرمایا کہ درود شریف قرآن کی طرح ہے سو یہ تشبیہ صرف اس بات میں ہے کہ تلاوتِ قرآن اور درود پڑھنا دونوں عبادت ہیں۔

مناسب ہوگا کہ ہم اس باب کا خاتمہ آخری تشہد کے بعد جو درود شریف پڑھا جاتا ہے اس کی بحث پر کریں اگرچہ یہ طویل بحث ہے تاہم میرے لئے اس کو یہاں ذکر کرنے کا سبب یہ بات بنی کہ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الشفا میں ہمارے امام شافعی رحمہ اللہ کے متعلق جو نامناسب اور غیر محتاط عبارت لکھ دی ہے کہ امام کے نزدیک آخری تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا واجب ہے اس عبارت سے بعض کوتاہ اندیش اور ناسمجھ لوگوں کو طرح طرح کی بدگمانی کرنے کا جو امکان پیدا ہوگیا ہے اس کو زائل کر دیا جائے اور کتاب الشفا رسب کی سب نیکیوں اور خوبیوں سے پر ہے مگر یہ غلط بات اس میں اس طرح آگئی کہ کوئی انسان غلطی سے خالی نہیں ہوتا اور یہ غلطی ان نیکیوں کے سبب قابلِ مغفرت ہے، اگرچہ وہ اس مقام پر اپنی کثرتِ فضیلت اور معروف طرزِ ادب سے ہٹ گئے ہیں اور ایسا کر کے انہوں نے اپنی کتاب کے انداز کی مخالفت کی ہے ؎

وَاِذَا الْحَبِیْبُ اَتٰی بِذَنْبٍ وَّاحِدٍ   جَاءَتْ مَحَاسِنُہٗ بِاَلْفِ شَفِیْعٍ

جب دوست ایک غلطی کرتا ہے تو اس کی خوبیاں ہزار سفارشی لیکر آجاتی ہیں۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ کا ائمہ، علماء اور بڑے بڑے محدثین و فقہائے نے اس بات پر رد کیا ہے مثلاً حافظ سخاوی نے القول البدیع میں، امام قسطلانی نے مسالک الحنفاء میں اور علامہ الخیضری نے اللواء المعلم وغیرہ میں، یہ تینوں حضرات شافعی المذہب ہیں۔ حنبلی ائمہ میں سے امام ابن القیم نے اپنی کتاب جلاء الافہام میں اس پر طویل کام کیا ہے، اللہ انکو جزائے خیر عطا فرمائے، ہم عنقریب ان کا کلام یہاں نقل کریں گے تاکہ صحیح بات

ثابت ہو جائے اور بعض کوتاہ اندیشوں کو جو شک گزرا ہے وہ زائل ہو جائے خصوصاً جب کہ کتاب الشفاء لوگوں کے ہاتھوں میں اکثر موجود رہتی ہے اور تردید کرنے والی یہ کتابیں اتنی مقبول نہیں سو جو شخص اس کی عبارت دیکھے گا اس کے دل میں اس کی صحت و ثقاہت نقش ہو جائے گی کیونکہ یہ عظیم المرتبت مصنّف کی جلیل القدر کتاب ہے پس اس کی تردید شائع کرنا اور کمزوری کی وضاحت کرنا لازم ہے۔ اگرچہ یہ ایک بڑی بات ہے لیکن حق اس سے بڑا ہے، حق سربلند رہتا ہے اس پر کسی کو برتری حاصل نہیں۔

میں نے ان تینوں بزرگوں کی عبارات نقل کرنے پر علامہ ابن القیم کی عبارت نقل کرنے کو اس لئے ترجیح دی ہے کہ جس مسلک کی تردید کی جا رہی ہے یہ (ابن القیم) اس سے لاتعلق اور اجنبی ہیں حالانکہ ضرورت اس کی تھی کہ ان حضرات کی عبارات کو نقل کیا جاتا، پس ابن القیم کا قول بہ نسبت دوسروں کے زیادہ وقیع ہے، علاوہ ازیں یہ وجہ بھی ہے کہ کسی کلام کی وقعت اس کے مضبوط دلائل سے ہوتی ہے اور یہ دلائل اتنے قوی ہیں کہ اگر قاضی عیاض علیہ الرحمہ اور ان کے ہم مشرب علماء بھی انہیں دیکھ لیتے تو تسلیم و انقیاد کے بغیر چارہ نہ پاتے۔

علامہ الخیضری نے کتاب مذکور (اللواء المعلم) میں درود و سلام پڑھنے کا ساتواں مقام لکھا ہے۔ آخری تشہد کے بعد، اس میں لکھتے ہیں؛ معلوم ہونا چاہیے کہ اس مسئلہ میں علماء کے دو قول ہیں اوّل یہ کہ آخری تشہد کے بعد سلام پھیرنے سے پہلے نبی علیہ السلام پر درود شریف پڑھنا واجب ہے اور ہمارے امام شافعی رضی اللہ عنہ بھی اسی طرف گئے ہیں اور امام احمد رضی اللہ عنہ کا بھی ایک قول یہی ہے اور یہ ان کا آخری قول ہے۔

اسحٰق بن راہویہ، ابو عبد اللہ محمد بن المواز مالکی کا مسلک بھی یہی ہے جیسا کہ ابن القصار اور قاضی عبد الوہاب نے ان کے حوالہ سے نقل کیا ہے اور قاضی عیاض نے بھی اس

کا ذکر کیا ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ آخری تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا مستحب ہے واجب نہیں، امام ابوحنیفہ، امام مالک اور ایک قول کے مطابق امام احمد بن حنبل اور اسحٰق کا بھی مسلک ہے اور امام شافعی سے جو واجب مانا ہے اس پر دوسرے بہت سے علماء نے ان کی شدید مخالفت کی ہے اور قاضی عیاض کا خیال ہے کہ لوگوں نے امام شافعی کے اس مسلک پر نکتہ چینی کی ہے، میں نے خاص اس موضوع پر ایک رسالہ لکھا ہے جس کا نام ہے: نشر الریاض فی شنعۃ القاضی عیاض بسبب ایجاب الصلوٰۃ علی البشیر النذیر فی التشہد الاخیر۔

امام شافعی کے دلائلِ وجوب،

وجوب پر ان کی پہلی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا، بیشک اللہ تعالےٰ اور اس کے فرشتے اس غیب کی خبریں دینے والے (نبی) پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود اور خوب سلام بھیجو!۔

وجہ استدلال یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اہلِ ایمان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کا حکم دیا ہے اور مطلق حکم وجوب کے لئے ہوتا ہے جب تک اس کے خلاف پر دلیل قائم نہ کی جائے اور یہ بات ثابت ہے کہ حضور کے صحابۂ کرام نے آپ سے اس درود و سلام کی کیفیت پوچھی تھی جس کا حکم دیا گیا ہے تو سرکار نے فرمایا تھا یوں کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اور یہ بھی ثابت ہے کہ جس سلام کے متعلق انہوں نے سرکار کو بتایا تھا وہ وہی سلام ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ الخ) یعنی تشہد والسلام، پس دونوں کا موقع و محل ایک ہی ہے۔

توضیح بطرزِ دگر

اس کی وضاحت دوسرے الفاظ میں یوں کی جائے گی کہ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام کو تشہد کی تعلیم دی اور آپ نے اس میں سلام کا ذکر کیا، اس کے بعد تمام صحابہ کرام نے سرکار سے پوچھا کہ اس کے بعد درود کس طرح پڑھا کریں؟ کہ ان دونوں کا یکجا حکم آیا ہے تو آپ نے ان کو اس کی تعلیم دی اور آپ نے ان لوگوں پر یہ بات بھی واضح فرما دی کہ وہ سلام جس کا حکم دیا گیا ہے وہ وہی ہے جسے تم اس سے پہلے معلوم کر چکے ہو۔

اس سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ حضور علیہ السلام پر درود و سلام پڑھنے سے مراد اگر نماز سے باہر پڑھنا ہوتا، نماز میں پڑھنا مراد نہ ہوتا تو جب کوئی مسلمان درود و سلام پڑھتا، اسی طرح پڑھتا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَا... حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ صحابہ کرام سلام عرض کرتے وقت اس طرزِ ادا کی پابندی نہیں کرتے تھے بلکہ جو بھی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتا اسی طرح سلام عرض کرتا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وغیرہ اور صحابہ کرام مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد ہمیشہ اسی طرح اسلامی تعلیم کے مطابق سلام عرض کرتے تھے اور جس سلام کا انہ... سرکار سے ذکر کیا تھا۔ وہ اس روزمرہ کے عام سلام کے علاوہ تھا اور وہ تھا نماز میں حضور پر سلام بھیجنا اور اس مفہوم کو وہ حدیث شریف بھی واضح کر رہی ہے جو ح... ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص خدمتِ اقدس میں حا... ہوا، سرکار کے سامنے بیٹھ گیا، ہم بھی موجود تھے، اس نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر سلام بھیجنا تو ہمیں معلوم ہے، بحالتِ نماز آپ پر صلاۃ کیسے بھیجا کریں؟ یہ اضافہ مسند امام احمد میں بھی موجود ہے، یونہی ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اس کو روایت کیا، حاکم نے مستدرک میں، امام مسلم کی شرط پر اسے صحیح قرار دیا ہے، اسی طرح ابن حبان، دارقطنی اور بیہقی نے بھی اس اضافہ کو صحیح قرار دیا ہے، دارقطنی نے ا...

سنن میں یہ حدیث نقل کرنے کے بعد فرمایا، اس کی سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ جس درود شریف کی کیفیت پوچھی گئی وہ وہی ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے اور اس سے یہ بتلانا مقصود تھا کہ وہ درود شریف جس کا قرآن میں حکم دیا گیا ہے تو یہ بات بھی آپ سے آپ ثابت ہوگئی کہ درود و سلام واجب ہے اس کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بھی ملا دیا جائے جو کہ آپ نے درود شریف کے بارے میں دیا ہے۔

بعد ازاں علامہ الخیفری نے جیسا کہ آئندہ آرہا ہے علامہ ابن القیم کے کلام سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا اور اس مسئلہ میں امام شافعی تنہا نہیں، اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عمر و ابو مسعود انصاری وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وجوب کے قائل ہیں اور ابو جعفر محمد بن علی، الشعبی، مقاتل اور ابن حیان سے بھی یہی منقول ہے اور عدم وجوب کا قول کسی صحابی سے منقول نہیں اور قول صحابی جبکہ اس کے خلاف کسی اور صحابی کا قول نہ ہو کسی قول پر حجت و دلیل ہوتا ہے، اسی طرح نبی علیہ السلام کے زمانۂ اقدس سے آج تک تشہد میں درود شریف پڑھا جاتا رہا ہے اگر درود و سلام واجب نہ ہوتا تو ہر زمانہ اور ہر جگہ تشہد میں درود و سلام پڑھنے پر امت کا اتفاق نہ ہوتا، کچھ نہ کچھ اختلاف ضرور ہوتا، ہمارے اس مختصر تبصرہ سے ہمارے امام شافعی کے قول وجوب کی دلیل واضح ہوگئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس مسئلہ میں وہ تنہا نہیں، جو اس سے زیادہ تفصیل چاہتا ہے، کتاب "زہر الریاض" کا مطالعہ کرے حقیقت واضح ہو جائے گی، اور توفیق دینے والا اللہ ہی ہے الخ۔

علامہ ابن عبد البر کا ارشاد

امام قسطلانی نے "مسالک الحنفاء" میں امام ابن عبد البر کا یہ قول نقل فرمایا ہے: علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نبی علیہ السلام پر درود و سلام فرض ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔

اے ایمان والو! ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجو!"

اب اختلاف اس بات میں ہے کہ آیا نماز کے آخری قعدہ میں درود شریف واجب ہے یا نماز سے باہر، دوسری صورت میں، کیا جب بھی سرکار کا ذکر ہو درود شریف واجب ہے یا ہر مجلس میں ایک مرتبہ؟ خواہ اسم گرامی بار بار ذکر کیا جائے یا عمر بھر میں ایک مرتبہ واجب ہے یا بغیر تعینِ تعداد فی الجملہ واجب ہے یا نماز میں کسی مقام کو متعین کئے بغیر؟

پس ہمارے امامِ شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ آخری تشہد میں واجب ہے صحتِ نماز کے لئے شرط ہے، کتاب "الام" میں انکی یہ عبارت موجود ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمان: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا سے اپنے رسول پر درود بھیجنا فرض کر دیا ہے پس فرضیتِ درود کے لئے نماز سے بڑھ کر کوئی موقع مناسب تر نہیں، ہم نے اس مفہوم کی دلیل اس فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی حاصل کی ہے،

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ يَعْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ تَقُوْلُوْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ الحديث

"صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نماز میں آپ پر کس طرح درود بھیجا کریں؟ فرمایا یوں کہو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ الخ

حضرتِ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام سے روایت کیا کہ سرکار نماز میں یہ فرمایا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ الخ

امامِ شافعی نے فرمایا، جب یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی کہ نبی علیہ السلام صحابہ کرام

کو نماز میں تشہد کا طریقہ سکھاتے تھے اور یہ بات بھی ثابت ہے کہ حضور ان کو نماز میں درود پڑھنے کا طریقہ بھی بتایا کرتے تھے تو یہ جائز نہیں کہ ہم کہیں، نماز میں تشہد تو واجب ہے اور درود شریف واجب نہیں الخ۔

حدیث کعب میں یہ صراحت موجود ہے کہ نبی علیہ السلام یہ کچھ تشہد میں فرمایا کرتے تھے اور ہم کو حکم ہے کہ نماز اس طرح پڑھیں جس طرح حضور پڑھتے تھے اور یہ دلیل ہے کہ جو آپ نے نماز میں کیا وہ کرنا واجب ہے ہاں! جو کسی دلیل سے خاص ہو اس کی بات دوسری ہے، اس کے بعد قاضی عیاض کے رد میں بہت سے دلائل ذکر کرنے کے بعد (علامہ قسطلانی) فرماتے ہیں، (قاضی عیاض علیہ الرحمہ) کا یہ کہنا کہ لوگوں نے اس بنا پر امام شافعی کے خلاف بہت کچھ کہا ہے تو سوال یہ ہے کہ اس میں قاضی صاحب کی مذمت کس بنا پر ہے؟ تو یہ ان کے مذہب کی خوبیوں میں سے ایک خوبی ہے، کس کتاب نے اس کی مخالفت کی ہے یا کونسا اجماع ان کے خلاف قائم ہوا؟ نہ تو ان کے خلاف کوئی اجماع ہوا نہ کوئی نص ان کے خلاف ہے پھر ان کی برائی کس وجہ سے؟ جو برا کہے اسی میں برائی ہے وہی اس کا زیادہ مستحق اور حقدار ہے۔

یہ کہنا کہ اس مسلک میں امام شافعی تنہا ہیں، سو یہ بھی غلط ہے کیونکہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور علماء کی ایک جماعت ان سے اس مسئلہ میں متفق ہے جیسا کہ گزر چکا ہے معلوم ہوا کہ قاضی صاحب کا یہ کہنا کہ امام شافعی اس مسلک میں منفرد ہیں صحیح نہیں اور بیشک کسی مجتہد کا حکم اجتہادی میں منفرد ہونا معیوب نہیں اور یہ کہنا بھی غلط ہے کہ اس مسئلہ میں ان سے پہلے کسی نے ایسی رائے نہیں دی اس لئے کہ جب یہ بات واضح ہو گئی کہ یہ مسئلہ اجتہادی ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ محل اجتہاد میں قول صحابی کا اعتبار نہیں تو کسی اور کا قول کیسے مان لیا جائے؟ لہٰذا قول سلف کی کوئی ضرورت نہیں اور یہ کہنا کہ لوگوں نے اس مسئلہ میں امام شافعی کا سخت انکار کیا ہے؛

اس پر یہ کہا جائے گا کہ ان کا انکار غلط ہے اور سرکار علیہ السلام پر درود وسلام کو واجب ماننا کیونکر غلط ہو سکتا ہے؟ جبکہ قرآن نے جن عبادات کا حکم دیا ہے یہ ان میں سب سے بڑی عبادت ہے اور ایمان کے ارکان میں سے ایک رکن ہے کیونکہ سرکار پر ایمان لانے اور آپ کی رسالت کی گواہی لازم اور درود وسلام ملزوم ہے اور کہنا کہ اس سلسلہ میں کوئی قابل تقلید نمونہ موجود نہیں، اس پر یہ کہا جائے گا کہ قابلِ تقلید نمونہ بھی ہے، یہ مقام اجتہاد جو ٹھہرا کسی اور نمونے کی کیا ضرورت؟ اور اگر مراد یہ ہے کہ اس اجتہاد میں انکی موافقت کسی نے نہیں کی تو جواب یہ ہے کہ جن ائمہ نے ان سے موافقت کی ہے ہم ان کا حوالہ دے چکے ہیں۔ قسطلانی کا کلام ختم ہوا۔

حافظ سخاوی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے اور رہا یہ شیخ المشائخ حافظ ابو الفضل عراقی نے فرمایا، میں نے ایک سے زائد مشائخ کو قاضی عیاض پر اس وجہ سے معترض پایا کہ انہوں نے امام شافعی پر اعتراض کیا ہے اور اپنی اس کتاب میں جو مصطفٰے علیہ السلام کے فضل وشرف کے موضوع پر لکھی، امام کی طرف شذوذ کی نسبت کی حالانکہ وہ کتاب الشفاء میں حضور علیہ السلام کے بول وخون کے پاک ہونے اور اس موضوع پر جو اختلاف ہے اسے بیان کرتے اور ان کی اس روش کو بنظر استحسان دیکھا گیا ہے کیونکہ اس میں حضور علیہ السلام کے فضل وشرف کا زیادہ اظہار ہوتا ہے الخ۔

پس جب کہ حضور علیہ السلام پر درود پڑھنے کو واجب ماننے سے سرکار کا فضل وشرف زیادہ ہوتا ہے، قاضی صاحب اس کا انکار کیونکر کر سکتے ہیں؟ الخ۔

علاوہ ازیں علماء کی ایک جماعت نے امام شافعی علیہ الرحمہ کی اس موضوع پر مدد کی ہے پس انہوں نے عقلی ونقلی دلائل ذکر کیے اور شاذ ہونے کے دعوٰی کی تردید اور وجوب کا قول نقل کیا ہے اور یہ واضح کیا ہے کہ صحابہ کرام، تابعین عظام اور مختلف علاقوں کے فقہائے کرام رضی اللہ عنہم بھی وجوب کے قائل رہے ہیں پھر اس موضوع پر

صحابۂ کرام، تابعین اور فقہائے ملت کے اقوال نقل کئے ہیں جیسا کہ یہ سب عنقریب آرہا ہے۔

علامہ ابن القیم کی تصریح

علامہ شمس الدین ابن القیم نے اپنی کتاب جلاء الافہام کے چوتھے باب میں فرمایا، (درود وسلام کا) پہلا مقام جو بہت اہم اور تاکیدی ہے وہ ہے نماز کی آخری تشہد میں درود وسلام پڑھنا، اس کے جائز و مشروع ہونے پر تمام مسلمانوں کا اتفاق و اجماع ہے البتہ وجوب میں اختلاف ہے ایک جماعت کا قول ہے کہ تشہد میں درود شریف واجب نہیں اور جن لوگوں نے واجب مانا ہے ان کو اس جماعت نے شاذ اور مخالفِ اجماع قرار دیا ہے۔ ان (قائلین) میں طحاوی، قاضی عیاض اور خطابی شامل ہیں۔ (قاضی عیاض نے) کہا کہ نماز میں درود واجب نہیں اور فقہاء کی ایک جماعت کا یہی قول ہے سوائے امام شافعی کے (کہ وہ وجوب کے قائل ہیں) اور ہمیں معلوم نہیں کہ کسی نے ان کی اس مسئلہ میں پیروی کی ہو، یہی حال ابن المنذر کا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس مسئلہ میں امام شافعی تنہا ہیں، ان قائلین نے عدم وجوب کا مسلک اختیار کیا ہے، ان قائلین کی دلیل قاضی عیاض کے الفاظ میں یہ ہے، اس بات کی دلیل کہ نماز میں درود شریف فرض نہیں امام شافعی سے پہلے کے سلف صالحین کا عمل اور اجماع ہے اور اس بارے میں امام شافعی پر لوگوں نے طرح طرح کی باتیں بھی کیں اور یہ ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تشہد جسے امام شافعی نے اختیار کیا ہے اور جو انکو خود نبی علیہ السلام نے سکھائی تھی، اس میں نبی علیہ السلام پر درود کا ذکر نہیں، اسی طرح جن جن بزرگوں نے نبی علیہ السلام سے تشہد کے الفاظ نقل کیے مثلاً حضرت ابوہریرہ، ابن عباس، جابر، ابن عمر، ابوسعید خدری، ابوموسیٰ اشعری، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین، ان میں سے کسی نے بھی تشہد کے الفاظ میں درود شریف کا ذکر نہیں کیا، حضرت ابن عباس و جابر رضی اللہ عنہم نے تو یہ بھی فرمایا

کہ نبی علیہ السلام ہم کو تشہد اس طرح سکھاتے تھے جیسے قرآن مجید کی کوئی سورت سکھاتے ہوں، ایسے ہی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم کو منبر پر تشہد سکھاتے تھے جیسے مکتب میں بچوں کو تعلیم دیتے ہیں، اسی طرح حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی برسر منبر اس کی تعلیم دیتے تھے لیکن ان میں سے کسی نے بھی تشہد میں درود شریف کا حکم شامل نہیں کیا۔

علامہ ابن عبد البر نے کہا تشہد کے بارے میں جن لوگوں کا یہ قول ہے کہ نماز میں نبی علیہ السلام پر درود پڑھنا فرض نہیں انکی ایک دلیل حسن بن حر، عن القاسم بن مخیمرہ سے مروی یہ حدیث ہے کہ علقمہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا، جس طرح میں نے تمہارا ہاتھ پکڑا ہے اسی طرح عبد اللہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے تشہد کی تعلیم دی، آگے ساری حدیث نقل کی اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تک، فرمایا، جب تم نے یہ کہہ لیا تو نماز مکمل کرلی، اب کھڑا ہونا چاہو تو کھڑے ہو جاؤ اور بیٹھنا چاہو تو بیٹھ جاؤ!

علماء نے کہا، اس حدیث میں ان لوگوں کی دلیل ہے جو نماز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا نہ واجب مانتے ہیں نہ سنت مؤکدہ اور یہ کہ جس نے تشہد پڑھ لی اسکی نماز مکمل ہوگئی چاہے تو کھڑا ہو جائے چاہے تو بیٹھا رہے۔ کہا کہ اگر درود شریف تشہد میں واجب یا سنت ہوتا تو نبی علیہ السلام ضرور اس کو بیان فرما دیتے ان کی یہ دلیل بھی ہے کہ ابو داؤد، ترمذی اور طحاوی نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب نمازی آخری سجدہ سے سر اٹھائے اور وضو توڑ دے تو اس کی نماز پوری ہوگئی، یہ الفاظ حدیث طحاوی کے ہیں، اور تمہارے نزدیک جب تک نبی علیہ السلام پر درود نہ بھیجے، نماز

مکمل نہیں ہوتی، علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ عاصم بن ضمرہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب نمازی بقدرِ تشہد بیٹھ چکے، پھر وضو توڑ دے تو اس کی نماز مکمل ہو گئی۔ ان لوگوں کی دلیل وہ حدیث بھی ہے جو اعمش نے ابو وائل سے اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت کی، فرمایا پھر جو کلام کرنا چاہے اسے اختیار ہے۔ مطلب یہ کہ یہاں نبی علیہ السلام پر درود شریف بھیجنے کا ذکر نہیں ہوا، ان کی دلیل حضرت فضالہ بن عبید سے مروی یہ حدیث بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز میں دعا کرتے سنا اس نے نہ تو اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا کی اور نہ نبی علیہ السلام پر درود بھیجا تو نبی علیہ السلام نے فرمایا، اس نے جلدی کی، پھر آپ نے اور دوسروں کو فرمایا، جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اپنے رب کی حمد و ثنا اور نبی علیہ السلام پر درود سے ابتداء کرے پھر جو چاہے دعا مانگے۔"

علماء نے فرمایا کہ اس حدیثِ فضالہ میں اس نمازی کو جس نے نبی علیہ السلام پر درود نہیں بھیجا، نماز لوٹانے کا حکم نہیں دیا، اگر درود شریف فرض ہوتا تو آپ ضرور اسے نماز لوٹانے کا حکم دیتے جیسا کہ رکوع و سجود مکمل نہ کرنے والے کے متعلق گزرا ہے کہ سرکار نے اسے دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا تھا۔ ان لوگوں کی دلیل یہ بھی ہے کہ حضور علیہ السلام نے اس شخص کو بری نماز پڑھنے والا تھیں بتایا پس اگر درود شریف نماز کے ان فرائض میں سے ہوتا جن کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوتی تو آپ نے جس طرح اس شخص کو قرأت، رکوع، سجدہ اور اطمینان سے نماز پڑھنے کی تعلیم دی، اسی طرح آپ درود شریف کی تعلیم بھی دیتے۔

ان (قائلینِ عدمِ وجوب) کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ فرائض ایسی صحیح اور قطعی دلیل سے ثابت ہوتے ہیں جس کے مقابلہ میں اسی قوت کی صحیح دلیل نہ پائی جائے یا پھر ان لوگوں کا اجماع ہو جن کا اجماع حجت مانا جاتا ہے یہ سب وہ پختہ اور عظیم

قاعدہ جس سے بڑے بڑے قابل وثوق لوگوں نے استدلال کیا ہے۔

قائلینِ وجوب کے دلائل

بہر حال دوسرے حضرات (قائلینِ وجوب) اتنے ان لوگوں سے نقل اور استدلال دونوں میں اختلاف کیا ہے ان کا کہنا ہے کہ امام شافعی اور ان کے پیروکاروں کے مسلک کو شاذ اور مخالفِ اجماع کہنا غلط ہے کیونکہ صحابۂ کرام اور بعد کے بزرگوں کی ایک جماعت اس کی قائل ہے جن میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں کیونکہ درود شریف کو نماز میں واجب مانتے ہیں اور ان کا قول تھا کہ جو کوئی نماز میں نبی علیہ السلام پر درود نہ بھیجے اس کی نماز ہی نہیں ہوتی ان کا یہ قول علامہ ابن عبدالبر نے تمہید میں ذکر کیا ہے اور دوسرے لوگوں نے بھی اسے ذکر کیا ہے ان میں سے ایک حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ ہیں، عثمان بن ابی شیبہ وغیرہ نے شریک، عن جابر الجعفی، عن ابی جعفر محمد بن علی، انہوں نے ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ میں جب تک نماز میں محمد صلی اللہ اور ان کی آل پر درود نہ بھیجوں اپنی نماز کو مکمل نہیں سمجھتا اور ان میں سے ایک حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں، حسن بن شبیب المعری نے علی بن میمون انہوں نے خالد بن حسان انہوں نے جعفر بن برقان، انہوں نے عقیل بن نافع اور انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہم سے یہ روایت نقل کی کہ نماز، قرأت، تشہد اور نبی علیہ السلام پر درود بھیجے بغیر نہیں ہوتی اگر ان میں سے کسی کو بھول جاؤ تو سلام کے بعد دو سجدے (سجدۂ سہو) کرو۔

تابعین میں سے (مسلک وجوب کے قائل) ابو جعفر محمد بن علی، الشعبی، مقاتل بن حبان وغیرہ ہیں اور مذاہب مروجہ کے ائمہ میں سے اسحٰق بن راہویہ ہیں، وہ فرماتے ہیں اگر کوئی شخص جان بوجھ کر درود شریف نہ پڑھے تو اس کی نماز صحیح نہیں اور اگر بھول کر نہیں پڑھا تو امید ہے کہ اس کی معافی ہو جائے گی۔

میں کہتا ہوں ، امام اسحٰق کی اس سلسلہ میں دو روایتیں ہیں جن کو حرب نے اپنے مسائل میں ذکر کیا ہے: باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد التشہد کہا ، میں نے امام اسحٰق سے پوچھا کہ جب کوئی شخص تشہد پڑھ لے اور نبی علیہ السلام پر درود نہ بھیجے ، انہوں نے کہا میں تو کہتا ہوں کہ اس کی نماز جائز اور صحیح ہے لیکن امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک صحیح نہیں ، اس کے بعد انہوں نے کہا ، میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت پر عمل کرتا ہوں ، حرب نے کہا میں نے ابو یعقوب یعنی اسحٰق کو فرماتے سنا ، جب کوئی تشہد سے فارغ ہو جائے ، امام ہو یا مقتدی ، نبی علیہ السلام پر درود بھیجے اس کے بغیر اسے کسی چیز کی اجازت نہیں کیونکہ صحابہ کرام نے عرض کیا تھا کہ ہم نے سلام کو تو جان لیا یعنی تشہد اور اس میں سلام ، درود کیسے پڑھیں ؟ پس اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ حضور علیہ السلام نے اس کی کیفیت بتا کر تفسیر کر دی ، پس کم از کم درود شریف کی جو صورت تم کو نماز میں کافی ہو وہ تشہد کے بعد کہہ لو ، آخری قعدہ میں تشہد اور سرکار پر درود شریف پڑھنا دو الگ اور مساوی مرتبہ کے حکم ہیں ان میں سے کسی ایک کو عمداً چھوڑ دینا کسی کے لئے جائز نہیں اگر بھول کر رہ جائے تو ہم کو امید ہے کہ نماز جائز ہو جائے گی ، حالانکہ بعض علماء حجاز نے فرمایا ، نبی علیہ السلام پر درود چھوڑ دینا جائز نہیں اگر کسی نے چھوڑ دیا تو نماز از سر نو پڑھے ۔ (کلام ختم)

مسلک امام احمد بن حنبل

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی اس مسئلہ میں مختلف روایتیں ہیں ، مروزی کی روایت یہ ہے کہ ابو عبد اللہ (امام احمد) سے کہا گیا کہ ابن راہویہ کہتے ہیں ، اگر کوئی شخص نماز میں نبی علیہ السلام پر درود نہ بھیجے اسکی نماز باطل ہو جاتی ہے تو آپ نے کہا ، میں تو اس کی جرأت نہیں کر سکتا اور کبھی فرمایا ، یہ قول شاذ ہے ، اور مسائل ابی زرعہ دمشقی میں امام احمد کا

یہ قول لکھا ہے کہ پہلے تو میں اس مسئلہ میں ڈانواں ڈول تھا، پھر مجھے یقین ہو گیا کہ نبی علیہ السلام پر درود بھیجنا واجب ہے، اس سے ظاہر ہے کہ امام نے عدم وجوب کے اپنے پہلے قول سے رجوع فرما لیا تھا، رہا تمہارا یہ کہنا کہ امام شافعی سے پہلے بزرگوں کا عمل اور عدم وجوب پر اجماع عدم وجوب کی دلیل ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یا تو تم نماز میں لوگوں کا جو عمل رہا ہے اس سے استدلال کرو گے یا یہ کہو گے کہ عدم وجوب پر اجماع ہو چکا ہے، اگر لوگوں کے عمل سے دلیل پکڑو تو یہ تمہارے خلاف ہماری سب سے مضبوط دلیل ہے کیونکہ لوگوں کا عمل تو ایک کے بعد دوسرے اور اس کے بعد تیسرے ہاتھ تھے، ہر زمانے میں تشہد میں نبی علیہ السلام پر درود پڑھتے رہے ہے خواہ امام ہو خواہ مقتدی، خواہ اکیلا، معترض بھی اور متفق بھی، یہاں تک کہ اگر ایک ایک نمازی سے پوچھا جائے کہ تو نے نماز میں نبی کریم علیہ السلام پر درود بھیجا ہے؟ تو وہ اثبات میں ہی جواب دے گا اور یہاں تک کہ اگر کوئی امام نبی علیہ السلام پر درود بھیجے بغیر سلام پھیر دے اور مقتدیوں کو پتہ چل جائے تو وہ اس کی سخت مخالفت کریں گے (بلکہ مرمت کریں گے) اور اس حقیقت کا انکار نہیں کیا جا سکتا پس تمام امت کا عمل تمہارے خلاف ہماری مضبوط ترین حجت ہے پس اب تمہارے لئے یہ کہنے کی گنجائش کیسے رہ گئی کہ امام شافعی سے پہلے سلف صالحین کا عمل وجوب کی نفی کرتا ہے؟ اور یہ کہ سلف صالحین نے جھوٹ بولا ہے، ان میں سے کوئی بھی نماز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھتا تھا حالانکہ ایسا کہنا سب سے بڑا جھوٹ ہے اور اگر تمہاری دلیل یہ ہے کہ اہل اجماع نے عدم وجوب کا قول کیا ہے تو پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کو عمل نہیں کہا جاتا دوسری یہ کہ یہ قول اہل اجماع کا نہیں یہ صرف امام حنیفہ، امام مالک اور ان کے ساتھیوں کا مذہب ہے۔ انتہائی بات جو کہی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ بہت سے اہل علم کا

کا مذہب ہے اور اس میں بہت سے صحابۂ کرام، تابعینِ عظام اور اربابِ مذاہب کا اختلاف ہے جیسا کہ گزر چکا ہے پس یہ ہیں ابنِ مسعود، ابنِ عمر اور ابومسعود، الشعبی، مقاتل بن حیان، جعفر بن محمد، اسحٰق بن راہویہ اور امام احمد اپنے آخری قول کی رو سے، یہ سب حضرات تشہد میں نبی علیہ السلام پر درود پڑھنے کو واجب مانتے ہیں، جب ان جیسے ائمہ کا اختلاف ہو گیا تو مسلمانوں کا اجماع کہاں رہا؟ اور سلف صالحین کا عمل کہاں رہا؟ جب کہ یہ حضرات سلف صالحین کے فاضل ترین افراد میں سے ہیں، رضی اللہ عنہم، یہ حال ہے ان لوگوں کا جنہوں نے نہ علماء کے مذاہب کی چھان پھٹک کی اور نہ مقامِ اجماع و نزاع کو سمجھا۔

اب یہ کہنا کہ اس مسئلہ میں بہت سے لوگوں نے امام شافعی کو برا بھلا کہا تو سبحان اللہ! اس مسئلہ میں انہوں نے کیا برا کیا؟ یہ تو ان کے مذہب کی خوبیوں میں سے ایک خوبی ہے، پس کونسی کتاب، کونسی سنت اور کون سے اجماع کی امام شافعی علیہ الرحمہ نے مخالفت کر دی؟ آپ نے تو وہ کچھ فرمایا جو دلائل شرعیہ کا تقاضا ہے اور جس کی صحت پر دلائل قائم ہو چکے ہیں اور جو بلا اختلاف نماز کی تکمیل ہے چاہے واجب کہہ لیجئے چاہے مستحب، پس امام کی رائے میں یہ واجبات میں سے ہے اور دلائل وہ ہیں جن کو ہم ان شاء اللہ عنقریب ذکر کریں گے تو نہ تو کسی اجماع کی آپ نے مخالفت کی اور نہ کسی نص کی پھر آخر کس وجہ سے ان کو برا بھلا کہا جاتا ہے، قابلِ مذمت تو وہی ہے جو انکی برائی کرتا ہے اور یہ کہنا کہ یہ ہے تشہد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی جس کو امامِ شافعی نے اختیار کیا ہے اور یہی تشہد ہے جس کی تعلیم ان کو نبی علیہ السلام نے دی تھی الخ تو امام شافعی نے جس نسخے کو اختیار کیا ہے میں نے بھی اس میں یونہی پایا ہے البتہ امام شافعی نے حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی تشہد کو اختیار کیا ہے، ہاں! حضرت عبداللہ بن مسعود

رضی اللہ عنہ کی تشہد کو امام ابو حنیفہ اور امام احمد نے اختیار کیا ہے اور امام مالک نے حضرت عمر سے مروی تشہد کو اختیار کیا ہے خلاصہ یہ کہ ہم اس کا جواب کئی طرح سے دے سکتے ہیں:۔

اوّل یہ کہ اس دلیل کی رو سے ہم بھی وجوب تشہد کا قول کرتے ہیں، لیکن ایک چیز کو واجب ملنے سے دوسری کے وجوب کی نفی تو نہیں ہو جاتی اور یہ تو کسی نے نہیں کہا کہ قعدہ میں جو کچھ واجب ہے وہ سب کا سب صرف تشہد ہے پس اگر تشہد کی تعلیم والی حدیثوں میں درود شریف کا حکم موجود نہیں تو کسی اور دلیل سے بھی درود شریف کا وجوب ثابت ہو سکتا ہے۔

دوم یہ کہ تم لوگ سلام کو واجب مانتے ہو حالانکہ احادیث تشہد میں حضور علیہ السلام نے صحابہ کو سلام کی تعلیم نہیں دی اب اگر تم یہ کہو کہ ہم سلام کو اس حدیث کی بنا پر واجب مانتے ہیں جس میں ارشاد ہے تَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ "نماز کی تحریم تکبیر ہے اور تحلیل سلام، تو ہم سے کہا جائے گا کہ ہم بھی نبی علیہ السلام پر درود واجب مانتے ہیں ان دلائل کی بنا پر جو وجوب کا تقاضا کرتے ہیں، اب اگر صرف تشہد کی تعلیم وجوب درود کے خلاف ہے تو یہی دلیل سرکار پر سلام کے وجوب کے بھی خلاف ہو گی اور اگر یہ وجوب سلام کے خلاف نہیں تو وجوب درود کے خلاف بھی نہیں۔

سوم یہ کہ نبی اکرم علیہ السلام نے جس طرح صحابہ کرام کو تشہد کی تعلیم دی اسی طرح اپنے اوپر درود بھیجنے کی بھی تعلیم دی، اب یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ آپ کی تعلیم تشہد تو واجب ہونے کی دلیل بن جائے اور تعلیم درود واجب ہونے کی دلیل نہ بنے، پھر اگر تم یہ کہو کہ جو تشہد سرکار نے صحابہ کرام کو سکھائی تھی وہ نماز والی تشہد تھی اسی لئے اس میں آپ نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی بیٹھے تو

یہ کہے اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ الخ رہا سرکار پر درود پڑھنے کا طریقہ، تو وہ مطلق ہے (خواہ نماز میں ہو، خواہ باہر) تو جواب میں ہم یہ کہیں گے کہ پھر تو وہ درود شریف جو حضور نے صحابۂ کرام کو بتایا تھا، وہ بھی نماز ہی میں تھا۔

اس کی دو وجہیں ہیں، ایک تو وہ حدیث جو محمد بن ابراہیم التیمی سے مروی ہے اور صحابۂ کرام کا یہ کہنا کہ جب ہم نماز میں بیٹھیں تو آپ پر کس طرح درود بھیجیں؟ یہ حدیث گزر چکی ہے، دوسری یہ کہ جس درود شریف کے بارے میں صحابۂ کرام نے نبی علیہ السلام سے بتلانے کی عرض کی تھی وہ اس سلام کی طرح تھا جس کا اظہار انہوں نے حضور کی خدمت میں کیا تھا کیونکہ انہوں نے یہ عرض کیا تھا هٰذَا السَّلَامُ عَلَيْكَ قَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ الصَّلٰوةُ عَلَيْكَ "آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو ہم سمجھ گئے صلوٰۃ کیسے بھیجا کریں؟" اور یہ تو معلوم ہی ہے کہ جس سلام کو وہ سلام سمجھ چکے تھے وہ یہی سلام تھا جو نماز میں پڑھا جاتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ پس لازم ٹھہرا کہ جس درود کو اس سلام کے ساتھ ملایا گیا ہے وہ بھی نماز ہی میں ہو اور ان شاء اللہ اس کی پوری تقریر آگے آئے گی۔

چہارم: اگر یہ بات مان بھی لی جائے کہ تشہد والی حدیثیں حضور علیہ السلام پر درود کو واجب ماننے کی نفی کر رہی ہیں پھر بھی اس کے وجوب کے دلائل ان پر مقدم ہیں اس لئے کہ عدمِ وجوب کا دارومدار استصحابِ اصلیہ پر ہے اور وجوب دلائل سے ثابت ہے اور ثابت منفی پر مقدم ہوتا ہے اور ایسا کیونکر نہ ہو جبکہ دلائل میں کوئی معارض ہی نہیں کیونکہ تعلیم تشہد کی جو روایات اور دلیلیں تم نے پیش کی ہیں ان سے زیادہ سے زیادہ یہی ثابت ہوتا ہے کہ تشہد واجب ہے اور درود شریف کے وجوب سے یہ روایات خاموش ہیں اور بعض روایات کے

وجوب سے خاموش ہوتے اور بعض دوسرے دلائل کا وجوب کو ثابت کرنے میں کوئی تعارض نہیں سمجھا کہ عدم وجوب کو وجوب پر مقدم مان لیا جائے۔

پنجم: صحابۂ کرام کو تشہد کی تعلیم پہلے دی گئی ہے بلکہ یہ اس وقت دی گئی ہے جب نماز فرض ہوئی تھی لیکن حضور علیہ السلام پر درود شریف پڑھنے کی تعلیم اس کے بعد اس وقت دی گئی جب یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ الآیۃ اور یہ بات سب جانتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ سورۂ احزاب کی ہے اور سورۂ احزاب حضور علیہ السلام کے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح اور ازواج مطہرات کے واقعۂ تخییر کے بعد نازل ہوئی ہے لہٰذا یہ (حکم درود شریف) فرض تشہد کے بعد کا واقعہ ہے، اب اگر یہ بات مان بھی لی جائے کہ تشہد کا فرض ہونا سرکار پر درود کے واجب ہونے کے منافی ہے تو وجوبِ درود تو بہر حال بعد کی بات ہے، لہٰذا یہ اس منافات کے لئے ناسخ ہوگا۔

اس صورت میں اور اس سے پہلی صورت میں فرق یہ ہے کہ اس صورت میں وجوب کے دلائل پہلے ماننے لازم ہیں تاکہ وجوب ان پر مترتب ہو اور پہلی صورت میں دلائل وجوب اباحتِ اصلیہ کو ختم کرنے کے لئے تھے (یعنی اباحتِ اصلیہ سے وجوب کی طرف منتقل کرنے کے لئے) تقدم و تاخر سے قطع نظر کرتے ہوئے۔ رہی یہ بات کہ درود شریف کا حکم تشہد کے بعد دیا گیا ہے سو اس کی دلیل صحابۂ کرام کا یہ قول ہے کہ سرکار آپ پر سلام کا طریق تو ہم پہچان چکے، اب آپ پر درود کس طرح پڑھیں؟ اور یہ تو معلوم ہی ہے کہ وہ سلام جس کا ذکر تشہد کے ساتھ کیا گیا ہے اس کو نماز میں تشہد کے بغیر پڑھنا تو جائز نہیں۔ واللہ اعلم!

ازالۂ وہم

اور یہ کہنا کہ جو لوگ درود کو نماز میں فرض نہیں مانتے ان کی دلیل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وہ روایت ہے جس میں سرکار نے فرمایا

"جب تم نے یہ کہہ لیا، تو نماز مکمل کر لی اب اگر کھڑا ہونا چاہو تو کھڑے ہو جاؤ اور بیٹھنا چاہو تو بیٹھے جاؤ" یہاں حضور علیہ السلام نے درود کا ذکر نہیں فرمایا تو اس کے کئی جواب ہیں، اول یہ کہ یہ جملہ سرکار نے نہیں فرمایا بلکہ راوی نے اپنا کلام روایت میں درج کر دیا ہے، اس بات کو آئمہ حفاظ نے بیان فرمایا ہے۔

امام دارقطنی نے اپنی کتاب العلل میں فرمایا، اس روایت کو حسن بن الحر نے قاسم بن مخیمرہ سے، انہوں نے علقمہ سے انہوں نے عبداللہ سے انہوں نے محمد بن عجلان اور حسین الجعفی اور زہیر بن معاویہ اور عبدالرحمن بن ثابت بن ثوبان چاروں سے نقل کیا ہے اب ابن عجلان اور حسین الجعفی تو اس کے الفاظ متن پر متفق ہیں لیکن زہیر نے ان دونوں کے کلام کے آخر میں کچھ اضافہ کر کے وہ الفاظ بھی درج کر دیئے جو زہیر سے بعض راویوں سے سن کر حدیث نبوی میں درج کر دیئے تھے اور وہ زائد الفاظ بھی تھے اِذَا قَضَیْتَ هٰذَا اَوْ فَعَلْتَ هٰذَا فَقَدْ قَضَیْتَ صَلَاتَكَ "جب تم نے یہ مکمل کر لیا تو اپنی نماز مکمل کر لی، اب کھڑا ہونا چاہو تو کھڑے ہو جاؤ الخ" یہی حدیث زہیر سے شبابہ بن سوار نے نقل کی ہے لیکن انہوں نے نبی علیہ السلام کے الفاظ کو الگ ظاہر کیا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ یہ کلام عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہے اسی طرح ابن ثوبان نے حسن بن الحر سے یہ روایت نقل کرتے وقت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے کلام کو نبی علیہ السلام کے قول سے الگ ظاہر کیا ہے اور یہی صحیح ہے اور (امام دارقطنی نے) کتاب السنن میں فرمایا کبھی حدیث زہیر حسن بن الحر سے روایت کیا جاتا ہے، پھر زائد الفاظ ذکر کر کے فرمایا بعض راویوں نے زہیر سے نقل کرتے وقت یہ الفاظ بڑھا دیئے اور ان کو کلام نبوی کے ساتھ ملا دیا ہے اور شبابہ نے عبداللہ بن مسعود کے کلام کو نبی علیہ السلام کے الفاظ سے الگ تھلگ کر دیا ہے اور یہ کہا کہ یہی صحیح تر ہے کہ یہ سرکار کے الفاظ نہیں بلکہ اس راوی

کے اپنے الفاظ ہیں جس نے ادراج کیا ہے اس لئے کہ ابن ثوبان نے اس روایت کو حسن بن الحر سے اسی طرح روایت کیا ہے اور آخر میں حضرت عبداللہ بن مسعود کا قول ذکر کیا ہے اور اس لئے بھی کہ حسن بن الحر سے تین حضرات یعنی حسین الجعفی، ابن عجلان اور محمد بن ابان جو روایت نقل کی ہے اس میں یہ الفاظ بالاتفاق چھوڑ دیئے گئے (صرف زہیر نے ان کا ذکر کیا ہے) حالانکہ حضرت عبداللہ سے جن لوگوں نے علقمہ یا کسی دوسرے راوی کے طریق سے تشہد نقل کی ہے یہ الفاظ بالاتفاق اس میں موجود نہیں (جو کہ ابن مسعود کے ہیں) پھر (دار قطنی) نے شبابہ کی روایت ذکر فرمائی اور حضرت ابن مسعود کے قول کو قول نبوی سے الگ کیا، پھر فرمایا، شبابہ ثقہ راوی ہے۔ حدیث کے آخری حصے کو مکمل نقل کیا اور اسے قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ قرار دیا ہے، قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم قرار نہیں دیا۔

خطیب بغدادی کا تبصرہ

اور ایسی حدیث کو ابو بکر خطیب نے "الفصل للوصل" میں ذکر کیا اور ان لوگوں کی تائید کی جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اقدس سے الگ قرار دیتے ہیں اور واضح طور پر کہا کہ یہ زیادتی حضور علیہ السلام کے قول اقدس پہ اضافہ ہے۔

سوال

اگر یہ سوال کیا جائے کہ تم نے خود حضرت عبداللہ بن مسعود کا مسلک نقل کیا کہ وہ نماز میں نبی علیہ السلام پر درود پڑھنا واجب مانتے ہیں اور یہاں ہم آپ سے اتفاق کر لیتے ہیں کہ یہ الفاظ (اِذَا قَضَيْتَ هٰذَا اَوْ فَعَلْتَ هٰذَا فَقَدْ قَضَيْتَ صَلَاتَكَ) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہیں، تو اس صورت میں ان کا یہ قول خود ان کے مسلک کو باطل کر رہا ہے اب اگر یہ الفاظ حدیث کلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو پھر نماز میں درود شریف کے واجب نہ ہونے پہ

نص ہوگی اور اگر یہ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کے کلام کا جزو ہے تو یہ ان کے اس مسلک کو باطل کر دے گا جو تم نے خود نقل کیا ہے، یہ اعتراض بہت مضبوط ہے۔

جواب: اس کے کئی جواب دیئے گئے ہیں، پہلا جواب قاضی ابو الطیب نے دیا ہے کہ اِذَا قُلْتَ هٰذَا کا مطلب یہ ہے کہ جب یہ الفاظ تم نے کہہ لئے تو نماز مکمل ہونے کے قریب ہوگئی اس کی دلیل یہ ہے کہ ہم سب کا اس پر اتفاق ہے کہ نماز صرف تشہد سے مکمل نہیں ہوتی۔ ویسے یہ جواب کمزور ہے کیونکہ آپ نے فرمایا یہ ہے کہ اب اگر کھڑا ہونا چاہو تو کھڑے ہو جاؤ اور بیٹھنا چاہو تو بیٹھ جاؤ اور جو شخص نبی علیہ السلام پر درود کو واجب مانتا ہے اس کے نزدیک بیٹھنے اور کھڑا ہونے میں نمازی کو اختیار نہیں رہتا جب تک کہ وہ درود شریف نہ پڑھ لے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث تشہد کے سلسلہ میں وارد ہوئی ہے کیونکہ صحابۂ کرام نماز میں کہا کرتے تھے اَلسَّلَامُ عَلَی اللّٰہِ "اللہ پر سلام"، تو حضور علیہ السلام نے فرمایا، اللہ خود سلام ہے، لہٰذا یوں کہا کرو! آگے انکو تشہد کی تعلیم دی، اب آپ کے فرمان اِذَا قُلْتَ ذٰلِكَ فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُكَ کا مطلب یہ ہوگا کہ جب تشہد کے ساتھ دوسرے ارکان مثلاً رکوع، سجود، قرأت، سلام مل گئے تو تمہاری نماز مکمل ہو گئی، دیکھتے نہیں کہ اس موقع پر سرکار نے سلام کا ذکر نہیں فرمایا حالانکہ یہ بھی نماز کے فرائض میں سے ہے (احناف کے نزدیک نہیں) کیونکہ نبی علیہ السلام نے صحابۂ کرام کو یہی سکھایا ہے پس بار بار اس کو دہرانے کی ضرورت نہ تھی، حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کی مثال ایسے ہی ہے جیسے سرکار علیہ السلام نے زکوٰۃ کے متعلق فرمایا تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِیَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلٰی فُقَرَائِهِمْ "وہ زکوٰت امیروں سے لی جائے اور فقیروں پر لوٹا دی جائے"۔ حالانکہ زکوٰۃ صرف فقیروں کا حق نہیں بلکہ قرآن نے مصارفِ زکوٰۃ کی تعداد آٹھ بیان فرمائی ہے فقراء ان میں سے

ایک قسم ہیں تو مراد یہی ہوگا کہ فقراء پر اور ان کے ساتھ دوسرے مستحقین پر جن کا ذکر قرآن میں کردیا گیا ہے زکوٰۃ خرچ کی جائے، علماء نے فرمایا، اس کی مثال وہ حدیث پاک بھی ہے جس میں سرکار نے جلد جلد اور بے احتیاطی سے نماز پڑھنے والے کو فرمایا تھا کہ واپس جا کر نماز پڑھو، تم نے نماز نہیں پڑھی، پھر حضور نے اس صحابی کو وہ کچھ بجالانے کو فرمایا جو اس سے ترک ہوگیا تھا یا نامکمل ادا ہوا تھا چنانچہ آپ نے فرمایا جب نماز پڑھنے کھڑے ہو تو ...... الخ اب اس حدیث میں حضور علیہ السلام نے تشہد یا سلام کا ذکر نہیں فرمایا حالانکہ اس حدیث کے علاوہ دوسری روایات میں تشہد اور آپ پر سلام بھیجنے کے دلائل موجود ہیں کیونکہ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام کو تشہد کی تعلیم اسی طرح دی تھی جس طرح آپ ان کو قرآن کی کسی سورت کی تعلیم دیتے تھے اور آپ نے ان کو یہ بھی بتادیا کہ یہ انکی نماز کے اندر ہے اور اس پر بھی الگ دلیل موجود ہے کہ نماز سے نکلنے کے لئے لفظِ سلام مقرر ہے، کوئی اور لفظ نہیں، یونہی نبی علیہ السلام پر درود شریف کی دلیل بھی اس حدیث کے علاوہ موجود ہے علماء نے فرمایا، جس طرح حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے تشہد کو فرض ماننے والوں کا استدلال اور مخالفین کا رد جائز ہے جن کا کہنا ہے کہ جب مقدارِ تشہد بیٹھ گیا تو نماز مکمل ہو جاتی ہے چاہے تشہد نہ پڑھے اور یہ ان لوگوں کا بھی رد ہے جو کہتے ہیں کہ جب کوئی آخری سجدہ سے سر اٹھالے تو اس کی نماز مکمل ہوگئی، ان لوگوں کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی روایت میں تکمیل نماز کو تشہد کے ساتھ مشروط کیا ہے لیکن جو لوگ درود شریف کو واجب مانتے ہیں، جائز ہے کہ وہ درود شریف کو واجب کرنے والے دلائل سے استدلال کریں اور جو حدیثیں واجب کرنے والی ہیں انکو منکرینِ وجوب کے خلاف حجت بنا کر پیش کردیا جائے۔

پس حدیث ابن مسعود سے وجوب قعدہ

حدیث ابن مسعود سے نفی وجوب پر استدلال کرنیوالوں کا رد

اور نفی وجوب درود کے استدلال کا جواب یہ ہے کہ ہمارا استدلال تمہارے استدلال سے قوی ہے کیونکہ (وجوب درود پر) ہمارا استدلال کتاب اللہ (قرآن) سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہر زمانے کے مسلمانوں کا عمل ہے اب اگر وجوب درود پر یہ استدلال وجوب تشہد کے استدلال سے قوی تر نہ ہوا تو کم بھی نہیں، اب اگر فقہائے کرام اس مسئلہ (وجوب درود) میں ہم سے اختلاف کریں تو یہ ایسا ہی ہے جیسے فقہا تم سے وجوب تشہد میں اختلاف کرتے ہیں، اب دلیل و حجت کہاں رہی اور کس کے ساتھ اختلاف رہا؟

تیسرا جواب ثالثاً، ہمارا کوئی مخالف اس اثر (ابن مسعود) سے ہمارے خلاف دلیل نہیں لا سکتا خواہ یہ اثر مرفوع ہو یا موقوف، کیونکہ دلیل لانے والے سے کہا جائے گا کہ یہ فرمان "جب تم نے یہ کہہ لیا تو تمہاری نماز مکمل ہو گئی" (التشہد) اسی سے خاص ہو گا یا باقی واجبات و فرائض کو بھی ملحوظ رکھا جائے گا، پہلی صورت تو شرعاً محال و باطل ہے (کیونکہ صرف تشہد سے نماز مکمل نہیں ہو جاتی) دوسری صورت صحیح ہے لیکن یہ دوسرے واجبات نماز جن میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے کے خلاف تو نہیں چہ جائیکہ نبی علیہ السلام پر درود شریف کے واجب ہونے کے خلاف ہو، اسی لئے امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک سلام سے نماز مکمل ہوتی ہے اور لفظ سلام ان کے نزدیک واجب ہے، یونہی اگر تشہد کے لئے بیٹھنا بھول جائے تو نماز نہیں ہوتی، اسی طرح اگر نمازی پر سجدہ سہو آجائے تو اس کے بغیر نماز مکمل نہ ہو گی حالانکہ ان صورتوں کا اس حدیث میں ذکر نہیں۔

چوتھا جواب: رابعاً امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک تشہد فرض نہیں بلکہ

اگر نمازی بقدرِ تشہد بیٹھ گیا تو نماز مکمل ہو گئی تشہد پڑھے یا نہ پڑھے حالانکہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ تشہد کے بغیر نماز مکمل ہوتی ہی نہیں اب اگر تمہارا استدلال صحیح ہو کہ نماز تو تشہد سے مکمل ہو جاتی ہے لہٰذا اس کے بعد درود شریف واجب نہیں تو یہ خود تمہارے خلاف دلیل قائم ہو گئی کیونکہ تم تشہد کو واجب نہیں مانتے جبکہ اس روایت میں نماز کی تکمیل کو تشہد کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے، اب تو تمہارا یہ کہنا کہ تشہد فرض نہیں باطل ہو گیا اور اگر یہ استدلال غلط ہے تو وجوب کے دلائل سے اس کا معارضہ نہ رہا اور تمہارا یہ کہنا کہ نماز میں نبی علیہ السلام پر درود بھیجنا واجب نہیں باطل ٹھہرا لہٰذا تمہاری بات دونوں صورتوں میں غلط ہوئی۔

ایک اور اعتراض اور اس کا رد

پھر اگر تم یہ کہو کہ ہم اس اعتراض کا اس طرح جواب دے سکتے ہیں کہ فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم "جب تم نے یہ کہہ لیا تو تمہاری نماز مکمل ہو گئی"، اس سے مراد یہ ہے کہ وہ واجبات اور مستحبات جو بیٹھنے سے پہلے تھے وہ سب مکمل ہو گئے تو تم سے جواباً یہ کہا جائے گا یہ بات تو جو لوگ وجوبِ درود کے منکر ہیں ان کے قول کے مطابق بھی غلط ہے اور جو درود شریف کو واجب مانتے ہیں ان کے قول کے مطابق بھی غلط ہے کیونکہ جو لوگ وجوب درود کی نفی کرتے ہیں وہ اس بات میں تو اختلاف نہیں کرتے کہ نماز کو درود شریف پڑھ کر مکمل کیا جانا مستحب ہے اور بہتر تکمیل وہی ہے جو درود شریف کے ساتھ کی جائے اور جو لوگ درود شریف کو واجب مانتے ہیں وہ یہ کہتے کہ نماز کا وجوب اس وقت تک مکمل نہ ہوگا جب تک درود شریف نہ پڑھا جائے پس ان دونوں صورتوں میں تمہارا استدلال قطعاً نا ممکن ہوا۔

حدیثِ عبد اللہ ابن عمر سے استدلال کا جواب

اور یہ جو کہا ترمذی و ابو داؤد نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی جو روایت نقل کی ہے اس

میں ہے "جب سجدہ سے سر اٹھالیا تو نماز مکمل ہو گئی" اس کا جواب کئی طرح سے دیا جا سکتا ہے:۔

اوّل یہ روایت ضعیف ہے چند وجہ سے، پہلی یہ کہ ترمذی نے فرمایا، اس کی اسناد قوی نہیں، اس کے راویوں میں اضطراب ہے، دوسری یہ کہ اس کے راویوں میں عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم افریقی ہے جس کو ایک سے زائد ائمہ نے ضعیف قرار دیا ہے، تیسری یہ کہ بکر بن سوادہ نے اس کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے حالانکہ ان سے اس کی ملاقات نہیں ہوئی، پس روایت منقطع ہوئی، چوتھی وجہ ضعف یہ ہے کہ اس کی سند میں اضطراب ہے جیسا کہ ترمذی نے فرمایا (یہ بات شق اوّل میں آچکی ہے) پانچویں یہ کہ اس کے متن میں اضطراب ہے، کبھی تو راوی کہتا ہے "جب نمازی نے سجدہ سے سر اٹھالیا تو اس کی نماز پوری ہو گئی" حالانکہ ترمذی اور ابو داؤد کے الفاظ اور ہیں اور وہ یہ ہیں کہ "جب نمازی آخری قعدہ میں بیٹھا اور سلام پھیرنے سے پہلے دانستہ بے وضو ہو گیا تو اس کی نماز پوری ہو گئی۔" امام طحاوی نے اس روایت کو اور الفاظ سے نقل کیا ہے کہ "جب امام نے نماز پوری کرلی اور آخری قعدہ بیٹھ گیا، پھر امام یا کسی مقتدی نے سلام سے پہلے وضو توڑ دیا تو اس کی نماز پوری ہو گئی اب لوٹانے کی ضرورت نہیں" یہ معنی پہلے معنی سے مختلف ہے، طحاوی نے فرمایا، کبھی اس روایت کو اور الفاظ میں نقل کیا جاتا ہے، "جب نمازی نماز کے آخر میں سجدہ سے سر اٹھائے اور تشہد پڑھ لے پھر وضو توڑ دے تو اسکی نماز مکمل ہو گئی"، ان تمام روایات کا دارومدار افریقی پر ہے اور ممکن ہے کہ یہ لفظی اختلاف اس کے حافظے کی کمزوری کی وجہ سے ہو۔ واللہ اعلم۔

حضرت علی کی روایت کا تجزیہ

اور حضرت علی کا فرمان کہ جب نمازی مقدار تشہد بیٹھ چکا تو اس کی نماز مکمل ہو گئی، سو اس

کا جواب یہ ہے کہ علی بن سعید کہتے ہیں۔ نے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے اس شخص کے متعلق پوچھا جس نے تشہد کو چھوڑ دیا تو انہوں نے فرمایا، دوبارہ نماز پڑھے، میں نے کہا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت میں آیا ہے کہ جو کوئی مقدار تشہد بیٹھ گیا۔۔۔۔ تو انہوں نے جواب دیا، یہ روایت صحیح نہیں اور نبی علیہ السلام سے ایسی روایات بھی مروی ہیں جو حضرت علی اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کی روایت کے خلاف ہیں۔

یہ کہنا کہ اعمش نے ابو وائل، انہوں نے عبداللہ سے تشہد کا بیان کیا اور کہا، "پھر نمازی جو کلام پسند کرے کرے" یہاں بھی درود شریف کا ذکر نہیں کیا، سو اس کا جواب یہ ہے کہ اس روایت سے زائد سے زائد جو چیز ثابت ہو رہی ہے وہ یہ کہ اس میں درود شریف کے وجوب کا ذکر نہیں لیکن اس سے ان حدیثوں کا معارضہ تو نہیں ہو سکتا جن سے وجوب درود ثابت ہوتا ہے جیسا کہ اس کی تقریر گزر چکی ہے۔

حدیث فضالہ کی توضیح

سوال: حدیث فضالہ بن عبید وجوب کی نفی پر دلالت کرتی ہے؟

جواب: حدیث فضالہ تو اس مسئلہ میں ہماری دلیل ہے کیونکہ نبی علیہ السلام نے ان کو تشہد میں درود شریف پڑھنے کا حکم دیا ہے اور آپ کا حکم وجوب کے لیے ہے، آپ کا یہ حکم تو ایسا ہی ہوا جیسے آپ نے تشہد کا حکم دیا، جب آپ کا حکم تشہد اور درود دونوں کو شامل ہے تو پھر دونوں کے درمیان فرق کرنا سینہ زوری ہے۔

سوال: اگر تم کہو کہ ہمارے نزدیک تو تشہد واجب ہی نہیں؟ (لہٰذا معارضہ ختم)

جواب: ہم جواباً کہیں گے کہ یہ حدیث دونوں مسئلوں میں تمہارے خلاف ہماری دلیل ہے اور دلیل کی پیروی لازم ہے۔

سوال : نبی علیہ السلام نے اس نمازی کو دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم نہیں دیا جس نے درود شریف چھوڑ دیا، اگر درود شریف فرض ہوتا تو آپ اس کو دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیتے، ٹھیک اسی طرح جیسے آپ نے اس شخص کو نماز لوٹانے کا حکم دیا تھا جس نے ارکانِ نماز صحیح طور پر ٹھہر ٹھہر کر ادا نہیں کئے تھے؟

جواب : اس کا جواب چند طرح سے دیا جا سکتا ہے۔ اوّل اس نمازی کو درود شریف واجب ہونے کا علم نہ تھا لہٰذا اس نے غیر ضروری سمجھ کر درود شریف چھوڑ دیا تھا، اب حضور علیہ السلام نے اس کو نماز لوٹانے کا حکم تو نہ دیا لیکن آئندہ نماز میں درود شریف پڑھنے کا حکم دے دیا، اب سرکار کا اس شخص کو آئندہ نماز میں درود شریف پڑھنے کا حکم دینا اس کے واجب ہونے کی دلیل ہے اور پڑھی ہوئی نماز کو لوٹانے کا حکم نہ دینا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ نے وجوب کا علم نہ رکھنے والے آدمی کو معذور رکھا، آپ کا یہ طرزِ عمل ٹھیک اسی طرح تھا جیسے آپ نے جلدی جلدی نماز پڑھنے والے شخص کو نماز دوبارہ پڑھنے کا حکم تو دیا لیکن اسکو پہلے پڑھی گئی نمازوں کے لوٹانے کا حکم نہ دیا حالانکہ آپ نے اسکو یہ بتا دیا تھا کہ صحیح نماز صرف اسی طرح پڑھی جا سکتی ہے، یہاں بھی اس کو جہالت کی وجہ سے معذور قرار دیا۔

سوال : ابھی تو تم کہتے تھے کہ نبی علیہ السلام نے اس شخص کو بنا بر جہالت کے معذور قرار نہیں دیا بلکہ اپ نے اس کو نماز لوٹانے کا حکم فرمایا اور ابھی کہہ رہے ہو کہ سرکار نے اس کو معذور قرار دیا؟

جواب : وقت باقی تھا اور اس شخص کو نماز کے ارکان بھی معلوم ہو گئے لہٰذا اس پر عمل کرنا واجب ہو گیا۔

سوال : اگر درود شریف فرض تھا تو جیسے حضور علیہ السلام نے نامکمل ادا

کرنے والے کو نماز تہ لوٹانے کا حکم دیا تھا، درود شریف چھوڑنے والے کو نماز دوبارہ ادا کرنے کا حکم کیوں نہ دیا؟

جواب: نبی علیہ السلام کا اس شخص کو درود شریف پڑھنے کا حکم دینا واجب ہونے کی محکم و مضبوط دلیل ہے، ہو سکتا ہے کہ اس شخص نے جب نبی علیہ السلام سے درود شریف پڑھنے کا حکم سنا تو اس نے بغیر مزید حکم دیئے نماز لوٹالی ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ نفل نماز ہو جس کا لوٹانا کچھ ضروری نہ تھا، علاوہ بریں اور بھی احتمالات ہیں، لہٰذا ہم اسے شبہات و احتمالاتِ رقیقہ کی بنا پر، ظاہری امر کی دلیلِ محکم کو نہیں چھوڑ سکتے۔ واللہ اعلم!

پس فضالہ کی روایت کردہ حدیث یا تو ہر دو اقوال (وجوب و عدم وجوب) پر برابر برابر دلالت کرے گی، اس صورت میں دلیل نہ رہی یا ہمارے قول کی تائید و ترجیح کرے گی جیسا کہ ہم نے ذکر کیا، بہر حال اس صورت میں بھی تمہاری دلیل نہ رہی پس دونوں صورتوں میں اس روایت سے تمہارا استدلال ختم ہوا۔

سوال: جس شخص کی نماز میں خرابی رہ گئی تھی اور سرکار نے اسے بار بار لوٹانے کا حکم دیا تھا آپ نے اس کو درود شریف پڑھنے کی تعلیم و تلقین نہیں فرمائی تھی، اگر درود شریف نماز میں فرض ہوتا تو حضور اس کی تعلیم بھی دیتے؟

جواب: اس کے چند جواب ہیں، اوّل یہ کہ اس حدیث کو مناظرین نے ہر اس چیز کی دلیل بنایا ہے جس کو وہ نماز میں واجب نہیں مانتے اور اس کو گنجائش سے زیادہ ہی وسعت دیدی ہے اور جن جن چیزوں کے واجب ہونے میں اختلاف کیا گیا ہے اس کے وجوب کے خلاف بڑی مبالغہ آمیزی سے کام لیا ہے پس جس نے فاتحہ کے وجوب کا انکار کیا اس نے بھی اسی حدیث کو دلیل بنایا اور جس نے تشہد کے وجوب کا انکار کیا اس نے بھی اسی کو دلیل بنایا اور

جس نے وجوبِ سلام کی نفی کی اس نے بھی اسی سے استدلال کیا اور جس نے نبی علیہ السلام پر درود کے واجب ہونے کا انکار کیا اس نے بھی اسی کو دلیل ٹھہرایا اور جس نے رکوع و سجود کی تسبیح و ذکر و تعدیلِ ارکان کے وجوب کی نفی کی اس نے بھی اسی کو حجت بنایا اور جس نے تکبیراتِ انتقال کے وجوب کی نفی کی اس نے بھی اسی کو دلیل بنایا حالانکہ یہ تمام استدلالات کمزور، اور ڈھیلے ڈھالے ہیں ورنہ تحقیق و تدقیق سے دیکھا جائے تو یہ روایت ان میں سے کسی کے وجوب کی نفی نہیں کرتی، انتہائی بات جو کہی جاسکتی ہے وہ یہ کہ حدیث وجوب اور عدمِ وجوب دونوں سے خاموش ہے پس درود شریف کا دیگر دلائل سے واجب ہونا اس کے خلاف نہیں۔

سوال : نبی علیہ السلام کا کسی بات کا حکم دینے سے خاموش رہنا اس کے عدمِ وجوب کی دلیل ہے کیونکہ یہ بیان کا موقع تھا اور وقتِ ضرورت بیان میں تاخیر بالاتفاق جائز نہیں۔

جواب : اس قسم کا استدلال تو کسی کے لئے ممکن نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ یوں کہے نہ تشہد واجب ہے، نہ قعدہ، نہ سلام، نہ نیت، نہ فاتحہ پڑھنا اور نہ کوئی اور شئے جس کا اس حدیث میں ذکر نہیں آیا، مزید اضافہ کیجئے کہ نہ قبلہ رخ کھڑا ضروری ہے نہ وقت پر نماز پڑھنا، کیونکہ اس حدیث میں ان کا حکم بھی موجود نہیں، حالانکہ ایسی بات کوئی نہ کہے گا۔

سوال : نبی علیہ السلام نے صحابی کو صرف وہ بات بتائی جس میں اس نے غلطی کی تھی، باقی کسی چیز میں اس نے غلطی نہ کی، لہٰذا آپ بھی خاموش رہے۔

جواب : اوّلاً تمام اختلافی امور میں اور اس حدیث کی بنا پر جن چیزوں کے وجوب کی تم نے نفی کی ہماری طرف سے بھی اسی جواب کو کافی سمجھو۔ ثانیاً نبیِ

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے جن جن اجزاء کا حکم دیا ہے بظاہر یہی ان کے واجب ہونے کی دلیل ہے اور جس صحابی نے جلد جلد نماز ادا کی تھی اس کو درود شریف کا حکم نہ دینے میں کئی وجوہات کا احتمال ہے، ایک یہ کہ اس شخص نے درود شریف میں غلطی نہ کی بلکہ تعدیلِ ارکان میں غلطی کا ارتکاب کیا، دوم یہ کہ اس وقت تک درود شریف واجب نہ ہوا تھا، بعد کو ہوا، سوم یہ کہ نبی علیہ السلام نے خاص خاص اہمیت کی باتیں اس کو بتائیں اور صرف وہ امور بتائے جن کو آپ نے اس کی نماز میں ناقص دیکھا، چہارم یہ کہ اس ایک کو ٹوکنے سے مراد تمام صحابہ کو تعلیم دینا مقصود تھا کہ سرکار اکثر اوقات روئے سخن کسی طرف کرتے اور مقصود دوسروں کو سمجھانا ہوتا تھا اور یہ تو صحابہ کرام کے نزدیک طے تھا کہ حضور نے انکو اس بات کی اجازت دے رکھی ہے کہ جاہل کو تعلیم دیں، گمراہ کو ہدایت کریں اور اس میں کیا خرابی ہے کہ کچھ باتیں اس کو آپ نے خود بتا دیں اور بعض باتیں آپ کے صحابہ نے بتا دیں، جب یہ تمام احتمالات ہو سکتے ہیں تو ایسی مجمل مشتبہ روایت نہ دلائلِ وجوب کا معارضہ کر سکتی ہے اور نہ دوسرے واجباتِ نماز کا کیا کہ اس کو ان دلائل پر فوقیت دی جائے، صریح اور محکم دلیل کو مشتبہ مجمل پر فوقیت دینا واجب ہے۔ واللہ اعلم!

اعتراض: فرائض ایسی صحیح دلیل سے ثابت ہوتے ہیں جن کے مقابلہ میں اسی قوت کی کوئی دوسری دلیل نہ ہو اور یا پھر اجماعِ امت سے۔

جواب: اب نماز میں درود شریف کے واجب ہونے کے دلائل سنیے۔

وجوبِ درود کے دلائل

اس دعوے پر ہمارے پاس کئی دلائل ہیں:۔

پہلی دلیل اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ

يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا "بے شک اللہ تعالےٰ اور اس کے فرشتے اس غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب خوب سلام" وجہ استدلال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نبی علیہ السلام پر درود و سلام کا حکم دیا ہے اور اس کا مطلق امر وجوب پر دلالت کرتا ہے جب تک خلافِ وجوب پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اور یہ بات طے شدہ ہے کہ صحابہ کرام نے حضور اکرم سے اسی درود شریف کے بارے میں پوچھا تھا جس کا حکم دیا گیا ہے جس کے جواب میں سرکار نے فرمایا قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ یعنی اَللّٰهُمَّ صَلِّ الخ" اور یہ بھی طے شدہ بات ہے کہ جس سلام کا انہوں نے کہا تھا کہ ہم کو معلوم ہے وہ وہی سلام ہے جو تشہد میں پڑھا جاتا ہے لہٰذا دونوں باتوں کا موقع و محل ایک ہی ہے جو اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام کو تشہد کی تعلیم بھی دی اور حکم بھی اور اسی میں سرکار پر سلام کی تعلیم بھی تھی، اب صحابہ کرام نے سرکار سے درود شریف کے بارے میں پوچھا تو آپ نے درود کو سلام سے تشبیہ دی۔ اس سے واضح ہوا کہ اس حدیث میں جس درود و سلام کا ذکر کیا گیا ہے وہ وہی ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے اس کی مزید توضیح اس سے بھی ہو جاتی ہے کہ اگر اس درود و سلام سے مراد وہ درود و سلام ہوتا جو نماز سے باہر آپ پر بھیجا جاتا ہے، نہ وہ جو نماز میں بھیجا جاتا ہے تو پھر جو مسلمان آپ کو سلام کرتا وہ اس طرح کرتا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ صحابہ کرام حضور کی خدمت میں جو سلام عرض کرتے تھے اس میں انہی الفاظ کی قید نہ تھی بلکہ کوئی آنے والا یوں کہتا اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اور کوئی کہتا اَلسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اور بسا اوقات

یوں کہتے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وغیرہ۔ اور صحابہ کرام ابتدائے سے حضور کی خدمت میں اسلامی سلام عرض کرتے آئے تھے اور اب جو سلام انہوں نے سرکار سے سیکھا تھا، یہ کوئی اس کے علاوہ ہی ہو سکتا ہے، پس یہ سلام وہ ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے اس کی مزید وضاحت ابن اسحٰق کی حدیث سے ہو جاتی ہے کَیْفَ نُصَلِّیْ اِذَا نَحْنُ صَلَّیْنَا فِیْ صَلَاتِنَا "جب ہم نماز میں آپ پر درود بھیجیں تو کس طرح بھیجیں؟" اس حدیث کو ائمہ حفاظ کی ایک جماعت نے صحیح قرار دیا ہے جن میں ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم، دارقطنی اور بیہقی شامل ہیں، اس روایت پر جرح اور اس کا جواب گذشتہ صفحات میں گزر چکا ہے۔

جب یہ بات طے ہو گئی کہ جس درود کی کیفیت پوچھی گئی تھی وہ وہی تھا جو نماز میں پڑھا جاتا ہے اور یہ سوال جواب اس درود و سلام کے بارے میں تھا جس کا حکم قرآن کریم میں دیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ درود و سلام واجب ہے اس کے ساتھ نبی علیہ السلام کا حکم بھی ملا لیجئے، شاید اس صورت کی طرف امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے یہ فرما کر اشارہ کیا ہے: کُنْتُ اَتَهَيَّبُ ذٰلِكَ ثُمَّ تَبَيَّنْتُ فَاِذَا هِيَ وَاجِبَةٌ "میں اس مسئلہ میں متردد تھا، پھر میں نے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ درود شریف واجب ہے۔" امام کا یہ کلام گزر چکا ہے۔

اس استدلال پر کئی سوالات ہیں:۔

اس استدلال پر سوالات

پہلا سوال: علامہ حافظ ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ حضور نے جو یہ فرمایا کہ "سلام تو وہی ہے جو تمہیں معلوم ہے" اس کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ اس سے مراد وہ سلام ہو جو نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ دوسرا یہ کہ اس سے مراد درود ہو۔

دوسرا سوال: یہ ہے کہ تمہارا استدلال یہ ہے کہ نماز میں چونکہ سلام اور

درود لفظیاً ملا دیئے گئے ہیں اور سلام تو واجب ہے، لہٰذا جو اس سے ملا ہوا ہے درود، وہ بھی واجب ہونا چاہیئے حالانکہ یہ دلیل بہت کمزور ہے۔

تیسرا سوال یہ کہ ہم نہ سلام کو واجب مانیں، نہ درود کو جب کہ تمہارا استدلال یہ تھا کہ اگر سلام واجب ہے تو درود بھی واجب ہونا چاہیئے۔

ان سوالوں کے جوابات

پہلا سوال تو بالکل بے تکا ہے، اس کا رد تو خود حدیث کے الفاظ کر رہے ہیں اوّل یہ کہ صحابہ کرام نے عرض کیا، یا رسول اللہ! یہ آپ پر سلام بھیجنا تو ہم کو معلوم ہو چکا، اب آپ پر درود کس طرح بھیجا کریں؟ یہ الفاظ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں امام بخاری نے نقل کئے ہیں۔ دوم: نیز صحابہ کرام نے نبی علیہ السلام سے جس درود و سلام کی کیفیت پوچھی تھی وہی درود و سلام تھا جس کا آیت کریمہ میں حکم دیا گیا ہے نہ کہ اس سلام کی کیفیت جو نماز میں آتا ہے۔

دوسرا سوال بھی وہی شخص کر سکتا ہے جس نے تقریر استدلال کو نہ سمجھا ہو، ہم نے یہ استدلال نہیں کیا کہ درود و سلام چونکہ باہم ملے ہوئے ہیں لہٰذا اگر ایک واجب ہو سکتا ہے تو پڑوس کی وجہ سے دوسرا بھی واجب ہونا چاہیئے، ہمارا استدلال تو یہ ہے کہ ان دونوں باتوں (درود و سلام) کا حکم قرآن میں آیا ہے لہٰذا دونوں واجب ہیں اور ہم نے یہ بیان کیا ہے کہ جس درود کی تعلیم کا صحابہ کرام نے نبی اکرم علیہ السلام سے سوال کیا تھا وہ نماز میں پڑھا جانے والا درود تھا۔

رہا تیسرا سوال، سو انتہائی لچر ہے کیونکہ اس میں کتاب و سنت کو پیش نظر نہیں رکھا گیا، بخلاف اس کے تمہارے مخالف کتاب و سنت سے استدلال کرتے ہیں اب صحیح اور پختہ دلیل کا معارضہ ایسی کمزور باتوں سے تو نہیں ہو سکتا، اہل علم کا یہ دطیرہ نہیں کیونکہ اقوالِ مخالفانہ کا رد صرف دلائل سے ممکن ہے، اب اس سلسلہ میں اعتراضات

وجوابات گزر چکے ہیں، یہ تو نہیں ہوسکتا کہ مجتہدین کے اقوال سے دلائل قطعیہ پر معارضہ قائم کیا جائے، دلائل کو باطل کر دیا جائے اور اقوالِ مجتہدین کو مقدم رکھا رکھا جائے، پھر حدیث رسول دونوں مسائل میں تمہارے خلاف ہماری حجت ہے کیونکہ یہ نبی علیہ السلام پر درود وسلام دونوں کو واجب قرار دیتی ہے لہٰذا اسی طرف رجوع کرنا لازم ہے۔

وجوب کی دوسری دلیل یہ ہے کہ نبی علیہ السلام تشہد میں درود وسلام پڑھا کرتے تھے اور آنحضرت نے ہم کو حکم دیا کہ ہم آپ کی طرح نماز پڑھیں اور یہ دلیل ہے کہ نمازمیں بجز ان امور کے جن کے عدم وجوب پر دلیل موجود ہے جو کچھ آپ نے کیا واجب ہے۔ پس یہ دو مقدمے ہیں۔

پہلے مقدمے کا بیان یہ ہے کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے اپنی مسند میں یہ روایت نقل کی ہے: عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِيْ سَعْدُ بْنُ اِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ فِي الصَّلٰوةِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

نبی علیہ السلام درود میں یوں کہا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ الخ اس روایت میں اگرچہ ابراہیم بن ابی یحییٰ موجود ہے (جس کو کچھ ائمہ نے مجروح قرار دیا ہے) تاہم ایک جماعت نے اس کو ثقہ بھی کہا ہے جن میں امام شافعی، ابن الاصبہانی، ابن عدی اور ابن عقدہ شامل ہیں، کچھ حضرات نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔

دوسرے مقدمے کا بیان یہ ہے کہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے: اَتَيْنَا النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم وَنَحْنُ

صِبْيَةٌ مُتَقَارِبُوْنَ فَاَقَمْنَا عِنْدَهٗ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً فَظَنَّ اَنَّا اشْتَقْنَا اِلٰی اَهْلِنَا وَسَاَلَنَا عَمَّنْ تَرَكْنَا فِيْ اَهْلِنَا فَاَخْبَرْنَاهُ وَكَانَ رَفِيْقًا رَحِيْمًا فَقَالَ ارْجِعُوْا اِلٰی اَهْلِيْكُمْ فَعَلِّمُوْهُمْ وَمُرُوْهُمْ وَصَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ وَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ اَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ اَكْبَرُكُمْ۔

"ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم سب ہم عمر لڑکے تھے، ہم آپ کے پاس بیس دن رہے پھر آپ کو خیال ہوا کہ ہم کو گھر والے یاد آئے ہوں گے، آپ نے ہم سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھا جن کو ہم چھوڑ آئے تھے، ہم نے آپ کی خدمت میں سب کچھ بیان کر دیا، سرکار نرم دل اور مہربان تھے، فرمایا، اپنے گھر والوں کی طرف جاؤ پس انکو تعلیم دو اور انکو عمل پیرا ہونے کا حکم دو اور جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھ رہے ہو اسی طرح نماز پڑھنا، جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے کوئی ایک اذان دے اور جو بڑا ہو، وہ تمہاری امامت کروائے۔"

اس استدلال پر جو سوالات و اعتراضات کئے گئے ہیں وہ اس کے علاوہ اپنے موقع پر ذکر ہوں گے۔

وجوبِ درود کی تیسری دلیل

وجوب درود پر تیسری دلیل فضالہ بن عبید سے مروی یہ حدیث ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے یا کسی دوسرے صاحب سے فرمایا:۔

"جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے لگے تو اللہ تعالٰی کی حمد و ثنا کرے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سے ابتدا کرے، پھر جو چاہے دعا مانگے۔"

یہ حدیث گزر چکی ہے اس کو امام احمد اور سیرت نگاروں نے روایت کیا اور اس کو ابن خزیمہ، ابن حبان اور حاکم نے صحیح قرار دیا ہے۔

اس حدیث پر اعتراضات

اس حدیث پر کئی طرح سے اعتراض کیا گیا ہے ایک یہ کہ نبی علیہ السلام نے اس نمازی کو درود ترک کرنے پر نماز لوٹانے کا حکم نہیں دیا اس کا جواب پہلے آچکا ہے۔ دوم یہ کہ یہ دعا پڑھنے کے بعد کی دعا ہے نہ کہ نماز کے اندر کی، اس پر دلیل رشدین کی وہ روایت ہے جسے امام ترمذی نے جامع ترمذی میں ان الفاظ سے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے، ایک شخص نے نماز پڑھی اور کہا الٰہی! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے نمازی! جب تو نماز پڑھ کر بیٹھ جائے تو اللہ کی ایسی حمد بیان کر جس کا وہ مستحق ہے اور مجھ پر درود بھیج، پھر اللہ سے دعا مانگ!

اس کے کئی جوابات ہیں

اول یہ کہ رشدین کو امام ابو زرعہ وغیرہ نے ضعیف قرار دیا ہے لہذا تنہا اس کی روایت دلیل نہیں بن سکتی کجا اس جگہ کہ اپنے سے ثقہ راویوں کی روایات کی مخالفت کر رہا ہے کیونکہ باقی جتنے راویوں نے اس حدیث کو نقل کیا ہے ان الفاظ میں نقل کیا ہے سَمِعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلًا یَدْعُوْ فِیْ صَلٰوتِہٖ "نبی علیہ السلام نے ایک شخص کو نماز میں یہ دعا مانگتے سنا"

دوم یہ کہ رشدین نے اپنی روایت میں یہ نہیں کہا کہ اس دعا مانگنے والے نے اپنی نماز پڑھنے کے بعد یہ دعا مانگی نہ اس مفہوم کا کوئی لفظ ہے بلکہ الفاظ یہ ہیں فَصَلّٰی فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ اور یہ اس بات پر دلالت نہیں کرتے کہ اس نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد یہ کہا اور خود حدیث پاک اس پر دلیل ہے کیونکہ

سرکار نے فرمایا، جب تم میں کوئی نماز پڑھے فَلْيَبْدَأْ بِتَحْمِيْدِ اللّٰهِ اور معلوم ہے کہ اس سے مراد یہ نہیں کہ نماز پڑھنے کے بعد اللہ کی تعریف کرے بلکہ مراد یہی ہے کہ اس سے نماز کی ابتدا کی جائے خصوصاً جب کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر دعائیں نماز کے بعد نہیں، نماز کے اندر ہوتی ہیں جیسے حضرت ابوہریرہ، حضرت علی، ابوموسیٰ حضرت عائشہ صدیقہ، ابن عباس، حذیفہ اور عمار رضی اللہ عنہم کی مروی حدیثوں میں آیا ہے، ان میں سے کسی نے بھی نہیں فرمایا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نماز والی دعائیں نماز کے بعد مانگا کرتے تھے اور جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سرکار سے نماز کے اندر مانگی جانے والی دعا پوچھی تو حضور نے یہ نہیں فرمایا کہ میں نماز سے باہر یہ دعا مانگا کرتا ہوں اور آپ نے اس دعا مانگنے والے سے بھی یہ نہیں فرمایا کہ نماز سے سلام پھیر کر یہ دعا مانگنا، خصوصاً جب کہ اس وقت نمازی یکسوئی کے ساتھ اپنے رب سے عرض معروض کرتا ہے تو اس کی اپنے رب سے اس حال میں دعا مانگنا اس صورت سے بہتر ہے جب وہ سلام پھیر کر اور مناجات سے فارغ ہو کر دعا کرے۔

سوم: سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد و ثنا کرے جو اس کے شایان شان ہو اس سے مراد بیٹھ کر تشہد پڑھنا ہے، اس لئے فرمایا، جب نماز پڑھو اور بیٹھو یعنی تشہد میں اس کو اللہ کی حمد و ثنا اور اس کے رسول پر درود بھیجنے کا حکم دیا۔

تیسرا اعتراض جس شخص کو حضور نے درود پڑھنے اور اللہ کی حمد و ثنا کے بعد دعا مانگنے کا حکم دیا تھا اس میں کوئی تعیین نہ تھا کہ تشہد میں، تم نے اس کو تشہد کے بعد کیسے کہہ دیا؟

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ نماز میں آخری تشہد کے علاوہ کوئی ایسا موقع

و محل نہیں جس میں اللہ تعالیٰ کی ثناء، پھر اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور پھر دعا مانگی جائے، بالاتفاق نہ تو یہ سب چیزیں قیام میں جائز ہیں، نہ رکوع و سجود میں۔ پس معلوم ہوا کہ اس سے مراد نماز کے آخر میں تشہد میں بیٹھ کر پڑھنا ہے

چوتھا اعتراض اس حدیث میں سرکار نے درود کے بعد دعا مانگنے کا حکم دیا ہے اور دعا مانگنا تو واجب نہیں، لہذا درود بھی واجب نہیں۔

جواب: اس کے کئی جوابات ہیں، اوّل یہ محال نہیں کہ آپ دو چیزوں کا حکم دیں، ایک کے عدم وجوب پر کوئی دلیل قائم ہو جائے اور دوسری بدستور واجب رہے۔ دوم یہ کہ جن چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے مثلاً حمد و ثناء، یہ دعا سے پہلے واجب ہے اسی کو تشہد کہتے ہیں، اسی کا نبی علیہ السلام نے حکم دیا ہے اور اسی کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خبر دی کہ سرکار نے ان پر فرض فرمایا اور اس کے ہمراہ دعا کا حکم کرنا اس کے وجوب کو ساقط نہیں کرتا یہی حال ہے نبی علیہ السلام پر درود شریف پڑھنے کا۔ سوم تمہارا یہ کہنا کہ دعا واجب نہیں، بالکل باطل ہے، کیونکہ کچھ دعائیں واجب ہیں مثلاً گناہوں سے توبہ و استغفار کی دعا، ہدایت کی دعا، عفو و عافیت کی دعا وغیرہ۔ اور نبی علیہ السلام سے یہ حدیث مروی ہے کہ آپ نے فرمایا، جو شخص اللہ سے سوال نہ کرے اللہ اس پر ناراض ہوتا ہے، اور معلوم ہے کہ غضب یا تو ترکِ واجب پر ہوتا ہے یا حرام کرنے پر۔

پانچواں اعتراض اگر نبی علیہ السلام پر نماز میں درود فرض ہوتا تو اس کا بیان یہاں تک مؤخر نہ ہوتا کہ حضور نے ایک شخص کو جب دیکھا کہ وہ درود نہیں پڑھ رہا تو آپ نے اس کو پڑھنے کا حکم دے دیا بلکہ اس کے فرض ہونے کا علم اس حدیث سے پہلے ہوتا۔

جواب: ہم نے یہ تو نہیں کہا کہ امت پر درود بھیجنا صرف اس حدیث سے واجب ہوا ہے، ہم یہ کہتے ہیں کہ اس نمازی نے درود نہ پڑھا تو سرکار نے اس کو اس فریضہ کی ادائیگی کا حکم دیا جس کا وجوب آپ کی شریعت میں پہلے سے معلوم و ثابت تھا، اس کی مثال نماز میں سستی کرنے والے کی سی ہے کہ رکوع سجود اور طمانیت کا امت پر واجب ہونا اس حدیث سے حاصل نہیں اور نبی علیہ السلام کا اس مسئلہ کو بیان کرنا اس اعرابی کی نماز تک مؤخر نہ تھا بلکہ حضور علیہ السلام نے اس کو وہی نماز پڑھنے کا حکم دیا تھا جس کا طریقہ اس سے پہلے آپ امت کے لئے مقرر کر چکے تھے۔

چھٹا اعتراض ابو داؤد اور ترمذی نے اس حدیث فضالہ میں فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فضالہ یا کسی اور سے فرمایا، "یا کسی اور سے" اگر درود شریف ہر مکلف پر واجب ہوتا تو "یا کسی اور سے فرمایا" کا کیا مطلب؟ (پھر تو یہ حکم عام ہوتا)

جواب: یہ اعتراض کئی وجوہات سے غلط ہے، اولاً اس لئے کہ صحیح روایت جس کو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے نقل کیا ہے اس میں یہ الفاظ ہیں فَقَالَ لَهٗ وَلِغَيْرِهٖ کہ حضور نے اس سے اور دوسروں سے فرمایا" لہذا "یا کسی اور سے" لفظ نہیں بلکہ "اس سے اور کسی دوسرے سے" فرمایا کا لفظ ہے انہی الفاظ میں اس کو امام احمد، دار قطنی اور بیہقی وغیرہ نے روایت کیا ہے، ثانیاً اس لئے کہ لفظ اَو - یا - یہاں اختیار کے لئے نہیں کہ یا اس سے یا کسی دوسرے سے فرمایا بلکہ لفظ اَوْ یہاں تقسیم کے لئے ہے، مطلب یہ کہ جو کوئی نماز پڑھے، اس کو یہ کہنا چاہیئے خواہ یہ شخص پڑھے خواہ کوئی اور، جیسے قرآن مجید میں آتا ہے وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا یہاں اَوْ کا لفظ اختیار کرنے کے

لئے نہیں آیا کہ ایک کی اطاعت کر لیجیے اور دوسرے کی نہ کیجیے بلکہ مطلب یہ ہے کہ گنہگار ہو خواہ ناشکرا، ایک کی بھی نہ مانیے۔" (اس طرح حدیث کا مطلب یہ ہو گا کہ سرکار نے خواہ و نمازی ہو، خواہ کوئی اور ہر ایک سے یہی فرمایا۔ ثالثاً حدیث صریحاً عام ہے کیونکہ سرکار فرماتے ہیں "جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اللہ کی حمد و ثنا سے ابتدا کرے، اس کو یاد کر لیجیے۔ رابعاً، نسائی اور ابن خزیمہ کی روایت میں ہے عَلَّمَهُمُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو یہ سکھایا تھا" اور یہ عام ہے۔

وجوبِ درود کی چوتھی دلیل

وجوبِ درود کی چوتھی دلیل تین حدیثیں ہیں تینوں ضعیف ہیں کہ ایک ایک کر کے ان کو حجت کے طور پر پیش نہیں کیا جا سکتا لیکن تینوں جمع ہو کر ایک دوسری کو قوی کر دیتی ہیں پہلی حدیث کو دارقطنی نے اس سند کے ساتھ بیان کیا ہے عمرو بن سمر عن جابر الجعفی عن ابن بریدہ عن ابیہ قال قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بُرَيْدَةُ إِذَا صَلَّيْتَ فَلَا تَتْرُكَنَّ فِي صَلَاتِكَ التَّشَهُّدَ وَالصَّلٰوةَ عَلَيَّ فَإِنَّهَا زَكٰوةُ الصَّلٰوةِ وَسَلِّمْ عَلٰى أَنْبِيَاءِ اللّٰهِ وَرُسُلِهِ وَسَلِّمْ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِينَ۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بریدہ! جب نماز پڑھے تو اپنی نماز میں تشہد پڑھنا اور مجھ پر درود بھیجنا کبھی نہ چھوڑنا کہ۔۔ یہ نماز کی صفائی ستھرائی (زکات) ہے اور اللہ تعالیٰ کے نبیوں، رسولوں اور نیکوکار بندوں پر سلام بھیجنا۔"

دوسری حدیث بھی دارقطنی نے ہی اس سند کے ساتھ نقل کی ہے عمرو بن سمر عن جابر قال قال الشعبی سمعت مسروق بن الاجدع عن عائشۃ رضی اللہ عنہا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلٰوةً إِلَّا بِطُهُورٍ وَبِالصَّلٰوةِ عَلَيَّ۔

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے نبی علیہ السلام کو فرماتے سنا، اللہ تعالیٰ وضو اور مجھ پر درود بھیجے بغیر نماز قبول نہیں فرماتا۔"

لیکن عمر بن سمرہ اور جابر کی حدیث سے استدلال نہیں کیا جاتا، ویسے جابر عمرو سے نسبتاً بہتر ہے، تیسری حدیث کو بھی دارقطنی نے ہی اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے، عبد المہیمن، ابن عیاش بن سہل بن سعد عن ابیہ عن جدہ آنَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلٰی نَبِیِّہٖ صلی اللہ علیہ وسلم۔

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص اپنے نبی پر درود نہ بھیجے اس کی کوئی نماز نہیں۔"

اسے طبرانی نے ابی بن عباس عن ابیہ عن جدہ کی سند سے روایت کیا ہے عبد المہیمن قابلِ اعتبار راوی نہیں اور اس کا بھائی ابیؔ اگرچہ ثقہ ہے امام بخاری نے اس سے روایت و استدلال کیا ہے لیکن اس سلسلہ میں (ابیؔ سے نہیں) عبد المہیمن سے حدیث مروی ہے۔ طبرانی نے اس حدیث کو دونوں طریق سے روایت کیا ہے لیکن اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

وجوبِ درود کی پانچویں دلیل

(نماز) میں درود کا وجوب ابن مسعود، ابن عمر، ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا لیکن یہ کسی صحابی سے منقول نہیں کہ اس نے کہا ہو، درود شریف واجب نہیں اور قول صحابی کی جب تک مخالفت نہ کی جائے حجت ہوتا ہے خصوصاً اہلِ مدینہ (مالکیہ) اور اہلِ عراق (حنفیہ) کے اصول پر۔

وجوبِ درود کی چھٹی دلیل | حضور علیہ السلام کے زمانہ اقدس سے لے کہ آج تک لوگوں کا اسی پر عمل ہے، اگر

سرکار پر درود واجب نہ ہوتا تو تمام دنیا میں اور ہر زمانے میں لوگوں کا نمازوں میں درود پڑھنے پر اتفاق نہ ہوتا اور وہ نماز میں ترکِ درود سے کوئی خرابی نہ مانتے ۔ مقاتل بن حیان نے اپنی تفسیر میں فرمانِ باری تعالٰے اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ (وہ جو نماز قائم کریں) کے تحت نماز قائم کرنے کا مطلب یہ لکھا ہے کہ نماز کی محافظت کریں اوقات کی پابندی کریں، نماز میں قیام، رکوع، سجود، تشہد ادا کریں اور آخری تشہد میں نبی علیہ السلام پر درود بھیجیں۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا، لوگ علم تفسیر میں مقاتل کے عیال ہیں، علما نے فرمایا، نماز میں نبی علیہ السلام پر درود بھیجنا نماز کی تکمیل ہے جس کا قرآن میں حکم دیا گیا ہے، لہذا واجب ہوا۔ ان حضرات (درود کو واجب ماننے والوں) نے کچھ عقلی اور قیاسی دلائل بھی اپنے مدعا پر پیش کئے ہیں جن کو یہاں ذکر کرنے کی ضرورت نہیں، فرمایا پھر ہم اپنے مخالفین سے کہتے ہیں کہ تم میں سے ہر ایک نماز میں ان دلائل کے بغیر ہی کچھ واجبات ماننے بیٹھے ہیں، یہ ہیں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جو وتر واجب مانتے ہیں حالانکہ وجوبِ وتر کے دلائل نبی علیہ السلام پر وجوبِ درود کے دلائل کا کب مقابلہ کر سکتے ہیں؟ اور (یہی امام صاحب) ایک حدیثِ مرسل کو لے کر جو مسئلہ وجوبِ درود میں ہمارے دلائل کے مقابلہ میں بالکل ہیچ ہے، نماز میں قہقہہ لگانے والوں پر وضو دوبارہ کرنا واجب قرار دیتے ہیں اسی طرح قے، نکسیر اور سنگھی لگوانے وغیرہ پر وضو کرنا واجب مانتے ہیں جب کہ ان مسائل پر ان کے دلائل درود کے وجوب پر قائم کئے گئے ہمارے دلائل کا مقابلہ نہیں کر سکتے، اسی طرح امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نماز میں کچھ امور ایسے ہیں جو فرض اور مستحب کے درمیان ہیں فرض نہیں لیکن فضیلت سے

لحاظ سے فرض و مستحب سے بڑھ کر ہیں، اصحاب مالک ان امور کو سنن کہتے ہیں جیسے فاتحہ کے ساتھ کوئی اور سورۃ ملانا، تکبیراتِ انتقال، پہلا جلسہ، نماز میں بلند یا پست آواز میں قرأت کرنا اور ان امور کے ترک پر سجدۂ سہو واجب مانتے ہیں اس تفصیل کے مطابق جو انکی کتابوں میں مذکور ہے اور امام احمد رحمہ اللہ ان امور کو واجب کہتے ہیں اور بھولے سے رہ جائیں تو سجدۂ سہو واجب قرار دیتے ہیں اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود واجب ماننے کے دلائل، ان میں اکثر سے اگر قوی تر نہیں تو کم بھی نہیں، بہرحال یہ تھے اس مسئلہ (وجوب و عدم وجوب) پر فریقین کے دلائل، اس تفصیل کو پیش کرنے سے ہمارا مقصد یہ تھا کہ اس مسئلہ میں بدگوؤں کا امام شافعی رحمہ اللہ پر طعن و تشنیع کرنا غلط ہے کیونکہ جس مسئلہ پر ایسے دلائل و آثار موجود ہوں اس کے قائل پر طعن و تشنیع کب جائز ہے واللہ اعلم۔

ابن القیم رحمہ اللہ کا کلام ختم ہوا۔

نبی علیہ السلام پر درود بھیجنے کا سب سے اہم مقام یہ ہے کہ جب آپ کا ذکر کیا جائے۔ اگرچہ امام قسطلانی نے یہ بات اس سلسلہ میں ذکر نہیں کی لیکن حافظ سخاوی نے اس کو ذکر کیا ہے اور اس کتاب کے مقدمہ کے شروع میں یہ بات ذکر کردی گئی ہے کہ بعض علماء کے نزدیک جب بھی نبی علیہ السلام کا ذکر کیا جائے درود و سلام آپ پر واجب ہوجاتا ہے، باب ثانی میں اس سے متعلق بہت سی حدیثیں گزر چکی ہیں اور آٹھویں باب میں ان لوگوں کو تنبیہہ کی گئی ہے جو سرکار کا ذکر سن کر درود نہ بھیجیں اور درود نہ پڑھنے کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے، اس موضوع سے متعلق اور بھی فوائد ہیں۔ (وہاں ہی دیکھ لیں)

فصل جن مقامات میں درود شریف پڑھنا منع ہے

علمائے شافعیہ میں سے شیخ سلیمان جمل نے اپنی شرح "دلائل الخیرات" میں فرمایا، علمائے کرام نے نبی علیہ السلام پر سات مقامات پر درود و سلام بھیجنا مکروہ بتایا ہے، وہ سات مقامات یہ ہیں :۔

۱۔ جماع کرتے وقت ۲۔ قضائے حاجت کے وقت ۳۔ خرید و فروخت کے وقت ۴۔ پھسلتے وقت ۵۔ تعجب کے وقت ۶۔ جانور کو ذبح کرتے وقت ۷۔ اور چھینکتے وقت۔

پچھلی تین صورتوں میں اختلاف ہے اور شیخ یونس بن عمران نے اس پر اتنا اور اضافہ کیا ہے : ۱۔ کوڑا کرکٹ کی جگہ ۲۔ نجاست کی جگہ۔ واللہ اعلم الخ۔

احناف میں سے سید ابن عابدین (شامی) نے اپنے حاشیہ درمختار میں شرح دلائل الخیرات سے پہلے چار مقامات نقل کرکے فرمایا، ہمارے نزدیک شرعی حکم یہی ہے، کہ نبی کریم علیہ السلام کا ذکر تین مقامات پر نہ کیا جائے، چھینکتے وقت، ذبح کرتے وقت، اور تعجب کے وقت الخ۔

مالکیہ میں سے الشہاب احمد المقری، صاحب "نفح الطیب" نے اس سلسلہ میں چند ابیات لکھے ہیں جن کو صاحب "خلاصۃ الاثر" نے ان کے حالات میں ذکر کیا ہے، ابیات یہ ہیں :۔

عَلَیْكَ بِاِکْثَارِ الصَّلٰوۃِ عَلَی الَّذِیْ   رِسَالَتُہٗ لِلْخَلْقِ بَادٍ شُمُوْلُھَا

تجھ پر لازم ہے کہ کثرت سے درود بھیجے ان پر جنکی رسالت واضح طور پر ساری مخلوق کو شامل

وَدَعْھَا بِعَشْرٍ قُلْتُ فِیْ نَظْمِ عَدِّھَا   کَلَامًا عُیُوْنٌ فِیْ سَمَادِ مِنْہٗ مَحْمُوْلُھَا

اور چھوڑ دے اس (درود و سلام) کو دس مقام پر جن کی تعداد کو میں نے اشارتاً بیان کر دیا

ہے، ایسی گفتگو سے جس سے میری آنکھیں مزید آنسو بہانے لگیں۔

عَلٰی عَاتِقِیْ حَمَلْتُ ذَنْبَ جَوَارِحٖ   تَعِبْتُ بِہَا قَدْ اَثْقَلَتْنِیْ حُمُوْلُہَا

میں اپنے اعضاء کے گناہ اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے ہوں، میں ان گناہوں کے اٹھانے سے تھک گیا ہوں، ان کا اٹھانا مجھ پر بھاری ہو گیا ہے۔

یہ رمز اور اشارہ تیسرے شعر کے ہر کلمہ کا پہلا حرف ہے جس سے مقاماتِ ممنوعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اب اس رمز و اشارہ کو ترتیب وار سمجھ لیجئے۔ عَلٰی کے عین سے عَطَاسٌ (چھینک) عَاتِقِیْ کے عین سے عَثْرَۃٌ پھسلنا، حَمَلْتُ کی حاء سے حمام، ذَنْبَ کی ذال سے ذبح کرنا، جَوَارِحٖ کی جیم سے جماع، تَعِبْتُ کی تاء سے تعجب، بِہَا کی باء سے بیع، قَدْ کے قاف سے قَذَرٌ (گندگی) اَثْقَلَتْنِیْ کے ہمزہ سے اکل (کھانا)، حُمُوْلُہَا کی حاء سے حاجتِ انسانی (فضلائے حاجت) الخ۔

نوٹ: بعض نسخوں میں عثرہ پھسلنا کی جگہ عبرہ حمام کا لفظ ہے بمعنی حمام سے ہو کر آنا، غسل کرنا۔ (مترجم)۔

نوٹ: اسی باب میں یہ بات گزر چکی ہے کہ تعجب کے وقت، ذبح کے وقت اور چھینکنے وقت درود شریف پڑھنا مستحب ہے (جبکہ یہاں مکروہ لکھا ہے) بہر حال اس اختلاف کو گذشتہ اوراق میں بیان کر دیا گیا ہے اس لئے یہاں اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں، صاحب الدر المنضود (علامہ ابن حجر مکی) نے فرمایا، ایک جماعت کا یہ کہنا ہے کہ جن مقامات میں محض اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے وہ یہ ہیں، کھانا، پینا، چھینکنا اور بیوی سے قربت وغیرہ جن کے متعلق کوئی حدیث وارد نہیں کہ ان مقامات میں نبی علیہ السلام پر درود و سلام بھیجا جائے ان میں سے چھینکنے کے متعلق جو کہا گیا ہے اس کی تردید تو معلوم ہو چکی ہے

اور باقی مقامات کی جو نفی کی گئی ہے اس کی تردید اس حدیث سے کی جا سکتی ہے کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ الخ کہ جو بامقصد کام اللہ تعالیٰ کے نام اور اس کی حمد و ثنا اور اس کے نبی پر درود پڑھ کر شروع نہ کیا جائے وہ برکت سے خالی ہوتا ہے اور سحنون مالکی نے تعجب کے وقت نبی علیہ السلام پر درود بھیجنے کو مکروہ بتایا ہے اور ہمارے ائمہ شافعیہ میں سے حلیمی نے کہا، اس موقع پر درود پڑھنا ایسا ہی ہوگا جیسے سبحان اللہ! لا الٰہ الا اللہ کہنا کہ عجیب و غریب بات تھی اللہ تعالیٰ ہی لاتا ہے پس اگر نامناسب مقام پر کسی نے نبی علیہ السلام پر درود پڑھا یا کسی ہنسی کے موقع پر تو مجھے درود پڑھنے والے (کے گنہ گار ہونے) کا ڈر ہے، اگر اس نے دانستہ مقام تعجب سمجھ کر درود پڑھا اور اس سے باز نہیں آیا تو یہ کافرانہ حرکت ہے اس پر قونوی نے اعتراض کیا ہے اور اسکی توجیہہ یوں کی جا سکتی ہے کہ کفر ہونے کے لئے ایک زائد قید لگانا ضروری ہے اور قونوی کے کلام سے یہ توجیہہ سمجھ میں آتی ہے کہ کفر اس وقت ہے جب درود پڑھنے والا اس موقع و مقام کو خلاف ادب سمجھتا ہو یا ہنسی مذاق کے طور پر درود پڑھے ایسی صورت میں اسکو کفر کہا جائے گا، جیسا کہ ظاہر ہے۔ اور احناف میں سے علامہ بدرالدین عینی نے ہر حرام کام یا بات کے موقع پر درود و سلام پڑھنے کو اسی طرح قطعی حرام قرار دیا ہے جیسے ایسے موقع پر تسبیح و تکبیر کو یا سودا کرتے وقت یا سامان کھولتے وقت، یونہی اگر کسی کو غصہ آیا ہو تو اس کو درود و سلام پڑھنے کا حکم نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس بات کا خوف ہے کہ غصہ کی وجہ سے کوئی شخص کلمۂ کفر بک دے۔ اس بات کو امام نووی نے کتاب الاذکار میں ذکر کیا ہے اور اس پر جزم کیا ہے۔

چھٹا باب

درُود و سلام نہ پڑھنے پر تنبیہ و وعید

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، منبر لاؤ! ہم نے منبر حاضر کیا، جب آپ پہلی سیڑھی پر چڑھے فرمایا آمین، پھر دوسری سیڑھی پر چڑھے فرمایا آمین، پھر تیسری سیڑھی پر چڑھے، فرمایا آمین! جب اتر کر منبر سے اترے، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے آج آپ سے ایسی بات سنی جو پہلے نہیں سنی، فرمایا، میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے انہوں نے کہا جو شخص رمضان کو پائے اور مغفرت حاصل نہ کرے وہ رحمت سے دور ہو، میں نے کہا آمین! جب میں دوسری سیڑھی پر چڑھا تو جبریل علیہ السلام نے کہا، جس کسی آدمی کے سامنے آپ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر درود نہ پڑھے وہ رحمت خداوند سے دور ہو، میں نے کہا آمین! جب میں منبر کی تیسری سیڑھی پر چڑھا تو جبریل علیہ السلام نے کہا جس شخص نے بڑھاپے میں ماں، باپ دونوں کو یا ان میں سے ایک کو پایا اور پھر وہ ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہوا، وہ اللہ کی رحمت سے دور ہو، میں نے کہا آمین!

اس روایت کو حاکم نے مستدرک میں نقل کیا اور کہا اس کی اسناد صحیح ہے اور ابن حبان نے اپنے "ثقات و صحیح" میں، طبرانی نے کبیر میں، امام بخاری نے اپنی بر الوالدین میں اور اسماعیل القاضی اور بیہقی نے شعب الایمان میں، سمویہ نے اپنے فوائد میں اور ضیاء المقدسی نے، اس کے تمام رجال ثقہ ہیں۔

اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں مالک بن الحویرث سے روایت کیا
اور طبرانی نے کعب کی روایت سے بَعُدَ کی بجائے لفظ فَاَبْعَدَهُ اللّٰهُ
نقل کیا ہے (اللہ اس کو رحمت سے دور کرے) اسی حدیث کو ابن ابی شیبہ
اور بزار نے اپنی اپنی مسند میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زبانی اس لفظی تبدیلی کے
ساتھ نقل کیا ہے "اس شخص کی ناک گرد آلود ہو جس نے اپنے ماں باپ کو پایا الخ
امام بخاری نے ادب المفرد میں اور طبری اور دار قطنی نے ان الفاظ میں
یہ روایت نقل کی ہے شَقِیَ عَبْدٌ وہ شخص بدبخت ہے الخ۔ ایسے الفاظ ایک
دوسرے طریق سے مروی ہیں جن کو طبرانی، ابن السنی اور بیہقی نے شعب الایمان میں
نقل کیا ہے دَخَلَ النَّارَ آگ میں داخل ہو وہ شخص الخ۔ بزار اور طبرانی نے اسی
حدیث کو، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا
ہے رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ الخ اس آدمی کی ناک گرد آلود ہو جائے" بزار ہی نے
یہ روایت حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی نقل کی ہے، بزار ہی نے
یہ روایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے ان الفاظ سے نقل کی ہے فَاَبْعَدَهُ
اللّٰهُ وَاَسْحَقَهُ "اللہ اس کو اپنی رحمت سے دور کرے" یہی الفاظ طبرانی،
عبد الوہاب اور ابو طالب المخلص نے نقل کئے ہیں اور طبرانی نے ابن عباس رضی
اللہ عنہما سے صرف اَبْعَدَهُ اللّٰهُ کے الفاظ بھی نقل کئے ہیں، طبرانی نے بھی روایت
حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے بھی نقل کی ہے، اسی حدیث کو اسحاق بن
راہویہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، یہی حدیث ابن خزیمہ
اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں، امام بخاری نے الادب المفرد میں، ابویعلی
نے اپنی مسند اور بیہقی نے الدعوات میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان
الفاظ میں نقل کی ہے: فَلَمْ یُغْفَرْ لَهٗ فَدَخَلَ النَّارَ فَاَبْعَدَهُ اللّٰهُ

"اس کی مغفرت نہ ہو، وہ آگ میں داخل ہو، اللہ اس کو اپنی رحمت سے دور کرے"۔
اور اسی روایت کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ترمذی اور امام احمد رضی اللہ عنہما نے ان الفاظ سے ذکر کیا ہے رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ انہی سے بروایت ابن ابی عاصم نے دو طریق سے نقل کی ہے ایک میں یہ الفاظ ہیں رَغِمَ اللّٰهُ اَنْفَ رَجُلٍ "اللہ اس شخص کی ناک گرد آلود کرے"۔ دوسرے میں یہ الفاظ ہیں شَقِيَ امْرُؤٌ اَوْ تَعِسَ امْرُؤٌ ذُكِرْتَ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ "وہ شخص بدبخت ہے یا وہ شخص ہلاک ہو جائے جس کے سامنے آپ کا ذکر ہو اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے"۔ تیمی نے بھی یہ حدیث انہی الفاظ سے اپنی ترغیب میں نقل کی ہے اور یہی حدیث دار قطنی، بزار اور بیہقی نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں نقل کی ہے رَغِمَ اَنْفُ امْرِئٍ الخ یہی حدیث بزار، طبرانی، ابن ابی عاصم، جعفر فریابی، عبد اللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں نقل کی ہے فَاَبْعَدَهُ اللّٰهُ ثُمَّ اَبْعَدَهٗ "اللہ اس کو اپنی رحمت سے دور کرے، پھر اور دور کرے"۔ اسی طرح بروایت فریابی نے عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کی نقل کی ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے وہ بدبخت ہے"۔ اس کو ابن السنی نے نقل کیا ہے، اسی کو طبری نے ان الفاظ سے نقل کیا ہے شَقِيَ عَبْدٌ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ "جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے، بدبخت ہے"۔ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا اور وہ مجھ پر درود بھیجنا بھول گیا یقیناً وہ جنت کا راستہ بھول گیا"۔ اسے طبرانی اور طبری نے نقل کیا۔ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو مجھ پر درود بھیجنا بھول گیا، وہ جنت کا راستہ بھول گیا" اس کو ابن ماجہ اور طبرانی وغیرہ نے روایت کیا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو مجھ پر درود بھیجنا بھول گیا راہ جنت بھول گیا" اس کو بیہقی، التیمی، ابن الجراح اور الرشید العطار نے نقل کیا ہے اور کہا اسکی سند اچھی ہے اور حافظ ابوموسیٰ مدینی نے نقل کرنے کے بعد فرمایا، یہ حدیث بہت سے بزرگوں سے روایت کی گئی ہے جن میں حضرت علی ابن ابی طالب، ابن عباس، ابوامامہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم شامل ہیں، اور ایسی ہی حدیث حضرت محمد بن علی المعروف ابن الحنفیہ رضی اللہ عنہ سے عبدالرزاق نے اپنی جامع میں مرسلاً نقل کی ہے، ابوالیمن نے کہا اس میں ارسال صحیح ہے اور یہ مختلف طرق ایک دوسرے کو تقویت دیتے ہیں وباللہ التوفیق۔

علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے "الدر المنضود" میں فرمایا، ان احادیث کا یہ مطلب سمجھنا چاہیئے کہ جب کوئی شخص نبی علیہ السلام کا ذکر سنے تو درود وسلام بھیجنے سے لاپرواہی برتے یہاں تک کہ بھول ہی جائے، اس پر یہ تاویل نہ کی جائے کہ بھولنے والا تو مکلف ہی نہیں رہتا کیونکہ معاف وہ بھول ہوتی ہے جس میں اپنی طرف سے کوتاہی نہ ہو، اسی لئے اگر کوئی شخص شطرنج یا تاش وغیرہ کھیلتے ہوئے نماز بھول جائے یہاں تک کہ اس کا وقت نکل جائے تو گنہگار ہوگا کیونکہ اس قسم کی کھیل کود میں مشغول ہوجانا جس سے نماز (یا دوسرے فرائض) کی ادائیگی میں کوتاہی ہو ناجائز ہے الخ۔

حضرت عبداللہ بن جراد رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام کا یہ ارشاد نقل کیا ہے "جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا، جہنم رسید ہوا۔" اس کو دیلمی نے مسند الفردوس میں بیان کیا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا "جس کے سامنے میرا ذکر کیا

گیا اور اس نے مجھ پر مکمل درود نہ بھیجا، نہ وہ مجھ سے، نہ میں اس سے، پھر سرکار نے فرمایا اَللّٰھُمَّ صِلْ مَنْ وَصَلَنِیْ وَاقْطَعْ مَنْ لَّمْ یَصِلْنِیْ "الٰہی! جو مجھ سے مل جائے اسے ملا دے اور جو مجھ سے نہ ملے اسے جدا کر دے"۔ حافظ سخاوی نے فرمایا، مجھے اس کی سند نہیں ملی۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مرسلاً مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مِنَ الْجَفَاءِ اَنْ اُذْکَرَ عِنْدَ رَجُلٍ فَلَا یُصَلِّیْ عَلَیَّ "یہ ظلم ہے کہ کسی کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے"۔ اس کو نمیری نے بیان کیا اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بیان کیا ہے "آدمی کے بخیل ہونے کو یہی کافی ہے کہ اس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے" اور حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ "بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے" اس کو حاکم وغیرہ نے روایت کیا ہے اور صحیح الاسناد کہا ہے، اسی جیسی روایت نسائی وغیرہ نے ان کے والد ماجد علی رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع حدیث مروی ہے:

"کیا میں تمہیں سب سے بڑا بخیل نہ بتا دوں؟ کیا میں تمہیں عاجز ترین آدمی نہ بتا دوں؟ جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے اور جس کے متعلق اس کے رب نے اپنی کتاب میں فرمایا اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ "مجھ سے دعا مانگو، میں قبول کروں گا" لیکن اس نے پھر بھی اس سے دعا نہ کی"۔ حافظ سخاوی نے فرمایا، مجھے اس کی سند نہیں ملی اور ابو سعد الواعظ کی کتاب "شرف المصطفٰے" میں ہے

کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سحری کے وقت کچھ سی رہی تھیں، سوئی گم ہو گئی اور چراغ بجھ گیا، پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے تو آپ کی نورانیت سے مکان جگمگا اٹھا، پس انکو سوئی مل گئی، سچ ہے سہ

سوزنِ گمشدہ ملتی ہے تبسم سے ترے ۔۔۔ شام کو صبح بناتا ہے اجالا تیرا

(اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ)

سو وہ بولیں یا رسول اللہ! آپ کا چہرۂ انور کتنا روشن ہے! فرمایا بربادی ہے اس کے لئے جو قیامت کے دن مجھے نہ دیکھے، انہوں نے پوچھا آپ کو کون نہ دیکھے گا؟ فرمایا بخیل، پوچھا بخیل کون ہے؟ فرمایا جو میرا نام سن کر مجھ پر درود نہ بھیجے۔

ابو نعیم کی کتاب حلیۃ الاولیاء میں ہے کہ ایک شخص نبی علیہ السلام کے پاس سے گزرا اس کے ہمراہ ایک ہرنی تھی جسے اس نے شکار کیا تھا پس اللہ سبحانہ جس نے ہر شے کو بولنا سکھایا، اس کو زبان دی اور وہ بولی یارسول اللہ میرے بچے ہیں جن کو میں دودھ پلاتی ہوں اس وقت وہ بھوکے ہونگے، اس شخص کو حکم دیں کہ مجھے چھوڑ دے تاکہ میں ان کو دودھ پلا آؤں، سرکار نے فرمایا اگر تو واپس نہ آئے تو؟ وہ بولی اگر میں واپس نہ آؤں تو مجھ پر اللہ اسی طرح لعنت کرے جس طرح اس شخص پر جس کے سامنے آپ کا ذکر ہوا اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے، یا میں اس طرح کی ہو جاؤں جو نماز پڑھ کر دعا نہ کرے، نبی علیہ السلام نے فرمایا اس کو چھوڑ دے، میں ضامن ہوں پس ہرنی گئی اور پھر واپس آگئی، پس جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا، یا محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم جتنی اس ہرنی کو اپنے بچوں سے محبت ہے مجھے اس سے بڑھ کر آپ کی امت سے پیار ہے جس طرح میں نے ہرنی کو آپ کے پاس واپس کیا، ان کو بھی آپ کے پاس لاؤں گا۔

کتاب شرف المصطفےٰ میں یہ روایت ہے کہ آپ نے فرمایا، کیا میں تم میں سب سے بہتر، اور سب سے بدتر اور سب سے سست تر اور سب سے بڑا چور نہ بتاؤں؟ صحابۂ کرام نے عرض کیا، سرکار ضرور بتائیں! فرمایا سب سے بہتر وہ جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں اور بدتر وہ جو مسلمان بھائی کی غیبت کرے اور سست تر وہ جو رات بھر سویا رہا، نہ زبان سے اللہ کا ذکر کیا نہ باقی اعضاء سے اور سب سے بڑا کمینہ وہ جس کے آگے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے اور سب سے بڑا بخیل وہ جو لوگوں کو سلام نہ کرے اور سب سے بڑا چور وہ جو نماز میں چوری کرے، عرض کیا گیا یا رسول اللہ! نماز میں چوری کس طرح ہوتی ہے؟ فرمایا، رکوع و سجود مکمل نہ کرے۔" اور حضرت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "آدمی کے بخیل ہونے کو یہی کافی ہے کہ جب اس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔" اس کو دیلمی نے نقل کیا، اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مرسلاً مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مسلمان کے بخیل ہونے کو یہی کافی ہے کہ اس کے پاس میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔" اور بعض روایات میں یہ آیا ہے کہ "آدمی کے بخل کو یہی کافی ہے کہ اس کے آگے میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔" اس کو سعید بن منصور اور اسمٰعیل قاضی نے نقل کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔ اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن گھر سے نکلا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو سرکار نے فرمایا "تمہیں سب سے بڑا بخیل نہ بتاؤں؟ صحابۂ کرام نے عرض کیا، ضرور سرکار! فرمایا "جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے، وہ سب سے بڑا بخیل ہے۔" اس کو ابن ابی عاصم نے روایت کیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام سے یہ روایت نقل کی ہے

جب لوگوں کی مجلس میں بیٹھیں، نہ تو اللہ کا ذکر کریں، نہ اس کے نبی پر درود بھیجیں، وہ اگرچہ جنت میں چلے جائیں، جب درود شریف کا ثواب دیکھیں گے یہ حسرت باقی رہے گی"۔ اس کو بیہقی وغیرہ نے بیان کیا، حافظ سخاوی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ "جہاں بھی لوگ جمع ہوں، پھر اللہ تعالےٰ کا ذکر اور نبی علیہ السلام پر درود بھیجے بغیر متفرق ہو جائیں وہ (قیامت) کو مردار سے زیادہ بدبودار ہو کر اٹھیں گے"۔ اس کو طیالسی وغیرہ نے روایت کیا، حافظ سخاوی نے کہا اس کے رجال مسلم کی شرط پر صحیح کے رجال ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "جو مجھ پر درود نہ بھیجے اس کا کوئی دین نہیں"۔ اس کو محمد بن صمدان مروزی نے نقل کیا ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک مرفوع حدیث مروی ہے "تین آدمی قیامت کے دن میرا چہرہ نہیں دیکھ سکیں گے، ماں باپ کا نافرمان، میری سنت کا تارک جس کے آگے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے"۔

علامہ ابن حجر ہیتمی اپنی کتاب الزواجر میں تمام مذکورہ احادیث بیان کرنے اور نبی علیہ السلام کا نامِ نامی سن کر درود نہ بھیجنے کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنے کے بعد فرماتے ہیں یہ تمام احادیث اپنے مقصد پر صراحتہً دلالت کرتی ہیں کہ درود شریف واجب ہے، کیونکہ ان احادیث میں نبی علیہ السلام نے ترکِ درود پر شدید وعید فرمائی ہے مثلاً جہنم جانا اور جبریل علیہ السلام اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا بار بار بددعا کرنا کہ وہ رحمتِ خداوندی سے دور ہو، روسیاہ ہو اور سرکار کا یہ فرمانا کہ ذلیل

حقیر ہو، ناک گرد آلود ہو، اس کو بخیل قرار دینا بلکہ تمام لوگوں سے بڑھ کر بخیل بتانا یہ تمام سخت ترین وعیدیں ہیں جن کا اقتضاء یہ ہے کہ ترکِ درود گناہ کبیرہ ہے لیکن یہ سب اس وقت ہے جب تمام شافعیہ، مالکیہ، حنفیہ اور حنابلہ کا مسلک لیا جائے کہ جب بھی نبی علیہ السلام کا نام سنے آپ پر درود بھیجنا واجب ہے، ان احادیث کا صریح مفہوم یہی بنتا ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ قول ان بزرگوں سے پہلے کے سلف صالحین کے اجماعی مسلک کے خلاف ہے کیونکہ وہ نماز کے علاوہ درود شریف کو مطلقاً واجب نہ مانتے تھے اب جو لوگ وجوب کے قائل ہیں ان کے مسلک کے مطابق تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ نبی علیہ السلام کا اسمِ گرامی سن کر درود نہ بھیجنا گناہِ کبیرہ ہے لیکن اکثریت کے مسلک عدمِ وجوب کو لیا جائے تو ان احادیثِ صحیحہ کے ہوتے ہوئے اس سوال کا جواب مشکل ہو جاتا ہے اگر جب درود شریف واجب نہیں تو نہ پڑھنے پر یہ سخت وعیدیں کیسی؟ یا اللہ! کیا جواب دیں؟ ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ جب ترکِ درود ایسی وجہ سے ہو جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کا شائبہ پایا جائے مثلاً حضور کا اسمِ گرامی سن کر اس لئے درود نہیں پڑھتا کہ حرام کھیل کود میں مصروف ہے اس ہئیتِ اجتماعیہ کو دیکھ کر یہ کہنا حقیقت سے کچھ بعید نہیں کہ اب نبی علیہ السلام کے حق کے ساتھ قبیح اور سوءِ ادبی مل گئی ہے اور اس صورت میں ترکِ درود گناہ اور فسق ہے اب یہ بات واضح ہو گئی کہ ان احادیث میں اور قولِ ائمہ میں کوئی تعارض نہیں، اس بات پر غور کریں کیونکہ یہ معمولی بات نہیں اور مجھ کو معلوم نہیں کہ اس سے پہلے کسی نے اس سے خبردار کیا ہو بلکہ ادنیٰ اشارہ بھی کیا ہو الخ اور شروع کتاب میں ان ائمہ کا ذکر ہو چکا ہے جن کے نزدیک جب بھی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جائے درود و سلام بھیجنا واجب ہے اور دوسرے باب میں اس مضمون کی بہت سی احادیث ذکر ہوئیں اور چوتھے باب میں ترکِ درود سے متعلق بہت سی حکایات

و لطائف بیان ہوئے اور پانچویں باب میں یہ گزر چکا کہ درود و سلام کا خاص موقع وہ ہے جب نبی علیہ السلام کا ذکر کیا جاتے۔

ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب

ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب کے بارے میں قاضی عیاض رحمہ اللہ نے ابو ابراہیم التیجی کا یہ قول نقل فرمایا ہے جو مسلمان رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرے یا جس کے پاس سرکار کا ذکر کیا جائے اس پر واجب ہے کہ خشوع و خضوع سے سنے آپ کا وقار پیشِ نظر رکھے، بغیر حرکت کئے سکون سے رہے اور سرکار کی ہیبت و جلالت کو اسی طرح ملحوظ رکھے جس طرح آپ کی بارگاہ میں حاضری کے وقت ملحوظ رکھتا ہے اور اسی طرح آپ کا ادب کرے جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہم کو آپ کا ادب سکھایا ہے فرمایا کہ ہمارے سلفِ صالحین اور گزرے ائمہ کا یہی دستور تھا۔

ہمارے اسلاف اور ادبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

امام مالک کے سامنے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جاتا تو آپ کا رنگ بدل جاتا، نالہ کناں ہو جاتے یہاں تک کہ ہم نشینوں پر سخت گراں گزرتا۔ ایک دن اسی سلسلہ میں ان سے گفتگو کی گئی، فرمانے لگے جو میں دیکھتا ہوں اگر تم دیکھ لو تو تمہارا تعجب ختم ہو جائے، میں نے سید القراء محمد بن منکدر کو دیکھا ہے ان سے ہم جب کبھی کوئی حدیث پوچھتے، رو پڑتے یہاں تک کہ ہمیں ترس آ جاتا میں محمد بن جعفر کو دیکھا کرتا، بڑے ظریف الطبع اور ہنس مکھ بزرگ تھے جب ان کے سامنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جاتا تو چہرہ زرد پڑ جاتا، اور میں نے بلا وضو کبھی انکو حدیث رسول بیان کرتے نہیں دیکھا اور عبدالرحمٰن بن قاسم جب نبی علیہ السلام کا ذکر کرتے تو ہم ان کے چہرے کی رنگت دیکھتے جیسے خون ٹپک رہا ہو اور رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی ہیبت سے ان کے منہ میں زبان خشک ہو جاتی تھی اور میں عامر بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا کرتا تھا جب ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا تو اتنا روتے کہ آنکھوں سے آنسو خشک ہو جاتے اور میں نے امام زہری کو دیکھا جو لوگوں سے ہمیشہ گھلے ملے رہتے تھے جب ان کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر کیا جاتا تو اس طرح ہو جاتے جیسے نہ وہ تمہیں پہچانیں نہ تم ان کو۔ اور میں صفوان بن سلیم کے پاس آتا جو بڑے عابد اور مجتہد بزرگ تھے، جب ان کے پاس لوگ حضور علیہ السلام کا ذکر کرتے تو مسلسل روتے رہتے یہاں تک کہ لوگ اٹھ کر چلے جاتے اور انہیں تنہا چھوڑ دیتے، اور ہم لوگ ایوب سختیانی کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے جب ان کے آگے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا تو اتنے روتے کہ ہمیں ترس آنے لگتا الخ۔

حافظ سخاوی نے درج بالا عبارت نقل کرنے کے بعد فرمایا، جب تم نے اس پر غور کیا تو معلوم ہو گا کہ ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت یا نام رسول صلی اللہ علیہ وسلم سن کر تم پر کتنا خشوع و خضوع، وقار و ادب اور درود و سلام کی پابندی واجب ہے الخ اور میں نے امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ کے فتاوے میں یہ عبارت دیکھی ہے۔

امام ابن حجر مکی کا فتوے

سوال: حاضرین اور مؤذنین جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا خلفائے راشدین میں سے کسی کا اسم گرامی سنیں تو کیا یہ جائز ہے کہ باآواز بلند درود و سلام پڑھیں اور رضائے خداوندی کی دعا مانگیں (رضی اللہ عنہ کہیں) اور جب دونوں خطبوں سے (خطیب) فارغ ہو کر دعا مانگے تو بلند آواز سے آمین کہیں یا نہیں؟ یا اس زمانہ میں رافضیوں کی کثرت اور انتشار کی وجہ سے رضی اللہ عنہ کہنا مستحب ہو گا؟ تو آپ نے جواب دیا۔

جواب: نبی علیہ السلام کا ذکر سن کر باآواز بلند درود وسلام پڑھنا بشرطیکہ حدِ اعتدال کے اندر ہو، بلاکراہت جائز بلکہ سنت ہے، فتاویٰ کی اصل عبارت میری تشریح کے ساتھ پیشِ خدمت ہے:۔

"امام نووی وغیرہ نے فرمایا جب خطیب آیۂ کریمہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ الآیۃ پڑھے تو نبی علیہ السلام پر باآواز بلند درود وسلام مکروہ نہیں (جائز ہے) بشرطیکہ حدِ اعتدال پر ہے اور ایسا کیوں نہ ہو؟ جبکہ چاروں مذاہب کے آئمہ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ اقدس سن کر ہر مرتبہ درود شریف پڑھنا واجب بتایا ہے، اسی پر قیاس کیا جائے گا جو مؤذن آج کل خطیب کے سامنے اذان دیتے وقت باآواز بلند درود وسلام پڑھتے ہیں یہ اس وقت ہوتا ہے جب وہ مذکورہ بالا آیتِ کریمہ کی تلاوت کرتا ہے اس کی تائید الجواہر فی الحجیم کی اس عبارت سے بھی ہوتی ہے کہ جو شخص درود وسلام پڑھے اس کے لئے آواز کو بلند کرنا سنت ہے لیکن اس میں حد سے بڑھ کر مبالغہ نہ کرے رہا خطبہ میں صحابۂ کرام کا نام سن کر "رضی اللہ عنہ" کہنا، سو اس میں کوئی حرج نہیں چاہے خاص جلیل القدر صحابۂ کرام کا نام لے کر ذکر کیا جائے جیسا کہ آج کل مشہور ہے، چاہے اجمالاً ان کا ذکر کیا جائے رہا دعا کے جواب میں بلند آواز سے آمین کہنا، سو بہتر یہی ہے کہ اسے ترک کر دیا جائے کیونکہ یہ توجہ کے ساتھ سننے سے مانع ہے اور بلا ضرورت حاضرین کو تکلیف دیتا اور پریشان کرتا ہے، اب جو بلند آواز سے آمین کہنے پر لوگوں کا طریقہ چل نکلا ہے خصوصاً مبالغہ کے ساتھ سو یہ مذموم اور قبیح بدعتوں میں سے ہے لہٰذا اس کو ترک کر دینا چاہیئے۔" واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم الخ مختصراً۔

کتاب الدر المنضود میں ہے کہ نماز پڑھتے جب کسی ایسی آیت پر گزر ہو جس میں حضورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو تو پڑھنے، سننے والے کے لئے

درود وسلام پڑھنا سنّت ہے جیسا کہ صاحب الانوار نے الحلیمی سے نقل کیا ہے اور اس کو ترجیح دی ہے لیکن امام نووی کا فتویٰ یہ ہے کہ نہ پڑھنا مستحب ہے پہلے قول کے مطابق ضمیر لا کر درود شریف پڑھ لے مثلاً صلی اللہ علیہ وسلم تاکہ جن لوگوں کے نزدیک نام لے کر درود پڑھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے ان کے قول سے بھی موافقت ہو جائے۔ اس موضوع پر مزید گفتگو میں نے "شرح العباب" میں کی ہے۔ امام احمد حنبل نے نفل نماز میں اس کو مستحب مانا ہے اور امام حسن بصری علیہ الرحمہ نے مطلقاً مستحب بنایا ہے۔ یہ تفصیل آخری تشہد میں درود شریف کی بحث میں گزر چکی ہے، اور ہمارے نزدیک پہلی تشہد میں درود شریف پڑھنا سنّت ہے اس پر دلیل وہ احادیث ہیں جن میں ایسے لوگوں کی مذمت کی گئی ہے جن کے پاس حضور علیہ السلام کا ذکر ہوا اور وہ درود وسلام نہ بھیجیں اور کبھی نمازی کو آخر میں درود شریف یاد آتا ہے تو اس صورت میں اسی جگہ درود شریف اس کے لئے سنت ہے تاکہ اس مذمت سے بچ نکلے جو درود نہ بھیجنے والوں کے لئے آئی ہے عام اس سے کہ نماز میں ہوں یا نماز سے باہر، اور اوپر کتاب الانوار کے حوالہ سے جو بات گزر چکی اس سے اس کی بھی تائید ہوتی ہے، علاوہ ازیں الحلیمی نے تو اس عمومی قاعدہ کی رو سے کہ جب بھی حضور کا اسم گرامی مذکور ہو، درود شریف بھیجنا واجب ہو جاتا ہے، پہلی تشہد میں بھی درود شریف کو واجب بتایا ہے۔ الخ

ساتواں باب

سرکار پر سلام کی فضیلت کے بیان میں

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل فرماتے ہیں کہ فرمایا "اللہ تعالٰے کے چلنے پھرنے والے فرشتے ہیں جو میری امت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں"۔

اس کو حاکم وغیرہ نے روایت کیا اور کہا اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے جب بھی کوئی شخص ان پر درود یا سلام بھیجے انہیں پہنچ جاتا ہے کہ فلاں آپ پر درود شریف بھیج رہا ہے"۔

اس کو اسحٰق بن راہویہ نے اپنی مسند میں اسی طرح موقوفاً روایت کیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار نے فرمایا "جب بھی کوئی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے اللہ تعالٰی میری روح کو میری طرف لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں سلام کا جواب دیتا ہوں"۔

اس کو امام احمد وغیرہ نے بیان کیا اور امام نووی نے کتاب الاذکار وغیرہ میں اس کو صحیح بتایا اور موفق بن قدامہ نے المغنی میں اس حدیث کو ذکر کیا اور اس میں اتنا اضافہ کیا کہ "جب بھی کوئی شخص مجھ پر میری قبر کے پاس آکر سلام بھیجتا ہے"۔ حافظ سخاوی نے دونوں روایتوں کے متعلق کہا کہ جہاں تک میں نے چھان پھٹک کی مجھے یہ اضافہ

(میری قبر کے پاس) کسی طریقہ سے نہیں ملا اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے یہ حدیث مروی ہے کہ "جو بندہ مسلم میری قبر کے پاس مجھ پر سلام بھیجے، اللہ تعالیٰ اس پر ایک فرشتے کو مقرر فرما دیتا ہے جو مجھ کو وہ سلام پہنچا دیتا ہے"۔ اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں بیان کیا۔

ابن حجر نے الدر المنضود میں فرمایا، نبی علیہ السلام پر سلام بھیجنے کی فضیلت میں جو روایات وارد ہیں ان میں سے ایک حدیث یہ ہے جس رات مجھے مبعوث کیا گیا میں جس حجر (درخت و پتھر) کے پاس سے گزرا اس نے یہی کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ اور ایک حدیث میں ہے "میں مکہ میں اس پتھر کو جانتا ہوں جو بعثت سے قبل مجھ پر سلام بھیجتا تھا"۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں "بے شک مکہ میں ایک پتھر ہے جو میری بعثت کی راتوں کو مجھے سلام کرتا تھا، میرا جب بھی اس پر گزر ہوتا ہے اس کو پہچان لیتا ہوں"۔

ابن حجر نے فرمایا اس روایت میں اشارہ ہے اس حقیقت کی طرف کہ سلف سے لے کر خلف تک ہر زمانے میں یہ جو لوگوں کی زبان پر مشہور چلا آتا ہے کہ یہ وہی پتھر ہے جو اب تنگ گلی میں ظاہر نظر آتا ہے کیونکہ وہ پتھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گزرگاہ پر واقع تھا۔

ایک حدیث وہ ہے جس میں آتا ہے کہ جبریل علیہ السلام نے نبی علیہ السلام کو وضو کرنے کا طریقہ بتایا، آپ نے وضو کیا، پھر دو رکعت تحیۃ الوضو نماز پڑھی، پھر گھر لوٹے تو جس پتھر یا ڈھیلے کے پاس سے گزرتے، وہی سلام عرض کرتا۔ سَلَامٌ عَلَیْکَ

اب اس کے معنی میں اختلاف کیا گیا ہے، ایک معنی یہ کیا گیا ہے، وہ سلام جو اللہ تعالیٰ کا نام اقدس ہے وہ آپ پر یعنی آپ کبھی خیر و برکت سے خالی نہ ہوں اور ہر ناپسندیدہ بات سے آپ محفوظ رہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی بھی اسم گرامی جسے ایک معنی سے نقل کیا جائے جب اس کو کسی چیز پر پڑھا جائے تو اصل لغوی معنی ادا کرے گا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ سلام کا مطلب ہے نقائص اور قابل مذمت باتوں سے سلامتی

اب اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ عَلَیْہِ (الٰہی! حضور پر سلام بھیج) کا معنی ہوگا، الٰہی! حضور کی دعوت، امت اور ذکر میں ہر کمزوری سے سلامتی لکھ دے تاکہ سرکار کی دعوت زمانے کے گزرنے کے ساتھ ساتھ بڑھتی چلی جائے اور آپ کی امت کی دنیا میں کثرت ہو اور آپ کا ذکر بلند ہو اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ سلام کا مطلب سرِ تسلیم خم کرنا، تابع ہو جانا۔ آخری دو معنوں میں عَلٰی کے لفظ سے اس کو متعدی کرنے میں یہ حکمت ہے کہ اب مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے حق میں اس کا فیصلہ کر دے اور اللہ کے فیصلے بندوں پر اس لئے نافذ ہوتے ہیں کہ وہ بندوں کا مالک و بادشاہ ہے اور یہ مفہوم عَلٰی سے ادا ہوتا ہے لہٰذا لفظِ علیٰ لفظِ لَکَ سے بلیغ تر ہے۔

تشہد میں سلام خطاب کی حکمت

اور نماز میں سلام عرض کرتے وقت سرکار کو خطاب کیا گیا حالانکہ سیاقِ کلام غیب کا مقتضی تھا (یعنی تشہد کے شروع میں تمام صیغے غائب کے استعمال ہوئے مگر حضور کو سلام عرض کیا گیا تو خطاب کیا گیا) اس میں یہ حکمت ہے کہ جب نمازی نے بحالتِ نماز التحیات پڑھ کر بارگاہِ خداوندی کے دروازے پر دستک دی تو اس کو بارگاہِ رب العزت میں حاضری کی اجازت مل گئی، وہ اللہ جو زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا اس سے مناجات و سرگوشی کر کے اس نے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کیں، اب اس کو خبردار کیا گیا کہ یہ قربِ خداوندی اور اعزاز اس کو نبی رحمت کے واسطہ اور انکی فرمانبرداری کی برکت سے حاصل ہوا ہے سو نمازی نے غور سے جو دیکھا تو حبیب کو سامنے پایا، اب نمازی نے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ الخ عرض کرتے ہوئے اپنا رخ سرکار کی طرف کر لیا۔

پھر علامہ ابنِ حجر فرماتے ہیں کہ نماز میں سلام کو درود پر مقدم رکھا گیا، حالانکہ آیتِ کریمہ میں پہلے درود شریف اور بعد میں سلام کا حکم آیا ہے اس لئے کہ آیت میں اصل مقصود حکم پر عمل کرانا ہے اور تعمیل میں ابتدا اس سے کی جاتی ہے جس کی اہمیت زیادہ

ہو، جس کی معرفت اور عمل درآمد لازمی ہو اور وہ ہے درود شریف کیونکہ ایک تو یہ اس آیت میں اپنی عظمت شان کی بنا پر اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہے (اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ) دوم اس لئے کہ درود کو سلام لازم ہے بخلاف سلام کے کہ اس سے کچھ معانی اللہ اور فرشتوں کے لئے ثابت نہیں کئے جا سکتے اور وہ ہر ہر تسلیم حکم کرنا اور یقین کرنا جیسا کہ گزر چکا ہے لہٰذا یہ درود کو مستلزم نہیں اس لئے اس کا درجہ درود سے کم ہے اور نماز کی بنا اس بات پر ہے کہ اس میں بندہ مقام ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ترقی کرتا ہے اور نماز کا آخری مرتبہ آخری تشہد ہے لہٰذا اس میں پہلے تو اللہ تعالیٰ کی کامل ثنا اور جامع صفات کے ساتھ حمد و ثنا بیان کی گئی اور وہ ہے التحیات اور اس کے مابعد (الصلوات، الطیبات) کو کامل ثنا اور بلیغ تر انداز میں اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت کرنا اور نماز میں اللہ رب العزت کی تعظیم اور اس کے لئے خشوع و خضوع کے لحاظ سے انتہائی مقصود و مطلوب یہی ہے، پھر جب یہ مرحلہ طے ہو گیا تو اب ہم اس ہستی مقدس کی طرف متوجہ ہوئے جن کے ہاتھوں ہم کو یہ روشن ہدایت ملی، ہم نے اس کی ابتدا سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے سلام عرض کرنے سے کی جن سے اشارہ یہی مقصود تھا کہ معنوی طور پر سرکار ہمارے سامنے ہیں، پھر ہم نے صالحین یعنی نیک بندوں کو سلام کیا جو ہدایت و تبلیغ میں سرکار کے نائب ہیں، پھر ہم نے مقام توحید کے بیان پر نماز ختم کی جس کی بدولت یہ دونوں مرتبے ثابت ہیں، ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کا اور دوسرا اس کے رسول اور رسول اللہ کے نائبین کی سنت و ثنا کا مرتبہ۔ پھر جب یہ مرحلہ بھی طے ہو گیا تو ہم اس سے بالاتر حمد و ثنا کی طرف منتقل ہو گئے جس کے حضور ہماری طرف سے مستحق ہیں اور وہ ہے آپ پر درود بھیجنا لیکن ہم نے اسی پر نماز ختم کی اور اسکو ہم نے اپنی دعا کے ساتھ جا ملایا، وہ دعا جسکا ہم کو

حکم ہے کہ درود شریف کے بعد یا نبیا کریں الخ۔

اور میں الدر المنضود کے دونوں نسخوں میں جو کہ محشی ہیں، ایک ابن حجر کے شاگرد عمر بن محمود البیلونی کا لکھا ہوا اور دوسرا اس کے بیٹے کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے یہ عبارت لکھی دیکھی ہے، ہمارے شیخ (ابن حجر) نے اپنی شرح العباب میں فرمایا، نبی علیہ السلام کو (نماز میں) خطاب کیا گیا ہے (اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ الخ) گویا یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے نمازی امتیوں سے پردہ اٹھا لیا ہے، یہاں تک کہ حضور علیہ السلام ان کے لیے اس طرح نظر آنے لگتے ہیں گویا وہاں حاضر ہیں اور یہ مقام افضل ترین عمل کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے اب یہ مشاہدہ مزید خشوع و خضوع اور حضور قلب کا سبب بن جاتا ہے، پھر میں نے دیکھا کہ امام غزالی نے احیاء العلوم میں لکھا ہے: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ الخ کہنے سے پہلے نبی علیہ السلام کی شکل و صورت کو اپنے دل میں حاضر کرلے اور سمجھ جان کہ تیرا سلام آپ تک پہنچتا ہے اور آپ تجھے مکمل جواب دیتے ہیں۔

سوال۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ہم نبی علیہ السلام کی زندگی میں یوں پڑھتے تھے: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ الخ لیکن جب آپ کی وفات ہوگئی تو ہم نے پڑھنا شروع کر دیا اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ (خطاب ترک کرکے غائب کا صیغہ استعمال کرنا شروع کر دیا)۔

جواب۔ یہ الفاظ ابوعوانہ کے ہیں اس سے صحیح تر الفاظ وہ ہیں جن کو امام بخاری نے روایت کیا ہے اور اس روایت سے معلوم ہوگا کہ یہ قول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا نہیں بلکہ راوی نے یوں سمجھ لیا ہے، امام بخاری کے الفاظ یوں ہیں: فَلَمَّا قُبِضَ قُلْنَا سَلَامٌ یَعْنِیْ عَلَی النَّبِیِّ "جب سرکار کی وفات ہوگئی تو ہم نے کہا سلام یعنی نبی پر" اب اس کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ جس طرح ہم آپ کی زندگی میں سلام

پڑھتے تھے۔ اسی طرح آپ کی وفات کے بعد بھی عمل برابر ہے اور یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ ہم نے خطاب چھوڑ دیا۔ پس جب لفظ میں دونوں احتمال ہیں تو ایک معنی متعین نہ رہا، اس لئے معارضہ صحیح نہیں کہ وجوبِ خطاب معروف مشہور اور ہمیشہ سے اُمّت کا معمول رہا ہے کیونکہ اس کا مقابلہ و معارضہ بخاری کی وہ روایت نہیں کر سکتی جو عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے اور جس کی رو سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ صحابۂ کرام نے سرکار کی وفات کے بعد خطاب کو ترک کر دیا تھا اور غیب کا صیغہ استعمال کرنا شروع کر دیا تھا، یہ ہے ابوعوانہ کے الفاظ، سو وہ لائق التفات نہیں۔ کیونکہ بخاری کی روایت اس سے صحیح تر ہے اور میں واضح کر چکا ہوں کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ لفظ نہیں عَلَى النَّبِيِّ ان کا لفظ صرف یہ ہے قُلْنَا سَلَامٌ "ہم نے سلام پڑھا"۔ راوی اس کا مفہوم یہ سمجھا کہ ہم نے سَلَامٌ عَلَى النَّبِيِّ کا لفظ اختیار کر لیا الخ۔

حضرت زین العابدین بن امام حسین بن علی رضی اللہ عنہم نے ایک شخص کو نبی علیہ علیہ السلام کے روضۂ انور کے پاس ایک گڑھے میں آتے جاتے دیکھا، وہ اس میں دعا کرتا تھا، امام نے فرمایا، میں تجھے ایک بات نہ بتاؤں؟ جو میں نے اپنے باپ، انہوں نے میرے دادا علی کرم اللہ وجہہ اور انہوں نے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی، فرمایا، میری قبر کو عید اور اپنے گھروں کو قبرستان نہ بنا لینا اور مجھ پر سلام بھیجا کرو بیشک تمہارا سلام تم جہاں کہیں بھی ہو مجھے پہنچ جاتا ہے۔ اس کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے اور ان سے ابویعلیٰ نے روایت کیا۔ حافظ سخاوی نے فرمایا، یہ حدیث حسن ہے۔ اور اسمٰعیل القاضی نے کہا، ہم سے ابراہیم بن حمزہ، ان سے عبدالعزیز بن محمد، ان سے سہیل نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کرنے کی نیت سے آیا، اس وقت امام حسین علیہ السلام کے صاحبزادے حسن رضی اللہ عنہ نے

صلے اللہ علیہ وسلم کی قبرِ انور کے قریب ایک مکان میں شام کا کھانا کھا رہے تھے، انہوں نے مجھے بلایا، میں حاضرِ خدمت ہوا، فرمایا، قریب آؤ، کھانا کھاؤ! میں نے عرض کیا کھانے کی حاجت نہیں، فرمایا! کیوں کھڑے ہو؟ میں نے عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے لئے کھڑا ہوں، فرمایا جب مسجد میں داخل ہو سرکار پر سلام عرض کر لیا کرو! کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو (نفل و سنت) اور انکو قبرستان نہ بناؤ! اللہ تعالےٰ یہود پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا اور مجھ پر درود بھیجا کرو کہ تم جہاں کہیں ہو، تمہارا درود مجھے پہنچ جاتا ہے۔

انہی کے متعلق یہ روایت بھی ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو قبرِ انور سے لپٹا دیکھا تو فرمایا اُسے شخص! تو اور اندلس (سپین) کا کوئی شخص بغیر کسی فرق و امتیاز کے برابر ہے۔" مطلب یہ کہ ہر ایک کا درود و سلام اللہ تعالےٰ قیامت تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچاتا رہیگا اور حضرتِ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے "تین چیزوں کو خاص سننے کی طاقت عطا کی گئی ہے، جنت جنتیوں کی باتیں سنتی ہے، جہنم جہنمیوں کی اور میرے سرہانے مقرر شدہ فرشتہ، پس میری امت کا کوئی شخص جب یہ کہتا ہے کہ الٰہی! میں تجھ سے جنت مانگتا ہوں تو جنت کہتی ہے الٰہی! اس کو میرے اندر سکونت عطا فرما، اور جب میری امت کا کوئی شخص یہ کہتا ہے الٰہی! مجھے آگ سے بچانا تو دوزخ کی آگ بھی کہتی ہے الٰہی! اس کو مجھ سے بچانا اور جب میرا کوئی امتی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو میرے سرہانے پر موجود فرشتہ کہتا ہے، یا محمد! یہ فلاں شخص ہے جو سلام عرض کرتا ہے پس آپ بھی اس کو جواب سے نوازیں!"

اس کو ابنِ بشکوال نے بیان کیا۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی علیہ السلام تشریف

لائے تو خوشی آپ کے چہرۂ اقدس پر نمایاں تھی، فرمایا، ابھی ابھی میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے تھے، انہوں نے کہا، "اے محمدؐ! کیا آپ اس پر راضی نہیں کہ آپ کا جو بھی امتی آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے، میں اس پر دس مرتبہ درود بھیجوں گا اور جو بھی آپ کا امتی آپ پر ایک مرتبہ سلام بھیجے گا، میں اس پر دس مرتبہ سلام بھیجوں گا۔" اس کو نسائی وغیرہ نے روایت کیا۔

تیسرے باب میں حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ قول گزر چکا ہے کہ نبی علیہ السلام پر ایک مرتبہ سلام بھیجنا گردنیں آزاد کرنے سے افضل ہے اور علامہ ابنِ حجر نے الدر المنضود میں کلامِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نقل کرنے کے بعد فرمایا "ایک مرتبہ سرکار پر سلام بھیجنا اللہ تعالیٰ تمہاری پر دس مرتبہ سلام بھیجتا اور اللہ تعالیٰ کا ایک سلام کروڑ در کروڑ جنتوں سے افضل ہے"۔ سو تمہیں اس احسانِ عظیم پر مبارک ہو، کیسا کرم ہے الخ۔

ابو محمد جبر نے اپنے شیخ ابوالقاسم بن بشکوال کی کتاب القربٰی میں ضحاک بن قیس کی روایت نقل کی ہے کہ حضرتِ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شخص کو چھینک آئی وہ آدمی الحمد للہ رب العالمین کہہ کر چپ ہو گیا، اس پر حضرتِ ابن عمر نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیج کر تکمیل کیوں نہ کر دی؟

ابو محمد جبر ہی نے محمد بن وضاح کا یہ قول نقل کیا ہے کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جو کوئی جمعرات کے دن عصر کے بعد یہ پڑھے: اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَالرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَرَبَّ الْحِلِّ وَالْحَرَامِ اِقْرَأْ مُحَمَّدًا مِنِّي السَّلَامَ۔

"اے اللہ! حرمت والے مہینے، مشعرِ حرام، رکنِ یمانی اور مقامِ ابراہیم، حل اور حرم کے مالک میری طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیج"۔ اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اس سلام کو سرکار تک پہنچاتا ہے اور کہتا ہے حضور! فلاں کا بیٹا فلاں آپ کو سلام عرض کرتا ہے۔ اور حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے اس شخص کی بہت بڑی فضیلت منقول ہے،

جو یوں کہے "نبی! سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اقدس پر میری طرف سے ہدیہ سلام پہنچا دے"۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ الفاظ اس وقت کہنے چاہئیں جب خواب میں سرکار کا دیدار ہوا اور یہ درود شریف پڑھ لے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى رُوْحِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْاَرْوَاحِ جیسا کہ چھٹے باب میں یہ سب آ رہا ہے، چھٹا باب سوتے جاگتے میں سرکار کی زیارت سے متعلق ہے۔

امام ابو محمد جبر نے اپنی کتاب الملاذ والاعتصام میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور ان الفاظ سے سلام کیا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَوَّلُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اٰخِرُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَاطِنُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ظَاهِرُ فرمایا کہ مجھے اس پر حیرت ہوئی اور میں نے کہا، اے جبریل! میرے جیسی مخلوق کی یہ صفت کیسے ہو سکتی ہے؟ یہ تو اللہ رب العزت کی صفت ہی ہو سکتی ہے۔ کہا یا محمد! آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں اس طرح آپ کو سلام عرض کروں یہ خاص آپ کے لیے ہے، کسی مخلوق کے لیے نہیں، اس نے آپ کا نام اوّل رکھا کیونکہ آپ تمام انبیائے کرام میں اول ہیں، آپ کا نور آپ کے والد آدم علیہ السلام کی پشت میں رکھا گیا، پھر آپ کو ایک پشت سے دوسری پشت کی طرف منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ آپ کا ظہور آخری زمانہ میں کیا اور آپ کا نام آخر رکھا اس لیے کہ آپ آخری نبی ہیں اور تمام انبیاء کو ختم فرمانے والے ہیں، آپ کا نام باطن رکھا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام اپنے نام کے ساتھ پیدائش آدم سے دو ہزار سال پہلے ساق عرش پر لکھا، پھر مجھے آپ پر درود و سلام کا حکم دیا، پس میں نے اے محمد! آپ پر یکے بعد دیگرے دو ہزار سال تک درود و سلام پڑھا یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو بھیجا بشیر و نذیر، داعی الی اللہ باذنہ اور سراج منیر بنا کر۔ آپ کا نام ظاہر رکھا کیونکہ اس نے آپ کو

تمام ادیان پر غالب کیا، آپ کی نبوت اور فضل و شرف کا آسمان والوں کو علم دیا، اسی نے آپ کا نام اپنے نام سے مشتق فرمایا اور آپ کی صفات کو اپنی صفات کا مظہر بنایا، پس آپ کا رب تو محمود ہے اور آپ محمدؐ۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

اس پر نبی علیہ السلام نے فرمایا، اللہ تعالےٰ کا شکر ہے جس نے مجھے اپنی تمام مخلوق پر فضیلت بخشی یہاں تک کہ میرے نام اور صفت کو۔

شاعر کہتا ہے ؎

وَصَفَ الْاِلٰہُ نَبِیَّہٗ بِالْاَوَّلِ شَرَفًا وَقَدْ سَمَّاہُ بِاسْمِ الْاٰخِرِ

وَاشْتَقَّہَا مِنْ وَصْفِہٖ لِیُجِلَّہٗ وَکَذَا اَتٰی عَنْہُ بِوَحْیٍ ظَاہِرٖ

۱۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی کی تعریف انکی بزرگی کے پیشِ نظر اول سے کی اور اسی سے آپ کا نام آخر رکھا۔

۲۔ اور بزرگی دیتے ہوئے انکی اولیّت کو اپنی صفت (اولیّت) سے مشتق فرمایا اور یونہی واضح وحی کے ذریعے آپ سے ثابت ہے

اور حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :۔

؎ فَشَقَّ لَہٗ مِنِ اسْمِہٖ لِیُجِلَّہٗ فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَّھٰذَا مُحَمَّدٌ

"(اللہ نے) آپ کا نام اپنے نام سے مشتق کیا تاکہ اس کو بزرگی دے، پس عرش والا محمود ہے اور یہ محمد ہیں، صلی اللہ علیہ وسلم"۔

پس محمد، محمود سے مشتق ہوئے اور وہ اللہ تعالےٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور وہ خود حمد سے مشتق ہے، پس اللہ تعالےٰ دنیا و آخرت میں آسمانوں اور زمین والوں کا محمود (جس کی تعریف کی جائے) ہے، اب اس نے اپنے نبی پر فضل و کرم فرمایا اور ان کا نام اپنے نام کے ساتھ لکھ کر ان کو تمام نبیوں پر فضیلت بخشی الخ

باب لطائف میں سلام کی فضیلت کے متعلق چند حکایات گزر چکی ہیں کہ درود شریف

کا ایک موقع وہ ہے جب مدینہ شریف میں داخل ہو، ان روایات کی اس موضوعِ سلام سے خاص مناسبت ہے۔

تنبیہہ: "الدر المنضود" میں امام بیہقی سے یہ بات نقل کی گئی ہے کہ انہوں نے فرمایا، "جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ حضور علیہ السلام زندہ ہیں تو (روضۂ انور) پر نہ اس طرح کہا جائے عَلَيْهِ السَّلَامُ اور نہ عَلَيْكَ السَّلَامُ، کیونکہ یہ مُردوں کا سلام ہے، بہت سے مصنّفین کی کتابیں اس سے بھری پڑی ہیں، اس سے بچنا چاہیئے۔"

ابنِ ابی شیبہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُوْلَ اللهِ فرمایا عَلَيْكَ السَّلَامُ نہ کہو کہ عَلَيْكَ السَّلَامُ مُردوں کا سلام ہے۔ اور امام ترمذی نے سندِ حسن کے ساتھ یہ روایت بیان فرمائی ہے کہ ایک صاحب نے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے تین مرتبہ کہا عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُوْلَ اللهِ فرمایا عَلَيْكَ السَّلَامُ مُردے کا سلام ہے، پھر فرمایا، جب کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی سے ملے تو یُوں کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ، پھر آپ نے اس کو سلام کا اس طرح تین بار جواب دیا وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ الخ۔

ابنِ حجر نے کہا، اس سے عدمِ جواز پر استدلال صحیح نہیں اس لئے کہ سرکار کا جواب دینا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ سلام صحیح ہے اور یہی صحیح غرض و مقصد کے تحت مختصر الفاظ سے سلام کرنا یا اس کا جواب دینا درست ہے، جیسا کہ میں نے "شرح ارشاد" میں بیان کیا ہے۔ نیز حدیث میں آتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے قبرستان سے گزرتے وقت یوں سلام کیا تھا "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ" اس سے معلوم ہوا کہ عَلَيْكَ السَّلَامُ کو مُردوں کا سلام فرمانے سے مراد دل کے مردے ہیں کیونکہ زمانۂ جاہلیت میں لوگ اس طرح سلام کرتے تھے، بہر حال اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کے الفاظ سے سلام کہنا مردہ و زندہ دونوں کے حق میں افضل ہے۔ "الدر المنضود" ہی میں علامہ مجد الدین فیروز آبادی مصنّفِ "قاموس"

کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ انور کے پاس درود سے بہتر سلام ہے بوجہ اس حدیث کے جس میں آتا ہے جو مسلمان میری قبر کے پاس مجھ پر سلام بھیجے ! الخ (احدیث گزر چکی ہے)

سلام کے فوائد سلام کے فوائد میں سے ایک تو یہ ہے کہ اس سے محتاجی اور تنگدستی ختم ہو تی ہے، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک صاحب نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور غربت اور فقر و فاقہ کی شکایت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا، جب اپنے گھر جایا کرو تو کوئی اندر ہو یا نہ ہو، سلام کہہ لیا کرو اپھر ہم پر سلام بھیجا کرو اور ایک مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (سورۃ اخلاص مکمل) پڑھ لیا کرو۔ ان صاحب نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالےٰ نے ان پر رزق کی بارش کر دی یہاں تک کہ انہوں نے اپنے پڑوسیوں اور رشتہ داروں کو بھی بہت کچھ دیا۔ اس کو ابو سلم مدینی نے روایت کیا

حضرت عمرو بن دینار نے آیت کریمہ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ "جب گھروں میں داخل ہو تو اپنوں کو سلام کہو!" کے متعلق فرمایا اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو یوں کہو اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلٰٓى اَهْلِ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

ابراہیم نخعی فرماتے ہیں، جب مسجد میں کوئی نہ ہو تو یوں کہو، اَلسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اور جب گھر میں کوئی نہ ہو تو یوں کہو اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اور عارف باللہ سیدی شیخ عبدالرحمٰن العیدروس نے احمد بدوی رضی اللہ عنہ کی کتاب "صلوات" کے اس جملہ یَدِیْنُ اَنْدَرِجَتْ ۱ النَّبِيُّوْنَ تَحْتَ لِوَائِهٖ

۱؎ قیاس کی بنا پر اندرج آنا چاہیئے تھا، اب سہو کاتب ہے یا النبیون بتاویل جماعۃ ہے ۱۲

فَهُمْ مِنْهُ "وہ جن کے پرچم کے نیچے تمام انبیاء علیہم السلام شامل ہیں، پس وہ انہی سے ہیں" یہ شعر کہے، اسی مضمون کی طرف امام بوصیری قدس سرہٗ کا کلام اشارہ کرتا ہے ؎

وَكُلُّ اٰيٍ اَتَى الرُّسُلُ الْكِرَامُ بِهَا　　فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُّوْرِهٖ بِهِمِ

اور جو معجزات انبیاء کرام لے کر آئے وہ آپ ہی کے نور کے سبب ان تک پہنچے۔

فَاِنَّهٗ شَمْسُ فَضْلٍ هُمْ كَوَاكِبُهَا　　يُظْهِرْنَ اَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلَمِ

بے شک حضور فضل و کرم کے سورج ہیں جو اندھیروں میں اپنے انوار لوگوں کے سامنے ظاہر کرتے ہیں۔

علامہ ابن مرزوق رحمہ اللہ نے ان اشعار کی تشریح میں فرمایا، جو معجزہ جو نبی لے کر آیا، وہ معجزہ اس نبی تک نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے پہنچا، کتنی پیاری بات فرمائی فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُّوْرِهٖ بِهِمِ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور کا نور ہمیشہ ضیاء پاشیاں کرتا رہا ہے اور اس میں کوئی کمی نہیں ہوتی، اگر اس کے بجائے فرماتے فَاِنَّمَا هِيَ مِنْ نُّوْرِهٖ تو وہم پیدا ہوتا کہ ان پر نور کی ایک جھلک پڑی اور پھر باقی نہیں رہی حالانکہ ان سب کے معجزات بھی نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل تھے کیونکہ حضور فضل و کرم کے سورج ہیں اور باقی انبیائے کرام اس کے ستارے اور ستارے لوگوں کے لئے اندھیروں میں سورج ہی کی روشنی پھیلاتے ہیں، یہ ستارے خود بخود ضیابار نہیں ہوتے بلکہ سورج سے روشنی حاصل کرتے ہیں اور سورج جب پس پردہ ہو تو یہ اسی کی روشنی بکھیرتے ہیں یونہی انبیائے کرام صلی اللہ علیہ وسلم سرکار کے ظہور سے پہلے آپ ہی کی فضیلت کا مظہر تھے ؎

فَاِنْ جَاءَ بَعْدَ الْاَنْبِيَاءِ مُؤَخَّرًا
لَقَدْ كَانَ قَبْلَ الْاَنْبِيَاءِ مُقَدَّمَا
وَكَانُوْا لَهُ الْحِجَابَ فِيْ مَوْكِبِ الْهُدٰى

وَلَا غَرْوَ لِلْحِجَابِ اَنْ تَتَقَدَّمَا

اَقَامَ قَنَاةَ الدِّيْنِ بَعْدَ اعْوِجَاجِهَا

فَمَنْ بَعْدَهٗ مَا اعْوَجَّ مَا كَانَ قَوَّمَا

۱۔ اگرچہ حضور تمام انبیاء کے بعد تشریف لائے مگر اصل وجود کے لحاظ سے یقیناً سب سے پہلے تھے

۲۔ اور وہ (انبیائے کرام) قافلۂ ہدایت ہیں، سرکار کے سامنے پردہ بن گئے۔ اور انکو پردہ کی بناء پر ذرہ بھی دھوکا نہیں ہوا کہ آپ سب سے اوّل ہیں۔

۳۔ دین خداوندی کے پودے کو ٹیڑھا ہونے کے بعد حضور نے سیدھا فرمایا۔ پس حضور کے بعد کون ہے جو آپ کے سیدھے کیئے کو ٹیڑھا کر سکے۔

اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جو عرض کیا تھا کہ مجھے اللہ تعالے نے آپ پر اس طرح درود بھیجنے کا حکم دیا ہے:۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَوَّلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اٰخِرُ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَاطِنُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ظَاهِرُ

"اے اول! آپ پر سلام، اے آخر! آپ پر سلام، اے باطن! آپ پر سلام، اے ظاہر! آپ پر سلام"۔

اس کا اشارہ بھی اسی مضمون کی طرف ہے، سیدی القطب الصفی القشاشی اور ان کے شیخ الشناوی قدس سرہما مدینہ منورہ میں مواجہہ شریف کے سامنے انہی الفاظ سے سلام عرض کرتے تھے الخ

آٹھواں باب

درود شریف کن الفاظ سے پڑھنا چاہیئے؟

اس باب میں درود شریف کے بارے میں وہ مباحث ذکر کئے جائیں گے جو میری کتاب "افضل الصلوت" میں یا تو ذکر ہی نہیں کئے گئے یا اگر بعض کا ذکر ہوا بھی تو دوسرے اسلوب و کیفیت سے۔ حافظ سخاوی نے ابن صدی کی جو وضاحت نقل کی ہے، اس کی عبارت یہ ہے "نبی علیہ السلام پر درود شریف پڑھنے کی کیفیات میں بہت سی احادیث مروی ہیں، صحابہ کرام اور بعد کے سلف صالحین کا مسلک اس بارے میں یہ ہے کہ درود و سلام کے الفاظ کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ منصوص ہی ہوں یعنی قرآن و سنت میں مذکور ہوں، بلکہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق بخشی ہے کہ ایسے فصیح و بلیغ الفاظ استعمال کرے جو سرکار کے ادب و احترام اور عظمت و کمال کے مظہر ہوں، کر سکتا ہے۔"

انکی دلیل حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد ہے۔

اَحْسِنُوا الصَّلٰوةَ عَلٰی نَبِیِّکُمْ فَاِنَّکُمْ لَا تَدْرُوْنَ لَعَلَّ ذٰلِکَ یُعْرَضُ عَلَیْهِ

"اپنے نبی پر خوبصورت انداز سے درود بھیجا کرو، تمہیں کیا معلوم کہ وہ آپ پر پیش کئے جاتے ہیں۔"

پھر سخاوی نے بعض کیفیات ذکر کرنے کے بعد فرمایا، اس طریق سے یہ کیفیت دلیل ہے اس بات کی کہ یہ کیفیت توقیفی ہے محض راویوں کا اختلاف نہیں کیونکہ طرق متواترہ سے مختلف انواع و کیفیات کا ثبوت ملتا ہے اور اس

میں کوئی شک نہیں کہ جو شخص ان میں سے کسی بھی صحیح ثابت شدہ کیفیت و طریق سے درود شریف پڑھے، وہ اس فرض کی ادائیگی سے عہدہ برآ ہو جائے گا اور یہ اجماع و اتفاق اس بات کی واضح دلیل و شہادت ہے کہ پڑھنے والے کو کسی بھی طریق کا انتخاب کرنے کا اختیار ہے اور اہل نظر کے نزدیک ایسے الفاظ کو اختیار کرنا واجب ہے۔ جن کی سند صحیح تر اور معنی مکمل تر ہو اور بلا خلاف جو شخص سرکار پر مکمل درود بھیجنا چاہے اور سلسلہ میں سعیٔ بلیغ کرے، وہی بہتر طور پر ادائے وجوب بھی کر سکے گا، رہی یہ بات کہ محلِ وجوب کہاں کہاں ہے؟ اور تکرارِ وجوب ہے یا نہیں؟ سو اس جگہ اسکی تفصیل ممکن نہیں۔

مصنّف کو خواب میں تنبیہ جوانی کے زمانہ میں جب میں نبی علیہ السلام پر درود بھیجتا تو یوں کہتا:۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَسَلَّمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

تو مجھے خواب میں کہا گیا کیا تو نبی علیہ السلام سے بڑھ کر فصیح ہے؟ یا کلمات کے معانی اور مفصّل جامع کلمات کو جاننے والا ہے؟ اگر مفصّل کلام میں کوئی زائد معنی نہ ہوتا تو سرکار اس تفصیل میں نہ پڑتے، اس پر میں نے اللہ تعالٰے سے معافی مانگی اور وجوب و استحباب پر وارد مقامات پر نص تفصیل کی طرف رجوع کیا، اب اگر طوالت کی گنجائش ہو تو جہاں تک اللہ چاہے کلماتِ تعظیم و تکریم کا اضافہ کر لیتا ہوں یہ سب اس کی مہربانی ہے الخ۔

شیخ جمل نے شرح دلائل الخیرات میں مصنّف کے قول اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى جَمِيْعِ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ کے ہمراہ اتنا اضافہ کیا ہے،

مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَغَيْرِهِمْ وَمَنْ اَسْلَمَ قَبْلَ الْفَتْحِ اَوْ بَعْدَهٗ وَمَنْ طَالَتْ صُحْبَتُهٗ لَهٗ وَغَيْرِهٖ وَمَنْ كَانَ مِنْ ذِيْ قَرَابَتِهٖ وَغَيْرِهٖ وَمَنْ صَحِبَهٗ صُحْبَةً خَاصَّةً اَوْ عَامَّةً وَمِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَاءِ وَمِنَ الْاَحْرَارِ وَالْمَوَالِيْ وَالْعَبِيْدِ وَمِنَ الْبَالِغِيْنَ وَ الصِّبْيَانِ وَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ۔

ترجمہ: الٰہی! درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ پر یعنی مہاجرین، انصار اور دوسروں پر اور جو فتح مکہ سے پہلے یا اس کے بعد اسلام لائے اور جنکو سرکار کی طویل صحبت میسر ہوئی ان پر اور دوسروں پر اور جو سرکار کے رشتہ دار تھے ان پر اور دوسروں پر اور ان پر جن کو سرکار کی خصوصی یا عمومی صحبت میسر ہوئی خواہ مرد ہوں یا عورتیں، آزاد ہوں یا غلام یا موالی، بالغ ہوں یا بچے انسان ہوں یا جن۔

تمام صحابۂ کرام کا بھی شمار کیا (اجمالی) اور اسی طرح تمام "مخضرمون" کا بھی (جو سرکار کی حیات ظاہری میں مسلمان ہوئے لیکن ملاقات نہ کرسکے) مثلاً نجاشی اور اویس قرنی رضی اللہ عنہم، حالانکہ صحابۂ کرام پر درود کسی نص میں وارد نہیں ہوا[1]

---

[1] اس لئے کہ آل کا لفظ خود اتنا جامع ہے جو ساری امت مرحومہ کو شامل ہے کیونکہ قرآن کی رو سے آل نبی وہ تمام لوگ ہیں جو نبی کی غلامی میں آگئے خواہ نسبی نسبت آپ سے رکھتے ہوں یا نہ، البتہ بعد میں جب روافض نے صحابہ کرام کو اس سے خارج ماننا شروع کیا تو اہل سنت نے ان کی تردید کے لئے صحابہ کا ذکر بھی ضروری سمجھا لہذا لفظ صحابہ کا اضافہ ضروریًا کیا گیا ہے۔ لیغیظ بھم الکفار (مترجم)

آپ سے صرف آل پر درود ثابت ہے، پھر ائمہ کرام نے آل پر قیاس کرتے ہوئے صحابہ پر درود بھیجنے کو مستحب قرار دیا، عارف صاوی نے تفسیر جلالین کے حاشیہ میں آیہ کریمہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ کی تفسیر میں شارح کے قول قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَلِّمْ کی تشریح میں فرمایا نبی علیہ السلام پر درود پڑھنے کے صیغے اتنے ہیں کہ شمار سے باہر ہیں اور ان میں سب سے افضل وہ الفاظ ہیں جن میں آل اور صحابہ کرام کا ذکر ہو لیس جو شخص ان میں سے کسی صیغہ کو اختیار کرلے اسے خیر عظیم حاصل ہو جائے گی۔

پہلا درود

یہ وہ درود ہے جس میں اس کتاب کے جامع نے وہ تمام کیفیات جو احادیث میں وارد ہوئی ہیں بلفظہٖ جمع کر دی ہیں۔

۱۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

۲۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعٰلَمِیْنَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

۳۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰٓی اٰلِ

مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيْمَ وَعَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلَىٰ مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيْمَ وَعَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

۴۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيْمَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيْمَ۔

۵۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

۶۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيْمَ وَعَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيْمَ وَعَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

۷۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيْمَ وَآلِ وَبَارِكْ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيْمَ وَآلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

۸۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلَىٰ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

۹۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى
اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

۱۰۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَاَهْلِ
بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ
حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

۱۱۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا
صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى
اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ۔

۱۲۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

۱۳۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

۱۴۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
فِى الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

۱۵۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ
عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ
مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ وَبَارَکْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰٓی
اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

۱۶۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰٓی اٰلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اٰلِ
اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْنَا
مَعَھُمْ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰٓی اَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلَیْنَا مَعَھُمْ
صَلٰوۃُ اللّٰہِ وَصَلٰوۃُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی مُحَمَّدٍ
النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ۔

۱۷۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِکَ وَرَحْمَتَکَ وَبَرَکَاتِکَ
عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَخَاتَمِ
النَّبِیِّیْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ اِمَامِ الْخَیْرِ
وَرَسُوْلِ الرَّحْمَۃِ اَللّٰھُمَّ ابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا
یَّغْبِطُہٗ بِہِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی
مُحَمَّدٍ وَّاَبْلِغْہُ الْوَسِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ
مِنَ الْجَنَّۃِ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِی الْمُصْطَفَیْنَ مَحَبَّتَہٗ
وَفِی الْمُقَرَّبِیْنَ مَوَدَّتَہٗ وَفِی الْاَعْلَیْنَ ذِکْرَہٗ
وَدَارَہٗ وَالسَّلَامُ عَلَیْہِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ

عَلٰۤی اِبْرَاهِیْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ
اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا
بَارَکْتَ عَلٰۤی اِبْرَاهِیْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ
حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

۱۸۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ
عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ وَبَارَکْتَ
عَلٰۤی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

۱۹۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ
عَلٰۤی اِبْرَاهِیْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ
وَارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ کَمَا رَحِمْتَ عَلٰۤی
اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰۤی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ
حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

۲۰۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا
صَلَّیْتَ عَلٰۤی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰۤی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ
حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤی
اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰۤی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰۤی
اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ، اَللّٰهُمَّ وَتَرَحَّمْ
عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰۤی
اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰۤی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ
وَتَحَنَّنْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا تَحَنَّنْتَ

عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ
اَللّٰهُمَّ وَ سَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
سَلَّمْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ
حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

۲۱۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ
عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ وَ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی
اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا سَلَّمْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ وَ تَحَنَّنْ
عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰٓی
اِبْرَاهِیْمَ وَّاٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

۲۲۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی
اِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا
وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا رَحِمْتَ اِبْرَاهِیْمَ وَاٰلَ اِبْرَاهِیْمَ
وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

۲۳۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ
مَّجِیْدٌ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
بَارَكْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ
حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

۲۴۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ اِلنَّبِیِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ

الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِہٖ وَاَھْلِ بَيْتِہٖ۔

۲۵۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

۲۶۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

۲۷۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِيْمَ۔

۲۸۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِی الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

۲۹۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَتَرَحَّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ۔

۳۰۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا

وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا رَحِمْتَ اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلَ اِبْرَاهِيْمَ۔

۳۱۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

۳۲۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ اِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا يَّغْبِطُهُ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

۳۳۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اَهْلِ بَيْتِهٖ وَعَلٰٓى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اَهْلِ بَيْتِهٖ وَعَلٰٓى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

۳۴۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

۳۵۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ

النَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ ذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

۳۶۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَآ اَمَرْتَنَآ اَنْ نُّصَلِّيَ عَلَيْهِ وَصَلِّ كَمَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُّصَلّٰى عَلَيْهِ۔

۳۷۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تَكُوْنُ لَكَ رِضًى وَّ لِحَقِّهٖ اَدَآءً وَّ اَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْمَقَامَ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ وَاجْزِهٖ عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهٗ وَاجْزِهٖ عَنَّا مِنْ اَفْضَلِ مَا جَزَيْتَ نَبِيًّا عَنْ اُمَّتِهٖ وَصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصَّالِحِيْنَ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

۳۸۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

۳۹۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِي الْاَرْوَاحِ وَعَلٰى جَسَدِهٖ فِي الْاَجْسَادِ وَعَلٰى قَبْرِهٖ فِي الْقُبُوْرِ۔

۴۰۔ جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ۔

یہ وہ درود شریف ہیں جو حدیثوں میں آئے ہیں، میں نے انکو حافظ سخاوی کی کتاب القول البدیع سے نقل کیا ہے، میں نے اپنی طرف سے کوئی اضافہ نہیں کیا، اب جو کوئی اس نیت سے کہ جو درود شریف حضور علیہ السلام سے منقول ہے اس میں فضیلت و ثواب زیادہ ہے، منقول و مسنون پر کاربند ہونا چاہیے، وہ ان

پر کاربند ہو جائے، میں نے ہر دو روایتوں یا درودوں کے درمیان نمبر شمار دے دیئے ہیں اب میں اسی ترتیب سے نمبر وار ان احادیث کے حوالہ جات بیان کر دیئے ہیں، ملاحظہ ہوں:۔

۱۔ اس کو مسلم نے ابو مسعود انصاری بدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۲۔ اس کو امام مالک نے موطا میں اور ابوداؤد، ترمذی، نسائی، بیہقی نے دعوات میں ابومسعود رضی اللہ عنہ سے ہی روایت کیا۔

۳۔ اس کو بھی امام احمد، ابن حبان، دارقطنی اور بیہقی نے ابومسعود رضی اللہ عنہ سے ہی روایت کیا۔

۴۔ اس حدیث کو اسماعیل قاضی نے مختلف طرق سے عبدالرحمن بن بشیر بن مسعود سے مرسلاً روایت کیا۔

۵۔ اس کو امام بخاری اور مسلم نے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۶۔ اس کو بھی امام بخاری نے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے ہی رفعاً بیان کیا۔

۷۔ اس کو امام شافعی نے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۸۔ اسکو اسمٰعیل قاضی نے حسن سے مرسلاً روایت کیا۔

۹۔ اس حدیث کو ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور نے حسن سے مرسلاً روایت کیا۔

۱۰۔ اس حدیث کو اسماعیل قاضی نے ابراہیم نخعی سے مرسلاً روایت کیا۔

۱۱۔ اسکو امام بخاری نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۱۲۔ اس کو بخاری و مسلم وغیرہ نے ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۱۳۔ اس کو بھی امام احمد اور ابوداؤد نے ابوحمید سے روایت کیا۔

۱۴۔ اس کو بھی ابن ماجہ نے ابوحمید ہی سے روایت کیا

۱۵۔ اس کو حاکم نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۱۶۔ اس کو بھی دارقطنی اور ابن شاہین نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی روایت کیا۔

۱۷۔ اس کو بھی ابن ابی عاصم نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی روایت کیا۔

۱۸۔ اسکو النمیری نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

۱۹۔ اسکو بھی ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

۲۰۔ اس کو ابن بشکوال اور ابن مسدی نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۲۱۔ اس کو ابن مسدی نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

۲۲۔ اس کو ابن مسدی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔

۲۳۔ اس کو نسائی اور خطیب وغیرہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۲۴۔ اسکو ابو داؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۲۵۔ اس کو امام احمد اور طبری نے طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۲۶۔ اس کو امام احمد وغیرہ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۲۷۔ اسکو امام شافعی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۲۸۔ اس کو بھی طبری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۲۹۔ اس کو امام بخاری نے الادب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہا میں قیامت کے دن اس کے حق میں گواہی دونگا اور اسکی شفاعت کروں گا۔

۳۰۔ اس کو بھی ابن ابی عاصم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت کیا۔

۳۱۔ اسکو امام احمد وغیرہ نے بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۳۲۔ اس کو احمد بن منیع نے اپنی مسند میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

۳۳۔ اس کو عبدالرزاق نے ایک صحابی سے روایت کیا، ابن طاؤس نے کہا میرے والد بھی یونہی فرمایا کرتے تھے۔

۳۴۔ اس کو ابوداؤد وغیرہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو پورا پورا ناپ لینا چاہے ہم اہلبیت پر اس طرح درود بھیجے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ الخ۔

۳۵۔ اس کو ابن عدی وغیرہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو یہ بات پسند ہو کہ اسے پورا پورا ناپ ملے تو ہم اہل بیت اس طرح درود بھیجے: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِکَ الخ۔

۳۶۔ اس کو ابوسعید نے اپنی کتاب شرف المصطفٰے میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۳۷۔ اس حدیث کو ابن ابی عاصم نے اپنی بعض تصانیف میں مرفوعاً روایت کیا۔

۳۸۔ اس کو امام احمد وغیرہ نے رویفع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص کہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ الخ اس کیلئے میری شفاعت واجب ہو گئی۔

۳۹۔ اس کو ابوالقاسم التیمی نے الدرالمنظم فی المولد المعظم میں ذکر کیا ہے کہا کہ حضور علیہ السلام سے روایت نقل کی جاتی ہے کہ آپ نے فرمایا، جو ارواح میں روح محمد پر درود بھیجے الخ خواب میں مجھے دیکھے گا۔ اور جس نے مجھے خواب میں دیکھا، قیامت کے دن مجھے دیکھیگا اور جس نے مجھے قیامت کو دیکھ لیا، میں اسکی شفاعت کروں گا اور جس کی میں نے شفاعت کر دی وہ میرے حوض (کوثر) سے پیئے گا اور اللہ تعالٰی اس کے جسم کو آگ پر

علم کر دے گا۔

۴۰۔ اس کو ابو نعیم وغیرہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ سرکار نے فرمایا، جو کوئی یہ الفاظ کہے جَزَیَ اللّٰہُ الخ اس نے ستّر فرشتوں کو ایک ہزار صبح تک تھکا دیا۔ (سرکار کی خدمت میں رحمتیں اور پڑھنے والے کو اجر و ثواب پہنچا پہنچا کر)۔

تنبیہ علامہ ابن حجر نے "الدر المنضود" میں کہا، گذشتہ بہت سی روایات میں نبی علیہ السلام نے صرف اپنا اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ذکر فرمایا ہے حالانکہ مقامِ تعلیم میں بجائے اسم علم کے دیگر مناسب اسمائے وصفی (مثلاً معلّم وغیرہ) کا ذکر مناسب تر نظر آتا ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ سرکار نے اپنے رب کے حضور عاجزی کو ترجیح دی ہے یا اپنے والد محترم ابراہیم علیہ السلام سے موافقت فرمائی ہے کہ سرکار نے (درود شریف میں) ان کا اسم علم ذکر فرمایا ہے اور اسم ذاتی کے ساتھ کسی وصف کا ذکر نہیں فرمایا، اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہ آپ کے عظیم الشان اوصاف ذکر کے محتاج نہیں (عیاں راچہ بیان ؟) رہا بعض روایات مذکورہ میں اسم گرامی کے بعد ان اسمائے توصیفی کا ذکر مثلاً عَبْدِكَ وَ نَبِيِّكَ وَ رَسُوْلِكَ الخ وغیرہ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں مقامِ نبوّت کا بیان تھا جس کا تقاضا ہے کہ آپ کے ادب و احترام کے پیش نظر آپ کے اوصاف عظیمہ کا ذکر کیا جائے۔ حاصل کلام یہ کہ نبی علیہ السلام کی تشہدات مختلف ہیں، اکثر مقامات پر مقامِ تواضع کو آپ نے ترجیح دی اور یہ اکثر روایات میں آتا ہے اور کبھی آپ نے امر واقعی کا بیان فرمایا تاکہ اس سے امت کو ہدایت ہو اور اکمل و اعلیٰ صورت کو اختیار کر کے وہ اپنے لئے بھلائی حاصل کر سکیں اور کبھی تو ایسا کرنا ضروری ہوتا ہے مثلاً التحیات میں اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ الخ اب یہاں انہی الفاظ پر اکتفا کیا

جائے گا جو احادیث میں وارد ہوئے ہیں تاکہ روایاتِ تشہد میں موافقت و مطابقت پیدا ہو، بخلاف ان روایات کے جن میں درود شریف کی تعلیم دی گئی ہے جیسا کہ گزر چکا ہے، ان میں اختلاف ہے۔

سوال کیا وجہ ہے کہ تشہد میں سلام (اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ الخ) سے متعلق الفاظ کی روایات میں کوئی اختلاف نہیں لیکن درود شریف کے الفاظ میں اختلاف ہے؟

جواب اس میں حکمت یہ ہے کہ درود شریف میں مقامِ تواضع ہے کہ یہاں سرکار کا نامِ اقدس آپ کے والدِ محترم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نامِ مبارک کے مقابلہ میں آ رہا ہے پس آپ نے تواضع کو ترجیح دی ہے بر خلاف القابِ عالیہ کے ہر روایت میں اپنا اسمِ ذاتی ذکر فرمایا (ادب کا یہی تقاضا تھا) جیسا کہ اکثر روایات میں گزر چکا ہے لیکن تشہد میں یہ تقابلی صورت نہ تھی لہذا آپ نے وہ الفاظ منتخب فرمائے جن میں امت کے زیادہ فائدے ہوا یعنی آپ کا ذکرِ گرامی اس انداز سے کیا جائے جو آپ کے شایانِ شان ہو اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ اور اہلِ اسلام نے آپ کا نامِ نامی لے کر اس طرح نہیں کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مُحَمَّدُ (صلی اللہ علیہ وسلم)

سوال حدیثِ ترمذی میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے ایک نابینا کو یہ دعا سکھائی یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ یہاں تو سرکار کو نام لے کر پکارا گیا ہے؟

جواب یہ دعا اور حضور کا وسیلہ حاصل کرنے کا مقام ہے لہذا انکساری و تواضع کے مناسب تر یہی صورت ہو سکتی ہے، علاوہ ازیں سرکار نے یا محمد سے پہلے اپنے حقیقی مقام و مرتبہ کو بدیں الفاظ بیان فرمایا بِنَبِیِّكَ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ پس اس پر غور کیجئے اور ادھر ادھر دھیان نہ دیجئے۔

سوال حدیثِ شفاعت میں آتا ہے کہ جب تمام لوگ عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں پہنچیں گے تو آپ فرمائیں گے اِذْهَبُوْا اِلٰی مُحَمَّدٍ محمد صلی اللہ

علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤ! یہاں بھی سرکار کا نام لیا گیا ہے۔

جواب یہ تو اس بات کا اعلان ہوگا کہ جس مقامِ محمود کا وعدہ سرکار سے کیا گیا ہے آج وہ صرف آپ کو حاصل ہے اسی لئے جب آپ اپنے رب کے حضور سجدے میں گریں گے تو ارشاد ہوگا یا محمد ارفع رأسک اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ! صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ اسی کا اظہار ہوگا اور یہ اعلان ہوگا کہ آپ کی شفاعت قبول ہے، اسی لئے اس کے بعد ارشادِ خداوندی ہوگا قُلْ یُسْمَعْ لَکَ "تم بات کرو تمہاری سنی جائے گی" حضور کی زندگی ظاہری یا وفات کے بعد جب بھی ہمارا سرکار کو یا محمد کے الفاظ سے پکارنا تعظیم و تکریم سے خالی ہوگا، حرام ہوگا[1] یہ اس وقت ہوگا جب تعظیم و تکریم کی کوئی دلیل اس کے ساتھ نہ ہو جیسا کہ فتاویٰ شہاب الرملی میں لکھا ہے۔

دوسرا درود شریف[2]

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَ رَسُوْلِکَ

---

[1] قرآن کریم میں ہے لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا رسول پاک کو آپس ایسے مت پکارو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو یہاں گمان گزرتا ہے کہ یا محمد کہہ کر پکارنا ممنوع ہو گیا لیکن خوب سمجھ لیجئے کہ یا محمد کہہ کر پکارنا اگر عامیانہ پن اور گستاخانہ لہجے سے ہے تو حرام ہے لیکن یہی لفظ جب وارفتگی کے عالم میں والہانہ انداز میں زبان پر آجائیں تو مغز قرآن، روح ایمان، رمز دین بن جاتے ہیں جیسے ہجرت کے موقع پر مدینہ منورہ میں داخلے کے وقت تمام صحابہ کرام چھوٹے بڑے مرد عورتیں وہاں کی دستکتے تھے یا محمد! یا رسول اللہ! مسلم ج ۲ باب ہجرت۔ (مترجم)

النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ ذُرِّيَّتِهٖ وَ اَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِى الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ ذُرِّيَّتِهٖ وَ اَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِى الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

ترجمہ :۔ الٰہی! رحمت بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تیرے بندے اور رسول نبی امی ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر اور آپ کی بیویوں پر اور اہل ایمان کی مائیں ہیں اور آپ کی اولاد پر اور آپ کے گھر والوں پر جیسے تو نے رحمت بھیجی ابراہیم علیہ السلام پر اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر جہانوں میں بیشک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔ الٰہی برکت بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تیرے بندے اور رسول نبی امی ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر اور آپ کی بیویوں پر جو اہل ایمان کی مائیں ہیں اور آپ کی اولاد اور اہلبیت پر جیسا تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام پر اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر جہانوں میں، بے شک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔

اس درود کو حافظ عراقی نے احادیث صحیحہ سے نقل کر کے جمع کیا ہے اور یہ مقدار اس سے زائد ہے جس کو امام نووی نے چند الفاظ میں نقل فرمایا ہے اور امام نووی کا یہ خلاصہ میری کتاب "افضل الصلوٰت" میں دوسرے نمبر پر لکھا گیا اور اس کیفیت پر علامہ ابن حجر مکی نے کچھ اضافہ فرمایا ہے جسے "افضل الصلوٰت"

میں تیسرے نمبر پر لکھا گیا ہے۔

تیسرا درود شریف

جسے حافظ سخاوی نے احادیث سے جمع کیا ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ بَارِكْ وَ تَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ
وَ نَبِيِّكَ وَ رَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ
وَ اِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ اِمَامِ الْخَيْرِ وَ قَائِدِ
الْخَيْرِ وَ رَسُوْلِ الرَّحْمَةِ وَ عَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَ اُمَّهَاتِ
الْمُؤْمِنِيْنَ وَ ذُرِّيَّتِهٖ وَ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ
وَ اَنْصَارِهٖ وَ اَتْبَاعِهٖ وَ مُحِبِّيْهِ كَمَا صَلَّيْتَ وَ
بَارَكْتَ وَ تَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ
اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَ صَلِّ
وَ بَارِكْ وَ تَرَحَّمْ عَلَيْنَا مَعَهُمْ اَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ
وَ اَزْكٰى بَرَكَاتِكَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُوْنَ وَ
غَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ الْغٰفِلُوْنَ عَدَدَ الشَّفْعِ وَ الْوَتْرِ
وَ عَدَدَ كَلِمَاتِكَ التَّامَّاتِ الْمُبَارَكَاتِ وَ عَدَدِ
خَلْقِكَ وَ رِضَا نَفْسِكَ وَ زِنَةَ عَرْشِكَ وَ مِدَادَ
كَلِمَاتِكَ صَلٰوةً دَائِمَةً بِدَوَامِكَ اَللّٰهُمَّ
ابْعَثْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا يَّغْبِطُهٗ بِهِ
الْاَوَّلُوْنَ وَ الْاٰخِرُوْنَ وَ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ
عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ تَقَبَّلْ شَفَاعَتَهُ الْكُبْرٰى

وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ الْعُلْيَا وَ اَعْطِهٖ سُؤْلَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ
وَالْاُوْلٰى كَمَا اٰتَيْتَ اِبْرَاهِيْمَ وَمُوْسٰى اَللّٰهُمَّ
اجْعَلْ فِي الْمُصْطَفَيْنَ مَحَبَّتَهٗ وَفِي الْمُقَرَّبِيْنَ
مَوَدَّتَهٗ وَفِي الْاَعْلَيْنَ ذِكْرَهٗ وَاَجْزِهٖ عَنَّا مَا هُوَ
اَهْلُهٗ خَيْرَ مَا جَزَيْتَ نَبِيًّا عَنْ اُمَّتِهٖ وَاجْزِ الْاَنْبِيَآءَ
كُلَّهُمْ خَيْرًا صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَصَلَوَاتُ الْمُؤْمِنِيْنَ
عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ وَمَغْفِرَتُهٗ وَرِضْوَانُهٗ اَللّٰهُمَّ
اَبْلِغْهُ مِنَّا السَّلَامَ وَارْدُدْ عَلَيْنَا مِنْهُ السَّلَامَ وَاَتْبِعْهُ مِنْ اُمَّتِهٖ
وَذُرِّيَّتِهٖ مَا تُقِرُّ بِهٖ عَيْنَهٗ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ۔

ترجمہ: الٰہی درود و برکت اور رحمت بھیج محمد پر جو تیرے بندے، نبی اور امی رسول ہیں، رسولوں کے سردار، پرہیزگاروں کے پیشوا، نبیوں میں آخری، نیکی کے پیشوا، نیکی کے رہنما، رحمت والے نبی، ان کی بیویوں پر جو اہل ایمان کی مائیں ہیں اور انکی اولاد اور گھر والوں پر اور ان کے آل و اصحاب پر اور ان کے مددگاروں پر اور ان کے پیروکاروں پر اور ان سے محبت کرنے والوں پر جیسے تو نے درود، برکت اور رحم فرمایا ابراہیم اور ابراہیم کی آل پر جہانوں میں بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے اور درود، برکت اور رحم فرمان کے ہمراہ ہم پر اپنا افضل ترین درود اور اپنی پاکیزہ تر برکتیں، جب تک ذکر کرنے والے تیرا ذکر کریں اور غافل تیرے ذکر سے غفلت کریں، جفت و طاق کی گنتی کے برابر اور تیرے مکمل بابرکت کلمات کے برابر اور تیری

مخلوق کی تعداد کے برابر اور تیری رضا کے برابر اور تیرے عرش کی زینت کے برابر اور تیرے کلمات کی سیاہی کے برابر ایسا درود جو تیرے دوام کے ساتھ ساتھ دائمی ہو، الٰہی! قیامت کے دن انکو مقام محمود پر فائز فرمانا جس سے پہلے پچھلے ان پر رشک کریں اور بروز قیامت ان کو اپنے قرب میں جگہ بخشنا اور انکی شفاعتِ کبریٰ قبول فرمانا اور ان کا درجہ اور بلند فرمانا اور وہ دنیا و آخرت میں جو مانگیں عطا فرمانا جیسے تو نے ابراہیم و موسےٰ کو عطا فرمایا، الٰہی! اپنی برگزیدہ ہستیوں میں انکی محبت پیدا فرما اور مقربین کے دلوں میں ان کی الفت پیدا فرما اور بلند مرتبہ بندوں میں ان کا ذکر بلند فرما اور ہماری طرف سے آنکو وہ بہترین جزا عطا فرما جو تو نے کسی نبی کو اس کی امت کی طرف سے عطا فرمائی ہو اور تمام نبیوں کو جزائے خیر عطا فرما، اللہ اور اہل ایمان کی درودیں محمد پر نازل ہوں جو نبی امی ہیں ہمارے غیب کی خبریں دینے والے نبی) آپ پر سلام اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں اور بخشش و رضا الٰہی! ہماری طرف سے ان تک سلام پہنچا دیجیو! اور انکی طرف سے سلام کا جواب ہم تک لا دیجیو! اور انکی امت و اولاد کی طرف سے ان کے پیچھے وہ کچھ بھیجیو جس سے ان کی آنکھ ٹھنڈی ہو، اے پروردگارِ عالم!

اسی کیفیت کو حافظ سخاوی نے "القول البدیع" میں لکھا ہے اور ابن حجر نے اپنی کتاب "الدر المنضود" میں لکھا ہے کہ اس صورت میں وہ الفاظ جمع ہیں جو نقل سے ثابت ہیں۔

چوتھا درود شریف

سیّدنا موسیٰ علیہ السّلام کا درود

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِ وَمَعْدِنِ الْاَسْرَارِ وَمَنْبَعِ الْاَنْوَارِ وَجَمَالِ الْکَوْنَیْنِ وَشَرَفِ الدَّارَیْنِ وَسَیِّدِ الثَّقَلَیْنِ الْمَخْصُوْصِ بِقَابَ قَوْسَیْنِ۔

ترجمہ:۔ الٰہی! ہمارے آقا محمد پر درود بھیج جو سب نبیوں میں آخری ہیں، اسرار کی کان اور انوار کا منبع ہیں، دو جہاں کا حسن اور دونوں جہان کی بزرگی ہیں، جنوں اور انسانوں کے سردار اور قاب قوسین (مقدار دو کمانوں کی) کے مقامِ قرب کے سزاوار۔

شیخ عبداللہ الہاردشی نے اپنی کتاب "کنوز الاسرار" میں ان الفاظ کی فضیلت کی شرح کرتے ہوئے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے جب وہ فضل وکرم دیکھا جو اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے تیار کر رکھا ہے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے بھی ان میں شامل فرمادے۔ اس پر اللہ تعالےٰ نے انہیں حکم دیا کہ سیّدنا محمّد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں، سو انہوں نے بایں الفاظ مذکورہ درود شریف بھیجا، پس بلاشبہ یہ کامل درودوں میں سے ہے۔

پانچواں درود شریف

اس میں وہ تمام صیغے جمع ہیں جن میں سے کسی ایک کے پڑھنے سے افضل

نیز ان درود پڑھنے کی قسم پوری ہو جاتی ہے :-

۱- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِى الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

۲- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ وَ اَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

۳- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغٰفِلُوْنَ۔

۴- اَللّٰهُمَّ صَلِّ اَبَدًا اَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ عَلٰى عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا وَّزِدْهُ شَرَفًا وَّتَكْرِيْمًا وَّاَنْزِلْهُ الْمَنْزِلَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

۵- اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَآ اَنْتَ اَهْلُهٗ فَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَآ اَنْتَ اَهْلُهٗ وَافْعَلْ بِنَا مَآ اَنْتَ اَهْلُهٗ فَاِنَّكَ اَهْلُ الْمَغْفِرَةِ۔

۶- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ

اَفْضَلَ صَلَوَاتِکَ عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِکَ۔

۷۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا ھُوَ اَھْلُہٗ وَ مُسْتَحِقُّہٗ

۸۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ
وَعَلٰی کُلِّ نَبِیٍّ وَّ مَلَکٍ وَّ وَلِیٍّ عَدَدَ الشَّفْعِ وَالْوَتْرِ
وَعَدَدَ کَلِمَاتِ رَبِّنَا التَّآمَّاتِ الْمُبَارَکَاتِ۔

۹۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَنَبِیِّکَ وَرَسُوْلِکَ
النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَّتِہٖ
وَسَلِّمْ عَدَدَ خَلْقِکَ وَرِضَا نَفْسِکَ وَزِنَۃَ عَرْشِکَ
وَمِدَادَ کَلِمَاتِکَ۔

۱۰۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّسَلِّمْ
عَدَدَ خَلْقِکَ وَرِضَا نَفْسِکَ وَزِنَۃَ عَرْشِکَ
وَمِدَادَ کَلِمَاتِکَ۔

۱۱۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ
صَلٰوۃً دَآئِمَۃً بِدَوَامِکَ۔

۱۲۔ اَللّٰھُمَّ یَا رَبَّ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلِّ
عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ اجْزِ مُحَمَّدًا صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا ھُوَ اَھْلُہٗ۔

۱۳۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ
کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَاٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَ
بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ
عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَاٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ

تُحِبُّهٗ اَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِكَ كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِهٖ الْغٰفِلُوْنَ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا۔

میں نے یہ چند درودیں سہولت کی خاطر ایک ہی عنوان کے تحت جمع کر دی ہیں تاکہ جسے رغبت ہو اسے تلاش کرنے کی تکلیف نہ کرنی پڑے، ان الفاظ سے درود بھیجنے کا ثواب بہت ہے، اس کا اندازہ اس بات سے کیجئے کہ ان میں سے ہر ایک کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ درود سب سے افضل ہے اور یہ کہ جس نے قسم اٹھائی کہ نبی علیہ السلام پر افضل ترین درود بھیجے گا، ان میں سے کوئی سا ایک پڑھ لے، قسم پوری ہو جائے گی، میں نے انہیں "القول البدیع"، "الدر المنضود" اور "مسالک الحنفاء" سے نقل کیا ہے، ان میں پہلا درود ابراہیمی ہے، اس کے متعلق امام نووی وغیرہ نے زور دار انداز میں فرمایا ہے کہ نبی علیہ السلام پر درود بھیجنے کی یہ کیفیت سب سے افضل ہے اور یہ کہ اگر کسی نے قسم اٹھائی کہ نبی علیہ السلام پر افضل ترین درود بھیجے گا تو اب قسم پوری کرنے کی یہی صورت ہے کہ یہ درود شریف پڑھے۔ تاج الدین سبکی نے "الطبقات" میں اپنے والد ماجد امام تقی الدین سبکی کا یہ قول نقل فرمایا ہے کہ جس شخص نے یہ درود شریف پڑھ لیا تو اس نے یقیناً نبی علیہ السلام پر درود بھیج دیا اور درود شریف پر جو ثواب احادیث میں آیا ہے وہ یقیناً اس کا حق دار ہو گیا اور جو شخص اس کے علاوہ کسی دوسرے الفاظ پر درود شریف پڑھتا ہے، وہ درودِ مطلوب کی تعمیل میں شک میں رہے گا اس لئے کہ صحابہ کرام نے پوچھا تھا، سرکار ہم آپ پر کس طرح درود بھیجا کریں (نماز میں) تو جواب میں آپ نے یہی درود شریف بتایا تھا۔ پس سرکار نے صحابہ کرام کا اپنے اوپر درود بھیجنا اسی کو قرار دیا تھا، پھر تاج الدین سبکی نے فرمایا، والد صاحب

(امام تقی الدین سبکی) اس درود شریف کو زبان سے کبھی جدا نہیں کرتے تھے، دوسرے درود شریف کے متعلق القول البدیع میں حافظ ابن حجر کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ "جو بات دلیل سے ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ قسم اس درود شریف کے پڑھنے سے پوری ہو جاتی ہے جو حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو اس بات پر خوش ہو کہ اسے پورا پورا ناپ سے ملے، یوں کہے: اللھم صل الحدیث۔"

تیسرا درود شریف وہ ہے جسے ہمارے امام شافعی رضی اللہ نے اپنے رسالہ کے خطبہ میں اختیار فرمایا ہے، ائمہ شافعیہ میں سے ابراہیم المروزی نے فرمایا کہ اس درود شریف سے قسم پوری ہو جاتی ہے، ویسے میں نے اس درود شریف کے بعض فضائل اپنی تالیف "افضل الصلوات" میں بھی ذکر کئے ہیں۔

چوتھے درود شریف کے متعلق ائمہ حنفیہ میں سے علامہ کمال ابن الہمام نے فرمایا کہ اس درود شریف سے قسم پوری ہو جاتی ہے کیونکہ جتنی کیفیات کا ذکر کیا گیا ہے وہ اس میں موجود ہیں۔

پانچویں درود شریف کے متعلق النمیری نے ابو محمد عبداللہ الموصلی المعروف بہ ابن المشتہر کا جو ایک فاضل تھے، یہ قول نقل کیا ہے، "جو چاہے اللہ تعالیٰ کی ایسی تعریف کرے جو ہر اس حمد و ثنا سے افضل ہو جو اس کی مخلوق نے کی ہے خواہ وہ پہلے ہوں یا پچھلے یا ملائکہ مقربین، اہل زمین ہوں یا اہل آسمان اور نبی پاک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا درود بھیجے جو افرادِ مذکورہ میں سے ہر ایک کے درود شریف سے افضل ہو اور اللہ تعالیٰ سے جو کسی نے مانگا ہے اس سے افضل ترین سوال کرے تو یوں کہے: اللھم لک الحمد الخ۔

امام قسطلانی نے فرمایا "یہ بھی ان درودوں میں سے ہے جن کے پڑھنے سے اس آدمی کی قسم پوری ہو جاتی ہے جس نے نبی علیہ السلام پر افضل ترین درود

بھیجنے کی قسم کھائی ہو۔

چھٹے درود شریف کے بارے میں ائمہ مالکیہ میں سے البارزی نے فرمایا اس سے قسم پوری ہوجائے گی۔

ساتویں درود شریف کے متعلق بھی ائمہ شافعیہ میں سے قاضی حسین کا یہی قول ہے۔

آٹھویں درود شریف کے متعلق علامہ مجددین فیروز آبادی کا یہی قول ہے۔

نویں درود کے بارے میں بعض نے فرمایا، قسم پوری ہوجائے گی، سخاوی نے فرمایا، یہاں تک مجھے پتہ چلا ہے میرے شیخ کا میلان بھی اسی طرف ہے کیونکہ انہوں نے اس درود شریف کو بلیغ تر فرمایا ہے، سخاوی کے شیخ علامہ ابن حجر عسقلانی ہیں۔

دسویں درود شریف کے متعلق بعض نے کہا ہے کہ قسم پوری ہوجائے گی جیسا کہ "الدر المنضود" میں ہے۔

گیارہویں درود شریف کے بارے میں علامہ مجدالدین فیروز آبادی نے فرمایا بعض لوگوں نے ان کیفیات کو پسند کیا ہے، اللّٰھم صل علٰی محمد الخ۔

بارہویں درود شریف کے متعلق بھی علامہ مجدالدین فیروز آبادی نے فرمایا کہ بعض لوگوں نے اس کو پسند فرمایا ہے۔

تیرہویں درود شریف کے بارے میں امام عفیف الدین الیافعی نے فرمایا، تینوں کیفیات کو جمع کرلینا چاہیئے، یوں کہے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ سے وَغَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغٰفِلُوْنَ تک، اور بعض نے سَلِّمْ تَسْلِیْمًا کا اضافہ کیا ہے۔

چھٹا درود شریف

۱- اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ

وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ۔

۲۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِہٖ
صَلٰوۃَ اَھْلِ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِیْنَ عَلَیْہِ
وَاَجْرِ یَارَبِّ لُطْفَکَ الْخَفِیَّ فِیْٓ اَمْرِیْ۔

۳۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِکَ الْاَمِیْنِ
وَعَلٰٓی اٰلِہٖ کَمَا لَانِھَایَۃَ لِکَمَالِکَ وَعَدَدَ کَمَالِہٖ
وَسَلِّمْ وَبَارِکْ۔

۴۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بَحْرِ اَنْوَارِکَ
وَمَعْدِنِ اَسْرَارِکَ وَلِسَانِ حُجَّتِکَ وَعُرُوْسِ
مَمْلَکَتِکَ وَاِمَامِ حَضْرَتِکَ وَخَزَآئِنِ رَحْمَتِکَ
وَطَرِیْقِ شَرِیْعَتِکَ الْمُتَلَذِّذِ بِتَوْحِیْدِکَ وَمُشَاھَدَتِکَ
اِنْسَانِ عَیْنِ الْوُجُوْدِ وَالسَّبَبِ فِیْ کُلِّ مَوْجُوْدٍ عَیْنِ
اَعْیَانِ خَلْقِکَ الْمُتَقَدِّمِ مِنْ نُّوْرِ ضِیَآئِکَ صَلٰوۃً
تَدُوْمُ بِدَوَامِکَ وَتَبْقٰی بِبَقَآئِکَ لَامُنْتَھٰی لَھَا
دُوْنَ عِلْمِکَ صَلٰوۃً تُرْضِیْکَ وَتُرْضِیْہِ وَتَرْضٰی
بِھَا عَنَّا یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ۔

۵۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ
کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی لَہٗ اَللّٰھُمَّ یَارَبَّ مُحَمَّدٍ
وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ، صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ
وَّاَعْطِ مُحَمَّدَ نِ الدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ وَالْوَسِیْلَۃَ
فِی الْجَنَّۃِ، اَللّٰھُمَّ یَارَبَّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَعْطِ مُحَمَّدًا
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاهُوَ اَهْلُهٗ، اَللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى
اَهْلِ بَيْتِهٖ۔

۶۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ صَلٰوةً كَامِلَةً وَّسَلِّمْ سَلَامًا تَامًّا
عَلٰى نَبِيٍّ تُحَلُّ بِهِ الْعُقَدُ وَتَنْفَرِجُ بِهِ
الْكُرَبُ وَتُقْضٰى بِهِ الْحَوَآئِجُ وَتُنَالُ بِهِ
الرَّغَآئِبُ وَحُسْنُ الْخَوَاتِيْمِ وَيُسْتَسْقَى الْغَمَامُ
بِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ

۷۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ كَمَا لَانِهَايَةَ
لِكَمَالِكَ وَعَدَدِ كَمَالِهٖ۔

۸۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَعْطِهِ
الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ
الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ مَعَ اِخْوَانِهٖ
مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصَّالِحِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى
نَبِيِّ الرَّحْمَةِ وَسَيِّدِ الْاُمَّةِ وَعَلٰٓى اَبِيْنَآ اٰدَمَ
وَاُمِّنَا حَوَّآءَ وَمَنْ وَّلَدَا مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ
وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَصَلِّ عَلٰى مَلٰٓئِكَتِكَ
اَجْمَعِيْنَ مِنْ اَهْلِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرَضِيْنَ
وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

۹۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَّاءِ الرَّحْمَةِ

وَ مِيْمِ الْمُلْكِ وَ دَالِ الدَّوَامِ اَلسَّيِّدِ الْكَامِلِ
اَلْفَاتِحِ الْخَاتِمِ، عَدَدَ مَا فِيْ عِلْمِكَ كَائِنٌ اَوْ
قَدْ كَانَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ وَذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ
ذِكْرِكَ وَ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ صَلٰوةً دَائِمَةً
بِدَوَامِكَ، بَاقِيَةً بِبَقَائِكَ لَا مُنْتَهٰى لَهَا
دُوْنَ عِلْمِكَ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

۱۰۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدِ اِلْفَاتِحِ لِمَا اُغْلِقَ
وَ الْخَاتِمِ لِمَا سَبَقَ اَلنَّاصِرِ الْحَقِّ بِالْحَقِّ
اَلْهَادِيْ اِلٰى صِرَاطِكَ الْمُسْتَقِيْمِ، صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ حَقَّ قَدْرِهٖ
وَ مِقْدَارِهِ الْعَظِيْمِ۔

۱۱۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ اِلْقُطْبِ الْكَامِلِ
وَعَلٰى اَخِيْهِ جِبْرِيْلَ الْمُطَوَّقِ بِالنُّوْرِ۔

۱۲۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً
تَزِنُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ وَ مَا فِيْ عِلْمِكَ
عَدَدَ اَفْرَادِ جَوَاهِرِ كُرَّةِ الْعَالَمِ وَاَضْعَافَ ذٰلِكَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

۱۳۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ بَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ
النُّوْرِ الذَّاتِيِّ وَالسِّرِّ السَّارِيْ فِيْ جَمِيْعِ الْاَسْمَاءِ
وَ الصِّفَاتِ۔

۱۴۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِهٖ

وَسَلِّمْ۔

۱۵۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰهْلِ بَيْتِهٖ۔

۱۶۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

۱۷۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ فِي الْاَوَّلِيْنَ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ فِي النَّبِيِّيْنَ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ فِي الْمُرْسَلِيْنَ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ فِي الْمَلَاِ الْاَعْلٰى اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ۔

۱۸۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنَ الصَّلٰوةِ شَيْءٌ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنَ الرَّحْمَةِ شَيْءٌ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنَ الْبَرَكَةِ شَيْءٌ وَّسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنَ السَّلَامِ شَيْءٌ۔

۱۹۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغٰفِلُوْنَ۔

۲۰۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تُنْجِيْنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَهْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِيْ لَنَا بِهَا جَمِيْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ اَعْلٰى

الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَى الْغَايَاتِ
مِنْ جَمِيْعِ الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيٰوةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ۔

۲۱- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوةً
تَكُوْنُ لَكَ رِضًى وَّ لَهٗ جَزَآءً وَّ لِحَقِّهٖ اَدَآءً وَّ
اَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ
الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ وَاجْزِهٖ عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهٗ
وَاجْزِهٖ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَازَيْتَ نَبِيًّا عَنْ قَوْمِهٖ
وَرَسُوْلًا عَنْ اُمَّتِهٖ وَصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ
اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ يَا اَرْحَمَ
الرَّاحِمِيْنَ۔

۲۲- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اَنْزِلْهُ الْمَنْزِلَ
الْمُقَرَّبَ مِنْكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

۲۳- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى رُوْحِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْاَرْوَاحِ
وَصَلِّ عَلٰى جَسَدِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْاَجْسَادِ
وَصَلِّ عَلٰى قَبْرِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْقُبُوْرِ اَللّٰهُمَّ
اَبْلِغْ رُوْحَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِّنِّيْ تَحِيَّةً وَّسَلَامًا۔

۲۴- اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
صَلٰوةً تَكُوْنُ لَكَ رِضًى وَّ لِحَقِّهٖ اَدَآءً۔

۲۵- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ السَّابِقِ لِلْخَلْقِ
نُوْرُهٗ وَالرَّحْمَةُ لِلْعٰلَمِيْنَ ظُهُوْرُهٗ عَدَدَ مَنْ
مَّضٰى مِنْ خَلْقِكَ وَمَنْ بَقِيَ وَمَنْ سَعِدَ مِنْهُمْ

وَمَنْ شَقِّ صَلٰوۃً تَسْتَغْرِقُ الْعَدَّ وَتُحِیْطُ بِالْحَدِّ
صَلٰوۃً لَاغَایَۃَ لَھَا وَلَا انْتِھَاءَ وَلَا اَمَدَ لَھَا
وَلَا انْقِضَاءَ صَلٰوۃً دَائِمَۃً بِدَوَامِكَ بَاقِیَۃً
بِبَقَائِكَ لَامُنْتَھٰی لَھَا دُوْنَ عِلْمِكَ وَعَلٰی
اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا مِثْلَ ذٰلِكَ۔

۲۶۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ
وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ
وَالْمُسْلِمَاتِ۔

۲۷۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً
تُحِلُّ بِھَا عُقْدَتِیْ وَتُفَرِّجُ بِھَا كُرْبَتِیْ وَتُنْقِذُنِیْ
بِھَا مِنْ وَحْلَتِیْ وَتُقِیْلُ بِھَا عَثْرَتِیْ وَتَقْضِیْ
بِھَا حَاجَتِیْ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ۔

ترجمہ ترتیب وار:۔

۱۔ الٰہی! درود بھیج ہمارے آقا محمد نبی امّی پر اور ان کی آل اور اصحاب پر اور سلام بھیج۔

۲۔ الٰہی! درود بھیج ہمارے آقا محمد اور ان کی آل پر جتنا درود زمین و آسمان والے ان پر بھیجتے ہیں اور الٰہی اپنی غیبی مہربانی میرے شامل حال فرمادے

۳۔ الٰہی! درود بھیج ہمارے آقا محمد پر جو تیرے رسول امین ہیں اور انکی آل پر جیسے تیرے کمال کی کوئی حد نہیں اور ان کے کمال کے برابر اور سلام و برکت نازل فرما۔

۴۔ الٰہی! درود بھیج ہمارے آقا محمد پر جو تیرے انوار کے سمندر اور تیرے اسرار

کی کان اور تیرے حجّت کی دلیل اور تیری مملکت کے دولہا اور تیری بارگاہ کے امام، تیری رحمت کا خزانہ اور تیری شریعت کا راستہ ہیں جو تیری توحید و مشاہدہ سے لذت حاصل کرنیوالے ہیں، چشمِ وجود کی پتلی اور ہر موجود کا سبب ہیں، تیری مخلوق کے خاص الخاص ہیں، تیری روشنی کے عکس کا پرتوِ اول ہیں ایسا درود جو تیرے دوام سے دائمی اور تیری بقا سے باقی ہو، تیرے علم میں غیر محدود ہو، ایسا درود جو تجھے راضی کرے اور جس کو تو پسند کرے اور جس کو ہماری طرف سے بھی تو پسند کرے، اے پروردگارِ عالم!

۵۔ الٰہی درود بھیج محمد اور آلِ محمد پر جیسے تو ان کے لئے چاہے اور پسند کرے، الٰہی! اے محمد و آلِ محمد کے پروردگار! محمد و آلِ محمد پر درود بھیج اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بلند درجہ اور جنت میں مقامِ وسیلہ عطا فرما، الٰہی! اے محمد و آلِ محمد کے پروردگار! محمد و آلِ محمد پر درود بھیج اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا کچھ عطا فرما جس کے وہ مستحق ہیں، الٰہی! درود بھیج محمد و آلِ محمد اور ان کے اہلِ بیت پر۔

۶۔ الٰہی درودِ کامل اور سلامِ تمام بھیج اس نبی پر جس سے گرہیں کھلتی ہیں تکلیفیں دور ہوتی اور حاجتیں پوری ہوتی ہیں جس کے ذریعے مرغوب چیزیں اور حسنِ خاتمہ حاصل ہوتا ہے اور جس کے چہرۂ اقدس کے صدقے بارش مانگی جاتی ہے اور ان کے آل و اصحاب پر۔

۷۔ الٰہی ہمارے آقا محمد اور انکی آل پر بے حساب درود بھیج جیسے تیرے کمال کی کوئی حد نہیں اور ان کے کمال کے برابر۔

۸۔ الٰہی! محمد و آلِ محمد پر درود بھیج اور انکو وسیلہ و فضیلت اور بلند درجہ عطا

فرمایا اور سرکار کو آپ کے برادرانِ گرامی قدر حضرات انبیائے کرام، علیہ وعلیہم السلام اور صالحین کے ہمراہ مقامِ محمود پر فائز فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے اور اللہ تعالےٰ درود بھیجے نبی رحمت و آقائے امّت پر اور ہمارے والدِ بزرگوار آدم اور والدہ ماجدہ حوّا اور ان کی اولاد میں سے جتنے نبی، صدیق، شہداء اور نیکوکار ہوئے صلی اللہ علیہم وسلم اور درود بھیج اپنے تمام فرشتوں پر آسمان والے ہوں یا زمین والے اور ان کے ہمراہ ہم پر (بھی) اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے۔

۹۔ الٰہی درود بھیج ہمارے آقا محمد پر جو رحمت کی جان، ملک کی میم اور دوام کی دال ہیں، سیدٌ کامل، فاتح خاتم ہیں، اس مخلوق کی تعداد کے برابر جو تیرے علم میں ہونے والی ہے یا ہو چکی ہے جب بھی ذکر کرنے والے تیرا اور ان کا ذکر کریں اور جتنی مرتبہ تیرے اور ان کے ذکر سے غافل غفلت برتیں، ایسا درود جو تیرے دوام سے دائمی اور تیری بقا سے باقی ہو تیرے علم میں جس کی کوئی حد نہ ہو یا (تیرے علم کے بغیر جس کی کوئی حد نہ ہو) بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

۱۰۔ الٰہی! درود بھیج ہمارے آقا محمد پر جو (علم وعمل کے) بند دروازوں کو کھولنے والے ہیں اور پہلی شرائع کے ختم کرنیوالے ہیں، حق کی حق کے ساتھ مدد کرنے والے اور تیری سیدھی راہ کی ہدایت کرنے والے ہیں اللہ تعالےٰ ان پر اور ان کے آل واصحاب پر ان کے قدرِ رفیع اور شانِ عظیم کے شایان درود وسلام بھیجے۔

۱۱۔ الٰہی! ہمارے آقا محمد پر درود بھیج جو قطب کامل ہیں اور ان کے بھائی جبریل پر جن کی گردن میں نور کا پٹہ ہے۔

۱۲۔ الٰہی! ہمارے آقا و مولا محمد پر درود بھیج، ایسا درود جس کا وزن زمین و آسمان اور تیری معلومات کے برابر ہو، کرۂ عالم کے جواہر کے برابر اور اس سے کئی گنا زیادہ، بے شک تو ہی لائقِ تعریف بزرگ ذات ہے۔

۱۳۔ الٰہی درود و سلام اور برکت نازل فرما ہمارے آقا محمد پر جو نورِ ذاتی اور تمام اسماء و صفات میں روحِ رواں ہیں۔

۱۴۔ الٰہی! ہمارے آقا محمد اور ان کی آل پر درود و سلام بھیج۔

۱۵۔ الٰہی! ہمارے آقا محمد اور آپ کے اہلِ بیت پر درود و سلام بھیج۔

۱۶۔ الٰہی! محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج جو تیرے بندے، نبی و رسول اور نبیِّ امی ہیں۔

۱۷۔ الٰہی! محمد پر پہلوں میں درود بھیج اور محمد پر پچھلوں میں درود بھیج اور محمد پر نبیوں میں درود بھیج اور محمد پر رسولوں میں درود بھیج اور محمد پر اعلےٰ علیین میں تا قیامت درود بھیج! (صلی اللہ علیہ وسلم)

۱۸۔ الٰہی! محمد پر درود بھیج یہاں تک کہ کوئی درود نہ رہے اور محمد پر رحم فرما یہاں تک کہ کوئی رحمت نہ رہ جائے اور محمد پر برکت نازل فرما یہاں تک کہ کوئی برکت نہ رہ جائے اور محمد پر سلام نازل فرما یہاں تک کہ کوئی سلام نہ رہ جائے۔

۱۹۔ الٰہی! محمد پر درود بھیج اتنی تعداد میں جتنا ذکر کرنے والے ان کا ذکر کریں اور جتنا غافل ان کے ذکر سے غفلت کریں۔

۲۰۔ الٰہی! ہمارے آقا محمد پر ایسا درود بھیج جس کے ذریعے تو ہمیں ہر قسم کے خوف اور آفات سے بچائے اور جن کے ذریعے تو ہماری تمام حاجتیں پوری فرمائے اور جس کے ذریعے تو ہم کو تمام برائیوں سے پاک فرمائے

اور جس کے ذریعے تو ہمیں اپنے حضور اعلیٰ درجات پر فائز فرمائے اور جس کے ذریعے تو ہم کو زندگی میں اور موت کے بعد تمام بھلائیوں کی آخری حدود تک پہنچا دے

۲۱۔ الٰہی! محمد اور آلِ محمد پر ایسا درود بھیج جو تیری رضا کا سبب اور ان کے لئے جزا ہو جس سے ان کا حق ادا ہو اور انکو مقامِ وسیلہ، فضیلت اور وہ مقامِ محمود عطا فرما جس کا ان سے تو نے وعدہ فرما رکھا ہے۔ اور ہماری طرف سے انکو وہ جزا عطا فرما جس کے وہ حقدار ہیں اور ہماری طرف سے آپ کو اس سے افضل جزا عطا فرما جو کسی قوم کی طرف سے تو نے اس کے نبی کو اور کسی امت کی طرف سے اس کے رسول کو عطا فرمائی، اور سرکار کے تمام بھائی بندوں نبیوں اور صدیقوں پر درود بھیج! اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے۔

۲۲۔ الٰہی! محمد پر درود بھیج اور قیامت کو انہیں اپنے مقامِ قرب پر فائز فرما۔

۲۳۔ الٰہی! ارواح میں ہمارے آقا محمد کی روح پر درود بھیج اور اجسام میں ہمارے آقا محمد کے جسمِ اطہر پر درود بھیج اور قبروں میں ہمارے آقا محمد کی قبرِ انور پر درود بھیج! الٰہی! میری طرف سے ہماری سرکار محمد مصطفےٰ کی روح پر ہدیۂ سلام پہنچا دے!

۲۴۔ الٰہی! ہمارے آقا محمد پر ایسا درود وسلام اور برکت نازل فرما جو تیری رضا اور ان کے ادائے حق کا ذریعہ ہو۔

۲۵۔ الٰہی! ہمارے محمد پر درود وسلام بھیج! ایسے محمد جن کا نور مخلوق سے پہلے اور جن کا ظہور کائنات کے لئے رحمت ہے جو تیری مخلوق گزر چکی ہے اس کے اور جو باقی ہے اس کے برابر، جو نیک ہو تے لنکے

اور جو بدبخت ہوئے ان کے برابر، ایسا درود جو اعداد و شمار پر حاوی
اور حد و انتہا کا احاطہ کر لے، ایسا درود جس کی نہ غایت ہو نہ انتہا،
جس کی نہ کوئی مدت ہو نہ خاتمہ، ایسا درود جو تیرے دوام سے دائمی
اور تیری بقا سے باقی ہو جس کی تیرے علم میں کوئی حد نہ ہو یا تیرے علم کے
بغیر کوئی حد نہ ہو اور ان کے آل و اصحاب پر بھی ایسا ہی درود و سلام۔

۲۶۔ الٰہی! محمد پر درود و سلام بھیج جو تیرے بندے اور رسول ہیں اور
تمام اہلِ ایمان و اہلِ اسلام مرد و زن پر۔

۲۷۔ الٰہی! ہمارے آقا و مولے محمد اور ان کے اہل و اصحاب پر ایسا درود
و سلام جس سے میری گرہ مشکل کھل جائے اور میری مصیبت دور
ہو جائے اور جس سے تو مجھے خوف سے بچا لے اور جس سے تو میری
لغزش کو معاف فرما دے اور جس سے تو میری حاجت پوری فرما دے

یہ ہیں درود و سلام والے وہ فضیلت والے صیغے جن کو شیخ احمد ملوی نے
ذکر کیا ہے اور انہوں نے ان میں سے ہر ایک کا فائدہ ساتھ ساتھ حاشیہ میں ذکر
کیا ہے، ان میں سے اکثر فوائد اور ان پر مختصر تبصرہ میری کتاب "افضل الصلوات"
میں ذکر ہو چکا ہے، کچھ تو شیخ ملوی کے علاوہ ان علماء کے حوالہ سے جنہوں نے
شیخ ملوی سے نقل کیا ہے اور کچھ ان علماء کے حوالہ سے جن سے شیخ ملوی نے
نقل کیا ہے، تاہم وہاں مجھ سے بعض فوائد رہ گئے ہیں جن کو ملوی رحمہ اللہ نے
ذکر فرمایا ہے، میرا خیال ہے کہ ان کو بھی یہاں ترتیب وار لکھ دوں تاکہ جو کوئی ان
سب سے واقفیت حاصل کر کے اپنا ورد بنانا چاہے اس کے لئے آسانی ہو
جائے، اب میں یہاں ان تمام فوائد کو بغیر کسی تعرف و تغیر کے ترتیب وار ذکر کر دیتا
ہوں تاکہ نمبر دیکھ کر جو چاہے بآسانی ہر ایک کے فوائد معلوم کر سکے۔

مذکورہ بالا درود شریف کے نمبر وار فوائد

۱۔ شیخ امام، عارف باللہ، سیدی عبداللہ بن محمد المغربی، القصیری، تنکسی نے یہ درود شریف اپنے شیخ قطب کامل، صاحب مقامات رفیعہ، عجیب وغریب اعلیٰ تجلیات کے مالک جو تقریباً تیس سال تک قطبیت کے مقام پر فائز رہے مولانا سیدی عبداللہ، الشریف الخلمی سے حاصل کیا، یہی درود شریف ان کی طریقت کا سہارا ہے اسی کے ذریعے وہ خود بھی مقام ولایت تک پہنچے اور اسی کے ذریعے انہوں نے اپنے شاگردوں کو مقام ولایت تک پہنچایا، وہ نبی علیہ السلام پر روزانہ پچیس ہزار مرتبہ یہ درود شریف پڑھا کرتے تھے۔

۲۔ اس کی سند بھی وہی ہے جو اوپر ذکر ہوئی، یہ درود شریف قطب کامل کو نبی علیہ السلام نے بتایا تھا۔

۳۔ ستر ہزار مرتبہ پڑھیں۔

۴۔ بعض بزرگوں سے مروی ہے کہ یہ درود شریف چودہ ہزار مرتبہ پڑھے اس کے پڑھنے والے کو قیامت کے دن بکثرت انوار حاصل ہونگے اسی لئے اس کو قیامت کے نور والا درود کہا جاتا ہے، کہا گیا ہے کہ یہ درود شریف قدرتی خط سے ایک پتھر پر لکھا ہوا پایا گیا ہے، شیخ نے اس کی ایک اور روایت ذکر کی ہے جو یہ ہے:۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بَحْرِ اَنْوَارِكَ وَمَعْدَنِ اَسْرَارِكَ وَلِسَانِ حُجَّتِكَ وَاِمَامِ حَضْرَتِكَ وَطَرِيْقِ شَرِيْعَتِكَ اَلْمُتَلَذِّذِ بِتَوْحِيْدِكَ اِنْسَانِ عَيْنِ الْوُجُوْدِ وَالسَّبَبِ فِيْ

كُلِّ مَوْجُوْدٍ، عَيْنِ اَعْيَانِ خَلْقِكَ الْمُتَقَدِّمِ مِنْ نُوْرِ ضِيَائِكَ، صَلٰوةً تُحِلُّ بِهَا عُقْدَتِيْ وَ تُفَرِّجُ بِهَا كُرْبَتِيْ، صَلٰوةً تَدُوْمُ بِدَوَامِكَ وَتَبْقٰى بِبَقَائِكَ لَا مُنْتَهٰى لَهَا دُوْنَ عِلْمِكَ صَلٰوةً تُرْضِيْكَ وَ تُرْضِيْهِ وَ تَرْضٰى بِهَا عَنَّا يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ۔

ترجمہ گزر چکا ہے۔

۵۔ حضرت جابر نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، جو میرا امتی صبح و شام یہ درود شریف پڑھے اس نے ستر لکھنے والوں کو ہزار دن تک تھکا دیا اس نے نبی علیہ السلام کا حق ادا کر دیا، اس کی اور اس کے والدین کی مغفرت ہوگئی۔

۶۔ ہزار مرتبہ پڑھے یہ قید سے رہائی کے لئے نافع ہے اسی طرح دشمنوں سے خوف کی وجہ سے گھر سے باہر نہیں نکل سکتا تو اس کو چار ہزار مرتبہ پڑھے خواہ دن ہیں یا رات میں لیکن پڑھے ایک ہی مجلس میں۔ اور درمیان میں بات نہ کرے میں نے یہ بات ایک کتاب میں لکھی دیکھی ہے جو ہمارے شیخ کے پاس جن کا ذکر گزر چکا ہے رکھی تھی، پھر میں نے یہی بات مولانا شریف رضی اور محمد رضی اللہ کے بھائی مولانا شریف سیدی محمد تہامی سے سنی، یہ سب مولانا سیدی عبداللہ شریف جن کا اوپر ذکر ہوا ہے کے پوتے ہیں۔

۷۔ اپنے زمانہ کے حافظ الحدیث، امام المحدثین شیخنا سیدی عبدالقادر بن علی الفاسی رضی اللہ عنہ "اللہ ان سے ہم کو نفع دے" سے منقول ہے کہ یہ درود شریف ایک ہزار بار پڑھے۔

۸۔ اس کے متعلق بھی امام سنوسی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک ہزار

مرتبہ پڑھے۔

۹۔ امام سنوسی رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق بھی ایک ہزار مرتبہ پڑھنا مروی ہے۔

۱۰۔ استاد البکری سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا، جو آدمی عمر بھر میں صرف ایک مرتبہ یہ درود پڑھ لے اور پھر جہنم میں چلا جائے تو مجھے اللہ تعالیٰ کے سامنے پکڑ لے۔

۱۱۔ امام ابن حجر عسقلانی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اس درود شریف کا ایک بار پڑھ لینا فدیہ بن جائیگا۔

۱۲۔ اس کا بھی ایک مرتبہ پڑھ لینا فدیہ ہو گا

۱۳۔ امام شاذلی سے منقول ہے کہ ایک لاکھ مرتبہ پڑھے، ہر تکلیف سے چھٹکارا ملے گا۔

۱۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، جس نے کھڑے ہونے کی حالت میں یہ درود شریف پڑھا تو بیٹھنے سے پہلے اور بیٹھ کر پڑھا تو کھڑا ہونے سے پہلے اس کی مغفرت کر دی جائے گی شیخ نے اس کی ایک اور روایت نقل کی ہے جو یہ ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰھْلِہٖ وَسَلِّمْ یعنی آل کی جگہ اہل۔

۱۵ جو شخص سو مرتبہ یہ درود شریف پڑھے، اللہ اسکی سو حاجتیں پوری فرمائے گا تیس دنیا کی اور باقی آخرت کی۔

۱۶۔ جو شخص بروز جمعہ نماز عصر کے بعد اسی ۸۰ مرتبہ یہ درود شریف پڑھے، اس کے اسی سال کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں، عرض کیا گیا یا رسول اللہ! ہم آپ پر کس طرح درود بھیجا کریں، فرمایا یوں کہا کرو! اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی عَبْدِکَ وَنَبِیِّکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ تک پڑھ کر ایک گرہ دے لے۔ الحدیث

اور الرصاع میں ہے کہ جمعہ کے دن اس طرح درود شریف پڑھنا، نماز عصر پر اسّی گناہ فضیلت رکھتا ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ اور الساحلی کے کلام سے یہ مفہوم متر شح ہوتا ہے کہ ثواب مذکور کے حصول کے لیے مطلق درود شریف پڑھنا شرط ہے، خاص الفاظ کی قید نہیں ہے، الساحلی کی نظم میں لکھا ہے سے

وَ بَعْدَ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ مِنْ یَوْمِ جُمْعَۃٍ
یُصَلِّیْ ثَمَانُوْنَ عَلٰی عَلَمِ الْھُدٰی

لِیُغْفَرَ مِنْ اَوْزَارِ ذَاکِرِ اَحْمَدَ
ثَمَانُوْنَ عَامًا ھٰکَذَا جَآءَ مُسْنَدًا

"اور بروز جمعہ نماز عصر کے بعد اسّی مرتبہ درود بھیجے ان پر جو ہدایت کا نشان ہیں تاکہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنے والے کے اسّی سال کے گناہ بخشے جائیں۔"

مسند روایات میں یونہی آیا ہے بلکہ صاحب "القوت" نے تو اس مفہوم کی تصریح کی ہے۔

۱۷۔ سعید بن عطارد سے منقول ہے، جو شخص صبح و شام تین تین مرتبہ یہ درود شریف پڑھے، اس کے گناہ زائل کر دیے جاتے ہیں اور خطائیں مٹا دی جاتی ہیں، ہمیشہ خوش و خرم رہتا ہے، اس کی دعا قبول ہوتی ہے، اس کی آرزو حاصل ہوتی ہے، اور دشمنوں کے خلاف اس کی مدد کی جاتی ہے۔

۱۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے طریق سے اس کے متعلق ایک حکایت بیان کی جاتی ہے جو حضور علیہ السلام کی بارگاہ اقدس میں ایک اعرابی سے متعلق ہے اور نبی علیہ السلام نے اس کا مرتبہ بآواز بلند فرمایا۔

۱۹۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ بات تواتر سے منقول ہے کہ ان کو خواب میں دیکھا گیا اور پوچھا گیا کہ آپ سے اللہ تعالےٰ نے کیا برتاؤ کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا، اللہ نے میری مغفرت فرمائی مجھے انعام فرمایا اور مجھے جنّت میں دولہا بنا کر لے جایا گیا اور مجھ پر اس طرح پھول نچھاور کئے گئے جس طرح دولہا پر نچھاور کئے جاتے ہیں، دیکھنے والا کہتا ہے کہ میں نے کہا، آپ نے یہ مقام کیسے حاصل کیا تو فرمایا کہ خط میں یوں درود لکھنے کی وجہ سے: صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ۔

۲۰۔ جو کوئی اس درود شریف کو پانسو مرتبہ پڑھے، جتنا چاہے دودھ دوہ لے اور وہ دل کا غنی ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ! السمہودی نے اپنی کتاب "جواہر العقدین فی فضل الشرفین" میں فرمایا، جو کوئی طاعون سے بچنا چاہے، اس کو کثرت سے پڑھے۔ اس کو ابن ابی حجلہ نے ابنِ خطیب بیرود سے نقل کیا ہے اور اس کا تجربہ کیا گیا ہے، یہ بات بالکل درست ہے، اور جو کوئی کسی تکلیف و مصیبت میں ایک ہزار مرتبہ اس کو پڑھے، اس کی مشکل حل ہو جائے گی اور حصولِ مقصد میں کامیابی ہوگی اور الفاکہانی نے اپنی کتاب "الفجر المنیر" میں کہا، مجھے شیخ صالح موسیٰ نابینا نے فرمایا تھا کہ وہ سمندر کے سفر پر روانہ ہوئے، کہا کہ ہم پر آندھی آ مسلط ہوئی جسے الٹنے پلٹنے والی آندھی کہا جاتا ہے، جو کوئی اس سے دوچار ہو، کم ہی بچتا ہے، پس مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا، خواب میں نبی علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوا، سرکار اہلِ کشتی سے فرماتے ہیں، ایک ہزار مرتبہ یہ درود پڑھو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ الخ آخر تک، فرمایا کہ میں نے بیدار ہو کر کشتی والوں کو خواب بتایا، پھر ہم نے تقریباً تین سو مرتبہ درود شریف پڑھا تو اللہ تعالےٰ نے اس طوفان سے ہم کو نجات بخش دی۔

۲۱۔ احیاء العلوم میں مذکور ہے کہ جو کوئی بروزِ جمعہ سات مرتبہ یہ درود شریف پڑھے اور سات جمعوں تک یہ عمل کرے، اس کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔

۲۲۔ اس روایت کو طبرانی نے کبیر میں اور احمد، بزار اور ابن ابی عاصم نے رویفع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو کوئی کہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْہُ الْمَنْزِلَ الْمُقَرَّبَ مِنْكَ اور ایک روایت میں یہ لفظ ہے اَلْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ مِنْكَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی۔

۲۳۔ اس سلسلہ میں نبی علیہ السلام کا یہ ارشاد وارد ہوا ہے کہ جو شخص کہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ الصِّیْغَۃِ وہ مجھے خواب میں دیکھے گا، اس کو حافظ دمیاطی نے عمل الیوم واللیلۃ میں ذکر کیا ہے۔

۲۴۔ جو کوئی دن میں تینتیس ۳۳ مرتبہ یہ درود شریف پڑھے، اللہ تعالیٰ اسکی قبر اور قبرِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ کے درمیان سے حجاب دور فرما دیگا۔

۲۵۔ یہ الفاظ سیدی عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے ہیں جو آدمی صبح و شام دس دس مرتبہ ان کا ورد کرے اس کے لئے اللہ کی بڑی رضامندی اور اس کی ناراضگی سے امان واجب ہو گئی۔ اور اس پر مسلسل و متواتر اللہ کی رحمت اور ہر برائی سے حفاظت رہے گی اور اس کے کام آسان ہو گئے۔ اور سخاوی نے اپنے شیوخ سے یہ بات نقل کی ہے کہ یہ ایک بار پڑھنا دس ہزار کے برابر ہے۔

۲۶۔ اس کے متعلق حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان کے پاس صدقہ کرنے کو کچھ نہ ہو، وہ اپنی دعا میں یوں کہے: "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ الصِّیْغَۃِ"

۲۰۔ یہ امام سنوسی رضی اللہ عنہ "اللہ ان سے ہمیں متمتع فرمائے سے مروی ہے اور اسے ہم نے اپنے شیخ مذکور سے حاصل کیا ہے کہ جس کی اللہ تعالیٰ کی جناب میں کوئی حاجت ہو اور کسی تکلیف و رنج میں ہو یا اس پر کوئی بپتا پڑی ہو، وہ آدھی رات کو اٹھ کر اچھی طرح وضو کرے اور آرام سے دو رکعت نفل پڑھے، جب سلام پھیرے تو اسی طرح قبلہ رخ ہو کر ایک ہزار مرتبہ" یہ درود شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی مشکل حل فرمائیگا، پس اس ذخیرہ کو حاصل کیجئے کہ اس کے بہت فوائد ہیں الخ۔

الملوی کا کلام ختم ہوا۔ اور میں نے یہ درود شریف تین نسخوں میں ستائیس صیغوں میں لکھا دیکھا ہے اور مرتضیٰ نے شرح احیا میں لکھا ہے کہ اس کے شیخ الملوی کے درود کے چالیس صیغے ہیں شاید وہ کوئی اور درود شریف ہو یا کاتب کی غلطی ہو، واللہ اعلم۔

ساتواں درود شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغٰفِلُوْنَ عَدَدَ مَا اَحَاطَ بِهٖ عِلْمُ اللّٰهِ وَجَرٰى بِهٖ قَلَمُ اللّٰهِ وَنَفَذَ بِهٖ حُكْمُ اللّٰهِ وَوَسِعَهٗ عِلْمُ اللّٰهِ عَدَدَ كُلِّ شَیْءٍ وَمِلْاَ كُلِّ شَیْءٍ، عَدَدَ خَلْقِ اللّٰهِ وَزِنَةَ عَرْشِ اللّٰهِ

وَ رِضَا نَفْسِ اللّٰہِ وَ مِدَادَ کَلِمَاتِ اللّٰہِ عَدَدَ
مَا کَانَ وَ مَا یَکُوْنُ وَ مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْ عِلْمِ اللّٰہِ
صَلٰوۃً تَسْتَغْرِقُ الْعَدَّ وَ تُحِیْطُ بِالْحَدِّ صَلٰوۃً
دَائِمَۃً بِدَوَامِ مُلْکِ اللّٰہِ بَاقِیَۃً بِبَقَاءِ اللّٰہِ۔

ترجمہ:۔ الٰہی! درود بھیج ہمارے سردار محمد پر جو تیرے بندے اور رسول نبی امّی ہیں اور ان کے آل واصحاب پر، جب بھی ذکر کرنے والے تیرا ذکر کریں اور غفلت برتنے والے ان کے ذکر سے غفلت برتیں اللہ کی معلومات کی تعداد کے برابر اور اللہ کے قلم چلنے کی تعداد کے برابر اور حکم الٰہی کے نفاذ کے برابر اور علم الٰہی کی وسعت کے برابر، ہر شے کی تعداد اور ہر شے کے برابر، مخلوقِ خدا کی تعداد کے برابر اور عرش الٰہی کی زینت کے برابر اور ذاتِ الٰہی کی رضا کے برابر اور کلماتِ الٰہی کی سیاہی کے برابر، جو ہوا اور جو ہوگا اور جو ہونے والا ہے اسکی تعداد کے برابر، ایسا درود جو اعداد و شمار اور حدو حساب سے زائد ہو، ایسا درود جو تیری حکومت کے دوام کے ساتھ دائمی ہو اور بقائے الٰہی کے ساتھ باقی ہو۔"

اس کو شیخ "الدیربی" نے اپنے مجربات میں ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ نبی علیہ السلام پر درود وسلام کے عظیم الشان صیغوں میں سے یہ بھی ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ الخ پھر فرمایا کہ بعض بزرگوں کا کہنا ہے جو شخص اپنی خواب گاہ میں آکر سوتے وقت دس مرتبہ یہ درود شریف پڑھے اور پھر قبلہ رخ دائیں کروٹ پر باوضو ہو کر سو جائے، وہ نبی علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوگا۔ الدیربی کی عبارت ختم ہوئی۔

آٹھواں درود شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ بِعَدَدِ کُلِّ حَرْفٍ جَرٰی بِہِ الْقَلَمُ

ترجمہ: "الٰہی ہمارے آقا محمد اور ان کے آل و اصحاب پر درود و سلام بھیج! ان حروف کی تعداد کے برابر جو قلم سے لکھے گئے ہیں"۔

اس درود شریف کو کتاب بغیۃ المسترشدین فی تلخیص فتاوی بعض الائمۃ من العلماء المتاخرین میں علامہ حضرمیہ کے مفتی سید شریف عبدالرحمن بن محمد باعلوی نے ان اذکار اور دعاؤں میں ذکر کیا ہے جو نمازوں کے بعد شرعاً مطلوب ہیں، حالانکہ روایات مطلق ہیں، انہوں نے یہ روایت باسودان کی کتاب حدائق الارواح سے نقل کی ہے، اس کے ساتھ ہی انہوں نے ایک اہم فائدہ بھی ان سے نقل کیا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:۔

فائدہ: القطب الحداد سے منقول ہے کہ جن باتوں سے مرتے وقت حسنِ خاتمہ کی دولت ہاتھ آتی ہے ان میں یہ بھی ہے کہ مغرب کے بعد چار مرتبہ یہ کلمات پڑھے:۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ۔

ترجمہ: "میں بخشش چاہتا ہوں اس اللہ تعالےٰ سے جس کے بغیر کوئی معبود برحق نہیں، ہمیشہ زندہ و قائم، جو کبھی نہ مرے اور میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں، میرے پروردگار! مجھے بخش دے"۔

بعض عارفین سے منقول ہے کہ جو شخص نماز مغرب کے بعد بات چیت

کرنے سے پہلے دس مرتبہ یہ درود شریف پڑھے:۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِہٖ

وَصَحْبِہٖ بِعَدَدِ کُلِّ حَرْفٍ جَرٰی بِہِ الْقَلَمُ

اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا الخ حدائق الازدہار لباسودان کی عبارت ختم ہوئی۔

میں نے ان الفاظ میں وسلّم کا لفظ اپنی طرف سے بڑھا دیا ہے تاکہ صرف صلوٰۃ

کے ذکر سے جو کراہت پیدا ہوتی ہے اس سے بچا جائے اور میرے خیال میں

غالباً اصل کتاب میں یہ لفظ موجود ہوگا۔

نواں درود شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ

وَنَبِیِّکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰٓی اٰلِ

مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تَکُوْنُ لَکَ رِضَآءً وَّلِحَقِّہٖ

اَدَآءً وَّاَعْطِہِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ

الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ وَاجْزِہٖ عَنَّا مَا ھُوَ اَھْلُہٗ وَاجْزِہٖ

اَفْضَلَ مَا جَازَیْتَ نَبِیًّا عَنْ اُمَّتِہٖ وَصَلِّ عَلٰی

جَمِیْعِ اِخْوَانِہٖ مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ

وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

فِی الْاَوَّلِیْنَ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ

وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ، اَللّٰھُمَّ

صَلِّ عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ وَصَلِّ

عَلٰی جَسَدِہٖ فِی الْاَجْسَادِ وَعَلٰی قَبْرِہٖ فِی الْقُبُوْرِ وَاجْعَلْ شَرَائِفَ صَلَوَاتِکَ وَنَوَامِیْ بَرَکَاتِکَ وَرَاْفَۃَ تَحَنُّنِکَ وَرِضْوَانَکَ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَنَبِیِّکَ وَرَسُوْلِکَ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا۔

ترجمہ:۔ الٰہی! درود و سلام بھیج ہمارے آقا محمد پر جو تیرے بندے، نبی اور رسول، نبی امّی ہیں اور آلِ محمد پر، ایسا درود جو تیری رضا اور ان کے حق کی ادائیگی کا سبب ہو اور حضور کو وسیلہ، وہ مقام محمود عطا فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے اور ہماری طرف سے ان کو وہ جزا عطا فرما جس کے وہ مستحق ہیں اور انکو ہر اس جزا سے بہتر جزا عطا فرما جو تو نے کسی نبی کو اس کی امّت کی طرف سے عطا فرمائی اور درود بھیج سرکار کے تمام برادران، انبیائے کرام، صدیقین، شہداء اور صالحین پر، الٰہی! درود بھیج محمد پر پہلوں اور درود بھیج محمد پر پچھلوں میں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قیامت تک درود بھیجیو! الٰہی! ارواح میں روحِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج اور اجسام میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ انور پر اور قبور میں سے قبرِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیو! اور اپنی بزرگ تر درود و بکثرت سلام اور مسلسل برکتیں اور اپنی شفقت بھری رحمت و رأفت و رضامندی حضرتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر فرما جو تیرے بندے، نبی اور رسول ہیں۔

مسالک الحنفا میں فرمایا کہ اس درود شریف کو امام، عارف شہاب الدین احمد سہروردی نے اپنی کتاب "عوارف المعارف" میں ذکر فرمایا ہے، میں کہتا ہوں

یہ درود شریف تین صیغوں سے مرکب ہے جن کا کتاب "افضل الصلوات" میں مع فوائد معمولی اختلاف کے ساتھ ذکر کر دیا گیا ہے اور یہ الفاظ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تَکُوْنُ لَکَ رِضَآءً وَّلِحَقِّہٖ اَدَآءً، شہاب شرجی زبیدی مؤلف مختصر البخاری نے اپنی کتاب الصلوٰۃ والعوائد میں مستقل صیغوں کے ساتھ ذکر کئے ہیں اور کہا کہ فقیہ صالح عمر بن سعید بن صاحب ذی عقیب سے روایت بیان کی جاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو کوئی ان الفاظ کو روزانہ تینتیس ۳۳ مرتبہ کہے، اللہ تعالٰی اس کی قبر اور قبر مصطفٰی کے درمیان سے پردہ اٹھا دیگا الخ۔

دسواں ۱۰ درود شریف

صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَاَنْبِیَآئِہٖ وَرُسُلِہٖ وَجَمِیْعِ خَلْقِہٖ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّعَلَیْہِ وَعَلَیْہِمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

ترجمہ:۔ "اللہ تعالٰی اور اس کے فرشتوں اور اس کے نبیوں اور اس کے رسولوں اور اس کی ساری مخلوق کے درود محمد اور آلِ محمد پر ہوں، آپ پر اور ان پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔"

یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا درود کہلاتا ہے، اسکو ابو موسٰی مدینی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔

گیارہواں درود شریف

درودِ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مَنْ رُوْحُہٗ مِحْرَابُ الْاَرْوَاحِ
وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالْکَوْنِ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مَنْ ھُوَ
اِمَامُ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی
مَنْ ھُوَ اِمَامُ اَھْلِ الْجَنَّۃِ عِبَادِ اللّٰہِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

ترجمہ:۔ "الٰہی! ان پر درود بھیج جن کی رُوح رُوحوں کی، ملائکہ کی اور کائنات کی محراب ہے، الٰہی! ان پر درود بھیج جو نبیوں اور رسولوں کے امام ہیں الٰہی! ان پر درود بھیج جو اہلِ جنت، اللہ کے مومن بندوں کے امام ہیں"

یہ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا درود شریف ہے، اسے صاحب ابریز نے اپنے باب چہارم میں ذکر فرمایا ہے، فرمایا کہ میرے شیخ، غوث زماں، سیدی عبد العزیز الدباغ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جب سید الوجود صلی اللہ علیہ وسلم اولیا اللہ کے دربار میں تشریف لائے تو سرکار کے ہمراہ ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان ذوالنورین، علی المرتضیٰ، حسن وحسین اور ان کی والدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہم بھی تھے، فرمایا کہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا دیگر خواتین کے ساتھ جیسا کہ گزر چکا ہے دربار اقدس میں بائیں طرف تشریف فرما تھیں سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا ان خواتین رضی اللہ عنہن کی قائد تھیں، سیّدی عبد العزیز نے فرمایا، میں نے سیّدہ کو ایک رات اپنے والد بزرگوار علیہ السلام پر یہ درود پڑھتے سنا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مَنْ رُوْحُہٗ مِحْرَابُ الْاَرْوَاحِ آخر تک، شیخ نے فرمایا، سیّدہ رضی اللہ عنہا درود شریف تو پڑھتی تھیں لیکن الفاظ یہ نہ تھے میں نے اس مفہوم کو اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے، واللہ اعلم۔ شیخ کی عبارت ختم ہوئی۔

۱۲

بارہواں درود شریف

سیدنا زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما کا درود

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ فِى الْاٰخِرِيْنَ وَصَلِّ
عَلٰى مُحَمَّدٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ اَللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ شَابًّا فَتِيًّا وَّصَلِّ عَلٰى
مُحَمَّدٍ كَهْلًا مَّرْضِيًّا وَّصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ
رَسُوْلًا نَّبِيًّا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ حَتّٰى
تَرْضٰى وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ بَعْدَ الرِّضَا وَصَلِّ
عَلٰى مُحَمَّدٍ اَبَدًا اَبَدًا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى
مُحَمَّدٍ كَمَا اَمَرْتَ بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهِ وَصَلِّ
عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ اَنْ يُّصَلّٰى عَلَيْهِ
وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا اَرَدْتَ اَنْ يُّصَلّٰى
عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَدَدَ خَلْقِكَ
وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ رِضٰى نَفْسِكَ وَصَلِّ عَلٰى
مُحَمَّدٍ زِنَةَ عَرْشِكَ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ
مِدَادَ كَلِمَاتِكَ الَّتِىْ لَا تَنْفَدُ اَللّٰهُمَّ
وَاَعْطِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضْلَ وَالْفَضِيْلَةَ
وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ اَللّٰهُمَّ عَظِّمْ بُرْهَانَهٗ
وَاَفْلِجْ حُجَّتَهٗ وَاَبْلِغْهُ مَاْمُوْلَهٗ فِىْ اَهْلِ

بَیْتِہٖ وَاُمَّتِہٖ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ
وَبَرَكَاتِكَ وَرَاْفَتَكَ وَرَحْمَتَكَ عَلٰی
مُحَمَّدٍ حَبِیْبِكَ وَصَفِیِّكَ وَعَلٰٓی اَهْلِ بَیْتِہٖ
الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
بِاَفْضَلِ مَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ
وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ مِّثْلَ ذٰلِكَ وَارْحَمْ
مُحَمَّدًا مِّثْلَ ذٰلِكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی
مُحَمَّدٍ فِی اللَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
فِی النَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰی وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ فِی
الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰی اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
الصَّلٰوةَ التَّآمَّةَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدِنِ الْبَرَكَةَ
التَّآمَّةَ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدِنِ السَّلَامَ التَّآمَّ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اِمَامِ الْخَیْرِ وَقَائِدِ
الْخَیْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی
مُحَمَّدٍ اَبَدَ الْاٰبِدِیْنَ وَدَهْرِ الدَّاهِرِیْنَ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ
الْعَرَبِیِّ الْقُرَشِیِّ الْهَاشِمِیِّ الْاَبْطَحِیِّ التِّهَامِیِّ
الْمَكِّیِّ صَاحِبِ التَّاجِ وَالْهِرَاوَةِ وَالْجِهَادِ
وَالْمَغْنَمِ صَاحِبِ الْخَیْرِ وَالْمَیْرِ صَاحِبِ
السَّرَایَا وَالْعَطَایَا وَالْاٰیٰتِ، اَلْمُعْجِزَاتِ وَ
الْعَلَامَاتِ الْبَاهِرَاتِ وَالْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ

وَ الْحَوْضِ الْمَوْرُوْدِ وَ الشَّفَاعَةِ وَالسُّجُوْدِ لِلرَّبِّ الْمَعْبُوْدِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰی عَلَیْہِ وَ عَدَدَ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیْہِ۔

ترجمہ :۔ الٰہی! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج پچھلوں میں اور محمد پر درود بھیج تاقیامت، الٰہی! محمد پر درود بھیج جو شاہزور جوان تھے اور محمد پر درود بھیج جو پسندیدہ عمر تھے اور محمد پر درود بھیج جو رسول نبی ہیں، الٰہی محمدّ پر درود بھیج یہاں تک کہ تو راضی ہوجائے اور محمد پر درود بھیج راضی ہونے کے بعد اور محمد پر ہمیشہ ہمیشہ درود بھیجتے رہو، الٰہی! محمد پر اس طرح درود بھیج جس طرح تو نے ان پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے اور محمد پر اس طرح درود بھیج جس طرح تو ان پر بھیجنا چاہتا ہے اور محمد پر اس طرح درود بھیج جیسے تو ان پر درود بھیجنے کا ارادہ فرمائے، الٰہی محمد پر اپنی مخلوق کی تعداد کے برابر درود بھیج اور محمد پر درود بھیج اپنی رضا کے برابر اور محمد پر درود بھیج عرش کی زینت کے برابر اور محمد پر درود بھیج اپنے ان کلمات کی سیاہی کے برابر جو ختم نہ ہوں، الٰہی! محمد کو وسیلہ، فضل، فضیلت اور بلند درجہ عطا فرما، الٰہی ان کی دلیل کو عظمت بخش اور انکی حجت کو مضبوط فرما اور جس چیز کی سرکار کو اپنے اہل بیت اور امت کے متعلق امید ہے اس تک آپ کو پہنچا دے، الٰہی! اپنی درودیں، برکتیں، اپنی رحمت و رأفت محمدّ پر نازل فرما جو تیرے محبوب اور صفی ہیں اور ان کے صاف ستھرے اہل بیت پر، الٰہی! محمد پر وہ درود بھیج جو ان تمام درودوں میں افضل

ہو، جو تونے اپنی مخلوق میں سے کسی ایک پر بھیجے ہوں، اور محمد پر ایسی ہی برکت نازل فرما اور محمد پر ایسی ہی رحمت فرما، الٰہی! محمد پر درود بھیج رات میں جب وہ چھا جائے اور محمد پر درود بھیج دن میں جب وہ روشن ہو جائے اور محمد پر آخرت و دنیا میں درود بھیج الٰہی محمد پر مکمل درود بھیج اور محمد پر مکمل برکت نازل فرما اور محمد پر کامل سلام بھیج، الٰہی! محمد پر درود بھیج جو خیر کے امام، بھلائی کے قائد اور رحمت کے رسول ہیں، الٰہی! محمد پر ہمیشہ ہمیشہ اور ہر ہر زمانہ میں درود بھیجنا، الٰہی! محمد پر درود بھیجنا جو نبیِ امی، عربی، قرشی، ہاشمی ابطحی، تہامی، مکی ہیں، تاج، اقتدار، جہاد اور غنیمت والے ہیں بھلائی کے مالک اور خدائی کے سرپرست ہیں، فوجی دستوں کے سالار، عطائیں کرنے والے ہیں، نشاناتِ حق، معجزات اور روشن علامات کے حامل ہیں، مقامِ محمود، حوضِ کوثر جس پر پیاس بجھانے قیامت کے دن تمام مخلوق پہنچے گی، شفاعت کرنے والے اور ربّ معبود کے آگے سجدہ کرنیوالے ہیں، الٰہی! محمد پر درود بھیجنے اور نہ بھیجنے والوں کی تعداد کے برابر درود بھیج!

یہ درود شریف امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما کا ہے، ان کا فرمانا ہے کہ جب میں یہ درود شریف اپنے جدّ امجد صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھتا تو لوگ ہمہ تن گوش ہو کر سنتے تھے۔ اس روایت کو امام قسطلانی نے "مسالک الحنفاء" وغیرہ میں ذکر فرمایا ہے۔

۱۳ تیرہواں درود شریف

درود عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

اَللّٰهُمَّ يَا ذَا الْاَشْمَلِ الْفَضْلِ عَلَى الْبَرِيَّةِ يَا بَاسِطَ الْيَدَيْنِ بِالْعَطِيَّةِ يَا صَاحِبَ الْمَوَاهِبِ السَّنِيَّةِ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ خَيْرِ الْوَرٰى سَجِيَّةً وَاغْفِرْ لَنَا يَا ذَا الْعُلٰى فِيْ هٰذِهِ الْعَشِيَّةِ۔

ترجمہ: "اے اللہ! مخلوق پر ہمیشہ فضل وکرم فرمانے والے! اے کھلے ہاتھوں عطا فرمانے والے! اے بیش بہا بخششوں والے! درود بھیج محمد پر جو تمام مخلوق میں بہترین عادات والے ہیں، اے بلندیوں کے مالک اس شام کو ہماری مغفرت فرما دے"۔

یہ درود شریف حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے جسے ابو موسیٰ مدینی رحمہ اللہ نے ان سے روایت کیا ہے۔

۱۴ چودہواں درود شریف

علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کا درود

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِاَفْضَلِ مَسْئَلَتِكَ وَبِاَحَبِّ اَسْمَآئِكَ اِلَيْكَ وَاَكْرَمِهَا عَلَيْكَ وَبِمَا مَنَنْتَ بِهٖ عَلَيْنَا بِمُحَمَّدٍ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَنْقَذْتَنَا بِهٖ مِنَ الضَّلَالَةِ وَاَمَرْتَنَا

بِالصَّلٰوةِ وَ جَعَلْتَ صَلٰوتَنَا عَلَيْهِ دَرَجَةً
وَّكَفَّارَةً وَّ لُطْفًا وَّ مَنًّا مِّنْ اِعْطَآئِكَ فَادْعُوْكَ
تَعْظِيْمًا لِّاَمْرِكَ وَ اتِّبَاعًا لِّوَصِيَّتِكَ وَ تَنْجِيْزًا
لِّمَوْعِدِكَ بِمَا يَجِبُ لِنَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عَلَيْنَا فِيْ اَدَآءِ حَقِّهٖ قِبَلَنَا وَ اَمَرْتَ الْعِبَادَ
بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهِ فَرِيْضَةً افْتَرَضْتَهَا فَنَسْئَلُكَ
بِجَلَالِ وَجْهِكَ وَ نُوْرِ عَظَمَتِكَ اَنْ تُصَلِّيَ
اَنْتَ وَ مَلٰٓئِكَتُكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُوْلِكَ
وَ نَبِيِّكَ وَ صَفِيِّكَ اَفْضَلَ مَا صَلَّيْتَ عَلٰى
اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۔ اَللّٰهُمَّ
ارْفَعْ دَرَجَتَهٗ وَ اَكْرِمْ مَقَامَهٗ وَ ثَقِّلْ مِيْزَانَهٗ
وَ اَجْزِلْ ثَوَابَهٗ وَ اَفْلِجْ حُجَّتَهٗ وَ اَظْهِرْ مِلَّتَهٗ
وَ اَضِئْ نُوْرَهٗ وَ اَدِمْ كَرَامَتَهٗ وَ اَلْحِقْ بِهٖ مِنْ
ذُرِّيَّتِهٖ وَ اَهْلِ بَيْتِهٖ مَا تُقِرُّ بِهٖ عَيْنَهٗ
وَعَظِّمْهُ فِي النَّبِيِّيْنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا قَبْلَهٗ
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ مُحَمَّدًا اَكْثَرَ النَّبِيِّيْنَ تَبَعًا
وَ اَكْثَرَهُمْ اُزَرَآءَ وَ اَفْضَلَهُمْ كَرَامَةً وَّ نُوْرًا
وَّ اَعْلَاهُمْ دَرَجَةً وَّ اَفْسَحَهُمْ فِي الْجَنَّةِ
مَنْزِلًا وَّ اَفْضَلَهُمْ لَدَيْكَ نَصِيْبًا وَّ اَعْظَمَهُمْ
فِيْمَا عِنْدَكَ رَغْبَةً وَّ اَنْزِلْهُ فِيْ غُرَفِ
الْفِرْدَوْسِ مِنَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى الَّتِيْ لَا دَرَجَةَ

فَوْقَهَا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ مُحَمَّدًا اَصْدَقَ قَائِلٍ
وَّاَنْجَحَ سَائِلٍ وَّاَوَّلَ شَافِعٍ وَّاَفْضَلَ مُشَفَّعٍ
وَّشَفِّعْهُ فِيْ اُمَّتِهٖ شَفَاعَةً يَّغْبِطُهٗ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ
وَالْاٰخِرُوْنَ وَاِذَا مَيَّزْتَ بَيْنَ عِبَادِكَ
بِفَصْلِ الْقَضَآءِ فَاجْعَلْ مُحَمَّدًا فِي الْاَصْدَقِيْنَ
قِيْلًا وَّفِي الْاَحْسَنِيْنَ عَمَلًا وَّفِي الْمَهْدِيِّيْنَ
سَبِيْلًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ نَبِيَّنَا لَنَا فَرَطًا
وَّحَوْضَهٗ لَنَا مَوْرِدًا اَللّٰهُمَّ احْشُرْنَا فِيْ
زُمْرَتِهٖ وَاسْتَعْمِلْنَا بِسُنَّتِهٖ وَتَوَفَّنَا
عَلٰى مِلَّتِهٖ وَاجْعَلْنَا فِيْ حِزْبِهٖ وَزُمْرَتِهٖ
اَللّٰهُمَّ وَاجْمَعْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهٗ كَمَآ اٰمَنَّا بِهٖ
وَلَمْ نَرَهٗ وَلَا تُفَرِّقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهٗ حَتّٰى
تُدْخِلَنَا مُدْخَلَهٗ وَتَجْعَلَنَا مِنْ رُّفَقَآئِهٖ
مَعَ الْمُنْعَمِ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ
وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ
رَفِيْقًا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ نُّوْرِ الْهُدٰى
وَالْقَائِدِ اِلَى الْخَيْرِ وَالدَّاعِيْ اِلَى الرُّشْدِ
نَبِيِّ الرَّحْمَةِ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَرَسُوْلِ رَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ كَمَا بَلَّغَ رِسَالَتَكَ وَتَلَا اٰيٰتِكَ
وَنَصَحَ لِعِبَادِكَ وَاَقَامَ حُدُوْدَكَ وَوَفٰى
بِعَهْدِكَ وَاَنْفَذَ حُكْمَكَ وَاَمَرَ بِطَاعَتِكَ

وَنَهٰى عَنْ مَعْصِيَتِكَ وَ وَالِ وَلِيَّكَ الَّذِيْ تُحِبُّ اَنْ تُوَالِيَهٗ وَعَادِ عَدُوَّكَ الَّذِيْ تُحِبُّ اَنْ تُعَادِيَهٗ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى جَسَدِهٖ فِي الْاَجْسَادِ وَعَلٰى رُوْحِهٖ فِي الْاَرْوَاحِ وَعَلٰى مَوْقِفِهٖ فِي الْمَوَاقِفِ وَعَلٰى مَشْهَدِهٖ فِي الْمَشَاهِدِ وَعَلٰى ذِكْرِهٖ اِذَا ذُكِرَ صَلٰوةً مِّنَّا عَلٰى نَبِيِّنَا

اَللّٰهُمَّ اَبْلِغْهُ عَنَّا السَّلَامَ كُلَّمَا ذُكِرَ السَّلَامُ وَالسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مَلٰٓئِكَتِكَ الْمُقَرَّبِيْنَ وَعَلٰى اَنْبِيَآئِكَ الْمُطَهَّرِيْنَ وَعَلٰى رُسُلِكَ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى حَمَلَةِ عَرْشِكَ اَجْمَعِيْنَ وَعَلٰى جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ وَمَلَكِ الْمَوْتِ وَرِضْوَانَ وَمَالِكٍ وَصَلِّ عَلَى الْكِرَامِ الْكَاتِبِيْنَ وَعَلٰى اَهْلِ طَاعَتِكَ اَجْمَعِيْنَ مِنْ اَهْلِ السَّمٰوَاتِ وَاَهْلِ الْاَرْضِيْنَ، اَللّٰهُمَّ اٰتِ اَهْلَ بَيْتِ نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلَ مَآ اٰتَيْتَ اَحَدًا مِّنْ اَهْلِ بُيُوْتَاتِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاجْزِ اَصْحَابَ نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلَ مَا جَزَيْتَ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِ الْمُرْسَلِيْنَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُسْلِمِيْنَ

وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

اَلْاَحْيَآءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ وَاغْفِرْ لَنَا وَ

لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ

وَلَاتَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔

ترجمہ: "الٰہی! میں تجھ سے افضل ترین سوال کرتا ہوں اور اس نام کے طفیل سوال کرتا ہوں جو تجھے سب سے بڑھ کر محبوب اور معزز ہے اور اس احسان کے طفیل جو تو نے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہم پر کیا ہے اور جن کے ذریعے تو نے ہم کو گمراہی سے بچایا اور جن پر درود بھیجنے کا تو نے ہمیں حکم دیا اور تو نے ان پر ہمارے درود کو باعث درجہ اور کفارہ اور اپنی مہربانی سے لطف کیا۔ الٰہی! میں تیرے حکم کی عزت و حرمت کے پیش نظر تیری تاکید کی پیروی کرنے اور تیرے وعدہ کو ایفا کرنے کی خاطر تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ ہمارے نبی کے حقوق کی ادائیگی جو ہم پر واجب ہے اور جو تو نے بندوں کو فریضہ درود ادا کرنے کا حکم دیا ہے جسے تو نے فرض فرمایا، ہم تجھ سے تیری پاک ذات و بزرگ اور تیرے نورِ عظمت کا واسطہ دیکر یہ درخواست گزار ہیں کہ تو اور تیرے فرشتے محمد پر درود بھیجیں جو تیرے بندے، رسول، نبی اور صفی ہیں اس سے افضل ترین درود جو تو نے اپنی کسی مخلوق پر بھیجا ہو، بیشک تو قابل ستائش بزرگ ہے۔ الٰہی! سرکار کا درجہ بلند فرما ان کو مقام تکریم پر فائز فرما، ان کا ترازو بھاری فرما، ان کا اجر و صلہ زیادہ فرما، انکی حجت مکمل طور پر کامیاب فرما، انکی ملت کو غالب فرما، ان کا نور ضیا بار فرما، ان کی

عزت دائمی فرما، سرکار کو آپ کی اولاد اور اہل بیت کی طرف سے وہ نیک اعمال پہنچا جو آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کریں اور حضور کو پہلے انبیاء پر عظمت عطا فرما، الٰہی! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکاروں کو تمام انبیائے کرام کے پیروکاروں سے زیادہ کر دے، الٰہی! آپ کے (دین) حامی زیادہ فرما، اور کرامت و نورانیت میں آپ کو سب سے افضل فرما اور آپ کا درجہ سب سے بلند فرما اور جنت میں آپ کو سب سے وسیع منزل عطا فرما اور اپنے پاس سے آپ کو افضل تر حصہ عطا فرما اور جو نعمتیں تیری بارگاہ میں ہیں انکی سب سے زیادہ رغبت حضور کو عطا فرما اور آپ کو جنّت الفردوس میں وہ بلند مقام عطا فرما جس سے اوپر کوئی مقام نہ ہو، الٰہی! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے بڑھ کر سچی بات فرمانے والا بنا دے اور آپ کو کامیاب ترین مانگنے والا بنا دے اور سب سے پہلے شفاعت فرمانے والے اور افضل تر کر دے ان تمام لوگوں میں جن کی شفاعت مقبول ہوگی اور امت کے متعلق آپ کی شفاعت اس طرح قبول فرما کہ پہلے پچھلے رشک کریں اور جب تو اپنے بندوں میں دو ٹوک فیصلہ فرما کر سچے جھوٹے میں امتیاز فرمائے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے بڑھ کر سچی بات فرمانے والا اور سب سے اچھا عمل کرنے والا اور سب سے بڑھ کر سیدھی راہ پہ چلنے والا قرار دیجیو!، الٰہی! ہمارے نبی کو ہمارے لئے آگے جانیوالا بنانا اور آپ کے حوض کو ہمارا گھاٹ بنانا، الٰہی! ہمیں آپ کے گروہ میں اٹھانا، حضور کی سنت پر عمل پیرا رکھنا، آپ کے دین پر مارنا اور ہم کو آپ ہی کے گروہ و ٹولی میں رکھنا، الٰہی! جیسے ہم حضور پر بے دیکھے ایمان لائے ایسے ہی تو ہمیں اور سرکار کو یکجا فرمانا اور جب تک ہمیں ان کی جلوہ گاہ

میں داخل نہ فرمائے، ان سے جدا نہ فرمانا اور ہم کو سرکار کے ان رفقاء
کی معیت عطا فرمانا جن پر انعام و اکرام کی بارش ہوگی یعنی انبیائے کرام
صدیقین، شہداء اور صالحین کی، انہی لوگوں کا بہترین ساتھ ہے، الٰہی
محمد پر درود بھیج جو نورِ ہدایت، بھلائی کے رہنما اور نیکی کے داعی
ہیں جو نبیِ رحمت، پرہیزگاروں کے امام اور پروردگارِ عالم کے رسول
ہیں جیسے آپ نے تیرا پیغام پہنچایا، تیری آیتوں کی تلاوت کی، تیرے
بندوں کی خیر خواہی فرمائی، تیری حدیں قائم فرمائیں، تیرا وعدہ پورا فرمایا،
تیرا حکم نافذ فرمایا اور تیری اطاعت کا حکم دیا اور تیری نافرمانی سے منع فرمایا
اور تیرے اس دوست سے محبت کی جس سے تو محبت چاہتا ہے
اور تیرے اس دشمن سے دشمنی کی جس سے تو دشمنی چاہتا ہے۔
اور اللہ تعالےٰ درود بھیجے محمد پر الٰہی جسموں میں سرکار کے جسم پر، اور روحوں
میں جناب کی روح پر، اور مقامات سے اس مقام پر جہاں آپ ٹھہرے
اور مقاماتِ شہادت میں اس مقام پر جہاں آپ نے دین کی گواہی دی
اور جہاں آپ کا ذکر ہو، ہماری طرف سے ہمارے نبی پر درود بھیج،
الٰہی! جب بھی سلام کا ذکر ہو، ہماری طرف سے سرکار پر سلام بھیج، سلام
ہو نبیِ کریم پر اور اللہ کی رحمت اور برکتیں، الٰہی! درود بھیج اپنے مقرب
فرشتوں پر اور اپنے پاک نبیوں اور رسولوں پر اور ان پر جو تیرے عرش
کو اٹھانے والے ہیں، سب پر اور جبریل، میکائیل، اسرافیل، ملک الموت
رضوان اور مالک پر، اور درود بھیج کراماً کاتبین پر اور اپنے تمام فرمانبردار
پر آسمان والے ہوں یا زمین والے، الٰہی! اپنے نبی کے گھر والوں کو
اس سے بہتر عطا فرما، الٰہی! مسلمان مردوں اور عورتوں، مومن مردوں

اور عورتوں کو بخش دے، زندوں کو بھی اور مرنے والوں کو بھی اور ہم کو بھی بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان کے ساتھ چلے گئے اور ہمارے دلوں میں اہل ایمان کے متعلق میل ملال نہ ڈالنا، اے ہمارے پروردگار! بے شک تو شفقت فرمانے والا مہربان ہے۔"

یہ درود شریف حضرت علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کا ہے، حافظ سخاوی رضی اللہ عنہ جب رات کی نماز (تہجد) سے فارغ ہوتے تو اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا کرتے، پھر نبی علیہ السلام پر درود بھیجتے، پھر یوں پڑھتے اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ بِاَفْضَلِ مَسَائِلِکَ آخر تک۔ اور یہ درود شریف معمولی لفظی فرق کے ساتھ دلائل الخیرات میں موجود ہے۔

پندرھواں (۱۵) درود شریف

امام شافعی رضی اللہ عنہ کا

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغٰفِلُوْنَ وَصَلّٰی عَلَیْہِ فِی الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ اَفْضَلَ وَاَکْثَرَ وَاَزْکٰی مَا صَلّٰی عَلٰی اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِہٖ وَزَکَّانَا بِالصَّلٰوۃِ اَفْضَلَ مَا زَکّٰی اَحَدًا مِّنْ اُمَّتِہٖ بِصَلٰوتِہٖ عَلَیْہِ وَالسَّلَامُ عَلَیْہِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ وَجَزَاہُ اللّٰہُ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَزٰی مُرْسَلًا عَمَّنْ اُرْسِلَ اِلَیْہِ فَاِنَّہٗ اَنْقَذَنَا بِہٖ مِنَ الْھَلَکَۃِ وَجَعَلَنَا

فِیْ خَیْرِ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ دَائِنِیْنَ
بِدِیْنِہِ الَّذِی ارْتَضٰی وَاصْطَفٰی بِہٖ مَلٰٓئِکَتَہٗ
وَمَنْ اَنْعَمَ عَلَیْہِ مِنْ خَلْقِہٖ فَلَمْ تَمَسَّ بِنَا
بِنَا نِعْمَۃٌ ظَہَرَتْ وَلَا بَطَنَتْ نِلْنَا بِہَا حَظًّا
فِیْ دِیْنٍ وَّدُنْیَا وَدُفِعَ عَنَّا بِہَا مَکْرُوْہٌ فِیْہِمَا
وَفِیْ وَاحِدٍ مِّنْہُمَا اِلَّا وَمُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ سَبَبُہَا الْقَائِدُ اِلٰی خَیْرِہَا الْہَادِیْ
اِلٰی رُشْدِہَا اَلذَّائِدُ عَنِ الْہَلَکَۃِ وَمَوَارِدِ
السُّوْٓءِ فِیْ خِلَافِ الرُّشْدِ الْمُنَبِّہُ لِلْاَسْبَابِ
الَّتِیْ تُوْرِدُ الْہَلَکَۃَ الْقَائِمُ بِالنَّصِیْحَۃِ
فِی الْاِرْشَادِ وَالْاِنْذَارِ مِنْہَا وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی
سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کَمَا صَلّٰی
عَلٰی اِبْرَاہِیْمَ وَاٰلِ اِبْرَاہِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ
مَّجِیْدٌ۔

ترجمہ: اللہ درود بھیجے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جب بھی ذکر کرنے والے ان کا ذکر کریں اور غافل ان کے ذکر سے غفلت برتیں، اور اللہ تعالیٰ ان پر پہلوں پچھلوں میں درود بھیجے اس سے افضل، اکثر اور پاکیزہ تر، جو اس نے اپنی مخلوق میں سے کسی پر بھیجا ہو اور سرکار پر درود بھیجنے کے صدقے ہمیں ہر اس امتی سے بڑھ کر پاک فرمائے جسے سرکار پر درود بھیجنے کے صدقے اس نے پاک فرمایا، سرکار پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں اور اللہ تعالیٰ سرکار کو ہماری طرف سے ہر اس جزا سے بہتر

عطا فرماتے جو کسی امت کی طرف سے اس کے رسول کو عطا فرمائی کیونکہ اس نے حضور ہی کے وسیلے سے ہم کو ہلاکت سے بچایا اور ہم کو لوگوں کی رہنمائی کے لئے بہترین امت کی صورت میں پیدا فرمایا اپنے پسندیدہ دین کے ساتھ اور حضور ہی کے واسطہ سے اللہ تعالےٰ نے اپنے فرشتوں اور انعام یافتہ مخلوق کو منتخب فرمایا، پس ہم جو بھی ظاہری، باطنی، دینی اور دنیوی نعمت حاصل کرتے ہیں یا دنیا و دین دونوں یا ایک کی جو بھی مشکل ہم سے ٹلتی ہے اس میں سبب حقیقی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات پاک ہوتی ہے، وہ پیارے رسول جو خیر و بھلائی کی طرف زیادت فرماتے والے نیکی کی طرف رہنمائی فرماتے والے اور سیدھی راہ کے ماسوا جو بھی برائی کے مقام اور ہلاکت کے گڑھے ہیں ان سے بچاتے ولے ہیں، وہ جو ہلاکت کے اسباب سے متنبہ فرماتے ولے اور نیکی کی ہدایت اور برائی سے خبردار فرماتے والے ہیں، اللہ درود بھیجے ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جیسے اس نے درود بھیجا ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی آل پر، بلاشبہ وہ ستودہ صفات بزرگ ہے۔

یہ درود شریف امام شافعی رضی اللہ عنہ کا ہے اس کے ساتھ ایک ضمیمہ بھی ہے جو ان کے رسالہ میں موجود ہے، میں نے ضمیمہ کو اس لئے حذف کر دیا ہے کہ کہیں اس کو بھی درود شریف سمجھ کر نہ پڑھنا شروع کر دیا جائے۔

ضروری تنبیہہ خبردار! کہیں ان الفاظ کو بھی درود شریف کا جزو نہ مان لینا وَبِہٖ کَانَا وَاِیَّاکُمْ بِالصَّلٰوۃِ عَلَیْہِ کیونکہ یہ الفاظ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے اپنے دعائیہ کلمات ہیں جو انہوں نے اپنے ساتھیوں اور کتاب

مذکور کے قارئین سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں، یہ مشہور درود شریف ہے چونکہ بطورِ درود شریف ان الفاظ کو پڑھنا مناسب نہ تھا اسی لئے میں نے ان کو اپنی کتاب "افضل الصلوٰت" میں ذکر نہیں کیا، وہاں صرف درود شریف کے ابتدائی کلمات ذکر کئے ہیں، میں نے وہاں اس کے فضائل بھی بیان کئے ہیں اور میں نے شیخ شرف الدین ابو سعید شعبان بن محمد القرشی کی کتاب شفاء الاسقام فی نوادر الصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد خیر الانام میں لکھا دیکھا ہے کہ ہمارے امام شافعی رضی اللہ عنہ اپنی دعا ان الفاظ سے شروع فرمایا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بَحْرِ اَنْوَارِكَ وَ مَعْدِنِ اَسْرَارِكَ وَ لِسَانِ حُجَّتِكَ وَ عُرُوْسِ مَمْلَكَتِكَ وَ اِمَامِ حَضْرَتِكَ وَ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ سَلِّمْ الخ اور یہ درود شریف "درود نور القیامۃ" کا جز ہے جو کتاب "افضل الصلوٰۃ" میں ستائیسواں [۲۷] درود ہے اور میں نے وہاں (افضل الصلوٰت میں) عارف ساوی کا یہ قول نقل کر دیا ہے کہ یہ درودِ پاک ایک پتھر پر قدرتی خط سے لکھا پایا گیا ہے اور دلائل الخیرات کے شارحین کا خیال ہے کہ یہ چودہ ہزار یہ درود ہے اور یہ بات گزر چکی ہے، شہاب ملوی کی کتاب میں یہ درود شریف چوتھے اور اس کتاب کے چھٹے نمبر پر درج ہے اور کتاب افضل الصلوٰت میں اس کی شرح میں امام صاوی کے قول سے ملتا جلتا بیان بھی گزر چکا ہے۔

سولھواں [۱۶] درود شریف

اَللّٰھُمَّ لَكَ الْحَمْدُ بِعَدَدِ مَنْ حَمِدَكَ وَ لَكَ الْحَمْدُ بِعَدَدِ مَنْ لَّمْ یَحْمَدْكَ وَ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا تُحِبُّ اَنْ تُحْمَدَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰی عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ لَمْ یُصَلِّ عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ اَنْ یُصَلّٰی عَلَیْہِ۔

ترجمہ: الٰہی! تیرے لئے اس مخلوق کے برابر حمد وثناء جس نے تیری حمد وثناء کی اور تیرے لئے حمد وثناء اس مخلوق کے برابر جس نے تیری حمد وثناء نہ کی اور تیرے لئے ایسی حمد وثنا جیسی تو چاہے، الٰہی! محمد پر درود بھیج اس مخلوق کے برابر جس نے آپ پر درود بھیجا اور محمد پر درود بھیج اس مخلوق کے برابر جس نے آپ پر درود شریف نہیں بھیجا اور محمد پر اپنا درود پسندیدہ بھیج۔

امام طبرانی اور دیدار مصطفےٰ

حافظ سخاوی نے فرمایا، ہم سے امام طبرانی کی ایک دعا کے متعلق روایت بیان کی گئی کہ انہوں نے خواب میں نبی علیہ السلام کو اس شکل نورانی میں دیکھا جو صحیح روایات کے ذریعہ ہم تک پہنچی ہے تو امام طبرانی نے عرض کیا:۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ یارسول اللہ اللہ تعالےٰ نے مجھے چند کلمات القاء کئے ہیں جن کو میں پڑھا کرتا ہوں، فرمایا وہ کون سے ہیں؟ عرض کیا یہ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ آخر تک۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرانے لگے یہاں تک کہ آپ کے سامنے کے دانت مبارک ظاہر ہو گئے اور دانتوں کے درمیانی خلا سے نور نکلتا نظر آیا۔

سترہواں درود شریف
سید احمد رفاعی رضی اللہ عنہ کا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ

الْقُرَشِيِّ بَحْرِ اَنْوَارِكَ وَمَعْدِنِ اَسْرَارِكَ

وَعَيْنِ عِنَايَتِكَ وَلِسَانِ حُجَّتِكَ وَخَيْرِ خَلْقِكَ

وَاَحَبِّ الْخَلْقِ اِلَيْكَ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ

الَّذِيْ خَتَمْتَ بِهِ الْاَنْبِيَآءَ وَالْمُرْسَلِيْنَ

وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ

الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

ترجمہ: الٰہی! ہمارے آقا محمد پر درود بھیج جو نبی امّی، قرشی ہیں جو تیرے انوار کا سمندر، تیرے اسرار کی کان، تیری بخشش کا منبع، تیری دلیل کی زبان اور بہترین مخلوق ہیں اور تمام مخلوق سے بڑھ کر تجھے محبوب ہیں، تیرے بندے اور وہ نبی ہیں جن کے ذریعے تو نے نبیوں اور رسولوں کا سلسلہ ختم فرمایا اور ان کی آل اور ان کے صحابہ پر، تمہارا رب عزت کا مالک پاک ہے، اس سے جو یہ منکر بیان کرتے ہیں اور سلام ہو رسولوں پر اور سب تعریف اللہ کے لئے جو جہانوں کا پروردگار ہے۔

اٹھارہواں ۱۸ درود شریف (اُنہی کا)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى النُّوْرِ اللَّامِعِ وَالْقَمَرِ

السَّاطِعِ وَالْبَدْرِ الطَّالِعِ وَالْفَيْضِ الْهَامِعِ

وَالْمَدَدِ الْوَاسِعِ وَالْحَبِيْبِ الشَّافِعِ وَالنَّبِيِّ

التَّابِعِ وَالرَّسُوْلِ الْمُصَادِعِ وَالْمَامُوْرِ الطَّائِعِ

وَالْمُخَاطَبِ السَّامِعِ وَالسَّيْفِ الْقَاطِعِ وَ

الْقَلْبِ الْجَامِعِ وَ الظَّرْفِ الدَّائِمِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓى اٰلِهٖ وَ اَوْلَادِهِ الْكِرَامِ وَ اَصْحَابِهِ الْعِظَامِ وَ اَتْبَاعِهِمْ مِنْ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْاِسْلَامِ۔

ترجمہ: الٰہی! درود بھیج اچھوتے نور پر، دمکتے چاند پر، چودھویں کے نکلنے چاند پر، فیضِ عام پر، وسیع امداد پر، شفاعت فرمانے والے محبوب پر، شریعت والے نبی پر، رسولِ بلیغ پر، اطاعت کرنے والے مامور پر، سننے والے مخاطب پر، کاٹنے والی تلوار پر، مطمئن دل پر، رونے والی آنکھ پر، ہمارے آقا محمد اور ان کی آل اور معزز اولاد پر ان کے باعظمت صحابہ اور ان کے پیروکار ان اہلِ سنت و اہلِ اسلام پر۔

انیسواں[۱۹] درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تُكْتَبُ بِهَا السُّطُوْرُ وَ تَنْشَرِحُ بِهَا الصُّدُوْرُ وَ تَهُوْنُ بِهَا جَمِيْعُ الْاُمُوْرِ بِرَحْمَةٍ مِّنْكَ يَا عَزِيْزُ يَا غَفُوْرُ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَ سَلِّمْ۔

ترجمہ: الٰہی! ہمارے آقا محمد پر ایسا درود و سلام بھیج جس سے سطریں لکھی جائیں اور جس سے سینے کھل جائیں اور جس سے تمام کام آسان ہو جائیں تیری رحمت سے، اے غالب اے بخشنے والے! اور ان کے آل و اصحاب پر۔

بیسواں[۲۰] درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ وَ بَارِكْ عَلَى الذَّاتِ

الْمُكَمَّلَةِ وَالرَّحْمَةِ الْمُنَزَّلَةِ عَبْدِكَ
وَرَسُوْلِكَ وَحَبِيْبِكَ وَصَفِيِّكَ سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَوْلَادِهٖ وَجِيْرَانِهٖ
عَدَدَ مَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ
ذِكْرِكَ الْغٰفِلُوْنَ۔

ترجمہ: الٰہی درود و سلام اور برکت بھیج ذاتِ مکمل اور اتاری گئی رحمت، اپنے بندۂ خاص، اپنے رسول، اپنے حبیب اور اپنے برگزیدہ نبی، ہمارے آقا محمد پر اور ان کی آل پر اور ازواج و اولاد اور ان کے پڑوسیوں پر اتنی مرتبہ جتنا ذکر کرنے والے تیرا ذکر کریں اور غافل تیرے ذکر سے غافل رہیں۔

اکیسواں ۲۱ درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ مَنْ
وَّالَاهُ عَدَدَ مَا تَعْلَمُهُ مِنْ بَدْءِ الْاَمْرِ اِلٰى
مُنْتَهَاهُ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔

ترجمہ الٰہی! ہمارے آقا محمد پر درود و سلام بھیج اور اس پر جو ان سے محبت کرے اس قدر جتنا ابتدائے آفرینش سے لے کر دنیا کے آخر تک تیرے علم میں ہے۔

بائیسواں ۲۲ درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ

وَ رَسُوْلِكَ وَ خَلِيْلِكَ وَ حَبِيْبِكَ صَلٰوةً اَرْتَقِيْ

بِهَا مَرَاقِي الْاِخْلَاصِ وَ اَنَالُ بِهَا غَايَةَ الْاِخْتِصَاصِ

وَ سَلِّمْ تَسْلِيْمًا عَدَدَ مَا اَحَاطَ بِهٖ عِلْمُكَ

وَ اَحْصَاهُ كِتَابُكَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذّٰكِرُوْنَ

وَ غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغٰفِلُوْنَ ۔

ترجمہ: "الٰہی! درود وسلام بھیج ہمارے آقا محمد پر جو تیرے بندے، رسول خلیل اور حبیب ہیں، ایسا درود جس سے اخلاص کے درجوں پر پہنچ سکوں اور جس سے میں انتہائی اختصاص کو پا سکوں ان معلومات کے برابر جن کا احاطہ تیرے علم نے کر رکھا ہے اور جن کو تیری کتاب نے شمار کر رکھا ہے جب بھی ذکر کرنے والے تیرا ذکر کریں اور غافل ان کے ذکر سے غفلت برتیں"۔

نوٹ: یہ آخری چھ درود شریف قطب کبیر، شہیر، سیدنا ابو العباس احمد رفاعی رضی اللہ عنہ کے ہیں، اللہ ان کی برکتوں سے ہم کو نفع مند فرمائے، ان میں سے پہلے درود شریف کو جو کوئی بلاناغہ صبح سویرے نماز فجر کے بعد پڑھے، جو نیت و مراد ہو، اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے حاصل ہوتی ہے اور جو کوئی اس کو بارہ ہزار مرتبہ پڑھے، وہ نبی علیہ السلام کو خواب میں دیکھے گا اور جب چالیس دن تک اس پر بلاناغہ عمل کرے اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے ہر مشکل حل اور ہر مقصد حاصل ہو اور رکا مال و جامع درود وسلام کا مختصر و ملخص ہے۔

۲۳ تیئیسواں درود شریف
سیدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ اَبَدًا وَّ

اَنْ تُصَلِّیَ بَرَکَاتِكَ سَرْمَدًا وَّ اَنْ تُهْدِیَ تَحِیَّاتِكَ
فَضْلًا وَّعَدَدًا عَلٰی اَشْرَفِ الْحَقَائِقِ الْاِنْسَانِیَّةِ
وَمَعْدِنِ الدَّقَائِقِ الْاِیْمَانِیَّةِ وَطُوْرِ
التَّجَلِّیَاتِ الْاِحْسَانِیَّةِ وَمَهْبَطِ الْاَسْرَارِ
الرَّحْمَانِیَّةِ وَعَرُوْسِ الْمَمْلَکَةِ الرَّبَّانِیَّةِ
وَاسِطَةِ عِقْدِ النَّبِیِّیْنَ وَمُقَدَّمِ جَیْشِ
الْمُرْسَلِیْنَ وَاَفْضَلِ الْخَلَائِقِ اَجْمَعِیْنَ
حَامِلِ لِوَاءِ الْعِزِّ الْاَعْلٰی وَمَالِكِ اَزِمَّةِ
الشَّرَفِ الْاَسْنٰی شَاهِدِ اَسْرَارِ الْاَزَلِ وَ
مُشَاهِدِ اَنْوَارِ السَّوَابِقِ الْاُوَلِ وَتَرْجُمَانِ
لِسَانِ الْقِدَمِ وَمَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمِ
مَظْهَرِ سِرِّ الْجُوْدِ الْجُزْئِیِّ وَالْکُلِّیِّ وَاِنْسَانِ
عَیْنِ الْوُجُوْدِ الْعُلْوِیِّ وَالسُّفْلِیِّ رُوْحِ جَسَدِ
الْکَوْنَیْنِ وَعَیْنِ حَیٰوةِ الدَّارَیْنِ الْمُتَخَلِّقِ
بِاَعْلٰی رُتَبِ الْعُبُوْدِیَّةِ الْمُتَحَقِّقِ بِاَسْرَارِ
الْمَقَامَاتِ الْاِصْطِفَائِیَّةِ سَیِّدِ الْاَشْرَافِ
وَجَامِعِ الْاَوْصَافِ الْخَلِیْلِ الْاَعْظَمِ وَالْحَبِیْبِ
الْاَکْرَمِ الْمَخْصُوْصِ بِاَعْلَی الْمَرَاتِبِ
وَالْمَقَامَاتِ الْمُؤَیَّدِ بِاَوْضَحِ الْبَرَاهِیْنِ
وَالدَّلَالَاتِ الْمَنْصُوْرِ بِالرُّعْبِ وَالْمُعْجِزَاتِ
الْجَوْهَرِ الشَّرِیْفِ الْاَبَدِیِّ وَالنُّوْرِ الْقَدِیْمِ

السَّرْمَدِيِّ سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدِ الْمَحْمُوْدِ
فِي الْإِيْجَادِ وَالْوُجُوْدِ الْفَاتِحِ لِكُلِّ شَاهِدٍ وَ
مَشْهُوْدٍ حَضْرَةِ الْمُشَاهَدَةِ وَالشُّهُوْدِ نُوْرِ
كُلِّ شَيْءٍ وَهُدَاهُ سِرِّ كُلِّ سِرٍّ وَسَنَاهُ
الَّذِيْ انْشَقَّتْ مِنْهُ الْأَسْرَارُ وَانْفَلَقَتْ مِنْهُ
الْأَنْوَارُ اَلسِّرِّ الْبَاطِنِ وَالنُّوْرِ الظَّاهِرِ
السَّيِّدِ الْكَامِلِ الْفَاتِحِ الْخَاتِمِ الْأَوَّلِ الْاٰخِرِ
الْبَاطِنِ الظَّاهِرِ الْعَاقِبِ الْحَاشِرِ النَّاهِي
الْاٰمِرِ النَّاصِحِ النَّاصِرِ الصَّابِرِ الشَّاكِرِ
الْقَانِتِ الذَّاكِرِ الْمَاحِي الْمَاجِدِ الْعَزِيْزِ
الْحَامِدِ الْمُؤْمِنِ الْعَابِدِ الْمُتَوَكِّلِ الزَّاهِدِ
الْقَائِمِ الطَّائِعِ الشَّهِيْدِ الْوَلِيِّ الْحَمِيْدِ
الْبُرْهَانِ الْحُجَّةِ الْمُطَاعِ الْمُخْتَارِ الْخَاضِعِ
الْخَاشِعِ الْبَرِّ الْمُسْتَنْصِرِ الْحَقِّ الْمُبِيْنِ
طٰهٰ وَيٰسٓ الْمُزَّمِّلِ الْمُدَّثِّرِ سَيِّدِ
الْمُرْسَلِيْنَ وَإِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ
وَحَبِيْبِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى
وَالرَّسُوْلِ الْمُجْتَبٰى الْحَكَمِ الْعَدْلِ الْحَكِيْمِ
الْعَلِيْمِ الْعَزِيْزِ الرَّءُوْفِ الرَّحِيْمِ نُوْرِكَ
الْقَدِيْمِ وَصِرَاطِكَ الْمُسْتَقِيْمِ عَبْدِكَ
وَرَسُوْلِكَ وَصَفِيِّكَ وَخَلِيْلِكَ وَدَلِيْلِكَ

وَ نَجِيِّكَ وَ نُخْبَتِكَ وَ ذَخِيْرَتِكَ وَ
خِيَرَتِكَ إِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ وَ رَسُوْلِ الرَّحْمَةِ
النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الْعَرَبِيِّ الْقُرَشِيِّ الْهَاشِمِيِّ الْأَبْطَحِيِّ
الْمَكِّيِّ الْمَدَنِيِّ التِّهَامِيِّ الشَّاهِدِ الْمَشْهُوْدِ
الْوَلِيِّ الْمُقَرَّبِ السَّعِيْدِ الْمَسْعُوْدِ الْحَبِيْبِ
الشَّفِيْعِ الْحَسِيْبِ الرَّفِيْعِ الْمَلِيْحِ الْبَدِيْعِ
الْوَاعِظِ الْبَشِيْرِ النَّذِيْرِ الْعَطُوْفِ الْعَلِيْمِ
الْجَوَادِ الْكَرِيْمِ الطَّيِّبِ الْمُبَارَكِ الْمَكِيْنِ
الصَّادِقِ الْمَصْدُوْقِ الْأَمِيْنِ الدَّاعِيْ إِلَيْكَ
بِإِذْنِكَ السِّرَاجِ الْمُنِيْرِ الَّذِيْ أَدْرَكَ
الْحَقَائِقَ بِحُجَّتِهَا وَفَاقَ الْخَلَائِقَ بِرُمَّتِهَا
وَجَعَلْتَهُ حَبِيْبًا وَ نَاجَيْتَهُ قَرِيْبًا وَأَدْنَيْتَهُ
رَقِيًّا وَخَتَمْتَ بِهِ الرِّسَالَةَ وَالدَّلَالَةَ
وَ الْبَشَارَةَ وَالنِّذَارَةَ وَ النُّبُوَّةَ وَنَصَرْتَهُ
بِالرُّعْبِ وَ ظَلَّلْتَهُ بِالسُّحُبِ وَرَدَدْتَ لَهُ
الشَّمْسَ وَ شَقَقْتَ لَهُ الْقَمَرَ وَانْطَلَقْتَ لَهُ
الضَّبَّ وَ الذِّئْبَ وَ الظَّبْيَ وَ الْجِذْعَ وَالذِّرَاعَ
وَ الْجَمَلَ وَ الْجَبَلَ وَ الْمَدَرَ وَ الشَّجَرَ
وَ أَنْبَعْتَ مِنْ أَصَابِعِهِ الْمَاءَ الزُّلَالَ وَأَنْزَلْتَ
مِنَ الْمُزْنِ بِدَعْوَتِهٖ فِيْ عَامِ الْجَدْبِ
وَ الْمَحْلِ وَابِلَ الْغَيْثِ وَالْمَطَرِ فَاهْتَزَّتْ

مِنْهُ الْقَفْرُ وَالصَّخْرُ وَالْوَعْرُ وَالسَّهْلُ وَ
الرَّمَلُ وَالْحَجَرُ وَاَسْرَيْتَ بِهٖ لَيْلًا مِّنَ
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى
اِلَى السَّمٰوَاتِ الْعُلٰى اِلٰى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى
اِلٰى قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى وَاَرَيْتَهُ الْاٰيَةَ
الْكُبْرٰى وَاَنَلْتَهُ الْغَايَةَ الْقُصْوٰى وَاَكْرَمْتَهُ
بِالْمُخَاطَبَةِ وَالْمُرَاقَبَةِ وَالْمُشَافَهَةِ وَالْمُشَاهَدَةِ
وَالْمُعَايَنَةِ بِالْبَصَرِ وَخَصَصْتَهُ بِالْوَسِيْلَةِ الْعَذْرَاءِ
وَالشَّفَاعَةِ الْكُبْرٰى يَوْمَ الْفَزَعِ الْاَكْبَرِ فِي
الْمَحْشَرِ وَجَمَعْتَ لَهُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَجَوَاهِرَ
الْحِكَمِ وَجَعَلْتَ اُمَّتَهُ خَيْرَ الْاُمَمِ وَغَفَرْتَ
لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ الَّذِيْ
بَلَّغَ الرِّسَالَةَ وَاَدَّى الْاَمَانَةَ وَنَصَحَ الْاُمَّةَ
وَكَشَفَ الْغُمَّةَ وَجَلَا الظُّلْمَةَ وَجَاهَدَ فِي
سَبِيْلِ اللّٰهِ وَعَبَدَ رَبَّهُ حَتّٰى اَتَاهُ الْيَقِيْنُ
اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا يَّغْبِطُهُ فِيْهِ
الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ اَللّٰهُمَّ عَظِّمْهُ فِي
الدُّنْيَا بِاِعْلَاءِ ذِكْرِهٖ وَاِظْهَارِ دِيْنِهٖ وَ
اِبْقَاءِ شَرِيْعَتِهٖ وَفِي الْاٰخِرَةِ بِشَفَاعَتِهٖ فِيْ
اُمَّتِهٖ وَاَجْزِلْ اَجْرَهٗ وَمَثُوْبَتَهٗ وَاَبْدِ فَضْلَهٗ
عَلَى الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَتَقْدِيْمَهٗ عَلٰى

كَآفَّةِ الْمُقَرَّبِيْنَ الشُّهُوْدِ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ
شَفَاعَتَهُ الْكُبْرٰى وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ الْعُلْيَا
وَاَعْطِهٖ سُؤْلَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى كَمَآ اٰعْطَيْتَ
اِبْرَاهِيْمَ وَمُوْسٰى اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْ اَكْرَمِ
عِبَادِكَ عَلَيْكَ شَرَفًا وَّمِنْ اَرْفَعِهِمْ عِنْدَكَ
دَرَجَةً وَّاَعْظَمِهِمْ خَطَرًا وَّاَمْكَنِهِمْ شَفَاعَةً
اَللّٰهُمَّ عَظِّمْ بُرْهَانَهٗ وَاَبْلِجْ حُجَّتَهٗ وَاَبْلِغْهُ
مَامُوْلَهٗ فِيْٓ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ اَللّٰهُمَّ اَتْبِعْهُ
مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ وَاُمَّتِهٖ مَا تُقِرُّ بِهٖ عَيْنَهٗ وَاجْزِهٖ
عَنَّا خَيْرَ مَا جَزَيْتَ بِهٖ نَبِيًّا عَنْ اُمَّتِهٖ وَاجْزِ
الْاَنْبِيَآءَ كُلَّهُمْ خَيْرًا اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا شَاهَدَتْهُ الْاَبْصَارُ
وَسَمِعَتْهُ الْاٰذَانُ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ عَدَدَ
مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ بِعَدَدِ
مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ
كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى اَنْ يُّصَلّٰى عَلَيْهِ وَصَلِّ
وَسَلِّمْ عَلَيْهِ كَمَآ اَمَرْتَنَآ اَنْ نُّصَلِّيَ عَلَيْهِ وَصَلِّ
وَسَلِّمْ عَلَيْهِ كَمَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُّصَلّٰى عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ
صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ عَدَدَ نَعْمَآءِ اللّٰهِ
وَاَفْضَالِهٖ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَعَلٰٓى
اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَوْلَادِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ

وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَعِتْرَتِهٖ وَعَشِيْرَتِهٖ وَاَصْهَارِهٖ
وَاَحْبَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ وَاَنْصَارِهٖ وَخَزَنَةِ
اَسْرَارِهٖ وَمَعَادِنِ اَنْوَارِهٖ وَكُنُوْزِ الْحَقَآئِقِ
وَهُدَاةِ الْخَلَآئِقِ نُجُوْمِ الْهُدٰى لِمَنِ اقْتَدٰى
وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا دَآئِمًا اَبَدًا وَّارْضَ
عَنْ كُلِّ الصَّحَابَةِ رِضًى سَرْمَدًا عَدَدَ خَلْقِكَ
وَزِنَةَ عَرْشِكَ وَرِضٰى نَفْسِكَ مِدَادَ كَلِمَاتِكَ
كُلَّمَا ذَكَرَكَ ذَاكِرٌ وَسَهٰى عَنْ ذِكْرِكَ غَافِلٌ
صَلٰوةً تَكُوْنُ لَكَ رِضًا وَّلِحَقِّهٖ اَدَآءً وَّلَنَا
صَلَاحًا وَّاٰتِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ
الْعَالِيَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ
وَاَعْطِهِ اللِّوَآءَ الْمَعْقُوْدَ وَالْحَوْضَ الْمَوْرُوْدَ
وَصَلِّ يَا رَبِّ عَلٰى جَمِيْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِيِّيْنَ
وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى جَمِيْعِ الْاَوْلِيَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ
صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ
وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ السَّابِقِ لِلْخَلْقِ
نُوْرُهٗ الرَّحْمَةُ لِلْعٰلَمِيْنَ ظُهُوْرُهٗ عَدَدَ مَنْ
مَضٰى مِنْ خَلْقِكَ وَمَنْ بَقِيَ وَمَنْ سَعِدَ
مِنْهُمْ وَمَنْ شَقِيَ صَلٰوةً تَسْتَغْرِقُ الْعَدَّ وَتُحِيْطُ
بِالْحَدِّ صَلٰوةً لَّا غَايَةَ لَهَا وَلَا انْتِهَآءَ وَلَآ اَمَدَ
لَهَا وَلَا انْقِضَآءَ صَلٰوتَكَ الَّتِيْ صَلَّيْتَ عَلَيْهِ

صَلٰوۃً مَحْضُوْضَۃً عَلَيْهِ وَمَقْبُوْلَۃً لَدَيْهِ صَلٰوۃً
دَآئِمَۃً بِدَوَامِكَ بَاقِيَۃً بِبَقَائِكَ لَا مُنْتَهٰى لَهَا
دُوْنَ عِلْمِكَ صَلٰوۃً تُرْضِيْكَ وَتُرْضِيْهِ وَ
تَرْضٰى بِهَا عَنَّا صَلٰوۃً تَمْلَاُ الْاَرْضَ وَالسَّمَآءَ
صَلٰوۃً تَحُلُّ بِهَا الْعُقَدُ وَتُفَرَّجُ بِهَا الْكُرَبُ
وَيَجْرِيْ بِهَا لُطْفُكَ فِيْ اَمْرِيْ وَاُمُوْرِ الْمُسْلِمِيْنَ
وَبَارِكْ عَلَى الدَّوَامِ وَعَافِنَا وَاهْدِنَا وَاجْعَلْنَا
اٰمِنِيْنَ وَيَسِّرْ اُمُوْرَنَا مَعَ الرَّاحَۃِ لِقُلُوْبِنَا
وَاَبْدَانِنَا وَالسَّلَامَۃِ وَالْعَافِيَۃِ فِيْ دِيْنِنَا وَدُنْيَانَا
وَاٰخِرَتِنَا وَتَوَفَّنَا عَلَى الْكِتَابِ وَالسُّنَّۃِ وَاجْمَعْنَا
مَعَهٗ فِي الْجَنَّۃِ مِنْ غَيْرِ عَذَابٍ يَّسْبِقُ وَاَنْ
تَرْضٰى عَنَّا وَلَا تَمْكُرْ بِنَا وَاخْتِمْ لَنَا بِخَيْرٍ مِّنْكَ
وَعَافِيَۃٍ بِلَا مِحْنَۃٍ اَجْمَعِيْنَ سُبْحٰنَ رَبِّكَ
رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔

ترجمہ: "الٰہی! اپنی دائمی افضل ترین رحمت اور اپنی ہمیشہ کے لیے سب سے
زیادہ بڑھنے والی برکت اور اپنا فضل و کرم اور تعداد میں پاکیزہ ترین
ان پر نازل فرما جو حقائقِ انسانی میں سب سے بزرگ تر، ایمانی باریکیوں کی
کانِ احسانی تجلیات کا طور اور رحمانی اسرار کی آماجگاہ ہیں، مملکتِ ربانی
کے دولہا، سلسلۂ انبیاء کا واسطہ اور فوجِ رسل کے پیشوا ہیں، جو تمام
مخلوق میں افضل ترین ہیں، عزت کے بلند ترین پرچم کے علمبردار اور روشن

ترین بزرگیوں کے مالک ہیں، ازلی بھیدوں کے گواہ اور پہلے انوار کا
مشاہدہ فرمانے والے ہیں، ترجمانِ قدم کے ترجمان اور علم، تحمّل اور حکمتوں
کا منبع ہیں، عطائے جزی و کلی کے مظہر اور بلندی و پستی میں رہنے والی
مخلوق کی آنکھ کی پتلی ہیں، دو جہاں کے جسم کی روح اور حیاتِ دارین کا
سرچشمہ ہیں، بندگی کے لئے ترتیبِ مراتب پر فائز اور مقاماتِ برگزیدگی کے
رازدان، بزرگوں کے آقا، اوصافِ حمیدہ کے جامع، خلیلِ اعظم اور حبیبِ
اکرم ہیں، جو اعلیٰ مقامات و مراتب کے ساتھ مخصوص ہیں، روشن ترین
دلائلِ عقلیہ و نقلیہ سے جن کی تائید کی گئی ہے، رعب اور معجزات سے
جن کی مدد کی گئی ہے، ابد سے شرافت کا جوہر اور قدیم سرمدی نور ہیں ہمارے
آقا اور نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو ایجاد و موجود میں ستودہ صفات ہیں، ہر
موجود و مشہود کو ظاہر کرنے والے اور مشاہدہ وحدت کی بارگاہ ہیں، ہر چیز
کا نور اور ہدایت اور ہر راز کا راز اور اصل ہیں، وہ جن سے اسرار کھلے اور
انوار پھیلے، جو راز پوشیدہ اور نور ظاہر ہیں، جو سردار اور سلسلۂ انبیاء
کا افتتاح و اختتام فرمانے والے ہیں، جو اوّل و آخر اور باطن و ظاہر ہیں،
سب سے پیچھے تشریف لانے والے اور رشد والے ہیں، منع فرمانے
والے اور حکم دینے والے ہیں، خیرخواہ، مددگار، ثابت قدم، شکرگزار،
فرماں بردار اور ذکر کرنے والے ہیں، کفر کو مٹانے والے، بزرگ، عزت
والے اور حمد بجالانے والے ہیں، مومن، عابد، متوکل، زاہد، قیام فرمانے
والے، اطاعت شعار اور گواہ و نگہبان ہیں، دوست و مددگار، قابلِ
تعریف، یقینی دلیل، مسکت حجت، جن کی اطاعت کی جاتی ہے، جو مختار
ہیں اور حق کے سامنے جھکنے والے اور عاجزی کرنے والے ہیں، نیکو کار

حق صریح، طٰہٰ، یٰسین، مزمل (کمبل لوش)، مدثر (گودڑی پوش) ہیں، رسولوں کے آقا، پرہیزگاروں کے امام، رسولوں کے خاتم، پروردگارِ عالم کے محبوب، برگزیدہ نبی، منتخب رسول، حکم کرنے والے، انصاف فرمانے والے، حکمت و علم والے، غلبہ والے، شفقت فرمانے والے مہربان جو تیرے نورِ قدیم اور سیدھی راہ ہیں، جو تیرے بندے، رسول، برگزیدہ، خلیل، تیری (ذات وصفات کی) دلیل، تیرے محفوظ فرمائے ہوئے تیرے منتخب، تیرا ذخیرہ، تیرے مختار، بھلائی کے قائد اور نیکی کے امام ہیں، رحمت والے نبی، امی، عربی، قرشی، ہاشمی، ابطحی، مکی، مدنی، تہامی، حاضر و ناظر اور مشہود نبی ہیں، جو ولی، مقرب، باسعادت، نیک بخت حبیب، شفاعت فرمانے والے، بلند مرتبہ، ممکین حسن والے، عجیب و غریب عادات حسنہ والے، خیر خواہ، خطرات سے آگاہ فرمانے والے اچھے کاموں پر اچھے نتائج کی خوشخبری سنانے والے، نرم دل اور بردبار ہیں، جود فرمانے والے کریم ہیں، صاف ستھرے، برکت والے اور شان والے ہیں، سچ بولنے والے وہ جن سے سچ بولا گیا اور جو امین ہیں، تیرے حکم سے تیری طرف بلانے والے اور السا روشن چراغ ہیں جس نے حقائق کو دلیل سے معلوم کیا اور جو مخلوق پر اپنی خوبیوں سے بڑھ گئے اور جس کو تو نے حبیب بنایا اور جس سے تو نے قریب سے کلام فرمایا اور جن کی قدر و منزلت کو تو نے اپنے قریب فرمایا اور جن سے تو نے رسالت، ولالت، بشارت، جرائم پر تنبیہہ اور نبوت کا سلسلہ ختم فرمایا، جن کی تو نے رعب سے مدد فرمائی اور جن پر تو نے بادل کو سایہ کُناں کیا، جن کی خاطر تو نے سورج کو لوٹایا، چاند کے ٹکڑے کئے اور جن کی خاطر

تو نے بچو، بھیڑیئے، ہرنی، خشک لکڑی، بازو، اونٹ، پہاڑ، ڈھیلے اور درختوں کو زبان بخشی جن کی انگلیوں سے تو نے آبِ شیریں کے چشمے جاری فرمائے اور جن کی دعا سے قحط سالی کے دوران بادل سے موسلادھار بارش برسائی جس سے ویرانے، چٹانیں، سخت اور نرم زمین، ریت اور پتھر سب جل تھل ہو گئے اور ایک رات میں تو ان کو مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک لے گیا، بلند آسمانوں اور سدرۃ المنتہیٰ تک، قابَ قوسین اَو ادنیٰ تک، اور ان کو تو نے بڑی بڑی نشانیاں دکھائیں اور آخری حد کی تک ان کو پہنچایا اور ان کو تو نے شرفِ ہمکلامی، شرفِ مراقبہ، مشافہہ، مشاہدہ اور آنکھوں سے دیکھنا نصیب فرمایا اور ان کو میدانِ حشر کے ہولناک دن میں وسیلۂ عظمیٰ اور شفاعتِ کبریٰ سے سرفراز فرمایا، تو نے ان کو جامع کلمات اور حکمت کے موتی عطا فرمائے، تو نے ان کی امت کو سب سے بہتر امت قرار دیا اور ان کے وسیلہ سے ان کی امت کے پہلے پچھلے گناہ معاف فرمائے جنہوں نے خدا کا پیغام پہنچایا اور امانت ادا کر دی، امت کی خیر خواہی فرمائی اور غم دور فرمائے، اندھیرے ختم فرمائے اور اللہ کی راہ میں جہاد فرمایا اور اپنے رب کی عبادت کی یہاں تک کہ حق الیقین کی دولت سے مالامال ہو گئے، الٰہی ان کو مقامِ محمود پر فائز فرما جہاں پہلے پچھلے سب ان پر رشک کریں۔ یا اللہ! دنیا میں ان کو عظمت بخش ان کا ذکر بلند فرما کر، ان کے دین کو غالب فرما کر اور ان کی شریعت کو بقا بخش کر اور آخرت میں انکو عظمت عطا فرما، امت کے حق میں ان کی شفاعت قبول فرما کر اور آپ کو اجر و ثواب جزیل عطا فرما کر، اور پہلے پچھلوں پر آپ کی فضیلت کو واضح فرما دے اور سب کے سامنے

آپ کا تمام مقربین پر مقدّم ہونا ظاہر فرما دے، اے اللہ امیر کار کی شفاعت
کبریٰ قبول فرمانا اور آپ کا رتبہ بلند، مزید بلند فرمانا اور حضور دنیا و آخرت
میں جو کچھ مانگیں، عطا فرمانا، اسی طرح جیسا کہ تو نے ابراہیم و موسیٰ علیہما
السلام کو عطا فرمایا، الٰہی! حضور کو اپنی بارگاہ میں معزز ترین بندوں میں
سے کرنا اور آپ کا درجہ سب سے بلند فرمانا اور آپ کی شان کو سب سے
بڑھ کر عظمت بخشنا اور آپ کی شفاعت سب سے زیادہ منظور فرمانا
الٰہی! حضور کی دلیل عظیم کر دے، آپ کی حجت بالغ فرما دے اور آپ کی
اپنے گھر والوں اور اولاد کے متعلق جو تمنا ہے اسے پوری فرما دے،
الٰہی! آپ کی امت اور اولاد کی طرف سے آپ کے پیچھے وہ اعمال بھیج
جن سے آپ کی آنکھ ٹھنڈی ہو، اور ہماری طرف سے آپ کو ہر اس
جزا سے بہتر جزا عطا فرما جو کسی نبی کو اس کی امت کی طرف سے تو نے
عطا فرمائی اور تمام انبیائے کرام کو جزائے خیر عطا فرما، الٰہی! درود و سلام
بھیج ہمارے آقا محمد پر اتنی تعداد میں جتنی آنکھوں نے آپ کو دیکھا اور
کانوں نے آپ کی سنی اور ان پر درود و سلام بھیج، درود و سلام بھیجنے والوں
کی تعداد کے برابر اور حضور پر درود و سلام بھیج ان سب کی تعداد کے
برابر جنہوں نے آپ پر درود و سلام نہیں بھیجا اور ان پر اس طرح درود
سلام بھیج جیسے تو بھیجنا چاہتا ہے اور ان پر اس طرح درود و سلام
بھیج جیسے بھیجنا چاہیے۔ الٰہی! ان پر اور ان کی آل پر اپنے فضل اور اپنی نعمتوں کے برابر درود
سلام بھیج، الٰہی! حضور پر درود و سلام بھیج اور ان کی آل پر اور صحابہ کرام پر
اور ان کے بیٹوں پر اور ان کی بیویوں پر اور ان کی اولاد پر اور ان کے گھر
والوں پر، ان کی عترت پر، ان کے خاندان پر، ان کے سسرال پر اور ان
کے دوستوں پر اور ان کے پیروکاروں پر اور ان کے ہم عمروں پر اور ان

کے مددگاروں پر جو ان کے رازوں کے خزانے اور ان کے انوار کی کانیں ہیں، حقائق کے خزانے اور مخلوق کے ہادی ہیں، جو ان کی پیروی کرے اس کے لئے ہدایت کے ستارے ہیں، اور سلام بھیج خوب کثرت سے ہمیشہ ہمیشہ، اور تمام صحابہ سے دائمی طور پر راضی ہو جئے اتنی مرتبہ جتنی تیری مخلوق کی تعداد ہے اور جتنی تیرے عرش کی زینت ہے اور جتنی تیری ذات کی رضا ہے اور جتنی تیرے کلمات کی سیاہی ہے جب بھی ذکر کرنے والے تیرا ذکر کریں اور جب بھی غافل تیرے ذکر سے غفلت برتیں ایسا درود جس میں تیری رضا ہو اور جس سے حضور کا حق ادا ہو، اور جس سے ہمارا بھلا ہو اور انکو مقامِ وسیلہ عطا فرما اور فضیلت عطا فرما اور ان کو درجہ بلند عطا فرما اور ان کو مقام محمود پر فائز فرما اور انکو وہ جھنڈا عطا فرما جس کا ان سے وعدہ فرمایا گیا ہے اور وہ حوض جس پر سب لوگ (پیاس بجھانے) آئیں گے اور اے پروردگار! حضور کے تمام برادرانِ گرامی، انبیائے کرام و رسولانِ عظام پر اور تمام اولیائے کرام اور نیکوکاروں پر درود و سلام بھیج، ان سب پر اللہ تعالٰی کا درود و سلام ہو، الٰہی! محمد پر درود و سلام بھیج جن کا نور تمام مخلوق سے پہلے ہے جن کا ظہور جہانوں کے لئے رحمت ہے، تیری گذشتہ اور آئندہ نیک بخت اور بدبخت مخلوق کی تعداد کے برابر، ایسا درود جو گنتی کو ختم کر دے اور حد کو گھیر لے، ایسا درود جس کی کوئی حد و انتہا نہ ہو جس کی نہ کوئی مدت ہو، نہ خاتمہ: تیرا وہ درود جو تو نے ان پر بھیجا ہے وہ درود جو ان پر پیش کیا جاتا ہے اور جو ان کی بارگاہ میں مقبول ہے، ایسا درود جو تیرے دوام کے ساتھ دائمی اور تیری بقا کے ساتھ باقی ہو، تیرے علم

کے بغیر جس کی کوئی انتہا نہ ہو، ایسا درود جو تجھے بھی ہم سے راضی کر دے اور انکو بھی، ایسا درود جو زمین و آسمان کو بھر دے، ایسا درود جس سے گرہیں کھل جائیں اور جس سے مصیبتیں ٹل جائیں، جس سے تیرا لطف وکرم ہمیں اور تمام مسلمانوں کے معاملات میں جاری وساری ہو جائے اور دائمی برکتیں ان پر نازل فرما اور ہم کو عافیت عنایت فرما اور ہماری رہنمائی فرما، ہم کو امن وامان سے رکھیو، ہمارے کام آسان کرنا، ہمارے دلوں اور بدنوں کو سکون اور دین و دنیا، آخرت میں سلامتی و عافیت عطا فرمانا اور کتاب وسنت پر ہمارا خاتمہ فرمانا اور ہم کو حضور کے ہمراہ جنت میں بغیر عذاب کے جمع فرمانا اور تو ہم سے راضی رہنا اور ہمارے خلاف کوئی خفیہ تدبیر نہ فرمانا اور ہم سب کا خاتمہ بلا تکلیف بخیر و عافیت فرمانا، تمہارا رب جو عزت و غلبہ کا مالک ہے، ان عیوب سے پاک ہے، جن کی نسبت منکرین اس کی طرف کرتے ہیں، سلام ہو رسولوں پر اور سب تعریف اللہ رب العالمین کے لئے۔"

چوبیسواں[۲۴] درود شریف

سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَشَرِّفْ وَعَظِّمْ وَبَارِكْ وَكَرِّمْ وَمَجِّدْ وَتَمِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ افْتَتَحْتَ بِهٖ اَغْلَاقَ كَنْزِ الْوُجُوْدِ وَنَصَبْتَهٗ وَاسِطَةً لِاِيْصَالِ الْفَيْضِ وَالْجُوْدِ وَرَفَعْتَهٗ اِلٰى اَعْلٰى غُرَفِ الْمُعَايَنَةِ وَالشُّهُوْدِ وَبَوَّأْتَهٗ مِنْ حَضَرَاتِ

قُدْسِكَ حَيْثُ شَآءَ بِلَا حُدُوْدٍ اَلَّذِیْٓ اَقَمْتَ
بِخِدْمَتِهٖ مُقَرَّبَ الْاَمْلَاكِ وَجَعَلْتَهٗ قُطْبًا
تَدُوْرُ عَلَيْهِ الْاَفْلَاكُ وَاَجْلَسْتَهٗ عَلٰى
كُرْسِيِّ الْمَكَانَةِ وَسَرِيْرِ التَّمْكِيْنِ وَ
خَاطَبْتَهٗ لِلْاِرْشَادِ وَالتَّعْلِيْمِ وَالتَّبْيِيْنِ
فَقُلْتَ بِطَرِيْقِ التَّبْجِيْلِ وَالتَّعْظِيْمِ (وَلَقَدْ
اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ)
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، نٓ وَالْقَلَمِ
وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ
وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّكَ لَعَلٰى
خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ سَيِّدِ الْاَوَائِلِ وَالْاَوَاخِرِ وَصَفْوَةِ
الْاَمَاثِلِ وَالْاَفَاخِرِ وَلِسَانِ الْحَضْرَةِ الْاَقْدَسِيَّةِ
اَمِيْنِ الْاَسْرَارِ الْاِلٰهِيَّةِ مَجْلَى الذَّاتِ وَمَظْهَرِ
الْاَسْمَآءِ وَالصِّفَاتِ مَآءِ الرَّحْمَةِ وَبِهٖ يَحْيَى
الْمُلْكُ وَالْمَلَكُوْتُ دَالِ الدَّوَامِ سِرِّ حَيٰوةِ الْعَالَمِ
عِلَّةِ السُّجُوْدِ لِاٰدَمَ رُوْحِ الْاَرْوَاحِ اَسَارِیْ فِیْ
جَمِيْعِ الْاَشْبَاحِ لَا يُشَاكُ اَحَدُكُمْ بِشَوْكَةٍ
اِلَّا وَاَجِدُ اَلَمَهَا مَجْمَعِ حَقَآئِقِ اللَّاهُوْتِ مَنْبَعِ
دَقَآئِقِ النَّاسُوْتِ رَايَةِ اِمَامَتِهٖ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ
تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ خِلْعَةِ
خِلَافَتِهٖ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ

اللّٰہَ تَاجُ مَحْبُوْبِیَّتِہٖ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ
فَتَرْضٰی لَوْلَاکَ یَا مُحَمَّدُ مَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ
بِسَاطُ خُلَّتِہٖ لَعَمْرُکَ عَفَی اللّٰہُ عَنْکَ مَا وَدَّعَکَ
رَبُّکَ وَمَا قَلٰی صَاحِبِ الشَّرَفِ وَالْمَجْدِ حَامِلِ
لِوَآءِ الْحَمْدِ صَاحِبِ الْوَسِیْلَۃِ وَالْفَضِیْلَۃِ
اٰدَمُ وَمَنْ دُوْنَہٗ تَحْتَ لِوَآئِہٖ صَاحِبِ الشَّفَاعَۃِ
الْعُظْمٰی وَالْکَوْثَرِ مُسَلَّمِ الرِّضَا مَحْرِفِ الْاِصْطِفَاءِ
سِدْرَۃِ الْاِنْتِہَآءِ شَمْسِ الْعَالَمِ بَدْرِ الْکَمَالِ
نَجْمِ الْھِدَایَۃِ جَوْھَرَۃِ الْوُجُوْدِ خَلِیْلِکَ الْاَقْدَمِ
وَحَبِیْبِکَ الْاَکْرَمِ وَصِرَاطِکَ الْاَقْوَمِ عَبْدِکَ
الْقَآئِمِ بِاَمْرِکَ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ ذَوِی الشِّیَمِ وَاَصْحَابِہٖ
ذَوِی الْھِمَمِ مَا تَعَاقَبَ النَّھَارُ الْاَبْیَنُ وَاللَّیْلُ
الْاَبْھَمُ عَدَدَ مَآ اَحَاطَ بِہٖ عِلْمُکَ وَاَحْصَاہُ
کِتَابُکَ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔

ترجمہ :۔ الٰہی! درود و سلام بھیج اور شرف، عظمت، برکت و کرم عطا فرما اور زیادہ فرما اور مکمل فرما، ہمارے آقا محمد پر جن کے ذریعہ تو نے خزانۂ وجود کے بند دروازے کھولے اور جن کو تو نے فیض، وجود عطا فرمانے کا وسیلہ بنایا اور جن کو تو نے دیدار و مشاہدہ کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز فرمایا اور انکو اپنی بارگاہِ اقدس میں بلا حد و قیود ان کے حسب منشاء ٹھکانہ بخشا وہ جن کی خدمت میں تو نے مقرب فرشتوں کو مقرر فرمایا اور تو نے جن کو ایسا قطب بنایا جس کے گرد اگرد افلاک گھومتے ہیں،

اور جس کو تو نے کرسیٔ مرتبۂ تخت اقتدار پر بٹھایا اور جن کو تو نے رہنمائی، تعلیم و تربیت اور احکام شرع کی توضیح و تبیین کے لئے مخاطب کیا، چنانچہ ان کی تعظیم و تکریم کے متعلق تیرا ارشاد گرامی ہے وَلَقَدْ اٰتَیْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ "اے محبوب ہم نے تم کو سبع مثانی (فاتحہ کی سات آیتیں جو دو، دو مرتبہ پڑھی جاتی ہیں) اور قرآن عظیم عطا فرمایا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّکَ بِمَجْنُوْنٍ وَاِنَّ لَکَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ شروع اللہ کے نام سے جو رحم فرمانے والا مہربان ہے، نٓ قسم ہے قلم کی اور جو لکھتے ہیں، تم اللہ کے فضل و کرم سے مجنون نہیں اور بے شک تمہارے لئے نہ ختم ہونے والا اجر و ثواب ہے اور بلاشبہ تم اعلٰے اخلاق پر ہو) پہلوں اور پچھلوں کے آقا، بزرگوں اور مایۂ ناز ہستیوں میں برگزیدہ، بارگاہِ قدوسیت کی زبان، اسرارِ الٰہیہ کے امین، ذاتِ باری کی تجلی گاہ اور اسماء و صفات کے مظہر، رحمت کی حا، ملک و ملکوت کی میم، دوام کی دال، زندگی کائنات کا راز، مسجودِ آدم کا سبب، روحوں کی روح، تمام شکلوں میں منعکس، اس فرمان کے قائل کہ "تم میں سے کسی کو بھی کانٹا چبھ جائے اس کا درد مجھے ہوتا ہے" حقائق لاہوت (خدائی حقیقتیں) کے مجمع و مرکز، عالم ناسوت کی باریکیوں کے منبع، ان کی امامت کا جھنڈا ہے: قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (تم فرما دو! اگر تم لوگ اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا) جن کی خلعت خلافت ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا

يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ (بے شک جو لوگ اے محبوب تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ کی بیعت کر رہے ہیں، جن کا تاجِ محبوبیت ہے وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (قرآن) (عنقریب تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے) لَوْلَاكَ يَا مُحَمَّدُ مَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ (اے محمد اگر تم نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو نہ پیدا کرتا) جن کی لباسِ خلعت ہے لَعَمْرُكَ "تیری عمر کی قسم" عَفَى اللّٰهُ عَنْكَ "اللہ تمہیں معاف فرمائے" مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى "نہ تمہارے رب نے تمہیں چھوڑا اور نہ ناراضگی کی" صاحبِ عظمت و بزرگی، لواء الحمد کے پرچم بردار، وسیلہ و فضیلت کے مالک، آدم اور باقی سب ان کے پرچم تلے ہوں گے ؎

جن کے زیرِ لوا، آدم و من سوا
اس سرائے سیادت پہ لاکھوں سلام (فاضل بریلوی)

شفاعتِ کبریٰ اور حوضِ کوثر کے مالک، رضائے خداوندی کی سیڑھی برگزیدگی کے رفرف، حد و انتہا کے سدرہ، آفتابِ عالمتاب، کمال کے چودہویں کے چاند، ہدایت کے ستارے، جوہرِ وجود، تیرے قدیمی دوست اور معزز محبوب اور سیدھی تر راہ، تیرے ایسے بندے جو تیرا حکم قائم کرنے والے ہیں، اور ان کی آل پر جو ان کی سی عادات کی حامل تھی اور ان کے باہمت صحابہ کرام پر جب تک روشن اور شب تاریک کا سلسلہ آمد و رفت جاری ہے تیری معلومات کے برابر اور جو کچھ تیری کتاب میں بیان ہوا اس کے برابر اور تا قیامت بکثرت سلام نازل فرما۔"

۲۵
پچیسواں درود شریف

یہ بھی سرکارِ غوثیت مآب کا بیان فرمودہ ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا

مُحَمَّدٍ بَحْرِ اَنْوَارِكَ وَمَعْدَنِ اَسْرَارِكَ وَ
لِسَانِ حُجَّتِكَ وَعُرُوْسِ مَمْلَكَتِكَ وَ اِمَامِ
حَضْرَتِكَ وَطِرَازِ مُلْكِكَ وَخَزَآئِنِ رَحْمَتِكَ
وَطَرِيْقِ شَرِيْعَتِكَ الْمُتَلَذِّذِ بِمُشَاهَدَتِكَ
اِنْسَانِ عَيْنِ الْوُجُوْدِ وَالسَّبَبِ فِيْ كُلِّ مَوْجُوْدٍ
عَيْنِ اَعْيَانِ خَلْقِكَ الْمُتَقَدِّمِ مِنْ نُوْرِ ضِيَآئِكَ
صَلٰوةً تَحُلُّ بِهَا عُقْدَتِيْ وَتُفَرِّجُ بِهَا كُرْبَتِيْ
صَلٰوةً تُرْضِيْكَ وَتُرْضِيْهِ وَتَرْضٰى بِهَا
عَنَّا يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ عَدَدَ مَآ اَحَاطَ بِهٖ
عِلْمُكَ وَ اَحْصَاهُ كِتَابُكَ وَجَرٰى بِهٖ قَلَمُكَ
وَعَدَدَ الْاَمْطَارِ وَالْاَحْجَارِ وَالْاَشْجَارِ وَمَلَآئِكَةِ
الْبِحَارِ وَجَمِيْعِ مَا خَلَقَ مَوْلٰنَا مِنْ اَوَّلِ الزَّمَانِ
اِلٰٓى اٰخِرِهٖ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ۔

ترجمہ: "الٰہی! درود و سلام بھیج ہمارے آقا و مولیٰ محمد پر جو تیرے انوار کا سمندر، تیرے رازوں کی کان، تیری حجت کی زبان، تیری مملکت کے دولہا، تیرے دربار کے امام اور تیرے ملک کی زینت ہیں، تیری رحمت کا خزانہ اور تیری شریعت کا راستہ ہیں، تیرے مشاہدہ سے لذت حاصل کرنے والے ہیں، چشم وجود کی پتلی اور ہر موجود کا سبب ہیں، تیری مخلوق میں جتنے ذی شان ہیں ان میں افضل ترین ہیں اور تیرے نور ضیاء سے مقدم ہیں، ایسا درود و سلام جس سے میری گرہ کھل جائے اور میری مصیبت دور ہو جائے، ایسا درود جو تجھے بھی راضی کرے اور انکو بھی اور جس کے

صدقہ سے، اے پروردگارِ عالم! تو ہم سے راضی ہو جائے، جو تیری معلومات کے برابر ہو اور جس کو تیرا نوشتہ شمار کرے اور جس پر تیرا قلم چلے اور بارش، پتھروں، درختوں اور بحری ملائکہ اور جو کچھ ہمارے مالک نے اول سے آخر تک پیدا فرمایا سب کی تعداد کے برابر اور سب تعریف خدائے یکتا کے لئے ہے۔"

چھبیسواں ۲۶ درود شریف

یہ بھی حضور غوث پاک کی طرف منسوب ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ بِاَفْضَلِ مَا تُحِبُّ وَ اَکْمَلِ مَا تُرِیْدُ عَلٰی اِمَامِ اَھْلِ التَّوْحِیْدِ وَ لِسَانِ اَھْلِ التَّفْرِیْدِ وَ التَّمْجِیْدِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا وَ سَنَدِنَا وَ اَوْلَانَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ السَّادَاتِ وَ الْعَبِیْدِ وَ عَلٰی اٰلِہِ الْکِرَامِ الْبَرَرَۃِ وَ صَحْبِہٖ وَ وَارِثِیْہِ وَ حِزْبِہٖ وَ کُلِّ مَنْسُوْبٍ اِلٰی جَنَابِہِ الْمَجِیْدِ مِنْ غَیْرِ نِہَایَۃٍ وَّ لَا تَحْدِیْدٍ وَ سَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔

ترجمہ: "الٰہی! جو تجھے پسند ہے اور جس کا تو ارادہ فرماتا ہے وہ افضل ترین اور اکمل ترین بکثرت درود و سلام بھیج ان پر جو اہلِ توحید کے امام اور دنیا کی آلودگیوں سے الگ تھلگ رہنے والے لوگوں کی زبان ہیں یعنی ان پر جو ہمارے سردار، ہمارے آقا، ہماری سند اور ہم سب سے قریب تر ہیں یعنی محمد پر جو سرداروں اور غلاموں کے سردار ہیں اور ان کی قابلِ تکریم

نیک آل پر اوران کے صحابۂ کرام پر اوران کے ورثا پر اوران کے گروہ پر اور ہر اس پیروان کی جنابِ بزرگوار کی طرف منسوب ہے، ایسا درود جس کی نہ کوئی ابتدا رہو، نہ انتہا، نہ حد و حساب، قیامت تک"

ستائیسواں درود شریف

یہ بھی آپ ہی کی طرف منسوب ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اَفْضَلِ عِبَادِكَ مِنْ خَلْقِكَ وَصَفْوَتِكَ مِنْ اَنْبِيَآئِكَ الذَّاتِ الْمُكَمَّلَةِ وَالرَّحْمَةِ الْمُرْسَلَةِ الْمُفَضَّلَةِ سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَوَارِثِيْهِ وَحِزْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِيْنَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُوْنَ وَكُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغٰفِلُوْنَ۔

ترجمہ: "الٰہی! اپنی مخلوق میں اپنے افضل ترین بندے اور نبیوں کے برگزیدہ ترین نبی جن کی ذات مکمل اور جن کی رحمت کاملہ سرِ ذات بلطف ہے یعنی ہمارے آقا اور ہمارے نبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل اور اصحاب اور ان کے وارثوں اور گروہ سب پر درود و سلام بھیج جو اپنی وسعت میں زمین و آسمان کے برابر ہو، جب تک ذکر کرنے والے تیرا ذکر کریں اور جب تک غافل ان کے ذکر سے غفلت برتیں"۔

یہ پانچ درود شریف سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ہیں، اللہ تعالےٰ ان کی برکات سے ہم کو مستفید فرمائے، ان میں سے پہلے دو درود شریف کو میں نے آپ کے مجموعۂ اوراد بنام "الفیوضات الربانیہ فی المآثر القادریہ"

سے نقل کیا ہے، یہ مجموعہ آپ کے خاندان کے ایک فاضل سید اسمٰعیل بن سید محمد سعید قادری جیلانی رحمہ اللہ کا مرتب شدہ ہے، تیسرے درود شریف یعنی اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بَحْرِ اَنْوَارِكَ آخر تک کو شیخ دیربی نے اپنے مجربات میں بایں الفاظ ذکر کیا ہے۔

درود و سلام کے جلیل القدر صیغوں میں سے وہ بھی ہے جس کے متعلق سیدی عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اس کو اپنے زمانۂ سیاحت میں ایک غار کے دروازے پر پتھر کے اوپر لکھا پایا اور یہ بھی فرمایا کہ "یہ پچاس ہزاریہ" درود شریف ہے اس کے بعد شیخ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اس درود شریف کے متعلق سوال کیا تو سرکار ابد قرار علیہ السلام نے فرمایا، یہ "ستر ہزاریہ" درود شریف ہے الخ۔

میں نے اپنی کتاب "افضل الصلوٰۃ" میں اس درود شریف کو ستائیس نمبر پر لکھا ہے البتہ اتنا فرق ہے کہ وہاں اس کے ساتھ بہت سی دیگر باتیں اور فضائل بھی مذکور ہیں جن کو یہاں ترک کر دیا گیا ہے، چوتھا درود شریف وہ ہے جس پر شیخ نے "حزب الفتح" ختم فرمائی ہے، پانچویں درود شریف کو شیخ علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب "الحزب السریانی" اور "الفتوح الربانی" کے آخر میں ذکر فرمایا ہے۔

اٹھائیسواں ۲۸ درود شریف
سیّدی محی الدین بن العربی کا

اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُكَ اللّٰھُمَّ اَنْ تُصَلِّیَ وَتُسَلِّمَ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْ خَلَقْتَهٗ مِنْ جَلَالِكَ وَزَیَّنْتَهٗ بِجَمَالِكَ وَتَوَّجْتَهٗ بِكَمَالِكَ وَاَهَّلْتَهٗ لِرُؤْیَةِ ذَاتِكَ

وَجَعَلْتَہٗ مَحَلًّا لِاَسْمَآئِكَ وَصِفَاتِكَ وَقَرَنْتَ
اِسْمَہٗ بِاِسْمِكَ وَطَاعَتَہٗ بِطَاعَتِكَ مُحَمَّدِ
بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہِ الدَّاعِيْنَ
اِلَى اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا نَائِبِ حَضْرَةِ
ذَاتِكَ الْمُتَحَقِّقِ بِاَسْمَآئِكَ وَصِفَاتِكَ
اَلْجَامِعِ بَيْنَ الْوُجُوْدِ وَالْعَدَمِ وَالْبَرْزَخِ
الْفَاصِلِ بَيْنَ الْحُدُوْثِ وَالْقِدَمِ عَيْنَ
الْاَحَدِيَّةِ الَّذِيْ انْفَتَحَ بِہٖ كُلُّ مَقْفُوْلٍ
وَانْجَبَرَ بِہٖ كُلُّ مَكْسُوْرٍ وَانْعَتَقَ بِہٖ
كُلُّ مَقْهُوْرٍ۔

ترجمہ: "الٰہی! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ درود و سلام بھیج ان پر جو رسولوں کے آقا اور پرہیزگاروں کے امام ہیں جن کو تو نے اپنے جلال سے پیدا فرمایا اور اپنے جمال سے زینت بخشی اور اپنے کمال سے مشرف فرمایا اور اپنی ذات کے مشاہدہ کے قابل بنایا اور اپنے اسمائے حسنہ اور صفات حمیدہ کا محل بنایا، ان کے نام کو اپنے نام اور ان کی اطاعت کو اپنی اطاعت سے ملایا یعنی محمد پر جو عبد اللہ کے نورِ نظر ہیں اور انکی آل و اصحاب پر جو اللہ کی طرف دعوت دینے والے ہیں۔ الٰہی! درود بھیج ہمارے آقا پر جو تیری بارگاہِ ذاتی کے نائب ہیں، جو تیرے اسمائے حسنہ و صفات حمیدہ کا مظہر ہیں وجود و عدم اور برزخ کے جامع ہیں، حدوث و قدم کے فاصل ہیں، (بقولِ فاضل بریلوی قدس سرہٗ) ے

ممکن میں یہ قدرت کہاں واجب میں عبدیت کہاں
حیراں ہوں یہ بھی ہے خطا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

انتیسواں ۲۹ درود شریف

حضرت امام جزولی کا

اَفْضَلُ صَلَوَاتِ اللّٰهِ وَاَحْسَنُ صَلَوَاتِ اللّٰهِ وَاَجَلُّ صَلَوَاتِ
اللّٰهِ وَاَجْمَلُ صَلَوَاتِ اللّٰهِ وَاَكْمَلُ صَلَوَاتِ اللّٰهِ وَاَسْبَغُ
صَلَوَاتِ اللّٰهِ وَاَتَمُّ صَلَوَاتِ اللّٰهِ وَاَظْهَرُ صَلَوَاتِ
اللّٰهِ وَاَعْظَمُ صَلَوَاتِ اللّٰهِ وَاَذْكٰى صَلَوَاتِ اللّٰهِ وَاَطْيَبُ
صَلَوَاتِ اللّٰهِ وَاَبْرَكُ صَلَوَاتِ اللّٰهِ وَاَوْفٰى صَلَوَاتِ
اللّٰهِ وَاَسْنٰى صَلَوَاتِ اللّٰهِ وَاَعْلٰى صَلَوَاتِ اللّٰهِ وَاَكْثَرُ
صَلَوَاتِ اللّٰهِ وَاَجْمَعُ صَلَوَاتِ اللّٰهِ وَاَعَمُّ صَلَوَاتِ
اللّٰهِ وَاَدْوَمُ صَلَوَاتِ اللّٰهِ وَاَبْقٰى صَلَوَاتِ اللّٰهِ وَاَعَزُّ
صَلَوَاتِ اللّٰهِ وَاَرْفَعُ صَلَوَاتِ اللّٰهِ وَاَعْظَمُ
صَلَوَاتِ اللّٰهِ عَلٰى اَفْضَلِ خَلْقِ اللّٰهِ وَاَحْسَنِ خَلْقِ
اللّٰهِ وَاَجَلِّ خَلْقِ اللّٰهِ وَاَكْرَمِ خَلْقِ اللّٰهِ وَاَجْمَلِ خَلْقِ
اللّٰهِ وَاَكْمَلِ خَلْقِ اللّٰهِ وَاَتَمِّ خَلْقِ اللّٰهِ وَاَعْظَمِ خَلْقِ اللّٰهِ
عِنْدَ اللّٰهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَنَبِيِّ اللّٰهِ وَحَبِيْبِ اللّٰهِ وَصَفِيِّ اللّٰهِ
وَنَجِيِّ اللّٰهِ وَخَلِيْلِ اللّٰهِ وَوَلِيِّ اللّٰهِ وَاَمِيْنِ اللّٰهِ وَخِيَرَةِ
اللّٰهِ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ وَنُخْبَةِ اللّٰهِ مِنْ بَرِيَّةِ اللّٰهِ وَصَفْوَةِ
اللّٰهِ مِنْ اَنْبِيَاءِ اللّٰهِ وَعُرْوَةِ اللّٰهِ وَعِصْمَةِ اللّٰهِ
وَنِعْمَةِ اللّٰهِ وَمِفْتَاحِ رَحْمَةِ اللّٰهِ الْمُخْتَارِ مِنْ رُسُلِ

اللهِ الْمُنْتَخَبِ مِنْ خَلْقِ اللهِ الْغَائِرِ بِالْمُطَّلَبِ فِي
الْمَذْهَبِ وَالْمَرْغَبِ الْمُخْلِصِ فِيمَا وُهِبَ اَكْرَمِ مَبْعُوثٍ
اَصْدَقِ قَائِلٍ اَنْجَحِ شَافِعٍ اَفْضَلِ مُشَفَّعٍ الْاَمِينِ فِيمَا
اُسْتُوْدِعَ الصَّادِقِ فِيمَا بَلَّغَ الصَّادِعِ بِاَمْرِ رَبِّهِ
الْمُضْطَلِعِ بِمَا حُمِلَ اَقْرَبِ رُسُلِ اللهِ اِلَى اللهِ وَسِيلَةً
وَاَعْظَمِهِمْ غَدًا عِنْدَ اللهِ مَنْزِلَةً وَفَضِيلَةً وَ
اَكْرَمِ اَنْبِيَاءِ اللهِ الْكِرَامِ الصَّفْوَةِ عَلَى اللهِ
وَاَحَبِّهِمْ اِلَى اللهِ وَاَقْرَبِهِمْ زُلْفٰى لَدَى اللهِ وَاَكْرَمِ
الْخَلْقِ عَلَى اللهِ وَاَحْظَاهُمْ وَاَرْضَاهُمْ لَدَى
اللهِ وَاَعْلَى النَّاسِ قَدْرًا وَاَعْظَمِهِمْ مَحَلًّا وَاَكْمَلِهِمْ
مَحَاسِنًا وَفَضْلًا وَاَفْضَلِ الْاَنْبِيَاءِ دَرَجَةً وَ
اَكْمَلِهِمْ شَرِيعَةً وَاَشْرَفِ الْاَنْبِيَاءِ نِصَابًا وَاَبْيَنِهِمْ
بَيَانًا وَخِطَابًا وَاَفْضَلِهِمْ مَوْلِدًا وَمُهَاجَرًا وَعِتْرَةً
وَاَصْحَابًا وَاَكْرَمِ النَّاسِ اَرُوْمَةً وَاَشْرَفِهِمْ جُرْثُوْمَةً
وَخَيْرِهِمْ نَفْسًا وَاَطْهَرِهِمْ قَلْبًا وَاَصْدَقِهِمْ قَوْلًا
وَاَزْكَاهُمْ فِعْلًا وَاَثْبَتِهِمْ اَصْلًا وَاَوْفَاهُمْ
عَهْدًا وَاَمْكَنِهِمْ مَجْدًا وَاَكْرَمِهِمْ طَبْعًا وَاَحْسَنِهِمْ
صُنْعًا وَاَطْيَبِهِمْ فَرْعًا وَاَكْثَرِهِمْ طَاعَةً وَسَمْعًا
وَاَعْلَاهُمْ مَقَامًا وَاَحْلَاهُمْ كَلَامًا وَاَزْكَاهُمْ
سَلَامًا وَاَجَلِّهِمْ قَدْرًا وَاَعْظَمِهِمْ فَخْرًا وَاَسْنَاهُمْ
نُوْرًا وَاَرْفَعِهِمْ فِي الْمَلَاِ الْاَعْلٰى ذِكْرًا وَاَوْفَاهُمْ

عَهْدًا وَّاَصْدَقِهِمْ وَعْدًا وَّاَكْثَرِهِمْ شُكْرًا وَّاَعْلَاهُمْ اَمْرًا وَّاَجْمَلِهِمْ صَبْرًا وَّاَحْسَنِهِمْ خَيْرًا وَّاَقْرَبِهِمْ يُسْرًا وَّاَبْعَدِهِمْ مَكَانًا وَّاَعْظَمِهِمْ شَانًا وَّاَثْبَتِهِمْ بُرْهَانًا وَّاَرْجَحِهِمْ مِيْزَانًا وَّاَوَّلِهِمْ اِيْمَانًا وَّاَوْضَحِهِمْ بَيَانًا وَّاَفْصَحِهِمْ لِسَانًا وَّاَظْهَرِهِمْ سُلْطَانًا۔

ترجمہ: اللہ کا بزرگ ترین اور اللہ کا بہترین اور اللہ کا عظیم الشان اور اللہ کا خوبصورت ترین، کامل ترین، رنگین ترین، مکمل ترین اور پاکیزہ ترین اور عظیم ترین اور صاف ترین، بہت ستھرا، بہت بابرکت مکمل تر، برتر، اعلیٰ تر، کثیر تر، جامع تر، عام تر، دائم تر، باقی تر، معزز تر بلند تر، عظیم تر، درود شریف اُن پر جو اللہ کی مخلوق میں افضل تر حسین ترین، بزرگ تر، معزز تر، جمیل تر، کامل تر، مکمل تر، عظیم تر ہیں۔ اللہ کے بندے، اللہ کے رسول، اللہ کے نبی، اللہ کے حبیب، اللہ کے برگزیدہ، اللہ کے نجی، اللہ کے خلیل، اللہ کے ولی، اللہ کے امین اللہ کی مخلوق میں سے پسندیدہ، اللہ کا انتخاب اللہ کی مخلوق میں سے نبیوں میں سے، اللہ کے صبرہ، اللہ کی رسی، اللہ کی عصمت، اللہ کی نعمت، اللہ کی رحمت کی کنجی، اللہ کے رسولوں میں سے چُنے ہوئے۔ مخلوقِ خدا میں سے منتخب، ترغیب تہیب کی منزلِ مقصود، جو کچھ اللہ کی طرف سے ملا اس میں مخلص کریم تر بھیجے گئے، سب سے بڑھ کر سچ بولنے والے۔ کامیاب تر شفاعت فرمانے والے۔ افضل تر مقبولِ شفاعت۔ امانت کے

امین، دین پہنچانے میں سچے، حکمِ پروردگار کو علی الاعلان پھیلانے والے جو ذمہ ڈالا جائے اسے اُٹھانے والے، اللہ کے رسُولوں میں سے اللہ کے قریب تر وسیلہ کل خُدا کے ہاں سب سے بڑے مرتبہ وفضیلت والے اللہ کے گرامی قدر رسُولوں میں گرامی قدر اللہ کے برگزیدہ، اللہ کے محبُوب تر اور سب سے بڑھ کر اللہ کے حضور مقامِ قُرب پر فائز، اللہ کے ہاں معزز تر، عظیم تر، پسندیدہ تر، سب لوگوں میں اُونچے مرتبہ والے۔ بلند تر مقام والے۔ کامل تر خُوبیوں اور فضیلت والے۔ تمام نبیوں میں افضل درجے والے۔ کامل تر شریعت والے۔ تمام نبیوں میں بُزرگ تر نصاب والے۔ واضح تر بیان وخطاب والے۔ سب سے افضل جائے پیدائش و ہجرت کے لحاظ سے، عترت واصحاب کے لحاظ سے۔ لوگوں میں معزز تر و بزرگ تر رُوح واصل کے لحاظ سے، سب سے بہتر ذات اور صاف تر دل کے لحاظ سے، سب سے سچی بات والے، سب سے ستھرے عمل والے، اور مضبوط تر اصل والے سب سے بڑھ کر وعدہ پورا فرمانے والے، مضبوط تر بزرگی والے کریم تر طبیعت، حسین تر عمل اور صاف ترین اولاد والے، سب سے بڑھ کر اطاعت گذار اور (اللہ کی بات) سُننے والے، بلند ترین مقام، شیریں ترین کلام، صاف تر سلام، بلند تر درجہ، فخر ومباہات میں عظیم تر، روشن تر نُور والے، جن کا ذکر ملأ اعلیٰ (عالم بالا) میں بلند تر ہے۔ سب سے بڑھ کر وعدہ پورا کرنے والے سچے وعدے والے۔ سب سے زیادہ شکر گذار۔ بلند تر اجر وصلہ والے۔ سب سے

زیادہ صبرِ جمیل والے۔ سب سے اچھے خیر خواہ۔ نرمی میں قریب تر۔ مرتبہ ومقام میں بعید تر۔ عظیم الشان۔ مضبوط تر دلیل والے۔ نیکیوں کے پلڑے کو بہت بھاری کرنے والے۔ سب سے پہلے ایمان والے۔ واضح ترین بیان والے۔ فصیح تر زبان والے۔ اور پاکیزہ دلیل والے۔"

یہ درُود شریف امام جزدلی صاحب دلائل الخیرات، رضی اللہ عنہ کا ہے۔ یہ افضل کامل تر درُودوں میں سے ہے۔ دلائل الخیرات کے شارحین نے یہ بات ذکر کی ہے۔ کہ مصنّف کا سینہ اس درُود شریف سے کھول دیا گیا تھا۔ اس میں کچھ شک نہیں، اس کی ترتیب خوب صورت، اسلوب نرالا۔ جیسے خود پاکیزہ ہے اسی طرح پاکیزہ ذات سے نکلا ہے۔

تینتواں درود شریف[1]

سیّدی ابوالحسن شاذلی علیہ الرحمہ کا

یہ درود شریف سیّدی محی الدین ابن العربی کی کتاب حزب التوحید سے نقل کیا ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِكَ الْجَامِعِ الدَّالِّ
عَلَيْكَ مُحَمَّدِ الْمُصْطَفٰى كَمَا هُوَ لَائِقٌ بِكَ
مِنْكَ اِلَيْكَ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ بِمَا هُوَ خُصُوْصِيَّةٌ
مِنَ السَّلَامِ لَدَيْكَ وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ
صَلٰوتِكَ صِلَةً وَّعَائِدًا اسْتَتَمَّ بِهِمَا وُجُوْدُنَا
وَنَعِيْمُ بِهِمَا شُهُوْدُنَا وَتَخْتَصُّ بِهِمَا
مَزِيْدُنَا وَمِنْ سَلَامِكَ اِسْلَامًا وَّسَلَامَةً
لِبُرْهَانِ مَا ظَهَرَ مِنَّا وَمَا بَطَنَ مِنْ شَوَائِبِ
الْاِرَادَاتِ وَالْاِخْتِيَارَاتِ وَالتَّدْبِيْرَاتِ
وَالْاِضْطِرَارَاتِ لِنَاْتِيَكَ بِالْقَوَالِبِ الْمُسْلِمَةِ
وَالْقُلُوْبِ السَّلِيْمَةِ حَسْبَ مَا هُوَ لَدَيْكَ
مِنَ الْكَمَالِ الْاَقْدَسِ وَالْجَمَالِ الْاَنْفَسِ۔

ترجمہ "الٰہی! درود بھیج اپنے کامل تر راز پر جو تیری ذات و صفات کی رہنمائی فرمانے والے ہیں یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا درود جو تیری بارگاہ سے ان کے شایانِ شان ہو اور ان پر سلام بھیج جو تیری سرکار سے ان کیلئے

---

[1] اصل کتاب میں اس کا نمبر تینتیس لکھا ہے جو کاتب کی غلطی ہے اور مصنّف علام نے طبع اول کے شروع میں اس کی وضاحت اور عدیم الفرصتی کی بنا پر معذرت بھی کی ہے۔ مترجم۔

مخصوص ہے اور ہمارے لئے سرکار کے درود سے ایسا اجر و صلہ معزز فرما جس سے ہمارے وجود مکمل، ہمارے مشاہدات عام اور ان ہر دو سے ہمیں ترقی حاصل ہو اور آپ کے سلام سے اسلام اور ہمارے ظاہر و باطن کے مختلف ارادے اختیارات، تدبیروں اور لاچاریوں کی دلیل کی سلامتی ہو۔ تاکہ ہم تیرے پاس کمال اور نفیس ترین جمال کے شایان شان صحیح احسام اور سالم دل سے کر حاضر ہوں"۔

یہ اکتیسواں ۳۱ درود شریف بھی انہی کا ہے

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اَفْضَلَ الصَّلَوَاتِ وَاَسْنَی الْبَرَکَاتِ وَاَنْمَی التَّحِیَّاتِ فِیْ جَمِیْعِ الْاَوْقَاتِ عَلٰی اَشْرَفِ الْمَخْلُوْقَاتِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ اَکْمَلِ اَھْلِ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوَاتِ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ یَا رَبَّنَا اَنْمَی التَّحِیَّاتِ فِیْ جَمِیْعِ الْحَضَرَاتِ وَاللَّحَظَاتِ۔

"الٰہی! افضل ترین درود اور اعلیٰ ترین برکت اور پاکیزہ ترہدیہ، تمام اوقات میں مخلوق کے بزرگ ترین، ہمارے آقا و مولےٰ محمد پر نازل فرما جو آسمان والوں میں کامل ترین، اور اے پروردگار! ان پر سلام بھیج جو تمام بارگاہوں اور لمحات میں پاکیزہ تر تحفہ ہے"۔

بتیسواں ۳۲ درود شریف بھی انہی کی طرف منسوب ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ

وَ بَرَكَاتُهٗ تین مرتبہ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفْضَلَ وَ اَزْكٰى وَ اَنْمٰى وَ اَعْلٰى صَلٰوةٍ صَلَّاهَا عَلٰى اَحَدٍ مِّنْ اَنْبِيَائِهٖ وَ اَصْفِيَائِهٖ اَشْهَدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ مَا اُرْسِلْتَ بِهٖ وَ نَصَحْتَ اُمَّتَكَ وَ عَبَدْتَ رَبَّكَ حَتّٰى اَتَاكَ الْيَقِيْنُ وَ كُنْتَ كَمَا نَعَتَكَ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ (لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ) فَصَلَوَاتُ اللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ اَنْبِيَائِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ جَمِيْعِ خَلْقِهٖ وَ سَمٰوَاتِهٖ وَ اَرْضِهٖ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا صَاحِبَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ يَا اَبَا بَكْرٍ وَّ يَا عُمَرُ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ فَجَزَاكُمَا اللّٰهُ عَنِ الْاِسْلَامِ وَ اَهْلِهٖ اَفْضَلَ مَا جَزٰى بِهٖ وَزِيْرَيْ نَبِيٍّ فِيْ حَيٰوتِهٖ وَ عَلٰى حُسْنِ خِلَافَتِهٖ فِيْ اُمَّتِهٖ بَعْدَ وَفَاتِهٖ فَجَزَاكُمَا اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ مُرَافَقَتَهٗ فِيْ جَنَّتِهٖ وَ اِيَّانَا مَعَكُمَا بِرَحْمَتِهٖ اِنَّهٗ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُشْهِدُكَ وَ اُشْهِدُ رَسُوْلَكَ وَ اَبَا بَكْرٍ وَّ عُمَرَ وَ اُشْهِدُ الْمَلٰٓئِكَةَ النَّازِلِيْنَ عَلٰى هٰذِهِ الرَّوْضَةِ الْكَرِيْمَةِ وَ الْعَاكِفِيْنَ اَنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ

لَہٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاَشْهَدُ
اَنَّ كُلَّ مَاجَآءَ بِهٖ مِنْ اَمْرٍ وَّنَهْيٍ وَّخَبَرٍ
مِمَّا كَانَ وَيَكُوْنُ فَهُوَ حَقٌّ لَا كِذْبَ فِيْهِ
وَلَا امْتِرَآءَ وَاِنِّيْ مُقِرٌّ لَّكَ يَآ اِلٰهِيْ بِجِنَايَتِيْ
وَمَعْصِيَتِيْ فِي الْخَطْرَةِ وَالْفِكْرَةِ وَالْاِرَادَةِ
وَالْغَفْلَةِ وَمَا اسْتَاْثَرْتَ عَنِّيْ مِمَّآ اِذَا
شِئْتَ اَخَذْتَ بِهٖ وَاِذَا شِئْتَ عَفَوْتَ
عَنْهُ مِمَّا هُوَ مُتَضَمِّنٌ لِّلْكُفْرِ وَالنِّفَاقِ وَ
الْبِدْعَةِ اَوِ الضَّلَالِ اَوِ الْمَعْصِيَةِ اَوْ سُوْءِ
الْاَدَبِ مَعَكَ وَمَعَ رَسُوْلِكَ وَمَعَ اَنْبِيَآئِكَ
وَاَوْلِيَآئِكَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالْجِنِّ وَالْاِنْسِ
وَمَا خَلَقْتَ مِنْ شَيْءٍ فِيْ مُلْكِكَ فَقَدْ ظَلَمْتُ
نَفْسِيْ بِجَمِيْعِ ذٰلِكَ فَاغْفِرْ لِيْ وَامْنُنْ
عَلَيَّ بِالَّذِيْ مَنَنْتَ بِهٖ عَلٰٓى اَوْلِيَآئِكَ فَاِنَّكَ
الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ۔

ترجمہ: "اے غیب کی خبریں دینے والے نبی! آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت
اور اسکی برکتیں نازل ہوں، اے رسولِ خدا! آپ پر اللہ درود بھیجے
ہر اس درود سے افضل، پاکیزہ تر، پائیدار تر اور بلند تر جو اس نے اپنے
کسی نبی اور کسی پاکیزہ تر بندے پر بھیجا ہے۔ یا رسول اللہ میں گواہی دیتا
ہوں کہ آپ جس پیغام کے ساتھ بھیجے گئے آپ نے اسے پہنچا دیا
آپ نے اپنی امت کی خیر خواہی کی اور آپ نے اپنے رب کی عبادت

کی یہاں تک کہ آپ کو حق الیقین کا مقام حاصل ہوگیا اور آپ ایسے ہی تھے جیسے اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب میں آپ کی توصیف فرمائی لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ "یقیناً تشریف لائے تمہارے پاس ایک رسولِ معظم جو تم ہی میں سے ہیں تمہاری ہر تکلیف ان پر شاق گزرتی ہے اہلِ ایمان کے ساتھ شفقت فرمانے والے مہربان ہیں"۔ پس یا رسول اللہ! آپ پر اللہ کا، اس کے تمام نبیوں اور رسولوں اور تمام مخلوق کا اور اس کے آسمانوں اور زمین سب کا درود ہو، اے رسول اللہ کے دونوں ساتھیو! تم پر سلام! اے ابوبکر صدیق اور اے عمر فاروق! اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔ پس اللہ تعالےٰ نے آپ حضرات کو اسلام اور اہلِ اسلام کی طرف سے بہتر جزا سے بہتر جزا عطا فرمائے جو اس نے کسی نبی کے وزیروں کو عطا فرمائی، آپ سرکار کی زندگی ظاہری میں بھی اور آپ کی وفات کے بعد بھی حقِ نیابت ادا کرتے رہے پس اللہ تعالیٰ اس کے عوض آپ حضرات کو بھی اور ہم کو بھی اپنی مہربانی سے جنت میں رسولِ پاک کی رفاقت نصیب فرمائے بلاشبہ وہ سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔ الہٰی! میں تجھے اور تیرے رسولِ پاک اور ابوبکر و عمر کو گواہ ٹھہراتا ہوں اور اس بزرگ روضہ انور پر حاضری دینے اور اس کا اعتکاف کرنیوالے فرشتوں کو اپنی اس گواہی پر گواہ بناتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے بغیر کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضور نے جو

بھی امر نہی اور ماضی و مستقبل کی خبریں دیں، سب برحق ہیں ان میں کوئی جھوٹ یا شک نہیں اور الٰہی! مجھ سے سوچ و بچار اور ارادہ یا غفلت سے جو بھی جرم و خطا سرزد ہوئے مجھے ان سب کا اقرار و اعتراف ہے اور میرے جو جو گناہ تیرے علم میں ہیں جب چاہے مجھ سے ان کے متعلق مواخذہ فرمائے اور جب چاہے معاف فرما دے خواہ وہ گناہ کفری پہلو لیئے ہوئے ہوں، نفاق پر مشتمل ہوں یا بدعت، گمراہی، نافرمانی یا بے ادبی کو متضمن ہوں، پھر خواہ ان کا تعلق تیری ذاتِ اقدس سے ہو، تیرے رسولِ اکرم سے ہو یا دیگر انبیائے کرام ملائکہ، اولیائے عظام سے ہو، وہ جنات کے قبیلہ سے ہوں یا انسانوں میں سے اور جو کچھ تو نے اپنے ملک میں پیدا کیا (سب پر تیری عنایتِ عام ہے) کہ میں نے اپنے نفس پر ان سب کے معاملہ میں ظلم کیا ہے اور مجھ پر احسان فرما، اس احسان کے صدقے جو تو نے اپنے اولیاء پر فرمایا، بے شک تو بہتر کام کرنے والا مہربان ہے۔"

یہ تینوں درود شریف سیدی ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں، پہلا درود شریف کتاب کنوز الاسرار میں ذکر کیا گیا ہے، دوسرے درود شریف سے شیخ شاذلی علیہ الرحمہ نے "حزب اللطف" کی ابتداء فرمائی ہے۔ شیخ کی یہ حزب ان کے باقی احزاب کے ہمراہ ابنِ عباد نے اپنی کتاب المفاخر العلیۃ فی المآثر الشاذلیہ میں ذکر کی ہے، تیسرے درود شریف کے بارے میں صاحب "مسالک الحنفاء" نے فرمایا، ہم سے المطری جمال الدین کے واسطہ سے بیان کیا گیا ہے کہ شیخ ابو محمد بن عبداللہ بن السکری نے کہا کہ شیخ، امام، عارف ابوالحسن علی بن عبدالجبار شاذلی حسنی، اللہ ان کی ذات سے نفع مند فرمائے سے سنے جیسا کہ ان کے ہمراہ ہوں کا کہتا ہے

حجرۂ اقدس (روضۂ رسول) کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا تھا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ الخ اور ظاہر ہے کہ جو شخص (بداعمالیوں کی بنا پر) آپ کے دربار اقدس سے دور رہے (وہ بھی) جب سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں ساتھیوں (ابوبکر و عمر) کی خدمت میں سلام عرض کریگا تو اپنے آپ کو حاضر کر کے کرے گا۔

تینتیسواں ۳۳ درود شریف......سیدی ابوالحسن البکری کا

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ (تین مرتبہ)
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ
اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خِیَرَۃَ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ
عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَ
الْمُرْسَلِیْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَیْرَ الْخَلَآئِقِ اَجْمَعِیْنَ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَآ اِمَامَ الْمُتَّقِیْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ
یَا قَآئِدَ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَحْمَۃً
لِّلْعٰلَمِیْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مِنَّۃَ اللّٰہِ عَلَی
الْمُؤْمِنِیْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا ھَادِیًا اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ،
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مَنْ وَّصَفَہُ اللّٰہُ بِقَوْلِہٖ (وَاِنَّكَ
لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ) وَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ وَ عَلٰی سَآئِرِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ

وَاٰلِكَ وَاَهْلِ بَيْتِكَ وَاَزْوَاجِكَ وَاَصْحَابِكَ
اَجْمَعِيْنَ وَعِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ وَرَحْمَتُهٗ وَ
بَرَكَاتُهٗ جَزَى اللّٰهُ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا كَمَا هُوَ
اَهْلُهٗ، جَزَاكَ اللّٰهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ عَنَّا اَفْضَلَ
مَا جَزٰى نَبِيًّا عَنْ قَوْمِهٖ وَرَسُوْلًا عَنْ اُمَّتِهٖ
وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُوْنَ
وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ الْغٰفِلُوْنَ اَفْضَلَ وَاَكْمَلَ
مَا صَلّٰى عَلٰى اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِهٖٓ اَجْمَعِيْنَ وَاَشْهَدُ
اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ
اَنَّكَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَخِيَرَتُهٗ مِنْ خَلْقِهٖ
وَاَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ
وَنَصَحْتَ الْاُمَّةَ وَجَاهَدْتَ فِي اللّٰهِ حَقَّ
جِهَادِهٖ وَكُنْتَ كَمَا نَصَّ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ اَللّٰهُمَّ
اٰتِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا
مَّحْمُوْدَا ۨالَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ
عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ
النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَ
ذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ
اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ
وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ
وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ

مَّجِيْدٌ، رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَ اتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَقَرَّ عَيْنِيْ بِرُؤْيَتِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ اَدْخَلَنِيْ بِرَوْضَتِكَ وَ حَضْرَتِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ۔

ترجمہ: "اے نبی کریم! آپ پر سلام! (تین مرتبہ) یا رسول اللہ! آپ پر سلام! یا نبی اللہ! آپ پر سلام! اے اللہ کے برگزیدہ! آپ پر سلام! یا حبیب اللہ! آپ پر سلام! اے رسولوں کے آقا! آپ پر سلام! اے نبیوں کو ختم فرمانے والے! آپ پر سلام، اے سب مخلوق میں بہترین، آپ پر سلام! اے پرہیزگاروں کے پیشوا! آپ پر سلام، اے روشن پیشانی اور نورانی ہاتھ پاؤں والے امتیوں کے قائد! اے رحمۃ للعلمین! آپ پر سلام! اے اہلِ ایمان پر احسانِ الٰہی! آپ پر سلام! اے گنہ گاروں کی شفاعت فرمانے والے آپ پر سلام! اے سیدھی راہ دکھانے والے! آپ پر سلام! آپ پر سلام جن کی اللہ نے اپنے ان اقوال سے توصیف فرمائی وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ "اور بیشک آپ اخلاق کے بلند ترین مقام پر فائز ہیں"؛ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ "اور وہ مومنین پر شفیق و مہربان ہیں"۔ آپ پر اور تمام نبیوں و رسولوں پر سلام! آپ کی آل، آپ کے اہلِ بیت اور آپ کی ازواج اور صحابہ کرام سب پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں، اللہ تعالیٰ ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی جزا عطا فرمائے جس کے آپ مستحق ہیں، یا رسول اللہ! آپ کو اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے اس سے افضل ترین جزا دے جو اس نے کسی نبی کو اس کی

قوم اور نبی کو اس کی امت کی طرف سے دی اور آپ پر اللہ تعالیٰ اتنی مرتبہ درود بھیجے جتنی مرتبہ ذکر کرنے والے آپ کا ذکر کریں اور غافل آپ کے ذکر سے غفلت برتیں، ہر اس درود سے افضل و اکمل جو اس نے اپنی پوری مخلوق میں سے کسی پر بھیجا ہو اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے بغیر کوئی مستحق عبادت نہیں، وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اس کے بندہ و رسول ہیں اور اس کی تمام مخلوق میں سے برگزیدہ و ممتاز ہیں اور یہ کہ آپ نے اس کا پیغام پہنچا دیا، امانت ادا فرما دی اور امت کی خیر خواہی فرمائی اور آپ نے اللہ کی راہ میں جیسا حق تھا جہاد فرمایا اور آپ ایسے ہی تھے جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا، الہٰی! اس سرکار کو وسیلہ و فضیلت عطا فرما اور آپ کو اس مقام محمود پر فائز فرما جس کا ان سے وعدہ فرمایا ہے، الہٰی! محمد پر درود بھیج جو تیرے بندے، نبی اور رسول، نبیٔ امی ہیں اور محمد کی آل اور آپ کی ازواج مطہرات اور اولاد پر جیسے تو نے ابراہیم اور ابراہیم کی آل پر درود بھیجا ہے اور محمد کی آل پر اور محمد پر اور ان کی ازواج مطہرات پر اور ان کی اولاد پر برکت بھیج جیسے تو نے جہانوں میں ابراہیم اور آل ابراہیم پر برکت بھیجی، بلاشبہ تو ہی ستودہ صفات بزرگ ہے، اے ہمارے پروردگار ہم اس پر ایمان لائے جو تو نے اتارا اور ہم نے اس رسول معظم کی پیروی اختیار کی، سو ہم کو گواہوں کے ساتھ لکھ دے، شکر و ثنا کا مستحق اللہ ہی ہے جس نے یا رسول اللہ! آپ کے دیدار سے میری آنکھیں ٹھنڈی فرمائیں اور یا حبیب اللہ! مجھے آپ کے روضہ اور بارگاہ

میں داخل فرمایا۔"

درود وسلام کے یہ تمام صیغے تاج العارفین ابوالحسن البکری کے ہیں جن کو ان کے شاگرد شیخ عبدالقادر فاکہی نے ان کی کتاب حسن التوسل فی آداب زیارۃ افضل الرسل سے کچھ اضافوں کے ساتھ نقل کیا ہے اور درود وسلام کے یہی صیغے امام نووی کا معمول تھے جن کو کتاب افضل الصلوات میں کچھ اضافات کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ درود وسلام کے یہ الفاظ سرکار عالم کی زیارت کے وقت یا ہر ایسے موقع پر ادا کئے جاتے ہیں جہاں انسان یہ تصور کرے کہ میں سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور کھڑا ہوں۔ اور آپ کو خطاب کر رہا ہوں۔

امام قسطلانی نے اس میں ان اضافات کے علاوہ جو ابوالحسن البکری نے کیے ہیں، مزید اضافے بھی کئے ہیں اور یہ گزر چکا ہے اس باب میں جہاں درود وسلام پڑھنے کے مقامات کا بیان ہوا ہے جہاں یہ کہا گیا تھا کہ ان میں سے ایک مقام یہ ہے کہ جب آدمی مدینہ منورہ آئے تو درود وسلام پڑھے جو چاہے وہاں دیکھ لے۔

چونتیسواں درود شریف [۳۴]

سید شیخ برہان الدین ابراہیم الموہبی الشاذلی رحمہ اللہ کا

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَفْوَۃَ اللّٰہِ، اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ الْاِلٰہِ الْمَعْبُوْدِ، اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَنْ جَآءَ بِالْاَحْکَامِ وَالْحُدُوْدِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا دَالًّا عَلَی الْحَقِّ الْمَشْهُوْدِ، اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُفِیْضَ الشُّهُوْدِ، اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَیْنَ الْوُجُوْدِ، اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سِرَّ کُلِّ مَوْجُوْدٍ، اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی ضَجِیْعَیْکَ وَاٰلِکَ وَجَمِیْعِ صَحْبِکَ مَادَامَ التَّحَرُّکُ وَاسْتَحَالَ التَّعَطُّلُ وَالتَّوَقُّفُ، بِسْمِ اللّٰهِ الْبَاعِثِ لَکَ رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ بِالصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ وَمُغِیْثًا لِّلْمُسْتَغِیْثِیْنَ وَرَاْفَۃً لِّلْمُسْتَرْئِفِیْنَ وَجَامِعًا لِّشَمْلِ الْمُتَفَرِّقِیْنَ وَوُصْلَۃً لِّلْمُنْقَطِعِیْنَ وَاَمَانًا لِّلْخَائِفِیْنَ وَدَلِیْلًا لِّلْحَائِرِیْنَ وَعِصْمَۃً لِّلْمُسْتَعْصِمِیْنَ، اَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِکَ وَاَسْئَلُکَ یَا حَبِیْبَ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ بِوَجْهِکَ وَمُوَاجَهَتِکَ وَتَوْجِیْهِکَ وَوَجَاهَتِکَ وَجَاهِکَ وَکَرَامَتِکَ وَتَخْصِیْصِکَ وَخُصُوْصِیَّتِکَ وَبِمَا بَیْنَکَ وَبَیْنَ رَبِّکَ وَبِمَا لَا یَعْلَمُهٗ اِلَّا هُوَ وَبِمَآ اَعْطَاکَ مِنْ عِلْمٍ وَّشُهُوْدٍ وَّمَقَامٍ وَّعُهُوْدٍ وَّکَمَالٍ وَّعُقُوْدٍ وَّوُصْلَۃٍ وَّحَقٍّ وَّحَقِیْقَۃٍ وَّرَاْفَۃٍ وَّرَحْمَۃٍ وَّعِنَایَۃٍ وَّشَفْقَۃٍ عَلٰی عَبِیْدِ اُمَّتِکَ اللَّائِذِیْنَ بِجَنَابِکَ الْوَاقِفِیْنَ بِاَرْوَاحِهِمْ وَاَشْبَاحِهِمْ عَلٰی بَابِکَ الْمُتَوَسِّلِیْنَ بِنَا لِعِنَایَتِکَ

اَلْمُتَوَسِّلِیْنَ بِكَ مِنْ مَوْلَاكَ فَوْقَ مَا فِیْ
اٰمَالِهِمْ فِیْ دُنْیَاهُمْ وَمَاٰلِهِمْ فَبِالْحَیْنِ بِكَ ذٰلِكَ
فَهَا عَبْدُكَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ اَقْبَلْهُمْ وَ اَذْ لَهُمْ
اِلَی اللّٰهِ بَیْنَ یَدَیْهِ وَ یَدَیْكَ یَسْاَلُكَ الشَّفَاعَةَ
وَ الرَّحْمَةَ الشَّامِلَةَ وَالْعَفْوَ وَ الرَّاْفَةَ الْعَامَّةَ
الْكَامِلَةَ وَ التَّوْفِیْقَ اِلٰی طَاعَتِهٖ وَ اتِّبَاعِ سَبِیْلِهٖ
بِكَ مُعَافًی مِّنْ جَمِیْعِ مَا لَا یُرْضِیْهِ مُسْتَهْلِكًا
جَمِیْعَ حَرَكَاتِهٖ وَ سَكَنَاتِهِ الْبَاطِنَةَ وَالظَّاهِرَةَ
مِنْ مَدَارِكِهٖ اَبَدًا فِیْ مَرَاضِیْهِ مُشَاهِدًا لَهٗ
بِهٖ مَا دَامَ دَوَامُهٗ لِیَبْلُغَ الْعَبْدُ بِذٰلِكَ رِضَاهُ
وَرِضَاكَ اِتِّسَامًا بِعُبُوْدِیَّتِهٖ وَ قِیَامًا بِبَعْضِ
وَفَاءِ حُقُوْقِ رُبُوْبِیَّتِهٖ حَسْبَمَا یُمْكِنُهٗ مِنْ
طَاقَتِهٖ مَعَ تَرْجِیْحِ ذٰلِكَ بِنَوْعِ قَابِلِیَّتِهٖ بِوُفُوْدِ
نَصِیْبِهٖ مِنَ الْحُبِّ الْعَامِّ وَلَوَازِمِهٖ وَ الْخَاصِّ وَ
مَعَالِیْهِ لَكَ وَلِرَبِّكَ بِالْغَائِبِ ذٰلِكَ رُتْبَةَ الْفَنَاءِ
بِشُهُوْدِهٖ اِیَّاهُ بِهٖ فِیْ حَضْرَةِ وَحْدَتِهٖ بِالْبَقَاءِ مَعَهٗ
فِیْ جَمِیْعِ مَعَالِیْهِ وَمَشَاهِدِهٖ شَیْئًا لِلّٰهِ یَا سَیِّدَ
الْمُرْسَلِیْنَ شَیْئًا لِلّٰهِ یَا حَبِیْبَ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
وَیَا خِیَرَتَهٗ مِنْ خَلْقِهٖ وَیَا مَعْدِنَ ظُهُوْرِ سِرِّ
حَقِّهٖ عَلَیْكَ اُصَلِّیْ وَاُسَلِّمُ وَعَلٰی ضَجِیْعَیْكَ
وَعَلٰی جَمِیْعِ اٰلِكَ وَصَحْبِكَ وَاَتْبَاعِكَ صَلٰوةً وَ

سَلَامًا دَائِمَیْنِ بِیَدِ دَوَامِ قُرْبِکَ مِنْ مَرَاتِبِکَ وَ قُرْبِ مَرَاتِبِکَ مِنْکَ وَ بِیَدِ دَوَامِ ظُهُوْرِ مَا ظَھَرَ وَ یَظْھَرُ مِنْ تَعَرُّفِ اَسْمَائِہٖ وَ شُمُوْسِ اَفْلَاکِ صِفَاتِہٖ وَ جَوَامِعِ کَمَالِہٖ جَلَالِہٖ وَ جَمَالِہٖ فِیْ غَیْبِ حَضْرَۃِ ذَاتِہٖ۔

ترجمہ: یارسول اللہ! آپ پر درود وسلام ہو! اے اللہ کے مخلص دوست! آپ پر درود وسلام ہو! اے معبودِ برحق کے حبیب! آپ پر درود وسلام ہو، اے احکام وحدود لانے والے! آپ پر درود وسلام ہو! اے نظر آنے والے حق پر دلالت کرنے والے! آپ پر درود وسلام ہو، اے مشاہدۂ حق کا فیضان کرنے والے! آپ پر درود وسلام اے ہر وجود کی اصل! آپ پر درود وسلام، اے ہر موجود کی حقیقت! آپ پر درود وسلام! آپ پر اور آپ کے دونوں ساتھیوں (صدیق و فاروق) پر، اور آپ کی آل اور تمام صحابہ کرام پر اس وقت تک درود وسلام ہو جب تک جان پہچان باقی اور معطل و موقوف ہونا محال ہے شروع اللہ کے نام سے جس نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا، سیدھی راہ کے ساتھ بھیجا، فریادیوں کا فریاد رس بنا کر اور شفقت و رحمت چاہنے والوں کے لئے سراپا شفقت بنا کر بھیجا بکھرے ہوؤں کے معاملات کو جمع کرنے والا اور باہم جدا ہونے والوں کو ملانے والا، ڈرنے والوں کے لئے امان، پریشان حالوں کے لئے دلیل اور دامن پکڑنے والوں کے لئے سہارا بنا کر بھیجا، میں آپ کی بارگاہ میں آپ ہی کا وسیلہ لے کر آتا ہوں اور اے پروردگار

عالم کے محبوب! میں آپ سے سوال کرتا ہوں آپ کے وسیلہ، آپ کی توجہ، آپ کی حضوری، آپ کی وجاہت، آپ کے مرتبہ، آپ کی عزت، آپ کی تخصیص، آپ کی خصوصیت اور اس خصوصی تعلق کے واسطہ سے جو آپ کے اور آپ کے رب کے درمیان ہے جس کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور آپ سے میرا سوال ہے اس علم و شان کے صدقے جو اللہ نے آپ کو عطا فرمایا اور مقام وعدہ کے صدقے اور کمال و پیمان کے طفیل اور اس وصال، حق، حقیقت، رافت، رحمت عنایت اور شفقت کے وسیلہ سے جو حق تعالیٰ کی اپنے بندوں پر ہے وہ بندہ جو حضور کی امتی اور سرکار کے دامن کرم میں پناہ لینے والے ہیں جو اپنے ارواح و اجسام کے ساتھ آپ کے در دولت پر ہاتھ پھیلائے کھڑے ہیں، آپ کی دہلیز کی مٹی کا وسیلہ پکڑنے والے اور آپ کے صدقے اپنی توقعات سے بڑھ کر دنیا و آخرت میں مالکِ حقیقی کے رنگ میں رنگنے والے ہیں اور حضور کے طفیل منزلِ مقصود پر پہنچنے والے ہیں۔ ہاں! تو یہ ہے آپ کا غلام، فلاں کا بیٹا فلاں جو اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں سب سے کمتر اور اس کے حضور اور آپ کے حضور ذلیل تر ہے، آپ سے شفاعت اور ایسی رحمت مانگتا ہے جو سب کو شامل۔ وہ ایسی معافی و شفقت چاہتا ہے جو کامل اور عام ہو اور آپ کے وسیلہ سے اطاعتِ خداوندی اور راہِ خدا میں چلنے کی توفیق مانگتا ہے ان تمام اعمال کی معافی کا خواستگار ہے جن سے اللہ ناراض ہو، اس کی رضا میں اپنی تمام ظاہری، باطنی حرکات و سکنات کو ہمیشہ کے لئے کلیتہً ختم کرنا چاہتا ہے اس طرح یہ

بندہ ذاتِ باری کا ہمیشہ مشاہدہ کرنا چاہتا ہے تاکہ اس طرح بندہ اللہ کی اور حضور آپ کی رضا حاصل کر سکے، عبودیت خداوندی کا نشان حاصل کر سکے اور حسبِ توفیق اس کی ربوبیت کے ترجیحی طور پر کچھ تو حقوق پورے کر سکے کہ اس طرح اس میں ایک طرح کی قابلیت پیدا ہو جائے کہ آپ کی اور آپ کے رب کی عمومی محبت اور اس کے لوازمات اور خصوصی محبت اور اس کی علامات سے متعلق اپنا حصہ حاصل کر لے، یوں مشاہدۂ ذات سے رتبۂ فنا پر فائز ہو کر اس کی بارگاہ میں تمام علامات و مشاہدات کے ساتھ مقامِ بقا سے ہمکنار ہو سکے اے رسولوں کے آقا! اللہ واسطے مجھے کچھ عطا فرمایئے، اے پروردگارِ عالم کے محبوب اور اے مخلوقِ خدا میں سے چیدہ ہستی اور اے سرِّ خدا کے ظہور کی کان! میں آپ پر درود و سلام بھیجتا ہوں اور آپ کے دونوں ساتھیوں پر اور آپ کے تمام آل و اصحاب اور بزرگان دین پر، ایسا درود و سلام جو اس وقت تک رہے جب تک آپ کو اپنے رب کا بھی قرب حاصل ہے اور جب تک ظاہر ہونے والی مخلوق ظاہر ہوتی ہے اور ہو گی، جتنی اس کے اسمائے مبارکہ کی معرفت اور اس کے آسمانِ صفات کے سورج اور اس کے جلال و جمال کے جامع کمالات جبکہ اس کی ذاتِ احدیت پس پردہ ہے۔"

یہ درود شریف شیخ برہان الدین سیدی ابراہیم المواہبی الشاذلی رحمہ اللہ کا ہے جس کا نام انہوں نے رکھا ہے "مناجات الحبیب من البعید والقریب" میں نے اسے امام قسطلانی کی کتاب مسالک الحنفاء سے نقل کیا ہے جہاں انہوں نے امام شاذلی رحمہ اللہ سے منقول درود شریف جمع کئے ہیں اور کتاب افضل الصلوات

میں یہ چھیالیسویں نمبر پر لکھا ہے، یہ درود شریف بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے وقت پڑھتے ہیں اور اگر کوئی آدمی آگے پیچھے پڑھتا چلے ہے تو یہ بھی تصور باندھ کر پڑھے کہ سرکار کے سامنے پڑھ رہا ہوں، بقول اقبال ؎

اوامام واوصلوٰۃ واوحرم   اومداد واوکتاب واوقلم

۳۵ پینتیسواں درود شریف

سَلَامُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَرَحْمَتُہٗ وَبَرَکَاتُہٗ عَلٰی
جَمِیْعِ عَوَالِمَ الْمُمْتَدَّۃِ کُلِّھَا ثُمَّ السَّلَامُ عَلَیْکَ
یَا خَلِیْلَہٗ ثُمَّ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَہٗ ثُمَّ السَّلَامُ
عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَہٗ ثُمَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ کَصَلٰوۃِ
اِبْرَاھِیْمَ مِنْ حَیْثُ شَرِیْعَتِکَ وَکَصَلٰوۃِ مَلٰٓئِکَتِہٖ
مِنْ حَیْثُ حَقِیْقَتِکَ وَکَصَلَوٰتِہٖ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی
مِنْ حَیْثُ حَقِّہٖ وَرَحْمَانِیَّتِہٖ ثُمَّ السَّلَامُ عَلَیْکَ
یَا مَنْ جَاوَزَ فِی السَّمٰوٰتِ مَقَامَاتِ الرُّسُلِ
وَالْاَنْبِیَآءِ وَزَادَ رِفْعَۃً وَّاسْتِعْلَاءً عَلٰی ذَوَاتِ
الْمَلَاِ الْاَعْلٰی وَبَلَغَ الْغَایَۃَ الْقُصْوٰی وَالْمَقْصُوْدَ
الَّذِیْ عَجَزَتْ عَنْہُ قُوَّۃُ اُولِی النُّھٰی وَتَنَبَّہَ
لِسَانُ مَفْھُوْمِ قَوْلِہٖ وَاِنَّ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَھٰی وَکَانَ
بِالْقُرْبِ مِنَ الْمَعْنَی الْوُجُوْدِیِّ اَقْرَبَ اِلَیْہِ مِنَ
الْمَلَکِ وَاسْتَوْلٰی بِذَاتِ کَمَالِہٖ عَلٰی مَوْضُوْعِ

جُمْلَةِ الْفُلْكِ ثُمَّ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ ظَهَرَ بِالْكَمَالَاتِ وَ بُشِّرَ بِهٖ فِي عَالَمِ الْاَرْضِيْنَ وَالسَّمٰوَاتِ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا سلام، اس کی رحمتیں اور برکتیں تمام وسیع و عریض جہان پر، پھر اے اللہ کے دوست! آپ پر سلام، پھر اے حبیبِ خدا! آپ پر سلام، پھر اے رسولِ خدا! آپ پر سلام! پھر آپ پر اللہ تعالیٰ آپ پر ایسے ہی درود بھیجے جیسے آپ کی شریعت کے ذریعہ ابراہیم علیہ السلام پر درود بھیجتا ہے اور جیسے اس کے فرشتے آپ کی حقیقت پر درود بھیجتے ہیں اور جیسے اللہ سبحانہٗ اپنے حق اور رحمت سے درود بھیجتا ہے، پھر آسمانوں میں نبیوں اور رسولوں کے مقامات سے آگے بڑھ جانے والے بزرگی و بلندی میں عالمِ بالا والوں سے بڑھ جانے والے اپنے مدعا کی آخری حد تک پہنچ جانے والے اور اس منزلِ مقصود کو جس کے ادراک سے عقلاء کی طاقت عاجز رہی، پا جانے والے اور وہ جن کو اس قولِ خداوندی اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى (تمام کمالات کی انتہا تیرے رب کی طرف ہے) کی زبانِ مفہوم نے باخبر کیا اور وہ کہ معنیٰ وجودی کے لحاظ سے فرشتوں سے بڑھ کر مقربِ خدا، اور وہ کہ اپنے کمالاتِ ذاتیہ کی بنا پر تمام افلاک پر قبضہ جمانے والے، آپ پر سلام! پھر سلام ہو آپ پر جو کمالات کے ساتھ ظاہر ہوئے اور جن کی مبارکباد دی گئی زمین و آسمان والوں کو۔

یہ درود شریف کتاب مسالک الحنفاء میں بعض بزرگوں کے حوالہ سے ذکر کیا گیا ہے اور یہ نبی علیہ السلام کی زیارت کے وقت پڑھا جاتا ہے، پڑھنے والا جہاں کہیں بھی ہو اپنے آپ کو نبی علیہ السلام کے حضور موجود سمجھے۔

چھتیسواں درود شریف ۳۶

سیّدی بہاء الدین نقشبندی کا

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نِبْرَاسِ الْاَنْبِيَاءِ وَ نَيِّرِ الْاَوْلِيَاءِ وَ نَبْرَقَانِ الْاَصْفِيَاءِ وَ يُوْحِ الثَّقَلَيْنِ وَضِيَاءِ الْخَافِقَيْنِ۔

ترجمہ: "الٰہی! ہم آپ سے سوال کرتے ہیں کہ آپ ہمارے آقا محمد پر درود بھیجیں جو تمام نبیوں کے چراغ اور ولیوں کے سورج اور صوفیوں کے سبز قیمتی موتی، دو جہاں کے سورج اور مشرق و مغرب کی روشنی ہیں۔"

یہ درود سیدی محمد بہاء الدین نقشبندی رضی اللہ عنہ کا ہے۔ اللہ ہم کو ان کی برکتوں سے نفع مند فرمائے۔ یہ ان کے "اوراد بہائیہ" میں اس ورد میں مذکور ہے جس کی ابتدا ان کلمات سے ہوتی ہے اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ۔

سینتیسواں درود شریف ۳۷

اَللّٰهُمَّ بِمَا اَخْفَيْتَهٗ مِنْ سِرِّ ذَاتِكَ وَ اَظْهَرْتَهٗ مِنْ اَسْمَائِكَ وَصِفَاتِكَ وَ جَعَلْتَهٗ طُرُقَاتِ تَنَزُّلَاتِكَ وَمَظَاهِرِ تَجَلِّيَاتِكَ اِهْدِنِيْ بِكَ اِلَيْكَ وَاجْمَعْنِيْ بِكَ عَلَيْكَ وَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ عِلْمًا لَّدُنِّيًّا

وَاجْعَلْنِیْ بِكَ هَادِیًا فَهَدِیًّا مُصْطَفًی وَّ وَلِیًّا بِالذَّاتِ الْمُكَمَّلَةِ وَالرَّحْمَةِ الْوَاسِعَةِ الْمُرْسَلَةِ الْجَامِعِ لِجَمِیْعِ اَسْرَارِ تَوْحِیْدِ الْاَحَدِیَّةِ الْقَائِمِ بِاَوْصَافِ الْعُبُوْدِیَّةِ الْمَخْصُوْصِ بِالْوَحْدَانِیَّةِ الْمُطْلَقَةِ الْمُخْبِرِ عَنِ الْغُیُوْبِ الْیَقِیْنِیَّةِ الْمُحَقَّقَةِ خُلَاصَةِ عِبَادِكَ وَمَظْهَرِ مُرَادِكَ مُحَمَّدِ التَّوْحِیْدِ الْحَامِدِ بِجَمِیْعِ الْمَحَامِدِ دَاعِی الْجَمِیْعِ بِكَلِمَةِ التَّوْحِیْدِ مِنَ الْكَثْرَةِ اِلَی الْوَاحِدِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ وَتَابِعِیْهِ مَعَالِمِ مَبَانِیْ لَاتِهٖ وَعَوَالِمِ تَنَزُّلَاتِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا كَثِیْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

ترجمہ: "الٰہی اپنے اسرارِ ذاتیہ مخفیہ کے صدقے اور اپنے اسماء وصفات ظاہرہ کے طفیل جن کو تو نے اپنے نزولِ اجلالی کے ذرائع بنایا اور اپنی تجلیات کا مظہر بنایا اپنی مدد سے، اپنی طرف ہماری رہنمائی فرما، اور اپنی مدد سے میری توجہ اپنی ذات پر مرکوز فرما دے اور مجھے اپنے پاس سے علم عطا فرما اور مجھے اپنی مدد سے رہنمائی کرنیوالا، راست رو، اپنا برگزیدہ اور دوست بنا دے، ذاتِ کامل اور عام وسیع رحمت سے صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام اسرارِ توحید کے جامع، اوصافِ بندگی پر کاربند، وحدتِ مطلقہ سے مخصوص، غیوبِ یقینیہ ثابتہ کی خبریں دینے والے جو تیرے مقبول بندوں کا خلاصہ اور تیری مراد کا مظہر ہیں، دعوتِ توحید دینے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، تمام کلماتِ ثنائیہ کے ساتھ

تیری تعریف فرمانے والے، کلمۂ توحید کے ذریعہ تمام لوگوں کو کثرت سے واحد کی طرف دعوت دینے والے، اللہ تعالیٰ حضور پر اور آپ کی آل پر، صحابہ پر، ازواجِ مطہرات پر، اولادِ امجاد پر، آپ کے گھر والوں پر، آپ کے پیروؤں پر جو آپ کی منازل کے نشانات اور مقامات کی علامات تھے درود اور بہت بہت سلام بھیجے! اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ پروردگارِ عالم کے لئے ہیں۔"

یہ درود شریف ابنِ سبعین رحمہ اللہ کا ہے جس کو میں نے ان کے وظائف کے آخر سے نقل کیا ہے۔

ارتیسواں درود شریف (۳۸)
شیخ البونی کا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَنْصَارِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَاَهْلِيْهِ صَلٰوةً تُحَقِّقُ بِهَا يَقِيْنِيْ فِيْهِ وَتُوْصِلُهَا الْمَلٰٓئِكَةُ مِنِّيْ اِلَيْهِ وَاَعْطِهِ اللّٰهُمَّ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الْعَالِيَةَ الرَّفِيْعَةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ وَالْحَوْضَ

الْمَوْرُوْدَ وَاللِّوَآءَ الْمَعْقُوْدَ وَالْمَكَانَ الْمَشْهُوْدَ
الَّذِیْ وَعَدْتَهٗ وَاجْزِهٖ عَنَّآ اَفْضَلَ مَاجَزَیْتَ
بِہٖ نَبِیًّا عَنْ اُمَّتِہٖ وَزِدْهُ شَرَفًا وَّكَرَمًا وَّ
تَعْظِیْمًا وَّصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ صَلٰوةً وَّسَلَامًا
دَآئِمَیْنِ مُلَازِمَیْنِ بِدَوَامِ مُلْكِكَ النَّزِیْہِ
عَدَدَ مَا تَطْلُعُ عَلَیْہِ الشَّمْسُ وَعَدَدَ مَالَا تَطْلُعُ
عَلَیْہِ وَعَدَدَ مَا تَغْرُبُ عَلَیْہِ الشَّمْسُ وَعَدَدَ
مَالَا تَغْرُبُ عَلَیْہِ یَآ اَللّٰہُ یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

"الٰہی! درود بھیج ہمارے آقا و مولیٰ محمد پر اور حضور کی آل پر اور آپ کے صحابہ پر اور آپ کی بیویوں پر اور آپ کی اولاد پر اور آپ کے حمایتیوں پر اور آپ کے ساتھیوں اور پیروکاروں پر اور آپ کی اہل پر ایسا درود جس سے میرا یقین حضور کے بارے میں مستحکم ہو جائے اور جس کو میری طرف سے فرشتے آپ کی طرف پہنچائیں اور الٰہی! حضور کو مقام وسیلہ اور فضیلت اور بلند تر مرتبہ اور مقام محمود اور حوض جس پر پیاسے جمع ہوں گے اور پرچم عطا فرما اور وہ مکان جو سب سے نمایاں ہوگا اور جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے آپ کو عطا فرما اور وہ بہترین صلہ جو کسی امت کی طرف سے کسی نبی کو تو نے عطا فرمایا اس سے بھی افضل ترین صلہ ہماری طرف سے سرکار کو عطا فرما اور حضور کے شرف و کرم اور آپ کی عظمت میں اضافہ فرما اور آپ پر ہمیشہ رہنے والا درود و سلام بھیج! ایسا درود جو تیری پاکیزہ حکومت کے دوام کے ساتھ دائمی رہے اس مخلوق کی تعداد کے برابر جس پر سورج طلوع ہوتا ہے اور اس کی

مخلوق کے برابر جس پر تھیں ہوتا اور اس مخلوق کے برابر جس پر سورج غروب ہوتا ہے اور اس کے برابر جس پر غروب نہیں ہوتا، یا اللہ! یا رب العلمین!"

یہ درود شریف شیخ البونی رحمہ اللہ تعالے کا ہے جسے میں نے ان کے حزب سے نقل کیا ہے۔

انتالیسواں (۳۹) درود شریف

سیدی ابوالسعود الجارحی قدس سرہٗ کا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِ السَّادَاتِ وَمَعْدِنِ السَّعَادَاتِ وَمُرَادِ الْاِرَادَاتِ حَبِيْبِكَ الْمُكَرَّمِ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الْعَزِيْزِ الْمُخْتَارِ النَّبِيِّ السُّلْطَانِ النُّوْرِ الْاَمِيْنِ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ

الٰہی! سرداروں کے سردار، سعادت مندوں کی کان اور مرادوں کی مراد، اپنے حبیب مکرم اور ان کی آل اور اصحاب پر درود وسلام بھیج"۔

یہ درود شریف سیدی ابوالسعود الجارحی رحمہ اللہ کا ہے جو ان کے اوراد میں موجود ہے، میں نے اسے وہیں سے نقل کیا ہے۔

چالیسواں (۴۰) درود شریف

سیدی محمد الشنادی کا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ

عَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ صَلٰوۃً اُدْخُلُ بِہَا رِیَاضَ
الْمَطَالِبِ وَ اَجْنِیْ ثَمَرَ الْمَوَاہِبِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ
عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ شَمْسِ اٰفَاقِ اَہْلِ مَوَدَّتِکَ
وَ مَجْلٰی عَرَائِسِ مَشَاہِدِ اَحَدِیَّتِکَ وَمَشْہَدِ اَنْوَارِ
اَسْرَارِ تَجَلِّیَاتِکَ وَمَظْہَرِ اِعْتِزَازِ عِزِّ عِزَّتِکَ۔

ترجمہ: "الٰہی! ہمارے آقا محمد اور ان کی آل اور صحابہ سب پر ایسا درود و سلام بھیج جس کے ذریعے میں مقاصد و مطالب کے باغوں میں داخل ہو جاؤں اور بخشائش کے پھل چنتا رہوں اور درود و سلام بھیج ہمارے آقا محمد پر جو تیرے محبوبوں کے افق کے سورج اور تیری ذاتِ احدیت کے عروسانِ مناظر کی تجلّی گاہ ہیں اور تیرے اسرارِ تجلّیات کے انوار کی نظّارہ گاہ اور تیری عزت و عظمت کے مظہر ہیں۔"

یہ درود شریف سیدی محمد الشناوی شیخ قطب شعرانی کا ہے جو ان کے اوراد میں مذکور ہے اور میں نے وہیں سے نقل کیا ہے۔

اکتالیسواں[۴۱] درود شریف سیدی محمد وفا شاذلی کا۔

اَللّٰہُمَّ بِکَ تَوَسَّلْتُ وَمِنْکَ سَاَلْتُ وَفِیْکَ
لَا فِیْ شَیْءٍ سِوَاکَ رَغِبْتُ لَآ اَسْاَلُ مِنْکَ سِوَاکَ
وَلَآ اَطْلُبُ مِنْکَ اِلَّآ اِیَّاکَ اَللّٰہُمَّ وَاَتَوَسَّلُ
اِلَیْکَ فِیْ قُبُوْلِ ذٰلِکَ بِالْوَسِیْلَۃِ الْعُظْمٰی وَالْفَضِیْلَۃِ
الْکُبْرٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِالْمُصْطَفٰی وَالصَّفِیِّ الْمُرْتَضٰی
وَالنَّبِیِّ الْمُجْتَبٰی وَبِہٖ اَسْاَلُکَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلَیْہِ صَلٰوۃً

اَبَدِيَّةً دَيْمُوْمِيَّةً قَيُّوْمِيَّةً اِلٰهِيَّةً رَبَّانِيَّةً بِحَيْثُ يَشْهَدُ لِيْ ذٰلِكَ فِيْ عَيْنِ كَمَالِهٖ بِشَهَادَةِ مَعَارِفِ ذَاتِهٖ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ كَذٰلِكَ فَاِنَّكَ وَلِيُّ ذٰلِكَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

ترجمہ: "الٰہی! میں تیرا ہی وسیلہ پکڑتا ہوں اور تجھی سے سوال کرتا ہوں اور تیری ہی ذات میں رغبت کرتا ہوں، تیرے سوا کسی چیز میں نہیں۔ میں تجھ سے تیرے بغیر کچھ نہیں مانگتا اور تجھ سے تجھے ہی طلب کرتا ہوں، الٰہی! اس دعا کی قبولیت میں تیری بارگاہ میں وہ بڑا وسیلہ اور بڑی فضیلت پیش کرتا ہوں جن کا اسم گرامی ہے ہمارے آقا محمد مصطفٰے صفی مرتضیٰ، نبی مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور ہی کے وسیلہ سے سوال ہے کہ تو ان پر ایسا درود بھیج جو ابدی ہو، دائمی ہو، قائمی ہو۔ خدائی ہو، ربانی ہو اس طور پر کہ وہ میری طرف سے حضور کے عینِ کمال اور ذاتِ مصطفٰی کے معارف کی گواہی دے۔ اور آپ کی آل اور صحابہ پر بھی اسی طرح بے شک تو ہی اس کا مالک ومختار ہے، بدی سے بچنے اور نیکی کے حصول کی طاقت اللہ بلند و برتر ہی کی طرف سے ہو سکتی ہے

بیالیسواں درود شریف [۴۲]

یہ درود شریف بھی انہی کا ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰٓى اَحْمَدِ اَمْرِكَ وَمُحَمَّدِ خَلْقِكَ وَاَسْعَدِ كَوْنِكَ اَسْاَلُكَ اَللّٰهُمَّ بِهٖ وَبِهٖ اَسْاَلُكَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ صَلٰوةً ذَاتِيَّةً خَاصَّةً بِهٖ

عَامَّۃً فِیْ جَمِیْعِ اَنْوَاعِہَا الْحَرْفِیَّۃِ وَالْاِسْمِیَّۃِ وَ
جَمِیْعِ مَرَاتِبِہَا الْعَقْلِیَّۃِ وَالْعِلْمِیَّۃِ صَلٰوۃً مُتَّصِلَۃً
لَا یُمْکِنُ انْفِصَالُہَا بِسَلْبٍ وَّلَا بِغَیْرِ ذٰلِکَ بَلْ
یَسْتَحِیْلُ عَقْلًا وَّنَقْلًا وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الْاُمَّہَاتِ
الْجَوَامِعِ وَالْخَزَائِنِ النَّوَافِعِ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا۔

ترجمہ: ''الٰہی! درود بھیج ان پر جو تیرے امر کی سب سے بڑھ کر تعریف کرنے والے اور تیری مخلوق میں سب سے بڑھ کر تعریف کئے گئے اور جو تیری مخلوق میں سب سے بڑھ کر نیک بخت ہیں، الٰہی! میں تجھ سے ان کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں اور انہی کے وسیلہ سے تیری بارگاہ میں عرض پرداز ہیں کہ ان پر ایسا درود بھیج جو انہی کی ذات سے خاص ہو اور ان کے تمام حرفی و اسمی نوشتوں میں عام ہو اور ان کے تمام مراتب عقلیہ و علمیہ کو شامل ہو، درود بھی ایسا جو متصل ہو اور نفی اور عدم نفی کسی صورت میں جس کا انقطاع ممکن نہ ہو بلکہ عقلاً و نقلاً محال ہو اور ان کے آل و اصحاب پر جو اصول جامع اور خزائن محفوظ تھے اور بہت بہت سلام بھیج''۔

یہ دونوں درود شریف عارف ربانی سیدی محمد وفا الشاذلی رضی اللہ عنہ کے ہیں جن کو میں نے مسالک الحنفاء سے نقل کیا ہے۔

تینتالیسواں۴۳ درود شریف
سیدی علی وفا کا

اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلَی النُّوْرِ الْاَوَّلِ وَالسِّرِّ الْاَنْوَرِ

الْاَكْمَلِ عَيْنِ الرَّحْمَةِ الرَّبَّانِيَّةِ وَبَهْجَةِ الْاِخْتِرَاعَاتِ
الْاَكْوَانِيَّةِ صَاحِبِ الْمِلَّةِ الْاِسْلَامِيَّةِ وَالْحَقَائِقِ
الْاِيْمَانِيَّةِ نُوْرِ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدَاهُ وَسِرِّ كُلِّ
سِرٍّ وَسَنَاهُ مَنْ فَتَحْتَ بِهٖ خَزَائِنَ الْحِكْمَةِ
وَالرَّحَمُوْتِ وَمَنَحْتَ بِظُهُوْرِهٖ اَنْوَارَ الْمُلْكِ
وَالْمَلَكُوْتِ قُطْبِ دَائِرَةِ الْكَمَالِ وَيَاقُوْتَةِ
تَاجِ مَحَاسِنِ الْخِلَالِ اِنْسَانِ عَيْنِ الْمَظَاهِرِ
الْاِلٰهِيَّةِ وَلَطِيْفَةِ تَرَوْحُنَاتِ الْحَضْرَةِ الْقُدُسِيَّةِ
مَدَدِ الْاَمْدَادِ وَجُوْدِ الْجُوْدِ وَوَاحِدِ الْاٰحَادِ
وَسِرِّ الْوُجُوْدِ، وَاسِطَةِ عِقْدِ السُّلُوْكِ وَشَرَفِ
الْاَمْلَاكِ وَالْمُلُوْكِ بَدْرِ الْمَعَارِفِ فِيْ سَمَآءِ
الدَّقَآئِقِ وَشَمْسِ الْعَوَارِفِ فِيْ عُرُوْسِ
الْحَقَآئِقِ بَابِكَ الْاَعْظَمِ وَصِرَاطِكَ الْمُسْتَقِيْمِ
الْاَقْوَمِ، بَرْقِكَ اللَّامِعِ وَنُوْرِكَ السَّاطِعِ وَضِيَآئِكَ
الَّذِيْ هُوَ بِاُفُقِ كُلِّ قَلْبٍ سَلِيْمٍ طَالِعٌ وَسِرِّكَ
الْمُنَزَّهِ السَّارِيْ فِيْ جُزْئِيَّاتِ الْعَالَمِ وَكُلِّيَّاتِهٖ
عُلْوِيَّاتِهٖ وَسِفْلِيَّاتِهٖ مِنْ جَوْهَرٍ وَّعَرَضٍ وَّ
مِنْ جَوْهَرٍ وَّعَرَضٍ وَّوَسَآئِطَ وَمُرَكَّبَاتٍ وَّبَسَآئِطَ
مَغْرِبِ اَسْرَارِ الذَّاتِ وَمَشْرِقِ اَنْوَارِ الصِّفَاتِ
وَمَظْهَرِ اَنْوَارِ التَّجَلِّيَاتِ بِاَنْوَارِ السُّبُحَاتِ مِنْ
سَنَا السُّرَادِقَاتِ بِاَرْوَاحِ الرَّوْحَنَاتِ، اَلْمُصَلّٰى

فِيْ مِحْرَابِ جَامِعِ الْجَمْعِ بِأَحْمَدَ وَالْقَارِئِ
بِقُرْاٰنِ الْفَرْقِ بِمُحَمَّدٍ الْقَآئِمِ فِي الْمُلْكِ بِشَرْعِهٖ
وَجَلَالِهٖ وَالرَّاحِمِ فِي الْمَلَكُوْتِ بِرَحْمَتِهٖ وَجَمَالِهٖ
عَيْنِ غَيْبِكَ الْكَامِلَةِ وَخَلِيْفَتِكَ عَلَى الْاِطْلَاقِ
فِيْ مَمْلَكَتِكَ الشَّامِلَةِ صَلِّ اللّٰهُمَّ عَلَيْهِ صَلَاةً تُعَرِّفُنِيْ
بِهَا اِيَّاهُ فِيْ مَرَاتِبِهٖ وَعَوَالِمِهٖ وَمَوَاطِنِهٖ وَمَعَالِمِهٖ
حَتّٰى اَشْهَدَهٗ بِعَيْنِ الْعَيَانِ لَا بِالدَّلِيْلِ وَالْبُرْهَانِ
وَاَعْرِفَهٗ بِالتَّحْقِيْقِ فِيْ كُلِّ مَوْطِنٍ وَّطَرِيْقٍ وَّاَرٰى
سَرَيَانَ سِرِّهٖ فِي الْاَكْوَانِ وَمَعْنَاهُ الْمُشْرِقَ فِيْ
مَجَالِيْهِ الْحِسَانِ وَاجْعَلِ اللّٰهُمَّ مَدَدِيْ مِنْ شَمْسِ
حَقِيْقَتِهٖ وَمِنْ نُوْرِ شَرِيْعَتِهٖ حَتّٰى اَسْتَغْنِيَ فِيْ لَيْلِ
جَهْلِيْ بِاَنْوَارِ حَقَآئِقِ مَعَارِفِهٖ وَاٰنَسَ فِيْ غُرْبَةِ
مَسْرَايَ بِاِيْنَاسِ لَطَآئِفِهٖ وَاحْمِلْنِيْ اِلٰى حَضْرَتِهِ
الْقُدْسِيَّةِ الْاَحْمَدِيَّةِ عَلٰى كَاهِلِ شَرِيْعَتِهِ الْمُحَمَّدِيَّةِ
وَعَمِّرْ اَوْطَانَ نَقْصِيْ بِاَوْطَارِ كَمَالِهٖ وَاَلْبِسْنِيْ
مِنْ خِلَعِ جَلَالِهٖ وَجَمَالِهٖ وَاَفْرِدْنِيْ فِيْ حُبِّهٖ كَمَا اَفْرَدْتَهٗ
فِيْ حُسْنِهٖ وَاِحْسَانِهٖ وَخَصِّصْنِيْ بِخَصَائِصِ قُرْبِهٖ
وَامْتِنَانِهٖ حَتّٰى اَكُوْنَ وَارِثًا لَدَيْهِ وَنَاظِرًا مِّنْهُ
اِلَيْهِ وَجَامِعًا لَهٗ بِهٖ عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ وَصَلِّ عَلَيْهِ صَلَاتَكَ
الْاَزَلِيَّةَ الْاَحَدِيَّةَ فِيْ مَظَاهِرِكَ الْاَبَدِيَّةِ الْوَاحِدِيَّةِ
مَا تَوَحَّدَ تَجَلِّيْكَ وَتَكَثَّرَ الْعَدَدُ فِي الْعَدَدِ وَاَشْرَقَتْ

اَنْوَارُ الصِّفَاتِ بِتَوَالِي الْمَدَدِ وَاتَّسَعَتْ رُبُوْبِيَّةُ
الْحَكِيْمِ وَتَقَدَّسَتْ سُبُحَاتُ الْعَلِيْمِ بِتَسْبِيْحِ التَّمْجِيْدِ
وَالتَّكْرِيْمِ بِلِسَانِ الْقِدَمِ فِيْ اَزَلِ الْاَزَالِ وَتَقْدِيْسِهٖ فِيْ
صِفَتَيِ الْجَلَالِ وَالْجَمَالِ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ سَلَامَ الْفَرْدَانِيَّةِ
مَاتَعَدَّدَتْ مَرَاتِبُ الْعَدَدِيَّةِ فِيْ وَحْدَةِ مَرَاقِيْ
دَرَجَاتِهِ الْعُلُوِيَّةِ فِيْ مَقَامَاتِ الْعُبُوْدِيَّةِ بِتَوَالِيْ
شُهُوْدِ الرَّحْمَةِ الذَّاتِيَّةِ وَانْدِرَاجِ الْاَنْوَارِ الصِّفَاتِيَّةِ
فِي الْمَجَالَاتِ الْاَطْوَارِيَّةِ وَالْمَطَارَاتِ الْمَلَكِيَّةِ
وَسَجَدَتْ لَهُ الْاَرْوَاحُ الرُّوْحَانِيَّةُ فِي الْمِحْرَابِ
الْاٰدَمِيَّةِ فِيْ جَامِعِ حِيْطَتِهِ الْاَحْمَدِيَّةِ وَالْمُحِيْطَةِ
بِالْاَنْوَارِ الشُّبُوْحِيَّةِ الْكَائِنَةِ بِالْاَقْلَامِ الْمَعْنَوِيَّةِ
فِي الْاَلْوَاحِ الشُّهُوْدِيَّةِ بِالْاَسْرَارِ الْخَفِيَّةِ عَنِ
الْاِدْرَاكَاتِ الْبَشَرِيَّةِ وَصَلِّ عَلَيْهِ صَلٰوةً وَّسَلَامًا
تَتَقَدَّسُ بِهِمَا عَنْ عَوَارِضِ الْاِمْكَانِ اَلْوُجُوْبِ
اِتِّصَافُهٗ بِالْكَمَالَاتِ وَعُمُوْمِ عِصْمَتِهٖ فِيْ جَمِيْعِ
الْخَطَرَاتِ مَاتَنَزَّهَ شَامِخُ عِزِّهٖ عَنِ النَّقْصِ وَالسُّلُوْبِ
وَثَبَتَ رَاسِخُ مَجْدِهٖ بِالذَّاتِ وَالْوُجُوْبِ وَارْضَ عَنْ
اَصْحَابِهٖ اَئِمَّةِ الْهُدٰى وَنُجُوْمِ الْاِقْتِدَاءِ مَاتَعَاقَبَتْ
اَدْوَارُ الْاَنْوَارِ وَاَشْرَقَتِ الْاَسْرَارُ بِالْاَسْرَارِ وَسَلِّمْ
تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا وَّحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَاحَوْلَ
وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

ترجمہ: ۱ الٰہی! درود و سلام بھیج نورِ اول اور رازِ برتر و مکمل تر پر جو رحمتِ خداوندی کے سرچشمہ اور مصنوعات ہست و بود کی نورانیت ہیں صاحبِ ملّتِ اسلامی وحقائقِ ایمانی ہیں، جو ہر چیز کو نورانیت وہدایت بخشنے والے اور ہر راز کا راز و روشنی ہیں، وہ جن کے ذریعہ تو نے حکمت و رحمت شاملہ کے خزانے کھول دیئے اور جن کے ظہور سے تو نے عالم پست و بلند کو نورانیتِ ارزاں فرمائی جو مرکزِ دائرہ کمال اور خلعت تاج محاسن کے موتی ہیں۔ جو مظاہرِ خداوندی کی آنکھ کی پتلی اور بارگاہِ خداوندی کی خوشگوار بادِ نسیم ہیں جو سراپا مدد اور سراپا جود وعطا ہیں، یکتاؤں میں یکتا، اصل وجود، تصوف وسلوک کے ہار کے دریا نہ قیمتی موتی اور ملکوں اور بادشاہوں کے لئے باعثِ شرف ہیں، باریکیوں کے آسمان میں معارف کے چاند اور حقیقتوں کے عرشوں میں علوم کے سورج ہیں، جو تیرا سب سے بڑا (رحمت کا) دروازہ اور تیری سیدھی مضبوط راہ ہیں، جو تیری چمکتی بجلی اور ضیا بار نور ہیں اور تیری وہ روشنی ہیں جو ہر قلب سلیم کے افق پر چمکنے والی ہے اور تیری ذاتِ اقدس کا وہ پاکیزہ راز ہیں جو کائنات کی جزئیات و کلیات میں جاری وساری ہے خواہ وہ کائنات عالم بالا سے متعلق ہو یا عالم زیریں سے، جو ہر سے متعلق ہو یا عرض سے، وسائل ہوں یا مرکبات یا مفردات جو اسرارِ ذات کے مغرب اور انوارِ صفات کے مشرق ہیں، جو انوارِ تجلیات کا مظہر ہیں، جو سورِ قرآن (سبحات) کے ان انوار کو لانے والے ہیں جو معطر و معنبر ہواؤں کے ذریعہ، سراپردوں کی چمک سے جھلمل جھلمل کر رہے ہیں، وہ جو سب سے بڑی جامع مسجد (مسجدِ حرام یا مسجدِ نبوی) کے محراب میں

احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اسمِ گرامی کے ساتھ نماز ادا فرمانے والے اور حق و باطل میں امتیاز کرنے والے قرآن کو اسمِ پاک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پڑھنے والے ہیں، جو ملک میں اپنا نظامِ شریعت اور اپنا جلال و وقار قائم فرمانے والے ہیں، اپنی رحمت و جمال کے ساتھ کائنات میں رحم و کرم فرمانے والے ہیں، تیرے غیب کامل کا سرچشمہ اور تیری پوری سلطنت میں تیرے خلیفہ مطلق ہیں، الٰہی! ان پر ایسا درود بھیج جو مجھ کو سرکار کی معرفت عطا فرمائے آپ کے مراتب میں، جہانوں میں، اوطان میں، علامات میں، یہاں تک کہ دلیل و برہان سے نہیں کھلی آنکھوں سے آپ کا دیدار کروں، ہر مقام و راہ میں تحقیقی طور پر سرکار کی پہچان حاصل کروں اور عالم کائنات کے ذرے ذرے میں آپ کی روحِ اقدس کو جاری و ساری دیکھوں اور آپ کے چمکتے نور کو آپ کی حسین جلوہ گاہوں میں دیکھوں اور الٰہی! ان کے شمسِ حقیقت اور نورِ شریعت سے میری مدد فرما! تاکہ میں اپنی شب جہالت میں حضور کے حقائق معارف کے انوار سے روشنی کر سکوں۔ اور اپنے اجنبی راستہ کو سرکار کے انس افزا لطاف سے مانوس کر سکوں اور مجھے آنحضور کی بارگاہِ مقدسہ احمدیہ تک آپ ہی کی شریعتِ محمدیہ کے وسیلہ سے پہنچا دے اور میرے نقص و کمزوری کی دنیا کو آپ کے کمالِ مقاصد سے آباد کر دے اور سرکار کے جلال و جمال کی خلعتوں سے مجھے بھی عطا فرما اور مجھے سرکار کی محبت میں ایسے ہی یکتا و منفرد فرما دے جیسے سرکار کو تو نے حسن و احسان میں یکتا فرما دیا اور مجھے سرکار کی خصوصیات

قرب و احسان کے ساتھ مخصوص فرماتا کہ میں آپ کا وارث ٹھہروں
اور سرکار کی طرف سے سرکار کو ہی دیکھتا رہوں اور ساری توجہ حضور
کی خاطر، حضور کے ذریعہ، حضور کی ذات اقدس پر ہی مرکوز ہے اور
الٰہی حضور پر اپنا ایسا درود بھیج جو ازلی اور یکتا ہو، جو تیرے مظاہر
ابدی، انفرادی میں ہو، جب تک تیری تجلی یکتا رہے اور افراد مخلوق
بڑھتے رہیں اور جب تک انوار صفات چمکتے رہیں اور جب تک خدائے
حکیم کی ربوبیت وسیع رہے اور ربانِ قدم ازل سے علم والے خدا کی
تسبیح و تقدیس عزت و عظمت کے ساتھ ہوتی رہے اور صفت جلال و
جمال میں اس کی تقدیس ہوتی رہے اور حضور پر بے مثل سلام بھیج جب
تک مقامات عبودیت کے ارتقائی مدارج کے اعداد و شمار کا سلسلہ
چلتا رہے، اس کے ساتھ ساتھ اپنی رحمت ذاتیہ اور انوار صفاتیہ
کو مسلسل ہماری عادات اور ملکی صفات کے شامل حال فرماتا، عالم
ارواح کی روحوں نے محراب آدمیت اور حیطۂ احمدیت کی جامع مسجد
میں، جو انوار سبوحیت میں گھری ہوئی ہے، اس کو سجدہ کیا، وہ
انوار جو مشاہدہ کی تختیوں پر معنوی قلموں کے ساتھ وہ اسرار لکھنے
والے ہیں جو ادراکات بشریہ سے مخفی ہیں، اور الٰہی! حضور پر وہ
درود و سلام بھیج جس کے ذریعہ آپ تمام امکانی عوارض سے
پاک رہیں جس سے لازمی طور پر آپ کمالات سے متصف ہو جائیں
اور عمومی طور پر آپ وسواس و خطرات سے محفوظ و مصون رہیں،
ایسا درود و سلام جس سے آپ کا وہ عزد و غار نقص و سلب سے
پاک ہو جائے اور جس سے آپ کی وہ عزت و عظمت جو آپ کی

ذات کا لازمہ ہے، مزید قوی، مضبوط اور پائیدار ہو جائے اور الٰہی! حضور کے صحابہ کرام سے راضی رہنا جو ہدایت دینے والے امام اور قابلِ تقلید ستارے ہیں، جب تک انوار کی گردش جاری رہے اور جب تک اسرار سے اسرار چمکتے رہیں اور سرکار پر کثرت سے سلام بھیج! ہم کو اللہ کافی ہے اور بہترین کارساز، ہماری بدی سے بچنے اور نیکی حاصل کرنے کی قوت خدائے بلند و بزرگ کی توفیق سے ہے"

یہ فضیلت والا جامع مانع درود شریف میں نے کتاب "تحفۃ الاحیا فی الصلوٰۃ علی النبی المختار" سے نقل کیا ہے اس کے مرتب عارف باللہ ابو عبد اللہ بن ابی الفضل الرصاع رحمہ اللہ کا کہنا ہے میں نے ان اولیاء اللہ کے درود دیکھے جو اللہ کے مقرب تھے اور جن کی نگاہوں سے پردے اٹھے ہوئے تھے اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث تھے، لیکن میں نے کوئی درود شیخ عارف باللہ محب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدی علی بن وفا رضی اللہ عنہ کے درود سے بڑھ کر میٹھا، پاکیزہ تر اور جامع مانع نہیں دیکھا، شیخ الرصاع نے جو سیدی علی بن وفا رضی اللہ عنہ کے بہت بڑے خادم تھے چونکہ مرشد کے انوار محبت چہرے پر نمایاں اور آثارِ الفت نمایاں تھے اللہ تعالیٰ کی خصوصی عطاؤں کی بارش ہوتی تھی اور بارگاہِ خداوندی میں تکریم و تعظیم کے حامل تھے اپنے شیخ معظم کا مقام بیان فرمایا، ہم اس بیان کو بطورِ تبرک و توسل یہاں نقل کرتے ہیں، فرماتے ہیں:-

"اے غافل! سن! مجھ جیسے ناچیز پر اللہ تعالیٰ سبحانہ کا یہ کرم ہے کہ میرے دل میں ایسے ولیٔ کامل رضی اللہ عنہ کے انوارِ محبت کو روشن فرما دیا اور اللہ تعالیٰ نے انکو اور ان کی مجلس میں

حاضری دینے والوں کو اپنے حبیب کی دربانی کا جبہ پہنا دیا، پھر انکو حکمت کے سر چشموں کا وارث بنایا یہاں تک کہ حکمت کی نہریں ان کی زبانوں پر جاری ہو گئیں اور کامل خدمت کی وجہ سے ان پر فیضان حکمت ہونے لگا ہیں (دیکھو کہ اس درود شریف میں حقیقت کی کتنی باریکیاں، شریعت کی کتنی گہرائیاں اور طریقت کے کتنے اسرار موجود ہیں جن کو صرف وہ لوگ پا سکتے ہیں جن کے دل سے پردے چاک ہو گئے اور جن کا انگ انگ خدا وند عالم کی محبت سے پُر ہے اللہ تعالیٰ ہماری بصیرت کو اپنی محبت سے منور فرمائے اور ہمارے باطن کو اپنی یاد سے آباد فرمائے الخ"

مصنف نے اپنی کتاب میں صرف یہ درود شریف اور زین العابدین کا وہ درود شریف جو وہ تہجد کی نماز سے فارغ ہو کر پڑھتے تھے جس کو انہوں نے سلیمان بن علی سے نقل کیا ہے اور جس کا ذکر گزر چکا ہے جس کو انہوں نے بغیر نام لیئے کسی تابعی کی طرف منسوب کیا تھا۔ پس یہی دو ایسے درود ہیں جو کسی حدیث پاک سے نہیں لیئے ویسے میں نے یہ درود شریف ان سے خوبصورت الفاظ میں امام قسطلانی کی کتاب "مسالک الحنفاء" میں سیدی ابو مواہب شاذلی کی "حزب الفردانیہ" کے حوالہ سے لکھا دیکھا ہے جسے میں نے ان کے اس درود شریف سے نقل کیا ہے جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔ پھر میں نے جب اسکو سیدی علی وفا کی طرف منسوب دیکھا تو اس پر ان کا نشان لگا دیا کیونکہ وہ ابو مواہب سے پہلے گزرے ہیں، شاید ابو المواہب نے ان سے ہی نقل کیا ہو بہرحال میں نے اس درود شریف کو ان (سیدی علی وفا) کے اوراد میں شامل کر دیا ہے حقیقت خدا جانے، بہرصورت یہ ایک نایاب موتی ہے جو بحرِ عرفان ہی سے

مل سکتا ہے خواہ پہلے بزرگ ہوں یا دوسرے، رضی اللہ عنہما، اللہ ان کی برکتوں سے ہمیں نفع مند فرمائے!

پچوالیسواں درود شریف ۴۴

ابوطاہر بن سیدی علی وفا قدس سرہما کا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ السَّادَاتِ وَ مُرَادِ الْاِرَادَاتِ

مُحَمَّدٍ حَبِیْبِکَ الْمُکَرَّمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَ سَلِّمْ۔

ترجمہ: "الٰہی! آقاؤں کے آقا اور مرادوں کی مراد اپنے حبیب محترم محمد پر اور آپ کے آل واصحاب پر درود وسلام بھیج!"

یہ درود شریف مسالک الحنفاء میں ذکر فرمایا اور فرمایا کہ یہ سیدی ابوطاہر بن سیدی علی وفا کے وظائف میں موجود ہے۔

پینتالیسواں درود شریف ۴۵

جو سیدی ابوالمواہب کے دس ۱۰ درودوں کا مجموعہ ہے

۱۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ صَلٰوۃً تَنْشَرِحُ بِھَا صَدْرِیْ وَ تُیَسِّرُ بِھَآ اَمْرِیْ وَ تَجْبُرُ بِھَا کَسْرِیْ وَ تَحُلُّ بِھَا عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ۔

۲۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ صَلٰوۃَ الْاَزَلِ وَالْاَبَدِ بِمَا لَا یُحْصٰی وَلَا تُحِیْطُ بِہٖ دَائِرَۃٌ وَّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْ اَصْحَابِہٖ اَھْلِ الْکَمَالِ وَالتَّکْمِیْلِ الَّذِیْنَ ھَدَی اللّٰہُ

بِهِمْ كُلَّ حَائِرٍ وَّحَائِرَةٍ۔
۳۔ صَلِّ اللّٰهُمَّ عَلٰى هٰذَا النَّبِيِّ الْمُتَوَّجِ بِمَقَامِ
الْاَكْمَلِيَّةِ عَلٰى سَائِرِ الْبَرِيَّةِ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ سَلَامَ
الْخُصُوْصِيَّةِ فِيْ حَضْرَةِ الرُّبُوْبِيَّةِ صَلٰوةً وَّسَلَامًا
يَتِمُّ نُوْرُهُمَا وَيَدُوْمُ لَنَا اَبَدًا وَّيَتَجَدَّدُ
ثَوَابُهُمَا وَلَا يَنْقَطِعُ سَرْمَدًا، اَللّٰهُمَّ وَصَلِّ عَلٰى
هٰذَا النَّبِيِّ الرَّسُوْلِ مِرْاٰتِ الذَّاتِ وَمَظْهَرِ
الصِّفَاتِ وَحَضْرَةِ السُّبُحَاتِ ذِي الْحَنَانِ الْاَعْظَمِ
وَالْعَطَاءِ الْاَكْرَمِ وَالنُّوْرِ الْخَالِقِ وَالْعِلْمِ الْفَارِقِ
وَالْجَمَالِ الْيَتِيْمِ وَالصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ وَالْخُلُقِ الْعَظِيْمِ
وَالْهُدَى الْقَوِيْمِ وَالْكَمَالِ الْمُطْلَقِ وَالْعِزِّ الْمُحَقَّقِ
وَالْمَقَامِ الْاَعْلٰى وَالشَّرَفِ الْاَعْلٰى وَالسِّرِّ الْاَجْلٰى
وَالْمَوْرِدِ الْاَحْلٰى وَالْبَاطِنِ الْاَنْقٰى وَالْقَلْبِ الْاَتْقٰى
وَاللِّسَانِ الْمُعْرَبِ وَالْحَنَانِ الْمُقَرَّبِ وَالْحَلَالِ
الظَّاهِرِ وَالْعُنْصُرِ الطَّاهِرِ وَالرَّحْمَةِ الشَّامِلَةِ وَ
النِّعْمَةِ الْكَامِلَةِ مُبْتَدَاِ الْاَمْرِ وَالْخِتَامِ وَوَاسِطَةِ
عِقْدِ النِّظَامِ طِرَازِ الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ وَمُسْتَوْدَعِ
خَزَائِنِ الرَّحَمُوْتِ قُطْبِ دَائِرَةِ الْوُجُوْدِ وَمَعْدِنِ
فَيَضَانِ الْجُوْدِ، اِنْسَانِ عَيْنِ الْكَمَالِ وَفَخْرِ الْمَزَايَا
وَالْخِصَالِ مُتَفَجِّرِ يَنَابِيْعِ الْحِكَمِ وَمُؤَيِّدِ اَخْلَاقِ الْهِمَمِ •
لَطِيْفَةِ سِرِّ الْخِلَافَةِ الْاٰدَمِيَّةِ الْمُشْتَمِلَةِ الْمُشْتَهِرِ

بِالْاَنْوَارِ الْمُحَمَّدِيَّةِ خَصَّهَا اللّٰهُ تَعَالٰى بِصَلٰوةٍ
تَرْضَاهَا لِتِلْكَ اللَّطِيْفَةِ الْاَحْمَدِيَّةِ وَسَلَامٍ عَاطِرٍ
عَلَيْهَا مِنْ مَرْتَبَةٍ مَوْلَوِيَّةٍ اَبَدًا مِنْ رَبِّ الْبَرِيَّةِ
ثُمَّ مِنْ عَبْدٍ حَقِيْرٍ مُعْتَرِفٍ بِالتَّقْصِيْرِ يَرْجُو الصِّلَاتِ
بِهٰذِهِ الصَّلٰوةِ اٰمِيْنَ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ وَصَلِّ
عَلٰى هٰذَا الْحَبِيْبِ الْمَظْهَرِ التَّامِّ، وَاسِطَةِ عِقْدِ
النِّظَامِ فَاتِحِ خَزَائِنِ الْمَعَارِفِ وَمُفِيْضِ الْاَسْرَارِ .
وَاللَّطَائِفِ، نُوْرِ الْاَنْوَارِ وَسِرِّ الْاَسْرَارِ مَعْدِنِ الْجُوْدِ
وَمَدَدِ الْوُجُوْدِ وَسَيِّدِ كُلِّ وَالِدٍ وَّمَوْلُوْدٍ، مَقَرِّ
التَّنَزُّلَاتِ وَمَجْلَى التَّجَلِّيَاتِ بِالْمَعْنَى الرُّوْحِيِّ وَ
السِّرِّ السُّبُّوْحِيِّ، سِرَاجِ الْعَالَمِ وَمَقْصُوْدِ الْعِلْمِ مِنَ
الْمَعْلُوْمِ لِلْعَالِمِ رُوْحِ الْاَرْوَاحِ وَلَطِيْفَةِ الْاِرْتِيَاحِ
اِنْسَانِ عَيْنِ الْاَعْيَانِ فِيْ جَمِيْعِ دَوْرَاتِ الزَّمَانِ
مُبَلِّغِ الْمَقَاصِدِ السَّنِيَّةِ لِاَرْبَابِ الْهِمَمِ الْعَلِيَّةِ
فِي الْحَضَرَاتِ الْقُدْسِيَّةِ بَهْجَةِ الْاَنْوَارِ الْمُتَلَاْلِئَةِ
فِي الْمَظَاهِرِ الصِّبَاحِ وَاُنْسِ حَضْرِ الْوُجُوْهِ الْمَقْبُوْلَةِ
الْمِلَاحِ، مُرْشِدِ الْعُقُوْلِ وَمُطْمَئِنِّ الْقُلُوْبِ وَهَادِي
النُّفُوْسِ وَمُنَوِّرِ الْاَرْوَاحِ وَدَاعِيْهَا اِلَى الْحُضُوْرِ فِيْ
حَضْرَةِ الْقُدُّوْسِ، خَطِيْبِ خُطْبَةِ الْوِصَالِ لِخِطَابِ
الْاِتِّصَالِ بِذِي الْجَمَالِ وَالْجَلَالِ مِنْ اَهْلِ الْكَمَالِ
اِمَامِ اَهْلِ الْعِرْفَانِ فِيْ حَضْرَةِ الْاِحْسَانِ اَللّٰهُمَّ وَسَلِّمْ

عَلَيْهِ سَلَامًا تُعَرِّفُنَا بِهِ أَسْرَارَ مَعَارِفِ دَائِرَتِهِ
الْكُلِّيَّةِ كَمَا تُعَرِّفُنَا فِيْ دَائِرَتِنَا الْجُزْئِيَّةِ اَللّٰهُمَّ
حَقِّقْنَا بِحَقَائِقِ عُلُوْمِهِ وَبَيَانِهِ فِيْ حَضَرَاتِ عِيَانِهِ
وَأَنْزِلْ عَلَيْنَا مِنْ بَرَكَاتِ تَنَزُّلَاتِهِ مَا نَفُوْزُ بِهِ
مِنْ لَحَظَاتِهِ فِيْ جَمِيْعِ حَضَرَاتِهِ، اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ
خُصُوْصِيَّتِهِ خُصَّنَا بِخَوَاصِّ مَعَارِفِهِ الَّتِيْ وَرِثَهَا
عَنْهُ أَهْلُ الْخُصُوْصِيَّةِ حَتّٰى صَارُوْا فِيْ أَكْمَلِ خِلْعَةٍ
بَيْنَ الْبَرِيَّةِ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ قُلُوْبَنَا مَعْمُوْرَةً بِمَعَارِفِهِ
الْعِلْمِيَّةِ وَأَرْوَاحَنَا مُنَوَّرَةً بِأَنْوَارِ السَّنِيَّةِ وَعُقُوْلَنَا
تَابِعَةً لِمَأْمُوْرَاتِهِ وَنُفُوْسَنَا مَحْجُوْرَةً بِمَنْهِيَّاتِهِ
وَأَبْدَانَنَا مُنْقَادَةً لِعَظِيْمِ ذٰلِكَ الْهُدٰى مَا أَحْيَيْتَنَا
أَبَدًا، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حَيٰوتَنَا عَلٰى سُنَّتِهِ وَمَوْتَنَا عَلٰى
مِلَّتِهِ وَاجْعَلْهُ الْمُجِيْبَ عَنَّا فِي الْبَرْزَخِ عِنْدَ السُّؤَالِ
وَالشَّفِيْعَ لَنَا عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ النَّكَالِ
وَعَظِيْمِ الْأَهْوَالِ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مُجِيْرًا مِّنْ عَذَابِكَ
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا جَارًا فِيْ دَارِ ثَوَابِكَ مِنْ غَيْرِ
سَابِقِ عَذَابٍ وَّامْتِحَانٍ يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ يَا أَرْحَمَ
الرَّاحِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنَا بِشُهُوْدِ طَلْعَتِهِ فِي الدَّارَيْنِ
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا أَنِيْسًا فِي الْكَوْنَيْنِ اَللّٰهُمَّ
اجْعَلْنَا عِنْدَهٗ مِنْ أَهْلِ الْعِنَايَةِ فِي الْبِدَايَةِ وَالنِّهَايَةِ
اٰمِيْنَ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ، اَللّٰهُمَّ وَارْضَ عَنْ

اَصْحَابِہٖ وَاٰلِہٖ وَمَنْ وَّالَاہُ وَاَحَبَّہٗ مِمَّنْ سَلَفَ
مِنَ الْاُمَمِ وَخَلَفَہُمْ فِیْ ہٰذِہِ الْاُمَّۃِ مِنْ ہٰذَا الطَّرِیْقِ
الْاَمَمِ وَالسَّلَامُ مِنَ السَّلَامِ عَلَیْہِ وَعَلَیْہِمْ مُعَادٌ وَّ
الرَّحْمَۃُ الْبَرَکَۃُ فِیْ کُلِّ سُکُوْنٍ وَّحَرَکَۃٍ اٰمِیْنَ وَسَلَامٌ
عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

۴۔ اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰدَمَ وَحَوَّآءَ وَعَلٰی شِیْثٍ وَّنُوْحٍ وَّ
عَلٰی دَاوٗدَ وَسُلَیْمَانَ وَعَلٰی یَعْقُوْبَ وَیُوْسُفَ وَالْاَسْبَاطِ
وَعَلٰی اِبْرَاہِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسٰی وَعَلَی الْخَضِرِ وَاِلْیَاسَ
وَعَلٰی سَآئِرِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی خَاتَمِ
النَّبِیِّیْنَ وَسِرَاجِ الْعَالَمِیْنَ وَعَلَمِ الْمُہْتَدِیْنَ
وَقَآئِدِ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ وَسِرِّکَ الْمَکْنُوْنِ وَغَیْبِکَ
الْمَخْزُوْنِ مُحَمَّدٍ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ وَ
ارْضَ عَنْ اَصْحَابِہِ الْکِرَامِ، اَللّٰہُمَّ وَصَلِّ عَلٰی
جِبْرِیْلَ وَمِیْکَآئِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ وَعِزْرَآئِیْلَ وَ
عَلٰی حَمَلَۃِ الْعَرْشِ وَالْکَرُوْبِیِّیْنَ وَعَلٰی زُوَّارِ الْبَیْتِ
الْمَعْمُوْرِ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلٰی سَآئِرِ الْمَلٰٓئِکَۃِ
اَجْمَعِیْنَ وَالسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ
وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

۵۔ سُبْحٰنَکَ اَنْتَ الَّذِیْ خَصَصْتَ اَہْلَ الْعِنَایَۃِ
وَمَنَحْتَہُمْ خِلَعَ الْہِدَایَۃِ فَمَا نَالُوْا فَضْلَکَ اِلَّا
بِفَضْلِکَ وَلَا وَلَجُوْا حَضْرَتَکَ اِلَّا بِنَظْرَتِکَ وَ

مَآ اَحَبُّوْكَ حَتّٰى اَحْبَبْتَهُمْ وَلَا اَقْبَلُوْا عَلَيْكَ حَتّٰى
نَادَيْتَهُمْ، فَنَسْاَلُكَ بِهٰذَا الْوِدَادِ السَّابِقِ اَنْ تَقْسِمَ
لَنَا مِنْهُ قِسْمَةً بَيْنَ هٰذِهِ الْخَلَائِقِ بِسِرِّ الْاَسْمَآءِ
الْحُسْنٰى، بِالْعَظِيْمِ مِنْهَا بِسِرِّ الْمَحَامِدِ مِنْ عَبْدِكَ
مُحَمَّدِ الْمَحْمُوْدِ الْحَامِدِ بِلِوَآءِ الْحَمْدِ بِالْكِبْرِيَآءِ
بِالْمَجْدِ بِسُجُوْدِ جَبِيْنِكَ تَحْتَ سَاقِ الْعَرْشِ
بِاِكْرَامِ قَوْلِكَ لَهٗ اِرْفَعْ رَاْسَكَ بِعِنَايَةِ قَوْلِكَ سَلْ
تُعْطَ نَسْاَلُكَ الْاِجَابَةَ وَالْفَوْزَ بِالنَّصْرِ وَالْعَوْنِ وَ
الْعَطَآءِ اللَّائِقِ بِكَ لَا بِنَا مِنْ حَيْثُ كُنْتُمْ سِعَةِ
جُوْدِكَ وَقُدْرَتِكَ وَمُلْكِكَ مِمَّا لَا يَحْصُلُ
بِسُؤَالٍ وَلَا يَخْطُرُ عَلٰى بَالٍ فِي الْحَالِ وَالْمَآلِ
عَطَآءً مُتَّصِلًا بِالْمَدَدِ مَادَامَ الْاَبَدُ وَنَسْاَلُكَ
سُبْحٰنَكَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى عَيْنِ الْوُجُوْدِ النُّوْرِ الْمَشْهُوْدِ
صَاحِبِ الْحَوْضِ الْمَوْرُوْدِ وَاللِّوَآءِ الْمَعْقُوْدِ وَسِيْلَةِ
اٰدَمَ اَبِي الْبَشَرِ وَالشَّفِيْعِ الْمُشَفَّعِ يَوْمَ الْمَحْشَرِ مُمِدِّ
الْاَرْوَاحِ وَمُنْعِشِ الْاَشْبَاحِ، دَالِّ الْخَلْقِ عَلَيْكَ
وَمُوَجِّهِهِمْ اِلَيْكَ، بَهْجَةِ الطُّرُوْسِ وَمُهَذِّبِ
النُّفُوْسِ، مُفِيْضِ الْمَعَارِفِ عَلَى الْقُلُوْبِ مِنْ
حَضَرَاتِ الْمَلَكُوْتِ وَالْغُيُوْبِ قَلَمِ التَّجَلِّي الْاَوَّلِ
لَوْحِ التَّجَلِّي الثَّانِي، سِرِّ الْاَحَدِيَّةِ نُوْرِ الْوَاحِدِيَّةِ
حَضْرَةِ الذَّاتِ مُشْرِقِ الصِّفَاتِ فَاتِحِ اَسْرَارِ

الْاَزَلِ نِظَامِ الْاَبَدِ صَلٰوةً مُّقَدَّسَةً مُّطَهَّرَةً
كَامِلَةً مُّنَوَّرَةً تَخُصُّهُ مِنْ حَيْثُ هُوَ بِمَا هُوَ فِيْ
عِزَّةٍ وَصَفِيِّ الْفَرِيْدِ الَّذِيْ لَمْ يُشَارِكْهُ فِيْهِ
اَحَدٌ مِّنَ الْعَبِيْدِ مَادَامَ شَرَفُهُ السَّامِيْ يَعْلُوْ عَلَى
الرُّسُلِ وَالْاَنْبِيَآءِ وَعَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ وَعَلٰى كُلِّ الْاَوْلِيَآءِ
وَسَلِّمْ عَلَيْهِ كَذٰلِكَ سَلَامًا يَبْلُغُهُ هُنَالِكَ وَرَضِيَ اللّٰهُ
عَنْ لَآلِيْ بَحْرِهِ الْعَشَرَةِ الْكِرَامِ وَعَنْ بَقِيَّةِ اَصْحَابِهِ
الْعِظَامِ وَنَسْئَلُكَ سُبْحَانَكَ الْمَزِيْدَ مِنْ
فَضْلِكَ اٰمِيْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

۶- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى جَامِعِ الْعُلُوْمِ وَمُفِيْدِهَا
وَاِمَامِ الرُّسُلِ وَخَطِيْبِهَا رُوْحِ اُنْسِ كُلِّ حَضْرَةٍ وَّ
ارْتِيَاحِ كُلِّ بَهْجَةٍ وَّنَظْرَةٍ مِفْتَاحِ الْغَيْبِ الْاَزَلِيِّ
وَخِتَامِ السِّرِّ الْكُلِّيِّ، حَائِزِ الصِّفَاتِ الْقُدْسِيَّةِ وَ
جَلِيْسِ الْحَضْرَةِ الْعِنْدِيَّةِ نِهَايَةِ الْحَقِيْقَةِ وَ
دَلَالَةِ الطَّرِيْقَةِ، سَيِّدِ التَّكْوِيْنِ فِيْ سَابِقِ التَّعْيِيْنِ
تَاجِ مَفْرِقِ الْوُجُوْدِ وَوَاسِطَةِ دُرِّ الْعُقُوْدِ مُحَمَّدِ
الْجَلَالِ وَاَحْمَدِ الْخِلَالِ رَسُوْلِ الرَّحْمَةِ وَوَلِيِّ
النِّعْمَةِ صَلِّ اللّٰهُمَّ عَلَيْهِ يَا رَبَّنَا صَلَاةَ اتِّصَالِكَ
بِمَرَاتِبِ كَمَالِكَ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ سَلَامَ عِنَايَتِكَ
بِمَدَدِ كَرَامَتِكَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ

لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔

۷۔ صَلِّ اللّٰهُمَّ فِي الْاَدْوَارِ بِكَمَالِ الْاَنْوَارِ عَلٰى خَيْرِ
الْاَبْرَارِ وَ اَبَرِّ الْاَخْيَارِ مُحَمَّدٍ ذِي الْمِعْرَاجِ صَاحِبِ
اللِّوَآءِ وَ التَّاجِ يَا رَبِّ بَلِّغْ اِلَيْهِ دَآئِمًا سَلَامِيْ عَلَيْهِ
الْمُصْطَفَى الْمُصَفّٰى الشَّفِيْعِ النَّقِيِّ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ السَّيِّدِ السَّنَدِ الْمُمِدِّ الْمَدَدِ سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ بِالْمَلَاِ فِي الْاَرْضِ
وَفِي الْعُلٰى عَلٰى رُوْحٍ ذِي الْوُجُوْدِ مُحَمَّدِنِ الْمَحْمُوْدِ
صَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ فِي الْمَسَآءِ وَفِي الصَّبَاحِ عَلٰى ذَاكَ
الرُّوْحِ بِالْاَفْرَاحِ فِي الْاَرْوَاحِ صَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ فِي الْاَبَادِ
عَلٰى سَيِّدِ الْاَسْيَادِ، صَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ بِالْاِكْمَالِ عَلَى
الْمُفْرَدِ فِي الْكَمَالِ صَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ بِالرَّحْمَةِ
عَلٰى غَايَةِ النِّعْمَةِ صَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ بِالْمَزِيْدِ عَلَى
الْفَرْدِ الْفَرِيْدِ، صَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ بِالْاِكْرَامِ عَلٰى فَخْرِ
الْكِرَامِ صَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ بِالتَّعْظِيْمِ عَلَى الرَّءُوْفِ الرَّحِيْمِ
صَلِّ وَسَلِّمْ يَآ اِلٰهِيْ يَا بَدِيْعُ عَلٰى حَبِيْبِكَ الْجَلِيْلِ
الرَّفِيْعِ، صَلِّ وَسَلِّمْ يَا اِلٰهِيْ يَا صَبُوْرُ عَلٰى نَبِيِّكَ
الْحَامِدِ الشَّكُوْرِ، صَلِّ وَسَلِّمْ يَآ اِلٰهِيْ عَلَى الْمُعَظَّمِ
الْبَاهِيْ، صَلِّ وَسَلِّمْ يَا حَمِيْدُ عَلٰى سَيِّدِ الْعَبِيْدِ
صَلِّ وَسَلِّمْ يَا سَلَامُ عَلَى الْمُعَلِّمِ الْاِسْلَامِ صَلِّ
وَسَلِّمْ رَبِّيْ عَلَى الْمُسْتَنِمِ فِيْ ذَنْبِيْ، صَلِّ وَسَلِّمْ

فِي الْعُلَا بِالرَّحَمُوْتِ عَلَى تَوْجِيْهِ فِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ
صَلَّى اللّٰهُ بِالتَّعْظِيْمِ فِي الْاَطْرَاسِ عَلَى مُعَطِّرِ الْوُجُوْدِ
بِالْاَنْفَاسِ، صَلِّ اَللّٰهُمَّ عَلٰى خَيْرِ الْبَرِيَّةِ فِي الْحَضَرَاتِ
الْقُدْسِيَّةِ وَبَلِّغْ اِلَيْهِ سَلَامَنَا عَلَيْهِ. عَلَى الدَّوَامِ
بِالْاِكْرَامِ، صَلِّ عَلَيْهِ مَعَ السَّلَامِ يَا شَفِيْعِ فِي الْبَرَايَا
لَا تُؤَاخِذْنَا بِالْخَطَايَا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مَقْبُوْلِ الشَّفَاعَةِ مَنْ جَعَلْتَ طَاعَتَكَ
طَاعَتَهٗ وَقَدَّمْتَهٗ فِي الْقِدَمِ فَكَانَ لَهُ الْقَدَمُ عَلٰى
كُلِّ ذِيْ قَدَمٍ، مَنْ عَيَّنْتَهٗ فِي التَّعَيُّنِ الْاَوَّلِ بِالْمَقَامِ
الْاَكْمَلِ وَخَصَّصْتَهٗ بِكَمَالِ النِّظَامِ وَجَعَلْتَهٗ لَبِنَةَ
التَّمَامِ اِمَامِ جَامِعِ الْاُنْسِ وَخَطِيْبِ حَضْرَةِ الْقُدْسِ
مَظْهَرِ حَقِيْقَةِ الْوُجُوْبِ الْمُنَزَّهِ وَمَظْهَرِ اِمْكَانِ
الْجَمَالِ الْاَنْزَهِ مُحَمَّدِنِ الْجَلَالِ وَاَحْمَدِ الْجَمَالِ
وَسَلِّمْ عَلَيْهِ سَلَامَ الْخُصُوْصِيَّةِ فِيْ حَضْرَةِ الدَّيْمُوْمِيَّةِ
وَاَتَوَسَّلُ بِهٖ اِلَيْكَ اِلٰهِيْ فِي الْبُعْدِ عَنْ كُلِّ لَاهِيْ
وَاَسْئَلُكَ الْقُرْبَ اِلَيْكَ وَالْاِعْتِمَادَ عَلَيْكَ، اِلٰهِيْ
بَسَطْتُ يَدَ الْفَاقَةِ وَالْاِفْتِقَارِ وَجِئْتُ بِحَالَةِ
الذِّلَّةِ وَالْاِنْكِسَارِ وَقَدْ وَقَفْتُ بِالْبَابِ وَتَوَسَّلْتُ
بِالْاَحْبَابِ فَاَجِبْ سُؤَالِيْ وَلَا تُخَيِّبْ اٰمَالِيْ۔

۹- اَللّٰهُمَّ صَلِّ بِعَدَدِ ذَرَّاتِ الْوُجُوْدِ عَلٰى سَيِّدِ كُلِّ
وَالِدٍ وَّمَوْلُوْدٍ اَفْضَلَ مَنْ صَلّٰى وَتَلَا وَعَبَدَ رَبَّهٗ

فِي الْخَلْوَةِ وَالْمَلَاءِ صَفْوَةِ أَهْلِ الْاِصْطِفَاءِ سَيِّدِنَا
مُحَمَّدِ الْمُصْطَفٰى وَسَلِّمْ أَبَدًا كَذٰلِكَ مِنْ كُلِّ وَارِثٍ
وَمَوْرُوْثٍ وَسَالِكٍ وَمِنْ جَمِيْعِ عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ
اٰمِيْنَ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ
الَّذِيْ خَصَصْتَهُ فِي الْاَزَلِ بِمَرَاتِبِ التَّكْمِيْلِ بَعْدَ
الْكَمَالِ حَائِزِ الْفَضِيْلَةِ وَصَاحِبِ الْوَسِيْلَةِ فَاتِحِ خَزَائِنِ
الْاَسْرَارِ وَخَاتِمِ دَوْرَاتِ الْاَنْوَارِ رَوْنَقِ كُلِّ اِشَارَةٍ
لَطِيْفَةٍ تُشِيْرُ اِلَى الْكَمَالِ الْمَعَالِي الْمُنِيْفَةِ بِالْاِشَارَاتِ
الْعِرْفَانِيَّةِ فِي الْحَضَرَاتِ الرَّبَّانِيَّةِ ذِي الْجَنَابِ
الرَّفِيْعِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ الشَّفِيْعِ، صَلِّ اللّٰهُمَّ
عَلَيْهِ صَلَاةَ اُنْسِ جَمَالِهِ فِي مَقَامَاتِ كَمَالِهِ وَسَلِّمْ
عَلَيْهِ وَعَلَى الْاٰلِ وَالْاَصْحَابِ سَلَامَ الْمُحِبِّ عَلَى
الْاَحْبَابِ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ -

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى حَضْرَةِ الْاَسْرَارِ وَمَنْبَعِ الْاَنْوَارِ ۱۰
مُطَهِّرِ النُّفُوْسِ مِنَ الرَّذَائِلِ وَاَجْمَلِ مَوْلُوْدٍ فِيْ
سَائِرِ الْقَبَائِلِ، عُرُوْسِ الْمَمْلَكَةِ الرَّبَّانِيَّةِ وَاِمَامِ
الْحَضْرَةِ الْقُدْسِيَّةِ مُعَلِّمِ الْخَيْرِ وَاَعْلَمِ الْخَلْقِ
وَنَاصِحِ الْاُمَّةِ وَمُرْشِدِهَا اِلَى الْحَقِّ اَكْرَمِ الْاَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِيْنَ رَسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
سَيِّدِ السَّادَاتِ وَقُطْبِ دَوَائِرِ السَّعَادَاتِ وَسَلِّمْ

عَلَيْهِ عَلٰى قَدْرِ مَقَامِهٖ وَاِجْلَالِهٖ وَاِعْظَامِهٖ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔

دس درودوں کا ترتیب وار ترجمہ

۱۔ "الٰہی! درود بھیج ہمارے آقا و مولیٰ محمد پر جو نبی اُمّی ہیں اور آپ کی آل اور آپ کے صحابۂ کرام اور حضور کی بیویوں اور سرکار کی اولاد پر ایسا درود جس سے تو میرا سینہ کھول دے اور میرا کام آسان فرما دے اور میری کمی پوری کردے اور میری زبان کی گرہ کھول دے۔"

۲۔ "اللہ تعالیٰ نے حضور پر ازلی اور ابدی درود بھیجے جس کا شمار نہ ہو سکے اور نہ کوئی حد جس کا احاطہ کر سکے اور اللہ تعالیٰ آپ کے صحابۂ کرام سے راضی ہو جو صاحبانِ کمال و تکمیل تھے جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے سرگردان مرد و عورت کو ہدایت بخشی۔"

۳۔ "الٰہی! اس نبی پر درود بھیج جس کے سر پر تمام مخلوق سے کامل تر ہونے کا تاج ہے اور اپنی بارگاہِ ربوبیت کا خصوصی سلام نازل فرما ایسا درود و سلام جس کا نور مکمل ہو اور ہم کو ہمیشہ حاصل رہے ایسا درود و سلام جس کا اجر و ثواب نو بہ نو جاری رہے اور کبھی ختم نہ ہو اور الٰہی اس نبی، رسول پر درود بھیج جو آئینہ ذات، مظہر صفات اور تسبیحات کی بارگاہ ہیں جو بڑی جود و عطا فرمانے والے ہیں جو واضح نور، اور ممتاز کرنے والا علم ہیں، جو حسنِ یگانہ اور راہِ راست دکھانے والے ہیں، جو بلند اخلاق والے اور مضبوط ہدایت والے ہیں جو کمالِ مطلق اور حقیقی عزت والے ہیں، جو بلند مقام اور اعلیٰ شرف کے مالک ہیں جو روشن راز اور میٹھے گھاٹ والے ہیں، صاف باطن اور بہت پرہیزگار دل والے ہیں، فصیح زبان اور مقامِ قرب پر فائز دل والے ہیں، جن کا

ظاہر حلال اور باطن پاکیزہ ہے، جن کی رحمت سب کو شامل اور نعمت کامل ہے، جو عالمِ امر کے مبدا و منتہا، اور نظامِ کائنات کی لڑی کا مرکز ہیں، زمین و آسمان کی سلطنت کے امن کا نشان ہیں، خزائنِ رحمت کے امین، دائرۂ وجود کی درمیانی بنیادی کیل اور فیضانِ جود و عطا کی کان ہیں، کمال کی آنکھ کی پتلی، خوبی و خصلت کے لئے مایۂ افتخار، علم و حکمت کے سرچشموں کا منبع اور اعلےٰ اخلاق کی تائید و تلقین فرمانے والے ہیں، جو خلافتِ آدم کے راز کا لطیفہ ہیں۔ جو انوارِ محمدیہ کی حامل اور ان کی وجہ سے شہرہ عام کے مقام پر فائز ہوئی، اللہ تعالیٰ ان پر ایسا خصوصی درود نازل فرمائے جو لطیفہ احمدیہ کے لئے اس کی نگاہ میں پسندیدہ ہو اور اس (لطیفۂ احمدیہ) پر رب کائنات کی طرف سے ہمیشہ خوشبودار سلام ہو، پھر بندۂ حقیر اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کرنے والے کی طرف سے بھی سرکار پر درود و سلام ہو، اس درود شریف سے بندۂ پُر تقصیر انعام و اکرام کا امیدوار ہے، آمین! اے پروردگارِ عالمیان، الٰہی! اس محبوب پر درود بھیج جو تیرا مظہرِ کامل، سلسلۂ نبوت کو جوڑنے والا واسطہ، معرفت کے خزانوں کو کھولنے والا اور لطائف و اسرار کا فیضان فرمانے والا ہے، جو نوروں کا نور، رازوں کا راز، جود و وجود کی کان، ہر باپ اور بیٹے کا آقا، اوپر سے اترنے والی برکتوں کا ٹھکانہ، روحانی و مقدس رازوں کی تجلّیات کا مرکز، دنیا کو منور کرنیوالے چراغ، معلوم و عالم کے درمیان نسبتِ علم کا مقصود، روحوں کی روح حصولِ راحت کا لطیفہ، ہر زمانہ میں چشمِ موجودات کی پتلی، بارگاہِ خداوندی کے بلند ہمت جوانمردوں کو بیش قیمت مقاصد تک پہنچانے

والا ہے، آثارِ صبح میں چمکنے والے انوار کی چمک، حسین مقبول شرمیلے چہروں کی رونق، عقلوں کا رہنما، دلوں کا نگہبان اور نفوس کا ہادی ہے، جو روحوں کو روشنی بخشنے والا اور انکو بارگاہِ خداوندِ قدوس کی طرف بلانے والا ہے، جو ایسا خطیب ہے جس کا خطبہ دلوں کو ملانے والا اور جس کی بات اہلِ کمال کو جلال و جمال والی ہستی سے ملانے والی ہے جو بارگاہِ احسان میں اہلِ عرفان کے امام ہیں الٰہی ان پر ایسا سلام بھیج جس سے ہم کو حضور کے دائرۂ کلیہ کے مخفی معارفت کی خزانت عطا فرمادے، ایسے ہی جیسے تو ہم کو ہمارے دائرۂ جزئیہ کی حرمت عطا فرماتا ہے، الٰہی! ہم کو حضور کی بارگاہ سے آپ کے علوم و بیان کا حصہ عطا فرما اور جو برکتیں آپ پر نازل ہوتی ہیں ان میں سے کچھ ہم پر بھی نازل فرما یعنی وہ نظرِ کرم جس سے ہم ہر مقام پر کامیاب و کامران ہوں، الٰہی! ان کی خصوصیت کا صدقہ ہم کو بھی حضور کی ان خصوصی نوازشات و معارف سے مخصوص فرمادے جو تیرے خاص بندوں نے سرکار سے حاصل کی ہیں، جس سے وہ لوگ دنیا بھر میں کامل تر فضیلت کے مستحق ہو گئے، الٰہی! ہمارے دلوں کو حضور کے معارفِ علمی سے معمور فرمادے اور ہماری ارواح کو سرکار کے انوارِ عالیہ سے منور فرمادے، ہمارے عقول کو حضور کے احکامات کا تابع، ہمارے نفسوں کو آنحضور کے متبع فرمائے ہوئے برے کاموں سے محفوظ اور جب تک ہم زندہ رہیں، ہمارے جسموں کو اس عظیم الشان ہدایت کے تابع رکھنا، الٰہی! ہم کو حضور کی سنت پر زندہ رکھنا، ان کی ملت پر مارنا اور عالمِ برزخ (قبر) میں سوال کے وقت حضور ہی کو ہماری طرف سے جواب دینے والا بنانا اور قیامت کے دن

عذاب و عظیم الشان ہولناکی سے اپنی بارگاہ میں سرکار کو ہمارا شفیع بنانا، الٰہی! ان کو اپنے عذاب سے بچاؤ کا ذریعہ بنانا، الٰہی! جنت میں ہم کو بغیر کسی عذاب و امتحان کے سرکار کا پڑوس نصیب فرما اے مہربان! اے احسان فرمانے والے! اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے، الٰہی! ہم کو حضور کے جلووں سے دونوں جہانوں میں متمتع فرمانا، الٰہی! حضور کو دونوں جہانوں میں ہمارا دوست بنا دے، الٰہی! ہم کو ان کے حضور اول و آخر مستحقین عنایت میں سے کر دے آمین! الٰہی! ان کے صحابہ کرام، اہل بیت اور ان کے اعزہ و احباب خواہ گذشتہ امتوں میں سے ہو خواہ اس امت سے ان سب سے راضی رہیو جو اس سیدھی راہ پر چلنے والے اور اللہ کی طرف سے ان پر سلام ہوا اور ہر سکون و حرکت کی گھڑیوں میں ان پر برکتیں و رحمتیں نازل ہوں آمین! تمام رسولوں پر سلام اور پروردگار عالمین کے لیے سب تعریفیں۔

۴۔ "الٰہی! درود بھیج! آدم پر، حوا پر، شیث پر، نوح پر، داؤد پر، سلیمان پر، یعقوب و یوسف پر، ان کی اولاد پر، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ خضر، الیاس اور تمام نبیوں اور رسولوں پر اور ان پر جو خاتم النبیین سب جہانوں کے چراغ، ہدایت یافتہ لوگوں کی علامت چمکتے ہاتھ پاؤں اور روشن پیشانی والوں کے قائد پر، تیرے پوشیدہ راز پر، تیرے چھپے خزانے پر، محمد پر، ان پر افضل ترین درود و سلام ہو اور ان کے صحابہ کرام سے راضی رہیو! اور الٰہی! درود بھیج جبریل پر، میکائیل پر، اسرافیل پر، عزرائیل پر، عرش اٹھانے والوں اور دیگر

معزز فرشتوں پر اور ان مقربین پر جو بیت المعمور کی زیارت کرنے والے ہیں اور تمام فرشتوں پر، ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہو، تمام رسولوں پر سلام، سب تعریف اللہ پروردگارِ عالمیاں کے لئے۔"

۵۔ "تو پاک ہے، تو ہی ہے جس نے اہلِ عنایت کو مخصوص فرمایا اور ان کو خلعتِ ہدایت سے سرفراز فرمایا، پس انہوں نے فضیلت اگر پائی تو تیرے ہی فضل سے پائی اور تیری بارگاہ میں رسائی اگر حاصل کی تو تیری ہی نظرِ کرم سے اور وہ اس وقت تک تیرے محب نہ ہو سکے جب تک تو نے ان سے رشتۂ محبت استوار نہ کیا اور جب تک تو نے انکو نہ بلایا وہ تیری طرف متوجہ نہ ہوئے، پس ہم اس سابقۂ محبت کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ تمام مخلوق میں سے اس سعادت کا حصۂ وافر ہمیں عطا فرما، اپنے اسمائے حسنہ کے راز کا صدقہ، اپنے بندے محمد کی خوبیوں کا صدقہ جو ستودہ صفات اور تیری حمد بجالانے والے ہیں، تیری بزرگی و کبریائی کا جھنڈا جن کے ہاتھ میں ہوگا، پایۂ عرش کے نیچے تیرے حبیب کے اس سجدے کا صدقہ جس کے اعزاز میں تو فرمائے گا: ارفع رأسک، "اپنا سر اٹھاؤ" تیرے اس فرمان کے طفیل سل تعطہ، "محبوب مانگو، تمہیں عطا ہوگا"۔ الٰہی! ہم تجھ سے قبولیت تیری مدد سے فتح و نصرت اور تیری ایسی عطا مانگتے ہیں جو ہماری نہیں تیری عظمت کے لائق ہو، جو تیری سخاوت، قدرت اور حکومت کے شایانِ شان وسیع ہو، جو بے مانگے ملے، وہم و خیال کے بغیر حاصل ہو، جس کا کھٹکا دل میں، نہ اب، نہ جب، ایسی عطا جو مدد سے ملی ہوئی ہو، ہمیشہ ہمیشہ، اور اے پاک ذات ہم تجھ سے سوال

کرتے ہیں کہ درود بھیج ان پر جو چشمۂ وجود، نظر آنے والا نور اور اس
حوض کے مالک ہیں جس پر (بروزِ قیامت) پیاسے آئیں گے اور جو
لوائے حمد کے مالک اور آدم ابوالبشر علیہ السلام کے وسیلہ ہیں جو
روحوں کے مددگار اور انسانوں کا مقام بلند فرمانے والے ہیں،
مخلوق کو تیری راہ چلانے اور دکھانے والے ہیں اور انکو تیری طرف
متوجہ فرمانے والے ہیں، جو صبحوں کے نور اور نفسوں کو مہذب
بنانے والے ہیں، دلوں پر زمین و آسمان اور غیوب کے معارف
کا فیضان فرمانے والے ہیں، تجلیٔ اول کا قلم اور تجلیٔ ثانی کی لوح
ہیں، احدیت (توحید) کا راز اور یکتائی کا نور ہیں، ذات کی تجلی گاہ
اور صفات کا مطلع ہیں۔ جو ازلی رازوں کو ظاہر فرمانے والے اور
ان کا رشتہ ابد سے جوڑنے والے ہیں، ایسا درود جو پاک، صاف
ہو، کامل اور منور ہو، جس کو سرکار کے وصفِ یکتائی کی عزت و
عظمت کے لحاظ سے شمار فرمانے والا تو ہی ہے، ایسا درود
جس میں کوئی بندہ حضور کا شریک نہ ہو جب تک کہ آپ کا شرفِ عظیم
انبیاء و رسل، فرشتوں اور تمام اولیاء اللہ پر فائق ہے اور یونہی
سرکار پر سلام بھی بھیج، ایسا سلام جو سرکار کو وہاں پہنچے اور اللہ تعالیٰ
آپ کے سمندر کرم کے دس موتیوں (عشرۂ مبشرہ) اور باقی صحابہ
کرام سے راضی ہو اور الٰہی! ہم آپ کے مزید فضل کا بھی سوال کرتے
ہیں۔ آمین! تمام رسولوں پر سلام ہو اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ
پروردگارِ جہاں کے لئے "۔

۶ ۔ "الٰہی! درود بھیج ان پر جو تمام علوم کے جامع اور ان کا افادہ

کرنے والے ہیں جو تمام رسل کے امام اور خطیب ہیں، ہر بارگاہ کی محبت کی روح، ہر منظر اور خوشی کی روح، ازلی غیب کی کنجی، رازِ کلی کی مہر، پاکیزہ صفات کے جامع، بارگاہِ قرب کے ہمنشین، حقیقت کی انتہا، راستے کی دلالت، ظہورِ اول میں مخلوق کے آقا، وجود کی مانگ کے تاج، موتیوں کے ہار کا درمیانہ موتی، جن کا جلال بھی قابلِ ستائش ہے اور خصائل بھی قابلِ تعریف، رسولِ رحمت اور آقائے نعمت، اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! ان پر درود بھیج! تیرا وہ درود جو تیرے مراتبِ کمال سے متصل ہو۔ اور ان پر اپنی مدد کی کرامت سے اپنی عنایت کا سلام نازل فرما اور سارے نبیوں پر سلام اور سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے۔"

۷۔ "الٰہی! ہر دور میں کامل انوار والا درود بھیج ان پر جو نیکوکاروں میں بہترین اور برگزیدہ ترین ہستیوں میں نیک ترین ہیں، یعنی محمد پر جو معراج والے، پرچمِ شفاعت اور تاج والے ہیں، اے پروردگار! میرا سلام ان پر ہمیشہ پہنچا ہوا جو برگزیدہ، پاکیزہ، پرہیزگار اور رصافت سفر سے ہیں، سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو قابلِ اعتماد آقا ہیں اور جن کی مدد سب کو شامل ہے، سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ اصل وجود کی روح یعنی پسندیدہ صفات والے محمد پر زمین و آسمان کی محفلوں میں درود نازل فرماتے، اللہ تعالیٰ صبح و شام روحوں میں اس روح (محمدی) پر خوب درود بھیجے اللہ تعالےٰ ابد الآباد تک آقاؤں کے آقا پر درود بھیجے، اللہ تعالےٰ کامل درود بھیجے اس ذات پر جو کمال میں یکتا ہے، اللہ تعالےٰ رحمت

کے ساتھ درود بھیجیے، اللہ تعالٰی اس (محبوب) پر جو ہر نعمت کی غایت ہے، اللہ تعالٰی مزید درود بھیجے یکتا و بے مثل پر، اللہ تعالٰی باعزت درود بھیجے، کریموں کے فخر پر، اللہ باعظمت درود بھیجے شفیق و رحیم پر، اے اللہ! اے بلا کسی نمونہ سابقہ کے پیدا فرمانے والے! اپنے بزرگی و رفعت والے حبیب پر درود و سلام بھیج! اے اللہ! اے حلم والے! اپنے حمد و ثنا کرنیوالے شکر گزار نبی پر درود و سلام بھیج! اے خدا! عظمت والے، حسین پر درود و سلام بھیج، اے ستودہ صفات خدا! بندوں کے آقا پر درود و سلام بھیج! اے سلامتی بخشنے والے مالک! اسلام کی تعلیم دینے والے محبوب پر درود و سلام بھیج! اے میرے پروردگار میرے گناہوں کی معافی کی سفارش کرنے والے پر درود و سلام بھیج! بلندیوں میں بڑی رحمت کے ساتھ درود و سلام بھیج ان پر جو زمین و آسمان میں عظمت و وجاہت والے ہیں، اللہ تعالٰی اس تعظیم کے ساتھ درود بھیجے جو صحیفوں (کتب آسمانی) میں لکھی ہوئی ہے اس ذات پر جس کے دم سے موجوداتِ عالم معطر ہیں، اے اللہ! ان پر درود بھیج جو مقدس بارگاہوں میں سب سے بہتر مخلوق ہیں اور ان تک ہمارا سلام ہمیشہ عزت کے ساتھ پہنچانا، دنیا کی شفاعت کرنیوالے پر درود اور اس کے ساتھ سلام بھی نازل فرما، اور خطاؤں پر ہمارا مواخذہ نہ فرمانا۔"

۸۔ "اے اللہ ان پر درود بھیج جن کی شفاعت مقبول ہے جن کی اطاعت کو تونے اپنی اطاعت قرار دیا اور جن کو تونے ازل

میں سب سے پہلا کیا لہٰذا ہر قدم والے پران کا قدم ہے جن کو تو نے کامل تر مقام کے ساتھ پہلے نبیین میں متعین فرمایا جن کو تو نے کامل نظام سے مختص فرمایا اور جن کو تو نے (عمارت نبوت کی) تکمیل کی اینٹ قرار دیا، وہ جو تمام انسانوں کے امام اور بارگاہِ خداوندی کے خطیب ہیں، اس حقیقتِ وجوب کے مظہر ہیں جو (عیب و نقائص سے) پاک ہے اور پاکیزہ تر ممکن حسن و جمال کا محلِ صفا، وہ جن کی زندگی کے پوشیدہ کوائف بھی قابلِ ستائش ہیں اور ظاہری خوبیاں بھی لائقِ تحسین اور ان پر وہ سلام بھیج جو تیری دائمی بارگاہ میں خصوصیت کا حامل ہو اور الٰہی! میں تیری طرف ان کا وسیلہ اس غرض سے لے کر آیا ہوں کہ مجھے ہر اس چیز سے دور رکھا جائے جو تیرے قرب میں رکاوٹ ڈالے، میں تجھ سے تیرا قرب اور تجھ پر بھروسہ مانگتا ہوں، الٰہی! میں دستِ فقر و فاقہ پھیلائے انتہائی ذلت و انکسار سے تیرے دروازے پر حاضر ہوں اور (تیرے) پیاروں کا وسیلہ لایا ہوں سو میرا سوال عطا فرمایا جائے اور مجھے نامراد نہ ٹھہرایا جائے۔"

۹۔ "الٰہی! موجودات کے ذروں کے برابر درود بھیج ان پر جو ہر والد اور اولاد کے آقا ہیں، ہر نمازی اور تلاوت کرنے والے سے افضل ہیں جنہوں نے خلوت و جلوت میں اپنے رب کی عبادت کی جو تمام برگزیدہ ہستیوں میں برگزیدہ تر ہیں، سیدنا محمد مصطفٰے اور یونہی ہمیشہ ان پر سلام نازل فرما! ہر وارث کی طرف سے ہر موروث (جس کی وراثت بٹے) اور سالک کی طرف سے اور اپنے تمام مومن بندوں کی طرف سے، آمین! اے پروردگارِ جہاں، الٰہی!

ہمارے آقا محمد پر درود بھیج جن کو تو نے ازل میں کمال کے بعد مراتب تکمیل سے مخصوص فرمایا جو فضیلت کے جامع اور "وسیلہ" کے مالک ہیں، چھپے رازوں کے خزانوں کو کھولنے والے ہیں نوری ادوار (سلسلۂ نبوت) کو ختم کرنے والے، ہر اشارۂ لطیف کی رونق جو بارگاہ ربانی میں معرفت کے اشارات سے کامل بلندیوں کی طرف اشارہ فرما دیتے ہیں جن کی جناب بلند ہے، سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو شفاعت فرمانے والے ہیں، الٰہی! حضور پر اتنا درود بھیج جو مقاماتِ کمال میں ان کے جمال سے مانوس ہو اور حضور پر اور ان کے آل و اصحاب پر ایسا سلام بھیج جیسا کوئی محب اپنے دوستوں کو بھیجتا ہے اور رسولوں پر سلام ہو اور سب تعریفیں اللہ رب العلمین کے لئے۔"

"الٰہی! درود بھیج! ان پر جو اسرار کا مرکز اور انوار کا منبع ہیں، جو نفوس کو صفاتِ رذیلہ سے پاک فرمانے والے اور قبائل میں پیدا ہونے والے خوبصورت ترین مولود ہیں، سلطنتِ ربانی کے دولہا اور بارگاہ قدس کے امام ہیں، جو بھلائی کی تعلیم دینے والے اور مخلوق میں سب سے بڑھ کر عالم ہیں، امت کے خیر خواہ اور حق کی طرف اس کی رہنمائی فرمانے والے ہیں، نبیوں اور رسولوں میں سب سے بڑھ کر معزز اور پروردگارِ عالم کے رسول ہیں، سیدنا محمد جو سردار ہیں کے سردار اور سعادتوں کے دائروں کے مرکز ہیں اور ان پر ان کے مرتبہ و مقام اور جلالت و عظمت کے شایان شان سلام بھیج اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے اور وہی کافی ہے اور اسکے تمام برگزیدہ بندوں پر سلام!"

۴۶ چھیالیسواں درود شریف

درودِ مشیشیہ

عربی ذرقاوی کا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ابوالمواہب کا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ بِجَمِيْعِ الشُّؤُوْنِ - فِي الظُّهُوْرِ وَالْبُطُوْنِ عَلٰى مَنْ مِنْهُ انْشَقَّتِ الْاَسْرَارُ الْكَامِنَةُ فِيْ ذَاتِهِ الْعَلِيَّةِ ظُهُوْرًا - وَانْفَلَقَتِ الْاَنْوَارُ الْمَنْطَوِيَةُ فِيْ سَمَاءِ صِفَاتِهِ السَّنِيَّةِ بُدُوْرًا - وَارْتَقَتِ الْحَقَائِقُ مِنْهُ اِلَيْهِ - وَتَنَزَّلَتْ عُلُوْمُ آدَمَ بِهِ فِيْهِ عَلَيْهِ - فَاَعْجَزَ كُلًّا مِنَ الْخَلَائِقِ فَهْمُ مَا اُوْدِعَ مِنَ السِّرِّ فِيْهِ - وَلَهُ تَضَاءَلَتِ الْفُهُوْمُ وَكُلُّ عَجْزِهٖ يَكْفِيْهِ - فَذٰلِكَ السِّرُّ الْمَصُوْنُ لَمْ يُدْرِكْهُ مِنَّا سَابِقٌ فِيْ وُجُوْدِهٖ - وَلَا يَبْلُغُهُ لَاحِقٌ عَلٰى سَوَابِقِ شُهُوْدِهٖ - فَاَعْظِمْ بِهٖ مِنْ نَبِيٍّ رِيَاضُ الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ بِزَهْرِ جَمَالِهِ الزَّهِيِّ مُوْنِقَةٌ - وَحِيَاضُ مَعَالِمِ الْجَبَرُوْتِ بِفَيْضِ اَنْوَارِ سِرِّهِ الْبَاهِرِ مُدَفِّقَةٌ - وَلَا شَيْءَ اِلَّا وَهُوَ بِهٖ مَنُوْطٌ وَبِسِرِّهِ السَّارِيْ مَنُوْطٌ - اِذْ لَوْلَا الْوَاسِطَةُ فِيْ كُلِّ صُعُوْدٍ وَهُبُوْطٍ - لَذَهَبَ كَمَا قِيْلَ الْمَوْسُوْطُ - صَلَاةً تَلِيْقُ بِكَ مِنْكَ اِلَيْهِ - وَتَتَوَارَدُ بِتَوَارُدِ الْخَلْقِ الْجَدِيْدِ وَالْفَيْضِ الْمَدِيْدِ عَلَيْهِ - وَسَلَامًا يُجَارِيْ هٰذِهِ الصَّلَاةَ فَيْضُهُ

وَفَضْلَهُ كَمَا هُوَ أَهْلُهُ - وَعَلَى آلِهِ شُمُوسِ سَمَاءِ الْعُلَا -
وَأَصْحَابِهِ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ تَلَا - اَللّٰهُمَّ إِنَّهُ سِرُّكَ
الْجَامِعُ لِكُلِّ الْأَسْرَارِ وَنُورُكَ الْوَاسِعُ لِجَمِيعِ
الْأَنْوَارِ - وَدَلِيلُكَ الدَّالُّ بِكَ مِنْكَ عَلَيْكَ وَقَائِدُ
رَكْبِ عَوَالِمِكَ إِلَيْكَ - وَحِجَابُكَ الْأَعْظَمُ الْقَائِمُ
لَكَ بَيْنَ يَدَيْكَ - فَلَا يَصِلُ وَاصِلٌ إِلَّا إِلَى حَضْرَتِهِ
الْمَانِعَةِ - وَلَا يَهْتَدِي حَائِرٌ إِلَّا بِأَنْوَارِهِ اللَّامِعَةِ
اَللّٰهُمَّ أَلْحِقْنِي بِنَسَبِهِ الرُّوحِيِّ - وَحَقِّقْنِي بِحَسَبِهِ
السُّبُوحِيِّ وَعَرِّفْنِي إِيَّاهُ مَعْرِفَةً أَشْهَدُ بِهَا
مُحَيَّاهُ - وَأَصِيرُ بِهَا مَجْلَاهُ كَمَا يُحِبُّهُ وَيَرْضَاهُ -
وَأَسْلَمُ بِهَا مِنْ وُرُودِ مَوَارِدِ الْجَهْلِ بِعَوَائِقِهِ -
وَأَكْرَعُ بِهَا مِنْ مَوَارِدِ الْفَضْلِ بِمَعَارِفِهِ -
وَاحْمِلْنِي عَلَى نَجَائِبِ لُطْفِكَ - وَرَكَائِبِ حَنَانِكَ
وَعَطْفِكَ - وَسَيِّرْنِي فِي سَبِيلِهِ الْقَوِيمِ وَصِرَاطِهِ
الْمُسْتَقِيمِ - إِلَى حَضْرَتِهِ الْمُتَّصِلَةِ وَحَضْرَتِكَ الْقُدْسِيَّةِ
الْمُتَجَلِّيَةِ بِتَجَلِّيَاتِ مَحَاسِنِهِ الْأُنْسِيَّةِ - حَمْلًا مَحْفُوفًا
بِجُنُودِ نُصْرَتِكَ - مَصْحُوبًا بِعَوَالِمِ أُسْرَتِكَ
وَاقْذِفْ بِي عَلَى الْبَاطِلِ بِأَنْوَاعِهِ - فِي جَمِيعِ
بِقَاعِهِ - فَأَدْمَغَهُ بِالْحَقِّ - عَلَى الْوَجْهِ الْأَحَقِّ -
وَزُجَّ بِي فِي بِحَارِ الْأَحَدِيَّةِ الْمُحِيطَةِ - بِكُلِّ مُرَكَّبَةٍ
وَبَسِيطَةٍ وَانْشُلْنِي مِنْ أَوْحَالِ التَّوْحِيدِ - إِلَى

فَضَاءِ التَّفْرِيْدِ۔ الْمُنَزَّهِ عَنِ الْإِطْلَاقِ وَالتَّقْيِيْدِ۔ وَ
أَغْرِقْنِيْ فِيْ عَيْنِ بَحْرِ الْوَحْدَةِ شُهُوْدًا حَتّٰى
لَا أَرٰى وَلَا أَسْمَعَ وَلَا أَجِدَ وَلَا أُحِسَّ إِلَّا بِهَا
نُزُوْلًا وَصُعُوْدًا۔ كَمَا هُوَ كَذٰلِكَ لَنْ يَزَالَ وُجُوْدًا۔
وَاجْعَلِ اللّٰهُمَّ الْحِجَابَ الْأَعْظَمَ حَيَاةَ رُوْحِيْ
كَشْفًا وَعِيَانًا۔ إِذَا الْأَمْرُ كَذٰلِكَ رَحْمَةً مِّنْكَ وَحَنَانًا۔
وَاجْعَلِ اللّٰهُمَّ رُوْحَهٗ سِرَّ حَقِيْقَتِيْ ذَوْقًا وَحَالًا۔
وَحَقِيْقَتَهٗ جَامِعَ عَوَالِمِيْ فِيْ مَجَامِعِ مَعَالِيْ حَالًا وَمَآلًا۔
وَحَقِّقْنِيْ بِذٰلِكَ۔ عَلٰى مَا هُنَالِكَ بِتَحْقِيْقِ الْحَقِّ الْأَوَّلِ وَ
الْآخِرِ وَالظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ يَا أَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ
شَيْءٌ يَا آخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ يَا ظَاهِرُ
فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ۔ يَا بَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ
اِسْمَعْ نِدَائِيْ۔ فِيْ تَمَامِيْ وَفَنَائِيْ۔ بِمَا سَمِعْتَ بِهٖ نِدَاءَ
عَبْدِكَ زَكَرِيَّا۔ وَاجْعَلْنِيْ عِنْدَكَ رَاضِيًا وَعِنْدِكَ
مَرْضِيًّا۔ وَانْصُرْنِيْ بِكَ لَكَ۔ عَلٰى عَوَالِمِ الْجِنِّ
وَالْإِنْسِ وَالْمَلَكِ۔ وَأَمِدَّنِيْ بِكَ لَكَ۔ بِتَأْيِيْدِ مَنْ
سَلَكَكَ فَمَلَكَكَ۔ وَمَنْ مَلَكَكَ فَسَلَكَكَ۔ وَاجْمَعْ بَيْنِيْ
وَبَيْنَكَ۔ وَأَزِلْ عَنِ الْعَيْنِ غَيْنَكَ۔ وَحُلْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ
غَيْرِكَ۔ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ أَئِمَّةِ خَيْرِكَ وَسَيْرِكَ۔
(اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ) اَللّٰهُ مِنْهُ بَادِي الْأَمْرِ وَاللّٰهُ الْأَمْرُ
إِلَيْهِ يَعُوْدُ۔ اَللّٰهُ وَاجِبُ الْوُجُوْدِ وَمَا سِوَاهُ مَفْقُوْدٌ

اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍ) - فِیْ کُلِّ اِقْتِرَابٍ وَّاِبْتِعَادٍ - وَاُنْسِهَا مِنْ وَّاقْتِعَادٍ - رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَیِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا) وَاجْعَلْنَا مِمَّنِ اهْتَدٰی بِكَ فَهُدٰی - حَتّٰی لَا یَقَعُ مِنَّا نَظَرٌ اِلَّا عَلَیْكَ وَلَا یَسِیْرُنَا وَطَرٌ اِلَّا اِلَیْكَ - وَسِیْرُنَا فِیْ مَعَارِجِ مَدَارِجِ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا) اَللّٰهُمَّ نُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ مِنَّا عَلَیْهِ اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ وَاَکْمَلَ التَّسْلِیْمِ - فَاِنَّا لَا نَقْدِرُ قَدْرَهُ الْعَظِیْمَ - وَلَا نُدْرِكُ مَا یَلِیْقُ بِهٖ مِنَ الْاِحْتِرَامِ وَالتَّعْظِیْمِ - صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَعَالٰی وَسَلَامُهٗ وَتَحِیَّاتُهٗ وَرَحْمَتُهٗ وَبَرَکَاتُهٗ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِیِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰٓی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ عَدَدَ الشَّفْعِ وَالْوِتْرِ وَعَدَدَ کَلِمَاتِ رَبِّنَا التَّآمَّاتِ الْمُبَارَکَاتِ -

ترجمہ: الٰہی تمام شانوں کے ساتھ درود وسلام و بھیج، ظاہر و باطن میں، اُن پر، جن کی ذات بلند و برتر سے، پوشیدہ حقائق خُوب خُوب ظاہر ہوئے اور جن کی صفاتِ عالیہ کے آسمان سے پلٹے ہوئے انوار چودھویں کے چاند بن کر پھوٹنے لگے اور جن کی ذات میں، انھی سے انھی کی طرف حقائق ارتقا پذیر ہُوئے انھی کے سبب، انھی میں، انھی پر علومِ آدم نازل ہُوئے۔ اور تمام مخلوق کو ان میں پوشیدہ رکھے گئے رازوں کے سمجھنے سے عاجز کر دیا۔ فہم اس کے سامنے سرنگوں ہیں! اور ہر ایک کو اس کی عاجزی کافی ہے۔ وہ ایسا محفوظ راز ہے کہ ہم میں سے جو پہلے سے موجود ہیں نہ وہ اس کو پا سکے اور نہ پہلے شواہد کے باوجود بعد والا اسے پہنچ سکے۔

سو وہ کیسے باعظمت نبی ہیں۔ کائنات پست و بالا کے گلشن ان کے نورِ درخشاں سے جگمگاتے ہیں۔ عالم بالا کے نشانوں کے حوض ان کے روحانی انوار کے فیض سے اُبل رہے ہیں۔ ہر چیز کا انھی سے تعلق ہے اور انھی کی رُوحانیت جاریہ میں گھری ہوئی ہے۔ اگر ہر بالا و پست میں ان کا واسطہ نہ ہو تو جیسے کہا گیا ہے سب کچھ ختم ہو جائے۔ ایسا درُود جو تیرے لائق، تیری طرف سے ان کی طرف ہو۔ نئی مخلوق اور آپ پر جو طویل فیض ہو رہا ہے اس کے تسلسل کے ساتھ مسلسل، اور ایسا سلام، جس کا فیض و فضل اس درُود کے برابر ہو، جیسے آپ اس کے حق دار ہیں، اور آپ کی آل پر جو آسمان بلندی کے سُورج ہیں اور آپ کے صحابہ کرام تابعین اور ان کے پیروکاروں پر۔ الٰہی! وہ تیرے ایسے راز ہیں جو تمام رازوں کے جامع ہیں اور تیرا ایسا نُور ہیں جو تمام انوار سے وسیع ہے اور تیری ایسی دلیل ہیں جو تیری مدد سے، تیری طرف سے تجھ پر دلالت کرنے والے ہیں۔ تیری کائنات کے قافلوں کی تیری طرف قیادت کرنے والے اور تیرا بڑا پردہ ہیں جو تیری خاطر تیرے سامنے کھڑا ہے پس ہر پہنچنے والا انھی کی بارگاہ تک پہنچتا ہے، جو (آگے بڑھنے سے) مانع ہے اور کوئی حیران و سرگردان راہ پا سکتا ہے تو انھی کے انوار ضیا بار سے۔ الٰہی مجھے ان کی نسبت رُوحی سے ملا دے، اور ان کے پاکیزہ حسب کے حقیقت شناس کر دے اور مجھے ان کی ایسی پہچان کرا دے، جس کا نذرانہ میں ان کے حضور پیش کر سکوں، اور میں ان کی تجلی گاہ بن جاؤں۔ جیسے وہ اسے چاہیں اور پسند کریں۔ اور جس کے ذریعے میں ان کی معرفت کے سلسلے

میں جہالت انگیزیوں سے بچ سکوں اور ان کے معارف سے فضل وکرم کے گھاٹ سے سیراب ہوں اور مجھے اپنے لطف کے عمدہ گھوڑوں پر سوار کر۔ اور اپنی مہر و محبت کی سواریوں پر سوار فرما اور مجھے حضور کے سیدھے راستے پر چلا ان کی بارگاہ کی طرف جو تیری پاک بارگاہ سے ملی ہوئی ہے۔ جو آپ کی انسانی خوبیوں سے مزین ہے ایسی سواری جو تیری مدد کے لشکروں سے محفوظ کی گئی ہے۔ تیری کائنات نصرت جن کے ہمراہ ہے، میرے ہاتھوں باطل کی تمام قسموں کو نیست و نابود کر۔ اس کے تمام علاقوں میں اسے مکمل طور پر حق کے ذریعے مٹا دے۔ اور مجھے توحید کی بحر محیط میں غرق کر دے۔ ہر مرکب و بسیط کے ہمراہ۔ اور مجھے مقامات توحید سے فضائے تفرید کی طرف نکال لا جو مطلق و مقید کے اطلاق سے پاک ہے۔ مجھے بحر شہود میں غرق کر دے یہاں تک کہ میں چڑھتے اترتے وقت صرف اسی کو دیکھوں اسی کو سنوں اور اسی کو محسوس کروں جیسے ہے ہمیشہ ویسے ہی رہے گا۔ اور الٰہی! میری روحانی زندگی کا سب سے بڑا پردہ اٹھا دے۔ کہ بات اتنی سی ہے۔ یہ تیری رحمت و شفقت ہے۔ اسی کی روح کو میرے رازِ حقیقت کا ذائقہ و حال بنا دے۔ اور اس کی حقیقت کو حال و کمال کے لحاظ سے میرے تمام احوال و آثار میں نشان بنا دے اور تیرے ہاں جو اس کی حقیقت ہے مجھے اسی کے ساتھ متصف فرما دے۔ اوّل و آخر، ظاہر و باطن کے وجود حقیقی کے صدقے۔ اے اوّل کہ تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں، اے آخر! کہ تیرے بعد کوئی چیز نہیں، اے ظاہر تیرے اوپر کوئی چیز نہیں۔ اے باطن! کہ تیرے سوا کچھ نہیں۔ میری فناء و بقاء میں میری فریاد سن لے۔ جیسے تو نے اپنے بندے

زکریا علیہ السلام کی سُنی اور اپنے حضور مجھے راضی و مرضی (جس سے تو راضی ہو) بنا دے۔ اور اپنی مدد سے، اپنی رضا کے لیے میری مدد فرما۔ کائناتِ جن، انسان و فرشتہ پر۔ اور اپنی تائید سے، اپنے لیے میری تائید فرما۔ ایسے آدمی کی سی تائید جو چلے اور مالک بنے۔ اور جو مالک بنا وہ چلا مجھے اپنی معیّت عطا فرما اور آنکھ سے پردہ ہٹا دے۔ میرے اور اپنے غیر کے درمیان حائل ہو جا اور مجھے اپنی خبر و ٹھکانہ کے اماموں میں شامل کر دے۔ اے اللہ یا اے اللہ! اے اللہ! ۔ اللہ ہی سے ہر کام کی ابتدا ہے اور اسی کی طرف ہر کام لوٹتا ہے۔ اللہ کا وجود لازمی ہے اور جو اس کے ماسوا ہے کچھ نہیں۔" بے شک جس ذات نے (حبیب!) تم پر قرآن نازل فرمایا اور اس کی تعلیم فرض کی وہ تمہیں اصل ٹھکانے کی طرف لوٹانے والا ہے۔" ہر قریب و بعید میں۔ ہر قیام و قعود میں۔" الٰہی اپنی طرف سے ہمیں رحمت عطا فرما۔ اور ہمارے لیے ہمارا اچھا کام آسان فرما دے۔" اور ہم کو ان میں سے کر دے جنہوں نے تجھ سے رہنمائی حاصل کر کے سیدھی راہ اختیار کر لی یہاں تک کہ ہماری نگاہ تجھی پر رہے اور ہمیں حاجت کوئی بھی ہو، تیری ہی طرف چل کر آئے۔ اور ہم کو آیتِ کریمہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ کے بلند درجات پر فائز فرما دے۔ الٰہی پس ہماری طرف سے سرکار پر فاضل تر درود اور کامل تر سلام نازل فرما۔ کہ ہم ان کے بلند مرتبہ کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ اور حضور کے شایانِ شان، عزّت و احترام کا شعور نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں۔ سلام۔ تحفے اور برکتیں ہمارے آقا محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوں۔ جو تیرے

بندے۔ نبی۔ رسول نبیِّ اُمّی ہیں اور ان کی آل اور اصحاب پر، جنت وطاق کی تعداد کے برابر۔ اور ہمارے پروردگار کے مکمل با برکت کلمات کے برابر۔"

یہ درود شریف العربی الدرقاوی رضی اللہ عنہ کا ہے۔ اس کے الفاظ افضل و اکمل ہیں۔ میری کتاب افضل الصلوٰت میں اس میں سیدی عبدالسلام بن مشیش کا درود بھی ملا دیا گیا ہے۔ جو فضل و برکت میں بہت مشہور ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ مرکب سیدی ابوالمواہب الشاذلی رضی اللہ عنہ کا ہے۔

سینتالیسواں درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الرَّحْمَةِ الشَّامِلَةِ - وَالْبَرَكَةِ الْكَامِلَةِ -
جَامِعِ الْحَقَائِقِ وَاَفْضَلِ الْخَلَائِقِ - حَضْرَةِ حَظِيْرَةِ حَظَائِرِ
قُدْسِكَ الْجَامِعِ - وَنُوْرِ اَنْوَارِكَ اللَّامِعِ - وَعَبْدِ عُبُوْدِيَّةِ
مَوْضُوْعِكَ الْمُتَوَاضِعِ - اَلَّذِىْ اَحْضَرْتَهٗ قَبْلَ سَوَابِقِ السَّوَابِقِ -
وَاَلْحَقْتَهٗ بَعْدَ لَوَاحِقِ اللَّوَاحِقِ - وَاَبْقَيْتَهٗ بِكَ وَمَحَقْتَ
عَنْهُ اٰثَارَ الْبَقِيَّةِ - وَنَزَعْتَ مِنْ صَدْرِهٖ غِلَّ الْغُلُوْلِ النَّفْسِيَّةِ -
وَبَشَّرْتَ مِنْهُ بِمُبَاشَرَةِ رُوْحِ الْجَبَرُوْتِ رُعُوْنَاتِ الْبَشَرِيَّةِ
وَرَفَعْتَهٗ اِذْ رَفَعْتَ عَنْهُ بِتَخْلِيْقِ اَخْلَاقِهٖ حِجَابَ الْاَخْلَاقِ
الْخَلْقِيَّةِ - وَجَعَلْتَهٗ مَوْضُوْعًا لِمَحْمُوْلِكَ - وَلَوْحًا حَافِظًا
لِكَلِمَاتِ مَقُوْلِكَ - وَكُرْسِيًّا وَاسِعًا لِمُتَفَرِّقَاتِ مَجْمُوْعِكَ -
وَصَرَّفْتَ قُوَّةَ قُدْرَتِهٖ فِيْ اَمْلَاكِ اَفْلَاكِ الدَّائِرَةِ -
وَاَطْلَعْتَ فِيْ مَطَالِعِ اٰفَاقِهٖ مَصَابِيْحَ كَوَاكِبِ اَنْوَارِهِ
الزَّاهِرَةِ - وَبَسَطْتَ بِسَاطَ بَسْطَتِهٖ قَرَارًا لِقُرَّةِ
الْاَعْيُنِ النَّاظِرَةِ - فَفِيْ جِلَاءِ مِرْاٰةِ رَأْيِهِ الْجَلِيْلِ اُنْجُلِيَ
تَجَلِّيْ جَمَالِهٖ وَجَلَالِهٖ - وَعَلٰى اَعْلٰى تَعَالِيْ هِمَمِ اهْتِمَامِهٖ
مَا طَارَ تَصَوُّرُ صُوْرَةِ كَمَالِهٖ - اَلَّذِيْ جَاوَزْتَ بِهٖ حُزُوْنَ
الْحُزْنِ فَبَاشَرَ الْبُشْرٰى لِاِصَابَةِ الصَّوَابِ - وَاٰمَنْتَ

إِيمَانَ تَمْنَعُهُ مِنَ النَّكْصِ عَلَى الْأَعْقَابِ فِي عِقَابِ الْعِقَابِ۔ وَخَلَصَتْ إِخْلَاصَهُ مِنْ آثَارِ التَّلَفُّتِ لِمَثُوبَاتِ الثَّوَابِ۔ فَلَمْ يَبْقَ عَلَيْهِ بَقِيَّةُ رَيْبٍ۔ وَلَا عُرُوَةُ عَيْبٍ۔ لَا يَأْنَسُ بِالْخَلْقِ۔ وَلَا يَسْتَوْحِشُ مِنَ الْحَقِّ۔ وَلَا تَلْحَظُ لَوَاحِظُ مُلَاحَظَتِهِ عَيْنَ جَمْعِ الْجَمْعِ فِي عَيْنِ الْفَرْقِ۔ الْحَبِيبِ الْأَكْرَمِ۔ وَالْخَلِيلِ الْأَعْظَمِ۔ وَالرُّوحِ الْمُنْعَمِ۔ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى أَبِيهِ إِبْرَاهِيمَ الْخَلِيلِ وَأَخَوَيْهِ مُوسَى الْكَلِيمِ وَعِيسَى الْأَمِينِ وَعَلَى دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ وَعَلَى جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ۔ وَالْأَوْلِيَاءِ وَالصَّالِحِينَ۔ وَالصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ۔ وَالْأَئِمَّةِ وَالْمُقْتَدِينَ۔ وَالْأُمَّةِ الْمُسْلِمِينَ۔ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُونَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ الْغَافِلُونَ وَتَاهَتِ الْعُقُولُ فِي حَضْرَةِ الذَّاتِ۔ وَتَرَوَّحَتِ النُّفُوسُ النَّفِيسَةُ بِالْأَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ۔ وَظَهَرَ شَاهِدُ الْحَقِّ لِلْأَرْوَاحِ۔ وَتَبَدَّلَتِ الذَّاكِرِيَّةُ بِالْمَذْكُورِيَّةِ وَقْتَ حُصُولِ الْفَلَاحِ۔ وَسَلِّمْ تَسْلِيمًا كَثِيرًا۔

الٰہی ! درود و سلام بھیج رحمتِ شاملہ اور برکت کاملہ پر، جو حقیقتوں کے جامع اور مخلوق میں افضل ہیں۔ تیرے خطیرۂ قدس کی جامع بارگاہ، تیرے چمکتے انوار کا نور، تیرے موضوع عبودیت کے کامل، متواضع بندے، جن کو تو نے پہلوں سے پہلے اختیار کیا۔ اور آخر سے آخر کے ساتھ ملایا، اپنی قدرت سے ان کو بقاء دی اور ان کے ذریعے باقی آثار مٹائے۔ ان کے سینہ سے نفسانی میل کچیل دور رکھے اور ان کے ذریعے اور ان کے ساتھ روحِ جبروت کے متعلق کر کے بشری خامیوں کو دور کیا، اور تو

نے ان کے ذریعے فطری کمزوریوں کو دُور فرما کر ان کو بلند تر مرتبہ عطا فرمایا۔ ان کو تُو نے اپنے محمول کا موضوع بنایا، اپنے کلماتِ گفتہ کے لیے ان کو محفوظ تختی بنایا، اپنے بکھرے مجموعے کے لیے وسیع کُرسی بنایا۔ ان کی قوت و قدرت کو تُو نے گردش کُناں افلاک کی عظیم سلطنت میں صرف کیا۔ آفاقِ کائنات کے مطالع پر ان کے انوارِ روشن کے ستارے طلوع کیے۔ جن کی بساطِ قدرت کو تُو نے دیکھنے والی آنکھوں کی ٹھنڈک بنایا۔ سو ان کی جلیل القدر رائے کی روشنی میں ان کے جلال و جمال کی تجلی چمکی۔ ان کی بلند ہمتی کے بلند تر مقام پر انہی کے تصورِ کمال کا پرندہ اُڑ سکتا ہے، وہ جن سے تُو نے غمزدہ کا غم دُور فرمایا، اور وہ اپنے حصُولِ مقصد کے ذریعے خوشی سے ہمکنار رہا تُو نے ان کے ایمان کو ادلنے بدلنے اور اُلٹے پاؤں پھیرنے سے محفوظ کیا اور تُو نے ان کے اخلاص کو اجر و ثواب کی ملاوٹ سے الگ تھلگ رکھا۔ پس نہ تو ان پر کوئی شک کا شائبہ ہے نہ عیب کا امکان۔ نہ مخلوق سے اتنے مانوس کہ حق تعالیٰ سے نا مانوس ہو جائیں، ان کو غور سے دیکھنے والا تمام مخلوق کو فرق سے نہیں یکساں دیکھتا ہے۔ حبیبِ مُکرّم بڑے دوست وہ رُوح جس پر انعام کیا گیا۔ ہمارے آقا مُحمّد صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کے والد ماجد ابراہیم خلیل علیہ السلام پر، اور ان کے بھائیوں مُوسیٰ، عیسیٰ امین، داؤد و سلیمان اور تمام نبیوں رسُولوں پر، صلے اللہ علیہ وعلیہم اجمعین پر، اولیاء و صالحین پر، صحابہ و تابعین پر، آئمہ مقتدین پر، آئمہ مسلمین پر، جب بھی ذکر کرنے والے تیرا ذکر کریں۔ اور جب غافل تیرے ذکر سے غفلت برتیں، اور عقلیں جب تک

تیری بارگاہ ذات میں حیرت زدہ ہیں۔ اور جب تک مبارک نفوس اسماء و صفات سے آرام حاصل کریں۔ حق کا گواہ ارواح کے لیے ظاہر ہے۔ حصول کامیابی پر ذکر کرنے والوں کے ذکر میں تبدیلی آئے۔ اور بہت بہت سلام نازل فرما۔"

یہ درود شریف مسالک الحنفاء کے مؤلف کتاب فرماتے ہیں۔ میں نے اسے اپنے دوست برہان نعمانی سے منسوب اوراد میں دیکھا ہے۔

اڑتالیسواں (۴۸) درود شریف

سیدی عبداللہ بن اسعد الیافعی کا

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ وَتَحِيَّاتُهٗ وَبَرَكَاتُهٗ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ عَدَدَ الشَّفْعِ وَالْوِتْرِ وَكَلِمَاتِ رَبِّنَا التَّامَّاتِ الْمُبَارَكَاتِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ وَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتِمِ النَّبِيِّيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ عَدَدَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ وَعَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ وَزِنَةَ مَا خَلَقَ وَزِنَةَ مَا هُوَ خَالِقٌ وَمِلْءَ مَا خَلَقَ وَمِلْءَ مَا هُوَ خَالِقٌ وَمِلْءَ سَمٰوَاتِهٖ وَمِلْءَ

اَرْضِهٖ وَاَمْثَالَ ذٰلِكَ وَاَضْعَافَ ذٰلِكَ وَعَدَدَ خَلْقِهٖ
وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمُنْتَهٰى رَحْمَتِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ
وَمَبْلَغَ رِضَاهُ حَتّٰى يَرْضٰى وَ اِذَا رَضِيَ وَعَدَدَ
مَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ فِيْمَا مَضٰى وَعَدَدَ مَا هُمْ
ذَاكِرُوْهُ فِيْمَا بَقِيَ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ وَشَهْرٍ وَجُمُعَةٍ وَ
يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ وَسَاعَةٍ مِنَ السَّاعَاتِ وَشَمٍّ وَ نَفَسٍ
وَلَمْحَةٍ وَطَرْفَةٍ مِنَ الْاَبَدِ اِلَى الْاَبَدِ اٰبَدِ الدُّنْيَا
وَاٰبَدِ الْاٰخِرَةِ وَاَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ لَا يَنْقَطِعُ اَوَّلُهٗ
وَلَا يَنْفَدُ اٰخِرُهٗ۔

ترجمہ:۔ بے شک اللہ اور اس کے تمام فرشتے اس غیب کی خبریں دینے والے نبی پر، درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو ان پر درود بھیجو اور خوب خوب سلام۔ اللہ کی رحمتیں، اس کا سلام اور ہدیے اور برکتیں ہمارے آقا محمد پر، جو نبی امّی ہیں۔ اور آپ کی آل و اصحاب پر، جفت و طاق کے عدد کے برابر، اور ہمارے رب کے مکمل بابرکت کلمات کے برابر، پاکی اللہ کو تمام تعریفیں اللہ کے لیے۔ اور کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے، اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ میں خدائے بزرگ سے معافی مانگتا ہوں، اور اللہ بہت بابرکت ہے۔ سب سے اچھا پیدا فرمانے والا، ہمیں اللہ کافی ہے اور بہترین کارساز۔ بدی سے بچنے اور نیکی کرنے کی ہمیں کوئی طاقت نہیں، مگر اللہ کے کرم سے، جو بلند تر، برتر ہے۔ اللہ رحمت نازل فرمائے ہمارے آقا محمد پر جو سلسلہ نبوت کو ختم فرمانے والے ہیں۔ اور آپ کی آل و اصحاب پر۔ جو کچھ خدا نے پیدا کیا اس کی تعداد کے برابر

اور جو پیدا کرنے والا ہے اس کی تعداد کے برابر، جو پیدا کیا اس کے وزن کے برابر اور جو پیدا کرنے والا ہے اس کے وزن کے برابر، جو پیدا کیا اس کے برابر اور جو پیدا فرمائے گا، اس کے برابر۔ اپنے آسمانوں اور زمین کے برابر، اس سب کے برابر، اس سب سے دوگنا چوگنا۔ اپنی مخلوق کی تعداد کے برابر، اپنے عرش کے وزن کے برابر، اپنی رحمت کی آخری حد کے برابر، اپنے کلمات کی سیاہی کے برابر، اپنی رضا کی حد کے برابر یہاں تک کہ راضی ہو جائے۔ اور جب راضی ہو اور گزرے زمانے میں ذکر کرنے والوں کے ذکر کے برابر، اور آئندہ زمانے میں ذکر کرنے والوں کے برابر۔ ہر سال، ہر مہینے، ہر ہفتے، رات، دن اور لمحہ لمحہ، سونگھنے اور سانس لینے کے برابر۔ گھڑی، لحظہ اور آنکھ جھپکنے کے برابر، ابد سے ابد تک دنیا و آخرت کے ابد تک اور اس سے اتنا زیادہ جس کی ابتداء و انتہا کہیں ختم نہ ہو۔"

انچاسواں ۴۹ دُرود شریف

یہ بھی انہی کا ہے

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَحْیِ قَلْبِیْ وَاَمِتْ نَفْسِیْ حَتّٰی اَحْیَا بِكَ حَیَاۃً طَیِّبَۃً فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اِنَّكَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

ترجمہ: اے ہمیشہ زندہ و قائم۔ اے جاہ و عزت والے۔ دُرود بھیج ہمارے

آقا محمدؐ اور ہمارے آقا محمدؐ کی آل پر۔ میرا دل زندہ کر دے میرا نفس مار دے یہاں تک کہ میں تیرے ساتھ دنیا و آخرت کی پاکیزہ زندگی بسر کروں۔ بے شک تو ہر چاہے پر قادر ہے۔"

مسالک الحنفا میں یہ دونوں درود شریف حضرت عبداللہ بن اسعد الیافعی سے نقل کئے ہیں۔ پہلے کے بارے میں فرماتے ہیں اس میں سبحان اللہ والحمد للہ سے تمام عبارت تین بار پڑھو، فرمایا اس کی بڑی فضیلت ہے۔

پچاسواں درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ الَّذِىْ اَشْرَقَتْ بِنُوْرِهِ الظُّلَمُ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ الْمَبْعُوْثِ رَحْمَةً لِكُلِّ الْاُمَمِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ الْمُخْتَارِ لِلسِّيَادَةِ وَالرِّسَالَةِ قَبْلَ خَلْقِ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ الْمَوْصُوْفِ بِاَفْضَلِ الْاَخْلَاقِ وَالشِّيَمِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ الْمَخْصُوْصِ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ۔ وَخَوَاصِّ الْحِكَمِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ الَّذِىْ كَانَ لَا تُنْتَهَكُ فِىْ مَجَالِسِهِ الْحُرَمُ۔ وَلَا يُغْضِىْ عَمَّنْ ظَلَمَ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ الَّذِىْ كَانَ اِذَا مَشٰى تُظَلِّلُهُ الْغَمَامَةُ حَيْثُمَا يَمَّمَ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ الَّذِىْ انْشَقَّ لَهُ الْقَمَرُ وَكَلَّمَهُ الْحَجَرُ وَاَقَرَّ بِرِسَالَتِهٖ وَسَلَّمَ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ الَّذِىْ

اَثْنٰى عَلَيْهِ رَبُّ الْعِزَّةِ فِىْ سَالِفِ الْقِدَمِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ الَّذِىْ صَلّٰى عَلَيْهِ رَبُّنَا فِىْ مُحْكَمِ كِتَابِهٖ وَاَمَرَ اَنْ يُّصَلّٰى عَلَيْهِ وَيُسَلَّمَ۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ مَا انْهَلَّتِ الدِّيَمُ۔ وَمَا جُرَّتْ عَلَى الْمُذْنِبِيْنَ اَذْيَالُ الْكَرَمِ۔ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا وَشَرَّفَ وَكَرَّمَ۔

ترجمہ: الٰہی درُود وسلام بھیج ہمارے آقا محمد پر، جن کے نور سے اندھیرے چمک اُٹھے۔ الٰہی درُود وسلام بھیج ہمارے آقا محمد پر جو سیادت ورسالت کے لیے چُنے گئے۔ لوح وقلم کی پیدائش سے پہلے۔ الٰہی درود وسلام بھیج ہمارے آقا محمد پر، جو اخلاق فاضلہ وعادات کریمہ کے ساتھ موصوف ہیں۔ اے اللہ! درُود وسلام نازل فرما ہمارے آقا محمد پر، جو جامع کلمات اور خصوصی حکمتوں سے مخصوص ہیں۔ اے اللہ درُود وسلام بھیج ہمارے آقا محمد پر، جن کی مجلسوں میں حُرمتیں پامال نہیں ہوتی تھیں اور ظالم (جو کسی پر ظلم کرے) کو چھُوٹ نہیں ملتی تھی۔ اے اللہ درُود وسلام نازل فرما ہمارے آقا محمد پر، جو کہیں بھی چلنے کا ارادہ کرتے تو بادل ان پر سایہ کرتے۔ اے اللہ! درود وسلام نازل فرما، ہمارے آقا محمد پر جن کے لیے چاند ٹکڑے ہُوا۔ جن سے پتھر ہمکلام ہُوئے اور حیوان جن کی رسالت کا اقرار کرتے۔ اے اللہ درود وسلام بھیج ہمارے آقا محمد پر، جن کی تعریف کی رب العزت نے، گذشتہ کتابوں میں۔ اے اللہ! درُود وسلام نازل فرما، ہمارے آقا محمد پر، جن پر پروردگار نے اپنی کتاب محکم میں درُود بھیجا اور درُود وسلام بھیجنے کا حکم دیا۔ اللہ ان پر اور ان کی

آل و اصحاب پر اور ازواج پر درود وسلام نازل فرمائے۔ جب تک دریا بہتے رہیں اور گنہگاروں پر رحمت کی بارش برستی رہے اور انہیں شرف وکرم سے ہمکنار فرماتا رہے۔"

الفاکہانی نے اپنی کتاب "الفجر المنیر فی الصلاۃ علی البشیر النذیر" میں فرمایا،

جب ہم مدینہ منورہ کے قریب پہنچے اس شہر میں رہنے والے آقا پر افضل درود وسلام ہو۔ مجھے یہ درود شریف الہام ہوا۔ جسے پوری جماعت نے لکھا اور حفظ کر لیا۔ پھر مجھے بتایا کہ بعض مالکی طلبہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ درود شریف پڑھ رہے ہیں۔ یہ بات مسالک وغیرہ کتابوں میں مذکور ہے۔

اکاون واں درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَبِيِّكَ وَ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِكَ وَعَلٰى جَمِيْعِ اَنْبِيَائِكَ وَاَصْفِيَائِكَ مِنْ اَهْلِ اَرْضِكَ وَ سَمَائِكَ عَدَدَ خَلْقِكَ وَرِضَا نَفْسِكَ وَزِنَةَ عَرْشِكَ وَمِدَادَ كَلِمَاتِكَ وَمُنْتَهٰى عِلْمِكَ وَزِنَةَ جَمِيْعِ مَخْلُوْقَاتِكَ صَلٰوةً مُكَرَّرَةً اَبَدًا عَدَدَ مَا اَحْصٰى عِلْمُكَ وَمِلْءَ مَا اَحْصٰى عِلْمُكَ وَ اَضْعَافَ مَا اَحْصٰى عِلْمُكَ صَلٰوةً تَزِيْدُ وَتَفُوْقُ وَتَفْضُلُ صَلٰوةَ الْمُصَلِّيْنَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْخَلْقِ اَجْمَعِيْنَ كَفَضْلِكَ عَلٰى جَمِيْعِ خَلْقِكَ ۔

ترجمہ: اے اللہ! درود بھیج ہمارے آقا محمد پر، جو تیرے نبی ہیں اور اپنے خلیل ابراہیم پر اور اپنے تمام نبیوں اور پاکوں پر، خواہ زمین پر ہوں یا آسمان پر

اپنی مخلوق کے برابر، اپنی رضا کے برابر، اپنے عرش کے وزن کے برابر اپنے کلمات کی سیاہی کے برابر۔ اپنے علم کی وسعت کے برابر۔ اپنی تمام مخلوق کے وزن کے برابر۔ ایسا درُود جو ہمیشہ اور بار بار نازل ہو، تیری معلومات کے برابر، تیرے علم بھر، تیری معلومات سے دونا چونا۔ ایسا درُود جو تیری تمام مخلوق کے اس درُود سے بڑھ کر ہو، جو حضور پر بھیجتی ہے۔ جیسے تیری فضیلت تیری تمام مخلوق پر"۔

یہ درُود شریف میں نے کمال بلاغت کی بنا پر "دلائل الخیرات" سے نقل کیا ہے۔ مقصود یہ ہے کہ اس کی بلاغت کی طرح اس کی فضیلت بھی بہت زیادہ ہے۔ ورنہ اللہ کی اپنی مخلوق پر جو فضیلت ہے نہ اس کی حد ہے نہ اس کو کسی اور پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔

باونؔواں درُود شریف

شیخ السنوسی کا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ قَائِدِ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ السَّيِّدِ الْكَامِلِ الْفَاتِحِ الْخَاتِمِ الْحَبِيْبِ الشَّفِيْعِ الرَّؤُوْفِ الرَّحِيْمِ الصَّادِقِ الْاَمِيْنِ السَّابِقِ لِلْخَلْقِ نُوْرُهٗ۔ وَرَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِيْنَ ظُهُوْرُهٗ۔ عَدَدَ مَنْ مَضٰى مِنْ خَلْقِكَ وَمَنْ بَقِيَ۔ وَمَنْ سَعِدَ مِنْهُمْ وَمَنْ شَقِيَ۔ صَلَاةً تَسْتَغْرِقُ الْعَدَّ۔ وَتُحِيْطُ بِالْحَدِّ۔ صَلَاةً لَا غَايَةَ لَهَا وَلَا مُنْتَهٰى وَلَا

انْقِضَاءَ صَلَاةً دَائِمَةً بِدَوَامِكَ بَاقِيَةً بِبَقَائِكَ وَعَلٰى
آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ وَاَصْهَارِهٖ وَاَنْصَارِهٖ
وَسَلِّمْ تَسْلِيمًا مِثْلَ ذٰلِكَ وَاَجْرِيَا مَوْلَانَا خَفِيَّ لُطْفِكَ
فِيْ اُمُوْرِنَا كُلِّهَا وَاُمُوْرِ الْمُسْلِمِيْنَ -

ترجمہ: "اے اللہ! درود بھیج ہمارے آقا و نبی و مولا محمد پر، جو پہلے پچھلوں کے سردار ہیں۔ (قیامت کے دن) چمکتی پیشانیوں اور چمکتے ہاتھ پاؤں والوں (مسلمانوں) کے قائد ہیں۔ سردار کامل کائنات کا افتتاح کرنے والے اور سلسلۂ نبوت کو ختم کرنے والے، حبیبِ خدا، شفاعت کرنے والے، شفقت فرمانے والے مہربان، سچے، امانت دار، جن کا نور مخلوق سے پہلے موجود تھا۔ تمام کائنات کے لیے رحمت بن کر ظہور ہوا۔ تیری گذشتہ اور آئندہ مخلوق کی تعداد کے برابر، نیک بخت و بدبخت کے برابر، ایسا درود جو عدد (گنتی) کو ختم کر دے، حد کا احاطہ کرے۔ بے انتہا درود جو کبھی ختم نہ ہو، ایسا درود جو تیرے دوام کے ساتھ دائمی اور تیری بقا کے ساتھ باقی ہو۔ آپ کی آل آپ کے اصحاب، آپ کی بیویوں، آپ کی اولاد، آپ کے سسرال، داماد اور آپ کے مددگاروں پر۔ اور خوب خوب سلام ویسے ہی۔ اے مولیٰ ہمارے اور تمام مسلمانوں کے معاملات میں اپنا پوشیدہ لطف و کرم جاری وساری فرما دے"

یہ درود کتاب "کنوز الاسرار" میں ذکر فرمایا اور اس کی فضیلت کے سلسلہ میں فرمایا، میں نے اپنے شیخ العیاشی کے ہاتھ کی یہ تحریر دیکھی ہے۔ فقیہ ابوسامہ الدکالی رحمۃ اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص جو فاقہ کش تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت

سے درود وسلام بھیجا کرتا تھا۔ اس پر بہت قرض ہوگیا۔ خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت ہوئی، تو اس نے فقر وفاقہ کی شکایت کی، آپ نے اُسے شیخ سیدی محمد السنوسی کی خدمت میں بھیجا کہ وہ اس کا قرض اتاریں۔ یہ قرض ایک ہزار اوقیہ تھا۔ اس بات کا ثبوت کہ واقعی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو بھیجا ہے سرکار نے فرمایا شیخ محمد سنوسی سے کہنا تم سونے سے پہلے روزانہ مجھ پر ایک لاکھ بار درود وسلام بھیجتے ہو، بیدار ہوکر وہ شخص شیخ محمد سنوسی کے پاس گیا اور تمام بات بیان کی، انہوں نے بغیر حیل وحجت اسے ایک ہزار اوقیہ دیا۔ اس شخص نے اللہ کا واسطہ دے کر شیخ سے پوچھا کہ آپ اتنی تعداد میں ہر رات درود شریف کیسے پڑھ لیتے ہیں۔ اور یہ کیونکر ممکن ہے؟ میں تو ہر رات ایک ہزار کے متعلق محوِ حیرت ہوں۔ شیخ نے آزماتے ہوئے فرمایا، اگر یہ بات سمجھنا چاہتے ہو تو ایک ہزار اوقیہ واپس کرو۔ اس شخص نے ہزار اوقیہ واپس کردیا۔ شیخ نے کہا، اللہ تمہیں برکت دے، جو رقم حضور علیہ السلام نے تمہیں دینے کا مجھے حکم دیا، میں اُسے کیسے واپس لے سکتا ہوں۔ میں تو محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں تمہیں آزمانا چاہتا تھا۔ میں ہر رات یہ درود شریف سو بار پڑھا کرتا تھا الخ"

میں کہتا ہوں "افضل الصلوٰت" میں یہ درود شریف اکتیسویں نمبر پر ہے۔ جس کے اول وآخر میں چند مفید اضافے بھی ہیں۔ اسی لیے میں نے اس کتاب میں اسے الگ تھلگ ذکر کیا ہے۔ وہاں میں نے مذکورہ بالا فائدے کے علاوہ دیگر فوائد بھی ذکر کئے ہیں۔

جلد اول ختم